

PDFBOOKSFREE.PK

# صَحْفَةِ جَنَاحِي

لَهُ زَوْجٌ فَيَقُولُ لَهُ مَنْ يَرْتَدُكُمْ إِلَى دِرْبِكُمْ  
جَنَاحٌ لَّا يَأْخُذُكُمْ إِلَّا مَا تَأْتِي بِهِ جَنَاحٌ

حَرَثٌ وَالْمُخْتَرُ دَارُورًا زَرْ

مَرْكُونٌ فَيَقُولُ لَهُمْ قَدْرَتُكُمْ

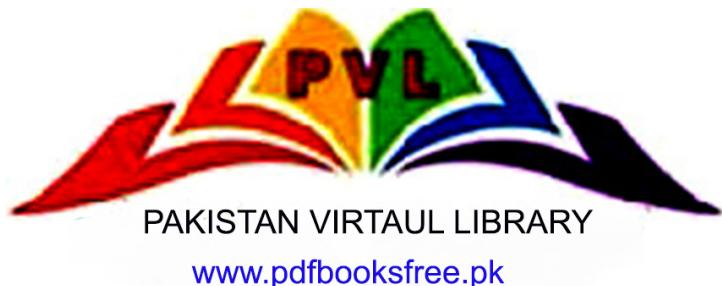


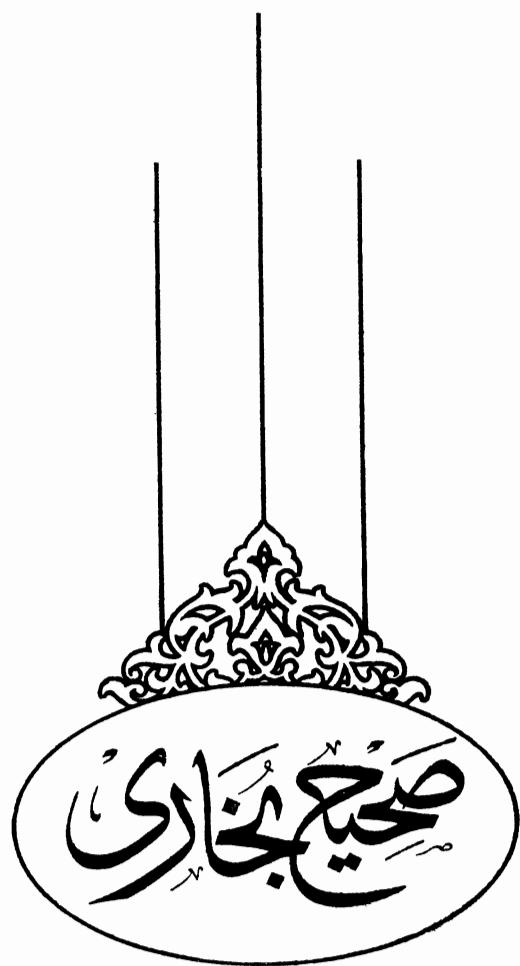
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# اے کچھ ضروری گزارش!

معزز قارئین کرام! اس کتاب کو عام قاری کے مطالعہ، امتِ مسلمہ کی راہنمائی اور ثوابِ دارین کے خاطر پاکستان ورچوں کی لابیریری پر شائع کر رہا ہو۔ اگر آپ کو میری یہ کاوش پسند آئی ہے یا آپ کو اس کتاب کے مطالعے سے کوئی راہنمائی ملی ہے تو بارے مہربانی میرے اور میرے والدین کی بخشش کے لئے اللہ رب العزت سے دعا ضرور کیجئے گا۔ شکریہ

طالبِ دعا سعید خان





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ

# صَحْيَجْ بَنْجَارِي

جلد سوم

الْعَبْرُ الْمُوْتَبِعُ فِي الْأَدِبِ سَيِّدُ الْفَقِيرَاءِ

حَسَنُ الْإِيمَانِ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ سَمَاعِيلِ بَنْجَارِي

ترجمہ و تشریح

حضرت مولانا محمد داود راز

نظر ثانی

حضرت العلام مولانا عبد السلام سعید

مرکزی جمیعت اہل حدیث ہند

جملہ حقوق بحق مرکزی جمیعت اہل حدیث ہند محفوظ @



سچ بخاری شریف	:	نام کتاب
حضرت مولانا علامہ محمد داؤد راز رحمہ اللہ	:	مترجم
مرکزی جمیعت اہل حدیث ہند	:	ناشر
۲۰۰۳ء	:	من اشاعت
۱۰۰۰	:	تعداد اشاعت
	:	قیمت

### ملنے کے پتے

- ۱۔ مکتبہ ترجمان ۳۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی - ۱۱۰۰۰۶
- ۲۔ مکتبہ سلفیہ، جامعہ سلفیہ بنارس، رویری تالاب، وارانسی
- ۳۔ مکتبہ نوائے اسلام، ۱۱۲۲ اے، چاہ رہب جامع مسجد، دہلی
- ۴۔ مکتبہ مسلم، جمیعت منزل، بر براشاہ سری گنگر، کشمیر
- ۵۔ حدیث پبلیکیشن، چارینا مسجد روڈ، بنگلور - ۵۶۰۰۵۱
- ۶۔ مکتبہ نعیمیہ، صدر بازار مکونات ٹھکن، یوپی

## فہرست مضمائیں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۷	گائے اونٹ وغیرہ قربانی کے جانوروں کے قلادے.....	۲۱	منی میں نماز پڑھنے کا بیان
۳۸	قربانی کے جانور کا اشعار کرنا	۲۲	عرفہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان
۳۸	اس کے بارے میں جس نے اپنے ہاتھ سے قلامد پہنائے	۲۳	صحیح کے وقت منی سے عرفات جاتے ہوئے.....
۳۹	بکریوں کو ہار پہنانے کا بیان	۲۴	عرفات کے دن عین گرمی میں.....
۵۰	اون کے ہار بینا	۲۵	عرفات میں جانور پر سوار ہو کرو تو قوف کرنا
۵۱	جو توں کا ہار ڈالنا	۲۵	عرفات میں دو نمازوں کو ملا کر پڑھنا
۵۱	قربانی کے جانوروں کے لئے جموں کا ہوتا	۲۶	میدان عرفات میں خطبہ مختصر پڑھنا
۵۲	اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی ہدی راستہ میں.....	۲۷	میدان عرفات میں تکہر نے کا بیان
۵۳	کسی آدمی کا اپنی بیویوں کی طرف سے ان کی اجازت.....	۲۸	عرفات سے لوٹتے وقت کس چال سے پڑھنا
۵۳	منی میں نبی کریم ﷺ نے جہاں خمر کیا وہاں خمر کرنا	۲۹	عرفات اور مزدلفہ کے درمیان اترنا
۵۵	اپنے ہاتھ سے خمر کرنا	۳۱	عرفات سے لوٹتے وقت سکون کی بدایت
۵۵	اونٹ کو باندھ کر خمر کرنا	۳۱	مزدلفہ میں دو نمازوں ایک ساتھ ملا کر پڑھنا
۵۶	اوٹوں کو کھڑا کر کے خمر کرنا	۳۳	جس نے کہا کہ ہر نماز کے لیے اذان.....
۵۷	قصاب کو مزدوروی میں قربانی.....	۳۲	عورتوں اور بچوں کو مزدلفہ کی رات میں.....
۵۷	قربانی کی کھال خیرات کر دی جائے گی	۳۷	جنگ کی نماز مزدلفہ میں پڑھنا
۵۸	قربانی کے جانوروں کے جھوول بھی صدقہ کر دیجے جائیں	۳۸	مزدلفہ سے کاف چلا جائے؟
۵۹	سورہ حجج کی ایک آیت کی تفسیر	۳۹	دسویں تاریخ حجج تو عکبر اور لمیک کہتے رہنا.....
۵۹	قربانی کے جانوروں میں سے کیا کھائیں.....	۴۰	سورہ بقرہ کی ایک آیت کی تفسیر
۶۰	سر منڈانے سے پلے ذبح کرنا	۴۱	قربانی کے جانور پر سوار ہو ناجائز ہے
۶۳	اس کے متعلق جس نے احرام کے وقت سر کے بالوں کو.....	۴۳	اس شخص کے بارے میں جو اپنے ساتھ قربانی کا.....
۶۳	احرام کھولتے وقت بال منڈوانا یا ترشوانا	۴۴	اس شخص کے بارے میں جس نے قربانی کا جانور.....
۶۶	تحتع کرنے والا عمرہ کے بعد بال ترشوانے	۴۵	جس نے ذوال الحجه میں اشعار کیا.....

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۹	حج کے بعد عمرہ کرنا اور قربانی نہ دینا	۶۷	دسویں تاریخ میں طواف الزیارت کرنا
۹۹	عمرہ میں جتنی تکلیف ہوتا ہی نو اُناب ہے	۶۸	کسی نے شام تک رنی نہ کی.....
۱۰۰	عمرہ کرنے والا عمرہ کا طواف کر کے مکہ سے چل دے.....	۶۹	جرہ کے پاس سوارہ کر لوگوں کو مسئلہ بتانا
۱۰۱	عمرہ میں ان ہی کاموں کا پر ہیز ہے.....	۷۰	منی کے دنوں میں خطبہ سنانا
۱۰۳	عمرہ کرنے والا حرام سے کب نکلتا ہے؟	۷۲	منی کی راتوں میں جو لوگ مکہ میں پانی پلاتے ہیں.....
۱۰۵	حج، عمرہ یا چہاد سے واپسی پر کیا دعا پڑھی جائے؟	۷۵	انکریاں مارنے کا بیان
۱۰۶	مکہ آنے والے حاجیوں کا استقبال کرنا.....	۷۶	رمی جمار وادی کے نشیب سے کرنے کا بیان
۱۰۶	مسافر کا اپنے گھر میں صح کے وقت آنا	۷۶	رمی جمار سات انکریاں سے کرنा.....
۱۰۷	شام میں گھر کو آنا	۷۷	اس بیان میں کہ (حاجی کو) ہر انکری مارتے وقت.....
۱۰۷	آدمی جب اپنے شہر میں پہنچ تو گھر میں رات میں شہ جائے	۷۸	اس کے متعلق جس نے جرہ عقبہ کی ری کی.....
۱۰۷	جس نے مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ کر اپنی سواری تیز کر دی	۷۸	جب حاجی دونوں مجردوں کی ری کرچکے.....
۱۰۸	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ گھروں میں دروازوں سے.....	۷۹	پہلے اور دوسرے جرہ کے پاس جا کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا
۱۰۹	سفر بھی گواہ ایک قسم کا عذاب ہے۔	۸۳	رمی جمار کے بعد خوشبو لگانا.....
۱۱۰	مسافر جب جلد چلنے کی کوشش کر رہا ہو.....	۸۳	طواف وداع کا بیان
۱۱۱	محرم کے رو کے جانے اور شکار کا بدله دینے کے بیان میں	۸۳	اگر طواف افاضہ کے بعد عورت حاضر ہو جائے۔
۱۱۱	اگر عمرہ کرنے والے کو راستے میں روک دیا گیا؟	۸۷	اس کے متعلق جس نے روگی کے دن عصر کی نماز.....
۱۱۲	حج سے روکے جانے کا بیان	۸۷	وادی محسب کا بیان
۱۱۳	رک جانے کے وقت سر منڈانے سے پہلے قربانی کرنا	۸۸	مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ذی طوی.....
۱۱۵	جس نے کہا کہ روکے گئے شخص پر قضاء ضروری نہیں	۸۹	اس سے متعلق جس نے مکہ سے واپس ہوتے ہوئے.....
۱۱۷	ایک آیت شریفہ کی تفسیر	۸۹	زمانہ حج میں تجارت کرنا.....
۱۱۷	صدق سے مراد چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا	۹۰	آرام لینے کے بعد وادی محسب سے آخری رات میں چل دینا
۱۱۸	福德یہ میں ہر فقیر کو آدھا صاع غلہ دینا		
۱۱۹	قرآن مجید میں نسک سے مراد بکری ہے		
۱۲۰	سورہ بقرہ میں اللہ کا یہ فرمانا کہ حج میں شہوت.....	۹۱	عمرہ کا وحوب اور اس کی فضیلت
۱۲۰	اللہ تعالیٰ کا سورہ بقرہ میں فرمانا کہ حج میں لگاہ اور.....	۹۲	اس شخص کا بیان جس نے حج سے پہلے عمرہ کیا
۱۲۱	اللہ کا یہ فرمانا سورہ مائدہ میں کہ حرام کی حالت.....	۹۳	نبی کریم ﷺ نے کتنے عمرے کے ہیں.....
۱۲۱	اگر بے حرام والا شکار کرے.....	۹۵	رمضان میں عمرہ کرنے کا بیان
۱۲۳	حرام والے لوگ شکار دیکھ کر رہیں دیں.....	۹۶	محسب کی رات عمرہ کرنا.....
۱۲۳	شکار کرنے میں حرام والا غیر محروم کی کچھ بھی مدد نہ کرے	۹۷	سعیم سے عمرہ کرنا

## کتاب العمرة

عمرہ کا وحوب اور اس کی فضیلت  
اس شخص کا بیان جس نے حج سے پہلے عمرہ کیا  
نبی کریم ﷺ نے کتنے عمرے کے ہیں.....  
رمضان میں عمرہ کرنے کا بیان  
محسب کی رات عمرہ کرنا.....  
سعیم سے عمرہ کرنا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵۹	جو شخص مدینہ سے نفرت کرے	۱۲۵	غیر حرم کے شکار کرنے کے لئے.....
۱۶۰	اس بارے میں کہ ایمان مدینہ کی طرف سمت آئے گا	۱۲۶	اگر کسی نے حرم کے لیے زندہ گور خرخند بھیجا ہو.....
۱۶۰	جو شخص مدینہ والوں کو ستانا چاہے	۱۲۶	احرام والا کون کون سے جانور مار سکتا ہے
۱۶۰	مدینہ کے محلوں کا بیان	۱۲۹	اس بیان میں کہ حرم شریف کے درخت نہ کائے جائیں
۱۶۱	دجال مدینہ میں نہیں آکے گا	۱۳۰	حرم کے شکار بائکے نہ جائیں
۱۶۳	مدینہ برے آدمی کو نکال دیتا ہے	۱۳۱	اکد میں لڑنا جائز نہیں ہے
۱۶۳	مدینہ کا ویران کرتا ہی نبی اکرم ﷺ کو ناگوار تھا	۱۳۲	حرم کا پچھنا لگوانا کیسا ہے؟
	كتاب الصيام	۱۳۵	حرم نکاح کر سکتا ہے
۱۶۹	رمضان کے روزوں کی فرضیت کا بیان	۱۳۷	احرام والے مرد اور عورت کو خوشبو گناہ منع ہے
۱۷۰	روزہ کی فضیلت کا بیان	۱۳۸	حرم کو عمل کرنا کیسا ہے؟
۱۷۱	روزہ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے	۱۳۹	حرم کو جب جو تیاں نہ ملیں.....
۱۷۱	روزہ داروں کے لئے بیان (نامی دروازہ).....	۱۳۹	جس کے پاس تہبین نہ ہو تو وہ پاجامہ پہن سکتا ہے
۱۷۳	رمضان کہا جائے یا ماہ رمضان	۱۴۰	حرم کا بتھیار بند ہونا درست ہے
۱۷۳	جو شخص رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ .....	۱۴۱	حرم اور عکاء شریف میں بغیر احرام کے داخل ہونا
۱۷۵	نبی کریم ﷺ رمضان میں سب سے زیادہ محاذات .....	۱۴۲	اگر راتا قیمت سے کوئی کرتہ پہنچے ہوئے احرام باندھے
۱۷۵	جو شخص رمضان میں جھوٹ بولنا.....	۱۴۲	اگر حرم عرفات میں مر جائے
۱۷۶	کوئی روزہ دار کو اگر گالی دے.....	۱۴۳	جب حرم وفات پا جائے تو اس کا کفن دفن.....
۱۷۶	جو مجرد ہوا روز نہ سے ڈرے تو وہ روزہ رکھے	۱۴۳	میت کی طرف سے حج اور نذر ادا کرنا.....
۱۷۷	نبی کریم ﷺ کا ارشاد جب تم (رمضان کا) چاند.....	۱۴۳	اس کی طرف سے حج بدل جس میں.....
۱۷۹	عید کے دونوں میں کم کم نہیں ہوتے	۱۴۵	عورت کامرد کی طرف سے حج کرنا
۱۸۰	نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ ہم لوگ حساب کتاب.....	۱۴۷	پچھوں کا حج کرنا
۱۸۰	رمضان سے ایک یادو دن پہلے.....	۱۴۹	عورتوں کا حج کرنا
۱۸۱	سورہ بقرہ کی ایک آیت کی تفسیر		اگر کسی نے کعبہ تک پیدل سفر کرنے کی منت مانی
۱۸۲	اللہ تعالیٰ کافر ماتاکہ حری کھاؤ صبح کی سفید دھاری تک .....		كتاب فضائل المدينة
۱۸۲	نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ بالاں کی اذان تمہیں حری کھانے .....	۱۵۰	مدینہ کے حرم کا بیان
۱۸۳	حری کھانے میں در کرنا	۱۵۷	مدینہ کی فضیلت
۱۸۳	حری اور بُر کی نماز میں کتنا فاصلہ ہو تا تھا	۱۵۸	مدینہ کا ایک نام طاہب بھی ہے
۱۸۵	حری کھانا مستحب ہے واجب نہیں ہے	۱۵۸	مدینہ کے دونوں پتھر یہ میدان

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۱۹	نبی کریم ﷺ کے روزہ رکھنے .....	۱۸۵	اگر کوئی شخص روزے کی نیت دن میں کرے .....
۲۲۰	مہمان کی خاطر سے نفل روزہ نہ رکھنا	۱۸۶	روزہ دار صبح کو جنابت میں اٹھے تو کیا حکم ہے
۲۲۰	روزہ میں جسم کا حن	۱۸۸	روزہ دار کا پنی بیوی سے مباشرت .....
۲۲۱	بیوی شر روزہ رکھنا	۱۸۸	روزہ دار کا روزے کی حالت میں .....
۲۲۲	روزہ میں بیوی اور بال بچوں کا حن	۱۸۹	روزہ دار کا غسل کرنا جائز ہے
۲۲۳	ایک دن روزہ اور ایک دن اظہار کا بیان	۱۹۰	اگر روزہ دار بھول کر کھانی لے تو روزہ نہیں جاتا
۲۲۴	حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ	۱۹۱	روزہ دار کے لئے تریاں کل مساوں .....
۲۲۵	ایام بیض کے روزے	۱۹۲	نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ جب کوئی وضو کرے تو ناک .....
۲۲۶	جو شخص کسی کے ہاں بطور مہمان ملاقات کے لیے گیا .....	۱۹۳	اگر کسی نے رمضان میں قصداً جماع کیا
۲۲۷	مینے کے آخر میں روزہ رکھنا	۱۹۴	روزہ دار کا چچنا لگوانا اور قے کرنا کیسا ہے
۲۲۸	بحد کے دن روزہ رکھنا	۱۹۷	سفر میں روزہ رکھنا اور افطار کرنا
۲۳۰	روزہ کے لئے کوئی دن مقرر کرنا	۱۹۹	جب رمذان میں کچھ روزے رکھ کر کوئی سفر کرے
۲۳۰	عرفہ کے دن روزہ رکھنا	۲۰۰	سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے
۲۳۱	عید الفطر کے دن روزہ رکھنا	۲۰۱	اصحاب کرام (سفر میں) روزہ رکھتے بھی اور نہ بھی رکھتے
۲۳۲	عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنا	۲۰۱	سفر میں لوگوں کو دکھا کر روزہ افطار کر ڈالنا
۲۳۵	ایام تشریق کے روزے رکھنا	۲۰۲	سورہ بقرہ کی آیت کی تفسیر
۲۳۶	اس باریے میں کہ عاشوراء کے دن کا روزہ کیسا ہے	۲۰۳	رمذان کے قضاڑ دے کب رکھے جائیں
<b>کتاب صلوٰۃ التراویح</b>			
۲۳۹	رمذان میں تراویح پڑھنے کی فضیلت	۲۰۵	جیسیں والی عورت نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ کے
<b>کتاب لیلۃ القدر</b>			
۲۴۲	شب قدر کی فضیلت	۲۰۷	اگر کوئی شخص روزہ رکھنے اور اس کے ذمہ روزے ہوں
۲۴۵	شب قدر کو رمذان کی آخری طاق راتوں میں .....	۲۰۸	روزہ کو نہ میں جلدی کرنا
۲۵۱	رمذان کے آخری عشرہ میں زیادہ محنت کرنا	۲۱۰	ایک شخص نے سورج غروب سمجھ کر روزہ بھول لیا
<b>کتاب الاعتكاف</b>			
۲۵۱	رمذان کے آخری عشرہ میں اعتكاف کرنا	۲۱۱	بھوکوں کے روزہ رکھنے کا بیان
۲۵۳	اگر جیسی والی عورت .....	۲۱۲	پچوں کے درپے طاک رکھنے کا
ماہ شعبان میں روزہ رکھنے کا بیان			

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۸۱	سورہ جمہ کی آیت کی تعریج	۲۵۳	اعتكاف والا بے ضرورت گھر میں نہ جائے
۲۸۲	اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ اپنی پاک کمائی سے خرچ کرو	۲۵۳	اعتكاف والاسر یا بد دھو سکتا ہے
۲۸۳	جور و زی میں کشاورگی چاہتا ہو.....	۲۵۵	صرف رات بھر کے لیے اعتكاف کرنا
۲۸۴	بی کریم علیہ السلام کا ادھار خریدنا	۲۵۵	عورتوں کا اعتكاف کرنا
۲۸۵	انسان کا کام ادا اور اپنے باتوں سے محنت کرنا	۲۵۶	مسجدوں میں خیسے لگانا
۲۸۷	خرید و فروخت کے وقت زری.....	۲۵۷	کیا مختلف اپنی ضرورت کے لیے مسجد کے دروازے .....
۲۸۷	جو شخص بالدار کو مہلت دے	۲۵۷	اعتكاف نبوی کا بیان
۲۸۸	جس نے کسی بھت دست کو مہلت دی.....	۲۵۸	کیا مستحکمہ عورت اعتكاف کر سکتی ہے ؟
۲۸۸	جب خریدنے والے اور بیچنے والے دونوں صاف.....	۲۵۹	عورت اعتكاف کی حالت میں .....
۲۹۰	مختلف قسم کی سبھور ملا کر بیچنا.....	۲۶۰	اعتكاف والا اپنے اوپر سے کسی بد گمانی .....
۲۹۰	گوشت بیچنے والے	۲۶۱	اعتكاف سے صحیح کے وقت باہر آنا
۲۹۱	بیچنے میں جھوٹ بولنے اور.....	۲۶۲	شوال میں اعتكاف کرنے کا بیان
۲۹۱	سود کی نہ مت کا بیان	۲۶۲	اعتكاف کے لئے روزہ ضروری نہ ہونا
۲۹۲	سود کھانے والا اور اس پر گواہ.....	۲۶۳	اگر کسی نے جاہلیت میں اعتكاف کی نذر مانی .....
۲۹۳	سود کھلانے والے گناہ	۲۶۳	رمضان کے درمیانی عشرہ میں .....
۲۹۳	اللہ سود کو مٹا دیتا ہے.....	۲۶۳	اعتكاف کا قصد کیا لیکن پھر .....
۲۹۵	خرید و فروخت میں قسم کھانا کروہ ہے	۲۶۵	اعتكاف والاسر دھونے کے لئے .....
۲۹۶	سناروں کا بیان		
۲۹۷	کارگروں اور لوہاروں کا بیان		
۲۹۸	درزی کا بیان	۲۶۶	سورہ جمہ کی ایک آیت کی تعریج
۲۹۹	کپڑا بننے والے کا بیان	۲۷۱	حلال کھلانا ہے اور حرام بھی .....
۳۰۰	بڑھتی کا بیان	۲۷۲	ملتی جلتی چیزیں یعنی شبہ والے .....
۳۰۱	اپنی ضرورت کی چیزیں ہر آدمی خود .....	۲۷۵	مشتبہ چیزوں سے پرہیز کرنا .....
۳۰۲	چوپالیے جانوروں کی تجارت	۲۷۶	دل میں وسوسہ آنے سے شبہ نہ کرنا چاہئے .....
۳۰۳	جاہلیت کے بازاروں کا بیان	۲۷۷	سورہ جمہ میں فرمان الہی
۳۰۴	بیمار یا خارشی اونٹ خریدنا	۲۷۸	جور و پیہ کمانے میں حلال یا حرام کی پرواہ نہ کرے .....
۳۰۵	جب مسلمانوں میں آپس میں فساد نہ ہو.....	۲۷۸	خُنکی میں تجارت کرنے کا بیان
۳۰۵	عطر بیچنے والوں اور ملک بیچنے کا بیان	۲۸۰	تجارت کے لیے گھرے باہر لکھنا
۳۰۶	چمچنا گانے والے کا بیان	۲۸۰	سمدر میں تجارت کرنے کا بیان

## کتاب البيوع

سورہ جمہ کی ایک آیت کی تعریج  
حلال کھلانا ہے اور حرام بھی .....

ملتی جلتی چیزیں یعنی شبہ والے .....  
مشتبہ چیزوں سے پرہیز کرنا .....

دل میں وسوسہ آنے سے شبہ نہ کرنا چاہئے .....  
سورہ جمہ میں فرمان الہی

جور و پیہ کمانے میں حلال یا حرام کی پرواہ نہ کرے .....

خُنکی میں تجارت کرنے کا بیان

تجارت کے لیے گھرے باہر لکھنا

سمدر میں تجارت کرنے کا بیان

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۲۲	اگر کسی نے بیچ میں ناجائز شرطیں لگائیں	۳۰۷	ان چیزوں کی سوداًگری جن کا پہننا.....
۳۲۳	بھجور کو بھجور کے بدلتے میں بیچنا	۳۰۸	سامان کے مالک کو قیمت کہنے کا زیادہ حق ہے
۳۲۴	منقیٰ کو منقیٰ کے اور انماج کو انماج کے بدلتے بیچنا	۳۰۹	اگر باعث یا مشتری .....
۳۲۵	جو کے بدلتے جو کی بیچ کا.....	۳۱۰	جب تک خریدنے اور بیچنے والے جدا.....
۳۲۵	سوئے کو سونے کے بدلتے بیچنا	۳۱۵	خرید و فروخت میں دھوکہ دینا مکروہ ہے
۳۲۶	چاندی کو چاندی کے بدلتے میں بیچنا	۳۱۵	بازاروں کا بیان
۳۲۶	اشرفتی کو اشرفتی کے بدلتے ادھار بیچنا	۳۱۸	بازار میں شور و غل مچانا مکروہ ہے
۳۲۸	چاندی کو سونے کے بدلتے ادھار بیچنا	۳۱۹	تاپ توں کرنے والے کی مزدوری.....
۳۲۹	بیچ مزابند کا بیان	۳۲۱	انماج کا تاپ توں کرنا مستحب ہے
۳۵۲	درخت پر پھل سونے اور چاندی کے بدلتے بیچنا	۳۲۱	نبی کریم ﷺ کے صاع اور مد کی برکت کا بیان
۳۵۳	عریتی کی تفسیر کا بیان	۳۲۲	انماج کا بیچنا اور احکام کرنا
۳۵۵	پھلوں کی پختگی معلوم ہونے سے پہلے.....	۳۲۲	غلہ کو اپنے قبضے میں لینے سے پہلے.....
۳۵۷	جب تک بھجور پختہ نہ ہو.....	۳۲۵	جو شخص غلے کاڈھیر.....
۳۵۸	اگر کسی نے پختہ ہونے سے پہلے ہی.....	۳۲۵	اگر کسی شخص نے کچھ اسباب یا.....
۳۵۹	انماج ادھار خریدنا	۳۲۶	کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی
۳۵۹	اگر کوئی شخص خراب بھجور کے بدلتے میں اچھی بھجور.....	۳۲۸	نیلام کرنے کا بیان
۳۶۰	جس نے پیوند لگائی ہوئی بھجوریں.....	۳۲۹	بخش یعنی دھوکہ دینے کے لئے قیمت بڑھانا.....
۳۶۲	کھٹتی کا انماج جواہی درختوں پر ہو.....	۳۳۰	دھوکے کی بیچ اور حمل کی بیچ.....
۳۶۲	بھجور کے درخت کو جرسیت بیچنا	۳۳۰	بیچ ملامسہ کا بیان
۳۶۲	بیچ ماضرہ کا بیان	۳۳۱	بیچ مناذہ کا بیان
۳۶۳	بھجور کا گاہجا بیچنا	۳۳۲	اوٹ یا بکری یا گائے کے تھن میں.....
۳۶۴	خرید و فروخت و اجارے میں.....	۳۳۳	خرید ار اگر چاہے تو مصراۃ کو داپس کر سکتا ہے.....
۳۶۶	ایک ساچھی اپنا حصہ.....	۳۳۴	زانی غلام کی بیچ کا بیان
۳۶۷	زمین مکان اسباب کا حصہ.....	۳۳۵	عورتوں سے خرید و فروخت کرنا
۳۶۷	کسی نے کوئی چیز دوسرے کے لئے.....	۳۳۷	کیا کوئی شہری کسی دیہاتی کا.....
۳۶۹	مشرکوں اور حرbi کافروں کے ساتھ.....	۳۳۸	جنہوں نے اسے مکروہ رکھا.....
۳۷۰	حرbi کافر سے غلام لوٹی خریدنا.....	۳۳۸	اس بیان میں کہ کوئی بھتی والا.....
۳۷۶	دیاغت سے پہلے مردار کی کھال.....	۳۳۹	پہلے سے آگے جا کر.....
۳۷۷	سور کامارڈا النا	۳۳۹	قاتے سے کتنی دور آگے جا کر.....

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰۵	چند قیراط کی مزدوری پر بکریاں چ رانا.....	۳۷۹	مردار کی چربی گلانا.....
۳۰۶	جب کوئی مسلمان مزدور نہ لے.....	۳۸۰	غیر جاندرا چزوں کی تصویر.....
۳۰۸	کوئی شخص کسی مزدور کو.....	۳۸۱	شراب کی تجارت کرنا حرام ہے
۳۱۰	چہاد میں کسی کو مزدور کر کے لے جانا.....	۳۸۱	آزاد شخص کو پیچنا کیسا گناہ ہے؟
۳۱۱	ایک شخص کو ایک میعاد کے لئے.....	۳۸۱	یہودیوں کو جلاوطن کرتے وقت.....
۳۱۱	اگر کوئی شخص کسی کو.....	۳۸۲	غلام کے بد لے غلام اور.....
۳۱۲	آدھرن کے لئے مزدور لگانا.....	۳۸۳	لوٹھی غلام پیچنا
۳۱۳	عصر کی نماز تک مزدور لگانا.....	۳۸۳	مدبر کا پیچنا
۳۱۵	اس امر کا بیان کہ مزدور کی مزدوری ہار لینے کا گناہ.....	۳۸۵	اگر کوئی لوٹھی خریدے.....
۳۱۶	عصر سے لے کر رات تک مزدوری کرنا.....	۳۸۷	مردار اور بتوں کا پیچنا
۳۱۷	اگر کسی نے کوئی مزدور کیا.....	۳۸۹	کتے کی قیمت کے بارے میں
۳۱۹	جس نے اپنی پیٹھ پر بوجھ.....		
۳۲۰	دلائی کی اجرت لینا.....		
۳۲۱	کیا کوئی مسلمان دارالحرب میں.....	۳۹۰	ماد مقرر کر کے سلم کرنا
۳۲۲	سورہ فاتحہ پڑھ کر.....	۳۹۱	بیع سلم مقررہ وزن کے ساتھ جائز ہے
۳۲۲	غلام اور لوٹھی پر روزانہ.....	۳۹۳	اس شخص سے سلم کرنا.....
۳۲۴	پچھنا گانے والے کی اجرت	۳۹۵	درخت پر جو سمجھو رکھی ہوتی ہو.....
۳۲۷	اس کے متعلق جس نے کسی غلام کے مالکوں سے.....	۳۹۶	سلم یا قرض میں ضمانت دینا
۳۲۷	رنٹی اور فاحشہ لوٹھی.....	۳۹۶	بیع سلم میں گروہ رکھنا
۳۲۸	نرکی جفتی پر اجرت لینا.....	۳۹۷	سلم میں میعاد معین ہونی چاہئے
۳۲۸	اگر کوئی زمین کو شہید پر لے.....	۳۹۹	بیع سلم میں یہ میعاد لگانا.....
<b>كتاب الحوالات</b>			
۳۳۰	حوالہ یعنی قرض کو.....	۳۹۹	شفعہ کا حق اس جائیداد میں.....
۳۳۱	جب قرض کسی بالدار کے حوالہ.....	۴۰۰	شفعہ کا حق رکھنے والے.....
۳۳۱	اگر کسی میت کا قرض.....	۴۰۱	کون پڑوں زیادہ حق دار ہے
<b>كتاب الکفالۃ</b>			
۳۳۲	قرضوں وغیرہ کی حاضر خانات.....	۴۰۲	کسی بھی نیک مرد کو مزدوری.....
<b>كتاب الاجارة</b>			

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۷۶	میود اور درخت کاٹنا.....	۳۳۸	سورہ نساء کی ایک آیت
۳۷۷	آدمی یا کم زیادہ پیدا اور پہلائی کرنا	۳۲۰	جو شخص کی سیت کے قرض کا.....
۳۸۰	اگر بیانی میں سالوں کی تعداد مقرر نہ کرے؟	۳۲۲	نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ.....
۳۸۱	یہود کے ساتھ بیانی کا معاملہ کرنا	۳۲۴	قرض کا بیان
۳۸۱	بیانی میں کون سی شرطیں لگانا کرو دے ہے		<b>کتاب الوکالة</b>
۳۸۲	جب کسی کے مال سے.....		تقسیم وغیرہ کے کام میں.....
۳۸۳	صحابہ کرام کے اوقاف.....	۳۲۷	اگر کوئی مسلمان دار الحرب.....
۳۸۴	اس شخص کا بیان جس نے بخوبی میں کو آباد کیا	۳۲۸	صرافی اور سارپ تولی میں وکیل کرنا
۳۸۸	اگر زمین کا مالک.....	۳۲۹	چرا نہ والے نے یا کسی وکیل نے.....
۳۸۹	نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام حکیقی باڑی.....	۳۵۰	حاضر اور غائب و دونوں کو وکیل بنانا
۳۹۲	نقدی لگان پر سونے چاندی کے بدلتی میں دینا	۳۵۱	قرض ادا کرنے کے نئے.....
۳۹۳	درخت بونے کا بیان	۳۵۲	اگر کوئی چیز کسی قوم کے.....
	<b>کتاب المساقة</b>	۳۵۴	ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کو.....
۳۹۵	کھیتوں اور باغوں کے لئے پانی.....	۳۵۹	کوئی سورت اپنائنا کرنے کے لئے.....
۳۹۶	پانی کی تقسیم	۳۶۰	کسی نے ایک شخص کو وکیل بنایا.....
۳۹۸	اس کے بارے میں جس نے کہا کہ پانی کا مالک.....	۳۶۳	اگر وکیل کوئی ایسی بیع کرے.....
۳۹۸	جس نے اپنی ملک میں کوئی کنوں کھودا	۳۶۴	وقف کے مال میں وکالت.....
۴۰۰	کنوں کے بارے میں جھگڑنا	۳۶۵	حدگانے کے لئے کسی کو وکیل کرنا
۴۰۰	اس شخص کا گناہ جس نے کسی مسافر کو پانی.....	۳۶۶	قرابی کے اوپر وکیل میں وکالت.....
۴۰۱	نہر کا پانی روکنا	۳۶۷	اگر کسی نے اپنے وکیل سے کہا.....
۴۰۲	جس کا کھیت بلندی پر ہو.....		خراچی کا خزانہ میں وکیل ہونا
۴۰۳	بلند کھیت والا ٹھوں تک پانی بھر لے		<b>کتاب الحرج والمزارعة</b>
۴۰۴	پانی پلانے کے ثواب کا بیان	۳۶۸	کھیت بونے اور درخت لگانے کی فضیلت.....
۴۰۵	جن کے نزدیک حوض والا اور مشک کا مالک.....	۳۷۰	کھیت کے سامان میں بہت زیادہ مصروف رہنا.....
۴۰۸	اللہ اور اس کے رسول کے سوا.....	۳۷۲	کھیت کے لئے کتابنا
۴۰۸	نہروں میں سے آدمی اور جانور.....	۳۷۳	کھیت کے لئے تمل سے کام لینا
۴۱۰	لکڑی اور گھاس پیچنا	۳۷۵	باغ والا کسی سے کہے.....

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۲۳	ایک شخص نادان یا کم عقل ہو.....	۵۱۳	قطعات اراضی بطور جاگیر دینے کا بیان
۵۲۵	مدھی اور مدھی علیہ ایک دوسرے کی نسبت	۵۱۳	جاگیروں کی سند لکھنا
۵۲۸	جب حال معلوم ہو جائے تو مجرموں .....	۵۱۳	اوٹنی کو پانی کے پاس دوہنا
۵۲۹	میت کا وصی اس کی طرف سے دعویٰ کر سکتا ہے.....	۵۱۳	باغ میں سے گزرنے کا حق.....
۵۵۰	اگر شرارت کا ذرہ ہو تو ملزم کا باندھنا.....	۵۲۲	<b>كتاب الاستفراض</b>
۵۵۱	حرم میں کسی کو باندھنا اور قید کرنا	۵۲۲	جو شخص کوئی چیز قرض خریدے.....
۵۵۲	قرضدار کے ساتھ رہنے کا بیان	۵۲۲	جو شخص لوگوں کا مال.....
۵۵۲	تفاضا کرنے کا بیان	۵۲۵	قرضوں کا ادا کرنا
		۵۲۷	اوٹ قرض لینا
		۵۲۷	تفاضے میں زمی کرنا
۵۵۳	جب لقطہ کا مالک اس کی صحیح.....	۵۲۸	کیا بدالے میں قرض والے اوٹ.....
۵۵۶	بھولے بھٹکے اوٹ کا بیان	۵۲۸	قرض اچھی طرح سے ادا کرنا
۵۵۷	امشده بکری کے بارے میں	۵۲۹	اگر مقدر قرض خواہ.....
۵۵۸	پڑی ہوئی چیز کا مالک.....	۵۲۹	اگر قرض ادا کرتے وقت.....
۵۵۹	اگر کوئی سمندر میں لکڑی.....	۵۳۱	قرض سے اللہ کی پناہ مانگنا
۵۶۰	کوئی شخص راستے میں کھو رہا ہے؟	۵۳۱	قرضدار کی نماز جنازہ
۵۶۰	اہل مکہ کے لقطہ کا کیا حکم ہے؟	۵۳۲	اوایلگی میں بالدار کی طرف سے ٹال مٹول کرنا.....
۵۶۲	کسی جانور کا دودھ.....	۵۳۲	جس شخص کا حق نکلتا ہو.....
۵۶۳	پڑی ہوئی چیز کا مالک اگر.....	۵۳۲	اگر بیچ یا قرض یا مامات کا مال.....
۵۶۳	پڑی ہوئی چیز کا مالیہ باہر ہے.....	۵۳۳	اگر کوئی بالدار ہو کر.....
۵۶۵	لقطہ کو بتانا لیکن.....	۵۳۳	دیوالی یا محتاج کا مال بیچ کر.....
		۵۳۵	ایک معین مدت کے وعدہ پر قرض دینا یا بیع کرنا
		۵۳۵	قرض میں کمی کرنے کی سفارش
۵۶۹	ظالموں کا بدلہ کس کس طور نیا بائے گا	۵۳۷	مال کو تباہ کرنا.....
۵۶۹	ظالموں پر اللہ کی پھٹکا ہے	۵۳۸	غلام اپنے آقا کے مال کا گزارا ہے
۵۷۰	کوئی مسلمان کسی مسلمان پر ظلم نہ کرے.....		
۵۷۱	ہر حال میں مسلمان بھائی کی مدد.....		
۵۷۱	مظلوم کی مدد کرنا واجب ہے		
۵۷۲	ظالم سے بدل لیتا	۵۳۹	<b>كتاب الخصومات</b>
			قرضدار کو پکڑ کر لے جانا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	<b>کتاب الشر کة</b>	۵۷۳	ظالم کو معاف کر دینا ظلہ بقامت کے دن اندر ہیرے ہوں گے
۶۰۳	کھانے اور سفر خرچ اور اسباب میں شرکت.....	۵۷۲	مظلوم کی بد دعا سے بچنا.....
۶۰۶	جو مال دوسرا جھیلوں کے ساتھ کا ہو.....	۵۷۳	اگر کسی شخص نے دوسرے پر.....
۶۰۶	بکریوں کا باشنا	۵۷۵	جب کسی ظالم کو معاف کر دیا اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو اجازت دے.....
۶۰۷	دودو کھجور میں ملا کر کھانا.....	۵۷۶	اگر کوئی شخص کسی کی زمین..... اس شخص کا گناہ جس نے کسی کی زمین.....
		۵۷۸	جب کوئی شخص کسی دوسرے کو..... ایک آیت کی تفسیر
		۵۷۹	اس شخص کا گناہ، موجان بوجھ کر.....
		۵۸۰	اس شخص کا بیان کہ جب اس نے جھگڑا..... مظلوم کو اگر ظالم کمال.....
		۵۸۱	چوپالوں کے پارے میں کوئی شخص اپنے پڑو سی کو
		۵۸۳	راتے میں شراب کا بہار دینا
		۵۸۴	گھروں کے صحن کا بیان
		۵۸۵	راستوں میں کنوں بنانا.....
		۵۸۶	راتے میں سے تکلیف.....
		۵۸۷	اوپنے اور پست بالاخانوں.....
		۵۹۳	مسجد کے دروازے پر.....
		۵۹۳	کسی قوم کی کوڑی کے پاس ٹھہرنا.....
		۵۹۵	اس کا ثواب جس نے شاخیا.....
		۵۹۵	اگر عام راستے میں اختلاف ہو.....
		۵۹۶	مالک کی اجازت کے بغیر.....
		۵۹۷	صلیب کا توڑنا اور خنزیر کا مارنا
		۵۹۸	کیا کوئی ایسا مکا توڑا جا سکتا ہے
		۵۹۹	جو شخص اپنامال بچانے کے لئے لڑے
		۶۰۰	جس کسی شخص نے کسی دوسرے.....
		۶۰۱	اگر کسی نے کسی کی دیوار.....

## فہرست تشریحی مضمائیں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۰	تقلید کے لغوی معنی کا بیان	۱۹	تقریظ از مفت اعظم شیخ عبدالعزیز بن عبد اللہ بن بازر حمد اللہ
۵۳	حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حجاج بن یوسف	۲۰	تقریظ از امام حرم شیخ عبداللہ بن سبیل حفظہ اللہ
۵۴	گائے کی قربانی کے لے ملک کے قانون کا یاد رکھنا.....	۲۱	منی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نماز قصر.....
۵۴	بغیر اجازت کے قربانی جائز نہیں	۲۲	حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے اظہر تاسف
۵۶	شیخین کے نزدیک کسی صحابی کا کام مرفع کے حکم میں ہے	۲۳	عرفہ کے دن روزہ پر ضروری.....
۵۸	چرم قربانی غرباء طباء اسلامیہ کا حق ہے	۲۴	حجاج بن یوسف پر ایک اشارہ
۶۱	یوم الغیر میں حاجی کو چار کام کرنے ضروری ہیں	۲۵	علمائے کرام کی خدمت میں ایک ضروری اپیل
۶۲	مقتیان اسلام سے ایک گزارش	۲۷	قریش کے ایک غلط روایت کا بیان
۶۳	محققین کے لئے تکرار دعا کا سبب	۲۸	میدان عرفات کی تشریع
۶۵	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک تفصیلی بیان	۳۳	حضرت شاہ ولی اللہ کا ایک فلسفیانہ بیان
۷۱	حج کا مقصد عظیم	۳۴	دین میں ایک اصل الاصول کا بیان
۷۱	اللہ کے لئے چھت فوق اور استوئی علی العرش ثابت ہے	۳۵	عورتوں اور بچوں کے لئے ایک خاص رعایت کا بیان
۷۲	حج اکبر و حج اصغر کا بیان	۳۶	حفیہ اور جمہور علماء کا ایک اختلافی مسئلہ
۷۵	امرائے جوڑ کی اطاعت کا بیان	۳۸	شبک پہلا کا بیان
۷۸	حجاج بن یوسف کے بارے میں	۳۰	تقلید شخصی کا مرض یہودیوں میں پیدا ہوا تھا
۸۰	تاذدین امام بخاری پر ایک بیان	۳۱	ایک قرآنی آیت کی تفسیر
۸۱	حکمت رمی بخار پر ایک بیان	۳۲	زمانہ چالیسٹ کے غلط طریقوں کا بیان
۸۳	مقلدین جامدین پر ایک بیان	۳۳	طواف کرتے وقت رمل کرنے کی حکمت
۸۴	مکررین حدیث کی تردید	۳۵	اشعار اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
۹۰	عبد چالیسٹ کی تجارتی منڈیاں	۳۶	تقلید جامد پر کچھ اشارات
۹۱	تعمیم سے عمرہ کا احرام	۳۹	حفیہ کی ایک بہت کمزور دلیل کا بیان
۹۳	حضرت عبد اللہ بن مبارک کے کچھ حالات	۴۰	حضرت امام بخاری مجتهد مطلق تھے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۷۷	شہادت حضرت فاروق اعظم	۱۰۶	حاجیوں کے لئے پھول ہار جائز نہیں
۱۷۸	راقم المکروف اور حاضری مدینہ	۱۰۶	لنجمکہ پر آپ گامکہ میں شاندار داغلہ
۱۷۸	صوم کے لغوی معانی	۱۰۸	وطن سے محبت مشروع ہے
۱۷۹	فضیلت سید ابو بکر صدیق	۱۰۹	آیت شریفہ واتو البویت من ابوابها کی تشریع
۱۷۹	فضیلت رمضان کا فالفہ	۱۰۹	سفر نمونہ ستر کیوں ہے
۱۷۸	مروجہ تقویم پر احکام شرعی چاری نہیں ہو سکتے	۱۱۳	حالات حضرت محمد بن شہاب زہری
۱۷۹	شهراء عید لا ینقصان کا مطلب	۱۲۰	امام بخاریؒ کی نظر بصیرت کا ایک نمونہ
۱۸۲	نمایز فجر کو اول وقت ادا کرتا ہی مسنون ہے	۱۲۵	حضرت امام نافعؓ کے حالات
۱۸۵	حضرت قادہ کے مختصر حالات	۱۲۸	پانچ مذوی بجا نوروں کے قتل کا حکم کیوں ہے؟
۱۸۹	شریعت ایک آسان جامع قانون ہے	۱۳۰	حالات زندگی حضرت عبد اللہ بن زبیر
۱۹۸	روزہ اظفار کرنے کی دعا	۱۳۲	مکہ مبارکہ پر ایک علمی مقالہ
۲۰۲	حالات طاؤس بن کیسان	۱۳۲	مکہ تورات کی روشنی میں
۲۰۵	عبادت پر ایک ولی اللہی مقالہ	۱۳۶	جگ میں عورتوں کو منہ پر نقاب ڈالنا منع ہے
۲۰۷	حالات حضرت سفیان بن عینیہ	۱۳۷	اوٹی یار گستان کا جہاز
۲۰۹	حالات حضرت مسدود بن سرہ	۱۳۸	مناظرات صحابہؓ پر ایک روشنی
۲۱۰	روزہ جلد کھونے کی تشریع	۱۳۹	ابن خطل مردو دو کا بیان
۲۱۰	شیعہ حضرات کی ایک غلطی کی نشاندہی	۱۳۵	زندہ مخدور کی طرف سے جج بدلت کا بیان
۲۱۲	پچوں کو عادات ذاتی کے لئے روزہ رکھوانا	۱۳۷	عورتیں جاہدین کے ساتھ جا سکتی ہیں
۲۱۳	حضرت عمرؓ کا ایک شرابی حد لگانا	۱۳۸	رمضان میں عمرے کا بیان
۲۱۴	صوم وصال کا بیان	۱۵۲	مدینہ الرسولؐ کے کچھ تاریخی حالات
۲۱۵	ایک مججزہ نبوی کا بیان	۱۵۲	مدینہ شریفؓ کی وجہ تسلیہ
۲۱۶	نفل روزہ کی قضائیاں	۱۵۳	یثرب میں اسلام کیوں گزر پہنچا
۲۱۷	عبادت اللہؐ کے مختلف پکھ غلط تصورات	۱۵۴	حرم مدینہ شریفؓ کا
۲۱۸	ہاشمیان کی وجہ تسلیہ	۱۵۵	حرم نبوی کا بیان
۲۲۱	صوم الدہر کے مختلف تفصیلات	۱۵۶	گند خضراء کے حالات
۲۲۲	روزہ رکھنے اور ختم قرآنؐ کے بارہ میں	۱۵۷	حالات امام بالک رحمۃ اللہ علیہ
۲۲۵	صوم داؤدیؓ کی تفصیلات	۱۵۷	ذکر خیر حکومت سعودیہ عربیہ
۲۲۶	لیام یعنیؓ کی تفصیلات	۱۶۲	دجال ملعون کا بیان
۲۲۷	دعائے نبویؓ کی ایک برکت کا بیان	۱۶۶	وطنی محبت میں حضرت بلالؓ کے اشعار

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۷۸	شان نزول آیت واذار اور تجارت .....	۲۲۸	بحمد کے دن روزہ رکھنے کی تفصیلات
۲۷۹	سو نے چاندی کی تجارت کے متعلق	۲۲۹	بعض لوگوں کی ایک غلط عادت کی اصلاح
۲۸۰	غیر مسلموں سے لین دین جائز ہے	۲۳۰	تین اہم ترین چیزوں کا بیان
۲۸۱	افضل کب کون سا ہے	۲۳۱	قبور صالحین کی طرف شد رحال حرام ہے
۲۹۰	سوداگروں کو ضروری ہدایات	۲۳۵	متین کارونہ
۲۹۲	سوداگروں کا عبرت ناک انجام	۲۳۷	حضرت امیر معاویہؑ کا ایک خطبہ
۲۹۶	امام زین العابدین کا ذکر خیر	۲۳۲	لفظ تراویح کی تشریع
۲۹۸	حالات خباب بن ارت رضی اللہ عنہ	۲۳۲	عجیب دلیری
۲۹۹	محبوب ترین بزری کدو اور اس کے خصائص	۲۳۲	تفہیم التجاری دیوبند کا آٹھوہر رکھات تراویح پر تمہرہ
۳۰۱	ایک عظیم مجزہ نبوی کا بیان	۲۳۳	تراویح میں رکھات والی روایت کی حقیقت
۳۰۲	آیت قرآنی فشار بون شرب الیہم کی تفسیر	۲۳۳	فصلہ از قلم علماء احتفاف
۳۰۳	ہدایت برائے تاجر ان صالحین	۲۳۵	خوابوں کی قدر و منزلت کا بیان
۳۰۴	مشک کی تجارت اور اس کی تختیل	۲۳۶	وجو دلیلۃ القدر برحق ہے
۳۰۷	عورتوں کے مکروہ لباس کا بیان	۲۳۷	دلائل و وجہ دلیلۃ القدر
۳۱۰	بانی و مشتری کے معاملہ پر ایک مفصل مقالہ	۲۵۲	اعنکاب کا تفصیلی بیان -
۳۱۰	حالات حکیم بن حمام رضی اللہ عنہ	۲۵۶	اعنکاف کے متعلق ضروری مسائل
۳۱۲	تمدنی ترقیات کے لئے اسلام، ہمت افزائی کرتا ہے	۲۵۷	کسی بھی بدگمانی کا زوال ضروری ہے
۳۱۹	بازاروں میں آنے جانے کے آداب	۲۶۰	ایک حدیث کے تفصیلی فوائد
۳۲۲	برکات مدینہ کے لئے دعائے نبوی	۲۶۳	اعنکاف سنت موکدہ ہے
۳۲۲	احکمار پر تفصیلی مقالہ	۲۶۶	تشریح لفظ بیوع
۳۲۸	نیلام کرنا جائز ہے	۲۶۶	فضائل تجارت
۳۲۹	دھوکہ کی بیع اور اس کی تفصیلات	۲۶۸	قریش تجارت پیشہ تھے
۳۳۲	بیع مصرۃ کی وضاحت	۲۶۸	فضائل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
۳۳۲	کیا حضرت ابو ہریرہؓ فقیہ نہ تھے	۲۷۰	مدینہ کے ایک ریسیں التجار صحابی
۳۳۱	بیع پر بیع کا مطلب؟	۲۷۲	لفظ چاگاہ پر ایک تشریع
۳۳۵	ہادہ باء کی لغوی تحقیق	۲۷۲	شبہ کی ایک مثال
۳۳۷	حدیث کے مقابلہ پر رائے قیاس کا چھوڑنا	۲۷۳	الولد للفراش کی وضاحت
۳۳۹	بیع محاقفہ کی وضاحت	۲۷۵	شکاری کتے کے بارے میں تفصیلات
۳۵۰	بیع مزابنہ کی تشریع	۲۷۶	لفظ دروغ پر تفصیلی مقالہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۹۷	حالات امام سن بصری	۳۵۲	بعض عربیا کے بارے میں اہل کوفہ کا نامہ ہب
۳۹۹	شفعہ کی تفصیلات	۳۵۵	بعض عربیا کے بارے میں
۳۰۳	بے سلسلہ اجراء حضرت موسیٰ کاظم کر خیر	۳۵۷	”زہو“ کی وضاحت
۳۰۴	دختر حضرت شعیب کاظم کر خیر	۳۵۹	ضرورت کے وقت کوئی چیز گروہی رکھنا
۳۰۵	کبھیاں چر ان کوئی نہ موم کا نہیں بلکہ سنت انیاء ہے	۳۶۱	چچلوں کا پیوندی بنانا
۳۰۵	وادی منی کی یاد از مترجم	۳۶۲	شفعہ کا بیان
۳۰۷	حضرت علیؑ نے ایک غیر مسلم کی مزدوری کی	۳۷۰	حضرت سلامان اور عمارؓ کے کچھ حالات
۳۰۹	جلل ثور کاظم کراور غار ثور پر حاضری	۳۷۱	حضرت صہیبؓ بن سنان کے حالات
۳۱۱	غزوہ تبوک کا ایک ذکر	۳۷۱	حضرت بلاںؓ کے حالات
۳۱۲	حضرت موسیٰ اور حضرت کاظم کر خیر	۳۷۳	حضرت ابراہیمؓ کا سفر کنخان
۳۱۳	نمایاں حصر کا ایک صحنی ذکر	۳۷۳	حضرت ہاجرہ ولڈی نہیں تھیں
۳۱۴	اہل بدعت کی افراط تفسیریلہ کا بیان	۳۷۳	یہود کے قول باطل کی خود تورات سے تردید
۳۱۵	تمنی مجرموں کا بیان	۳۷۴	”ہبہ“ کے بارے میں کچھ تفصیلات
۳۱۷	چودھویں صدی کا ایک ذکر	۳۷۶	صہیبؓ روی کا کچھ ذکر خیر
۳۱۹	و سیلہ کا بیان	۳۷۷	حضرت عیسیٰ کا قرب قیامت نازل ہوتا
۳۲۱	ناچیز مترجم اصحاب صحفہ کے چھوڑہ پر	۳۷۸	حیات عیسیٰ پر ایک مفصل مقالہ
۳۲۲	سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا	۳۸۰	کتاب الحمل کی یاد وہانی
۳۲۵	مروجہ تعویذ گندزوں کی تردید	۳۸۳	حالات حضرت وحیہ کلبیؓ
۳۲۲	مقروض میت کی نماز جنازہ نہیں جب تک.....	۳۸۶	ام المؤمنین حضرت صفیہؓ کے حالات
۳۲۳	بدعات مروجہ کی تردید	۳۸۸	حرمت خرم وغیرہ پر ایک ولی الٰی مقالہ
۳۲۷	ایک اسرائیلی اہانتدار کاظم کر خیر	۳۹۰	بعض سلم کی تعریف
۳۲۷	توکل علی اللہ کی ایک اہم منزل	۳۹۲	حالات حضرت وکیج بن جراحؓ
۳۲۹	عربوں کا ایک جاہلی دستور اور اس کی تردید	۳۹۳	حالات حضرت عبد اللہ بن ابی اویفؓ
۳۲۹	مواعنة تاریخ اسلامی کا ایک شاندار واقعہ	۳۹۳	حالات امام شعبیؓ کوئی
۳۲۵	صدیق اکبر مالک ابن دعgne کی پناہ میں	۳۹۴	مزید وضاحت بعض سلم
۳۲۵	واقعہ بھرت سے متعلق	۳۹۴	الفاظ اہانت کی تحقیق
۳۲۹	امیرہ بن خلف کافر کے قتل کا واقعہ	۳۹۵	اگر مطلق سمجھو میں کوئی سلم کرے
۳۵۱	عورت کاظمیہ	۳۹۷	کمیت کے غلہ میں سلم کرنا
۳۵۱	سلیمان پہلاں کی یاد از مترجم	۳۹۷	شافعیہ کی تردید

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۲۶	قرضہ ادا کرنے کی فکر ضروری ہے	۳۵۵	غزوہ حنین کا ایک بیان
۵۲۶	قرضہ لے کر خیرات کرنا	۳۵۷	فونکہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ
۵۲۷	ایک مالدار کی ایک موجب مغفرت نیکی	۳۶۲	حضرت ابو ہریرہؓ اور شیطان کا واقعہ
۵۳۰	ایک مجھے نبوی کا بیان	۳۶۶	حالات حضرت عائشہ صدیقۃؓ
۵۳۲	اسلامی حکومت ہی حقیقی جمہوریت ہے	۳۶۸	زراعت کے نسائل کا بیان
۵۳۷	حلال مال بڑی اہمیت رکھتا ہے	۳۷۰	لطیق درد و ذم زراعت
۵۳۸	مال بر باد کرنے کا مطلب	۳۷۲	شکار کے لئے کتابناجائز ہے
۵۳۹	ایک حدیث بابت تمدنی اصل الاصول	۳۷۳	ایک بیل کے گفتگو کرنے کا بیان
۵۴۰	معتصب مقلدین کو فیصلت	۳۷۴	ایک بھیڑیے کے گفتگو کرنے کا بیان
۵۴۲	فضیلت انبیاء پر ایک نوٹ	۳۷۵	ترغیب تجارت
۵۴۳	ایک یہودی ذاکو کا واقعہ	۳۸۵	یہود زمینوں کو آباد کرنا
۵۴۴	خیرات کب بہتر ہے	۳۸۸	یہود خبر سے معاملہ اراضی کا بیان
۵۴۶	احترام عدالت کا بیان	۳۸۹	بیانی پر زراعت کرنے کا بیان
۵۴۸	قرات سبعہ پر ایک اشارہ	۳۹۵	مساقۃ اور مزارعہ کا فرق
۵۵۰	ایک ریس عرب کا اسلام قبول کرنا	۳۹۶	بزر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۵۵۳	کوفہ کی وجہ تسلیہ	۳۹۷	پانی بھی تقسیم اور ہبہ کیا جا سکتا ہے
۵۵۴	لقط لقط کی تشریع	۵۰۰	تین لعنتی شخصوں کی تفصیل
۵۵۵	لقط کی مزید تفصیلات	۵۰۲	تردید رائے اور قیاس و تلقید جامد
۵۶۱	ظالم کی مدد کس طور پر کرنی چاہئے	۵۰۲	حضرت زبیرؓ اور ایک انصاری کا جھگڑا
۵۶۲	کاش ہر مسلمان اس حدیث کو یاد کر کے	۵۰۳	پیاسے کتے کو پانی پلانے کا ثواب
۵۶۷	کسی کو زمین نا حق دبالینے کا گناہ	۵۰۵	ایک لطیفہ بابت ترجیح حدیث
۵۶۷	زمینیں بھی سات ہیں	۵۰۷	چاہ زرم کے بارے میں ایک حدیث
۵۸۰	علم غیب خاصہ باری تعالیٰ ہے	۵۱۰	لکڑی اور گھاس بیچنا
۵۸۲	ایک حدیث کی علی توجیہات	۵۱۲	حضرت امیر حمزہ کے بارے میں ایک بیان
۵۸۳	واحد سقینہ بنو ساعدة	۵۱۳	فالتوڑ میں پیلک میں تقسیم ہوگی
۵۸۶	آداب الطريق منظوم	۵۱۴	ہندوستان میں شاہان اسلام کے عطا یا
۵۸۷	ترقی مدینہ زمانہ سعودی میں		تشریحات مفیدہ از مولانا عبدالرؤف صاحب رحمانی جہندا
۵۹۲	ایک ایمان افروز تقریر	۵۱۶	مگری
۵۹۶	اسلام میں لوٹ مار کی نہ مت	۵۲۲	سود لیتا دینا حرام ہے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
		۵۹۷	صلیب کا توڑنا اور خنزیر کا بارنا
		۵۹۸	زول عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت احادیث صحیح کی روشنی میں
		۵۹۸	گدھے کی گوشت کی حرمت
		۵۹۹	خانہ کعبہ کے چاروں طرف ۳۲۰ بت تھے
		۶۰۱	بنی اسرائیل کے ایک بزرگ جرمن کا بیان
		۶۰۲	والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کا بیان
		۶۰۵	ایک اہم مجرہ نبوی کا بیان
		۶۰۷	اکفت کاغذ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## سوال پارہ

### باب منی میں نماز پڑھنے کا بیان

(۱۶۵۵) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا کہا کہ مجھے یونس نے ابن شاب سے خبر دی، کہ مجھے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمرؓ نے اپنے باپ سے خبر دی کہ رسول کرم ﷺ نے منی میں دور کعات پڑھیں اور ابو بکر اور عمرؓؑ بھی ایسا کرتے رہے اور عثمان بن عثمن بھی خلافت کے شروع ایام میں (دو) ہر رکعت پڑھتے تھے۔

### ۸۴- بَابُ الصَّلٰةِ بِمَنِي

(۱۶۵۵) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ أَبْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ بِعْدَ يَمْنَى رَكْعَيْنِ وَأَبْوَبَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ صَلَّى مِنْ جِلَالَقِبَةِ)).

[راجع: ۱۰۸۲]

**لشیخ** باب کا مطلب یہ کہ منی میں بھی نماز قصر کرنی چاہئے۔ یہ باب مع ان احادیث کے پیچھے بھی گزر چکا ہے۔ حضرت عثمان بن عثمنؓ کے پوری پڑھنے کی بستی وجوہ بیان کی گئی ہیں جن میں ایک یہ بھی ہے کہ آپ سفر میں قصر کرنا اور پوری نماز پڑھنا ہر دو امر جائز جانتے تھے اس لئے آپ نے جواز پر عمل کیا۔ منی کی وجہ تسلیہ اور اس کا پورا بیان پسلے گزر چکا ہے۔

(۱۶۵۶) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شعبہ نے ابو اسحاق ہمدانی سے بیان کیا اور ان سے حارث بن وہب خرائی بن عثمنؓ نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے منی میں ہمیں دور کعات پڑھائیں، ہمارا شمار اس وقت سب وقوتوں سے زیادہ تھا اور ہم اتنے بے ذر کسی وقت میں نہ تھے (اس کے باوجود ہم کو نماز قصر پڑھائی)

(۱۶۵۷) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نجھی نے، ان سے عبد الرحمن بن یزید نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود بن عثمنؓ نے بیان

[رجوع: ۱۰۸۳]

سُفِيَّانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ

لیا کہ میں نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وس علیہ الرحمۃ الرکنیتین کے ساتھ منی میں دور رکعت نما پڑھی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ رکنیتین رکعت کے ساتھ بھی دوہی رکعت پڑھی اور عمر رضی اللہ عنہ رکنیتین رکعت کے ساتھ بھی دوہی رکعت، لیکن پھر ان کے بعد تم میں اختلاف ہو گیا تو کاش ان چار رکعتوں کے بدلتے مجھ کو دور رکعات ہی نصیب ہوتیں جو (اللہ کے ہاں) قول ہو جائیں۔

عنہ فیل: ((صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْنَتَيْنِ، وَمَعَ أَبِيهِ بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَكْنَتَيْنِ، وَمَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَكْنَتَيْنِ، ثُمَّ تَفَرَّقَتْ بِكُمُ الظُّرُفُ، فَمَا لَيْتَ حَظِيَ مِنْ أَرْبَعِ رَكْنَعَانِ مُتَقَبِّلَاتِ)). [راجح: ۱۰۸۴]

لشیخ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رکنیتین نے بطور اطمینان اضکل فرمایا کہ کاش میری دور رکعات ہی اللہ کے ہاں قبول ہو جائیں۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کے فروعی اور اجتنادی اختلاف کی بنابر کسی کو بھی مورود طعن نہیں بیانیا جاسکتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رکنیتین کے سامنے کچھ مصلح ہوں گے جن کی بنابر انہوں نے ایسا کیا اور نہ شروع خلافت میں وہ بھی قصرتی کیا کرتے تھے۔ قصر کرنا بہر حال اولیٰ ہے کہ یہ رسول کرم صلی اللہ علیہ وس علیہ الرحمۃ الرکنیتین کی سنت ہے، آپ کی سنت ہر حال میں مقدم ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رکنیتین کے ارشاد کے فیالیت حظی من اربع رکعتان متقابلتان کے متعلق حافظ ابن حجر رحمۃ الرکنیتین فرماتے ہیں والذی يظہر انہوں نے بیل التغییب انی اللہ لعدم طلاعہ علی الغیب و هل یقبل اللہ صلوٰتہ ام لا فعنی ان یقبل منه من الاربع التي يصلیها رکعتان و لو یقبل الزاند و هو یشعر بان المسافر عنده محیر بین القصر والاتمام والرکعتان لا بد منها و مع ذالک فکان يخاف ان لا یقبل منه شی فحاصله انه قال انما اتم متابعة لعثمان و لیت اللہ قبل منی رکعتین من الاربع یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رکنیتین نے جو فرمایا یہ آپ نے اپنا عمل اللہ کو سوتا پا اس لئے کہ آپ کو غیب پر اطلاع نہ تھی کہ اللہ پاک آپ کی نماز قبول کرتا ہے یا نہیں، اس لئے تمنا فرمایا کہ کاش اللہ میری چار رکعات میں سے دور رکعات کو قبول فرمائے اگرچہ وہ زائد رکعات کو قبول نہ فرمائے اور یہ اس لئے بھی کہ مسافر کو نماز پوری کرنے اور تصریح کرنے کا آپ کے نزدیک اختیار تھا اور دور رکعات کے بغیر تو گزارہ نہیں ہے۔ اس کے باوجود وہ ڈرتے تھے کہ شاید کچھ بھی قبول نہ ہو پس حاصل بحث یہ کہ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رکنیتین کی متابعت میں نماز کو پورا فرمایا اور یہ کما کہ کاش اللہ پاک ان چار رکعات میں سے میری دور رکعات ہی کو قبول فرمائے۔ اللہ والوں کی یہی شان ہے کہ وہ کچھ نیکی کریں کتنے ہی تقوی شعار ہوں مگر پھر بھی ان کو یہی خطہ لاحق رہتا ہے کہ ان کی نیکیاں دربار اللہ میں قبول ہوتی ہیں یا رد ہو جاتی ہیں۔ ایسے اللہ والے آج کل عنقاء ہیں جب کہ اکثریت ریا کاروں بظاہر تقوی شعاروں و بیاطن دنیا داروں کی رہ گئی ہے۔

### باب عرفہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان

(۱۹۵۸) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے سفیان بن عبیینہ نے زہری سے بیان کیا اور ان سے سالم ابوالنصر نے بیان کیا، کما کہ میں نے ام فضل کے غلام عمری سے نہ، انہوں نے ام فضل رضی اللہ عنہ رکنیتین سے کہ عرفہ کے دن لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وس علیہ الرحمۃ الرکنیتین کے روزے کے متعلق شک ہوا، اس لئے میں نے آپ کے پیمنے کو کچھ بھیجا جسے آپ نے پی لیا۔

### ۸۵- باب صوم یوم عرفہ

۱۹۵۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفِيَّاً عَنْ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا سَالِمٌ قَالَ : سَمِعْتُ عَمِيرًا مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ ((شَكَ النَّاسُ يَوْمَ عِرْفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَعْثَتْ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ فَشَرَبَهُ)).

[اطرافہ فی : ۱۶۶۱، ۱۹۸۸، ۵۶۰۴]

. [۵۶۳۶، ۵۶۱۸]

عزم کا روزہ بستی برداویلہ ثواب ہے دوسری احادیث میں اس کے فناکل مذکور ہیں۔ حدیث مذکورہ ام الفضل کے ذیل شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد اللہ صاحب مبارکپوری مدحہ فرماتے ہیں قال الحافظ قوله في صيام رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا يشعر بان صوم يوم عرفة كان معروفا عندهم معتادا لهم في الحضرة وكان من جزم به بأنه صائم استند الى ما الفه من العبادة ومن جزم بأنه غير صائم قامت عنده قربة كونه مسافرا وقد عرف نبيه عن صوم الفرض في السفر فضلا من النفل (مرعاة) لوگوں میں رسول کیم سلطنتی کے روزہ کے متعلق اختلاف ہوا۔ اس سے ظاہر ہے کہ یوم عزم کا روزہ ان دونوں ان کے ہاں معروف تھا اور حضرت میں اسے بطور عادت سب رکھا کرتے تھے، اس لئے جن لوگوں کو آپ کے روزہ دار ہونے کا یقین ہوا وہ اس بنا پر کہ وہ آنحضرت ﷺ کی عبادت گزاری کی افت سے واقف تھے اور جن کو نہ رکھنے کا خیال ہوا وہ اس بنا پر کہ آپ سافر تھے اور یہ بھی مشور تھا کہ آپ نے سفر میں ایک دفعہ فرض روزہ ہی سے منع فرمایا تھا نفل کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ اس روایت میں دو دفعے بھیجتے والی حضرت ام الفضل تبلائی گئی ہیں مگر مسلم شریف کی روایت میں حضرت میمونہ کا ذکر ہے کہ دو دفعہ انہوں نے بھیجا تھا۔ اس پر حضرت مولانا شیخ الحدیث مدحہ فرماتے ہیں فیحصل التعدد ویتحمل انہما ارسلنا مفاسد ذالک الی کل منهمما لانہما کانتا اختین و تكون میمونة ارسلت بسؤال ام الفضل لها فی ذالک لکشف الحال فی ذالک ویتحمل العکس (مرعاة) یعنی احتمال ہے کہ ہر دو نے الگ الگ دو دفعہ بھیجا ہو اور یہ ہر ایک کی طرف منسوب ہو گیا اس لئے بھی کہ وہ دونوں بین تھیں اور میمونہ نے اس وقت بھیجا ہو جب کہ ام الفضل نے ان سے تحقیق حال کا سوال کیا اور اس کا عکس بھی معمول ہے اور دو دفعہ اس لئے بھیجا گیا کہ یہ غذا اور پانی ہر دو کام دینتا ہے، اسی لئے کھانا کھانے پر آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اللهم بارک لی فیہ و رزقنی میہ (یا اللہ! مجھے کو اس میں برکت بخش اور اس سے بھی بہتر کھائیو اور دو دفعہ پی کر آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے اللہم بارک لی فیہ و رزقنی میہ (یا اللہ! مجھے اس میں برکت عطا فرم اور مجھے زیادہ نصیب فرمائیو) ابو قاہدہ کی حدیث ہے مسلم نے روایت کیا ہے اس میں مذکور ہے کہ عزم کا روزہ الگ اور چھٹے سالوں کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ ہر دو احادیث میں یہ تطبیق دی گئی ہے کہ یہ روزہ عرفات میں حاجیوں کے لئے رکھنا منع ہے تاکہ ان میں وقوف عزم کے لئے ضعف پیدا نہ ہو جو حج کا اصل مقصد ہے اور غیر حاجیوں کے لئے یہ روزہ مستحب اور باعث ثواب مذکور ہے و قال ابن قدامة (ص ۲۷۱) اکثر اهل العلم یستحبون القطر یوم عزم بعرفة و كانت عائشة و ابن الزبير بصومانه وقال قنادة لاباس به اذا لم يضعف عن الدعاء الخ (مرعاة) یعنی اکثر اہل علم نے اسی کو مستحب قرار دیا ہے کہ عرفات میں یہ روزہ نہ رکھا جائے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن زیر رضی اللہ عنہما یہ روزہ وہاں بھی رکھا کرتے تھے اور قنادة نے کہا کہ اگر دعائیں کمزوری کا خطرہ نہ ہو تو پھر روزہ رکھنے میں حاجی کے لئے بھی کوئی ہرج نہیں ہے مگر افضل نہ رکھنا ہی ہے۔ حدیث ام الفضل کو حضرت امام تخاری رضی اللہ عنہ تھی کہ چج اور صیام اور اشربہ میں بھی ذکر فرمایا کہ اس سے متعدد مسائل کو ثابت فرمایا ہے۔

## ۸۶- باب التلبية والتکبیر إذا أَغْدَا

### تکبیر کرنے کا بیان

(۱۴۵۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو امام مالک نے محمد بن ابی بکر ثقیفی سے خبر دی کہ انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ دونوں صبح کو منی سے عرفات جا رہے تھے کہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ آپ لوگ آج کے دن کس طرح کرتے تھے؟ انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کوئی ہم میں سے لبیک پکارتا ہوتا، اس پر

۱۶۵۹ - حدثنا عبد الله بن يوسف أخبرنا مالك عن محمد بن أبي بكر الثقيفي (أنه سأله أنس بن مالك - وهما خاديان من مبني إلى عرفة - كيف كنت تصنعون في هذا اليوم مع رسول الله

کوئی اعتراض نہ کرتا اور کوئی سمجھیر کرتا، اس پر بھی کوئی انگارناہ کرتا  
(اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجی کو اختیار ہے لبیک پکارتا رہے یا  
سمجھیر کرتا رہے)

### باب عرفات کے دن عین گرمی میں ٹھیک دوپہر کو روانہ ہونا

عین و قوف کیلئے نمرہ سے لکھنا۔ نمرہ وہ مقام ہے جہاں حاجی نویں تاریخ کو ٹھرتے ہیں وہ حد حرم سے باہر اور عرفات سے متصل

(۱۴۴۰) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، اُنسیں ابن شاب نے اور ان سے سالم نے بیان کیا کہ عبد الملک بن مروان نے حاجج بن یوسف کو لکھا کہ حج کے احکام میں عبد اللہ بن عمر بن حیثیت کے خلاف نہ کرے۔ سالم نے کہا کہ عبد اللہ بن عمر بن حیثیت عرفہ کے دن سورج ڈھلتے ہی تشریف لائے میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ آپ نے حاجج کے خیمہ کے پاس بلند آواز سے پکارا۔ حاجج باہر نکلا اس کے بدن پر ایک کسم میں رنگی ہوئی چادر تھی۔ اس نے پوچھا ابو عبدالرحمن! کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا اگر سنت کے مطابق عمل چاہتے ہو تو جلدی اٹھ کر چل کھڑے ہو جاؤ۔ اس نے کہا کیا اسی وقت؟ عبد اللہ نے فرمایا کہ ہاں اسی وقت۔ حاجج نے کہا کہ پھر تھوڑی سی صلت دیجئے کہ میں اپنے سر پانی ڈال لوں یعنی غسل کرلوں پھر نکلا ہوں۔ اس کے بعد عبد اللہ بن عمر بن حیثیت (سواری سے) اتر گئے اور جب حاجج باہر آیا تو میرے اور والد (ابن عمر) کے درمیان چلنے لگا تو میں نے کہا کہ اگر سنت پر عمل کا ارادہ ہے تو خطبہ میں اختصار اور وقوف (عرفات) میں جلدی کرنا۔ اس بات پر وہ عبد اللہ بن عمر بن حیثیت کی طرف دیکھنے لگا حضرت عبد اللہ بن عمر بن حیثیت نے کہا کہ یہ حج کرتا ہے۔

**لشیخ حضرت عبد اللہ بن زید** پر فتح پائی تو عبد الملک نے اسی کو حاکم بنا دیا۔ ابو عبدالرحمن حضرت عبد اللہ بن عمر بن حیثیت کی کنیت ہے اور سالم ان کے بیٹے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وقوف عرفہ عین گرمی کے وقت دوپہر کے بعد ہی شروع کر دیا جائے۔ اس وقت وقوف کے لئے غسل کرنا صحیح ہے اور وقوف میں کسم میں رنگا ہوا کپڑا پہننا منع ہے۔ حاجج نے یہ بھی غلطی کی، جہاں اور بستی غلطیاں اس سے ہوئی ہیں، غاص طور پر کتنی مسلمانوں کا خون ناچن اس کی گردان پر

؟ فَقَالَ: كَانَ يَهْلُ مِنَا الْمُهَاجِلُ فَلَا يُنْكِرُ يُنْكِرُ عَلَيْهِ، وَيُنْكِرُ مِنَا الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ)). [۹۷۰]. [راجع: ۹۷۰]

### ۸۷- بَابُ التَّهْجِيرِ بِالرَّوَاحِ يَوْمَ عَرَفةَ

۱۶۶۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ: ((كَبَّ عَبْدُ الْمُلْكَ إِلَى الْحَجَاجَ أَنْ لَا يُخَالِفَ ابْنَ عُمَرَ فِي الْعَجَّ). فَجَاءَ ابْنُ عُمَرَ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَ عَرَفةَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ، فَصَاحَ عِنْدَ سَرَادِقِ الْحَجَاجِ، فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ مِلْحَقَةً مُعْصَفَةً فَقَالَ: مَا لَكَ يَا أَبا عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ فَقَالَ: الرَّوَاحُ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ. قَالَ: هَذِهِ السَّاعَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَلَانْظُرْنِي حَتَّى أُبَيِضَ عَلَى رَأْسِي ثُمَّ أَخْرُجْ. فَنَزَلَ حَتَّى خَرَجَ الْحَجَاجُ، فَسَارَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِيهِ، فَقُلْتُ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ فَاقْصُرْ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلْ الْوُقُوفَ. فَجَعَلَ يُنْظَرُ إِلَيَّ عَبْدُ اللَّهِ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: صَدَقَ)). [طرفہ فی: ۱۶۶۳، ۱۶۶۶].

ہے۔ اسی سلطے کی ایک کڑی عبد اللہ بن زبیرؓ کا قتل ناجی بھی ہے جس کے بعد جان بیار ہو گیا تھا اور اسے آش خواب میں نظر آیا کرتا تھا کہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کا خون ناجی اس کی گردن پر سوار ہے۔

### باب عرفات میں جانور پر سوار ہو کر وقوف کرنا

(۲۳۶۱) ہم سے عبد اللہ بن سلمہ قبی نے بیان کیا، ان سے امام بالک رضیتھا نے، ان سے ابوالنفر نے، ان سے عبد اللہ بن عباس رضیتھا کے غلام غیر نے، ان سے ام فضل بنت حارث رضیتھا نے کہ ان کے ہیں لوگوں کا عرفات کے دن رسول اللہ ﷺ کے روزے سے متعلق کچھ اختلاف ہو گیا بعض نے کہا کہ آپؐ عرفہ کے دن روزے سے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں اس لئے انہوں نے آپؐ کے پاس دودھ کا ایک پیالہ بھیجا آنحضرت ﷺ اس وقت اونٹ پر سوار ہو کر عرفات میں وقوف فرمائے تھے آپؐ نے وہ دودھ پیا۔

آپؐ اونٹ پر سوار ہو کر وقوف فرمائے تھے۔ اس سے باب کا مطلب ثابت ہوا، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرفات میں حاجیوں کے لئے روزہ رکھنا سنت نبوی ہے۔

### باب عرفات میں دو نمازوں (ظہراً و عصر) کو ملا کر پڑھنا

اور عبد اللہ بن عمر رضیتھا کی اگر نماز امام کے ساتھ چھوٹ جاتی تو بھی جمع کرتے۔

(۲۳۶۲) لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے عقیل نے ابن شاہب سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے سالم نے خبر دی کہ جمال بن یوسف جس سال عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے لڑنے کے لیے مکہ میں اتراتے اس موقع پر اس نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ عرفہ کے دن وقوف میں آپؐ کیا کرتے ہیں؟ اس پر سالم رضیتھا بولے کہ اگر تو سنت پر چلنا چاہتا ہے تو عرفہ کے دن نمازوں پر ڈھلتے ہی ہوں گے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سالم نے حق کہا۔ صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ظہراً و عصر ایک ہی

1661 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عَمِيرٍ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْعَبَّاسِ ((عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا اخْتَلَفُوا عِنْهَا يَوْمَ عَرْفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ)) فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ بِقَدْحٍ لَيْنَ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعْرِفَةِ فَشَرَبَهُ۔ [راجح: ۱۶۵۸]

### باب الجمع بين الصالحين

#### بِعَرَفَةَ

وَكَانَ ابْنُ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا إِذَا فَاتَتِ الصَّلَاةُ مَعَ الْإِمَامِ جَمَعَ بَيْنَهُمَا

1662 - وَقَالَ الْيَتُ حَدَّثَنِي عَقِيلٌ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ: ((أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوسُفَ - عَامَ نَزَلَ بِابْنِ الرَّبِّيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كَيْفَ تَصْنَعُ فِي الْمَوْقِفِ يَوْمَ عَرْفَةَ؟ فَقَالَ سَالِمٌ : إِنْ كُنْتَ تُرِدُ السُّنْنَ فَهَجِّرْ بِالصَّلَاةِ يَوْمَ عَرْفَةَ فَلَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرَ: صَدَقَ، إِنَّهُمْ كَانُوا

ساتھ پڑھتے تھے۔ میں نے سالم سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح کیا تھا۔ سالم نے فرمایا اور کس کی سنت پر اس مسئلہ میں چلتے ہو۔

يَجْمِعُونَ بَيْنَ الظَّهَرِ وَالنَّفَرِ فِي السَّنَةِ.  
فَقَلَّتْ إِسَالِمٌ: أَفَعَلَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ  
؟ فَقَالَ سَالِمٌ: وَهَلْ تَبْغُونَ فِي ذَلِكَ

إِلَّا سَنَتَهُ؟)» [راجع: ۱۶۶۰]

یعنی عرفات میں ظہر اور عصر میں جمع کرنا آنحضرت ﷺ کی سنت ہے، آپ کے سوا اور کس کا فعل سنت ہو سکتا ہے اور آپ کی سنت کے سوا اور کس سنت پر تم چل سکتے ہو بعض نسخوں میں تبععون کے بدل یتبعون ہے یعنی آپ کے سوا اور کس کا طریقہ ڈھونڈتے ہیں (وجیہی) محققین اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ عرفات میں اور مزادغہ میں مطلقاً جمع کرنا چاہئے خواہ آدمی مسافر ہو یا نہ ہو، امام کے ساتھ نماز پڑھے یا اکیلے پڑھے۔ چنانچہ علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اجمع اہل العلم علی ان الامام یجمع بن الظہر والعصر بعرفة وکذا لک من صلی مع الامام یعنی اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ عرفات میں امام ظہر اور عصر میں جمع کرے گا اور جو بھی امام کے ساتھ نمازی ہوں گے سب کو جمع کرنا ہو گا۔ (تلل الاوطار)

### باب میدان عرفات میں خطبہ مختصر پڑھنا

(۱۶۶۳) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شاہب نے، انہیں سالم بن عبد اللہ نے کہ عبد الملک بن مروان (خلیفہ) نے حاجج کو لکھا کہ حج کے کاموں میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اقتدا کرے۔ جب عرفہ کا دن آیا تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آئے میں بھی آپ کے ساتھ تھا، سورج ڈھل چکا تھا، آپ نے حاجج کے ڈیرے کے پاس آکر بلند آواز سے کہا حاجج کیا ہے؟ حاجج باہر نکلا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا چل جلدی کرو قوت ہو گیا۔ حاجج نے کہا بھی سے! ابن عمر نے غسل کر کے آتا ہوں۔ پھر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (انی سواری سے) اتر گئے۔ حاجج باہر نکلا اور میرے اور میرے والد (ابن عمر کے بیچ میں چلنے لگا) میں نے اس سے کہا کہ آج اگر سنت پر عمل کی خواہش ہے تو خطبہ مختصر پڑھ اور وقوف میں جلدی کر۔ حضرت صدیقؑ نے فرمایا کہ سالم مجھ کرتا ہے۔

۱۶۶۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَالِمٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ((أَنَّ عَبْدَ الْمُلْكَ بْنَ مَرْوَانَ كَتَبَ إِلَى الْحَجَاجَ أَنْ يَأْتِمْ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرَ فِي الْحَجَّ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ عَرْقَةَ جَاءَ ابْنُ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَأَنَا مَعْهُ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ - أَوْ زَالَتْ - فَصَاحَ عِنْدَ فَسْطَاطِهِ: أَيْنَ هَذَا؟ فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَمْرَ : الرَّوَاحُ. فَقَالَ : الآن؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: أَنْظُرْنِي أَفِيضُ عَلَيَّ مَاءً. فَنَزَلَ ابْنُ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حَتَّى خَرَجَ، فَسَارَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي، فَقَلَّتْ : إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تُصْبِبَ السُّنَّةَ الْيَوْمَ فَاقْصُرْ النُّخْطَةَ وَعَجِّلْ الْوُقُوفَ. فَقَالَ ابْنُ عَمْرَ صَدِيقٌ). [راجع: ۱۶۶۰]

خطبہ مختصر پڑھنا خطیب کی سمجھ داری کی دلیل ہے، عیدین ہو یا بعد پھر حج کا خطبہ تو اور بھی مختصر ہونا چاہئے کہ یہی سنت نبوی ہے جو محترم علمائے کرام خطبات جمعہ و عیدین میں طویل طویل خطبات دیتے ہیں ان کو سنت نبوی کا لحاظ رکھنا چاہئے جو ان کی سمجھ بوجھ کی

دلیل ہوگی۔ وباشد التوفیق۔

### باب میدان عرفات میں ٹھہر نے کا بیان

(۱۴۶۳) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان بن عبینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جبیر بن مطعم نے ان سے ان کے باپ نے کہ میں اپنا ایک اونٹ تلاش کر رہا تھا (دوسری سند)

اور ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عبینہ نے بیان کیا، ان سے عمر بن دینار نے، انہوں نے محمد بن جبیر سے سنا کہ ان کے والد جبیر بن مطعم تھا نے بیان کیا میرا ایک اونٹ کو گیا تھا تو میں عرفات میں اس کو تلاش کرنے گیا، یہ دن عرفات کا تھا، میں نے دیکھا کہ نبی کشم شقیق عرفات کے میدان میں کھڑے ہیں۔ میری زبان سے نکلا حشم اللہ کی! یہ تو قریش ہیں پھر یہاں کیوں ہیں۔

**تشریح** جاہلیت میں دوسرے تمام لوگ عرفات میں وقف کرتے تھے لیکن قریش کہتے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اہل و عیال ہیں، اس لئے ہم وقف کے لئے حرم سے باہر نہیں نکلیں گے۔ آنحضرت ﷺ بھی قریش میں سے تھے مگر آپ اور تمام مسلمان اور غیر قریش کے امتیاز کے بغیر عرفات تی میں وقف پذیر ہوتے۔ عرفات حرم سے باہر ہے اس لئے راوی کو حرمت ہوئی کہ ایک قریش اور اس دن عرفات میں۔ لفظ حمس حماست سے مشتق ہے۔ قریش کے لوگوں کو حمس اس وجہ سے کہتے تھے کہ وہ اپنے دین میں حماست یعنی ختنی رکھتے تھے۔

(۱۴۶۵) ہم سے فروہ بن ابی المغراہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے علی بن مسرسے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حمس کے سوابقیہ سب لوگ جاہلیت میں نگئے ہو کر طواف کرتے تھے، حمس قریش اور اس کی آل اولاد کو کہتے تھے، (اور بنی کنانہ وغیرہ، جیسے خزانع) لوگوں کو (خدا واسطے) کپڑے دیا کرتے تھے (قریش) کے مردوں سے مردوں کو تاکہ انہیں پہن کر طواف کر سکیں اور (قریش کی) عورتیں دوسری عورتوں کو تاکہ وہ انہیں پہن کر طواف کر سکیں اور جن کو قریش کپڑا دیتے وہ بیت اللہ کا طواف نگئے ہو کر کرتے۔ دوسرے سب لوگ تو عرفات سے واپس ہوتے لیکن قریش مزولفہ ہی سے (جو حرم میں تھا) واپس ہو جاتے۔

### ۹۱ - بَابُ الْوُقُوفِ بِعَرَفةَ

۱۴۶۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ حَدَّثَنَا عَمْرُو حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَبَّابِرَةَ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : ((كَنْتُ أَطْلَبُ بَعْزِيرًا لِيِّ حِ)).

وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ عَنْ عَمْرِو سَمِعَ مُحَمَّدُ بْنُ جَبَّابِرَةَ عَنْ أَبِيهِ جَبَّابِرَةَ مُطْعِمٍ قَالَ : ((أَصْنَلْتُ بَعْزِيرًا لِيِّ، فَدَهَبَتِ أَطْلَبُهُ يَوْمَ عَرَفةَ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاقِفًا بِعَرَفةَ، فَقَلَّتْ : هَذَا وَاللَّهُ مِنَ الْحَمْسِ، فَمَا شَانَهُ هَا هُنَّا؟)).

**تشریح** جاہلیت میں دوسرے تمام لوگ عرفات میں وقف کرتے تھے لیکن قریش کے لئے حرم سے باہر نہیں نکلیں گے۔ آنحضرت ﷺ بھی قریش میں سے تھے مگر آپ اور تمام مسلمان اور غیر قریش کے امتیاز کے بغیر عرفات تی میں وقف پذیر ہوتے۔ عرفات حرم سے باہر ہے اس لئے راوی کو حرمت ہوئی کہ ایک قریش اور اس دن عرفات میں۔ لفظ حمس حماست سے مشتق ہے۔ قریش کے لوگوں کو حمس اس وجہ سے کہتے تھے کہ وہ اپنے دین میں حماست یعنی ختنی رکھتے تھے۔

۱۴۶۵ - حَدَّثَنَا فَرُوزَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَسْنُوْمٍ عَنْ هِشَامٍ بْنِ عَزْرَةَ قَالَ عَزْرَةَ : ((كَانَ النَّاسُ يَطْفُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عَرَأَةً إِلَّا الْحَمْسَ - وَالْحَمْسُ قَرِيشٌ وَمَا وَلَدَتْ - وَكَانَتِ الْحَمْسُ يَحْتَسِبُونَ عَلَى النَّاسِ، يُعْطَى الرَّجُلُ الرَّجُلَ الشَّيْبَ يَطْوُفُ فِيهَا، وَتُعْطَى الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةُ الشَّيْبَ تَطْوُفُ فِيهَا، فَمَنْ لَمْ يُعْطَهُ جَمَاعَةً طَافَ بِالنَّيْتَ عَرَيَانًا، وَكَانَ يُفْيِضُ حَمَالَةَ النَّاسِ مِنْ عَرَفَاتٍ

ہشام بن عروہ نے کہا کہ میرے باپ عروہ بن زیر نے مجھے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی کہ یہ آیت قریش کے بارے میں نازل ہوئی کہ ”پھر تم بھی (قریش) وہیں سے واپس آ جہاں سے اور لوگ واپس آتے ہیں (یعنی عرفات سے، سورہ بقرہ) انہوں نے بیان کیا کہ قریش مزدلفہ سے لوٹ آتے تھے اس لئے انہیں بھی عرفات سے لوٹنے کا حکم ہوا۔

وَيَقْبَضُ الْخَمْسُ مِنْ جَمْعٍ. قَالَ: وَأَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَوَّلَتْ فِي الْخَمْسِ لَكُمْ أَفْصُوا مِنْ حِلْثَتِ أَفَاضَ النَّاسُ؟ قَالَ: كَانُوا يُفِيضُونَ مِنْ جَمْعٍ فَنَفِعُوا إِلَى عَرْفَاتٍ). [طرفة في: ٤٥٢٠].

**تَسْبِيح** کعبہ شریف سے میدان عرفات تقریباً پدرہ میل کے فاصلے پر واقع ہے، یہ جگہ حرم سے خارج ہے، اس اطراف میں دادی عزف، قریہ عرفات، جبل عرفات، مشقی سڑک واقع ہیں، یہاں سے طائف کے لئے راستہ جاتا ہے۔ جب حضرت جبریل ﷺ خلیل اللہ ﷺ کو مناک سکھلاتے ہوئے اس میدان تک لائے تو کماہل عرفت آپ نے مناک حج کو جان لیا؟ اس وقت سے اس کا نام میدان عرفات ہوا۔ (در منشور) یہ جگہ ملت ابراہیم میں ایک اہم تاریخی جگہ ہے اور اس میں وقوف کرنا ہی حج کی جان ہے اگر کسی کا یہ وقوف فوت ہو جائے تو اس کا حج نہیں ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے جوہ الدواع کے موقع پر فرمایا تھا قوافاً علی مشاعر کم فانکم علی ادث ایکم ابراہیم یعنی میدان عرفات میں تم جمل اتر پکے ہو وہاں پر ہی وقوف کرو، تم سب اپنے باپ ابراہیم ﷺ کی موروث شہنشہ پر ہو، آنحضرت ﷺ نے اسلام کے قانون اسای کا اعلان اسی مقام پر فرمایا تھا۔ جوہ الدواع کے موقع پر آپ کا مشور خطبہ عرفات اسی کی یادگار ہے۔

حضرت اسماء بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہت ردد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعرفات فرطع بدیہ یہ دعو فعال نافعہ فسطط خطاهمہ فتاویں الخطاوم بالحدی بدیہ و هو راجح بدیہ بدیہ الاخری (رواہ النسائی)، یعنی عرفات میں آنحضرت ﷺ کی اوپنی پر میں آپ کے پیچھے سوار تھا، آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو انداخت کر دعائیں مانگ رہے تھے، اپنے آپ کی اوپنی جک گئی اور آپ کے ہاتھ سے اس کی کمیں جھوٹ گئی، آپ نے اپنا ایک ہاتھ اس کے انداختے کے لئے نیچے جمکا دیا اور دوسرا ہاتھ دعاؤں میں بدستور انداختے رکھا۔ میدان عرفات میں یہی وقوف یعنی کھڑا ہونا اور شام تک دعاؤں کے لئے اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلانا یعنی حج کی روح ہے، یہ فوت ہوا تو حج فوت ہو گیا اور اگر اس میں کوئی شخص شریک ہو گیا اس کا حج ادا ہو گیا۔

بمحور کے نزدیک عرفات کا یہ وقوف تکمیر عصر کی تمازج کرنے کے نمرے میں ادا کر لینے کے بعد ہونا چاہئے۔ حضرت علامہ شوکلی فرماتے ہیں انه صلی اللہ علیہ وسلم والخلفاء الراشدین بعدہ لم يقفوا الا بعد الزوال ولم ينزل عن احد انه وقف قبله (نبی)، یعنی آنحضرت ﷺ اور آپ کے بعد خلفاء راشدین سب کا یہی عمل رہا ہے کہ زوال کے بعد یعنی عرفات کا وقوف کیا ہے، زوال سے پہلے وقوف کرنا کسی سے بھی ثابت نہیں ہے۔ وقوف سے ظہرو عصر ملکر پڑھ لینے کے بعد میدان عرفات میں داخل ہونا اور وہاں شام تک کھڑے کھڑے دعائیں کرنا مراد ہے، یہی وقوف حج کی جان ہے، اس مبارک موقع پر جس قدر بھی دعائیں کی جائیں کم چیز کیوں کہ آج اللہ پاک اپنے بندوں پر فخر کر رہا ہے جو دور دراز مکلوں سے جمع ہو کر آسمان کے نیچے ایک کھلے میدان میں اللہ پاک کے سامنے ہاتھ پھیلا کر دعائیں کر رہے ہیں اللہ پاک حاجی صاحبان کی دعائیں قبول کرے اور ان کو حج مبرور نصیب ہو آئیں۔ جو حاجی میدان عرفات میں جا کر بھی حقہ بازی کرتے رہتے ہیں وہ بڑے بد نصیب ہیں خدا ان کو ہدایت نہیں۔ (آئین)

## ۹۲ - بَابُ السَّيْرِ إِذَا دَفَعَ مِنْ عَرْفَةَ بَاب عرفات سے لوٹنے وقت کس چال سے چلے

یعنی دینی چال سے یا جلدی چونکہ مزدلفہ میں آکر مغرب اور عشاء کی نمازیں ملکر پڑھتے ہیں عرفات سے لوٹنے وقت جلد چلا

(۱۴۶۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تھیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے ہشام بن عوہ سے خبر دی، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا میں بھی وہیں موجود تھا کہ جتنے الوداع کے موقع پر عرفات سے رسول اللہ ﷺ کے والپیں ہونے کی چال کیا تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ پاوس اٹھا کر چلتے تھے ذرا تیز لیکن جب جگہ پاتے (ہجوم نہ ہوتا) تو تیز چلتے تھے ہشام نے کہا کہ عنق تیز چلانا اور نص عنق سے زیادہ تیز چلنے کو کہتے ہیں۔ فجوہ کے معنی کشاہ جگہ اس کی جمع فجوہات اور فوجاء ہے جیسے زکوٰۃ مفروذ کاہ اسکی جمع اور سورہ ص میں مناص کا جو لفظ آیا ہے اسکے معنی بھائیں۔

تو اس سے نص مشق نہیں ہے جو حدیث میں مذکور ہے، یہ تو ایک ادنیٰ آدمی بھی جس کی عربیت سے ذرا استعداد ہو سمجھ سکتا ہے کہ مناص کو نص سے کیا علاقہ، نص مضاuff ہے اور مناص مثل ہے۔ اب یہ خیال کرنا کہ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے مناص کو نص سے مشق سمجھا ہے اس لیے یہاں اس کے معنی بیان کر دیئے جسے مبنی نے نقل کیا ہے یہ بالکل کم فحی ہے اور اصل یہ ہے کہ اکثر نہیں میں یہ عبارت ہی نہیں ہے اور جن نہیں میں موجود ہے ان کی توجیہ یوں ہو سکتی ہے کہ بعض لوگوں کو کم استعدادی سے یہ وہم ہوا ہو گا کہ مناص اور نص کا مادہ ایک ہی ہے امام بخاری نے مناص کی تغیری کر کے اس وہم کا رد کیا ہے۔

### باب عرفات اور مزدلفہ کے درمیان اترنا

(۱۴۶۷) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حملہ بن زید نے بیان کیا، ان سے سعیٰ بن سعید نے، ان سے موئی ابن عقبہ نے ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام کریب نے اور ان سے اسلام بن زید رضی اللہ عنہ نے کہ جب رسول کرم ﷺ عرفات سے واپس ہوئے تھے تو آپ (راہ میں) ایک گھٹائی کی طرف مڑے اور وہی قضاۓ حاجت کی پھر آپ نے وضو کیا تو میں نے پوچھایا رسول اللہ! کیا! (آپ مغرب کی) نماز پڑھیں گے؟ آپ نے فرمایا نماز آگے چل کر پڑھی جائے گی۔ (یعنی عرفات سے مزدلفہ آتے ہوئے قضاۓ حاجت وغیرہ کے لئے راستے میں رکنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۴۶۸) ہم سے موئی بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے جو یہی نے نافع سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ عبد اللہ بن عمر

سنون ہے جیسے حدیث آگے موجود ہے۔

۱۶۶۶ - حدیث عبد اللہ بن یوسف  
أخبرنا مالک عن هشام بن عروة عن أبيه  
أنه قال: ((سئل أنساً و أنا جالس: كيف  
كان رسول الله ﷺ كان يسبّر العنق،  
فإذا وجد فجوة نص). قال هشام:  
والنص فوق العنق. فجوة: مسع،  
والجمع فجوات وفجاء، وكذلك ركوة  
وركاء: مناص ليس حين فوار.

[طرفہ فی: ۲۹۹۹، ۴۴۱۳۔]

### ۹۳ - بَابُ النُّزُولِ بَيْنَ عَرْقَةَ وَجَمْعَ

۱۶۶۷ - حدیث مسند حدیث حماد بن زید عن يحيى بن سعيد عن موسى بن عقبة عن كربيل مولى ابن عباس عن أسامه بن زيد رضي الله عنهما (أن النبي ﷺ حيث أفض من عرقه مال إلى الشعوب فقضى حاجته فتوضاً. فقلت يا رسول الله أتصل؟ فقال: ((الصلة أمامك)). [راجع: ۱۳۹]

۱۶۶۸ - حدیث موسى بن إسماعيل  
حدیث جوینیہ عن نافع قال: ((كان عبد

رضی اللہ عنہما مزلفہ میں آکر نماز مغرب اور عشاء ملا کر ایک ساتھ پڑھتے، البتہ آپ اس گھانی میں بھی مرتے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرے تھے۔ وہاں آپ قناء حاجت کرتے پھر وضو کرتے لیکن نماز نہ پڑھتے نماز آپ مزلفہ میں آکر پڑھتے تھے۔

الله بن عمر رضي الله عنهمما يجمع بين  
المغرب والعشاء بجماعه، غيره الله يمر  
بالشعب الذي أخذته رسول الله ﷺ،  
فيدخل فينفض ويتوضأ ولا يصلني حتى  
يصلني بجماعه). [راجع: ۱۰۹۱]

**لشیخ** یہ حضرت عبد اللہ بن عمر بن حیثا کی کمال متابعت سنت تھیٰ حالانکہ آنحضرت ملکیہ بہ ضرورت حاجت بشری اس گھانی پر ٹھہرے تھے کوئی حج کا رکن نہ تھا مگر عبد اللہ بن حیثا بھی وہاں ٹھہرے اور حاجت وغیرہ سے فارغ ہو کر وہاں وضو کر لیتے ہیے آنحضرت ملکیہ نے کیا تھا۔ (وحیدی)

(۱۲۶۹) ہم سے قتبیہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے محمد بن حملہ نے ان سے ابن عباس بن حیثا کے غلام کریب نے اور ان سے اسامہ بن زید شافعی نے کہ میں عرفات سے رسول اللہ ملکیہ کی سواری پر آپؐ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ مزلفہ کے قریب بائیں طرف جو گھانی پڑتی ہے جب آنحضرت ملکیہ وہاں پہنچے تو آپؐ نے اونٹ کو بھالیا پھر پیشاب کیا اور تشریف لائے تو میں نے آپؐ پر وضو کا پانی ڈالا۔ آپؐ نے ہلکا سا وضو کیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! اور نماز! آپؐ نے فرمایا کہ نماز تمہارے آگے ہے۔ (یعنی مزلفہ میں پڑھی جائے گی) پھر آپؐ سوار ہو گئے جب مزلفہ میں آئے تو (مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر) پڑھی۔ پھر مزلفہ کی صبح (یعنی دسویں تاریخ) کو رسول اللہ ملکیہ کی سواری کے پیچھے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سوار ہوئے۔

۱۶۶۹ - حدثنا قبيه حدثنا إسماعيل بن جعفر عن محمد بن أبي حراملة عن كربلي مولى ابن عباس عن أسامة بن زيد رضي الله عنهمما أنه قال: ((ردفت رسول الله من عرفات، فلما بلغ رسول الله ﷺ الشعيب الأنسري الذي دون المزدلفة أناخ فقال، ثم جاء فصيحت عليه الوضوء توضأ وضوءاً خفيفاً، فقلت: الصلاة يا رسول الله . قال: (الصلاۃ أمّاک)). فركب رسول الله ﷺ حتى أتى المزدلفة فصلی، ثم ردف الفضل رسول الله ﷺ غدراً جمعاً). [راجع: ۱۳۹]

(۱۲۷۰) کریب نے کہا کہ مجھے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فضل رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برادر لیک کرتے رہے تا آنکہ جہرہ عقبہ پر پہنچ گئے (اور وہاں آپؐ نے لکھریاں ماریں)

۱۶۷۰ - قال كربلي: فأخبرني عبد الله بن عباس رضي الله عنهمما عن الفضل، أن رسول الله ﷺ لم يزل يلقي حتى بلغ الحجرة). [راجع: ۱۵۴۴]

**لشیخ** بلا وضو یہ کہ اعضاے وضو کو ایک بار دھویا یا پانی کم ڈالا۔ اس حدیث سے یہ بھی لکھا کہ وضو کرنے میں دوسرے آدمی سے مدد لیتا بھی درست ہے نیز اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی ظاہر ہوا کہ حاجی جبار کے لئے جہرہ عقبہ پر پہنچے اس

وقت سے لبک پکارنا موقوف کرے۔

### باب عرفات سے لوٹنے وقت رسول کریم ﷺ کا لوگوں کو سکون و اطمینان کی ہدایت کرنا اور کوڑے سے اشارہ کرنا

(۱۶۷۱) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سوید نے بیان کیا، کہا مجھ سے مطلب کے غلام عمرو بن ابی عمرو نے بیان کیا، انہیں والیہ کوفی کے غلام سعید بن جبیر نے خبر دی، ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہمانے بیان کیا کہ عرفہ کے دن (میدان عرفات سے) وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آرہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سخت شور (اوٹ ہاکنے کا) اور انہوں کی مار دھاڑ کی آواز سنی تو آپ نے ان کی طرف اپنے کوڑے سے اشارہ کیا اور فرمایا لوگو! آہنگ! وقار اپنے اوپر لازم کرلو (انہوں کو) تیز دوڑانا کوئی نیکی نہیں ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ (سورہ بقرہ میں) اوضعوا کے معنی ریشہ دو ایساں کریں خالکم کا معنی تمہارے بیچ میں اسی سے (سورہ کف) میں آیا ہے فجرنا خالکما (یعنی ان کے بیچ میں)۔

### ۹۴- بَابُ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ بِالسَّكِينَةِ عَنِ الْإِفَاضَةِ، وَإِشَارَةِ إِلَيْهِمْ بِالسُّوْطِ

۱۶۷۱ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ  
حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُوَيْدٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ  
أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ  
بْنُ جَيْرَةَ مَوْلَى وَالِيَةِ الْكُوفَةِ حَدَّثَنِي أَبْنُ  
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ  
وَرَاءَهُ يَوْمَ عَرَفَةَ، فَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَاءَهُ  
زَجْرًا شَدِيدًا وَضَرَبَهَا وَصَوَّتَا لِلِّإِبْلِ، فَأَشَارَ  
بِسُوْطِهِ إِلَيْهِمْ وَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ،  
عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ، فَإِنَّ الْبَرَّ لَيْسَ  
بِالْإِبْضَاعِ)). أَوْضَعُوا: أَسْرَعُوا. خَلَالَكُمْ  
مِنَ التَّخَلُّلِ يَنْكُمْ. هَوَفَجَرْنَا خَلَالَهُمَا هُنَّ  
يَنْهَمَا.

چونکہ حدیث میں، ابعضاع کا لفظ آیا ہے تو امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق قرآن کی اس آہت کی تفسیر کر دی جس میں ولا اوضعوا خالکم آیا ہے اور اس کے ساتھ ہی خالکم کے بھی معنی بیان کر دیئے پھر سورہ کف میں بھی خالکم کا لفظ آیا تھا اس کی بھی تفسیر کر دی (وحیدی) حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ چاہتے ہیں کہ احادیث میں جو الفاظ قرآنی مصادر سے آئیں ساتھ ہی آیات قرآنی سے ان کی بھی وضاحت فرمادیں تاکہ مطالعہ کرنے والوں کو حدیث اور قرآن پر پورا پورا عبر محاصل ہو سکے۔ جزاہ اللہ خيرا عن سائز المسلمين

### باب مزوالفہ میں دونمازیں ایک ساتھ ملائکر پڑھنا

### ۹۵- بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

(۲۷۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہ ہم سے امام مالک نے کہا، انہیں موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی، انہیں کربنے انہوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے تھے کہ میدان عرفات سے رسول اللہ ﷺ روانہ ہو کر گھٹائی میں اترے (جو مزدلفہ کے قریب ہے) وہاں پیشتاب کیا، پھر وضو کیا اور پورا وضو نہیں کیا (خوب پانی نہیں بہیا بلکہ وضو کیا) میں نے نماز کے متعلق عرض کی تو فرمایا کہ نماز آگئے ہے۔ اب آپ مزدلفہ تشریف لائے وہاں پھر وضو کیا اور پوری طرح کیا پھر نماز کی تکمیر کی گئی اور آپ نے مغرب کی نماز پڑھی پھر ہر شخص نے اپنے اونٹ دیروں پر بخادی پھر دوبارہ نماز عشاء کے لئے تکمیر کی گئی اور آپ نے نماز پڑھی آپ نے ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی (سنت یا نقل) نماز نہیں پڑھی تھی۔

۱۶۷۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عَقْبَةَ عَنْ كُرَبَيْبِ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَلَّا مَسْمَعَةً يَقُولُ ((دَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ مِنْ عَرْفَةَ، فَنَزَّلَ الشَّعْبَ قَبَالَ، ثُمَّ قَوَاضًا وَلَمْ يَسْتَعِي الْوُضُوءَ. فَقَلَّتْ لَهُ الصَّلَاةُ. فَقَالَ : ((الصَّلَاةُ أَمَّا مَكَّةَ)) . فَجَاءَ الْمَزْدَلَفَةَ لِتَوَاضَّعَ فَأَسْتَغَى، ثُمَّ أَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى السَّمْغَرِبَ، ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعْدِهِ فِي مَنْزِلِهِ، ثُمَّ أَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى، وَلَمْ يَصُلْ بَيْنَهُمَا)).

[راجح: ۱۳۹]

اس حدیث سے مزدلفہ میں جمع کرنا ثابت ہوا جو باب کا مطلب ہے اور یہ بھی تکاکر اگر دونمازوں کے نیچے میں جن کو جمع کرنا ہو آدمی کوئی تھوڑا سا کام کر لے تو قباحت نہیں۔ یہ بھی تکاکر جمع کی حالت میں سنت وغیرہ پڑھنا ضروری نہیں یہ جمع شافعیہ کے نزدیک سفر کی وجہ سے ہے اور حفیہ اور مالکیہ کے نزدیک حج کی وجہ سے ہے۔

**باب مغرب اور عشاء مزدلفہ میں ملا کر پڑھنا اور سنت وغیرہ  
نہ پڑھنا**

۹۶ - بَابُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَقْطُوْعَ

(۲۷۴) ہم سے آدم بن ابی العلاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے زہری نے ان سے سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مزدلفہ میں بی کرم رضی اللہ عنہ نے مغرب اور عشاء ایک ساتھ ملا کر پڑھیں تھیں ہر نماز الگ الگ تکمیر کے ساتھ نہ ان دونوں کے پہلے کوئی نقل و سنت پڑھی تھی اور نہ ان کے بعد۔

۱۶۷۳ - حَدَّثَنَا آدُمْ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((جَمَعَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ السَّمْغَرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمِيعِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا يَا قَمَةً وَلَمْ يَسْبِعْ بَيْنَهُمَا، وَلَا غَلَى إِفْرِ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا)).

[راجح: ۱۰۹۱]

عنی نے اس سلسلہ میں علماء کے چھ قول نقل کے ہیں آخری قول یہ کہ پہلی نماز کے لئے اذان کے اور دونوں کے لئے الگ الگ تکمیر کے۔ شافعیہ اور حنبلہ کا یہی قول ہے اسی کو ترجیح ہے۔

(۲۷۵) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے

۱۶۷۴ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلُدٍ حَدَّثَنَا

سليمان بن بلاں نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے یحییٰ بن ابی سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے عدی بن ثابت نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن یزید خطیب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ایو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جنت الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزادغہ میں آکر مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ ملا کر پڑھا تھا۔

سلیمان بن بلاں حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي هَدِيٌّ بْنُ ثَابَتٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْخَطْمَيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو أَيُوبُ الْأَنْصَارِيُّ: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزَدَّلَفَةِ)).

[طرفة فی : ۴۴۱۴].

مزادغہ کو جمع کہتے ہیں کیونکہ وہاں آدم اور حواء جمع ہوئے تھے۔ بعض نے کہا کہ وہاں دو نمازوں کے بین میں نفل و سنت نہ پڑھے۔ ابن منذر نے کہا جو کوئی بیچ میں سنت یا نفل پڑھے گا تو اس کا جمع صحیح نہ ہو گا۔ (وحیدی)

جمعہ المند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وانما جمع بین الظہر والعصر و بین المغرب والعشاء لان للناس يومنہ اجتماعاً عملاً يعهد في غير هذا الموطن والجماعة الواحدة مطلوبة ولا بد من اقامتها في مثل هذا الجمع لبراه من هناك ولا تيسر اجتماعهم في وقتين و ايضاً فلان للناس اشتغالاً بالذكر والدعا و هما وظيفة هذا اليوم و رعاية الاقامت وظيفة جمیع السنۃ و انما يرجع في مثل هذا الشنبه البدیع النادر ثم ركب حتى الموقف واستقبل القبلة فلم ينزل واقتصرت غرب الشمس و ذهب الصفرة قليلاً ثم دفع (جعہ اللہ البالغہ) یوم عرفات میں ظہر اور عصر کو ملا کر پڑھا اور مزلفہ میں مغرب اور عشاء کو اس روز ان مقامات مقدسہ میں لوگوں کا ایسا اجتماع ہوتا ہے جو بجز اس مقام کے اور کسی نہیں ہوتا اور شارع کو ایک جماعت کا ہونا مطلوب ہے اور ایسے اجتماع میں ایک جماعت کا قائم کرنا ضروری ہے تاکہ سب لوگ اس کو دیکھیں اور دو وقوتوں میں سب کا جمیع ہونا مشکل تھا یعنی اس روز لوگ ذکر اور دعا میں مشغول ہوتے ہیں اور وہ اس روز کا وظیفہ ہیں اور اوقات کی پابندی تمام سال کا وظیفہ ہے اور ایسے وقت میں بدیع اور نادر چیز کو ترجیح دی جاتی ہے۔ پھر آپؐ وہاں سے (نمرہ سے نماز ظہر و عصر سے فارغ ہو کر) عرفات میں موقف میں تشریف لائے، پس آپؐ وہیں کھڑے رہے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوا اور زردی کم ہو گئی پھر وہاں سے مزلفہ کو لوٹے۔ خلاصہ یہ کہ یہاں ان مقامات پر ان نمازوں کو ملا کر پڑھنا شارع کو میں محبوب ہے۔ پس جس کام سے محبوب راضی ہوں وہی کام دعویدار ان محبت کو بھی بذوق و شوق انجام دینا چاہیے۔

## ۹۷ - بَابُ مَنْ أَذْنَ وَأَقَامَ لِكُلِّ بَابِ جِسْ نَ كَہا کہ ہر نماز کے لئے اذان اور تکبیر کہنا

وَاحِدَةٌ مِنْهُمَا

(۱۶۷۵) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے زہرہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو اسحاق عمرو بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبد الرحمن بن یزید سے شاکہ عبد اللہ بن مسعود بن شوٹ نے حج کیا، آپ کے ساتھ تقریباً عشاء کی اذان کے وقت ہم مزلفہ میں بھی آئے، آپ نے ایک شخص کو حکم دیا اس نے اذان تکبیر کی اور آپ

۱۶۷۵ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زَهْرَةٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ عَنْ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ يَقُولُ: ((حَجَّ عَنْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَاتَّيْنَا الْمُزَدَّلَفَةَ حِينَ الْأَذَانِ بِالْعَتَمَةِ أَوْ قَرِيتَا مِنْ ذَلِكَ، فَأَمَرْ

نے مغرب کی نماز پڑھی، پھر دور رکعت (سنت) اور پڑھی اور شام کا کامنا ملگوا کر کھلایا۔ میرا خیال ہے (راوی حدیث زہیر کا) کہ پھر آپ نے حکم دیا اور اس شخص نے اذان دی اور تکبیر کی عمرو (راوی حدیث) نے کماں یہی سمجھتا ہوں کہ شک زہیر (عمرو کے شخ) کو تھا، اس کے بعد عشاء کی نماز دو رکعت پڑھی۔ جب صبح صادق ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اس نماز (فجر) کو اس مقام اور اس دن کے سوا اور کبھی اس وقت (طلوع فجر ہوتے ہی) نہیں پڑھتے تھے، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ صرف دو نمازوں (آج کے دن) اپنے معمولی وقت سے ٹھاڈی جاتی ہیں۔ جب لوگ مزدلفہ آتے ہیں تو مغرب کی نماز (عشاء کے ساتھ ملا کر) پڑھی جاتی ہے اور فجر کی نماز طلوع فجر کے ساتھ ہی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا تھا۔

رَجَلٌ فَأَذْنَ وَأَقَامَ، ثُمَّ صَلَى الْمَغْرِبَ،  
وَصَلَى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ دَعَا بِعَشَائِهِ  
فَعَشَى، ثُمَّ أَمَرَ - أَرَى - فَأَذْنَ وَأَقَامَ)  
قالَ عَمَرٌ : لَا أَعْلَمُ الشَّكَ إِلَّا مِنْ زَهْنِي  
(ثُمَّ صَلَى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ . فَلَمَّا طَلَعَ  
الْفَجْرُ قَالَ : إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ : لَا يَصْلَى  
هَذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا هَذِهِ الصَّلَاةُ فِي هَذَا  
الْمَكَانِ مِنْ هَذَا الْيَوْمِ . قَالَ عَبْدُ اللَّهِ : هُمَا  
صَلَاةَ حَاجَنَ تُحَوَّلَانَ عَنْ وَقْتِهِمَا : صَلَاةُ  
الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَأْتِي النَّاسُ الْمُزَدَّلَفَةَ،  
وَالْفَجْرُ حِينَ يَبْرُزُ الْفَجْرُ، قَالَ : رَأَيْتَ  
النَّبِيَّ ﷺ يَفْعُلُهُ)).

[طرفہ فی : ۱۶۸۲ ، ۱۶۸۳].

**تَسْبِيحَ** اس حدیث سے یہ بھی لکھا کہ نمازوں کا جمع کرنے والا دونوں نمازوں کے بین میں کھانا کھا سکتا ہے یا اور کچھ کام کر سکتا ہے اس حدیث میں جمع کے ساتھ نقل پڑھنا بھی مذکور ہے۔ فجر کے بارے میں یہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ آنحضرت ﷺ نے صبح کی نماز اسی دن تاریکی میں پڑھی اور شاید مراد ان کی یہ ہو کہ اس دن بست تاریکی میں پڑھی یعنی صبح صادق ہوتے ہی ورنہ دوسرے بست صحابہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کی عادت بست یہی تھی کہ آپ فجر کی نماز انہی میں پڑھا کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عاملوں کو پروانہ لکھا کہ صبح کی نماز اس وقت پڑھا کرو جب تارے گئے ہوں یعنی انہی میں پڑھا اور یہ بھی صرف ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سوا اس مقام کے اور کہیں جمع نہیں کیا اور دوسرے صحابہ نے سفر میں آپ سے جمع کرنا نقل کیا ہے۔ (وہیدی)

آپ نے نماز مغرب اور عشاء کے درمیان نقل بھی پڑھے مگر رسول کریم ﷺ سے نہ پڑھنا ثابت ہے، لہذا ترجیح فعل نبوی ہی کو ہوگی۔ ہاں کوئی شخص حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرح پڑھ بھی لے تو غالباً وہ گنگار نہ ہو گا اگرچہ یہ سنت نبوی کے مطابق نہ ہو گا۔ انما الاعمال بالنيات

دین میں اصل الاصول یہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا بر حال مقدم رکھی جائے۔ جمل جس کام کے لیے حکم فرمایا جائے اس کام کو کیا جائے اور جمل اس کام سے روک دیا جائے وہاں رک جائے، اطاعت کا یہی مفہوم ہے، اسی میں خیر اور بھلائی ہے۔ اللہ سب کو دین پر قائم رکھے۔

باب عورتوں اور بچوں کو مزدلفہ کی رات میں آگے منی  
روانہ کروئیں، وہ مزدلفہ میں ٹھہریں اور دعا کریں اور چاند

۹۸ - بَابُ مَنْ قَدَمَ ضَعْفَةَ أَهْلِهِ  
بِلَلِ، فَيَقُولُونَ بِالْمُزَدَّلَفَةِ وَيَدْعُونَ،

### ڈوبتے ہی چل دیں

(۱۲۷۶) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم سے لیٹھ نے یونس سے بیان کیا اور ان سے ابن شاب نے کہ سالم نے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پسے گھر کے کنزوروں کو پہلے ہی بھیج دیا کرتے تھے اور وہ رات ہی میں مزدلفہ میں مشحرام کے پاس آ کر ٹھہر تے اور اپنی طاقت کے مطابق اللہ کا ذکر کرتے تھے، پھر امام کے ٹھہر نے اور لوٹنے سے پہلے ہی (منی) آ جاتے تھے، بعض تو منی فجر کی نماز کے وقت پہنچتے اور بعض اس کے بعد، جب منی پہنچتے تو کنکریاں مارتے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب لوگوں کے لئے یہ اجازت دی ہے۔

### وَيَقْدِمُ إِذَا غَابَ الْقَمَرُ

(۱۶۷۶) - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْيَتْمَةُ عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ قَالَ سَالِمٌ : ((وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُقْدِمُ ضَعْفَةً أَهْلَهُ فَيَقْفُونَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمَزْدَلَفَةِ بِلِيلٍ فَيَذَكُّرُونَ اللَّهَ مَا بَدَّاهُمْ ثُمَّ يَرْجِعُونَ قَبْلَ أَنْ يَقْفَتِ الْإِمَامُ وَقَبْلَ أَنْ يَذْنَعَ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدِمُ مِنْيَ لصَلَاةِ الْفَجْرِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدِمُ بَعْدَ ذَلِكَ، فَإِذَا قَدِمُوا رَمَوْا الْجَمْرَةَ. وَكَانَ أَبْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ : أَرْخَصَ فِي أُولَئِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ)).

**لئن شاخ** [یعنی عورتوں اور بچوں کو مزدلفہ میں تھوڑی دیر ٹھہر کر چلے جانے کی اجازت دی ہے ان کے سوا، اور دوسرے سب لوگوں کو رات میں مزدلفہ رہنا چاہئے۔ شعبی اور تحریکی اور علمی رات کو مزدلفہ میں نہ رہے اس کا جو فوت ہوا اور عطا اور زبری کئتے ہیں کہ اس پر دم لازم آ جاتا ہے اور آدمی رات سے پہلے وہاں سے لوٹا درست نہیں ہے۔ (وہیدی)]

(۱۲۷۷) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کماکہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے عبد اللہ بن عباس عیینہ نے کہ نبی کرم مسیح ﷺ نے مجھے مزدلفہ سے رات ہی میں منی روانہ کروایا تھا۔

(۱۲۷۸) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کماکہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کماکہ مجھے عبید اللہ بن ابی زیند نے خبر دی، انہوں نے ابن عباس عیینہ کو یہ کہتے شاکر میں ان لوگوں میں تھا جنہیں نبی کرم مسیح ﷺ نے اپنے گھر کے کنزوروں کے ساتھ مزدلفہ کی رات ہی میں منی بھیج دیا تھا۔

(۱۶۷۸) - حَدَّثَنَا عَلَيٰ حَدَّثَنَا سُفِيَّاً قَالَ : أَخْبَرَنِي عَبْيَضُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَزِيدٍ سَمِعَ أَبْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ : ((أَنَا مِنْ قَدْمِ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةَ الْمَزْدَلَفَةِ فِي ضَعْفَةِ أَهْلِهِ)). [طرفاہ فی: ۱۸۵۶، ۱۶۷۸].

(۱۶۷۹) - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبْنِ جُرَيْجٍ قَالَ : حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ مَوْلَى أَسْمَاءَ عَنْ أَسْمَاءَ ((أَنَّهَا نَزَّلَتْ لَيْلَةَ جَمْعِ

رات میں ہی مزدلفہ پنج گنیں اور کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگیں کچھ دیر تک نماز پڑھنے کے بعد پوچھا جئیئے؟ کیا چاند ڈوب گیا؟ میں نے کہا کہ نہیں! اس لئے وہ دوبارہ نماز پڑھنے لگیں کچھ دیر بعد پھر پوچھا کیا چاند ڈوب گیا؟ میں نے کہا ہاں، انسوں نے کہا کہ اب آگے چلو (منی کو) چنانچہ ہم ان کے ساتھ آگے چلے وہ (منی میں) رنی جمرہ کرنے کے بعد پھر واپس آگئیں اور صبح کی نماز اپنے ڈیرے پر پڑھی میں نے کہا جتاب! یہ کیا بات ہوئی کہ ہم نے انہیم سے ہی میں نماز صبح پڑھ لی۔ انسوں نے کہا جئیئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اس کی اجازت دی۔

**لشیخ** معلوم ہوا کہ سورج نکلنے سے پہلے بھی سکریاں مار لینا درست ہے، لیکن حنفیہ نے اس کو جائز نہیں رکھا اور امام احمد اور دوبارہ مارنا چاہیے اور شافعی کے نزدیک صبح سے پہلے سکریاں مار لینا درست ہے۔ (وجیدی)

(۱۶۸۰) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، کہا کہ ہم سے عبدالرحمن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے قاسم نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے مزدلفہ کی رات عام لوگوں سے پہلے روانہ ہونے کی اجازت چاہی آپ بھاری بھر کم بدن کی عورت تھیں تو حضور ﷺ نے انہیں اس کی اجازت دے دی۔

(۱۶۸۱) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ ہم سے افس بن حمید نے، ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب ہم نے مزدلفہ میں قیام کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو لوگوں کے اڑدھام سے پہلے روانہ ہونے کی اجازت دے دی تھی، وہ بھاری بھر کم بدن کی خاتون تھیں، اس لئے آپ نے اجازت دے دی چنانچہ وہ اڑدھام سے پہلے روانہ ہو گئیں۔ لیکن ہم لوگ وہیں ٹھہرے رہے اور صبح کو آپ کے ساتھ گئے اگر میں بھی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی طرح آپ صلی

عنة المُزَدَّلَفَةِ فَقَامَتْ تُصْلِيَ، فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ: يَا بُنْيَ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ؟ قَلَّتْ : لَا، فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ: هَلْ غَابَ الْقَمَرُ؟ قَلَّتْ: نَعَمْ، قَالَتْ: فَأَرْتَهُمُوا ، فَأَرْتَهُنَا وَمَضِيَنَا حَتَّى رَأَتِ الْجَمَرَةَ، ثُمَّ رَجَعَتْ فَصَلَّتِ الصُّبْحَ فِي مُنْزِلِهَا، فَقَلَّتْ لَهَا: يَا هَنَّتَاهُ، مَا أَرَانَا إِلَّا قَدْ غَلَسْنَا، قَالَتْ: يَا بُنْيَ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ أَدْنَ لِلْلُّظُفْ).

۱۶۸۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سَفِيَّانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ - هُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: اسْتَأْذَنْتُ سَوْدَةَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةَ جَمْعٍ - وَكَانَتْ نَقِيلَةً نَبَطَةً - فَأَذِنْتَ لَهَا)).

[طرفة فی: ۱۶۸۱]

۱۶۸۱ - حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمَ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حَمِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((نَرَكَنَا الْمُزَدَّلَفَةَ، فَاسْتَأْذَنْتُ النَّبِيِّ ﷺ سَوْدَةً أَنْ تَذْفَعَ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ - وَكَانَتْ امْرَأَةً بَطِينَةً - فَأَذِنْتَ لَهَا، فَذَفَعَتْ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ، وَأَلْمَنَا حَتَّى أَمْبَيَخَا نَحْنُ، ثُمَّ دَفَعَنَا بِدَفِعَةٍ، فَلَأَنَّ أَكُونَ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللَّهِ

الله علیہ وسلم سے اجازت لیتی تو مجھ کو تمام خوشی کی چیزوں میں یہ بتی ہی پسند ہوتا۔

كَمَا اسْنَادَنَا سُودَةُ أَخْبَرَ إِلَيْنَا مِنْ  
مَفْرُوحٍ (ب)).

### باب فجر کی نماز مزدلفہ ہی میں پڑھنا

(۱۶۸۲) ہم سے عمرو بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے امش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمارہ نے عبدالرحمن بن یزید سے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن مسعود بن حجر نے کہ دو نمازوں کے سوامیں نے نبی کریم ﷺ کو اور کوئی نماز بغیر وقت نہیں پڑھتے دیکھا، آپ نے مغرب اور عشاء ایک ساتھ پڑھیں اور فجر کی نماز بھی اس دن (مزدلفہ میں) معمولی وقت سے پہلے ادا کی۔

۹۹- بَابُ مَنْ يُصَلِّيُ الْفَجْرَ بِجَمْعِ  
۱۶۸۲- حَدَّثَنَا عَمْرُ بْنُ حَفْصٍ بْنِ  
غَيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشَ قَالَ:  
حَدَّثَنِي عَمَارَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ  
اللَّهِ قَالَ: ((مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى  
صَلَّاهُ بِغَيْرِ مِيقَاتِهَا، إِلَّا صَلَّاهُنَّ جَمْعًا  
بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعَشَاءِ، وَصَلَّى الْفَجْرَ  
قَبْلَ مِيقَاتِهَا)). [راجع: ۱۶۷۵]

یعنی بہت اول وقت یہ نہیں کہ صحیح کی نماز فجر طلوع ہوتے ہی پرمی۔ (وہیدی)

(۱۶۸۳) ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے عبدالرحمن بن یزید نے کہ ہم عبداللہ بن مسعود بن حجر کے ساتھ مکہ کی طرف نکلے (حج شروع کیا) پھر جب ہم مزدلفہ آئے تو آپ نے دو نمازوں (اس طرح ایک ساتھ) پڑھیں کہ ہر نماز ایک الگ اذان اور ایک الگ اقامت کے ساتھ تھی اور رات کا کھانا دونوں کے درمیان میں کھایا، پھر طلوع صبح کے ساتھ ہی آپ نے نماز فجر پڑھی، کوئی کہتا تھا کہ ابھی صحیح صادق نہیں ہوئی اور کچھ لوگ کہہ رہے تھے کہ ہو گئی۔ اس کے بعد عبداللہ بن مسعود بن حجر نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا یہ دونوں نمازوں اس مقام سے ہشادی گئی ہیں، یعنی مغرب اور عشاء، مزدلفہ میں اس وقت داخل ہوں کہ اندر ہیرا ہو جائے اور فجر کی نماز اس وقت۔ پھر عبداللہ اجالے تک وہیں مزدلفہ میں ٹھہرے رہے اور کہا کہ اگر امیر المؤمنین حضرت عثمان بن علیؑ اس وقت چلیں تو یہ سنت کے مطابق ہو گا۔ حدیث کے راوی عبدالرحمن بن یزید نے کہا) میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ الفاظ ان کی زبان سے پہلے نکلے یا حضرت عثمان بن علیؑ کی روائی

۱۶۸۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءَ حَدَّثَنَا  
إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقِ عَنْ عَبْدِ  
الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ: ((خَرَجَنَا مَعَ عَنْ  
اللَّهِ إِلَى مَكَّةَ، ثُمَّ قَدِمْنَا جَمِيعًا فَصَلَّى  
الصَّلَائِينَ: كُلُّ صَلَاةٍ وَخَدَّهَا بِأَذَانٍ  
وِإِقَامَةٍ، وَالْعِشَاءَ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ  
جِنْ طَلَعَ الْفَجْرَ - وَقَبْلَهُ يَقُولُ لَمْ يَطَّلِعْ  
الْفَجْرَ - ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
قَالَ: ((إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَائِينِ حُوَلَّا عَنْ  
وَقِيهِمَا لِيَ هَذَا الْمَكَانُ: الْمَغْرِبُ  
وَالْعِشَاءُ، فَلَا يَقْدِمُ النَّاسُ جَمِيعًا حَتَّى  
يَعْنَمُوا، وَصَلَاةُ الْفَجْرِ هَذِهِ السَّاعَةُ)). ثُمَّ  
وَقَفَ حَتَّى أَسْفَرَ ثُمَّ قَالَ: لَوْ أَنْ أَمِيزَ  
الْمُؤْمِنِينَ أَفَاضَ الْآنَ أَصَابَ السُّنْنَةَ، فَمَا  
أَذْرِي أَفْوَلُهُ كَانَ أَسْرَعَ أَمْ دَلَعَ عَثْمَانَ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَلَمْ يَزِلْ يُلْتَهِ حَتَّىٰ رَفَعَ  
جَمْرَةُ الْعَقْبَةِ يَوْمَ النُّحْرِ).  
پہلے شروع ہوئی، آپ دسویں تاریخ تک جمرہ عقبہ کی رنی تک برابر  
لبیک پکارتے رہے۔

[راجح: ۱۶۷۵]

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضیو یہ کہہ ہی رہے تھے کہ حضرت عثمان بن عثیر مزادغہ سے لوٹے سنت ہی ہے کہ مزادغہ سے مجرمی روشی ہونے کے بعد سورج نکلنے سے پہلے لوٹے۔ مجرمی نماز سے متعلق اس حدیث میں جو وارد ہے کہ وہ ایسے وقت پڑھی گئی کہ لوگوں کو مجرم کے ہونے میں شبہ ہوا تھا، اس کی وضاحت مسلم شریف کی حدیث میں موجود ہے جو حضرت جابر بن عبد اللہ سے مردی ہے کہ نبی کرم مسیح یا مسیح موعود نے مغرب اور عشاء کو ملا کر ادا کیا پھر آپ سو گئے تم اضطجع حتی طلوع الفجر فصلی اللہ عقبہ حین تین له الصبح باذان و اقامۃ الی اخر الحدیث پھر سو کر آپ ٹھڑے ہوئے جب کہ فجر طلوع ہو گئی۔ آپ نے صبح کھل جانے پر نماز مجرم کو ادا فرمایا اور اس کے لئے اذان اور اقامۃ ہوئی۔ معلوم ہوا کہ صحیح حدیث میں راوی کی مراد یہ ہے کہ آپ نے مجرمی نماز کو اندر ہیرے میں بست اول وقت یعنی فجر ظاہر ہوتے ہی فوراً ادا فرمایا، یوں آپ بھیسہ ہی نماز مجرم فلس یعنی اندر ہیرے میں ادا فرمایا کرتے تھے جیسا کہ متعدد احادیث سے ثابت ہے گریبان اور بھی اول وقت طلوع مجرم کے فوراً بعد ہی آپ نے نماز مجرم کو ادا فرمایا۔

## باب مزادغہ سے کب چلا جائے؟

(۱۶۸۳) ہم سے مجان بن منہال نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، انہوں نے عمرو بن میمون کو یہ کہتے سنا کہ جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مزادغہ میں مجرمی نماز پڑھی تو میں بھی موجود تھا، نماز کے بعد آپ ٹھرے اور فرمایا کہ مشرکین (جالیت میں یہاں سے) سورج نکلنے سے پہلے نہیں جاتے تھے کہتے تھے اے شیر! تو چک جا۔ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی مخالفت کی اور سورج نکلنے سے پہلے وہاں سے روانہ ہو گئے۔

## ۱۰۰ - بَابُ مَنِيَّ يُدْفَعُ مِنْ جَمْعَنِ

۱۶۸۴ - حَدَّثَنَا حَاجَاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ أَبِيهِ إِسْحَاقَ سَعْفَاتَ عَمْرَوْ بْنَ مَمْوُنَ يَقُولُ: ((شَهِدْنَا عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَنِيَّ يُدْفَعُ مِنْ جَمْعَنِ الصَّبَحِ، ثُمَّ وَلَفَ لَقَالَ: إِنَّ الْمُشْرِكِينَ كَانُوا لَا يَفِضُّونَ حَتَّىٰ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَيَقُولُونَ: أَشْرِقْ ثَبِيرُ، وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَالِفُهُمْ، لَمْ أَفَاضْ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ)).

[طرفة فی : ۳۸۳۸].

شیراکیک پہاڑ کا نام ہے مزادغہ میں جو منی کو آتے ہوئے بائیں جانب پڑتا ہے۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں جبل معروف ہناک لشیخ وہ علی بسار الذاہب الی منی و هو اعظم جبال مکہ عرف به جبل من هذیل اسمہ ثیر دفن فیہ یعنی شیر کہ کا ایک عظیم پہاڑ ہے جو منی جاتے ہوئے بائیں طرف پڑتا ہے اور یہ ہذیل کے ایک آدمی شیر نامی کے نام پر مشور ہے جو وہاں دفن ہوا تھا۔ مزادغہ سے صبح سورج نکلنے سے پہلے منی کے لئے چل دینا سنت ہے۔ مسلم شریف میں حدیث جابر بن عبد اللہ سے مزید تفصیل یوں ہے۔ تم رکب القصوہ حتی المشعر العرام فاسقبل القبلة فدعالله تعالى و كبره و هلة و وحده فلم يزل واقفا حتى اسفر فدفع قبل ان تطلع الشمس یعنی عرفات سے لوٹے وقت آپ اپنی اوپنی قصوہ پر سوار ہوئے یہاں سے مزادغہ میں مشعر العرام میں آئے اور وہاں آکر قبلہ رو ہو کر تکمیر و تحلیل کئی اور آپ خوب اجلاء ہونے تک ٹھرے رہے، مگر سورج طلوع ہونے سے پہلے آپ وہاں سے روانہ ہو گئے۔ عمد جالمیت میں مکہ والے سورج نکلنے کے بعد یہاں سے چلا کرتے تھے، اسلام میں سورج نکلنے سے پہلے چلنا قرار پایا۔

باب دسویں تاریخ صبح کو سکبیر اور لبیک کہتے رہنا  
جمہر عقبہ کی رمی تک اور چلتے ہوئے  
(سواری پر کسی کو) اپنے پیچھے بٹھالیں۔

١٠١ - بَابُ التَّلِيَّةِ وَالْكَبِيرِ غَدَاءَ  
النَّعْرِ حِينَ يَرْفِي الْجَمْرَةَ،  
وَالْأَرْتِدَافُ فِي السَّيْرِ

**لتبیح** دسویں ذی الحجه کو منی میں جا کر نماز فجر سے فارغ ہو کر سورج نکلنے کے بعد رمی جمار کرنا ضروری ہے۔ علامہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں قال ابن المنذر نسخۃ ان لا یرمی الا بعد طلوع الشمس كما فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا یجوز الرمی قبل طلوع الفجز لان فاعله مختلف للسنۃ و من رمی حینتم لا اعادة عليه اذ لا اعلم احدا قال لا يجزنه (فتح) یعنی ابن منذر نے کما کہ سنت یہی ہے کہ رمی جمار سورج نکلنے کے بعد کرے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے فعل سے ثابت ہے اور طلوع فجر سے پہلے رمی جمار درست نہیں اس کا کرنے والا سنت کا مخالف ہو گا۔ ہاں اگر کسی نے اس وقت رمی جمار کر لیا تو پھر اس پر دوبارہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ اس لئے کہ مجھے کوئی ایسا شخص معلوم نہیں جس نے اسے غیر کافی کہا ہو۔ حضرت اسماء بنی حنفیہ سے رات میں رمی جمار کرنا یعنی منقول ہے جیسا کہ اس کو خود امام بخاری رضی اللہ عنہ نے بھی نقش فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کمزور مردوں عورتوں کے لئے اجازت ہے کہ وہ رات ہی میں مزادغہ سے کوچ کر کے منی آجائیں اور آئنے پر خواہ رات ہی کیوں نہ ہو، رمی جمار کر لیں۔ آنحضرت ﷺ نے مزادغہ کی رات میں حضرت عباس بنی شہر سے فرمایا تھا اذهب بضعفاء نا و نساء نا فلیصلوا الصبح بمنی ویرموا جمرة العقبة قبل ان تصيبهم دفعۃ الناس (فتح الباری) یعنی آپ ہمارے ضعیفوں اور عورتوں وغیرہ کو مزادغہ سے رات ہی میں منی لے جائیے تاکہ وہ صبح کی نماز منی میں ادا کر لیں اور لوگوں کے اٹھام سے پہلے پہلے جمہر عقبہ کی رمی سے فارغ ہو جائیں۔ والله اعلم بالصواب۔

١٦٨٥ - حدَّثَنَا أَبُو عَاصِيمِ الْمُضْحَكَ بْنُ (١٢٨٥) هم سے ابو عاصیم ضحاک بن مخدل نے بیان کیا، انسیں ابن جریر نے خبر دی، انسیں عطاء نے، انسیں ابن عباس بنی عوف نے کہ نبی کریم ﷺ نے (مزادغہ سے لوٹتے وقت) فضل (بن عباس بنی عوف) کو اپنے پیچھے سوار کرایا تھا۔ فضل بنی شہر نے خبر دی کہ آنحضرت ﷺ کی سواری پر مزادغہ کی رمی جمہر تک برابر لبیک پکارتے رہے۔

١٦٨٦ - حدَّثَنَا زَهْرَى بْنُ مَخْلِدٍ أَخْبَرَنَا أَبْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءِ عَنْ أَبْنِ عَبَاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ النَّبِيَّ أَرْذَفَ الْفَضْلَ، فَأَخْبَرَ الْفَضْلَ أَنَّهُ لَمْ يَرِلْ يَلْمَى حَتَّى رَمَيَ الْجَمْرَةَ)).

[راجع: ١٥٢٤]

١٦٨٧ - حدَّثَنَا زَهْرَى بْنُ حَزَبٍ حَدَّثَنَا وَهَبُّ بْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ الْأَبِيلِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ زَيْدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ رَدْفَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ عَرْفَةٍ إِلَى الْمُزَدَّلَةِ، ثُمَّ أَرْذَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزَدَّلَةِ إِلَى مَنْيَ، فَقَالَ نَكِلَاهُمَا قَالَا: لَمْ يَرِلِ النَّبِيُّ ﷺ

Courtesy [www.pdfbooksfreepk.com](http://www.pdfbooksfreepk.com)

لبیک کتے رہے۔

یہی حجتی رمی جمارة (العقبة)۔

[راجع: ۱۵۴۳، ۱۵۴۴]

### باب

سورہ بقرہ کی اس آیت کی تفسیر میں پس جو شخص تمتع کرے حج کے ساتھ عمرہ کا یعنی حج تمتع کر کے فائدہ اٹھائے تو اس پر ہے جو کچھ میسر ہو قربانی سے اور اگر کسی کو قربانی میسر نہ ہو تو تین دن کے روزے ایام حج میں اور سات دن کے روزے گھروپس ہونے پر رکھے یہ پورے دس دن (کے روزے) ہوئے یہ آسانی ان لوگوں کے لئے ہے جن کے گھروالے مسجد کے پاس نہ رہتے ہوں۔

### باب

فَمَنْ تَمَّعَ بِالْعُمَرَةِ إِلَى الْحَجَّ فَمَا أَسْتَيْسَرَ مِنَ النَّهْدِنِيِّ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فِي الْحَجَّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشْرَةَ كَامِلَةً، ذَلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلَهُ حَاضِرِي الْمَسَاجِدِ الْحَرَامِ۔ [البقرة: ۱۹۶]

(۱۶۸۸) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، انہیں نصر بن شمیل نے خبر دی، انہیں شعبہ نے خبر دی، ان سے ابو جمرہ نے بیان کیا، کماکہ میں نے ابن عباسؓؓ سے تمتع کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے مجھے اس کے کرنے کا حکم دیا، پھر میں نے قربانی کے متعلق پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ تمتع میں ایک اونٹ، یا ایک گائے یا ایک بکری (کی قربانی واجب ہے) یا کسی قربانی (اونٹ یا گائے بھیں کی) میں شریک ہو جائے، ابو جمرہ نے کماکہ بعض لوگ تمتع کو ناپسندیدہ قرار دیتے تھے۔ پھر میں سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص پکار رہا ہے یہ حج مبرور ہے اور یہ مقبول تمتع ہے۔ اب میں ابن عباسؓؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے خواب کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا اللہ اکبر! یہ تو ابو القاسمؓؓ کی سنت ہے۔ کماکہ وہب بن جریر اور غدر نے شعبہ کے حوالہ سے یوں نقل کیا ہے عمرہ متقبلہ و حج مبرور (اس میں عمرہ کا ذکر پہلے ہے یعنی یہ عمرہ مقبول اور حج مبرور ہے)

[راجع: ۱۵۶۷]

**لشیخ** حضرت عمر اور عثمان غنیؓؓ سے تمتع کی کراہیت مقبول ہے لیکن ان کا قول احادیث صحیح اور خود نص قرآنی کے برخلاف ہے، اس نے ترک کیا گیا اور کسی نے اس پر عمل نہیں کیا۔ جب حضرت عمر اور حضرت عثمانؓؓ کی رائے جو خلاف راشدین میں سے ہیں حدیث کے خلاف مقبول نہ ہو تو اور محمدناہیں مولوی کس شمار میں ہیں، ان کا فتویٰ حدیث کے خلاف پڑھ اور پوچھ بے۔ (وحیدی) اس نے حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم نے فرمایا ہے کہ جو لوگ صحیح مرفع احادیث کے مقابلہ پر قول امام کو ترجیح دیتے ہیں

اور سمجھتے ہیں کہ ان کے لئے یہی کافی ہے پس اللہ کے ہاں جس دن حساب کے لئے کھڑے ہوں گے ان کا کیا جواب ہو سکے گا۔ صد افسوس کہ یہود و نصاریٰ میں تقلید شخصی کی بیماری تھی جس نے مسلمانوں کو بھی پکڑ لیا اور وہ بھی ﴿إِنَّهُمْ أَخْيَرُ هُمْ وَرَبُّنَاهُمْ أَزْيَانًا مِّنْ ذُنُونِ اللَّهِ﴾ (التوب: ۳۲۱) کے مصادق بن گئے یعنی ان لوگوں نے اپنے مولویوں درویشوں کو خدا کے سوا اپنا رب نہ سمجھا تھا، یعنی خدا کی طرح ان کی فرمانبرداری کو اپنے لئے لازم قرار دے لیا۔ اسی کا نام تقلید جامد ہے جو سب بیماریوں کی جڑ ہے۔

### باب قربانی کے جانور پر سوار ہونا (جائز ہے)

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورہ حجر میں فرمایا ”ہم نے قربانیوں کو تمہارے لئے اللہ کے نام کی شانی بنایا ہے“ تمہارے واسطے ان میں بھائی ہے سو پڑھو ان پر اللہ کا نام قطار باندھ کر، پھر وہ جب گر پڑیں اپنی کروٹ پر (یعنی زنگ ہو جائیں) تو کھاؤ ان میں سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھنے والے اور مانگنے والے دونوں طرح کے فقیروں کو، اسی طرح تمہارے لئے حلال کر دیا ہم نے ان جانوروں کو تاکہ تم شکر کرو۔ اللہ کو نہیں پہنچتا ان کا گوشت اور نہ ان کا خون، لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارا تقویٰ اس طرح ان کو بس میں کر دیا تمہارے کہ اللہ کی بڑائی کرو اس بات پر کہ تم کو اس نے راہ دکھائی اور بشارت سنادے نیکی کرنے والوں کو۔ مجید نے کہا کہ قربانی کے جانور کو بدنه اس کے موٹا تازہ ہونے کی وجہ سے کما جاتا ہے، قانع سائل کو کہتے ہیں اور معتجوٰ قربانی کے جانور کے سامنے سائل کی صورت بنا کر آجائے خواہ غنی ہو یا فقیر، شعار کے معنی قربانی کے جانور کی عظمت کو ملحوظ رکھنا اور اسے موٹا بناتا ہے۔ عقیق (خانہ کعبہ کو کہتے ہیں) بوجہ ظالموں اور جابروں سے آزاد ہونے کے جب کوئی چیز زمین پر گر جائے تو کہتے ہیں وجبت۔ اسی سے وجبت الشمس آتا ہے یعنی سورج ڈوب گیا۔

لَقُولُهُ : هُوَ الْبَذْنَ جَعَلْنَا لَكُمْ مِنْ شَعَابِ  
الله لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ، فَادْكُرُوا اسْمَ الله  
عَلَيْهَا صَوَافٍ، فَلَذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكَلُوا  
مِنْهَا وَأَطْعُمُوا الْفَقَانِعَ وَالْمُغَرِّ، كَذَلِكَ  
سَخْرَنَاهَا لَكُمْ لَعْنَكُمْ تَشْكُرُونَ. لَنْ يَنَالَ  
الله لَحْومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ  
الْقَوَى مِنْكُمْ، كَذَلِكَ سَخْرَرُهَا لَكُمْ  
لَتُكَبِّرُوا الله عَلَى مَا هَدَاهُمْ وَبَشِّرُ  
الْمُحْسِنِينَ [الحج : ۳۶]. قال مجاهد :  
سُمِّيَتِ الْبَذْنُ لِبَذْنِهَا. وَالْفَقَانِعُ : السَّائلُ :  
وَالْمُغَرِّ، الَّذِي يَغْرُبُ بِالْبَذْنِ مِنْ غَنِيٍّ أَوْ  
فَقِيرٍ. وَشَعَابُ الله : اسْتِفْضَامُ الْبَذْنِ  
وَاسْتِخْسَانُهَا. وَالْعَقِيقُ : عِنْقَةُ مِنْ  
الْجَبَابِرَةِ. وَيَقَالُ وَجَبَتْ : سَقَطَتْ إِلَى  
الْأَرْضِ، وَمِنْهُ وَجَبَتْ الشَّمْسُ.

**لَتَسْتَرِجْ** حافظ ابن حجر فرماتے ہیں قوله والقانع السائل والمعتبر الذي يعتر بالبدن من غنى او فقير اي بطيئ بها متعرضها و هذا التعلق اخرجه ايضا عبد بن حميد من طريق عثمان ابن الاسود قلت لمجاهد ما القانع؟ قال جارك الذي يستظر مدخل بينك و المعتبر الذي يعتر ببابك و بريبك نفسه ولا يسألك شيئا و اخرج ابن ابي حاتم من طريق سفيان بن عبيدة عن ابن ابي نجح عن محدثه في القانع هو الطامع وقال مرة هو السائل ومن يسألك و من يسألك و من طريق الشورى عن فرات عن سعيد بن جبير المعتبر الذي يعتر برك و هذا يسألوك و من طريق ابن حريج عن مجاهد المعتبر الذي يعتر بالبدن من غنى او فقير وقال الخليل في العين القنوع المعتبر لبسنة قع نه مال و خضع وهو السائل والمعتبر الذي يعترض لا يسأل ويقال قنع بكسر اللون اذارضي وقع بفتحها اذا سال و قر الحسن المعتبر و هو بمعنى المعتبر (فتح الباري) یعنی قانع سائل مراد ہے (اور (لغات الحبریث) میں قنوع کے ایک معنی مانگنا بھی لکھتا ہے اور معتبر غنی :

فقیر بودل سے طالب ہو کر وہاں گھوتا رہے تاکہ اس کو گوشت حاصل ہو جائے زبان سے سوال نہ کرے مतرہ فقیر جو سامنے آئے اس کی صورت سوالی ہو لیکن سوال نہ کرے لغات الحدیث اس تعلیق کو عبد بن حمید نے طریق عثمان بن اسود سے نکلا ہے میں نے مجادہ مثبتہ سے قانع کی تحقیق کی کہا قانع وہ ہے جو انتشار کرتا رہے کہ تمہرے گھر میں کیا کیا چیزیں آئی ہیں۔ (اور کاش ان میں سے مجھ کو بھی کچھ مل جائے) معتبر وہ ہے جو وہاں گھوتا رہے اور تمہرے دروازے پر امیدوار بن کر آئے جائے مگر کسی چیز کا سوال نہ کرے اور مجادہ سے قانع کے معنی طابع یعنی لاپچی کے بھی آئے ہیں اور ایک دفعہ بتایا کہ سائل مراد ہے اسے ابن الہی حاتم نے روایت کیا ہے اور سعید بن جبیر سے مفتر کے وہی معنی نقل ہوئے جو اپر بیان ہوئے اور مجادہ نے کہا کہ مفتر وہ جو غنی ہو یا فقیر خواہش کی وجہ سے قربانی کے جانور کے ارد گرد پھرتا رہے (اور ظلیل نے قنوع کے معنی وہ بتایا جو ذلیل ہو کر سوال کرے قبح الیہ کے معنی مال وہ اس کی طرف جھکا و شمع الیہ اور اس نے اس کی طرف جس سے کچھ چاہتا ہے چاپلوی کی، مراد آگے سائل ہے اور فتح بکسر نون رضی کے معنی کے ہے اور فتح فتح نون کے ساتھ اذا سال کے معنی میں اور صن کی قرأت میں سائل لفظ مفتر پڑھا گیا ہے وہ بھی مفتر کے معنی میں ہے۔

۱۶۸۹ - حدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزَّنَادِ عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسْقُفُ بَذَنَةً فَقَالَ: ((إِنْ كَنَّهَا)). فَقَالَ: إِنَّهَا بَذَنَةٌ. فَقَالَ: ((إِنْ كَنَّهَا)) فَقَالَ: إِنَّهَا بَذَنَةٌ. قَالَ: ((إِنْ كَنَّهَا وَيْلَكَ)) لِمَيِّ النَّافِعَةِ أَوْ لِمَيِّ النَّافِعَةِ.

(۱۶۹۰) ہم سے مسلم بن ابراء یہم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہشام اور شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے قنادہ نے بیان کیا اور ان سے انس بن ثور نے کہ بنی کریم مثبتہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کا جانور لئے

[اطرافہ فی : ۱۷۱۶، ۲۷۵۵، ۶۱۶۰] .

**لیستہ مثبتہ** زمانہ جالیت میں عرب لوگ سائبہ وغیرہ جو جانور مذہبی نیاز نذر کے طور پر چھوڑ دیتے ان پر سوار ہونا مسیوب جانا کرتے تھے قربانی کے جانوروں کے متعلق بھی جو کعبہ میں لے جائی جائیں ان کا ایسا یعنی تصور تھا۔ اسلام نے اس فقط تصور کو ختم کیا اور آنحضرت مثبتہ نے باصرار حکم دیا کہ اس پر سواری کو تاکہ راستہ کی تھکن سے بچ سکو۔ قربانی کے جانور ہونے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اسے م uphol کر کے چھوڑ دیا جائے۔ اسلام اسی لئے دین فطرت ہے کہ اس نے قدم قدم پر انسان ضروریات کو ٹھوڑا نظر رکھا ہے اور ہر جگہ عین ضروریات انسانی کے تحت احکامات صادر کئے ہیں خود عرب میں اطراف کہ سے جو لاکوں حاجی آج کل بھی ج کے لئے کہ شریف آتے ہیں ان کے لئے یہی احکام میں باقی دور راز ممالک اسلامیہ سے آئے واوں کے لئے قدرت نے ریل موڑ جزا و جو پذیر کر دیئے ہیں۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے کہ آج کل سفرج بے حد آسان ہو گیا ہے پھر بھی کوئی دولت مند مسلمان حج کونہ جائے تو اس کی بد بختی میں کیا شہر ہے۔

۱۶۹۰ - حدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هشام و شعبة قالاً حدَّثَنَا قنادةً عَنْ أَنْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا

جارہا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جاں نے کما کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے آپ نے فرمایا کہ سوار ہو جاں نے پھر عرض کیا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے۔ لیکن آپ نے تیری مرتبہ پھر فرمایا کہ سوار ہو جا۔

یسوق بَدْنَةً فَقَالَ: ((ارْكَبْهَا)). قَالَ: إِنَّهَا بَدْنَةً. قَالَ: ((ارْكَبْهَا)). قَالَ: إِنَّهَا بَدْنَةً. قَالَ: ((ارْكَبْهَا)) ثَلَاثَةً.

[طرفہ فی : ۲۷۵۴، ۶۱۵۹]

آپ کے بار بار فرمائے کا مقصد یہ ہے کہ قربانی کے اونٹ پر سوار ہونا اس کے شعائر اسلام ہونے کے منافی نہیں ہے۔

#### باب اس شخص کے بارے میں جو اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے جائے۔

(۱۶۹۱) ہم سے مجھی بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاہب نے، ان سے سالم بن عبد اللہ نے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے کما کہ رسول اللہ ﷺ نے جو الوداع میں تمتع کیا یعنی عمرہ کر کے پھر حج کیا اور آپ ذی الحیفہ سے اپنے ساتھ قربانی لے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے پہلے عمرہ کے لئے احرام باندھا، پھر حج کے لئے لبیک پکارا۔ لوگوں نے بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ تمتع کیا یعنی عمرہ کر کے حج کیا، لیکن بہت سے لوگ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے گئے تھے اور بہت سے نہیں لے گئے تھے۔ جب آنحضرت ﷺ کہ تشریف لائے تو لوگوں سے کما کہ جو شخص قربانی ساتھ لایا ہواں کے لئے حج پورا ہونے تک کوئی بھی ایسی چیز حلال نہیں ہو سکتی جسے اس نے اپنے اوپر (احرام کی وجہ سے) حرام کر لیا ہے لیکن جن کے ساتھ قربانی نہیں ہے تو وہ بیت اللہ کا طواف کر لیں اور صفا اور مروہ کی سعی کر کے بال ترشاویں اور حلال ہو جائیں، پھر حج کے لئے (از سرنو آٹھویں ذی الحجه کو احرام باندھیں) ایسا شخص اگر قربانی نہ پائے تو تین دن کے روزے حج ہی کے دونوں میں اور سات دن کے روزے گھرو اپس آکر رکھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ پہنچنے تو سب سے پہلے آپ نے طواف کیا پھر حجر اسود کو بوسہ دیا تین چکروں میں آپ نے رمل کیا اور باقی چار میں معمولی رفقار سے چلے، پھر بیت اللہ کا طواف پورا کر کے مقام ابراہیم کے پاس دو

١٦٩١ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا الْيَثُّ عنْ عَقِيلٍ عَنْ أَبْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَبْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((تَمَتَّعْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمَرَةِ إِلَى الْحَجَّ، وَأَهْدَى فَسَاقَ مَعَهُ الْهَذَنِيَّ مِنْ ذِي الْحَلِيفَةِ، وَبَدَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاهْلَ بِالْعُمَرَةِ، ثُمَّ أَهْلَ بِالْحَجَّ، فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْعُمَرَةِ إِلَى الْحَجَّ، فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَى فَسَاقَ الْهَذَنِيَّ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ. فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ: ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى فَإِنَّهُ لَا يَجْعَلُ لِشَيْءٍ حَرُومًا مِنْهُ حَتَّى يَقْضِي حَجَّةَ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى فَلَيَطْرُفَ بِالنِّيَّتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَيَقْصُرَ وَلَيَحْلُلَنَّ ثُمَّ لِيَهُلَّ بِالْحَجَّ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَذِبَا فَلَيَصُمُّ ثَلَاثَةً أَيَّامٍ فِي الْحَجَّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ)). لَطَافَ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ، وَاسْتَلَمَ الرَّمْكَنَ أَوْلَى شَيْءٍ. ثُمَّ

رکعت نماز پڑھی سلام پھیر کر آپ صفا پاہڑی کی طرف آئے اور صفا اور مروہ کی سعی بھی سات چکروں میں پوری کی۔ جن چیزوں کو (حرام کی وجہ سے اپنے پر) حرام کر لیا تھا ان سے اس وقت تک آپ حلال نہیں ہوئے جب تک ربعی پورانہ کر لیا اور یوم النحر (دسویں ذی الحجہ) میں قربانی کا جانور بھی ذبح نہ کر لیا۔ پھر آپ (مکہ واپس) آئے اور بیت اللہ کا جب طواف افاضہ کر لیا تو ہر وہ چیز آپ کے لئے حلال ہو گئی جو حرام کی وجہ سے حرام تھی جو لوگ اپنے ساتھ ہدی لے کر گئے تھے انہوں نے بھی اسی طرح کیا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا۔

(۱۴۹) عروہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انسیں آنحضرت ﷺ کے حج اور عمرہ ایک ساتھ کرنے کی خبر دی کہ اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ حج اور عمرہ ایک ساتھ کیا تھا، بالکل اسی طرح جبے مجھے سالم نے این عمری عقیلاً سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی تھی۔

**لشیخ** نووی نے کہا کہ تمثیل سے یہاں قرآن مراد ہے، ہوا یہ کہ پسلے آپ نے صرف حج کا احرام باندھا تھا پھر عمرہ کیا اس میں شریک کر لیا اور قرآن کو بھی تمثیل کرتے ہیں۔ (وحیدی) اسی حدیث میں آنحضرت ﷺ کے خانہ کعبہ کا طواف کرنے میں رمل کا ذکر بھی آیا ہے یعنی اکڑ کر مویزوں کو ہلاتے ہوئے چلتا۔ یہ طواف کے پسلے تین پیغمبروں میں کیا اور باقی چار میں معقول چال سے چلے یہ اس واسطے کیا کہ مکہ کے مشرکوں نے مسلمانوں کی نسبت یہ خیال کیا تھا کہ مدینہ کے بخار سے وہ ناؤں ہو گئے ہیں تو پہلی بار یہ فعل ان کا خیال غلط کرنے کے لیے کیا گیا تھا، پھر یہی سنت قائم رہی۔ (وحیدی) حج میں ایسے بہت سے تاریخی یادگاری امور میں جو بچھے بزرگوں کی یادگاریں ہیں اور اسی لئے ان کو ارکان حج سمجھیں اور اس سے سبق حاصل کریں، رمل کا عمل بھی ایسا ہی تاریخی عمل ہے۔

راتے میں خریدا۔

(۱۴۹۳) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماونے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے نافع نے بیان کیا کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن عینہ نے اپنے والد سے کہا (جب وہ حج کے لئے نکل رہے تھے) کہ آپ نہ جائیے کیونکہ میرا خیال ہے کہ (بد امنی کی وجہ سے) آپ کو بیت اللہ تک پہنچنے سے روک دیا جائے گا۔ انہوں نے فرمایا کہ پھر

خَبْرُ ثَلَاثَةِ أَطْوَافٍ وَمَشَى أَرْبَعًا، فَرَكَعَ  
حِينَ قَضَى طَوَافَهُ بِالْيَتِيمِ عِنْدَ الْمَقَامِ  
رَكْعَتِينِ، ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَلَمَّا الصَّفَا،  
فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةَ سَيْعَةً أَطْوَافٍ ثُمَّ  
لَمْ يَخْلُلْ مِنْ شَيْءٍ حَرَمَ مِنْهُ حَتَّى قَضَى  
حَجَّةَ وَنَحْرَ هَدْيَةَ يَوْمِ النَّحرِ وَأَفَاضَ  
فَطَافَ بِالْيَتِيمِ، ثُمَّ خَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرَمَ  
مِنْهُ، وَفَعَلَ، مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
مِنْ أَهْدَى وَسَاقَ الْمَهْدَى مِنَ النَّاسِ)).

١٦٩٢ - وَعَنْ عُرْزَوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي تَمَمَّهِ بِالْعُمْرَ إِلَى الْحَجَّ فَتَمَّتْ النَّاسُ مَعَهُ بِمِثْلِ الَّذِي أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .

لَشِّيق

نووی نے کماکہ تمعن سے یہاں قرآن مر کر لیا اور قرآن کو بھی تمعن کئتے ہیں۔ (و) بھی آیا ہے یعنی اکڑ کر موذن ہوں کو ہلاتے ہوئے چل اس واسطے کیا کہ مکہ کے مشرکوں نے مسلمانوں کی ن کا خیال غلط کرنے کے لیے کیا گیا تھا، پھر ہمیشہ یہی بزرگوں کی یادگاریں ہیں اور اسی لئے ان کو ارکان حج ۱۰۵ - بَابُ مِنْ اَشْتَرَى الْهَدْنَى مِنَ

الطُّرْيَقُ

١٦٩٣ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانَ حَدَّثَنَا حَمَادَةُ  
عَنْ أَيُوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ : ( قَالَ عَنْدَ اللَّهِ بْنِ  
عَنْدَ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ لِأَيِّهِ :  
أَقِمْ فِتْنَى لَا آمِنُهَا أَنْ تُصَدَّ عَنِ الْبَيْتِ . قَالَ :  
إِذَا أَفَتَهَا كَمَا لَفَتَهَا سَهَّلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ )

میں بھی وہی کام کروں گا جو ایسے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ”تمارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی<sup>تشریح</sup>  
بہترین نمونہ ہے“ میں اب تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر  
 عمرہ واجب کر لیا ہے، چنانچہ آپ نے عمرہ کا احرام باندھا انسوں نے  
 بیان کیا کہ پھر آپ نکلے اور جب بیداء پہنچے تو حج اور عمرہ دونوں کا  
 احرام باندھ لیا اور فرمایا کہ حج اور عمرہ دونوں تو ایک ہی ہیں اس کے  
 بعد قدیمہ پہنچ کر ہدی خریدی پھر کہ آگر دونوں کے لئے طواف کیا اور  
 درمیان میں نہیں بلکہ دونوں سے ایک ہی ساتھ حلال ہوئے۔

باب حس نے ذوالحیفہ میں اشعار کیا اور قلادہ پہنایا پھر احرام  
باندھا!

اور باتفاق نے کما کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب مدینہ سے  
 قربانی کا جانور اپنے ساتھ لے کر جاتے تو ذوالحیفہ سے اسے ہار پہنا  
 دیتے اور اشعار کر دیتے اس طرح کہ جب اونٹ اپنا منہ قبلہ کی  
 طرف کئے بیٹھا ہوتا تو اس کے دامنے کوہاں میں نیزے سے زخم لگا  
 دیتے۔

(۹۵، ۹۶) ۱۹۹۳ء میں سے احمد بن محمد نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم کو  
 عبداللہ نے خبر دی، انسوں نے کما کہ ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں  
 زہری نے، انہیں عروہ بن زیبر نے، اور ان سے مسور بن محمد رضی  
 اللہ عنہما اور مروان نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے  
 تقریباً اپنے ایک ہزار ساتھیوں کے ساتھ (حج کے لئے نکلے) جب ذی  
 الحیفہ پہنچے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی کو ہار پہنایا اور اشعار کیا  
 پھر عمرہ کا احرام باندھا۔

[اطرافہ فی : ۲۷۱۱، ۲۷۳۲، ۴۱۵۷،  
۴۱۷۹، ۴۱۸۰]۔

قالَ اللَّهُ: هَلْقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ  
أَسْوَةَ حَسَنَةٍ فَإِنَا أَشْهَدُكُمْ أَنَّى فَلَذْ أَوْجَبْتُ  
عَلَى نَفْسِي الْعُمْرَةَ فَأَفْلَأْتُ بِالْعُمْرَةِ فَلَمْ يَجُلْ  
لَمْ خَرَجْ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْيَيْدَاءِ أَهْلَ بِالْحَجَّ  
وَالْعُمْرَةِ قَالَ: مَا شَانَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَإِلَّا  
وَاحِدَةٌ لَمْ أَشْرَى النَّهْذَنِي مِنْ قَدْنِي، لَمْ قَدْمِ  
فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدَةً، فَلَمْ يَجُلْ حَتَّى  
حَلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا). [راجع: ۱۶۳۹]

## ۱۰۶ - بَابُ مَنْ أَشْعَرَ وَقْلَدَ بَدِيِّ الْحُلَيْفَةِ لَمْ أَخْرَمَ

وَلَمَّا نَافَعَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا إِذَا أَهْدَى مِنَ الْمَدِينَةِ قَلْدَةً  
وَأَشْعَرَهُ بَدِيِّ الْحُلَيْفَةِ يَطْعَنُ فِي هَذِ  
سَامِيَّهِ الْأَيْمَنِ بِالشَّفَرَةِ، وَوَجْهُهُمَا قَبْلَ  
الْفَيْلَةِ بَارِكَةً.

۱۶۹۴ - ۱۶۹۵ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ  
مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ  
عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيرِ عَنِ الْمُسْوَرِ بْنِ مَعْرُومَةَ  
وَمَرْوَانَ قَالَا: ((خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ  
الْمَدِينَةِ فِي بَضَعِ عَشْرَةِ مَاهَةِ مِنْ أَصْحَابِهِ  
حَتَّى إِذَا كَانُوا بَدِيِّ الْحُلَيْفَةِ قَلَدُوا النَّبِيَّ  
ﷺ الْهَذَنِيَّ وَأَشْعَرُهُ وَأَخْرَمُهُ بِالْعُمْرَةِ)).  
[اطرافہ فی : ۱۸۱۱، ۲۷۱۲، ۲۷۳۱،  
۴۱۷۸، ۴۱۸۱]۔

اشعار کے معنی قربانی کے اونٹ کے دامن کوہاں میں نیزے سے ایک زخم کر دیا، اب یہ جا لور بیت اللہ میں قربانی کے لئے  
شان زدہ ہو جاتا تھا اور کوئی بھی ڈاکو چور اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا تھا۔ اب بھی یہ اشعار رسول کریم ﷺ کی سمعت ہے۔  
بعض لوگوں نے اسے مکروہ قرار دیا ہے جو سخت غلطی اور سنت نبوی کی بے ادبی ہے۔ امام ابن حزم نے کما کہ حضرت امام ابو حیان ذہبی

کے سوا اور کسی سے اس کی کراہیت مقول نہیں، طحاوی نے کہا کہ حضرت امام ابو حنفہ رض نے اصل اشعار کو مکروہ نہیں کہا بلکہ اس میں مبالغہ کرنے کو مکروہ کہا ہے جس سے اونٹ کی ہلاکت کا ذر ہو اور ہمارا یعنی گمان حضرت امام ابو حنفہ رض سے ہے جو مسلمانوں کے پیشوائیں یعنی ہے۔ اصل اشعار کو وہ کیے مکروہ کہہ سکتے ہیں اس کا سنت ہوتا احادیث صحیح سے ثابت ہے۔ (وہیدی) قلادہ جو تیوں کا ہار جو قربانی کے جانوروں کے گلے میں ڈال کر گویا اسے بیت اللہ میں قربانی کے لئے نشان لگادیا جاتا تھا، قلادہ اونٹ بکری گائے سب کے لئے ہے اور اشعار کے بارے میں حضرت علامہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ و فیه مشروعة الاشعار و هو ان يكشط جلد البدنة حتى يسیل دم ثم یسلقه فيكون ذالك علامة على كونها هديا و بذلك قال الجمهور من السلف والخلف و ذكر الطحاوي في اختلاف العلماء كراہیته عن ابی حنفیة و ذهب غيره الى استحبابه للتابع حتى صاحباه ابو يوسف و محمد فقال هو حسن قال وقال مالک يختص الاشعار بنم لها سیام قال الطاوی ثبت عن عائشة و ابن عباس التخیر فی الاشعار و ترکه فعل على انه ليس بنسک لكنه غير مکروہ لشیوت فعله عن النبي صلی الله علیہ وسلم الى اخره (فتح الباری) یعنی اس حدیث سے اشعار کی مشروعیت ثابت ہے وہ یہ کہ ہدی کے چجزے کو ذرا ساز خنی کر کے اس سے خون بہادیا جائے لیں وہ اس کے ہدی ہونے کی علامت ہے اور سلف اور خلف سے تمام جمیور نے اس کی مشروعیت کا اقرار کیا ہے اور امام طحاوی نے اس بارے میں علماء کا اختلاف ذکر کرتے ہوئے کہا کہ امام ابو حنفہ رض نے اسے مکروہ قرار دیا ہے اور دوسرے لوگ اس کے متحب ہونے کے قائل ہیں حتیٰ کہ امام ابو حنفہ رض کے ہر دو شاگرد ان رشید حضرت امام ابو يوسف اور حضرت امام محمد رحمہ اللہ بھی اس کے بہتر ہونے کے قائل ہیں۔ حضرت امام مالک رض کا قول ہے کہ اشعار ان جانوروں کے ساتھ خاص ہے جن کے کوہاں ہیں۔ طحاوی نے کہا کہ حضرت عائشہ رض اور حضرت عبد اللہ بن عباس رض سے ثابت ہے کہ اس کے لئے اختیار ہے کہ یا تو اشعار کرے یا نہ کرے، یہ امر کی دلیل ہے کہ اشعار کوئی حج کے مناسک سے نہیں ہے لیکن وہ غیر مکروہ ہے اس لئے کہ اس کا کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ مطلقاً اشعار کو مکروہ کئے پر بہت سے حقدمن نے حضرت امام ابو حنفہ رض پر جو اعتراضات کئے ہیں ان کے جوابات امام طحاوی نے دیے ہیں، ان میں سے یہ بھی کہ حضرت امام ابو حنفہ رض نے مطلقاً اشعار کا انکار نہیں کیا بلکہ ایسے مبالغہ کے ساتھ اشعار کرنے کو مکروہ بتایا ہے جس سے جانور ضعیف ہو کر ہلاکت کے قریب ہو جائے۔ جن لوگوں نے اشعار کو مثلہ سے تشیہ دی ہے ان کا قول بھی غلط ہے۔ اشعار صرف ایسا ہی ہے جیسے کہ ختنہ اور جامت اور نعلانی کے لئے بعض جانوروں کے کان چیڑ دینا ہے، ظاہر ہے کہ یہ سب مثال کے ذیل میں نہیں آئتے، پھر اشعار کیونکہ آسکتا ہے۔ اسی لئے ابو صائب کہتے ہیں کہ ہم ایک مجلس میں امام و کجع کے پاس تھے۔ ایک شخص نے کہا کہ امام نجعی سے اشعار کا مثالہ ہوتا مقول ہے۔ امام و کجع نے خنگی کے الجہ میں فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار کیا اور تو کہتا ہے کہ ابراہیم نجعی نے ایسا کہا، حق تو یہ ہے کہ تجھ کو قید کر دیا جائے (فتح) قرآن مجید کی آیت شریفہ ((يَا أَيُّهُ الَّذِينَ أَتَمْلأُوا الْأَرْضَ بِنَيَّدِ اللَّهِ وَرَزْوَلِهِ.....)) (الجگرات: ۱۰) کا مفہوم بھی یہی ہے کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول سے کوئی امر صحیح طور پر ثابت ہو وہاں ہرگز قیل و قتل و اقوال و آراء کو داخل نہ کیا جائے کہ یہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ہے ادبی ہے۔ گر صدق اقوال ہے کہ امت کا جم غیر ایسی بیماری میں مبتلا ہے، اللہ پاک سب کو تقدیم جامد سے شفائے کا اعلیٰ عطا فرمائے آمین۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رض سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ جب کسی ہدی کا اشعار کرتے تو اسے قبلہ رخ کر لیتے اور بسم اللہ و اللہ اکبر کہہ کر اس کے کوہاں کو زخمی کیا کرتے تھے۔

۱۶۹۶ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعْمَانَ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: (فَلَمَّا قَلَّتِ الْأَيَّلَادُ بِذِنِ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ

فَلَدَهَا، وَأَشْعَرَهَا وَأَهْدَاهَا، فَمَا حَرَمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ أَحْلُ لَهُ).  
انہیں ہار پہنایا، اشعار کیا، ان کو کہ کی طرف روانہ کیا پھر بھی آپ کے لئے جو چیزیں حلال تھیں وہ (حرام سے پہلے صرف بدی سے) حرام نہیں ہوتیں۔

[اطرافہ فی : ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۸۰۳، ۱۷۰۴]

[۵۵۶۶، ۲۳۱۷، ۱۷۰۰]

**لشیخ** یہ واقعہ بہرت کے نویں سال کا ہے، جب آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاجیوں کا سردار بنا کر کہ روانہ کیا تھا، ان کے ساتھ قربانی کے اوٹ بھی آپ نے بھیجے تھے۔ نووی نے کہا کہ اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر کوئی شخص خود کہ کونہ جا سکے تو قربانی کا جانور وہاں بھیج دیا مستحب ہے اور جمصور علماء کیی قول ہے کہ صرف قربانی روانہ کرنے سے آدمی حرم نہیں ہوتا جب تک خود حرام کی نیت نہ کرے۔ (وجیدی)

### باب گائے اوٹ وغیرہ قربانی کے جانوروں کے قلادے بننے کا بیان۔

(۱۶۹۷) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بھیجی نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے کہ مجھے نافع نے خردی انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ حفصہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہا میں نے کہا! یا رسول اللہ! اور لوگ تو حلال ہو گئے لیکن آپ حلال نہیں ہوئے، اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے سر کے بالوں کو جمالیا ہے اور اپنی بدی کو قلادہ پہن دیا ہے، اس نے جب تک حج سے بھی حلال نہ ہو جاؤں میں (درمیان میں) حلال نہیں ہو سکتا، (گوند لگا کر سر کے بالوں کو جمالیا اس کو تلبید کرتے ہیں)۔

(۱۶۹۸) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شاب نے بیان کیا، ان سے عروہ اور عمرہ بنت عبد الرحمن نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا! رسول اللہ رضی اللہ عنہ میں سے بدی ساتھ لے کر چلتے تھے اور میں ان کے قلادے بنا کرتی تھی پھر بھی آپ (حرام باندھنے سے پہلے) ان چیزوں سے پرہیز نہیں کرتے تھے جن سے ایک حرم پر ہیز کرتا ہے۔

[راجح: ۱۶۹۶]

دونوں حدیثوں میں قربانی کا لفظ ہے وہ عام ہے اوٹ اور گائے دونوں کو شامل ہے تو باب کا مطلب ثابت ہو گیا یعنی قران کے

### ۱۰۷ - بَابُ قَلْ قَلَّا يَدِ الْبَذْنِ وَالْفَرِ

۱۶۹۷ - حَدَّثَنَا مُسَدْدَدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ: ((قُلْتَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا شَأنَ النَّاسِ حَلُوا وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ؟ قَالَ: ((إِنِّي لَبَذَنَ رَأْسِي وَلَقَلَّدَ هَذِبِي فَلَا أَحْلُ حَتَّى أَحْلَ منَ الْحَجَّ)). [راجح: ۱۵۶۶]

۱۶۹۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ ابْنُ شَهَابٍ عَنْ غُزَوةَ وَعَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَذَنِي مِنَ الْمَدِينَةِ، فَأَفْعِلْ قَلَّا يَدِ هَذِبِي، ثُمَّ لَا يَخْتَبِ شَيْئًا مِمَّا يَخْتَبِهُ الْمُحْرَمُ)).

اوٹ اور گلیوں کے لئے ہار بنا یا بھی معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ اپنے ہاتھوں سے یہ ہار بنا کرتی تھیں پس عورتوں کے لئے اس قسم کے صنعت حرفت کے کام کرنا کوئی امر معیوب نہیں ہے جیسا کہ نام نہاد شرفاء اسلام کے تصورات ہیں جو عورتوں کے لئے اس قسم کے کاموں کو اچھا نہیں جانتے یہ اتنا لیکم فہمی کی دلیل ہے۔

### باب قربانی کے جانور کا اشعار کرنا

اور عروہ نے سورے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہدی کو ہار پہنایا اور اس کا اشعار کیا، پھر عمرو کے لئے احرام باندھا تھا۔

(۱۶۹۹) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے افلح بن حمید نے بیان کیا، ان سے قاسم نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدی کے قلاડے خود بٹے تھے، پھر آپؐ نے انہیں اشعار کیا اور ہار پہنایا، یا میں نے ہار پہنایا پھر آپؐ نے بیت اللہ کے لئے انہیں بسیج دیا اور خود مہینہ میں ٹھہر گئے لیکن کوئی بھی ایسی چیز آپؐ کے لئے حرام نہیں ہوئی جو آپؐ کے لئے حلال تھی۔

نوئی شخص اپنے وطن سے کسی کے ہمراہ مکہ شریف میں قربانی کا جانور بسیج دے تو وہ حلال ہی رہے گا اس پر احرام کے احکام لاگو نہیں ہوں گے۔

### باب اس کے بارے میں جس نے اپنے ہاتھ سے (قربانی کے جانوروں کو) قلامدہ پہنائے۔

(۱۷۰۰) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو امام والک نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن الی بکر بن عمرو بن حزم نے خبر دی، انہیں عمرو بنت عبد الرحمن نے خبر دی کہ زیاد بن الی سفیان نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو لکھا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ جس نے ہدی بسیج دی اس پر وہ تمام چیزیں حرام ہو جاتی ہیں جو ایک حاجی پر حرام ہوتی ہیں تا آنکہ اس کی ہدی کی قربانی کر دی جائے، عمرہ نے کہا کہ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جو کچھ کام مسئلہ اس طرح نہیں ہے، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے قلاڈے اپنے ہاتھوں سے خود بٹے ہیں، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

### ۱۰۸ - باب إشعاع الرذن

وَقَالَ عَزِيزٌ عَنِ الْمُسْنَدِ ((فَلَمَّا أَتَيَ الْهَذِينَ وَأَشْعَرَهُ وَأَخْرَمَ بِالْعُمْرَةِ)).

۱۶۹۹ - حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حَمِيدٍ عَنِ الْفَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((فَلَمَّا قَلَّتِ هَذِهِ النِّيَّةُ، لَمْ أَشْعُرْهَا وَقَلَّتِهَا - أَوْ قَلَّتِهَا - فَلَمْ يَقْبَلْهَا إِلَى النَّبِيِّ وَأَقْامَ بِالْمَدِينَةِ فَمَا حَرَمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ حِلٌ)). [راجع: ۱۶۹۶]

نوئی شخص اپنے وطن سے کسی کے ہمراہ مکہ شریف میں قربانی کا جانور بسیج دے تو وہ حلال ہی رہے گا اس پر احرام کے احکام لاگو نہیں ہوں گے۔

### ۱۰۹ - باب مَنْ قَلَّدَ الْقَلَّادَةَ بِيَدِهِ

۱۷۰۰ - حَدَّثَنَا عَنْدُهُ اللَّهُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَمْرُو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ بْنِ عَبْدِ الرُّحْمَنِ أَخْبَرَتْهُ ((أَنَّ زِيَادَ بْنَ أَبِي سَفْيَانَ كَتَبَ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَنْ أَهْدَى هَذِهِ حَرَمَ عَلَيْهِ مَا يُحِرِّمُ عَلَى الْحَاجَ حَتَّى يَنْحَرْ هَدِيَةً). قَالَتْ عَمْرَةَ: قَالَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: لَئِسَ كَمَا قَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،

سلم نے اپنے ہاتھوں سے ان جانوروں کو قلاودہ پہنالیا اور میرے والد بیدی، ثمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللَّهِ يَدَيْهِ، ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِيهِ، فَلَمْ يَخْرُمْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ، شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللَّهُ حَتَّى نُجِّرَ الْهَذِنِ). [راجع: ۱۶۹۶]

یہ کا واقعہ ہے اس سال رسول کرم ﷺ نے اپنے نائب کی حیثیت سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حج کے لئے بھیجا تھا، آئندہ سال حجۃ الوداع کیا گیا۔ اس بارے میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فوی درست نہ تھا، اس لئے حضرت عائشہؓ نے اس کی تردید کر دی۔ معلوم ہوا کہ غلطیوں کا امکان بڑی خفیتوں سے بھی ہو سکتا ہے ممکن ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے بعد میں رجوع کر لیا ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ امر حجت ہے بھی معلوم ہو ظاہر کر دینا چاہئے اور اس بارے میں کسی بھی بڑی خفیت سے مرعوب نہ ہوتا چاہئے کیونکہ الحق بعلو ولا بعلی یعنی امر حجت یہی شہ غالب رہتا ہے اسے مغلوب نہیں کیا جاسکتا۔

## ۱۱۰ - بَابُ تَقْلِيدِ الْغَنْمِ

(لیکن بکریوں کا اشعار کرنا بالاتفاق جائز نہیں)

**لَئِنْزَعْجَ** حافظ ابن حجر فرماتے ہیں قال ابن المنذر انکر مالک واصحاب الرائی تقلید هزاد غیرہ و کانهم لم يبلغهم الحديث ولم نجد لهم حجة الا قول بعضهم انها تضعف عن التقليد وهي حجة ضعيفة لأن المقصود من التقليد العلامة وقد اتفقا انها لا تشعر لانها تضعف عنه فتقليد بما لا يضعفها والحنفية في الاصل يقولون ليست الغنم من الهدى فالحديث حجة عليهم من جهة اخري الخ (فتح الباري) یعنی ابن منذر نے کما کہ امام مالک اور اصحاب الرائی نے بکریوں کے لئے ہار سے انکار کیا ہے گویا کہ ان کو حدیث نبوی پہنچی ہی نہیں ہے اور ہم نے ان کے پاس کوئی دلیل بھی نہیں پائی سوائے، اس کے کہ وہ کہتے ہیں کہ بکری ہار لٹکانے سے کمزور ہو جائے گی۔ یہ بہت ہی کمزور دلیل ہے کیونکہ ہار لٹکانے سے اس کو شان زده برائے قبولی حج کرنا مقصود ہے، بکری کا متفق طور پر اشعار جائز نہیں ہے۔ اسی سے وہ فی الواقع کمزور ہو سکتی ہے اور ہار لٹکانے سے کمزور ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے اور حنفیہ اصولاً کہتے ہیں کہ بکری بڑی ہی نہیں ہے پس یہ حدیث ان پر دوسرے طریق سے بھی جنت ہے۔ بعض نے کما کہ بکری بڑی اس لئے نہیں ہے کہ نبی کرم ﷺ نے کمہ شریف کو بکری بطور بڑی نہیں پہنچی یہ خیال غلط ہے کیونکہ حدیث باب دلیل ہے کہ آپؐ نے حج سے قبل قطعی طور پر بکری کو بطور بڑی پہنچا پس یہ خیال بھی صحیح نہیں ہے۔

غالباً حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی حضرات کے خیال کی اصلاح کے لئے باب تقلید الغنم منعقد فرمایا ہے جو حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کی علمی اصلاحی بصیرت کاملہ کی دلیل ہے۔ اللہ پاک ایسے امام حدیث کو فروع بریں میں بستر ز جزاً میں عطا فرمائے اور ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور جو لوگ ایسے امام کی شان میں گتاخالہ کلمات منه سے نکالتے ہیں اللہ پاک ان کو نیک سمجھ عطا فرمائے کہ وہ اس دریہ وہنی سے باز آئیں یا جو حضرات ان کی شان اجتناد کا انکار کرتے ہیں اللہ ان کو توفیق دے کہ وہ اپنے اس غلط خیال پر نظر ہانی کر سکیں۔

۱۷۰۱ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعْمَانَ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ (۱۷۰۱) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نے، ان سے اسود نے اور ان سے عائشہؓ پہنچانے بیان کیا

الله عنہا قالت : ((أهذى النبی ﷺ مرّة بھیجی تھیں۔)) [راجع: ۱۶۹۶] کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے لئے (بیت اللہ) بکریاں غنم۔

گواں حدیث میں بکریوں کے گلے میں ہار لٹکانے کا ذکر نہیں ہے جو باب کا مطلب ہے لیکن آگے کی حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔

(۱۷۰۲) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، ان سے عبد الواحد نے بیان کیا، ان سے امش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نے، ان سے اسود نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نبی کریم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے لئے قladے خود پنا کرتی تھی، آنحضرت ﷺ نے بکری کو بھی قladے پہنچا اور آپ خود اپنے گھر اس حال میں مقیم تھے کہ آپ حلال تھے۔

(۱۷۰۳) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، ان سے حمادہ نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے (دوسری سند) اور ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، ائمہ سفیان نے خردی، ائمہ منصور نے، ائمہ ابراہیم نے، ائمہ اسود نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی بکریوں کے قladے خود پنا کرتی تھی، آنحضرت ﷺ ائمہ ائمہ (بیت اللہ کے لئے) بھیج دیتے اور خود حلال ہی ہونے کی حالت میں اپنے گھر ٹھہرے رہتے۔

(۱۷۰۴) ہم سے ابوظیم نے بیان کیا، کما کہ ہم سے زکریا نے بیان کیا، ان سے عامر نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی قربانی کے لئے خود قladے بٹے ہیں۔ ان کی مراد حرام سے پہلے کے قladوں سے تھی۔

تقلید کئے ہیں قربانی کے جانوروں کے گلوں میں جو تویوں وغیرہ کا ہار بنا کر ڈالا، یہ عرب کے ملک میں نشان قابدی کا۔ ایسے جانور کو عرب لوگ نہ کوئے تھے نہ اس سے معرض ہوتے اور اشعار کے معنی خود کتاب میں مذکور ہیں یعنی اونٹ کا کوہاں داہنی طرف سے ذرا سا چیر دنیا اور خون ہماریا یہ بھی بنت ہے اور جس نے اس سے منع کیا اس نے غلطی کی ہے۔

### باب اون کے ہار بٹنا

(۱۷۰۵) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، ائمہ نے کما ہم سے معاذ

۱۷۰۲ - حدثنا أبو النعمان حدثنا عبد الواحد حدثنا الأعمش حدثنا إبراهيم عن الأسود عن عائشة رضي الله عنها قالت : ((كنت أقيل القلائد للنبي ﷺ، فقلدَ القسم ويفهم لي أهلي حلالاً)).

[راجع: ۱۶۹۶]

۱۷۰۳ - حدثنا أبو النعمان حدثنا حماده حدثنا منصور بن المعتمر. وحدثنا محمد بن كثير آخرنا سفيان عن منصور عن إبراهيم عن الأسود عن عائشة رضي الله عنها قالت: ((كنت أقيل قلائد القسم للنبي ﷺ فبيعت بها، ثم ينكث حلالاً)).

[راجع: ۱۶۹۶]

۱۷۰۴ - حدثنا أبو نعيم حدثنا زكرياء عن عامر عن مسروق عن عائشة رضي الله عنها قالت: ((فقلت لهذى النبي ﷺ - تغنى أقاليد - قبل أن يخرب)).

[راجع: ۱۶۹۶]

۱۱۱ - باب أقاليد من العهن

۱۷۰۵ - حدثنا عزرو بن علي حدثنا

بن معاذ نے بیان کیا، ان سے ابن عون نے بیان کیا، ان سے قاسم نے بیان کیا، ان سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرے پاس جو اون تھی اس کے ہار میں نے قربانی کے جانوروں کے لئے خود بٹے تھے۔

اس سے بھی ثابت ہوا کہ قربانی کے جانوروں کے گھوں میں اون کی رسیوں کے ہار ڈالنا سنت ہے اور یہ اونٹ گائے کمری سب کے لئے ہے جو جانور بھی قربانی کے جاتے ہیں۔

### باب جو توں کا ہار ڈالنا

(۱۷۰۶) ہم سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد الاعلیٰ نے خبر دی، انہیں عمر نے، انہیں بھی بن الی کثیر نے، انہیں عکرمہ نے، انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم شلیل نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ قربانی کا اونٹ لئے جا رہا ہے آپ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا، اس نے کہا کہ یہ تو قربانی کا ہے تو آپ نے پھر فرمایا کہ سوار ہو جا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں نے دیکھا کہ وہ اس پر سوار ہے اور نبی کرم شلیل کے ساتھ چل رہا ہے اور جو تے (کا ہار) اس اونٹ کی گردن میں ہے۔ اس روایت کی متابعت محمد بن بشار نے کی ہے۔

ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا، ہم کو علی بن مبارک نے خبر دی، انہیں بھی نے انہیں عکرمہ نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کرم شلیل سے (مثل سابق حدیث کے)۔

اس حدیث میں اشارہ بھی ہے کہ ایک جو تی بھی لٹکانا کافی ہے اور رد ہے اس کا جو کہ کم سے کم دو جو تیاں لٹکانا ضروری کہتا ہے اور مستحب کی ہے کہ دو جو تیاں ڈالے، (وحیدی) مگر ایک بھی کافی ہو جاتی ہے۔

### باب قربانی کے جانوروں کے لئے جھول کا ہونا۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صرف کوہاں کی جگہ کے جھول کو پھاڑتے اور جب اس کی قربانی کرتے تو اس ڈر سے کہ کہیں اسے خون خراب نہ کر دے جھول اتار دیتے اور پھر اس کو بھی صدقہ کر دیتے۔

معاذ بن معاذ حدیثنا ابن عون عن القاسم عن أم المؤمنين عائشة رضي الله عنها قالت ((قتلت قلادة من عين كان عندي)). [راجع: ۱۶۹۶]

اس سے بھی ثابت ہوا کہ قربانی کے جانوروں کے گھوں میں اون کی رسیوں کے ہار ڈالنا سنت ہے اور یہ اونٹ گائے کمری سب کے لئے ہے جو جانور بھی قربانی کے جاتے ہیں۔

### ۱۱۲ - باب تقلید النغل

۱۷۰۶ - حدثنا محمد أخبرنا عبد الأعلى عن مفتر عن يحيى بن أبي كعب عن عكرمة عن أبي هريرة رضي الله عنه ((أن نبي الله ﷺ القلادة من العفن رأى رجالاً يسوقون بذنة قال: ((ارتكبها))، قال: إنها بذنة، قال: ((ارتكبها))، قال: فلقد رأيته راكبها يسابر النبي ﷺ والنغل في عقها)). تابعة محمد بن بشار.

حدثنا عثمان بن عمر أخبرنا علي بن المبارك عن يحيى عن عكرمة عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ.

[راجع: ۱۶۸۹]

### ۱۱۳ - باب الجلال للبدن

وكان ابن عمر رضي الله عنهما لا يشق من الجلال إلا موضع السلام وإذا نحرها نزع جلالها مخافة أن يفسدها الدم ثم يتصدق بها

(۷۰۷) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابن الی بھج نے، ان سے مجہد نے، ان سے عبد الرحمن بن ابی طالب نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قربانی کے جانوروں کے جھول اور ان کے چڑے کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تھا جن کی قربانی میں نے کر دی تھی۔

۱۷۰۷- حدثنا قبیصہ حدثنا سفیان عن ابن أبي نجیح عن مجاهد عن عبد الرحمن بن أبي طالب عن علی رضی اللہ عنہ قال: ((أمرني رسول الله ﷺ أن أصدق بجلال البدن التي نحرت وبخلودها)).

[اطرافہ فی : ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۲۲۹۹]

علوم ہوا کہ قربانی کے جانوروں کی ہر چیز حتیٰ کہ جھول تک بھی صدقہ کر دی جائے اور قصائی کو ان میں سے اجرت میں کچھ نہ دی جائے، اجرت علیحدہ دینی چاہئے۔

#### ۱۱۴- بَابُ مَنِ اشْتَرَى هَدْيَةً مِنَ الطَّرِيقِ وَقَلَدَهَا

باب اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی ہدی راستہ میں خریدی اور اسے ہار پہنایا

(۷۰۸) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو ضمرہ نے بیان کیا، ان سے موی بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے عهد خلافت میں جمعۃ الحرمہ کے سال حج کا ارادہ کیا تو ان سے کہا گیا کہ لوگوں میں باہم قتل و خون ہونے والا ہے اور ہم کو خطرہ اس کا ہے کہ آپ کو (مفسد لوگ حج سے) روک دیں، آپ نے جواب میں یہ آیت سنائی کہ ”تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترن نمونہ ہے۔“ اس وقت میں بھی وہی کام کروں گا جو آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے پر عمرہ واجب کر لیا ہے، پھر جب آپ بیداء کے بالائی حصہ تک پہنچ تو فرمایا کہ حج اور عمرہ تو ایک ہی ہے میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ عمرہ کے ساتھ میں نے حج کو بھی جمع کر لیا ہے، پھر آپ نے ایک ہدی بھی ساتھ لے لی جسے ہار پہنایا گیا تھا۔ آپ نے اسے خرید لایا میں تک کہ آپ مکہ آئے تو بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کی، اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کیا جو چیزیں (احرام کی وجہ سے ان پر) حرام تھیں ان میں سے کسی سے قربانی کے دن تک وصال نہیں ہوئے، ہر سو منڈوا یا

۱۷۰۸- حدثنا ابن ابراهیم بن المندب حدثنا أبو ضمرة حدثنا موسى بن عقبة عن نافع قال: ((أراد ابن عمر رضي الله عنهما عنهمما الحج، عام حجۃ الحرمة في عهده ابن الزبیر رضي الله عنهما، فقيل له: إِنَّ النَّاسَ كَانُوا يَنْهَمُونَ قِتالاً وَنَخَافُ أَنْ يَصُدُوكُمْ، فَقَالَ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أَسْنَةً حَسَنَةً)، إِذَا أَصْنَعْ كَمَا صنَعَ، رَسُولُ اللهِ ﷺ أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً. حَتَّىٰ كَانَ بِظَاهِرِ الْيَنِيَّةِ، قَالَ: مَا شَاءَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةُ إِلَّا وَاحِدَةٌ، أَشْهَدُكُمْ أَنِّي جَمَعْتُ حَجَّةَ مَعَ عُمْرَةً. وَأَهْدَى هَذِيَّا مُقْلَدًا اشْتَرَاهُ، حَتَّىٰ قَدِيمٌ فَطَافَ بِالْيَنِيَّةِ وَبِالصَّفَّ، وَلَمْ يَزِدْ عَلَى ذَلِكَ وَلَمْ يَخْلُنْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّىٰ يَوْمَ النَّحْرِ، فَحَلَقَ وَنَحَرَ، وَرَأَى أَنْ

فَذُقْتَ طَوَافَةَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ  
الأُولِ، ثُمَّ قَالَ: كَذَلِكَ صَنَعَ النَّبِيُّ  
ﷺ). [راجع: ١٦٣٩]

اس روایت میں جمۃ الحرمہ سے مراد امت کے طاغی حجاج کی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے خلاف فوج کشی ہے۔ یہ ۲۷۳ھ کا واقعہ ہے، حجاج خود خارجی نہیں تھا لیکن خارجیوں کی طرح اس نے بھی دعوائے اسلام کے پا بجود حرم اور اسلام دونوں کی حرمت پر تاخت کی تھی۔ اس لئے راوی نے اس کے اس حملہ کو بھی خارجیوں کے حملہ کے ساتھ مشاہدہ دی اور اس کو بھی ایک طرح سے خارجیوں ہی کا حملہ تصور کیا کہ اس نے امام حنفی بن حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے خلاف چڑھائی کی۔ جمۃ الحرمہ کرنے سے بھجو اور خوارج کے سے عمل کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ خارجیوں نے ۲۶۳ھ میں حج کیا تھا، احتمال ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ان ہر دو سالوں میں حج کیا ہو۔ باب اور حدیث میں مطابقت یوں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے راستے میں قربانی کا جانور خرید لیا اور عمرہ کے ساتھ حج کو بھی جن فرمایا اور فرمایا کہ اگر مجھ کو حج سے روک دیا گیا تو آنحضرت ﷺ کو بھی مشرکوں نے حدیبیہ کے سال حج سے روک دیا تھا اور آپؐ نے اسی جگہ احرام کھول کر قربان کر دیا تھا، میں بھی ویسا ہی کرنوں گا۔ مگر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ ایسا نہیں ہوا بلکہ آپؐ نے بروقت جملہ ارکان حج کو ادا فرمایا۔

## باب کسی آدمی کا اپنی بیویوں کی طرف سے ان کی اجازت بغیر گائے کی قربانی کرنا

(۱۷۰۹) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی، انسیں یحییٰ بن سعید نے، ان سے عمرہ بنت عبدالرحمن نے بیان کیا کہ میں نے عائشہؓ پر بیٹھا سے سنا، انہوں نے بتلایا کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ (حج کے لئے) نکلے تو ذی قعدہ میں سے پانچ دن باقی رہے تھے ہم صرف حج کا ارادہ لے کر نکلے تھے، جب ہم مکہ کے قریب پہنچ گئے تو رسول کریم ﷺ نے حکم دیا کہ جن لوگوں کے ساتھ قربانی نہ ہو وہ جب طواف کر لیں اور صفا و مروہ کی سعی بھی کر لیں تو حالاں ہو جائیں گے، حضرت عائشہؓ پر بیٹھا نے کہا کہ قربانی کے دن ہمارے گھر گائے کا گوشت لایا گیا تو میں نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ (لانے والے نے بتلایا) کہ رسول کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے یہ قربانی کی ہے، یحییٰ نے کہا کہ میں نے عمرہ کی یہ حدیث قائم سے بیان کی انہوں نے کہا عمرہ نے یہ حدیث ٹھیک ٹھیک بیان کی ہے۔

## ١١٥ - بَابُ ذَبْحِ الرَّجُلِ الْبَقَرَ عَنْ بِسَائِيْهِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِنَّ

۱۷۰۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ  
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ  
عُمْرَةِ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَتْ: سَمِعْتَ  
عَائِشَةَ تَقُولُ: ((خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ  
ﷺ لِحَمْضٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ لَا تُرَى  
إِلَّا الْحُجَّةُ فَلَمَّا دُنُونَا مِنْ مَكَّةَ أَمْرَرَ سَوْلَنَ  
اللَّهُ ﷺ مِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَذِي إِذَا طَافَ  
وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَّا وَالْمَرْوَةِ أَذْيَلَ حُلْمِ  
قَالَتْ: فَدَخَلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النُّحُرِ بِلِحْمٍ  
بَقَرٍ، فَقَلَّتْ: مَا هَذَا؟ قَالَ: نَحْرُ رَسُولَ  
اللَّهِ ﷺ عَنْ أَرْوَاجِهِ. قَالَ يَحْيَى: فَذَكَرَتْهُ  
لِلْقَاسِمِ فَقَالَ: أَتَنْكَ بِالْحَدِيثِ عَلَى  
وَجْهِهِ)). [راجع: ۲۹۴]

بہل یہ اعتراض ہوا ہے کہ ترجیح باب میں تو گائے کافی نکار ہے اور حدیث میں خر کا لفظ ہے تو حدیث باب سے مطابق نہیں ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں خر سے ذبح مراد ہے چنانچہ اس حدیث کے دوسرے طریق میں جو آگے مذکور ہو گا ذبح کا لفظ ہے اور گائے کافی نکار ہے مگر ذبح کرنا علماء نے بہتر سمجھا ہے اور قرآن شریف میں بھی (أَن تُذْبَغُوا بِنَفْرَةٍ) (البقرة: ۲۷) وارد ہے۔ (دھیمدی) حافظ ابن حجر نے متعدد روایات نقش کی ہیں جن سے ثابت ہے رسول کریم ﷺ نے جتنے الوداع میں اپنی تمام ازواج مطہرات کی طرف سے گائے کی قربانی فرمائی تھی، گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں جیسا کہ مسلمہ بے، ذبح کے موقع پر تو یہ ہر مسلمان کر سکتا ہے مگر عید الاضحی پر یہاں اپنے ہاں کے ملکی قانون (بھارتی قانون) کی بنا پر بہتر یہی ہے کہ صرف بکرے یا دنبہ کی قربانی کی جائے اور گائے کی قربانی نہ کی جائے جس سے یہاں بست سے مفاسد کا خطرہ ہے (لَا يَكُلفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وَسْعَهَا) قرآنی اصول ہے، حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اما التعیر بالذبح مع ان حدیث الباب بلفظ النحر فاشارة الی ما وارد فی بعض طرقہ بالذبح و سیانی بعد سمعة ابواب من طريق سليمان بن بلال عن يحيى بن سعید و نحر البقر جائز عند العلماء الا ان الذبح مستحب عندهم لقوله تعالى ان الله يا مرکم ان تذبحوا بقرة و خالف الحسن بن صالح فاستحب نحرها و اما قوله من غير امر هن فاخذه من استفهمام عائشة عن اللحم لما دخل به عليها و لو كان ذبحه بعلمه لم تحتاج الى الاستفهام لكن ليس ذالك دافعا للاحتمال فيجوز ان يكون علمها بذلك تقدم بن يكوبن استاذنهن في ذالك لكن لما ادخل اللحم عليها احمل سدها ان يكون هو الذي وقع الاسيدان فيه و ان يكون غير ذالك فاستفهمت عنه لذاك (فتح) يعني حدیث الباب میں لفظ خر کو ذبح سے تعبیر کرنا حدیث کے بعض دیگر طریق کی طرف اشارہ کرنا ہے جس میں مجائے خر کے لفظ ذبح ہی وارد ہوا ہے جیسا کہ عقربیب وہ حدیث آئے گی۔ گائے کافی نکار ہے مگر مستحب ذبح کرنا ہے کیونکہ بطبقان آیت قرآنی ”بِئْكَ اللَّهُ تَعَالَى“ کے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے ”یہاں لفظ ذبح گائے کے لئے استعمال ہوا ہے، صن بن صالح نے خر کو مستحب قرار دیا ہے اور باب میں لفظ من غیر امرهن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے استفسام سے لیا گیا ہے کہ جب وہ گوشت آیا تو انہوں نے پوچھا کہ یہ کیسا گوشت ہے اگر ان کے علم سے ذبح ہوتا تو استقامہ کی حاجت نہ ہوتی، لیکن اس توجیہ سے احتمال دفع نہیں ہوتا، پس ممکن ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کو پہلے ہی اس کا علم ہو جب کہ ان سے اجازت لے کر ہی یہ قربانی ان کی طرف سے کی گئی ہوگی۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کو خیال ہوا کہ یہ وہی اجازت والی قربانی کا گوشت ہے یا اس کے سوا اور کوئی ہے اسی لئے انہوں نے دریافت فرمایا، اس توجیہ سے یہ اعتراض بھی دفع ہو گیا کہ جب بغیر اجازت کے قربانی جائز نہیں جن کی طرف سے کی جا رہی ہے تو یہ قربانی ازواج النبي ﷺ کی طرف سے کیوں نکر جائز ہوگی۔ پس ان کی اجازت ہی سے کی گئی مگر گوشت آتے وقت انہوں نے تحقیق کے لئے دریافت کیا۔

۱۱۶- بَابُ النَّحْرِ فِي مَنَحِّ الرَّبِيعِ  
بِمَنِي 

**لشیخ** آنحضرت ﷺ کے خر کام قام منی میں جمہ عقبہ کے نزدیک قریب مسجد خیث کے پاس تھا، ہر چند سارے منی میں کمیں بھی خر کنا درست ہے مگر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو اتباع سنت میں برا تشد و تھادہ ڈھونڈ کر ان ہی مقالات میں نماز پڑھا کرتے تھے جہاں آنحضرت ﷺ نے بڑھی تھی اور اسی مقام میں خر کرتے جہاں آنحضرت ﷺ نے خر کیا تھا۔ (وحدی)

١٧٦١- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ خَالِدَ بْنَ التَّحَارُثِ حَدَّثَنَا عَيْنَدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرَ نَافِعَ: ((أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ كَانَ

عبداللہ نے بتایا کہ مراد بنی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خرکرنے کی جگہ سے تھی۔

(الا) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی قربانی کے جائز کو مزدلفہ سے آخر رات میں منی بھجوادیتے، یہ قربانیاں جن میں حاجی لوگ یز غلام اور آزاد دونوں طرح کے لوگ ہوتے، اس مقام میں لے جاتے جمال آنحضرت ﷺ نحر کیا کرتے تھے۔

يَنْحِرُ فِي الْمَنْحِرِ. قَالَ عَبْيَذُ اللَّهِ: مَنْحِرٌ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ)). [راجع: ۹۸۲]

۱۷۱۱ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ  
حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عَيَاضٍ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ  
عَفْعَةَ عَنْ نَافِعٍ: ((أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا كَانَ يَنْعَثُ بِهَذِينِ مِنْ جَمْعِيْهِ  
آخِرِ الظَّلِيلِ حَتَّى يَذْخُلَ بِهِ مَنْحِرَ النَّبِيِّ ﷺ  
مَعَ حَجَاجَ فِيهِمُ الْحُرُّ وَالْمَمْلُوكُ)).

[راجع: ۹۸۲]

اس کا مطلب یہ ہے کہ قربانیاں لے جانے کے لیے کچھ آزاد لوگوں کی تخصیص نہ تھی بلکہ غلام بھی لے جاتے۔

### باب اپنے ہاتھ سے نحر کرنا

(۱۷۱۲) ہم سے سل بن بکار نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابو قلابہ نے، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اور انسوں نے مختصر حدیث بیان کی اور یہ بھی بیان کیا کہ بنی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات اونٹ کھڑے کر کے اپنے ہاتھ سے نحر کئے اور مدینہ میں دو چت کبرے سینگ دار مینڈھوں کی قربانی کی۔

مقصد باب یہ کہ نبی کرم ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے اونٹوں کو نحر کیا اس سے ترجیح باب ثابت ہوا۔

### باب اونٹ کو باندھ کر نحر کرنا

(۱۷۱۳) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعنی نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے زیاد بن جیری نے کہ میں نے دیکھا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک شخص کے پاس آئے جو اپنا اونٹ بٹھا کر نحر کر رہا تھا، عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسے کھڑا کر اور باندھ دے، پھر نحر کر کے یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ شعبہ نے یونس سے بیان کیا کہ مجھے زیادے خبروں۔

معلوم ہوا کہ اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنا ہی افضل ہے، وہ حنفی نے کھڑا اور بیٹھا دونوں طرح نحر کرنا برابر رکھا ہے اور اس حدیث

### ۱۱۷ - بَابُ مَنْ نَحَرَ بِيَدِهِ

۱۷۱۲ - حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَارٍ حَدَّثَنَا  
وَهَبِيبٌ عَنْ أَيُوبَ عَنْ أَبِي قَلَبَةَ عَنْ أَنَسِ  
- وَذَكَرَ الْحَدِيثَ - قَالَ : ((وَنَحَرَ النَّبِيُّ  
ﷺ بِيَدِهِ سَبْعَ بُنْدَنَ قِيَاماً، وَضَحَّى  
بِالْمَدِينَةِ كَبِيْشِينَ أَمْلَاحِينَ أَفَرَيْنَ،  
مُخْتَصِرًا)). [راجع: ۱۰۸۹]

### ۱۱۸ - بَابُ نَحْرِ الْإِبَلِ مُقَيَّدَةً

۱۷۱۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ  
حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرْيَعٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ زِيَادَ  
بْنِ جَيْرَةَ قَالَ : ((رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا أَتَى عَلَى رَجُلٍ قَدْ أَنْأَى بَدْنَتَهُ  
يَنْحِرُهَا، قَالَ : ابْعَثْهَا قِيَاماً مُقَيَّدَةً سَنَةً  
مُحَمَّدٌ ﷺ)). وَقَالَ شَعْبَةُ عَنْ يُونُسَ:  
أَخْبَرَنِي زِيَادٌ.

سے ان کا رد ہوتا ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ اس شخص پر انکار نہ کرتے اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا۔ (وحدیدی) حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وفیہ ان قول الصحابی من السنۃ کذا مرفوع عند الشیخین لاحتاجهما بهذا الحديث فی صحیحین (فتح) یعنی اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی صحابی کا کسی کام کے لئے یہ کہنا کہ یہ سنت ہے یہ شیخین کے نزدیک مرفوع حدیث کے حکم میں ہے لہ لئے کہ شیخین نے اس سے جست پکڑی ہے اپنی صحیح ترین کتابوں بخاری و مسلم میں۔

### باب اونٹوں کو کھڑا کر کے نحر کرنا

اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کما کہ حضرت محمد ﷺ کی یہی سنت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کما کہ (سورہ حج میں) جو آیا ہے فاذکروا الاسم اللہ علیہا صواف کے معنی یہی ہیں کہ وہ کھڑے ہوں صافیں باندھ کر (۱۷۱) ہم سے سل بن بکار نے بیان کیا، کما کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس بن مطر نے کہ نبی کریم ﷺ نے ظهر کی نماز مدینہ میں چار رکعت پڑھی اور عصر کی ذوالحلیفة میں دو رکعات۔ رات آپ نے وہیں گذاری، پھر جب صبح ہوئی تو آپ اپنی اونٹی پر سوار ہو کر تسلیل و تسبیح کرنے لگے۔ جب بیداء پہنچے تو آپ نے دونوں (حج اور عمرہ) کے لئے ایک ساتھ تلبیہ کا حجب مکہ پہنچے (اور عمرہ ادا کر لیا) تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ حلال ہو جائیں۔ آنحضرت ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے سات اونٹ کھڑے کر کے نحر کئے اور مدینہ میں دو چت کبرے سینگوں والے مینڈھے ذبح کئے۔

### ۱۹- باب نَحْرُ الْبَذْنَ قَائِمَةً

وَقَالَ أَبْنُ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: سُنَّةُ مُحَمَّدٍ ﷺ. وَقَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: (صَوَافٌ) قِيَامًا.

۱۷۱۴- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يَكْأَرٍ حَدَّثَنَا وَهِبَّةً عَنْ أَيُوبَ عَنْ أَبِي قَلَبَةَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الظُّهُرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا، وَالْعَصْرُ بِذِي الْحِلَفَةِ رَكْعَتَيْنِ فَيَاتَ بِهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ رَكْبَ رَاحِلَتَهُ فَجَعَلَ يَهْلِلُ وَيَسْبِحُ. فَلَمَّا عَلَّا عَلَى الْيَيْمَاءِ لَتَّى بِهِمَا جَبِيعَا. فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ أَمْرَهُمْ أَنْ يَحْلُوا، وَنَحْرَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ سَبْعَ بُذْنَ قِيَامًا، وَضَحْنَى بِالْمَدِينَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَفْرَنَيْنِ)).

[راجح: ۱۰۸۹]

یہ حدیث مختصرًا ابھی پہلے گزر چکی ہے حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔

(۱۵) ہم سے مدد نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ظهر کی نماز مدینہ میں چار رکعت اور عصر کی ذوالحلیفة میں دو رکعات پڑھی تھیں۔ ایوب نے ایک شخص کے واسطے سے بروایت انس رضی اللہ عنہ کہ پھر آپ نے وہیں رات گذاری۔ صبح ہوئی تو ظجر کی نماز پڑھی اور اپنی اونٹی پر سوار ہو گئے، پھر جب مقام بیداء پہنچے تو عمرہ اور حج دونوں کا

۱۷۱۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُوبَ عَنْ أَبِي قَلَبَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الظُّهُرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا، وَالْعَصْرُ بِذِي الْحِلَفَةِ رَكْعَتَيْنِ)). وَعَنْ أَيُوبَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (نَمَّ بَاتَ حَتَّى أَصْبَحَ فَصَلَّى الصَّبْحَ، ثُمَّ رَكَبَ رَاحِلَةَ، حَتَّى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ الْيَيْمَاءَ أَهْلَ بَعْرَةَ

نام لے کر بیک پکارا۔

[وَحَجَةٌ] [راجع: ۱۰۸۹]

ایوب کی روایت میں راوی مجول ہے اگر امام بخاری نے متابعت کے طور پر اس سند کو ذکر کیا تو اس کے مجول ہونے میں قباحت نہیں لمحہ نے کماکر یہ شخص ابو قلابہ ہیں۔ (وحیدی)

## باب قصاص کو بطور مزدوری اس قربانی کے جانور میں سے پکھنا دیا جائے۔

(۱۷۱) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، کہا مجھ کو ابن الیخج نے خبر دی، انہیں مجہد نے، انہیں عبدالرحمن بن ابی لیلی نے اور ان سے حضرت علی بن ابی طہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے (قربانی کے اونٹوں کی دیکھ بھال کے لئے) بھیجا، اس لئے میں نے ان کی دیکھ بھال کی، پھر آپ نے مجھے حکم دیا تو میں نے ان کے گوشت تقسیم کئے، پھر آپ نے مجھے حکم دیا تو میں نے ان کے چھوٹے اور چھڑے بھی تقسیم کر دیئے۔ سفیان نے کہا کہ مجھ سے کے مجول اور چھڑے بھی تقسیم کر دیئے۔ سفیان نے کہا کہ عبد الرحمن بن ابی لیلی نے اور ان سے علی بن ابی طہ نے بیان کیا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے حکم دیا تھا کہ میں قربانی کے اونٹوں کی دیکھ بھال کروں اور ان میں سے کوئی چیز قصائی کی مزدوری میں نہ دوں۔

## ۱۲۰ - بَابُ لَا يُغطِي الْجَزَّارَ مِنَ الْهَدَى شَيْئًا

۱۷۱۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفِيَّانَ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي تَجْيِيجٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلَىٰ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((يَعْشَى النَّبِيُّ فَقَتَّتْ عَلَى الْبَدْنِ، فَأَمْرَنِي فَقَسَّمَتْ لِحُومَهَا ثُمَّ أَمْرَنِي فَقَسَّمَتْ جَلَالَهَا وَجَلُودَهَا)). قَالَ سُفِيَّانٌ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلَىٰ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَمْرَنِي النَّبِيُّ ﷺ أَنَّ أَفُوْمَ عَلَى الْبَدْنِ، وَلَا أَغْطِي عَلَيْهَا شَيْئًا فِي جِزَّارَتِهَا)).

[راجع: ۱۷۰۷]

جیسے بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ قصائی کی اجرت میں کھال یا او جھزی یا سری پائے حوالہ کر دیتے ہیں بلکہ اجرت اپنے پاس سے دینی چاہیے البتہ اگر قصاص کو اللہ کوئی پیر قربانی میں دیں تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔ (وحیدی) صحیح مسلم میں حدیث جاہدہ میں ہے کہ اس دن رسول کریم ﷺ نے تریسہ اونٹ خفرمانے پر حضرت علی بن ابی طہ کو مأمور فرمادیا تھا۔

## باب قربانی کی کھال خیرات کر دی جائے گی۔

(۱۷۱) ہم سے مسدود نے بیان کیا، ہم سے سعید قحلان نے بیان کیا، ان سے ابن جرجج نے بیان کیا، کہا کہ مجھے حسن بن مسلم اور عبد الکریم جزری نے خبر دی کہ مجہد نے ان دونوں کو خبر دی، انہیں عبدالرحمن بن ابی لیلی نے خبر دی، انہیں علی رضی اللہ عنہ نے خبر دی، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا تھا کہ آپ کی قربانی

## ۱۲۱ - بَابُ يُنَصَّدِّقُ بِجَلُودِ النَّهَدِي

۱۷۱۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْتَىٰ عَنْ ابْنِ جَرْجِيجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْتَلِمٍ وَعَبْدُ الْكَرِيمِ الْجَزَّارِيُّ أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهُمَا أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ:

(إِنَّ النَّبِيَّ لَهُ أَمْرًا أَنْ يَقُومَ عَلَىٰ بَذِيهِ،  
وَأَنْ يَقْسِمَ بَذِنَفَةَ كُلُّهَا لِحُوْمَهَا وَجَلُودَهَا  
وَجِلَالَهَا، وَلَا يُغْطِي فِي جَزَارَتِهَا هَشِّيًّا).  
کے اونٹوں کی گنراں کریں اور یہ کہ آپ کے قربانی کے جانوروں کی ہر  
چیز گوشت چڑھے اور جھوول خیرات کر دیں اور قصائی کی مزدوری اس  
میں سے نہ دیں۔

[١٧٠٧: راجع]

یہ وہ اونٹ تھے جو آنحضرت ﷺ مجھے الوداع میں قریانی کیلئے لے گئے تھے، دوسری روایت میں ہے کہ یہ سو اونٹ تھے ان میں سے تریٹھ اونٹوں کو تو آنحضرت ﷺ نے اپنے دست مبارک سے نحر کیا، بلی اونٹوں کو آپ کے حکم سے حضرت علی بن ابی طالب نے نحر کر دیا۔ (اویحی)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں نم اعظمی علیاً فتحر ماعبروا شرکہ فی هدیه لم امر من کل بذنة ببعضه فجعلت فی قدر فطخت فاکلا من  
لهمها و شربا من مرقاها یعنی آپ نے بھائیا اونٹ حضرت علی بنیٹھ کے حوالہ کردیے اور انہوں نے ان کو خرکیا اور آپ نے ان کو اپنی  
ہدی میں شریک کیا پھر ہر ہراونٹ سے ایک ایک بونی لے کر بہاذی میں اسے پکایا گیا پس آپ دونوں نے وہ گوشت کھلایا اور سور با پا۔ یہ  
کل سواونٹ تھے جن میں سے آخر حضرت مسیح نے ترسیٹھ اونٹ خفرماۓ پانی حضرت علی بنیٹھ نے خر کئے۔ قال البخوی فی شرح السنۃ و  
اما اذا اعطي کاملة لم تصدق عليه الا کافی فیما تصدق علی الفقراء فلا باس بذلك. (ف) یعنی امام بخوی نے شرح السنۃ میں کہا  
کہ قسمی کو پوری اجرت دینے کے بعد اگر وہ فقیر ہے تو بطور صدقہ قربانی کا گوشت دے دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ و قد الفقوہ  
علی ان لعمہ لا بیاع للذالک الجلوود والجلال واجازہ الاوزاعی واحمد و اسحاق و ابوثور (ف) یعنی اس پر اتفاق ہے کہ قربانی کا گوشت  
بچا نہیں جاسکتا اس کے چڑے اور جھول کا بھی یہی حکم ہے مگر ان چیزوں کو امام اوزاعی اور احمد و اسحاق اور ابوثور نے جائز کہا ہے کہ  
چڑا اور جھول بچ کر قربانی کے مستحقین میں خرچ کر دیا جائے۔

۱۲۲ - بَابُ يَتَصَدِّقُ بِجَلَالِ الْبَذْنِ  
باب قریانی کے جانوروں کے جھول بھی صدقہ کر دیئے جائیں۔

(۱۸۷) ہم سے ابو قعیم نے بیان کیا، ان سے سیف بن ابی سلیمان نے بیان کیا، کما میں نے مجہد سے سنا، انسوں نے کہا کہ مجھ سے ابن ابی سلیمان کیا اور ان سے علی بن ابی طالب نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (جتنے) الوداع کے موقع پر) سو اونٹ قربان کئے، میں نے آپ کے حکم کے مطابق ان کے گوشت بانت دیئے، پھر آپ نے ان کے جھول بھی تقسیم کرنے کا حکم دیا اور میں نے انہیں بھی تقسیم کیا، پھر چڑے کے لئے حکم دیا اور میں نے انہیں بھی بانت دیا۔

١٧١٨ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعْيَمْ حَدَّثَنَا سَيِّفُ بْنُ أَبِي سَلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي تَيْلَى أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ: ((أَهَدَى النَّبِيُّ ﷺ مِائَةً بَذَنَةً، فَأَمْرَنِي بِلَحْوِهَا فَلَقَسَمْتُهَا، ثُمَّ أَمْرَنِي بِجَلَالِهَا فَقَسَمْتُهَا، ثُمَّ بِجَلْوِهَا لَقَسَمْتُهَا)). [١٧٠٧] (راجع: [١٧٠٧])

قریبی کے جانور کا چڑا، اس کا جھوول سب غباء و مساکین میں اللہ تقیم کر دیا جائے یا ان کو فروخت کر کے مستحقین کو ان کی قیمت دے دی جائے، چڑے کا خود اپنے استعمال میں مصلی یا ڈول وغیرہ بنانے کے لئے لانا بھی جائز ہے۔ آج کل مدارس اسلامیہ کے غریب طلاء بھی اس مدد سے امداد کئے جانے کے سختق ہیں جو اپنا وطن اور متعلقین کو چھوڑ کر دور و راز مدارس اسلامیہ میں خالص دینی تعلیم

حاصل کرنے کے لئے سفر کرتے ہیں اور جن میں اکثریت غراء کی ہوتی ہے، ایسے مدد سے ان کی امداد بہت بڑا کاررواب ہے۔

### باب (سورہ حج) میں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جب ہم نے بتلا دیا ابراہیم کو ٹھکانا اس گھر کا اور کہہ دیا کہ شریک نہ کر میرے ساتھ کسی کو، اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنے والوں اور کھڑے رہنے والوں، اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لئے اور پاکار لوگوں میں حج کے واسطے کے آئیں تیری طرف پیدل اور سوار ہو کر دبلي پتے اونٹوں پر چلے آتے رہوں دور دراز سے کہ پہنچیں اپنے فائدوں کی جگہوں پر اور یاد کریں اللہ کا نام کتنی دنوں میں جو مقرر ہیں، چچائے جانوروں پر جو اس نے دیئے ہیں، سو ان کو کھاؤ اور کھلاو بڑے حال فقیر کو، پھر چاہیے کہ دور کریں اپنا میل کچیل اور پوری کریں اپنی نذریں اور طواف کریں اس قدیم گھر (کعبہ) کا، یہ سن چکے اور جو کوئی اللہ کی عزت دی ہوئی چیزوں کی عزت کرے تو اس کو اپنے مالک کے پاس بھلائی پہنچے گی۔

### ۱۲۳ - باب

﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْيَتِيَّةِ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِي شَيْئًا، وَطَهَرْنَا يَتِيَّةً لِلطَّافِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّمُّكَعَ السُّجُودُ. وَأَذْنَنَا فِي النَّاسِ بِالْحِجَّةِ يَأْتُوكُ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَمَّنِرِ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجَّ عَمِيقٍ، لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ، وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَغْلُومَاتٍ عَلَى مَا رَأَوْهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ، فَكَلُّوا مِنْهَا وَأَطْعَمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ، ثُمَّ لَيَقْضُوا تَفَهُّمَهُمْ وَلَيُؤْفُوا نُذُورَهُمْ وَلَيُطْرُفُوا بِالْيَتِيَّةِ الْعَتِيقَ. ذَلِكَ وَمَنْ يَعْظُمْ خَرْمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ﴾

[الحج : ۳۰-۲۶].

**تشریح** اس باب میں حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے صرف آیت قرآنی پر اختصار کیا اور کوئی حدیث بیان نہیں کی، شاید ان کی شرط پر اس باب کے مناسب کوئی حدیث ان کو نہ ملی ہو اور کبھی کافی نہ ہوا ہو، بعض شخوں میں اس کے بعد کا باب مذکور نہیں بلکہ یوں عبارت ہے وما يأكل من البدن وما يتصدق به واؤاعطف کے ساتھ اس صورت میں آگے جو حدیثیں بیان کی ہیں وہ اسی باب سے متعلق ہوں گی۔ گویا پہلی آیت قرآنی سے ثابت کیا کہ قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھانا درست ہے، پھر حدیثوں سے بھی ثابت کیا۔ (وحیدی) مقصود باب آیت کا کلکارا (فَكَلُّوا مِنْهَا وَأَطْعَمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ) (الحج : ۲۸) ہے یعنی قربانی کا گوشت خود کھاؤ اور غریب و مساکین کو کھاؤ۔

### باب قربانی کے جانوروں میں سے کیا کھائیں

اور کیا خیرات کریں

اور عبید اللہ نے کہا کہ مجھے تافع نے خبر دی اور انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ احرام میں کوئی شکار کرے اور اس کا بدله دینا پڑے تو بدله کے جانور اور نذر کے جانور سے خود کچھ نہ کھائے اور باقی سب میں سے کھائے اور عطا نے کہا تبع کی قربانی میں سے کھائے اور کھلائے۔ (۱۷۹) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی قحطان نے، ان سے

### ۱۲۴ - باب مَا يَأْكُلُ مِنَ الْبَدْنِ وَ مَا يَتَصَدَّقُ

وَقَالَ عَبْيَدُ اللَّهِ أَخْرَبَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : لَا يُؤْتَكُلُ مِنْ جَزَاءِ الصَّيْدِ وَالنَّذْرِ وَتُؤْتَكُلُ مِنَ سَوَّى ذَلِكَ.

وَقَالَ عَطَاءُ : يَأْكُلُ وَيَطْعَمُ مِنَ الْمُنْتَعَةِ.

۱۲۷ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ

ابن جریج نے، ان سے عطا نے، انسوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سا، انسوں نے فرمایا کہ ہم اپنی قربانی کا گوشت منی کے بعد تین دن سے زیادہ نہیں کھاتے تھے، پھر آنحضرت ﷺ نے ہمیں اجازت دے دی اور فرمایا کہ کھاؤ بھی اور تو شہ کے طور پر ساتھ بھی لے جاؤ، چنانچہ ہم نے کھایا اور ساتھ بھی لائے۔ ابن جریج نے کما کہ میں نے عطا سے پوچھا کیا جابر بن عبد اللہ نے یہ بھی کہا تھا کہ یہاں تک کہ ہم مدینہ پہنچ گئے، انسوں نے کما کہ نہیں ایسا نہیں فرمایا۔

ابن جریج حدیثاً عطا سمع جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما یقُولُ: ((كَتَا لَا نَاكِلُ مِنْ لَحْومِ بَنِي نَّاَثٍ فَوَقَ ثَلَاثَ اَمْنَى، فَرَخَصَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((كُلُوا وَتَرْوُذُوا)) فَأَكَلْنَا وَتَرْوَذْنَا فَلَمْ يَعْطَنَا أَقَلَ حَتَّى جِئْنَا الْمَدِينَةَ؟ فَقَالَ: لَا۔

[اطرافہ فی : ۲۹۸۰، ۵۴۲۴، ۵۵۶۷]۔

لشیخ یعنی جابر بن عبد اللہ نے یہ نہیں کما کہ ہم نے مدینہ پہنچنے تک اس گوشت کو تو شہ کے طور پر رکھا، لیکن مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ عطا نے نہیں کے بد لے پا، شاید عطا بھول گئے ہوں پہلے نہیں کہا ہو پھر یاد آیا تو پا کرنے لگے۔ اس حدیث سے وہ حدیث منسوخ ہے جس میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ (وحیدی)

(۱۷۲۰) ہم سے خالد بن مخدی نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن ہلال نے بیان کیا، کما مجھ سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا، کما مجھ سے عمرہ نے بیان کیا، کما میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سا، انسوں نے فرمایا کہ ہم مدینہ سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو ذی قعدہ کے پانچ دن باقی رہ گئے تھے، ہمارا ارادہ صرف حج ہی کا تھا، پھر جب مکہ کے قریب پہنچ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جن کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ بیت اللہ کا طواف کر کے حلال ہو جائیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پھر ہمارے پاس بقرعید کے دن گائے کا گوشت لایا گیا تو میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس وقت معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی ہے۔ یحییٰ بن سعید نے کما کہ میں نے اس حدیث کا قاسم بن محمد سے ذکر کیا تو انسوں نے کما کہ عمرہ نے تم سے ٹھیک ٹھیک حدیث بیان کر دی ہے۔ (ہردو احادیث سے مقصد باب ظاہر ہے) کہ قربانی کا گوشت کھانے اور بطور تو شہ رکھنے کی عام اجازت ہے، خود قرآن مجید میں فکلوامنہا کا صیغہ موجود ہے کہ اسے غباء ماسکین کو بھی تقسیم کرو اور خود بھی کھاؤ۔

### باب سرمنڈانے سے پہلے ذبح کرنا۔

(۱۷۲۱) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن حوشب نے بیان کیا، ان سے شمس

۱۲۵ - بَابُ الذَّبْحِ قَبْلَ الْحَلْقِ

۱۷۲۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

بن شیر نے بیان کیا، انہیں منصور بن ذاذان نے خردی، انہیں عطاء بن ابی رباح نے اور ان سے ابن عباس بھیٹا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو قریانی کا جائز ذبح کرنے سے پہلے ہی سرمنڈوا لے، تو آپ نے فرمایا کوئی قباحت نہیں، کوئی قباحت نہیں۔ (ترجمہ اور باب میں موافق تفہیم طاہر ہے)

(۲۲) اہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کما ہم کو ابو یکبر بن عیاش نے خردی، انہیں عبد العزیز بن رفیع نے، انہیں عطاء بن ابی رباح نے اور انہیں ابن عباس بھیٹا نے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ حضور! ری سے پہلے میں نے طواف زیارت کر لیا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں، پھر اس نے کما اور حضور قریانی کرنے سے پہلے میں نے سرمنڈوالیا، آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں، پھر اس نے کما اور قریانی کو ری سے بھی پہلے کر لیا آنحضرت ﷺ نے پھر بھی یہی فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔ اور عبدالرحیم رازی نے ابن حثیم سے بیان کیا، کما کہ عطاء نے خردی اور انہیں ابن عباس بھیٹا نے نبی کریم ﷺ سے اور قاسم بن حجی نے کما کہ مجھ سے ابن حثیم نے بیان کیا، ان سے عطاء نے، ان سے ابن عباس بھیٹا نے نبی کریم ﷺ سے۔ عفان بن مسلم صغار نے کما کہ میرا خیال ہے کہ وہیب بن خالد سے روایت ہے کہ ابن حثیم نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے، ان سے ابن عباس بھیٹا نے نبی کریم ﷺ سے۔ اور حمار نے قیس بن سعد اور عباد بن منصور سے بیان کیا، ان سے عطاء نے اور ان سے جابر بن وجہ نے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا۔

(۲۳) اہم سے محمد بن شفی نے بیان کیا، کما ہم سے عبدالاعلی نے بیان کیا، کما ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس بھیٹا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے ایک آدمی نے مسئلہ پوچھا کہ شام ہونے کے بعد میں نے ری کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔ سائل نے کما کہ قریانی کرنے سے پہلے میں نے سر

حوشب حدثنا هشیم اخیرنا منصور عن  
عطاء عن ابن عباس رضي الله عنهما  
قال : (( سيل النبي ﷺ عن حلق قبل أن  
يذبح ونحوه فقال : (( لا حرج ، لا  
حرج )) . [راجع : ۸۴]

۱۷۲۲ - حدثنا أخمد بن يونس أخیرنا  
أبو يكرب عن عبد الغفار بن رقبي عن ابن  
عباس رضي الله عنهما قال (( قال رجل  
للنبي ﷺ : رأيت قبل أن أزمي فقال : (( لا  
حرج )) . قال : حلفت قبل أن أذبح ،  
قال : (( لا حرج )) . قال : ذبحت قبل أن  
أزمي ، قال : (( لا حرج )) . وقال عبد  
الرحيم الرازي عن ابن حثيم أخیرني  
عطاء عن ابن عباس رضي الله عنهما عن  
النبي ﷺ . وقال القاسم بن يحيى حدثني  
ابن حثيم عن عطاء عن ابن عباس رضي  
الله عنهما عن النبي ﷺ . وقال عفان :  
أرأه عن وهيب حدثنا ابن حثيم عن  
سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله  
عنهم عن النبي ﷺ . وقال حماد عن  
قيس بن سعيد وعبد بن منصور عن عطاء  
عن جابر رضي الله عنه عن النبي ﷺ .

۱۷۲۳ - حدثنا محمد بن التمشي حدثنا  
عبد الأغلبي حدثنا خالد عن عكرمة عن  
ابن عباس رضي الله عنهما قال : (( سيل  
النبي ﷺ فقال : رمت بعده ما أمسست ،  
قال : (( لا حرج )) . قال : حلفت قبل أن

آنحضر، قال : ((لا حرج)). [راجع: ۸۴] **لشیونج** قطلانی نے کماری کرنے کا افضل وقت زوال تک ہے اور غروب آتاب سے قبل تک بھی عمدہ ہے اور اس کے بعد بھی جائز ہے اور حلق اور طواف الیارہ کا وقت میں نہیں، لیکن یوم الحجہ سے ان کی تاخیر کرنا مکروہ ہے اور یام تشریق سے تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ غرض یوم الحجہ کے دن حاجی کو چار کام کرنے ہوتے ہیں ری اور قربانی اور حلق یا قصران چاروں میں ترتیب سنت ہے، لیکن فرض نہیں اگر کوئی کام دوسرے سے آگے پیچے ہو جائے تو کوئی حرج نہیں چیز کہ ان حدیثوں سے لکھا ہے۔ امام مالک اور شافعی اور اسحاق اور ہمارے امام احمد بن حبل سب کا یہ قول ہے اور امام ابو حیفہ **لشیونج** کہتے ہیں کہ اس پر دم لازم آئے گا اور اگر قارن ہے تو دوم لازم آئیں گے۔ (وجیدی) جب شارع علیہ السلام نے خود ایسی حادیث میں لاحرج فرمادیا تو ایسے موقع پر ایک یاد دوم لازم کرنا بھی صحیح نہیں ہے آج کل مسلمین حاجیوں کو ان بہانوں سے جس قدر پریشان کرتے ہیں اور ان سے روپیہ اٹھتے ہیں یہ سب حرکتیں سخت پاندیدہ ہیں۔ فی الواقع کوئی شرعی کوتایہ قتل دم ہو تو وہ تو اپنی جگہ پر نمیک ہے مگر خواہ تجوہ ایسی چیزیں از خود پیدا کرنا بہت عیسیوب ہے۔

اس حدیث سے مفتیان اسلام کو بھی سبق ملتا ہے جہاں تک ممکن ہو فتویٰ دریافت کرنے والوں کے لیے کتاب و سنت کی روشنی میں آسانی و نزدیکی پر اعتماد کریں مگر حدود شرعیہ میں کوئی بھی نزدیکی نہ ہوئی جائیے۔

(۱۷۲۳) ہم سے عبدالان نے بیان کیا، کما کہ مجھے میرے باپ عنان نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں قیس بن مسلم نے، انہیں طارق بن شہاب نے اور ان سے ابو موسیٰ **لشیونج** نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ **لشیونج** کی خدمت میں جب حاضر ہوا تو آپ بظماء میں تھے۔ (جو مکہ کے قریب ایک جگہ ہے) آپ نے پوچھا کیا تو نے حج کی نیت کی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں، آپ نے دریافت فرمایا کہ تو نے احرام کس چیز کا باندھا ہے میں نے کہا کہ نبی کریم **لشیونج** کے احرام کی طرح احرام باندھا ہے، آپ نے فرمایا کہ تو نے اچھا کیا اب جا۔ چنانچہ (مکہ پہنچ کر) میں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کی سعی کی، پھر میں بن قیس کی ایک خاتون کے پاس آیا اور انہوں نے میرے سرکی جو میں نکالی۔ اس کے بعد میں نے حج کی لبیک پکاری۔ اس کے بعد میں عمر بن شوہ کے عمد خلافت تک اسی کا فتویٰ دستا رہا پھر جب میں نے عمر بن شوہ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمیں کتاب اللہ پر بھی عمل کرنا چاہیے اور اس میں پورا کرنے کا حکم ہے، پھر رسول اللہ **لشیونج** کی سنت پر بھی عمل کرنا چاہیے اور آخر پرست **لشیونج** قربانی سے پسلے حلال نہیں ہوئے تھے۔

۱۷۲۴ - حدَّثَنَا عبدُ الدَّاَنِ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شَبَّةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقَ بْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِيهِ مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَدِيمَتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ: ((أَحَدَجْتَ؟)) قَلَّتْ: لَيْكَ يَا هَلَالَ كَيْأَهْلَالَ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: أَخْسَنَتْ، أَنْطَلَقَ فَطَفَّتْ بِالنِّيَّةِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. ثُمَّ أَتَيْتَ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ بَنِي قَيْسٍ فَلَّتْ رَأَسِي، ثُمَّ أَهْلَلَتْ بِالْحَجَّ، فَكَتَّبْتُ أَفْتَيْ بِهِ النَّاسَ حَتَّى خَلَقَهُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَذَكَرَنَّهُ فَقَالَ: إِنْ تَأْخُذْ بِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالْعَمَامِ، وَإِنْ تَأْخُذْ بِسُنْنَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَحِلْ حَتَّى بَلَغَ الْهَذَنِيَّ مَحْلَهُ)).

[راجع: ۱۵۵۹]

ہوا یہ کہ ابو موسیٰ بن شوہر کے ساتھ قربانی نہ تھی گو انہوں نے میقات سے حج کی نیت کی تشریح [۱] تھی مگر آخرت میں جو نے حج کو فتح کر کے ان کو عمرہ کر کے احرام کھولنے کا حکم دیا اور فرمایا اگر میرے ساتھ میں بھی نہ ہوتی تو میں بھی ایسا ہی کرتا، ابو موسیٰ بن شوہر اسی کے مطابق فتویٰ دیتے رہے کہ تمتن کنادرست ہے اور حج کو فتح کر کے عمرہ بنا دنادرست ہے، میں تک کہ حضرت عمرؓ کا زمان آیا تو انہوں نے تمتن سے منع کیا۔ (وحیدی) اس روایت سے باب کا مطلب یوں تکلا کہ جب آخرت میں جو نے اس وقت تک احرام نہیں کھولا جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہیں پہنچ گئی یعنی منی میں ذبح یا خرچ نہیں کی تھی تو معلوم ہوا کہ قربانی حلق پر مقدم ہے اور باب کا یہی مطلب تھا۔ حضرت عمرؓ نے اللہ کی کتاب سے یہ آیت مرادی ﴿وَأَبْثُوا الْحَجَّ وَالْفِتْرَةَ لِلَّهِ﴾ (البقرة: ۱۸۹) اور اس آیت سے استدلال کر کے انہوں نے حج کو فتح کر کے عمرہ بنا دنادرست اور احرام کھولنے کا سمجھا حالانکہ حج کو فتح کر کے عمرہ کرنا آیت کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اس کے بعد حج کا احرام باندھ کر اس کو پورا کرتے ہیں اور حدیث سے بھی استدلال صحیح نہیں اس لئے کہ آخرت میں جو نہیں ہے اور جو شخص بھی ساتھ لائے اس کو بے شک احرام کھولنا اس وقت تک درست نہیں جب تک ذبح نہ ہو لے لیکن کلام اس شخص میں ہے جس کے ساتھ بھی نہ ہو۔ (وحیدی) و مطابقہ للترجمہ من قول عرفیہ لم یحل حتی بلغ الہدی محلہ لان بلوغ الہدی محلہ بدل علی ذبح الہدی فلو تقدم الحلق علیہ لصار متحلا قبل بلوغ الہدی محلہ و هذا هو الاصل و هو تقديم الذبح على الحلق واما تأخیره فهو درخصة (ف)

## ۱۲۷ - بَابُ مَنْ لَبَدَ رَأْسَهُ عِنْدَ بَابِ اسَّكَنِ اِلْحَرَامِ وَحَلْقَ كَوْجَالِيَا اَوْ اِحْرَامِ كَھُولَتِ وَقْتِ سِرْمَذِ الْيَا

### الإِحْرَامُ وَحَلْقَ

یعنی گوند وغیرہ سے تاکہ گردوار غبار سے محفوظ رہیں اس کو عربی زبان میں تبید کرتے ہیں۔

۱۷۲۵ - حَدَّثَنَا عَنْدَهُ اللَّهُ بْنُ يُوسُفَ (۱۷۲۵) اہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ امام بالک نے خبردی، انہیں مافع نے، انہیں ابن عمرؓ نے کہ حفصہ بن عاصی نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ کیا وجہ ہوئی کہ اور لوگ تو عمرہ کر کے حلال ہو گئے اور آپؐ نے عمرہ کر لیا اور حلال نہ ہوئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے سر کے بال جملائے تھے اور قربانی کے گلے میں قلاude پہنا کر میں (اپنے ساتھ) لایا ہوں، اس لئے جب تک میں خر نہ کراؤں گا میں احرام نہیں کھولوں گا۔

۱۷۲۶ - حَدَّثَنَا أَبُو أَنِيمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ

## ۱۲۸ - بَابُ الْحَلْقِ وَالْفَصْبِرِ عِنْدَ بَابِ اِلْخَلَالِ

بنُ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ نَافِعٌ كَانَ أَبْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: ((حَلْقَ رَسُولِ اللَّهِ فِي حَجَّهِ)).

(۱۷۲۶) اہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شیعیب بن ابی حمزہ نے خبردی، ان سے مافع نے بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو الوداع کے موقع پر اپنا سرمذ ایا تھا۔

[طرفاہ فی : ۴۴۱۰، ۴۴۱۱].

معلوم ہوا کہ سرمنڈانا بال کتروانہ بھی حج کا ایک کام ہے۔

(۱۷۲۷) - حدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرْنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ اذْحِمْ الْمُحَلَّقِينَ)). قَالُوا: وَالْمُقْصَرِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: ((اللَّهُمَّ اذْحِمْ الْمُحَلَّقِينَ)). قَالُوا: وَالْمُقْصَرِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: ((وَالْمُقْصَرِينَ)). وَقَالَ الْلَّيْثُ حَدَّثَنِي نَافِعٌ: ((رَجَمَ اللَّهُ الْمُحَلَّقِينَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ)). قَالَ: وَقَالَ عَيْنَدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ: ((وَقَالَ فِي الرَّابِعَةِ: (وَالْمُقْصَرِينَ)).

لیعنی یہ کہ آپ نے سرمنڈانے والوں کے لئے ایک بار دعا کی یا دو بار، اور اکثر راویوں کااتفاق امام مالک کی روایت ہے کہ آپ نے سرمنڈانے والوں کے لیے دو بار دعا کی اور تیری بار کتروانے والوں کو بھی شریک کر لیا عبید اللہ کی روایت میں ہے کہ چوتھی بار میں کتروانے والوں کو شریک کیا۔ بہر حال حدیث سے یہ نکلا کہ سرمنڈانا بال کتروانے سے افضل ہے، امام مالک اور امام احمد کہتے ہیں کہ سارا سرمنڈائے اور امام ابو حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سرمنڈانا کافی ہے۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک تین بال منڈانا کافی ہیں بعض شافعیہ نے ایک بال منڈانا بھی کافی سمجھا ہے اور عورتوں کو بال کتروانا چاہئیں ان کو سرمنڈانا منع ہے۔ (وجیدی) سرمنڈانے یا بال کتروانے کا واقعہ جو الوداع سے متعلق ہے اور حدیث سے بھی جب کہ مکہ والوں نے آپ کو عمرہ سے روک دیا تھا، آپ نے میدان حدیثیہ میں حلق اور قربانی کی اب بھی جو لوگ راستے میں حج عمرہ سے روک دیئے جاتے ہیں ان کے لئے یہی حکم ہے۔

حافظ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں واما السبب في تکرير الدعاء للمحلقين في حجة الوداع فقال ابن الأثير في النهاية كان أكثر من حج مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم يسوق الهدى فلما امرهم ان يفسخوا الحج الى العمارة ثم يتحللو منها ويحلقواروسهم شق عليهم ثم لعلهم يكن لهم بد من الطاعة كان التقصير في انفسهم اخف من الحلق ففعله اكثرهم فرجح النبي صلى الله عليه وسلم فعل من حلق لكونه ابین في امثال الامر انتهي محلقين لیعنی سرمنڈوانے والوں کے لئے آپ نے بکفرت دعا فرمائی کیونکہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ اکثر حاجی وہ تھے جو اپنے ساتھ ہدی لے کر نہیں آئے تھے پس جب آنحضرت ﷺ نے ان کو حج کے فتح کرنے اور عمرہ کر لینے اور احرام کھول دینے اور سرمنڈوانے کا حکم فرمایا تو یہ امر ان پر بارگزار اپہر ان کے لیے انتقال امر بھی ضروری تھا اس لئے ان کو حلق سے تقصير میں کچھ آسانی نظر آئی پس اکثر نے یہی کیا۔ پس آنحضرت ﷺ نے سرمنڈوانے والوں کے فعل کو ترجیح فرمائی اس لئے کہ یہ انتقال امر میں غایادہ خاہر بات تھی عربوں کی عادت بھی اکثر بالوں کو بروحلانے ان سے زینت حاصل کرنے کی تھی اور سرمنڈانے کا رواج ان میں کم

تمادہ بالوں کو بھیوں کی شرست کا ذریعہ بھی گردانے اور ان کی نقل اپنے لئے باعث شرست سمجھتے تھے، اس لئے ان میں سے اکثر مر منڈائے کو مکروہ جانتے اور بال کتروانے پر کفایت کرنا پسند کرتے تھے۔ حدیث بلاسے ایسے لوگوں کے لئے دعا کرنا بھی ثابت ہوا جو بہتر سے بہتر کاموں کے لئے آمادہ ہوں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ امرِ مرحوم پر عمل کرنے والوں کے لئے بھی دعائے خیر کی درخواست کی جا سکتی ہے یہ بھی ثابت ہوا کہ طلاق کی جگہ تفسیر بھی کافی ہے مگر بہتر طلق ہی ہے۔

۱۷۲۸ - حَدَّثَنَا عَيْاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضْيَلٍ حَدَّثَنَا عَمَارَةُ بْنُ الْفَقَاعَ عَنْ أَبِي زُزَعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحْلِفِينَ)) قَالُوا وَلِلْمُقْصَرِينَ، قَالَ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحْلِفِينَ))، قَالُوا وَلِلْمُقْصَرِينَ، قَالَ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحْلِفِينَ))، قَالَهَا ثَلَاثَةً. قَالَ: ((وَلِلْمُقْصَرِينَ)).

(۱۷۲۸) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، ان سے عمارہ بن الفقاع نے بیان کیا، ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ملکیتہم نے دعا فرمائی اے اللہ! سرمنڈوانے والوں کی مغفرت فرمایا! صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور کتروانے والوں کے لئے بھی (یہی دعا فرمائیے) لیکن آنحضرت ملکیتہم نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا اے اللہ! سرمنڈوانے والوں کی مغفرت کر پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور کتروانے والوں کی بھی! تیسرا مرتبہ آنحضرت ملکیتہم نے فرمایا اور کتروانے والوں کی بھی مغفرت فرمایا۔

(۱۷۲۹) ہم سے عبد اللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا، کہا ہم سے جو یہی بن اسماء نے اسے تلف نے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کریم ملکیتہم اور آپ کے بہت سے اصحاب نے سرمنڈوایا تھا لیکن بعض نے کتروایا بھی تھا۔

۱۷۲۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوبِرِيَّةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَالِعَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ ((خَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ وَطَالِفَةً مِنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَرَ بِعَضَهُمْ)).

[راجح: ۱۶۳۹]

(۱۷۳۰) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے ابن جریر نے بیان کیا، ان سے حسن بن مسلم نے بیان کیا، ان سے طاؤس نے بیان کیا، ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ان سے معادیہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے رسول اللہ ملکیتہم کے بال قپھی سے کاٹے تھے۔

۱۷۳۰ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاؤِسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ: ((قَصَرَتْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمِشْنَقٍ)).

**لَشَبِيج** ارکان حج کی بجا آوری کے بعد حاجی کو سر کے بال منڈائے ہیں یا کتروانے، ہر دو صورتیں جائز ہیں، مگر منڈائے والوں کے لیے آپ ملکیتہم نے تین بار مغفرت کی دعا فرمائی اور کتروانے والوں کے لئے ایک بار، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عند اللہ اس موقع پر بالوں کا منڈوانا زیادہ محبوب ہے۔ اس روایت میں حضرت معادیہ کا بیان وارد ہوتا ہے، اس کے وقت کی تعین کرنے میں شارحین کے مختلف اقوال ہیں۔ یہ بھی ہے کہ یہ واقعہ جوہ الوداع کے متعلق نہیں ہے ممکن ہے کہ یہ بھرت سے پسلے کا واقعہ ہو کیونکہ اصحاب سیر کے بیان کے مطابق آنحضرت ملکیتہم نے بھرت سے پسلے بھی حج کئے ہیں۔ علامہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ وقد اخرج ابن

عساکر فی تاریخ دمشق من ترجمة معاویة تصریح معاویة بانه اسلم بن الحدیبیہ و القضیہ وانه کان یخفی اسلامه خوفاً من ابویہ و کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما دخل فی عمرة القضیۃ مکہ حج اکثر اهلہها عن ها حتی لا ینظرونہ و اصحابہ یطوفون بالبیت فلعل معاویة کان ممن تخلف بمکہ لسبب اقتضاہ و لا یعارضه ايضاً قول سعد بن ابی وقار رضی اللہ عنہ فیما اخرجه مسلم وغیره فعنانہا یعنی العمرا فی الشہر الحج و هذا یومنذ کافر بالعرش بضمین یعنی بیوت مکہ یشير الی معاویة لانه یحمل علی انه اخیر بما استصحب من حالہ و لم یطلع علی اسلامه لکونه کان یخفیہ و ینکر علی ماجوزوه ان تقصیرہ کان فی عمرة الجعرانة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رکب من الجعرانة بعد ان احرم بعمرا و لم یستصحب احدا معاویة الا بعض اصحابہ المهاجرین فقدم مکہ فطاو وسعي و حلق و رجع الی الجعرانة فاصبح بها کبانت فخفیت عمرته علی کثیر من الناس کذا اخرجه الترمذی وغیره ولم یعد معاویة فیمن کان صحباً حینذ ولا کان معاویة فیمن تخلف عنه بمکہ فی غزوة حینین حتی یقال لعله وجده بمکہ بل کان مع القوم واعطاہ مثل ما اعطي اباه من الغنیمة مع جملة المولفة و اخرج الحاکم فی الاقلیل فی اخر قصة غزوة حینین ان الذی حلق راسه صلی اللہ علیہ وسلم فی عمرته التي اعتمرها من الجعرانة ابو هند عبد بنی بیاضہ فان ثبت هذا و ثبت ان معاویة کان حینذ معه او کان بمکہ فقصربه بالمروة امکن الجمع بان یكون معاویة قصر عنہ اولاً و کان احلاق غالبی بعض حاجته ثم حضر فامرہ ان یکمل ازالۃ الشعور بالحلق لانه الفضل فعل و ان ثبت ان ذالک کان فی عمرة القضیۃ و ثبت انه صلی اللہ علیہ وسلم حلق فیها جاء هذا الاحتمال بعینه و حصل التوفیق بین الاخبار کلھا و هذا مما فتح اللہ علیّ به فی هذا الفتح و لله الحمد ثم لله الحمد ابداً (فتح الباری)

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ حضرت معاویہؓ سال حدیبیہ اور سال عمرۃ القضاء کے درمیان اسلام لا چکے تھے، گروہ والدین کے ذر سے اپنے اسلام کو ظاہر نہیں کر رہے تھے، عمرۃ القضاء میں جب کہ آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے اصحاب طواف کعبہ میں مشغول تھے تمام کفار مکہ شریچھوڑ کر باہر چلے گئے تاکہ وہ اہل اسلام کو دیکھ نہ سکیں اس موقع پر شاید حضرت معاویہؓ نہیں کہ شریف ہی میں رہ گئے ہوں (اور ممکن ہے کہ نامورہ بلا واقعہ بھی اسی وقت سے تعلق رکھتا ہو) اور سعد بن وقار رضی الله عنہ کا وہ قول جسے مسلم نے روایت کیا ہے اس کے خلاف نہیں ہے جس میں ذکر ہے کہ حضرت معاویہؓ نہیں عمرۃ القضاء کے موقع پر مکہ شریف کے کسی گھر میں پہنچ پر چھپے ہوئے تھے۔ یہ اس لئے کہ وہ اپنے اسلام کو اپنے رشتہ داروں سے ابھی تک پوشیدہ رکھے ہوئے تھے اور جس نے اس واقعہ کو عمرہ جعرانہ سے متعلق بتالیا ہے وہ بھی درست نہیں معلوم ہوتا کیونکہ اس موقع پر جو صحابہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے ان میں حضرت معاویہؓ نہیں کا شمار نہیں ہے اور غزوہ حینین کے موقع پر تو انہوں نے اپنے والد کے ساتھ مال غنیمت سے مؤلفین میں شامل ہو کر حصہ لیا تھا۔ غزوہ حینین کے قصہ کے آخر میں حاکم نے نقل کیا ہے کہ اس موقع پر آپؐ کا سر موئذنے والا یا یافہ کا ایک غلام تھا جس کا نام ابو ہند تھا، اگر یہ ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہو جائے کہ حضرت معاویہؓ نہیں اس دن آپؐ کے ساتھ تھے یا کہ میں موجود تھے تو یہ امکان ہے کہ المسوں نے پسلے آپؐ کے بال قینچی سے کترے ہوں اور حلاق اس وقت غائب ہو پھر اس کے آجائے پر اس سے کرایا ہو کیونکہ حلق افضل ہے اور اگر یہ عمرۃ القیمة میں ثابت ہو جب کہ وہاں بھی آپؐ کا حلق ثابت ہے تو یہ احتمال صحیح ہے کہ اس موقع پر انہوں نے یہ خدمت انجام دی ہو۔ مختلف روایات میں تقطیع کی یہ توفیق محض اللہ کے فضل سے حاصل ہوئی ہے، و لله الحمد.

۱۲۸ - باب تقصیر المتمتع بعد  
باب تمعن کرنے والا عمرہ کے بعد  
بال ترشاوے۔

۱۷۳۱ - حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ (۱۷۳۱) هُمْ سَمِيعُونَ بْنَ سَمِيعٍ بْنَ سَمِيعٍ

نے بیان کیا، ان سے موئی بن عقبہ نے، انہیں کربنے خبر دی، ان سے ابن عباس بن عیاش نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ کے میں تشریف لائے تو آپ نے اپنے اصحاب کو یہ حکم دیا کہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کرنے کے بعد احرام کھول دیں پھر سرمنڈوالیں یا بال کتروالیں۔

حدَّثَنَا فُطَيْلُ بْنُ سَلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَفْقَةَ أَخْبَرَنِي كُرْبَبَةَ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَطْوُفُوا بِالنَّبِيِّ وَبِالصَّفَّاقَةِ وَالسَّمْرَوَةِ، ثُمَّ يَجْلُوَا وَيَخْلِقُوا أَوْ يَقْصِرُوا)). [راجع: ۱۵۴۵]

آپ نے ہر دو کے لئے اختیار دیا جس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں امور جائز ہیں۔

### باب دسویں تاریخ میں طواف الزیارت کرنا۔

اور ابو ازیزیر نے حضرت عائشہ اور ابن عباس بن عیاش سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے طواف الزیارت میں اتنی دیر کی کہ رات ہو گئی اور ابو حسان سے منقول ہے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طواف الزیارت منی کے دونوں میں کرتے۔

### ۱۲۹ - بَابُ الزِّيَارَةِ يَوْمَ النَّحْرِ

وَقَالَ أَبُو الرُّبِّيرِ عَنْ غَابِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ : ((أَخْرَ النَّبِيِّ ﷺ الْزِيَارَةُ إِلَى اللَّيلِ)) وَيَذَكَّرُ عَنْ أَبِي حَسَانٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَزُورُ النَّبِيَّتِ أَيَّامَ مِنْهُ)).

ابو ازیزیر والی روایت کو ترمی اور ابو داؤد اور امام احمد نے وصل کیا ہے۔ مذکورہ ابو حسان کا نام مسلم بن عبد اللہ عدی ہے، اس کو طبرانی نے تجویز کیا ہے اور یہیقی نے وصل کیا ہے۔

۱۷۳۲ - وَقَالَ لَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَفِيَّانَ عَنْ عَبْيَدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ عَمَّرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّهُ طَافَ طَوَافًا وَاحِدًا، ثُمَّ ثُمَّ يَقِيلُ ثُمَّ يَأْتِي مَعِي)) يعنی يوْمَ النَّحْرِ。 وَرَفِعَهُ عَبْدُ الرَّزَاقِ أَخْبَرَنَا عَبْيَدَ اللَّهِ.

۱۷۳۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْنَيْرٍ حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ عَنْ جَعْفَرٍ بْنِ زَيْنَعَةَ عَنِ الْأَغْرِيجِ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ غَابِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : ((حَجَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَلْظَنَا يَوْمَ النَّحْرِ لَهَا خَاصَّةً صَفِيَّةً فَلَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْهَا مَا

(۱۷۳۲) اور ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، ان سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے، ان سے نافع نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے صرف ایک طواف الزیارت کیا پھر سوریے سے منی کو آئے، ان کی مراد دسویں تاریخ سے تھی۔ عبدالرزاق نے اس حدیث کا رفع (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک) بھی کیا ہے۔ انہیں عبید اللہ نے خبر دی۔

(۱۷۳۳) ہم سے بیکی بن بکیر نے بیان کیا، ان سے لیث نے بیان، ان سے جعفر بن ربیعہ نے، ان سے اعرج نے کہ مجھ سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ بنویشنے کہ ہم نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا تو دسویں تاریخ کو طواف الزیارت کیا لیکن صفیہ رضی اللہ عنہا حاضر ہو گئیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وہی چاہا جو شوراپی بیوی سے چاہتا

ہے تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! وہ حافظہ ہیں، آپ نے اس پر فرمایا کہ اس نے تو ہمیں روک دیا پھر جب لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! انہوں نے دسویں تاریخ کو طوافِ الزيارة کر لیا تھا، آپ نے فرمایا پھر چلے چلو۔

بُرِينَدِ الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِهِ، فَقَلَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا حَاضِرٌ. قَالَ: ((حَابِسْتَنَا هِيَ؟)) قَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَأَضَطْتَ يَوْمَ النَّحْرِ. قَالَ: ((اخْرُجُوا)).

[راجح: ۲۹۴]

قاسم، عروہ اور اسود سے بواسطہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ صفیہ ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا نے دسویں تاریخ کو طوافِ الزيارة کیا تھا۔

وَيَذَكُرُ عَنِ الْفَالَّمِ وَعَزْرَوَةَ وَالْأَسْنَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ((أَفَأَضَطْتَ صَفِيفَةَ يَوْمَ النَّحْرِ)).

**لئے بحث** اس کو طوافِ الافقہ اور طوافِ الصدر اور طوافِ الرکن بھی کہا گیا ہے، بعض روایتوں میں ہے کہ آپ نے یہ طوافِ دن میں کیا تھا۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو حسان کی حدیث لا کراحدادیت مختلف میں اس طرح تطہیق دی کہ جابر اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان یوم اول سے متعلق ہے اور حضرت ابن عباس کی حدیث کا تعلق بقیا دونوں سے ہے، یہاں تک بھی مردی ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نیزور البيت کل لیلۃ ما اقام بمنی یعنی ایام منی میں آپ ہر رات مکہ شریف آکر طوافِ الزيارة کیا کرتے تھے۔ (فتح الباری)

باب کسی نے شام تک رمی نہ کی یا قربانی سے پلے  
بھول کریا مسئلہ نہ جان کر سرمنڈالیا  
تو کیا حکم ہے؟

۱۳۰ - بَابُ إِذَا رَمَى بَعْدَمَا أَمْسَى،  
أَوْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ، نَاسِيَاً أَوْ  
جَاهِلًا

(۱۳۲) ہم سے موسی بن اسما علیل نے بیان کیا، ان سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ابن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قربانی کرنے، سرمنڈانے، رمی جمار کرنے اور ان میں آگے پیچھے کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔

۱۷۳۴ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهِبَتْ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَبِيلَ لَهُ فِي الذَّبْحِ وَالْحَلْقِ وَالرَّمْقِ وَالتَّقْدِيمِ وَالتَّاخِيْرِ)) فَقَالَ : ((لَا حَرَجَ)). [راجح: ۸۴]

(۱۳۵) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے خالد نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یوم نحر میں منی میں مسائل پوچھتے جاتے اور آپ فرماتے جاتے کہ کوئی حرج نہیں، ایک شخص نے پوچھا تھا کہ میں نے قربانی کرنے سے پہلے سرمنڈالیا ہے تو آپ

۱۷۳۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا يَزِيدَ بْنَ زُرَيْعَ حَدَّثَنَا خَالدًا عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْأَلُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمَنِي فَيَقُولُ : ((لَا حَرَجَ)). فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ :

لے اس کے جواب میں بھی یہی فرمایا کہ جاؤ قربانی کرلو کوئی حرج نہیں اور اس نے یہ بھی پوچھا کہ میں نے کنکریاں شام ہونے سے بعد ہی مار لی ہیں تو بھی آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔

آپ نے ان صورتوں میں نہ کوئی گناہ لازم کیا نہ فدیا۔ اہل حدیث کا یہ مذہب ہے اور شافعیہ اور حنابلہ کا یہی مذہب ہے اور مالکیہ اور حنفیہ کا قول ہے کہ ان میں ترتیب واجب ہے اور اس کا خلاف کرنے والوں پر دم لازم ہو گا ظاہر ہے کہ ان حضرات کا یہ قول حدیث ہذا کے خلاف ہونے کی وجہ سے قبل توجہ نہیں کیونکہ

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار مت دیکھ کسی کا قول و کردار

### باب جمرہ کے پاس سوار رہ کر لوگوں کو مسئلہ بتانا۔

(۱۳۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انسیں ابن شاہب نے انسیں عیین بن طلحہ نے، انسیں عبد اللہ بن عمر عینیت نے کہ نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر (اپنی سواری) پر بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ آپ سے مسائل معلوم کئے جائے تھے، ایک شخص نے کما حضور مجھ کو معلوم نہ تھا اور میں نے قربانی کرنے سے پہلے ہی سرمنڈالیا، آپ نے فرمایا اب قربانی کرلو کوئی حرج نہیں، دوسرا شخص آیا اور بولا حضور مجھے خیال نہ رہا اور رمی بھار سے پہلے ہی میں نے قربانی کر دی، آپ نے فرمایا اب رمی کرلو کوئی حرج نہیں، اس دن آپ سے جس چیز کے آگے پیچھے کرنے کے متعلق سوال ہوا آپ نے یہی فرمایا اب کرلو کوئی حرج نہیں۔

حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ، قَالَ: ((أَذْبَحْ وَلَا حَرْجَ)). وَقَالَ: رَمَيْتُ بَغْدَةً مَا أَمْسِيَتْ، لَقَالَ: لَا ((لَا حَرْجَ)). [راجع: ۸۴]

### ۱۳۱ - بَابُ الْفُتْيَا عَلَى الدَّائِبَةِ عِنْدَ الْجَمْرَةِ

(۱۷۳۶) حَدَّثَنَا عَنْدُ اللَّهِ بْنِ يُوسُفَ أَخْبَرْنَا مَالِكُ عَنْ أَبِنِ شِيهَابٍ عَنْ عِينِيَّةِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرُو ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَقَفَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَجَعَلُوا يَسْأَلُونَهُ، فَقَالَ رَجُلٌ: لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ، قَالَ: ((أَذْبَحْ وَلَا حَرْجَ)). فَجَاءَ آخَرُ رَجُلٌ فَقَالَ: لَمْ أَشْعُرْ فَحَرَّخْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمَى، قَالَ: ((أَرْمَ وَلَا حَرْجَ)), فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ قَدْمٌ وَلَا أَخْرَ إِلَّا قَالَ: ((أَفْلَنْ وَلَا حَرْجَ)).

[راجع: ۸۳]

حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے کہ آخر حضرت مالک اپنی سواری پر تشریف فرماتے اور مسائل بتلاتا ہے تھے۔  
(۱۳۷) ہم سے سعید بن یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے این جرتح نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے عیین بن طلحہ نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر و بن العاص عینیت نے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دسویں تاریخ کو منی میں خطبہ دے رہے تھے تو وہ وہاں موجود تھے۔ ایک شخص نے اس وقت کھڑے ہو کر پوچھا میں اس خیال میں تھا کہ فلاں کام فلاں

(۱۷۳۷) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا أَبْنُ جُرْجِيَّعٍ حَدَّثَنِي الرُّهْبَرِيُّ عَنْ عِينِيَّةِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرُو حَدَّثَنَا ((أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ التَّخْرِ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: كَتَتْ أَخْسِبَ

سے پسلے ہے پھر دوسرا کھڑا ہوا اور کماکہ میرا خیال تھا کہ فلاں کام فلاں سے پسلے ہے، چنانچہ میں نے قربانی سے پسلے سرمنڈالیا، رمی جمار سے پسلے قربانی کر لی اور مجھے اس میں شک ہوا۔ تو بنی اکرم ملکیت نے فرمایا اب کرو۔ ان سب میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح کے دوسرے سوالات بھی آپ سے کئے گئے آپ ملکیت نے ان سب کے جواب میں یہی فرمایا کہ کوئی حرج نہیں اب کرو۔

(۳۸) ہم سے احراق نے بیان کیا، کماکہ ہمیں یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی، ان سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے صلح نے، ان سے ان شباب نے اور ان سے عیینی بن طلحہ بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاصی میں سے سنا انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہو کر ٹھہرے رہے، پھر پوری حدیث بیان کی اس کی متابعت معمنے زہری سے روایت کر کے کی ہے۔

آن کذا قبیل کذا، ثم قام آخر فقل: كُنْتَ أَخْسِبَ أَنْ كَذَا، حَلَقْتَ قَبْلَ أَنْ أَنْحرَ، نَحَزَتْ قَبْلَ أَنْ أَزْمِي، وَأَشْبَهَ ذَلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَفْعَلْ وَلَا حَرَجٌ لَهُنْ كَلْهُنْ)), فَمَا سَلَّ يَوْمَنِدٌ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ: ((أَفْعَلْ وَلَا حَرَجٌ)). [راجح: ۸۳] ۱۷۳۸ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا يَغْفُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِيهِ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ حَدَّثَنِي عَبْيَسَيْ بْنُ طَلْحَةَ بْنُ عَيْنِيْدِ اللَّهِ أَلَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرُو بْنِ الْفَاصِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى نَاقِيْهِ.. فَذَكَرَ الْمُخْدِيْنِ)). تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنِ الرُّوفِيِّ .

[راجح: ۸۳]

**تَسْبِيحٌ** شریعت کی اس سادگی اور آسمانی کا انعام مقصود ہے جو اس نے تعلیم، تعلم، افقاء و ارشاد کے سلسلہ میں سامنے رکھی ہے۔ بعض روایتوں میں ایسا بھی ہے کہ آپ اس وقت سواری پر نہ تھے بلکہ بیٹھے ہوئے تھے اور لوگوں کو سائل بتا رہے تھے۔ سو تقطیق یہ ہے کہ کچھ وقت سواری پر بیٹھ کر ہی آپ نے مسائل بتائے ہوں، بعد میں آپ اتر کر نیچ بیٹھ گئے ہوں۔ جس روایت نے آپ کو جس حال میں دیکھا بیان کر دیا۔

### ۱۳۲ - بَابُ الْخُطْبَةِ أَيَامَ مِنْ

۱۷۳۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي يَحْتَنِي بْنُ سَعِينَدٍ حَدَّثَنَا فَضْلَيْنِ بْنُ غَزَوَانَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ النَّحرِ فَقَالَ: ((بِأَيِّهَا النَّاسُ، أَيِّ يَوْمٍ هَذَا؟)) قَالُوا: يَوْمُ حَرَامٍ. قَالَ: ((فَأَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟)) قَالُوا: بَلَدٌ حَرَامٌ. قَالَ: ((فَأَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟)) قَالُوا: شَهْرٌ حَرَامٌ. قَالَ:

### بَابُ مِنْيَى كَدُونُ مِنْ خَطْبَةِ سَنَاتِنَا

(۳۹) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کما مجھ سے عیینی بن سعید نے بیان کیا، ان سے فضل بن غزوہ ان نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہا نے کہ دسویں تاریخ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منی میں خطبہ دیا، خطبہ میں آپ نے پوچھا لوگو! آج کون سادن ہے؟ لوگ بولے یہ حرمت کا دن ہے، آپ نے پھر پوچھا اور یہ شرکو نہیں ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حرمت کا شرہ ہے، آپ نے پوچھا یہ ممینہ کونسا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حرمت کا ممینہ ہے، پھر آپ نے فرمایا بس تمہارا

خون تمہارے مال اور تمہاری عزت ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت، اس شر اور اس ممیٹی کی حرمت ہے، اس کلمہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار دھڑایا اور پھر آسمان کی طرف سراخا کر کیا اے اللہ! کیا میں نے (تیرا پیغام) پہنچا دیا اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وصیت اپنی تمام امت کے لئے ہے کہ حاضر اور جانے والے غائب (اور نادائق لف لوگوں کو اللہ کا پیغام) پہنچا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا، دیکھو میرے بعد ایک دوسرے کی گردان مار کر کافرنہ بن جانا۔

((فَلَمَّا دِمَاءَ كُنْ وَأَفْوَالُ كُنْ وَأَغْرَاضُكُنْ عَلَيْكُنْ حَرَامٌ كَحُرْمَةٍ يَوْمِكُنْ هَذَا، فِي نَدِيدُكُنْ هَذَا، فِي شَهْرٍ كُنْ هَذَا). فَأَخَادَهَا مِوَارًا. ثُمَّ رَأَعَ رَأْسَهُ لَقَالَ : ((اللَّهُمَّ هَلْ تَلْفَتُ؟ اللَّهُمَّ هَلْ تَلْفَتُ؟)) قَالَ أَنْ عَبَاسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : فَوْ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّهَا لَوْمَتِي إِلَى أَفْتِيَهِ فَلَيَسْلِمُ الشَّاهِدُ الْفَاقِبُ، ((لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُنْ رِقَابَ بَعْضِي)).

[طرفة فی : ۷۰۷۹]

یہ خطبہ یوم النحر کے دن سنائی سنت ہے اس میں ری وغیرہ کے احکام بیان کرنا چاہیے اور یہ حج کے چار خطبوں میں سے تیرا خطبہ ہے اور نسب نماز عید کے بعد ہیں مگر عرفہ کا خطبہ نماز سے پہلے ہے اس دن دو خطبے پڑھنے چاہئیں۔ قسطلانی (وہیدی) حج کا مقصد عظیم دنیاۓ اسلام کو خدا تری اور اتفاق باہمی کی دعوت دنیا ہے اور اس کا، سترین موقع یہی خطبات ہیں، لہذا خطبہ کا فرض ہے کہ مسائل حج کے ساتھ ساتھ وہ دنیاۓ اسلام کے مسائل پر بھی روشنی ڈالے اور مسلمانوں کو خدا تری، کتاب و سنت کی پابندی اور باہمی اتفاق کی دعوت دے کر حج کا یہی مقصود اعظم ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس خطبہ میں اللہ پاک کو پکارنے کے لیے آسمان کی طرف سراخا، اس سے اللہ پاک کے لئے جت فوق اور استوی علی العرش ثابت ہے۔ ذی الحجه کی دسویں تاریخ گویom النحر/ آٹھویں کو یوم الترویہ نویں کو یوم عزفہ اور گیارہویں کو یوم النفر اول اور تیرھویں کو یوم النفر الثانی کہتے ہیں۔ اور دسویں گیارہویں بارھویں تیرھویں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔

(۱۷۴۰) ہم سے حفص بن عرنے بیان کیا، ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کما کہ مجھے عمرو نے خبودی، کما کہ میں نے جابر بن زید سے سنا، انہوں نے کما کہ میں نے این عباس ع سے سنا، آپ ع نے بتایا کہ میدان عرفات میں رسول کریم ﷺ کا خطبہ میں نے خود ساتھا، اس کی متابعت ابن عیینہ نے عمرو سے کی ہے۔

شعبۃ قَالَ أَخْبَرَنِي عَنْهُو قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتَ أَنْ عَبَاسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: تَابَعْتَ أَنْ عَيْنَةَ عَنْ عَمْرُو.

[اطرافہ فی : ۱۸۱۲، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲]

. [۵۸۰۴، ۵۸۰۳]

یہ یوم عزفہ کا خطبہ ہے اور منی کا خطبہ بعد والا ہے، جو دسویں تاریخ کو دیا تھا اس میں صاف یوم النحر کی وضاحت موجود ہے۔

فهذا الحديث الذي وقع في الصحيح انه صلى الله عليه وسلم خطب به يوم النحر وقد ثبت انه خطب به قبل ذلك يوم عرفة (فتح الباري) يعني صحیح بخاری کی حدیث میں صاف مذکور ہے کہ آپ نے یوم النحر میں خطبہ دیا اور یہ بھی ثابت ہے کہ اس سے پہلے آپ نے یہی خطبہ یوم عرفات میں بھی پیش فرمایا تھا۔

(۱۷۴۱) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عامر نے بیان کیا، ان سے قرہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرن نے کہا کہ مجھے عبد الرحمن بن ابی بکر نے اور ایک اور شخص نے جو میرے نزدیک عبد الرحمن سے بھی افضل ہے یعنی حمید بن عبد الرحمن نے خبر دی کہ ابو بکر بن شریعت نے بتالیا کہ نبی کریم ﷺ نے دسویں تاریخ کو منی میں خطبہ سنایا، آپ نے پوچھا لوگو! معلوم ہے آج یہ کون سادن ہے؟ ہم نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ اس پر خاموش ہو گئے اور ہم نے سمجھا کہ آپ اس دن کا کوئی اور نام رکھیں گے لیکن آپ نے فرمایا کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم بولے ہاں ضرور ہے، پھر آپ نے پوچھا یہ میہینہ کون سا ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ اس مرتبہ بھی خاموش ہو گئے اور ہمیں خیال ہوا کہ آپ اس میہینہ کا کوئی اور نام رکھیں گے، لیکن آپ نے فرمایا کیا یہ ذی الحجه کا میہینہ نہیں ہے؟ ہم بولے کیوں نہیں، پھر آپ نے پوچھا یہ شر کون سا ہے؟ ہم نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بترا جانتے ہیں، اس مرتبہ بھی آپ اس طرح خاموش ہو گئے کہ ہم نے سمجھا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے، لیکن آپ نے فرمایا کہ یہ حرمت کا شر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی کیوں نہیں ضرور ہے، اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا بس تمہارا خون اور تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت اس میہینہ اور اس شر میں ہے، تا آنکہ تم اپنے رب سے جاملو، کو کیا میں نے تم کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں آپ نے فرمایا اے اللہ! تو گواہ رہنا اور ہاں! یہاں موجود غائب کو پہنچا دیں کیونکہ بہت سے لوگ جن تک یہ پیغام پہنچ گا سننے والوں سے زیادہ (پیغام کو) یاد رکھنے والے ثابت ہوں گے اور میرے بعد کافرنہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی (ناحق) گرد نہیں مارنے

1741 - حَدَّثَنِي عَنْ أَبِيهِ الْمُمْتَنِي عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مُحَمَّدِ  
حَدَّثَنَا أَبُو عَمِيرٍ حَدَّثَنَا قُرْبَةً عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ  
سَيْفِينَ قَالَ أَخْبَرَنِي عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ  
أَبِيهِ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ بَكْرَةَ وَرَجُلٌ أَفْضَلُ  
فِي نَفْسِي مِنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَمِيدَ بْنِ عَبْدِ  
الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ ((خَطَّبَنَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ :  
((أَتَنْزِعُونَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟ قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ  
أَغْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَّا أَنَّهُ سَيَسْمَعُهُ  
بَغْيَرِ اسْمِهِ، قَالَ : ((أَلَيْسَ يَوْمُ النَّحْرِ؟))  
قُلْنَا بَلَى، قَالَ ((أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟ قُلْنَا اللَّهُ  
وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَّا أَنَّهُ  
سَيَسْمَعُهُ بَغْيَرِ اسْمِهِ، قَالَ : ((أَلَيْسَ ذُ  
الْحِجَّةُ؟)) قُلْنَا: بَلَى، قَالَ : ((أَيُّ بَلْدَى  
هَذَا؟)) قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ، فَسَكَتَ  
حَتَّى ظَنَّا أَنَّهُ سَيَسْمَعُهُ بَغْيَرِ اسْمِهِ، قَالَ:  
((أَلَيْسَ بِالْبَلْدَةِ الْحَرَامُ؟)) قُلْنَا: بَلَى.  
قَالَ : ((لَوْلَا دِمَاءُكُمْ وَأَمْوَالُكُمْ عَلَيْكُمْ  
حَرَامٌ كَحُرُمَةٍ يَوْمَكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ  
هَذَا لَيْهِ بَلْدَكُمْ هَذَا إِلَى يَوْمِ تَلْقِيَنَ  
رَبِّكُمْ، أَلَا هُنَّ بَلْفَتُ؟)) قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ:  
((اللَّهُمَّ اشْهِدْ، فَلَيَلْعُمَ الشَّاهِدُ الْفَاسِدُ،  
فَرُبَّ مَبْلَغٍ أَوْعَى مِنْ سَاعِيٍّ، فَلَا تَرْجِعُوا  
بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ

[۶۷] راجع: **بغضٍ**).

لکو۔

**لشیخ** یہ حجت الوداع میں آپؐ کا وہ عظیم الشان خطبہ ہے جسے اساس الاسلام ہونے کی سند حاصل ہے اور یہ کافی طویل ہے جسے مختلف روایوں نے مختلف الفاظ میں نقل کیا ہے۔ حضرت امام بخاری رض نے ترجمۃ الباب کے تحت یہ روایات یہاں نقل کی ہیں، پورے خطبے کا احصار مقصود نہیں ہے۔ واراد البخاری الرد علی من زعم ان يوم النحر لا خطبة فيه للحجاج و ان المذكور في هذا الحديث من قبيل الوصايا العامة لا على انه من شعار الحج فاراد البخاري ان يبين ان الرواى سماها خطبة كما سمعت التي وقعت في وفات خطبة (فُتْح) یعنی کچھ لوگ یوم نحر کے خطبے کے قال نہیں ہیں اور یہ خطبہ وصایا سے تعبیر کرتے ہیں، امام بخاری نے ان کا رد کیا اور بتالیا کہ روایی نے اسے لفظ خطبہ سے ذکر کیا ہے، کہ عرفات کے خطبہ کو خطبہ کہا ایسا ہی اسے بھی، لہذا یوم النحر کو بھی خطبہ سنت نبوی ہے۔

(۱۷۴۲) ہم سے محمد بن شنی نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا کہا ہم کو عاصم بن محمد بن زید نے خبر دی، اُنس بن اَنَّ کے باپ نے اور ان سے ابن عمر رض نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے منی میں فرمایا کہ تم کو معلوم ہے! آج کون سادن ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ حرمت کا دن ہے اور یہ بھی تم کو معلوم ہے کہ یہ کونا شر ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ یہ حرمت کا شر ہے اور تم کو یہ بھی معلوم ہے یہ کونا سرینہ ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ حرمت کا سرینہ ہے پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لے تمہارا خون! تمہارا مال اور عزت ایک دوسرے پر (ناحق) اس طرح حرام کر دی ہیں جیسے اس دن کی حرمت اس سرینہ اور اس شرینہ ہے۔ شام بن غازی نے کہا کہ مجھے تافع نے ابن عمر رض کے حوالے سے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ حجت الوداع میں دسویں تاریخ کو مجرمات کے درمیان کھڑے ہوئے تھے اور فرمایا تھا کہ یہ دیکھو (یوم النحر) اکبر کا دن ہے، پھر نبی کریم ﷺ یہ فرمائے گئے کہ اے اللہ! گواہ رہنا، آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر چونکہ لوگوں کو رخصت کیا تھا (آپؐ کبھی گئے کہ وفات کا زمانہ آن پہنچا) جب سے لوگ اس حج کو حجۃ الوداع کئے گئے۔

۱۷۴۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْتَهِيِّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِيمني: ((أَتَنْذِرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟)) اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ، قَالَ: ((فَإِنَّ هَذَا يَوْمُ حَرَامٍ، أَتَنْذِرُونَ أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟)) قَالُوا : اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ، قَالَ: ((شَهْرُ حَرَامٍ)). قَالَ: ((فَإِنَّ اللَّهَ حَرَمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَغْرَاضَكُمْ كَحْرُمَةٌ يَوْمَكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي يَلْدِكُمْ هَذَا)) وَقَالَ هِشَامُ بْنُ الْفَلَازِ: ((أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ أَبِنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((وَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحرِ بَيْنَ الْجَمَارَاتِ فِي الْحَجَّةِ أَنَّهُ حَجَّ بِهَذَا، وَقَالَ: هَذَا يَوْمُ الْحَجَّ الْأَكْبَرِ، فَطَفِيقُ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ اشْهِدْنَا، وَوَدَّعَ النَّاسَ فَقَالُوا : هَذِهِ حَجَّةُ الْوَدَاعِ))).

[اطرافہ فی : ۴۴۰۳، ۶۰۴۳، ۶۱۶۶، ۶۸۶۸، ۷۰۷۷، ۷۲۸۵]

.]

**لئے چکر** حج اکبر حج کو کہتے ہیں اور حج اصغر عمرو کو اور عوام میں جو یہ مشورہ ہے کہ نویں تاریخ جمعہ کو آجائے تو وہ حج اکبر ہے، اس کی سند حجی حدیث سے کچھ نہیں البتہ چند ضعیف حدیثیں اس حج کی زیادہ فضیلت میں وارد ہیں، جس میں نویں تاریخ جمعہ کو آن پڑے۔ بعضوں نے کہا یہم انجیں الحضرت نویں تاریخ کو اور یوم الحج الاکبر دسویں تاریخ کو کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان ہی دنوں میں آپ پر سورۃ اذا جاء نصر اللہ نازل ہوئی اور آپ سمجھ گئے کہ اب دنیا سے رواگی قریب ہے، اب ایسے اجتماع کا موقعہ نہ مل سکے گا اور بعد میں ایسا یہی ہوا فیہ دلیل لمن یقہول ان یوم الحج الاکبر ہو یوم النحر یعنی اس حدیث میں اس شخص کی دلیل موجود ہے جو کہتا ہے کہ حج اکبر کے دن سے مراد دسویں تاریخ ہے بس عوام میں جو مشورہ ہے کہ اگر جمعہ کے دن حج واقع ہو تو اسے حج اکبر کہا جاتا ہے، یہ خیال قوی نہیں ہے انه نہیں علی اللہ علیہ وسلم فی الخطبة المذکورة علی تعظیم یوم النحر و علی تعظیم شہر ذی الحجه و علی تعظیم البلد العرام یعنی آخرت ملکہ اس خطبہ میں یوم النحر اور ماہ ذی الحجه اور مکہ المکرہ کی عظمتوں پر تنبیہ فرمائی کہ امت ان اشیاء مقدسہ کو یاد رکھے اور جو نصائح ووصایا آپ دینے جا رہے ہیں امت ان کو تابد فراموش نہ کرے۔

باب منی کی راتوں میں جو لوگ مکہ میں پانی پلاتے ہیں یا اور کچھ کام کرتے ہیں وہ مکہ میں رہ سکتے ہیں۔

(۱۷۴۳) اہم سے محمد بن عبید بن میمون نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عیسیٰ بن یونس نے، ان سے عبید اللہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی۔ (دوسری سند)

(۱۷۴۳) اور ہم سے سعیٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن بکر نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن جریر نے خبر دی، ائمہ عبید اللہ نے، ائمہ نافع نے اور ائمہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی۔

(۱۷۴۵) اور ہم سے محمد بن عبد اللہ بن نمير نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا اور ان سے ابن عمر رضی عنہما نے کہ عباس بن شٹو نے نبی کریم ملکہ اس منی کی کی راتوں میں ( حاجیوں ) کو پانی پلانے کے لئے کہ میں رہنے کی اجازت چاہی تو آپ نے ان کو اجازت دے دی۔ اس

۱۳۳ - بَابُ هَلْ يَبْيَسُ أَصْحَابُ السَّفَاقِيَةِ أَوْ غَيْرُهُمْ بِسِكْنَةِ لَيَالِيِّ مِنْ؟

۱۷۴۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْيَدِ بْنِ مَهْمُونَ حَدَّثَنَا عَيْنَىٰ بْنُ يُونُسَ عَنْ عَبْيَدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنَىٰ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ((رَجُلٌ مِّنْ أَنْفُسِ النَّاسِ)) . . . ح

[راجع: ۱۶۳۴]

۱۷۴۴ - حَدَّثَنَا يَهْتَىٰ بْنُ مُوسَىٰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا أَبْنُ جُرَيْجَ أَخْبَرَنَا عَبْيَدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنَىٰ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَدَنَ ح. . .)) . ح

[راجع: ۱۶۳۴]

۱۷۴۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَمِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عَبْيَدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ أَبْنَىٰ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ الْعَبَاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ ﷺ لِبَيْتِ بِسِكْنَةِ لَيَالِيِّ مِنْ مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ،

فَادْنَ لَهُ). تَابِعَةُ أَبْوَا أَسَاطِةَ وَغَفْرَةُ بْنُ حَالِدٍ روایت کی متابعت محمد بن عبد اللہ کے ساتھ ابو اسامہ عقبہ بن خالد و أبو ضمیرة۔ [راجع: ۱۶۳۴]

**لشیخ** معلوم ہوا کہ جس کو کوئی عذر نہ ہواں کو منی کی راتوں میں منی میں رہنا واجب ہے، شافعیہ اور حنبلہ اور اہل حدیث کا سی قول ہے اور بعض کے نزدیک یہ واجب نہیں سنت ہے۔ (وحیدی) وفي الحديث دليل على وجوب المبيت بمني و انه من مناسك الحج لان التعبير بالرخصة يقتضى ان مقابلها و ان الاذن و قع للعملة المذكورة و اذا لم يوجد او ما هي معناها لم يحصل الاذن و بالوجوب قال الجمهور (فتح) يعني منی میں رات گزارنا واجب اور مناسک حج سے ہے، جسور کا یہ قول ہے۔ حضرت عباس بن بشیر کو علمت مذکورہ کی وجہ سے کہ میں رات گزارنے کی اجازت ہی دلیل ہے کہ جب ایسی کوئی علمت نہ ہو تو منی میں رات گزارنا واجب ہے اور جسور کا یہ قول ہے۔

### بابِ کنکریاں مارنے کا بیان

اور جابر بن زبیر نے کہا کہ نبی کرم ﷺ نے دسویں ذی الحجه کو چاشت کے وقت کنکریاں ماری تھیں اور اس کے بعد کی تاریخوں میں سورج ڈھل جانے پر۔

(۱۷۴۶) اہم سے ابو عیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سر نے بیان کیا، ان سے وہ نے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ میں کنکریاں کس وقت ماروں؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب تمہارا امام مارے تو تم بھی مارو، لیکن دوبارہ میں نے ان سے یہی سلسلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم انتظار کرتے رہتے اور جب سورج ڈھل جاتا تو کنکریاں مارتے۔

**لشیخ** افضل وقت کنکریاں مارنے کا یہ ہے کہ یوم النحر کو چاشت کے وقت مارے اور جائز ہے، دسویں شب کی آدمی رات کے بعد سے اور غروب آفتاب تک دسویں تاریخ کو اس کا آخری وقت ہے اور گیارہ ہویں یا بارہ ہویں کو زوال کے بعد مارنا افضل ہے، ظہر کی نماز سے پہلے کنکریاں سات سے کم نہ ہوں، جسور علماء کا یہ قول ہے وفیہ دلیل علی ان السنۃ ان یہی الجمارہ فی غیر یوم الاضحی بعد الزوال و به قال الجمهور (فتح الباری) یعنی اس حدیث میں دلیل ہے کہ دسویں تاریخ کے بعد سنت یہ ہے کہ ری جمار زوال کے بعد ہو اور جسور کا یہ فتوی ہے جب امام مارے تم بھی مارو، یہ ہدایت اس لئے فرمائی تاکہ امراء وقت کی مخالفت کی وجہ سے کوئی تکلیف نہ پہنچ سکے، اگر امراء جور ہوں تو ایسے احکام میں مجبوراً ان کی اطاعت کرنی ہے جیسا کہ نماز کے لئے فرمایا کہ ظالم امیر اگر دیر سے پڑھیں تو ان کے ساتھ بھی ادا کرو اور ان کو نظر قرار دے لو، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس دور میں مجان بن یوسف جیسے سفاک ظالم کا زمانہ تھا اس بنا پر آپ نے ایسا فرمایا، نیک عادل امراء کی اطاعت نیک کاموں میں بہر حال فرض ہے اور موجب ثواب ہے اور یہ چیز امراء ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ نیک امریں ادنی سے ادنی آدمی کی بھی اطاعت لازم ہے۔ و ان کا ان عبدالجیسا کا یہی مطلب ہے۔

### ۱۳۴ - بَابُ رَمَّيِ الْجَمَارِ

وَقَالَ جَابِرٌ: رَمَّيَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ  
صَحِّيٌّ، وَرَمَّيٌ بَعْدَ ذَلِكَ بَعْدَ الزَّوَالِ.

۱۷۴۶ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْنَفْرَ  
عَنْ وَتَرَةٍ قَالَ: ((سَأَلْتُ ابْنَ عَمْرَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمَا: مَتَى أَرْمَى الْجَمَارَ؟ قَالَ: إِذَا  
رَمَّيَ إِيمَامَكَ فَارْمِهِ. فَأَعْدَنْتُ عَلَيْهِ  
الْمَسْأَلَةَ، قَالَ: كَتَّا نَتَحَمِّنُ فَإِذَا زَالَتِ  
الشَّمْسُ رَمَّيْنَا)).

### ١٣٥ - بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي

### باب رمی جمار وادی کے نشیب سے کرنے کا بیان۔

(۱۷۳۷) محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں امش نے، انہیں ابراہیم نے اور ان سے عبدالرحمن بن زید نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عثیم نے وادی کے نشیب (بطن وادی) میں کھڑے ہو کر سنگری ماری تو میں نے کہا، اے ابو عبدالرحمن! پچھے لوگ تو وادی کے بالائی علاقے سے سنگریاں مارتے ہیں، اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معہود نہیں، یہی (بطن وادی) ان کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے (رمی کرتے وقت) جن پر سورہ بقرہ نازل ہوئی تھی شیخیم۔ عبداللہ بن ولید نے بیان کیا کہ ان سے سفیان ثوری نے اور ان سے امش نے یہی حدیث بیان کی۔

### باب رمی جمار سات سنگریوں سے کرنا۔ اس کو عبداللہ بن عمر نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

(۱۷۳۸) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم بن عتبہ نے، ان سے ابراہیم تمحی نے، ان سے عبدالرحمن بن یزید نے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جرمہ کبری کے پاس پنج پتوں کو آپ نے بائیں طرف کیا اور منی کو دائیں طرف پھر سات سنگریوں سے رمی کی اور فرمایا کہ جن پر سورہ بقرہ نازل ہوئی تھی صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے بھی اسی طرح رمی کی تھی۔ (یعنی رسول اللہ ﷺ)

١٧٤٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ: ((رَمَى عَبْدُ اللَّهِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي)، فَقَلَتْ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، إِنَّ نَاسًا يَرْمُونَهَا مِنْ لُوقَهَا، فَقَالَ: وَاللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْغَيْرُ، هَذَا مَقَامُ الَّذِي أَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ ﴿٢﴾). وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ بِهَذَا.

[اطراfe في : ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰].

### ١٣٦ - باب رمي الجمار بسبع حصا

١٧٤٨ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَصَبَيَ اللَّهَ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((أَنَّهُ أَنْتَهَى إِلَى الْجَمْرَةِ الْكُبُرَى جَعَلَ النَّبِيَّ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنْيَ عَنْ يَمِينِهِ، وَرَمَى بِسْتَيْ وَقَالَ: هَذَانَا رَمَى الَّذِي أَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ ﴿٢﴾)).

[راجع: ۱۷۴۷]

**تَسْبِيحٌ** حافظ صاحب فرماتے ہیں واستدل بہذا الحدیث علی اشرط رمی الجمارات واحدة واحده لقوله یکر مع کل حصہ و قد قاله صلی اللہ علیہ وسلم خلوا عنی من اسکم و خالف فی ذالک عطا و صاحبہ ابو حیفة فقلالاً لرمی السبع دفعہ واحدة اجزاء الح (فتح) یعنی اس حدیث سے دلیل لی گئی ہے کہ رمی جمرات میں شرط یہ ہے کہ ایک ایک سنگری الگ الگ چیلکی جانے کے بعد ہر سنگری پر سمجھیر کی جائے، آخرست شیخیم نے فرمایا کہ مجھ سے مناکح جیکھو اور آپ کا یہ طریقہ تھا کہ آپ ہر سنگری پر سمجھیر کیا کرتے تھے۔ مگر عطا اور آپ کے صاحب امام ابو حیفہ نے اس کے خلاف کہا ہے وہ کہتے ہیں کہ سب سنگریوں کا ایک واحد عی مار دینا کافی ہے۔

(اگر کہیے قول درست نہیں ہے)

### باب اس شخص کے متعلق جس نے جمرہ عقبہ کی رمی کی تو بیت اللہ کو اپنی بائیں طرف کیا۔

(۱۷۴۹) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کما کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نجعی نے، ان سے عبدالرحمن بن یزید نے کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا انہوں نے دیکھا کہ جمرہ عقبہ کی سات کنکریوں کے ساتھ رمی کے وقت آپ نے بیت اللہ کو تو اپنی بائیں طرف اور منی کو دائیں طرف کر لیا پھر فرمایا کہ یہی ان کا بھی مقام تھا جن پر سورہ بقرہ نازل ہوئی تھی یعنی نبی کریم ﷺ سے:

۱۳۷ - بَابُ مَنْ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقْبَةِ فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ

۱۷۴۹ - حَدَّثَنَا أَدْمُ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ حَدَّثَنَا الْحُكْمُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ ((أَنَّهُ حَجَّ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَرَآهُ يَزِيدُ الْجَمْرَةَ الْكُبْرَى بِسَبِيعِ حَصَّيَاتٍ، فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنْهُ عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ قَالَ : هَذَا مَقَامُ الَّذِي أَنْزَلْتَ عَلَيْهِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ)). [راجح: ۱۷۴۷]

**لشیخ** عوام پر اشیطان کہتے ہیں چار باتوں میں اور جرات سے بترے ہے، ایک تو یہ کہ یوم النحر کو فتوحاتی کی روی ہے دوسرے یہ کہ اس کی رمی چاشت کے وقت ہے، تیسرا یہ کہ نقشبندی میں اس کو مارنا ہے، چوتھے یہ کہ دعا و غیرہ کے لئے اس کے پاس نہیں ٹھہرنا چاہیے اور دوسرے جروں کے پاس رمی کے بعد ٹھہر کر دعا کرنا مستحب ہے۔ جرات کی رمی کرنا یہ اس وقت کی یادگار ہے جب کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو برکانے کے لئے ان مقالمات پر شیطان ظاہر ہوا تھا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ارشاد اللہ کی قیمت سے روکنے کی کوشش کی تھی۔ ان تینوں مقالمات پر بطور نشان پھرلوں کے میثارے سے ہادیے گئے ہیں اور ان ہی پر مقررہ شرائط کے ساتھ کنکریاں مار کر گویا شیطان مردود کو رجم کیا جاتا ہے اور حاجی گویا اس بات کا عمد کرتا ہے کہ وہ شیطان مردود کی مخالفت اور ارشاد اللہ کی اطاعت میں پیش رہے گا اور تا عمر اس یادگار کو فراموش نہ کر کے اپنے آپ کو ملت ابراہیم کا سچا یہ وکار ثابت کرنے کی کوشش کرے گا۔ جمرہ عقبہ کو جمرہ کبریٰ بھی کہتے ہیں اور یہ جنت مکہ میں منی کی آخری حد پر واقع ہے آپ نے بھرت کے لئے انصار سے اسی جگہ بیعت لی تھی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمرہ عقبہ کی رمی سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اللهم اجعله حجا مبروراً و ذہباً مغفوراً

### ۱۳۸ - بَابُ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَّاءٍ۔ باب اس بیان میں کہ (حاجی کو) ہر کنکری مارتے وقت اللہ

اکبر کہنا چاہیے۔

اس کو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

(۱۷۵۰) ہم سے مدد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عبد الواحد بن زیاد مصری نے بیان کیا، ان سے سلیمان اعمش نے بیان کیا، کما کہ میں نے حجاج سے سن۔ وہ منبر پر سورتوں کا یوں نام لے رہا تھا وہ سورہ جس میں

قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ

۱۷۵۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ : ((سَيْفُتُ الْحَجَاجَ يَقُولُ عَلَى الْمُنْبِرِ : السُّورَةُ الَّتِي يُدْكَرُ

بقرہ (گائے) کا ذکر آیا ہے، وہ سورہ جس میں آل عمران کا ذکر آیا ہے، وہ سورہ جس میں نساء (عورتوں) کا ذکر آیا ہے، اُمّش نے کہا میں نے اس کا ذکر حضرت ابراہیم نجحیؑ سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن زید نے بیان کیا کہ جب حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے جمرہ عقبہ کی رمی کی تو وہ ان کے ساتھ تھے، اس وقت وہ وادی کے نیشب میں اتر گئے اور جب درخت کے (جو اس وقت وہاں پر تھا) بر ابر نیچے اس کے سامنے ہو کر سات کنکریوں سے رمی کی ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے جاتے تھے۔ پھر فرمایا قسم ہے اس کی کہ جس ذات کے سوا کوئی معبود نہیں یہیں وہ ذات بھی کھڑی ہوئی تھی جس پر سورہ بقرہ نازل ہوئی تھی۔

فِيهَا الْبَقْرَةُ، وَالسُّوْرَةُ الَّتِي يَذْكُرُ فِيهَا آلُ عِمْرَانَ، وَالسُّوْرَةُ الَّتِي يَذْكُرُ فِيهِ النِّسَاءَ.  
قَالَ فَلَدَّكَرْتُ ذَلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ لِقَالَ: حَدَّثَنِي  
عَنْهُ الرَّحْمَنُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ أَبْنِ  
مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حِينَ رَأَى جَمْرَةَ  
الْعَقْبَةِ، فَاسْتَبَطَنَ الْوَادِيَ، حَتَّى إِذَا حَادَى  
بِالشَّجَرَةِ اغْتَرَضَهَا فَرَمَى بِسْتِيعَ حَصَّيَّاتٍ،  
يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَّيَّةٍ، ثُمَّ قَالَ: مِنْ هَذَا  
- وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ - قَامَ الْذِي أَنْزَلَ  
عَلَيْهِ سُورَةَ الْبَقْرَةِ ﴿٢﴾).

[راجع: ۱۷۴۷]

**تشریح** معلوم ہوا کہ کنکری چدا جدا مارنی چاہیے اور ہر ایک کے مارتے وقت اللہ اکبر کہنا چاہیے۔ روایت میں مجاج بن یوسف کا ذکر ہے کہ وہ سورتوں کے مجوزہ ناموں کا استعمال چھوڑ کر اصلی ناموں سے ان کا ذکر کرتا تھا جیسا کہ روایت نہ کور ہے۔ اس پر حضرت ابراہیم نجحیؑ نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے خصوصیت کے ساتھ سورہ بقرہ کا ذکر کیا کہ وہ سورتوں کے مجوزہ نام ہی لیتے تھے اور یہی ہوتا چاہیے اس بارے میں مجاج کا خیال درست نہ تھا، امت اسلامیہ میں یہ شخص سنگاک بے رحم ظالم کے نام سے مشور ہے کہ اس نے زندگی میں خدا جانے کتنے بے گناہوں کا خون ناٹھ زمین کی گردان پر بیلایا ہے اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے قال ابن المنیر خص عبد اللہ سورة البقرۃ بالذکر لأنها التي ذكر الله فيها الرمي فاشار الى ان فعله صلى الله عليه وسلم مبين لمراد كتاب الله تعالى الخ (فتح الباری) یعنی ابن منیر نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعودؓ نے خصوصیت کے ساتھ سورہ بقرہ کا ذکر کیا کہ اس میں اللہ نے رمی کا ذکر فرمایا ہے پس آپ نے اشارہ کیا کہ نبی ﷺ نے اپنے عمل سے کتاب اللہ کی مراد کی تفسیر پیش کر دی گویا یہ بتایا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں آخر حضرت ﷺ پر احکام ملک کا نزول ہوا۔ اس میں یہاں تبیہ ہے کہ احکام حج و قعده ہیں جس طرح شارع علیہ السلام نے ان کو بتایا، اسی طرح ان کی ادائیگی لازم ہے کی بیشی کی کسی کو مجال نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۳۹ - بَابُ مَنْ رَأَى جَمْرَةَ الْعَقْبَةِ  
ثُمَّ رَأَى نِسِينَ۔ اس حدیث کو ابن عمرؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت  
کیا ہے۔ (یہ حدیث اُنگلے باب میں آرہی ہے)

۱۴۰ - بَابُ إِذَا رَأَى الْجَمْرَتَيْنِ  
يَقُومُ وَيُسْهِلُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

۱۷۵۱ - حَدَّثَنَا عُثْمَانَ بْنَ أَبِي شَيْبَةَ

سے طلح بن سجحی نے بیان کیا، ان سے یونس نے زہری سے بیان کیا، ان سے سالم نے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پسلے جمرہ کی ری سات کنکریوں کے ساتھ کرتے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کرتے تھے، پھر آگے بڑھتے اور ایک نرم ہموار زمین پر پہنچ کر قبلہ رخ کھڑے ہو جاتے اسی طرح دیر تک کھڑے دنوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے، پھر جمرہ وسطیٰ کی ری کرتے، پھر یا میں طرف بڑھتے اور ایک ہموار زمین پر قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہو جاتے، یہاں بھی دیر تک کھڑے کھڑے دنوں ہاتھ اٹھا کر دعا میں کرتے رہتے، اس کے بعد والے نشیب سے جمرہ عقبہ کی ری کرتے اس کے بعد آپ کھڑے نہ ہوتے بلکہ واپس چلے آتے اور فرماتے کہ میں نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا تھا۔

حدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّهُ كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَعْيِ حَصَبَيَاتٍ يُكَبِّرُ عَلَى إِثْرِ كُلِّ حَصَبَةٍ، ثُمَّ يَقْدِمُ حَتَّى يُسْهَلَ فَيَقُولُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، فَيَقُولُ طَوِيلًا، وَيَذْغُوا وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَرْمِي الْوُسْطَى، ثُمَّ يَأْخُذُ ذَاتَ الشَّمَاءِ فَيَسْتَهِلُ وَيَقُولُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، فَيَقُولُ طَوِيلًا وَيَذْغُوا، وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي جَمْرَةَ ذَاتِ الْعَقْبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيِّ، وَلَا يَقْفَفُ عِنْهَا، ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُولُ : هَكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَفْعَلُ)).

[طرفاہ فی : ۱۷۵۲، ۱۷۵۳].

یہ آخری ری گیارہوں تاریخ میں سب سے پہلے ری جمرہ کی ہے یہ جمرہ مسجد خیث سے قریب پڑتا ہے یہاں نہ کھڑا ہونا ہے نہ دعا کرنا، ایسے موقع پر عقل کا داخل نہیں ہے، صرف شارع ﷺ کی ایجائے ضروری ہے۔ ایمان اور اطاعت اسی کا نام ہے جہاں جو کام منقول ہوا ہے وہاں وہی کام سرانجام دینا چاہیے اور اپنی ناقص عقل کا داخل ہرگز نہ ہونا چاہیے۔

## ۱۴۱ - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عَنِ الْجَمْرَتَيْنِ الدُّنْيَا وَالْوُسْطَى

جسور علماء کے نزدیک ہاتھ اٹھا کر جمرہ اولیٰ اور جمرہ وسطیٰ کے پاس دعاء مانگنا مستحب ہے، اہن قدماء نے کماکہ میں اس میں کسی کا اختلاف نہیں پاتا مگر امام مالک سے اس کے خلاف منقول ہے قال ابن المنذر لا اعلم احدا انکر رفع اليدين في الدعاء عند الجمرة الا ماحكاها ابن القاسم عن مالك انتهى (فتح)

(۱۷۵۲) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، انسوں نے کماکہ مجھ سے میرے بھائی (عبد الحمید) نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید نے بیان کیا، ان سے ابن شاہ نے بیان کیا، ان سے سالم بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پسلے جمرہ کی ری سات کنکریوں کے ساتھ کرتے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کرتے تھے، اس کے بعد آگے بڑھتے اور ایک نرم ہموار زمین پر

۱۷۵۲ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سَلِيمَانَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ سَالِمٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ((أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَعْيِ حَصَبَيَاتٍ يُكَبِّرُ عَلَى إِثْرِ كُلِّ حَصَبَةٍ، ثُمَّ يَقْدِمُ فَيَسْهَلَ، فَيَقُولُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فِيَاما

قبلہ رخ کھڑے ہو جاتے، دعائیں کرتے رہتے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے پھر جمرہ و سطیٰ کی روی بھی اسی طرح کرتے اور باسیں طرف آگے بڑھ کر ایک نرم زمین پر قبلہ رخ کھڑے ہو جاتے، بہت دیر تک اسی طرح کھڑے ہو کر دعائیں کرتے رہتے، پھر جمرہ عقبہ کی روی بطن وادی سے کرتے لیکن وہاں ٹھہرتے نہیں تھے، آپ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

یہ حدیث کی جگہ نقل ہوئی ہے اور اس سے حضرت مجتبی مطلق امام بخاری رض نے بہت سے مسائل کا اخراج فرمایا ہے جو آپ کے تفہیق کی دلیل ہے ان لوگوں پر بے حد افسوس جو ایسے فقیرہ اعظم فاضل کرم امام معظم رض کی شان میں تفہیق کرتے ہوئے آپ کی فقاہت اور درایت کا انکار کرتے ہیں اور آپ کو محض ہائل مطلق کہہ کر اپنی نا سمجھی یا تعصب بالطفی کا ثبوت دیتے ہیں۔ بعض علماء اختلاف کا رودیہ اس بارے میں انتہائی تکلیف ہے جو محمد شین کرام خصوصاً امام بخاری رض کی شان میں اپنی زبان بے لگام چلا کر خود ائمہ دین مجتبیین کی تفہیق کرتے ہیں۔ امام بخاری رض کو اللہ پاک نے جو مقام عظمت عطا فرمایا ہے وہ ایسی وابستہ تباہی باقوں سے گرایا نہیں جاسکتا ہاں ایسے کو رباطن نام نہاد علماء کی شان وہی ضرور کرو دتا ہے۔

## باب دونوں جمروں کے پاس دعا کرنے کے بیان میں

(دونوں جمروں سے جمرہ اولیٰ اور جمرہ و سطیٰ مراد ہیں)

(۵۳۷ء) اور محمد بن بشار نے کہا کہ ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا، انسیں یونس نے خبر دی اور انسیں زہری نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس جمرہ کی روی کرتے جو منیٰ کی مسجد کے نزدیک ہے تو سات کنکریوں سے روی کرتے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کرتے، پھر آگے بڑھتے اور قبلہ رخ کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعائیں کرتے تھے، یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت دیر تک کھڑے رہتے تھے پھر جمرہ ٹانیسیہ (سطیٰ) کے پاس آتے یہاں بھی سات کنکریوں سے روی کرتے اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کرتے، پھر ہائیں طرف نالے کے قریب اتر جاتے اور وہاں بھی قبلہ رخ کھڑے ہوتے اور ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرتے رہتے، پھر جمرہ عقبہ کے پاس آتے اور یہاں بھی سات کنکریوں سے روی کرتے اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کرتے، اس کے بعد واپس ہو جاتے یہاں آپ دعا کے لیے ٹھہرتے نہیں تھے زہری نے کہا کہ میں نے سالم بے ناوہ بھی اسی طرح اپنے والد (ابن

طوبیلا، فَيَذْغُرُ وَيَرْفَعُ يَدِيهِ. ثُمَّ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الْوُسْطَى كَذَلِكَ، فَيَاخُذُ ذَاتَ الشَّمَاءِ فَيُسْهِلُ، وَيَقْوُمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طوبِلَا: فَيَذْخُرُ وَيَرْفَعُ يَدِيهِ. ثُمَّ يَرْمِي الْجَمْرَةَ ذَاتَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي وَلَا يَقْفَرُ، وَيَقُولُ: هَذَا رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ يَفْعَلُ). [راجح: ۱۷۵۱]

## ۱۴۲ - بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْجَمَرَتَيْنِ

۱۷۵۳ - وَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَمَّانَ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ((إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَمَ الْجَمْرَةَ الَّتِي تَلَى مَسْجِدَةَ مِنْ يَرْمِيْهَا بِسْتَعِ حَصَّيَاتٍ، يَكْبِرُ كُلُّمَا رَمَى بِحَصَّةٍ، ثُمَّ تَقْدَمُ أَمَانَهَا فَوَقَّفَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، رَافِعًا يَدِيهِ يَذْغُرُ، وَكَانَ يُطْبَلُ الْوُؤْفُوفُ. ثُمَّ يَأْتِي الْجَمْرَةَ الْآتِيَّةَ فَيَرْمِيْهَا بِسْتَعِ حَصَّيَاتٍ، يَكْبِرُ كُلُّمَا رَمَى بِحَصَّةٍ، ثُمَّ يَنْخَدِيرُ ذَاتَ الْبَسَارِ مَعًا يَلِي الْوَادِي، فَيَقْفَرُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدِيهِ يَذْغُرُ. ثُمَّ يَأْتِي الْجَمْرَةَ الْآتِيَّةَ فَيَرْمِيْهَا بِسْتَعِ حَصَّيَاتٍ، يَكْبِرُ عِنْدَ الْعَقَبَةِ فَيَرْمِيْهَا بِسْتَعِ حَصَّيَاتٍ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ وَلَا

یقِ عَنْهَا) قَالَ الزُّفْرِيُّ: سَيِّفَتْ عَمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَبِيلَ كَمْ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ حَدَّثَ بِيَانَ كَرْتَتْ تَحْتَ اُورَيَهِ كَمْ حَدَّثَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا خُودَ بِهِ اسِيَهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَكَانَ ابْنُ عَمَرَ يَفْعُلُهُ.

[راجع: ۱۷۵۱]

**لَشِيرَةِ حَلَاظَةِ صَاحِبِ فَرِيَاتِهِ** هُنَّا وَلِيُ الْحَدِيثِ مُشْرُوْعَةِ التَّكْبِيرِ عِنْدِ رَمَضَانِ كُلِّ حَصَّةٍ وَلَدَّ اجْمَعُوا عَلَى أَنَّ مَنْ تَرَكَهُ لَا يَلْزَمُهُ شَيْءٌ إِلَّا الشُّورِيُّ لَقَالَ يَطْعَمُ وَإِنْ جَرَهُ بِدَمِ احْبَابِ الْأَيْلَى وَعَلَى الرَّمَضَانِ يَسْعَى وَقَدْ تَقْدِمُ مَا فِيهِ وَعَلَى اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ بَعْدَ الرَّمَضَانِ وَالْقِيَامِ طَوْبِلَا وَقَدْ وَقَعَ تَفْسِيرُهُ فِيمَا رَوَاهُ ابْنُ ابْيَهِ بِاسْنَادِ صَحِيحٍ عَنْ عَطَاءِ كَانَ ابْنَ عَمَرَ يَقُولُ عِنْدَ الْجُمُرَتَيْنِ مَقْدَارُ مَا يَقُولُ مِنْ قَوْمٍ سُورَةُ الْبَقْرَةِ وَفِيهِ الْبَاعِدُ مِنْ مَوْضِعِ الرَّمَضَانِ عِنْدَ الْقِيَامِ لِلْدُعَاءِ حَتَّى لَا يَصِيبَ رَمَضَانَ غَيْرَهُ وَفِيهِ مُشْرُوْعَةُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ وَتَرْكُ الدُّعَاءِ وَالْقِيَامُ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقْبَةِ (فِي الْبَارِي)

یعنی اس حدیث میں ہر کنکری کو مارتے وقت بھیر کرنے کی مشروعت کا ذکر ہے اور اس پر اجماع ہے کہ اگر کسی نے اسے ترک کر دیا تو اس پر کچھ لازم نہیں آئے گا مگر ثوری کہتے ہیں کہ وہ مسکینوں کو کھانا کھلانے گا اور اگر دم دے تو زیادہ بہتر ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سات کنکریوں سے ری کرنا مشروع ہے اور وہ بھی ثابت ہوا کہ رمی کے بعد قبلہ رخ ہو کر کافی دیر تک کھڑے کھڑے دعا مانگنا بھی مشروع ہے۔ یہاں تک کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رض جرمیتین کے نزدیک اتنی دیر تک قیام فرماتے بتتی دیر میں سورہ بقرہ ختم کی جاتی ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقام رمی سے ذرا دور ہو کر دعا کے لئے قیام کرنا مشروع ہے آکر کسی کی کنکری اس کونہ لگ کے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس وقت دعاوں میں ہاتھ اٹھانا بھی مشروع ہے اور یہ بھی کہ جرہ عقبہ کے پاس نہ تو قیام کرنا ہے نہ دعا کرنا وہاں سے کنکریاں مارتے ہی وہاں ہو جانا چاہیے۔

**مزید ہدایات:** مُحَمَّدُ ذِي الْحِجَّةِ تَكَبَّرَ يَوْمَ تَشْرِيقِ كَلَّاتِيْنِ، طَوَافُ افَاقِهِ جَوَادُهُ كَوْكَيَا ہے اس کے بَلاَسِ تَارِيخُوْنِ مِنْ مَنْيَى كَمِيَانِ مِنْ مَسْتَقْلِلِ ضَرَبِ رَكْنَاهُ چاہیے۔ یہ دن کھانے پینے کے ہیں، ان میں روزہ رکنہ بھی منج ہے۔ ان دنوں میں ہر روز زوال کے بعد ظہر کی نماز سے پہلے تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارتی ہوں گی جیسا کہ حضرت عائشہ رض روایت کرتی ہیں قال اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من آخر يومہ حین صلی الظہر ثم رجع الى منی فمكث بها لیالي ایام التشریق یوْمِ الجمْرَة اذا زالت الشمس كل جمرة بسبع حصيات يکبر مع كل حصاة ويقف عند الاولی و الثانية فيطبل القیام و يبتعد و يرمي الثالثة فلا يقف عندها (رواہ ابو داؤد) یعنی نی کرم رض ظہر کی نماز تک طواف افاقہ سے فارغ ہو گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریق لے گئے اور ایام تشریق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نی میں ہی شب کو قیام فرمایا۔ زوال شش کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم رجہ کرتے ہر جوہ پر سات سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری پر نعروں بھیر بلند کرتے۔ جوہ اولی جوہ ثانیہ کے پاس بست دیر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرماتے اور باری تعالیٰ کے سامنے گریہ و زاری فرماتے۔ جوہ ہاشم پر کنکری مارتے وقت یہاں قیام نہیں فرماتے تھے۔ پس تیرہ ذی الحجه کے وقت زوال تک منی میں رہنا ہو گا۔ ان ایام میں بھیرات بھی پڑھنی ضروری ہیں، کنکریاں بعد نماز ظہر بھی ماری جا سکتی ہیں۔

رمی جمار کیا ہے؟

کنکریاں مارنا، مفاو و مردوہ کی سُقیٰ کرنا، یہ عمل ذکر اللہ کو قائم رکھنے کے لیے ہیں جیسا کہ تذی میں حضرت عائشہ رض سے مرفعاً مروی ہے۔ کنکریاں مارنا شیطان کو رجم کرنا ہے، یہ حضرت ابراہیم رض کی سنت کی پیروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب ملائک جادا کرچے تو جمرہ عقبہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شیطان آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سات کنکریاں ماریں جس سے وہ نہیں میں دھنسنے لگا۔ پھر جمرہ ثانیہ پر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا

تو آپ نے وہاں بھی سات گنگریاں ماریں جس سے وہ زمین میں دھنسنے لگا۔ پھر جرمہ ٹالک پر آپ کے سامنے آیا تو بھی آپ نے سات گنگریاں ماریں جس سے وہ زمین میں دھنسنے لگا۔ یہ اسی واقعہ کی یاد کارہیں۔  
گنگریاں مارنے سے ملک تین گناہوں میں سے ایک گناہ معاف ہوتا ہے نیز گنگریاں مارنے والے کے لئے قیامت کے روز وہ گنگری باعث روشنی ہو گی۔ جو گنگریاں باری تعالیٰ کے دربار میں درج قبولت کو پہنچتی ہیں، وہ وہاں سے انھوں جاتی ہیں اگر یہ بلت نہ ہوتی تو پہاڑوں کے ڈھیر لگ جاتے (مخلوٰۃ جمیع الزراؤم) اب ہر سہ جرات کی تفصیل علیحدہ علیحدہ لکھی جاتی ہے۔

### حرمة اولیٰ

یہ پہلا منارہ ہے جس کو پہلا شیطان کہا جاتا ہے۔ گیارہ تاریخ کو اسی سے گنگریاں مارنی شروع کریں، گنگریاں مارتے وقت قبلہ شریف کو بائیں طرف اور منیٰ دائیں ہاتھ کرنا چاہیے۔ اللہ اکبر کہہ کر ایک ایک گنگری پہنچے تلائے طریقے سے پھیکیں۔ جب ساتوں گنگریاں مار پھیکیں تو قبلہ کی طرف چند قدم بڑھ جائیں اور قبلہ رخ ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر تسبیح، تحمد و تلیل و تکبیر پکاریں اور خوب دعائیں مانگیں۔ سنت طریقہ یہ ہے کہ اتنی دیر تک بہل دعا مانگیں اور ذکر اذکار کریں جتنی دیر سورہ بقرہ کی تلاوت میں لگتی ہے اتنا نہ ہو سکے تو جو کچھ ہو سکے اس کو غیمت جانیں۔

### حرمة وسطیٰ

یہ درمیانی منارہ ہے جس طرح حرمة اولیٰ کو گنگریاں ماری تھیں اسی طرح اس کو بھی ماریں اور چند قدم بائیں طرف ہٹ کر نشیب میں قبلہ روکھرے ہو کر مثل سابق کے دعائیں مانگیں اور بعد ترا تلاوت سورہ بقرہ کے حمد و ثناء اللہ میں مشغول رہیں۔ (بخاری)

### حرمة عقبیٰ

یہ منارہ بیت اللہ کی جانب ہے اس کو بڑے شیطان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس کو بھی اسی طرح گنگریاں ماریں۔ ہاں اس کو گنگریاں مار کر بہل ٹھہرنا نہیں چاہیے اور نہ یہاں ذکر اذکار اور دعائیں ہونی چاہیں۔ (بخاری)  
یہ تیرہ ذی الحجه کے زوال تک کا پروگرام ہے یعنی ۳۱ کی زوال تک منیٰ میں رہ کر روزانہ وقت مقررہ پر ری جمار کرنا چاہیے ہاں ضرورت مندوں مثلاً اوتھ چرانے والوں اور آب زرم کے خادموں اور ضروری کام کاچ کرنے والوں کے لئے اجازت ہے کہ گیارہ تاریخ ہی کو گیارہ کے ساتھ بارہ تاریخ کی بھی اکٹھی چودہ گنگریاں مار کر چلے جائیں، پھر تجوہ کو تیوہ کی گنگریاں مار کر منیٰ سے رخصت ہوں گا چاہیے اگر کوئی بارہ ہی کو ۱۲۳ کی بھی مار کر منیٰ سے رخصت ہو جائے تو درجہ جواز میں ہے مگر بہتر نہیں ہے۔ دوران قیام منیٰ میں نماز باجماعت سبھر خیت میں ادا کرنی چاہیے۔ ہاں نماز جمع نہیں کر سکتے ہاں قصر کر سکتے ہیں۔

جمروں کے پاس والی مسجدوں کی داعلی اور ان کا طواف کرنا بادعت ہے، منیٰ سے تیرھوں تاریخ کو زوال کے بعد تینوں شیطانوں کو گنگریاں مار کر کہ شریف کو واپسی ہے، گنگریاں مارتے ہوئے سیدھے وادی حصہ کو چلے جائیں یہ کہ شریف کے قریب ایک کھلی ہے جو ایک گنگریزہ زمین ہے حصیب انٹھ اور بلحاء اور خیت بنی کنانہ بھی اسی کے نام ہیں، یہاں اٹر کر نماز عکر، مصر، مغرب اور عشاء ادا کریں اور سورہ ہیں۔ صبح سورے کہ شریف میں ۱۷ کی تجریکے بعد داخل ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا اگر کوئی اس وادی میں نہ ٹھرے تو بھی کوئی حرم نہیں ہے، مگر سنت سے محروم رہے گی یہاں ٹھہرنا اور کانج میں سے نہیں ہے بلکہ ہماری کوشش بیشہ یہ ہونی چاہیے جہاں تک ہو سکے سنت ترک نہ ہو، جیسا کہ ایک شاعر سنت فرماتے ہیں  
ملک سنت پر اے سالک چلا جا بے دھڑک جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سرک

## باب ری جمار کے بعد خوشبو لگانا اور طوافِ الزيارة سے پسلے سرمندانا

امام بخاری نے باب کی حدیث سے یہ مضمون اس طرح پر نکلا کہ دوسری روایت سے یہ ثابت ہے کہ آپؐ جب مزادغہ سے لوٹے تو حضرت عائشہؓ اپنے آپ کے ساتھ نہ تھیں اور یہ بھی ثابت ہے کہ آپؐ جوہ عقبہ کی روی تک سوار رہے۔ پس لا محلہ انہوں نے روی کے بعد آپؐ کے خوشبو لگائی ہو گئی۔ جسمور علماء کا یہی قول ہے کہ روی اور حلق کے بعد خوشبو وغیرہ اور سلے ہوئے کپڑے درست ہو جاتے ہیں صرف عورتوں سے محبت کرنا درست نہیں ہوتا، طوافِ الزيارة کے بعد وہ بھی درست ہو جاتا ہے۔ یہی نے یہ مضمون مرفوعاً روایت کیا ہے کہ وہ حدیث ضعیف ہے اور نسلی کی حدیث یوں ہے اذار میم الحمرا فقد حل لكم الا النساء یعنی جب تم جوہ عقبہ کی روی سے فارغ ہو گئے گواب عورتوں کے سوا ہر چیز تمہارے لئے حلال ہو گئی۔

۱۷۵۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفيَّانَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنَ القَاسِمِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ - وَكَانَ أَفْضَلُ أَهْلِ زَمَانِهِ - يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ: ((طَبِيتُ رَسُولَ اللَّهِ يَبْدِئُ هَاتَيْنِ حِينَ أَخْرَمَ، وَلِحَلَّهِ حِينَ أَخْلَقَ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ. وَبَسْطَتْ يَدَيْهَا)).

(۱۷۵۳) اہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عبینہ نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا، وہ فرماتی تھیں کہ میں نے خود اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ ﷺ کے، جب آپؐ نے احرام باندھنا چاہا، خوشبو لگائی تھی اس طرح احرام کھولتے وقت بھی جب آپؐ نے طوافِ الزيارة سے پسلے احرام کھولنا چاہا تھا (آپؐ نے ہاتھ پھیلا کر خوشبو لگانے کی کیفیت تھی)

[راجح: ۱۵۲۹]

## باب طواف وداع کا بیان

اس کو طوافِ الصدر بھی کہتے ہیں اکثر علماء کے نزدیک یہ طواف واجب ہے اور امام مالک وغیرہ اس کو سنت کہتے ہیں مگر صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے کہ جیف نواس کے عذر سے اس کا ترک کرونا اور وطن کو چلے جانا جائز ہے۔

۱۷۵۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفيَّانَ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((أَمْرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونُ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْيَتِيمِ، إِلَّا أَنَّهُ خُفْفَ عَنِ الْحَالِضِ)). [راجح: ۳۲۹]

(۱۷۵۴) کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا نوئی حائفہ اور نساء عورتوں کے متعلق پہلے یہ تھا کہ وہ جیف اور نواس کا خون بند ہونے تک انتقال کریں اور پاک ہونے پر طواف وداع کر کے رخصت ہوں، مگر جب ان کو نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث معلوم ہوئی تو انہوں نے اپنے اس ملک سے رجوع کر لیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرامؓ کا عالم دستور العمل یعنی تو تھا کہ وہ حدیث صحیح کے سامنے اپنے خیالات کو چھوڑ دیا کرتے تھے اور اپنے ملک سے رجوع کر لیا کرتے تھے، نہ جیسا کہ بعد کے مقلدین

جادین کا دستور بن گیا ہے کہ حدیث صحیح جوان کے مزعمہ ملک کے خلاف ہوا سے بڑی بے باکی کے ساتھ روکر دیتے ہیں اور اپنے مزعمہ امام کے قول کو ہر حالت میں ترجیح دیتے ہیں۔ آئیت کریمہ ((إِنَّهُمْ أَخْبَارُهُمْ وَرَدُّهُمْ إِذَا مِنْ ذُنُوبِ اللَّهِ)) (التجہیز: ۳۱) کے مصدق در حقیقت یہی لوگ ہیں جن کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث مرحوم نے فرمایا ہے کہ احادیث صحیح کو روکر کے اپنے امام کے قول کو ترجیح دینے والے اس دن کیا جواب دیں گے جس دن دربارِ اللہ میں پیش ہوگی۔ (جستہ اللہ البالغ)

1756 - حَدَّثَنَا أَصْبَحُ بْنُ الْفَرَّاجَ أَخْبَرَنَا أَبْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرُو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ قَنَادَةَ أَنَّ أَنَسَّ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَنَا ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْفَرَبَ وَالْعِشَاءَ، ثُمَّ رَأَدَ رَفِدَةَ بِالْمَحَصَبِ، ثُمَّ رَأَكَ إِلَى الْأَيْتَ فَطَافَ بِهِ)). تَابِعَهُ الْلَّيْثُ حَدَّثَنِي خَالِدٌ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَنَادَةَ أَنَّ أَنَسَّ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَنَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[طرفة فی : ۱۷۶۴]

## باب اگر طوافِ افاضہ کے بعد عورت حاضر ہو جائے؟

(۱۷۵۷) اہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہمیں امام مالک نے خردی، انہیں عبد الرحمن بن قاسم نے، انہیں ان کے والد نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ صفیہ بنت حبیبہ (جستہ الوداع کے موقع پر) حاضر ہو گئی تو میں نے اس کا ذکر آنحضرت ﷺ سے کیا، آپ نے فرمایا کہ پھر تو یہ ہمیں روکیں گی، لوگوں نے کماکہ انہوں نے طوافِ افاضہ کر لیا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ پھر کوئی فکر نہیں۔

**لشیخ** یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ ایک روایت میں پہلے گذر چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت صفیہؓ سے صحبت کرنی چاہی تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ وہ طوافِ الزيارة کر چکی ہیں، جیسے اس روایت سے لکھا ہے تو پھر آپؓ نے ان سے صحبت کرنے کا راہ کیوں کر کیا اور اس کا جواب یہ ہے کہ صحبت کاقصد کرتے وقت یہ سمجھے ہوں گے کہ اور یوں کے ساتھ وہ بھی طوافِ الزيارة کر چکی ہیں کیونکہ آپؓ نے سب یوں کو طواف کا اذن دیا تھا اور پڑتے وقت

## ۱۴۵ - بَابُ إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ

1757 - حَدَّثَنَا عَنْهُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْفَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ((أَنَّ صَفِيَّةَ بْنَتَ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، حَاضَتْ فَلَذَّكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: (أَحَابَسْتَهَا هِيَ؟)) قَالُوا: إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ، قَالَ: (فَلَا إِذَا)). [راجح: ۲۹۴]

آپؐ کو اس کا خیال نہ رہا یا آپؐ کو یہ خیال آیا کہ شاید طوافِ الیارہ سے پہلے ان کو حیض آیا تھا اور انہوں نے طوافِ الیارہ بھی نہیں کیا۔ (وحیدی) بہر حال اس صورت میں ہر دو احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے، احادیث صحیح مختلفہ میں باب صورت تطبیق و نبایع مناسب ہے نہ کہ ان کو رد کرنے کی کوشش کرنا جیسا کہ آج کل مذکورین احادیث دستور سے اپنی ناقص عقل کے تحت احادیث کو پرکشنا چاہئے ہیں ان کی عقول پر خدا کی مار ہو کر یہ کلام رسول ﷺ کی گمراہیوں کو سمجھنے سے اپنے کو قاصر پا کر ضلالت و غواہت کا یہ خطرناک راستہ اختیار کرتے ہیں۔ اس نہک و شہر کے لئے ایک ذرہ برابر بھی ممکن نہیں ہے کہ احادیث صحیح کا انکار کرنا، قرآن مجید کا انکار کرنا ہے، بلکہ اسلام اور اس جامع شریعت کا بعد مذکورین حدیث کو اگر دائرہ اسلام اور روزمرہ الٰی ایمان سے قطعاً خارج قرار دیا جائے تو یہ فیصلہ میں حق بجا ہے۔ واللہ علیٰ مانقول و کیل۔

(۱۷۵۸) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے عمرہ نے کہ مدینہ کے لوگوں نے این عباس بن عبد اللہ سے ایک عورت کے متعلق پوچھا کہ جو طواف کرنے کے بعد حاضر ہو گئی تھیں، آپؐ نے انسیں بتایا کہ (انہیں ٹھرنس کی ضرورت نہیں بلکہ) چلی جائیں۔ لیکن پوچھنے والوں نے کہا ہم ایسا نہیں کریں گے کہ آپؐ کی بات پر عمل تو کریں اور زید بن ثابت بن شریٹہ کی بات چھوڑ دیں، این عباس بن شریٹہ نے فرمایا کہ جب تم مدینہ ہنچ جاؤ تو یہ مسئلہ وہاں (اکابر صحابہؓ سے) پوچھنا۔ چنانچہ جب یہ لوگ مدینہ آئے تو پوچھا، جن اکابر سے پوچھا گیا تھا ان میں ام سلیم بن حنفی بھی تھیں اور انہوں نے (ان کے جواب میں وہی) صفیہ بنی ایخا کی حدیث بیان کی اس حدیث کو خالد اور قادہ نے بھی عمرہ سے روایت کیا ہے۔

(۱۷۶۰) ہم سے مسلم نے بیان کیا، کما کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا، کما کہ ہم سے ابن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے ابن عباس بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ عورت کو اس کی اجازت ہے کہ اگر وہ طواف افاضہ (طوافِ زیارت) کر سکیں ہو اور پھر (طواف وداع سے پہلے) حیض آجائے تو (اپنے گھر) واپس چلی جائے۔

(۱۷۶۱) کامیں نے ابن عمر کو کہتے سنا کہ اس عورت کے لئے واپس نہیں۔ اس کے بعد میں نے ان سے نا آپؐ فرماتے تھے کہ نبی کرم شریعت نے عورتوں کو اس کی اجازت دی ہے۔

اسکی مذکور عورتوں کے لئے طواف وداع معاف ہے، اور وہ اس کے بغیر اپنے وطن لوٹ سکتی ہیں۔

(۱۷۶۲) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، کما کہ ہم سے ابو عوانہ نے

حدَّثَنَا حَمَادَةُ عَنْ أَيُوبَ عَنْ عِكْرَمَةَ (أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ سَأَلُوا أَبْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ امْرَأَةٍ طَافَتْ ثُمَّ حَاضَتْ، قَالَ لَهُمْ: تَنْفِرُ، قَالُوا: لَا نَأْخُذُ بِقَوْلِكَ وَنَدْعُ قَوْلَ زَيْدٍ، قَالَ: إِذَا قَدِيمْنَا الْمَدِينَةَ فَاسْأَلُوا، فَقَبِيلُوْا الْمَدِينَةَ فَسَأَلُوا، فَكَانَ فِيهِنَّ سَأَلُوا أُمُّ سَلَيْمَ، فَلَذَّكَرَتْ حَدِيثَ صَفِيفَةَ) رَوَاهُ حَالِدٌ وَقَنَادَةُ عَنْ عِكْرَمَةَ.

۱۷۶۰ - حدَّثَنَا مُسْلِمٌ حدَّثَنَا وَهِبَّةُ حَدَّثَنَا أَبْنُ طَاؤُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((رَجُلٌ خَصَّ لِلْحَاجَاتِ أَنْ تَنْفِرَ إِذَا أَفَاضَتْ)). [راجح: ۳۲۹]

۱۷۶۱ - قَالَ: وَسَمِعْتُ أَبْنَ عَمَرَ يَقُولُ: إِنَّهَا لَا تَنْفِرُ، ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ بَعْدَ: إِنَّ النَّبِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَهُنَّ [راجح: ۳۳۰]

Courtesy [www.pdfbooksfreepk.com](http://www.pdfbooksfreepk.com)

بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم تھی نے، ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم نبی کرم ﷺ کے ساتھ نکلے، ہماری نیت حج کے سوا اور کچھ نہ تھی۔ پھر جب نبی کرم ﷺ (کہ) پہنچے تو آپ نے بیت اللہ کا طواف اور صفا اور مروہ کی سوی کی، لیکن آپ نے احرام نہیں کھولا کیونکہ آپ کے ساتھ قربانی تھی کی، آپ کے ساتھ آپ کی بیویوں نے اور دیگر اصحاب نے بھی طواف کیا اور جن کے ساتھ قربانی نہیں تھی انہوں نے (اس طواف و سوی کے بعد) احرام کھول دیا لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حاضر ہو گئی تھیں، سب نے اپنے حج کے تمام مناسک ادا کر لئے تھے، پھر جب لیلۃ حسہ بینی رواگئی کی رات آئی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کے تمام ساتھی حج اور عمرہ دونوں کر کے جارہے ہیں صرف میں عمرہ سے محروم ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا جب ہم آئے تھے تو تم (جیسی کی وجہ سے) بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکی تھیں؟ میں نے کہا کہ نہیں، آپ نے فرمایا کہ پھر اپنے بھائی کے ساتھ شیعیم چل جاؤ اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ (اور عمرہ کر) ہم تمہارا فلاں جگہ انتظار کریں گے، چنانچہ میں اپنے بھائی (عبد الرحمن) کے ساتھ شیعیم گئی اور وہاں سے احرام باندھا۔ اسی طرح صفیہ بنت حبیبہ رضی اللہ عنہا بھی حاضر ہو گئی تھیں نبی کرم ﷺ نے انہیں (از راہ محبت) فرمایا عقری حلی، تو توہیں روک لے گی کیا تو نے قربانی کے دن طواف زیارت نہیں کیا تھا؟ وہ بولیں کہ کیا تھا، اس پر آپ نے فرمایا کہ پھر کوئی حرج نہیں، چل چلو۔ میں جب آپ تک پہنچی تو آپ کہ کے بالائی علاقہ پر چڑھ رہے تھے اور میں اتر رہی تھی یا یہ کہا کہ میں چڑھ رہی تھی اور حضور ﷺ اتر رہے تھے۔ مسدود کی روایت میں (رسول اللہ ﷺ کے کہنے پر) ہاں کے بجائے نہیں ہے، اس کی متابعت جریر نے منصور کے واسطے سے ”نہیں“ کے ذکر میں کی ہے۔

عَوَانَةَ عَنْ مُنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ  
الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
قَالَتْ : ((خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا نَرَى  
إِلَّا الْحَجَّ، فَقَدِيمُ النَّبِيِّ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ  
وَبَيْنَ الصَّفَّا وَالْمَرْوَةَ وَلَمْ يَجِدْ، وَكَانَ  
مَعَهُ الْهَذِنِي فَطَافَ مِنْ كَانَ مَعَهُ مِنْ  
نِسَاءِهِ وَأَصْحَابِهِ، وَحَلَّ بَيْنَهُمْ مِنْ لَمْ يَكُنْ  
مَعَهُ الْهَذِنِي، فَخَاطَتْ هِيَ، فَسَكَنَتْ  
مَنَاسِكُنَا مِنْ حَجَّنَا. فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ  
الْحَصْبَةِ لَيْلَةُ النُّفُرِ قَالَتْ : يَا رَسُولَ اللَّهِ  
كُلُّ أَصْحَابِكَ يَرْجِعُ بِحَجَّ وَعُمْرَةَ غَيْرِهِ.  
قَالَ : ((مَا كُنْتَ تَطْوِي بِالْبَيْتِ لِيَالِيَ  
قَدِيمَنَا؟)) قُلْتَ : لَا. قَالَ : ((فَأَخْرُجْنِي مَعَ  
أَخِيكَ إِلَى التَّعْبِيْمِ فَأَهْلِي بِعُمْرَةِ،  
وَمُوَعِّدُكِ مَكَانٌ كَذَا وَكَذَا)). فَعَرَجْتُ  
مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِلَى التَّعْبِيْمِ فَأَهَلَّتْ  
بِعُمْرَةِ، وَخَاطَتْ صَفِيَّةُ بْنُتُ خَنِي، فَقَالَ  
النَّبِيِّ ﷺ : ((عَفْرَى حَلْقَى، إِنَّكِ لَخَابِسَتِنَا  
أَمَا كُنْتِ طَفْتِ بِيَوْمِ النُّخْرِ؟)) قَالَتْ : بَلَى،  
قَالَ : ((لَا بَلَى اَنْفُرِي)). فَلَقِيَتْ مَضْعِداً  
عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ وَأَنَا مُنْهَبَةَ، أَوْ أَنَا  
مُضْعِدَةَ وَهُوَ مُنْهَبِطٌ)). قَالَ مُسَدَّدٌ  
(قُلْتَ : لَا)). تَابَعَهُ جَرِيرٌ عَنْ مُنْصُورٍ فِي  
فُونِيهِ ((لَا)). [راجِمٌ : ٢٩٤]

عقری کے لفظی ترجمہ بانجھ اور اے لفظوں میں خطاب کرنا حائز ہے۔

## باب اس سے متعلق جس نے روانگی کے دن عصر کی نماز ابطح میں پڑھی۔

(۱۷۶۳) ہم سے محمد بن شنی نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق بن یوسف نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عبد العزیز بن رفع نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک بن شہر سے پوچھا، مجھے وہ حدیث بتائی ہے جو آپ کو رسول اللہ ﷺ سے یاد ہو کہ انہوں نے آٹھویں ذی الحجه کے دن ظہر کی نماز کمل پڑھی تھی، انہوں نے کہا متنی میں، میں نے پوچھا اور روانگی کے دن عصر کمل پڑھی تھی انہوں نے فرمایا کہ ابطح میں اور تم اسی طرح کرو جس طرح تمہارے حاکم لوگ کرتے ہوں۔ (تاکہ فتنہ واقع نہ ہو)

(۱۷۶۴) ہم سے عبدال تعالیٰ بن طالب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن وہب نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مجھے عمرو بن حارث نے خبر دی، ان سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ظہر، عصر، مغرب، عشاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی اور تھوڑی دیر کے لئے محب میں سور ہے، پھر بیت اللہ کی طرف سوار ہو کر گئے اور طواف کیا۔ (یہاں طواف الزیارتہ مراد ہے)

## ۱۴۶ - بَابُ مِنْ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ بِالْأَبْطَحِ

(۱۷۶۴) - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَّهَّى حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سَفِيَّانُ التَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الْغَفِيرِ بْنِ رَقِيمٍ قَالَ: ((سَأَلْتُ أَنَسَّ بْنَ مَالِكٍ: أَخْبَرْتِنِي بِشَيْءٍ عَقْلَتِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَيْنَ صَلَّى الظَّهَرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟ قَالَ: بِسِمْنِي. قَلَّتْ: فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ؟ قَالَ: بِالْأَبْطَحِ، أَفْعَلَ كَمَا يَنْفَعُ أَمْرَأَكَ)). [راجح: ۱۶۰۳]

(۱۷۶۵) - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُتَّهَّى بْنُ طَالِبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرْتِنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((أَنَّهُ صَلَّى الظَّهَرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْمَشْاءَ وَرَقَدَ رَقَدَ بِالْمُحَصَّبِ، ثُمَّ رَسَّكَ إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ)). [راجح: ۱۷۵۶]

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

امْرٌ عَلَى	الْدِيَارِ	دِيَارٍ	لِيلِيٍّ
وَ مَا حَبَّ	الْدِيَارِ	شَفْنَ	قَلْبِيٍّ
أَفْبَلَ ذَا	جَدَارَ	وَ ذَا	الْحَدَارَا
وَ لَكَنْ حَبَّ	مِنْ	سَكْنَ	الْدِيَارَا

## باب وادی محصب کا بیان

## ۱۴۷ - بَابُ الْمُحَصَّبِ

محصب ایک کھلا میدان کہ اور متنی کے درمیان واقع ہے اس کو ابطح اور بطا اور خیث بنی کنانہ بھی کہتے ہیں۔

(۱۷۶۵) - حَدَّثَنَا أَبُو نُعْيَمَ حَدَّثَنَا سَفِيَّانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ آخرت میں من سے کوچ کر کے یہی محب میں اس لئے اترے تھے تاکہ آسمانی کے ساتھ مدینہ کو نکل سکیں۔ آپؐ کی مراد اعلیٰ میں اترنے سے تھی۔

(۱۷۶۶) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عبیین نے بیان کیا، ان سے عمرو نے عطاء بن ابی براح سے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ محب میں اتنا حج کی کوئی عبادت نہیں ہے، یہ تو صرف رسول اللہ ﷺ کے قیام کی جگہ تھی۔

محب میں تمہارا کوئی حج کا رکن نہیں۔ آپؐ وہاں آرام کے لئے اس خیال سے کہ مدینہ کی روائی وہاں سے آسان ہو گئے تھے چنانچہ عصرِ و مغربِ آپؐ نے وہیں ادا کیں، اس پر بھی جب آپؐ وہاں ٹھرے تو یہ تمہارا متحب ہو گیا اور آپؐ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں ٹھرا کرتے تھے۔

بابِ مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ذی طوی میں قیام کرنا اور مکہ سے واپسی میں ذی الحیفہ کے کنکریلے میدان میں قیام کرنا۔

(۱۷۶۷) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو ضمرہ انس بن عیاض نے بیان کیا، ان سے موئی بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جاتے وقت ذی طوی کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان رات گذارتے تھے اور پھر اس پہاڑی سے ہو کر گذرتے جو مکہ کے اوپر کی طرف ہے اور جب مکہ میں حج یا عمرہ کا حرام پاندھے آتے تو اپنی اوپنی مسجد کے دروازہ پر لا کر بھاتے پھر جراسود کے پاس آتے اور یہیں سے طواف شروع کرتے، طواف سات چکروں میں ختم ہو جس کے شروع میں رمل کرتے اور چار میں معقول کے مطابق چلتے، طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے پھر ڈیرہ پر واپس ہونے سے پہلے صفا اور مروہ کی دوڑ کرتے۔ جب حج یا عمرہ کر کے مدینہ واپس ہوتے تو ذوالحیفہ کے میدان میں سواری بھاتتے، جہاں نبی کریم ﷺ بھی (مکہ سے مدینہ

عنهَا فَأَلْتَ : ((إِنَّمَا كَانَ مَنْزِلَةُ نَبِيِّنَّا  
لِيَكُونَ أَسْمَاعَ لِغُرُوجِهِ)) يَعْنِي  
بِالْأَبْطَعِ .

۱۷۶۶ - حَدَّثَنَا عَلَىٰ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا  
سُفِيَّانُ ثَوْبَانٌ عَمْرُو بْنُ عَطَاءٍ عَنْ أَبْنِ  
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((لَيْسَ  
الْخَصِيبُ بِشَيْءٍ ، إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلَةُ نَبِيِّهِ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ)).

محب میں تمہارا کوئی حج کا رکن نہیں۔ آپؐ وہاں آرام کے لئے اس خیال سے کہ مدینہ کی روائی وہاں سے آسان ہو گئے تھے چنانچہ عصرِ و مغربِ آپؐ نے وہیں ادا کیں، اس پر بھی جب آپؐ وہاں ٹھرے تو یہ تمہارا متحب ہو گیا اور آپؐ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں ٹھرا کرتے تھے۔

۱۴۸ - بَابُ النُّزُولِ بِذِي طُوَّى قَبْلَ  
أَنْ يَذْخُلَ مَكَّةَ وَالنُّزُولُ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي  
بِذِي الْحُلَيْفَةِ إِذَا رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ

۱۷۶۷ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْلَبِ  
حَدَّثَنَا أَبُو حَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَفْقَةَ  
عَنْ نَافِعٍ ((أَنَّ أَبْنَ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
كَانَ يَبْيَسُ بِذِي طُوَّى بَيْنَ الشَّتَّيْنِ ، ثُمَّ  
يَذْخُلُ مِنَ الْبَيْنِ الَّتِي يَأْغْلِي مَكَّةً . وَكَانَ  
إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ حَاجًا أَوْ مُفْتَهِرًا لَمْ يَنْجِ  
نَاقَةَ إِلَّا عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ ، ثُمَّ يَذْخُلُ  
فِيَّا تِي الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ فَيَنْدِدُ بِهِ ، ثُمَّ يَطْوُفُ  
سَبْعًا : فَلَأَتَ سَعْيَا ، وَأَرْبَعاً مَشْيَا . ثُمَّ  
يَنْصَرِفُ فِيَّا سَجَدَتِينِ ، ثُمَّ يَنْطَلِقُ قَبْلَ  
أَنْ يَرْجِعَ إِلَى مَنْزِلَهُ فَيَطْوُفُ بَيْنَ الصَّفَا  
وَالْمَرْأَةِ . وَكَانَ إِذَا صَدَرَ عَنِ الْحَجَّ أَوْ

واپس ہوتے ہوئے اپنی سواری بھایا کرتے تھے۔

الْعَفْرَةَ آتَاهُ بِالْبَطْخَاءِ أَتَيْ بِدِي الْحَلَيْفَةِ  
الْقُوَّةَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُبَشِّرُ بِهَا)).

[راجح: ۴۹۱]

(۴۷۶۸) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ عبد اللہ سے محض کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے نافع سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے محض میں قیام فرمایا تھا۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما محض میں عمر اور عصر پڑھتے تھے۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے مغرب (پڑھنے کا بھی) ذکر کیا، خالد نے بیان کیا کہ عشاء میں مجھے کوئی تک نہیں۔ اس کے پڑھنے کا ذکر ضرور کیا پھر تقویٰ دیر کے لئے وہاں سو رہتے تھے کیم کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایسا یہی مذکور ہے۔

باب اس سے متعلق جس نے کہ سے واپس ہوتے ہوئے  
ذی طوی میں قیام کیا

(۴۷۶۹) اور محمد بن عیسیٰ نے کما کہ ہم سے حادی بن سلمہ نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب مدینہ سے کہ آتے تو ذی طوی میں رات گزارتے اور جب صبح ہوتی تو کہ میں داخل ہوتے۔ اسی طرح کہ سے واپسی میں بھی ذی طوی سے گزرتے اور وہیں رات گزارتے اور فرماتے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے۔

آج کل یہ مقام شری آبادی میں آگیا ہے الحدود ۵۵۲ کے سفرج میں یہاں حصل کرنے کا موقعہ ملا تھا) والحمد للہ علی ذلك  
باب زمانہ حج میں تجارت کرنا اور جاہلیت کے بازاروں میں خرید و فروخت کا بیان۔

۱۷۶۸ - حَدَّثَنَا عَنْدُهُ اللَّهُ بْنُ عَنْدِهِ  
الْوَهَّابُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثَ قَالَ:  
سَيْلُ عَيْنِهِ اللَّهُ عَنِ الْمُحَصَّبِ، فَحَدَّثَنَا  
عَيْنِهِ اللَّهُ عَنْ نَالِعَ قَالَ: ((نَزَلَ بِهَا رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ وَعُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ)).

وَعَنْ نَالِعَ: ((أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا كَانَ يُصَلِّي بِهَا - يَغْنِي الْمُحَصَّبَ  
- الظَّهَرَ وَالْعَفْرَ - أَخْسِبَهُ قَالَ:  
وَالْمَغْرِبَ - قَالَ خَالِدٌ: لَا أَشْكُ لِي  
الْعِشَاءَ، وَيَهْجُعُ هَجْعَةً، وَيَذْكُرُ ذَلِكَ عَنِ  
النَّبِيِّ ﷺ)).

۱۴۹ - بَابُ مَنْ نَزَلَ بِدِي طَوَى

إِذَا رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ

۱۷۶۹ - وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا  
حَمَادٌ عَنْ أَبِيهِبَ عَنْ نَالِعَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَقْبَلَ  
نَاهَتِ بِدِي طَوَى، حَتَّى إِذَا أَصْبَحَ ذَهَنَ،  
وَإِذَا نَفَرَ مِنْ بِدِي طَوَى وَنَاهَتِ بِهَا حَتَّى  
يُصْبِحَ. وَكَانَ يَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ  
يَفْعَلُ ذَلِكَ)). [راجح: ۴۹۱]

۱۵۰ - بَابُ التَّجَارَةِ أَيَّامُ الْمَوْسِمِ  
وَالْيَتَعِ في أَسْوَاقِ الْجَاهِلِيَّةِ

(۷۷) اہم سے علی بن ابی شم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو ابن جریر نے خبر دی، ان سے عمرو بن زیبار نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ذوالجائز اور عکاظ عد جاہلیت کے بازار تھے جب اسلام آیا تو گویا لوگوں نے (جاہلیت کے ان بازاروں میں) خرید و فروخت کو برآ خیال کیا اس پر (سورہ بقرۃ کی) یہ آیت نازل ہوئی ”تمہارے لئے کوئی حرج نہیں اگر تم اپنے رب کے فضل کی تلاش کرو، یہ حج کے زمانہ کے لیے تھا۔

۱۷۷۰ - حدثنا عثمان بن أبي هاشم أخبرنا ابن حجر العسقلاني قال عمزه بن دينار قال ابن عباس رضي الله عنهما ((كان ذو المجاز وعكاظ منتجرا الناس في الجاهلية، فلما جاء الإسلام كانهم كرها ذلك حتى نزلت [البقرة : ۱۹۸] ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبَغُوا لِفَضْلِهِ مَنْ رَبِّكُمْ﴾ في مواسم الحج)).

[اطرافہ فی : ۲۰۵۰، ۲۰۹۸، ۴۵۱۹].

جاہلیت کے زمانہ میں چار منڈیاں مشور تھیں عکاظ، ذوالجائز، مجدد اور جاہلیہ، اسلام کے بعد بھی حج کے دنوں میں ان منڈیوں میں خرید و فروخت اور تجارت جائز رہی۔ اللہ نے خود قرآن شریف میں اس کا جواز اشارہ ہے کہ تجارت کے ذریعے نفع حاصل کرنے کو اپنا فضل قرار دیا۔ جیسا کہ آیت مذکورہ سے واضح ہے۔ تجارت کرتا اسلاف کا ہترین فضل تھا جس کے ذریعہ وہ اطراف عالم میں پہنچے، مگر انہوں کو اب مسلمانوں نے اس سے توجہ ہٹائی جس کا نتیجہ افلوس و ذلت کی شکل میں ظاہر ہے۔

## باب (آرام کر لینے کے بعد) وادیِ محصب سے آخری رات میں چل دینا۔

(۷۷) اہم سے عمرو بن حفص نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے امشش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نجھی نے بیان کیا، ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مک سے روائی کی رات صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں، انہوں نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے میں ان لوگوں کے روکنے کا باعث بن جاؤں گی پھر نی کرم میثیم نے کہا عتری حلقی کیا تو نے قربانی کے دن طوافِ الزيارة کیا تھا؟ اس نے کہا کہ مجی ہاں کر لیا تھا، آپ نے فرمایا کہ پھر چلو۔

(۷۷) ابو عبد اللہ امام بخاری نے کہا، گھر بن سلام نے (اپنی روایت میں) یہ زیادتی کی ہے کہ ہم سے حاضر نے بیان کیا، ان سے امشش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نجھی نے، ان سے اسود نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ میثیم کے ساتھ (جتہ الوداع) میں مدینہ سے نکلے تو ہماری زبانوں پر صرف حج کا ذکر تھا۔ جب ہم مک پہنچ

## ۱۵۱ - بابُ الْأَدْلَاجِ مِنْ الْمُحَصَّبِ

۱۷۷۱ - حدثنا عمر بن حفصٍ حدثنا أبي حدثنا الأعمش حدثني إبراهيم عن الأسود عن عائشة رضي الله عنها قالت: ((حضرت صفيه ليلة النفر فقالت: ما أراني إلا حابستكم. قال النبي ﷺ: ((عفري خلقى أطافت يوم النحر؟)) فقل: نعم. قال ((فأفيفري)). [راجع: ۲۹۴]

۱۷۷۲ - قال أبو عبد الله: وزادني محمد حدثنا معاشر قاتل: حدثنا الأعمش عن إبراهيم عن الأسود عن عائشة رضي الله عنها قاتل: ((خرجنَا مع رسول الله ﷺ لا نذكر إلا الحج،

گئے تو آپ نے ہمیں احرام کھول دینے کا حکم دیا (افعال عمرہ کے بعد جن کے ساتھ قربانی نہیں تھی) رواجگی کی رات صفیہ بنت حبیبہؓ تھی اسی معلوم ہوتا ہے کہ تم ہمیں روکنے کا باعث بونگی، پھر آپ نے پوچھا کیا قربانی کے دن تم نے طوافِ ایکارہ کر لیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، اس پر آپ نے فرمایا کہ پھر حلی چلو! (عاشرہ ہجتیہؓ نے اپنے متعلق کہا کہ) میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے احرام نہیں کھولا ہے آپ نے فرمایا کہ تم تھیم سے عمرہ کا احرام باندھ لو (اور عمرہ کرو) چنانچہ عاشرہ ہجتیہؓ کے ساتھ ان کے بھائی گئے (عاشرہ ہجتیہؓ نے) فرمایا کہ ہم رات کے آخر میں واپس لوٹ رہے تھے کہ آپ سے ملاقات ہوئی، آپ نے فرمایا تھا کہ ہم تمہارا انتظار فلاں جگہ کریں گے۔

معلوم ہوا کہ محض سے آخر رات میں کوچ کرنا مستحب ہے۔ عقریٰ کا لفظی ترجمہ بانجھ اور حلقی کا سرمنڈی، آپ نے از راہ محبت یہ لٹا استعمال فرمائے جیسا کہ دیا کرتے ہیں سرمنڈی یہ بول چال کا عام محاورہ ہے۔ یہ حدیث بھی ہمت سے فائدہ پر مشتمل ہے، خاص طور پر صنف نازک کے لئے تغیری اسلام تھیجوہ کے قلب مبارک میں کس قدر رافت اور رحمت تھی کہ آپ نے ام المؤمنین حضرت عاشرہ ہجتیہؓ کی ذرا سی دل تھیں بھی گوارا نہیں فرمائی بلکہ ان کی دل جوئی کے لیے ان کو تھیم جا کر وہاں سے عمرہ کا احرام باندھنے کا حکم فرمایا اور ان کے بھائی حضرت عبد الرحمن بن ثابتؓ کو ساتھ کر دیا، جس سے ظاہر ہے کہ صنف نازک کو تمہاروڑا مناسب نہیں ہے بلکہ ان کے ساتھ بہر حال کوئی ذمہ دار گران ہونا ضروری ہے۔ ام المؤمنین حضرت صفیہؓ تھیجہؓ کے حافظہ ہو جانے کی خبر سن کر آپ نے از راہ محبت ان کے لیے عقریٰ حلقی کے الفاظ استعمال فرمائے اس سے بھی صنف نازک کے لیے آپ کی شفقت پتی ہے، نیزہ بھی کہ مفتی حضرات کو اسوہ حستہ کی پیروی ضروری ہے کہ حدود شرعیہ میں ہر ممکن زری اختیار کرنا اسوہ نبوت ہے۔

## ۲۶۔ گھاپِ العمرہ

# کتاب عمرہ کے مسائل کا بیان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بابِ عمرہ کا وحوب اور اس کی

۱۔ بَابُ الْعُمْرَةِ. وَجُوبُ الْعُمْرَةِ

## نفیلت

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ (صاحب استطاعت) پر حج اور عمرہ واجب ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کتاب اللہ میں عمرو حج کے ساتھ آیا ہے ”اور پورا کرو حج اور عمرہ کو اللہ کے لیے۔“

## وفضلہا

وقالَ أَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: لَئِنْ أَحَدٌ إِلَّا وَعَلَيْهِ حَجَةٌ وَعُمْرَةٌ. وَقَالَ أَنْ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: إِنَّهَا لِقَرْنَيْتَهَا فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: «وَأَتَمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ» [آل بقرة: ۱۹۶].

کعبہ شریف کی مخصوص اعمال کے ساتھ زیارت کرتا اسے عمرہ کہتے ہیں، عمرہ سال بھر میں ہر وقت کیا جاسکتا ہے، ہل چند دنوں میں منع ہے جن کا ذکر ہو چکا ہے اکثر علماء کا قول ہے کہ عمرہ عمر بھر میں ایک وفہ واجب ہے، بعض لوگ صرف مستحب مانتے ہیں۔  
 (۳۷۸) ۱۷۷۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيْ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّهْمَانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَارَةٌ لِمَا تَنْهَمَا، وَالْحَجَّ الْمُتَرُورُ لَيْسَ لَهُ جُزَاءٌ إِلَّا الْجَنَاحُ)).

اللہ پاک نے قرآن مجید میں اور رسول کرم ﷺ نے اپنے کلام بلاغت نظام میں حج کے ساتھ عمرہ کا ذکر فرمایا ہے، جس سے عمرہ کا وجوب ثابت ہوا، یعنی امام مخاری جعلیہ تلاٹا چاہتے ہیں آپ نے عمرہ کا وجوب آئیت اور حدیث ہر دو سے ثابت فرمایا۔ حج بمرور وہ جس میں از ابتداء تا انتفاء تیکیاں ہی تیکیاں ہوں اور آداب حج کو پورے طور پر نجیباً جائے ایسا حج یقیناً دخل جنت کا موجب ہے۔ اللہم ارزقناہ (امین)

**باب اس شخص کا بیان جس نے حج سے پہلے عمرہ کیا۔**  
 (۳۷۸) ۱۷۷۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا أَبْنُ جُرَيْجٍ ((أَنَّ عَكْرِمَةَ بْنَ خَالِدٍ سَأَلَ أَبْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ الْعُمْرَةِ قَبْلَ الْحَجَّ فَقَالَ: لَا يَبْأَسُ. قَالَ عَكْرِمَةَ قَالَ أَبْنُ عُمَرَ: اغْتَمِ النَّبِيَّ قَبْلَ أَنْ يَحْجُجَ)). وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ أَبْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي عَكْرِمَةَ بْنَ

بیان کیا۔ پوچھا پھر کی حدیث بیان کی۔

ہم سے عمرو بن علی فلاں نے بیان کیا، ان سے ابو عاصم نے بیان کیا، انہیں ابن جریر نے خبر دی، ان سے عکرمہ بن خالد (سَأَلَ) میں نے ابن عمرو بیان کیا۔

خالد (سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ . مِثْلُهُ). حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَلَيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا أَبْنُ جَرِيرٍ قَالَ عِكْرَمَةُ بْنُ خَالِدٍ (سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا . مِثْلُهُ).

حضرت عبداللہ بن مبارک مروی ہیں۔ بنی حظله کے آزاد کردہ ہیں، ہشام بن عروہ، امام مالک، ثوری، شعبہ اور اوذائی اور ان کے ماسوا بہت سے لوگوں سے حدیث کو سنائی اور ان سے سفیان بن عیینہ اور سعید بن عیینہ اور سعید بن محبیں وغیرہ روایت کرتے ہیں، ان علماء میں سے ہیں جن کو قرآن مجید میں علمائے ربانی سے یاد کیا گیا ہے، اپنے زمانہ کے امام اور پختہ کار فقیہ اور حافظ حدیث تھے، ساتھ ہی زاہد کامل اور قاتل فخری اور اخلاق فاضل کے مجسم تھے، اساعلیں بن عیاش نے کہا کہ روزے زمین پر ان کے زمانہ میں کوئی ان جیسا باخدا عالم مسلمانوں میں نہ تھا۔ خیر کی کوئی ایسی خصلت نہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو نہ بخشی ہو، ان کے شاگردوں کی بھی کثیر تعداد ہے عرصہ تک بقداد میں درس حدیث دیا۔ ان کا سال پیدائش ۱۸۱ھ ہے اور وفات پائی، اللہ پاک فردوں بیس میں آپ کے بہترین مقالات میں اضافہ فرمائے اور ہم کو ایسے بزرگوں کے ساتھ منصور کرے، آمین۔ صد افسوس کہ آج ایسے بزرگوں اور باخدا حضرات سے امت محروم ہے، کاش! اللہ پاک پھر ایسے بزرگ پیدا کرے اور امت کو پھر ایسے بزرگوں کے علوم سے نور اریقان عطا کرے آمین۔

### ۳۔ بَابُ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ؟

کسی روایت میں چار عمرے ذکور ہیں، کسی میں دو ان میں جمع یوں کیا ہے کہ اخیر کی روایت میں وہ عمرہ جو آپ نے حج کے ساتھ کیا تھا۔ اسی طرح وہ عمرو جس سے آپ رود کے گھے تھے شمار نہیں کیا۔ سعید بن منصور نے نکلا کہ آنحضرت ﷺ نے تم عمرے کے دو توڑی قده میں اور ایک شوال میں اور دو سری روایتیں میں یہ ہے کہ آپ نے تیوں عمرے ذی قده میں کئے تھے۔

(۱۷۵) ۱۷۵ - حَدَّثَنَا قَتْبَيْهُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ (۱۷۶) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے جربہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے مجہد نے بیان کیا کہ میں اور عروہ بن زبیر مسجد نبوی میں داخل ہوئے، وہاں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جھرے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کچھ لوگ مسجد نبوی میں اشراق کی نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے عبداللہ بن عمر سے ان لوگوں کی اس نماز کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ بدعت ہے، پھر ان سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ چار، ایک ان میں سے رجب میں کیا تھا لیکن ہم نے پسند نہیں کیا کہ ان کی اس بات کی تردید کریں۔

(۱۷۶) ۱۷۶ - وَقَالَ وَسَمِعْنَا اسْتِبَانَ عَائِشَةَ أَمْ

منصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: ((دَخَلْتُ أَنَا وَغَزَوَةً بْنَ الزَّبِيرِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبَدَ اللَّهَ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا جَالِسٌ إِلَى حِجْرَةِ عَائِشَةَ، وَإِذَا أَنَّاسٌ يُصْلُونَ فِي الْمَسْجِدِ صَلَاةَ الصُّحْنِ، قَالَ: فَسَأَلَنَاهُ عَنْ صَلَاةِهِمْ فَقَالَ: بِذِنْعَةٍ. فَلَمْ قَالَ لَهُ : كَمْ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: أَرْبَعَةَ إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ. فَكَرِهْنَا أَنْ نَرْدَعَ عَلَيْهِ)). [طرفة في : ۴۲۵۳]۔

سے ان کے سواک کرنے کی آواز سنی تو عروہ نے پوچھا اے میری مل! اے ام المؤمنین! ابو عبدالرحمن کی بات آپ سن رہی ہیں؟ عائشہؓ پتیخانے پوچھا وہ لیا کہ رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ رہے ہیں کہ رسول کرمؐ نے چار عمرے کے تھے جن میں سے ایک رب میں کیا تھا، انہوں نے فرمایا کہ اللہ ابو عبدالرحمن پر رحم کرے! آنحضرتؐ نے تو کوئی عمرہ ایسا نہیں کیا جس میں وہ خود موجود نہ رہے ہوں، آپؐ نے رب میں تو کبھی عمروی نہیں کیا۔

الْمُؤْمِنِينَ فِي الْحُجَّةِ لَقَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْهِ مَا أَمَّا، يَا أَمَّا الْمُؤْمِنِينَ أَلَا تَسْمَعُونَ مَا يَقُولُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ قَالَتْ : مَا يَقُولُ؟ قَالَ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ، اغْتَمَ أَرْبَعَ عُمُرَاتٍ إِخْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ. قَالَتْ : يَرْتَحِمُ اللَّهُ أَبْيَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ، مَا اغْتَمَ عُمُرَةً إِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهُ، وَمَا اغْتَمَ فِي رَجَبٍ فَطُرْ). [طرفہ فی : ۱۷۷۷، ۴۲۵۴]

**لَئِنْ هُوَ مُحْمَدٌ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے نزدیک اشراق کی نماز سے متعلق معلومات نہ ہوں گی اس لئے انہوں نے اسے بدعت کہ دیا حلاںکہ یہ نماز احادیث میں مذکور ہے یا آپؐ نے اس نماز کو مسجد میں پڑھنا بدعت قرار دیا جیسا کہ ہر نماز گھر میں پڑھنے سے متعلق ہے۔ جسور کے نزدیک اس نماز کو مسجد یا گھر ہر جگہ پڑھا جاسکتا ہے۔ عمرہ نبوی کے پارے میں ماہ رجب کا ذکر صحیح نہیں جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے وضاحت کے ساتھ سمجھا دیا۔ آپ عروہ کی خالہ ہیں اس لئے آپؐ نے ان کو یا اماہ کہ کر پکارا۔

(۷۷۷) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو ابن جریجؐ نے خبر دی، کہا کہ مجھے عطاء بن ابی رباح نے خبر دی، ان سے عروہ بن زمیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا تھا۔

(۷۷۸) ہم سے حسان بن حسان نے بیان کیا کہ ہم سے ہمام بن سعیدؓ نے بیان کیا، ان سے قلادہ نے کہ میں نے انس بن ثور سے پوچھا کہ نبی کرمؐ نے کتنے عمرے کئے تھے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ چار، عمرہ حدبیہ ذی قعدہ میں جہاں پر مشرکین نے آپؐ کو روک دیا تھا، پھر آئندہ سال ذی قعدہ ہی میں ایک عمرہ قضا جس کے متعلق آپؐ نے مشرکین سے صلح کی تھی اور تیرا عمرہ جبراں جس موقع پر آپؐ نے غیمت غالباً حشین کی تقسیم کی تھی پوچھا تھا جس کے ساتھ میں نے پوچھا اور آنحضرتؐ نے حج کئے تھے؟ فرمایا کہ ایک۔

(۷۷۹) ہم سے ابوالولید ہشام بن عبد الملک نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قلادہ نے بیان کیا کہ میں نے انس بن ثور

۱۷۷۷ - حدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا أَبْنُ  
جُرَيْجٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَطَاءُ عَنْ عُرُوفَةَ بْنَ  
الرَّبِيعِ قَالَ : ((سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهَا قَالَتْ : مَا اغْتَمَ رَسُولُ اللَّهِ ، فِي  
رَجَبٍ)). [راجح: ۱۷۷۶]

۱۷۷۸ - حدَّثَنَا حَسَانَ بْنَ حَسَانَ حَدَّثَنَا هَمَّامَ  
عَنْ فَقَادَةِ ((سَأَلْتُ أَنْسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : كَمْ  
اغْتَمَ النَّبِيُّ مُحَمَّدٌ؟ قَالَ أَرْبَعَ : عُمُرَةُ الْحَدِيبَةِ  
فِي ذِي الْقُعْدَةِ حِثْ صَدَةُ الْمُشْرِكُونَ.  
وَعُمُرَةُ مِنَ الْعَامِ الْمُقْلِبِ فِي ذِي الْقُعْدَةِ حِثْ  
صَالِحُهُمْ. وَعُمُرَةُ الْجُعْرَانَةِ إِذْ قَسْمَ غَيْرَهُ -  
زَادَ - حَنْيُنْ. قَلْتُ كَمْ حِجَّةٍ؟ قَالَ : وَاحِدَةٌ)).

[ادر وہی: ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴] ۱۷۷۹ - حدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هَشَامَ بْنَ عَبْدِ  
الْمُلْكِ حَدَّثَنَا هَمَّامَ عَنْ فَقَادَةِ قَالَ :

سے آخر پرست مسیحیت کے عمرہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک عمرہ وہاں کیا جمال سے آپ کو مشرکین نے واپس کر دیا تھا اور دوسرے سال (اسی) عمرہ حدیبیہ (کی قضاۓ) کی تھی اور ایک عمرہ ذی قعده میں اور ایک اپنے حج کے ساتھ کیا تھا۔

سَأَلَتْ أَنْسَةٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ:  
 ((اغْتَمَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى رَدُواهُ، وَمِنَ الْقَابِلِ عُمْرَةُ التَّحْدِيَّةِ، وَعُمْرَةُ ذِي ذِي الْقَعْدَةِ، وَعُمْرَةُ مَعَ حَجَّةِ)).

[راجح: ۱۷۷۸]

جن راویوں نے حدیبیہ میں آپ کے احرام کو لئے اور قربانی کرنے کو عمرہ قرار دیا انہوں نے آپ کے چار عمرے بیان کئے اور جنہوں نے اسے عمرہ قرار نہیں دیا انہوں نے تمن عمرے بیان کئے اور روایات میں اختلاف کی وجہ صرف یہی ہے اور ان توبیات کی بنا پر کسی بھی روایت کو فلکت نہیں کیا جا سکتا۔

(۱۷۸۰) ہم سے ہبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، اس روایت میں یوں ہے کہ جو عمرہ آخر پرست مسیحیت کے ساتھ کیا تھا اس کے سوا تمام عمرے ذی قعده ہی میں کئے تھے۔ حدیبیہ کا عمرہ اور دوسرے سال اس کی قضاۓ کا عمرہ کیا تھا۔ (کیونکہ آپ نے قربانی کیا تھا اور جمعۃ الوداع سے متعلق ہے) اور جعرانہ کا عمرہ جب آپ نے جنگ خینہ کی غنیمت تقسیم کی تھی۔ پھر ایک عمرہ اپنے حج کے ساتھ کیا تھا۔

۱۷۸۰ - حَدَّثَنَا هُدَيْتَهُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ وَقَالَ:  
 ((اغْتَمَ أَرْبَعَ عُمُرٍ فِي ذِي الْقَعْدَةِ، إِلَّا أَنَّهُ اغْتَمَ مَعَ حَجَّةِهِ: عُمْرَتَهُ مِنَ الْحَدِيَّةِ وَمِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، وَمِنَ الْجُمُرَاتِ حَتَّى قَسْمَ هَمَّامٍ خَنِينَ، وَعُمْرَةُ مَعَ حَجَّةِهِ)). [راجح: ۱۷۷۸]

(۱۷۸۱) ہم سے احمد بن عثمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شریخ بن مسلمہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے ابو حسان نے بیان کیا کہ میں نے مسروق، عطاء اور مجید بر حکم اللہ تعالیٰ سے پوچھا تو ان سب حضرات نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے پہلے ذی قعده ہی میں عمرے کئے تھے اور انہوں نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہذی قعده میں حج سے پہلے دو عمرے کئے تھے۔

۱۷۸۱ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْخُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ إِسْحَاقِ قَالَ:  
 سَأَلَتْ مَسْرُوقًا وَعَطَاءً وَمُجَاهِدًا فَقَالُوا:  
 ((اغْتَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ أَنْ يَحْجُجَ). وَقَالَ: سَيِّدُ الْهَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: اغْتَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ أَنْ يَحْجُجَ مَرْتَفَنِينَ)).

[اطرافہ فی : ۱۸۴۴، ۲۶۹۸، ۲۶۹۹، ۴۴۵۱، ۳۱۸۴، ۲۷۰۰] .

## باب رمضان میں عمرہ کرنے کا بیان

۴ - بَابُ قُرْبَةِ الْمِنَافِعِ

حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے تحریر نہیں کی اور شاید انہوں نے اس روایت کی طرف اشارہ کیا جو دارقطنی نے نکالی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ میں آخرت رضی اللہ عنہا کے ساتھ رمضان کے عمرے میں نکلی، آپ نے اظہار کیا اور میں نے روزہ رکھا۔ آپ نے قصر کیا، میں نے پوری نماز پڑھی بعض نے کہا یہ روایت غلط ہے کیونکہ آپ نے رمضان میں کوئی حمو نہیں کیا، حافظ نے کہا شاید مطلب یہ ہو کہ میں رمضان میں عمرہ کیلئے میں سے نکلی یہ صحیح ہے کیونکہ فتح کہ کاسف رمضان ہی میں ہوا تھا۔ (جیدی)

(۱۷۸۲) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا تم سے بھی قحطان نے بیان کیا، ان سے ابن جریر نے، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے ہمیں خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری خاتون (ام سنان رضی اللہ عنہا) سے (ابن عباس رضی اللہ عنہا نے ان کا نام بتایا تھا لیکن مجھے یاد نہ رہا) پوچھا کہ تو ہمارے ساتھ کچھ کیوں نہیں کرتی؟ وہ کہنے لگی کہ ہمارے پاس ایک اونٹ تھا جس پر ابو فلاں (یعنی اس کا خاوند) اور اس کا بیٹا سوار ہو کر جج کے لیے چل دیئے اور ایک اونٹ انہوں نے چھوڑا ہے، جس سے پانی لایا جاتا ہے، آپ نے فرمایا کہ اچھا جب رمضان آئے تو عمرہ کر لینا کیونکہ رمضان کا عمرہ ایک جج کے برابر ہوتا ہے یا اسی جیسی کوئی بات آپ نے فرمائی۔

امام بخاری کی دوسری روایات میں اس عمرت کا نام ام سنان رضی اللہ عنہا کہ کور ہے، بعض نے کہا وہ ام سلیم رضی اللہ عنہا تھیں جیسے ابن حبان کی روایت میں ہے اور سنانی نے نکلا ہے کہ بنی اسد کی ایک عورت محفل نے کمائیں نے جج کا قصد کیا لیکن میرا اونٹ پبار ہو گیا، میں نے آخرت رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ تو رمضان میں عمرہ کر لے رمضان کا عمرہ جج کے برابر ہے، حافظ نے کہا اگر یہ عورت ام سنان تھی تو اس کے بیٹے کا نام سنان ہو گا اور اگر ام سلیم تھی تو اس کا بیٹا کوئی ایسا نام تھا جو جج کے قتل ہو۔ ایک انس تھے وہ چھوٹی عمر میں تھے اور شاید ان کے خاوند ابو طلحہ کا بیٹا مراد ہو وہ بھی گویا ام سلیم کا بیٹا ہوا کیونکہ ابو طلحہ ام سلیم کے خاوند تھے۔

## باب محصب کی رات عمرہ کرنا یا اس کے علاوہ کسی دن بھی عمرہ کرنے کا بیان۔

(۱۷۸۳) ہم سے محمد بن سلام رضی اللہ عنہ کی نسبت کیا، کہا کہ ہم کو ابو معاویہ نے خردی، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ان کے والد عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں سے نکلے تو ذی الحجه کا چاند نکلنے والا تھا، آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی جج کا احرام باندھنا چاہتا ہے تو وہ جج کا باندھ لے اور

۱۷۸۲ - حدَّثَنَا مُسْدَدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَنْهِنْ جُوَيْبِعَ عَنْ عَطَاءَ قَالَ : سَمِعْتُ أَنْهِنْ هَذِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَخْبُرُنَا يَقُولُ : ((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ لِلْأَمْرَأَةِ مِنَ الْأَنْصَارِ - سَمِعْتَا أَنْهِنْ عَبَّاسَ قَسِيْتَ اسْمَهَا - ((مَا مَنَّكَ أَنْ تَحْجِيْنَ مَعْنَاهُ؟)) قَالَتْ : كَانَ لَنَا نَاضِحَةٌ، فَرَسِيْبَةٌ أَبُو فُلَانَ وَابْنَهُ - لِزَوْجِهَا وَابْنِهَا - وَتَرَكَ نَاضِحَةً تَنْضَحُ عَلَيْهِ، قَالَ : ((فَإِذَا كَانَ رَمَضَانُ اغْتَبِرَ بِهِ، فَلِنَعْمَرْهُ فِي رَمَضَانَ حَجَّةً)) أَوْ نَعْوَأْ مِنْهَا قَالَ . [ طرفہ فی : ۱۸۶۳ ] .

## ۵- بَابُ الْعُمَرَةِ لِلَّهِ الْحَصَبَةِ وَغَيْرَهَا

۱۷۸۴ - حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مِعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَابِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : ((خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ مُوَافِينَ لِيَهْلَالِ ذِي الْحِجَّةِ، قَالَ لَنَا : ((مَنْ أَحَبَ مِنْكُمْ أَنْ

اگر کوئی عمرہ کا باندھ ہنا چاہتا ہے تو وہ عمرہ کا باندھ لے۔ اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں بھی عمرہ کا احرام باندھتا۔ حضرت عائشہؓؑ نے بیان کیا کہ ہم میں بعض نے تو عمرہ کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا احرام باندھا۔ میں بھی ان لوگوں میں تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا، لیکن عرفہ کا دن آیا تو میں اس وقت حافظہ تھی، چنانچہ میں نے اس کی حضور ﷺ سے شکایت کی آپ نے فرمایا کہ پھر عمرہ چھوڑ دے اور سرکھول دے اور اس میں لگنگھا کر لے پھر حج کا احرام باندھ لینا۔ (میں نے ایسا ہی کیا) جب محسب کے قیام کی رات آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن کو میرے ساتھ تعمیم بھیجا، وہاں سے میں نے عمرہ کا احرام اپنے اس عمرہ کے بدله میں باندھا۔ (جس کو توڑو (الاتھا))

### باب تعمیم سے عمرہ کرنا

یہ خاص حضرت عائشہؓؑ نے آنحضرت ﷺ کی صحابی سے متعلق نہیں کہ اس نے عمرہ کا احرام تعمیم سے باندھا ہونہ آنحضرت ﷺ نے کبھی ایسا کیا، امام ابن قیم نے زاد المعاド میں ایسا ہی کہا ہے۔ حافظ نے کہا کہ جب حضرت عائشہؓؑ نے بھک نبوی ایسا کیا تو اسکا مترقب ہونا ثابت ہو گیا اگرچہ اس میں تک نہیں کہ عمرہ کیلئے بھک خاص اپنے ملک سے سفر کر کے جانا افضل اور اعلیٰ ہے اور سلف کا اس میں اختلاف ہے کہ ہرسال ایک عمرہ سے زیادہ کر سکتے ہیں یا نہیں، امام بالکل نے ایک سے زیادہ کرنا مکروہ جانا ہے اور جمورو علماء نے ان کا خلاف کیا ہے اور امام ابو حیفہ رضی اللہ عنہ نے عرفہ اور یوم النحر اور ایام تشریق میں عمرہ کرنا مکروہ رکھا ہے۔ (وحیدی)

(۱۷۸۴) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عبیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرہ بن دینار نے، انہوں نے عمرہ بن اوس سے نہیں بیان کیا، ان سے عرفہ اور یوم النحر اور ایام تشریق میں عمرہ کرنا مکروہ رکھا ہے۔

(۱۷۸۵) ہم سے محمد بن شیعی نے بیان کیا، ان سے عبد الوہاب بن عبد الجید نے، ان سے حبیب معلم نے، ان سے عطاء بن ابی ربیح نے اور ان سے جابر بن عبد اللہؓؑ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اور

نَهَلْ بِالْحَجَّ فَلَيَهُلْ، وَمَنْ أَخْبَرَ أَنْ يَهُلْ بِعُمْرَةِ فَلَيَهُلْ بِعُمْرَةِ، فَلَوْ لَا أَنِ الْهَدِيَّةُ لَأَهْلَلَتْ بِعُمْرَةِ). قَالَتْ : فَمَنْ مِنْ أَهْلِ بِعُمْرَةِ، وَمَنْ مِنْ أَهْلِ بِحَجَّ، وَكَثُرَ مِنْ أَهْلِ بِعُمْرَةِ، فَلَظَلَّنِي يَوْمَ عَرَفةَ وَأَنَا حَاضِرٌ، فَشَكَوْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : ((إِنَّهُمْ غَمْرَاتِكُمْ، وَأَنْقُضُنِي رَأْسَكُ وَأَنْتَسِطِي، وَأَهْلَكِي بِالْحَجَّ)). فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْنَةِ أَرْسَلَ مَعِيَ عَبْدَ الرَّحْمَنَ إِلَى التَّعْيِمِ، فَلَأَهْلَلَتْ بِعُمْرَةِ مَكَانَ غَمْرَتِي)). [راجح: ۲۹۴]

### ۶- بَابُ عُمْرَةِ التَّعْيِمِ

یہ خاص حضرت عائشہؓؑ نے آنحضرت ﷺ کی حکم سے کیا تھا بلی کسی صحابی سے متعلق نہیں کہ اس نے عمرہ کا احرام تعمیم سے باندھا ہونہ آنحضرت ﷺ نے کبھی ایسا کیا، امام ابن قیم نے زاد المعاڈ میں ایسا ہی کہا ہے۔ حافظ نے کہا کہ جب حضرت عائشہؓؑ نے بھک نبوی ایسا کیا تو اسکا مترقب ہونا ثابت ہو گیا اگرچہ اس میں تک نہیں کہ عمرہ کیلئے بھک خاص اپنے ملک سے سفر کر کے جانا افضل اور اعلیٰ ہے اور سلف کا اس میں اختلاف ہے کہ ہرسال ایک عمرہ سے زیادہ کر سکتے ہیں یا نہیں، امام بالکل نے ایک سے زیادہ کرنا مکروہ جانا ہے اور جمورو علماء نے ان کا خلاف کیا ہے اور امام ابو حیفہ رضی اللہ عنہ نے عرفہ اور یوم النحر اور ایام تشریق میں عمرہ کرنا مکروہ رکھا ہے۔ (وحیدی)

(۱۷۸۴) حدیثنا علی بن عبد الله حدیثنا سفیان عن عمرہ سمع عمزہ بن اوس أن عبد الرحمن بن أبي بکر رضي الله عنهما أخبره (أن النبي ﷺ أمره أن يزدف عائشة ويغيرها من التعیم). قال سفیان مرة: سمعت عمزہ، كم سمعته من عمزہ. [طرفہ فی : ۲۹۸۵]

(۱۷۸۵) حدیثنا محمد بن المشی حدیثنا عبد الوہاب بن عبد المجید عن حبیب المعلم عن عطاء حدیثی جابر بن عبد

آپ کے اصحاب نے حج کا احرام باندھا تھا اور آنحضرت ﷺ اور طلحہ بن عثیر کے سوا قربانی کسی کے پاس نہیں تھی۔ ان ہی دونوں میں حضرت علی بن عثیر یمن سے آئے تو ان کے ساتھ بھی قربانی تھی، انہوں نے کہا کہ جس چیز کا احرام رسول اللہ ﷺ نے باندھا ہے میرا بھی احرام وہی ہے، آنحضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کو (مکہ میں پہنچ کر) اس کی اجازت دے دی تھی کہ اپنے حج کو عمرہ میں تبدیل کر دیں اور بہت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سمی کر کے بال ترشاویں اور احرام کھول دیں، لیکن وہ لوگ ایسا نہ کریں جن کے ساتھ قربانی ہو۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ ہم متین سے حج کے لیے اس طرح سے جائیں گے کہ ہمارے ذکر سے منی نپک رہی ہو۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ جو بات اب ہوئی اگر پہلے سے معلوم ہوتی تو میں اپنے ساتھ ہدی نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو (اعمال عمرہ ادا کرنے کے بعد میں بھی احرام کھول دیتا) عائشہ رضی اللہ عنہا (اس حج میں) خاص نہ ہو گئی تھیں اس لیے انہوں نے اگرچہ تمام مناسک ادا کئے لیکن بیت اللہ کا طواف نہیں کیا۔ پھر جب وہ پاک ہو گئیں اور طواف کر لیا تو عرض کی یا رسول اللہ! سب لوگ حج اور عمرہ دونوں کر کے واپس ہو رہے ہیں لیکن میں صرف حج کر سکی ہوں، آپ نے اس پر عبد الرحمن بن ابی بکر عینستہ سے کہا کہ انہیں ہمراہ لے کر تعمیم جائیں اور عمرہ کر لائیں، یہ عمرہ حج کے بعد ذی الحجه کے ہی میڈنے میں ہوا تھا۔ آنحضرت ﷺ جب جمہر عقبہ کی ری کر رہے تھے تو سراقة بن مالک بن جعفر شمش آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھایا رسول اللہ! کیا یہ عمرہ اور حج کے درمیان احرام کھول دینا) صرف آپ ہی کے لئے ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے ہے۔

یزید کی روایت میں یوں ہے کیا یہ حکم خاص ہمارے لیے ہے، امام مسلم کی روایت میں یوں ہے سراقة کھڑا ہوا اور کہنے لگا یہ رسول اللہ کیا یہ حکم خاص اسی سال کے لیے ہے۔ آپ نے انگلیوں کو انگلیوں میں ڈالا اور دوبار فرمایا عمرہ حج میں ہمیشہ کے لئے شریک ہو گیا۔ نووی نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ حج کے میہون میں عمرہ کرنا درست ہوا اور جاہلیت کا قاعدہ ثوٹ گیا کہ حج کے میہون میں عمرہ کرنا نکرو ہے۔ بعض نے کہا مطلب یہ ہے کہ قرآن یعنی حج اور عمرے کو جمع کرنا درست ہوا اس باب کے لانے سے امام

بخاری کی غرض یہ ہے کہ تمت، جس میں قربانی ہے وہ یہ ہے کہ حج سے پہلے عمرہ کرے اور جو لوگ حج کے میتوں میں سارے ذی الحجه کو شامل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ذی الحجه میں حج کے بعد بھی عمرہ کرے تو وہ بھی تمت ہے اور اس میں قربانی یا روزے واجب نہیں، وہ اس حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی یویوں کی طرف سے قربانی کی تھی۔ جیسے ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اپنی یویوں کی طرف سے ایک گائے قربانی کی اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت عائشہؓ کی طرف سے قربانی دی اور شاید حضرت عائشہؓ کو اس کی خبر نہ ہو۔

## باب حج کے بعد عمرہ کرنا اور قربانی نہ دینا۔

(۱۷۸۶) ہم سے محمد بن شنی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے بھی قطان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے میرے والد عروہ نے خبر دی کہا کہ مجھے عائشہؓ نے خبر دی انہوں نے کہا کہ ذی الحجه کا چاند نکلنے والا تھا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ سے حج کیلئے چلے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو عمرہ کا احرام باندھنا چاہے وہ عمرہ کا باندھ لے اور جو حج کا باندھنا چاہے وہ حج کا باندھ لے، اگر میں اپنے ساتھ قربانی نہ لاتا تو میں بھی عمرہ کا ہی احرام باندھتا۔ چنانچہ بہت سے لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا اور بہنوں نے حج کا میں بھی ان لوگوں میں تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ مگر میں مکہ میں داخل ہونے سے پہلے حاضر ہو گئی، عرفہ کا دن آگیا اور ابھی میں حاضر ہی تھی، اس کا روتا میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے روئی۔ آپ نے فرمایا کہ عمرہ چھوڑ دے اور سرکھوں لے اور کنگھا کر لے پھر حج کا احرام آئی تو آنحضرت ﷺ نے میرے ساتھ عبد الرحمن کو شعیم بھیجا وہ مجھے اپنی سواری پر بیچھے بٹھا کر لے گئے وہاں سے عائشہؓ نے اپنے (چھوڑے ہوئے) عمرے کے بجائے دوسرے عمرہ کا احرام باندھا اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کا بھی حج اور عمرہ دونوں ہی پورے کر دیے نہ تو اس کیلئے انہیں قربانی لائی پڑی نہ صدقہ دینا پڑا اور نہ روزہ رکھنا پڑا۔

## باب عمرہ میں جتنی تکلیف ہو اتنا ہی ثواب ہے۔

## ۷- بَابُ الْأَعْتِمَارِ بَعْدَ الْحَجَّ بِغَيْرِ هَذِي

۱۷۸۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُقْتَشِيَ حَدَّثَنَا يَخْنُونَ حَدَّثَنِي هِشَامٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ أَخْبَرَنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: حَرَجَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُوَافِينَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (مَنْ أَحَبَ أَنْ يَهْلِ بِعُمْرَةَ، فَلْيَهْلِ وَمَنْ أَحَبَ أَنْ يَهْلِ بِحَجَّةَ فَلْيَهْلِ وَلَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لِأَهْلَلَتْ بِعُمْرَةِ). فَمِنْهُمْ مَنْ أَهَلَ بِعُمْرَةَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَهَلَ بِحَجَّةَ، وَكُنْتُ مِنْ أَهَلَ بِعُمْرَةَ، فَحَضَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَدْخُلَ مَكْهَةً، فَأَذْرَكَنِي يَوْمَ عَرْفَةَ وَأَنَا حَاضِرٌ، فَشَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ ((دَعِيَ عُمَرَتَكَ وَأَنْقُضِي رَأْسَكَ وَأَمْتَشِطِي، وَأَهِلِي بِالْحَجَّ))، فَفَعَلْتُ. فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصَبَةِ أَرْسَلَ مَعِيَ عَنْدَ الرَّحْمَنِ إِلَى الشَّعِيمِ، فَأَزَدَهَا، فَأَهَلَتْ بِعُمْرَةَ مَكَانَ عُمْرَتِهَا، فَقَضَى اللَّهُ حَجَّهَا وَعُمْرَتِهَا، وَلَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ هَذِي وَلَا صَدَقَةَ وَلَا صَوْمَ)). [راجح: ۲۹۴]

## ۸- بَابُ أَجْرِ الْعُمْرَةِ عَلَى قَدْرِ النُّصَبِ

(۷۸۷) ہم سے مدد نے بیان کیا، کما ان سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے این عون نے بیان کیا، ادا سے قاسم بن محمد نے اور دوسری (روایت میں) این عون ابراہیم سے روایت کرتے ہیں اور وہ اسود سے، انسوں نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! لوگ تو دونک (حج اور عمرہ) کر کے واپس ہو رہے ہیں لذر میں نے صرف ایک نک (حج) کیا ہے؟ اس پر ان سے کہا گیا کہ پھر انتشار کریں اور جب پاک ہو جائیں تو تعمیم جا کر وہاں سے (حرام کا) احرام باندھیں، پھر ہم سے فلاں جگہ آملیں اور یہ کہ اس عمرہ کا ثواب تمہارے خرچ اور محنت کے مطابق ملے گا۔

1787 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ ذُرْيَعَ حَدَّثَنَا أَبْنُ عَوْنَ عنِ الْفَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، وَعَنِ أَبْنِ عَوْنَ عنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْنَدِ، قَالَا: ((قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَصْدُرُ النَّاسُ بِسُكْنَيْنِ وَأَصْنُدُرُ بِسُكْنَيْنِ؟ فَقَيَّلَ لَهَا: ((أَنْتَظِرِي، فَإِذَا طَهَرْتِ فَاخْرُجِي إِلَى التَّعْمِيمِ فَأَهْلِي، ثُمَّ اتْتَا بِمَكَانِكَدَّا، وَلَكِنَّهَا عَلَى قَدْرِ نَفْقِيْكِ أَوْ نَصِيْكِ)).

[راجح: ۲۹۴]

**لَئِنْ شَاءَتْ** ابن عبدالسلام نے کہا کہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے، بعضی عبادتوں میں دوسری عبادتوں سے تکلیف اور مشقت کم ہوتی ہے لیکن ثواب زیادہ ملتا ہے، جیسے شب قدر میں عبادت کرنا رمضان کی کمی راتوں میں عبادت کرنے سے ثواب میں زیادہ ہے یا فرض نماز یا فرض زکوٰۃ کا ثواب نفل نمازوں اور نفل صدقوں سے بہت زیادہ ہے۔

بَابُ (حَجَّ كَبَّعْدِ) عُمْرَةِ كَرْنَےِ وَالْعُمْرَةِ كَاطْوَافَ كَرْكَ  
مَكَّةَ سَبَلَ دَےِ تَوْطَافَ وَدَاعَ كَ  
ضَرُورَتِ ہےِ يَانِيْسِ ہےِ۔

۹- بَابُ الْمُعْتَمِرِ إِذَا طَافَ طَوَافَ  
الْعُمْرَةَ ثُمَّ خَرَجَ، هَلْ يُخْرِجُهُ مِنْ  
طَوَافِ الْوَدَاعِ؟

(۷۸۸) ہم سے ابو عیین نے بیان کیا، کما ہم سے افلی بن حمید نے بیان کیا، ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حج کے میمنوں اور آداب میں ہم حج کا احرام باندھ کر مدینہ سے چلے اور مقام سرف میں پڑاؤ کیا، نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی نہ ہو اور وہ چاہے کہ اپنے حج کے احرام کو عمرہ سے بدل دے تو وہ ایسا کر سکتا ہے، لیکن جس کے ساتھ قربانی ہے وہ ایسا نہیں کر سکتا، نبی کریم ﷺ اور آپ کے بعض مقدور والوں کے ساتھ قربانی تھی، اس لیے ان کا (احرام صرف) عمرہ کا نہیں رہا، پھر نبی کریم ﷺ میرے یہاں تشریف لائے تو میں رو رہی تھی آپ نے دریافت فرمایا کہ روکیوں رہی ہو؟ میں نے کہا آپ نے اپنے

1788 - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حَمِيْدٍ عَنِ الْفَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: خَرَجْنَا مُهَلَّيْنَ بِالْحَجَّ فِي أَشْهَرِ الْحَجَّ وَحَرُومُ الْحَجَّ، فَنَزَّلَنَا سَوْفَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْنَابِيهِ: ((مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَذِهِ فَأَحْبَّ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَذِهِ فَلَا)). وَكَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَرِجَالٌ مِنْ أَصْنَابِيهِ ذَوِي فُؤُوْهُ الْمَهْدِيَّ فَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ عُمْرَةً. لَدَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أَنْكَى، فَقَالَ:

اصحاب سے جو کچھ فرمایا میں سن رہی تھی اب تو میرا عمرو ہو گیا آپ نے پوچھا کیا بات ہوئی؟ میں نے کہا کہ میں نماز نہیں پڑھ سکتی، (جیس کی وجہ سے) آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ کوئی حرج نہیں، تو بھی آدم کی بنیوں میں سے ایک ہے اور جو ان سب کے مقدار میں لکھا ہے وہی تمہارا بھی مقدر ہے، اب حج کا احرام باندھ لے شاید اللہ تعالیٰ تمہیں عمرہ بھی نصیب کرے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے حج کا احرام باندھ لیا پھر جب ہم (حج سے فارغ ہو کر اور) منی سے نکل کر محسب میں اترے تو آنحضرت ﷺ نے عبد الرحمن کو بلا یا اور ان سے کہا کہ اپنی بن کو حد حرم سے باہر لے جا (تعیم) تاکہ وہہاں سے عمرہ کا احرام باندھ لیں، پھر طواف و سعی کرو ہم تمہارا انتظار یہیں کریں گے۔ ہم آدمی رات کو آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے پوچھا کیا فارغ ہو گئے؟ میں نے کہا ہاں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد اپنے اصحاب میں کوچ کا اعلان کر دیا۔ بیت اللہ کا طواف و داع کرنے والے لوگ صحیح کی نماز سے پلے ہی روانہ ہو گئے اور مدینہ کی طرف چل دیئے۔

باب عمرہ میں ان ہی کاموں کا پرہیز ہے جن سے حج میں  
پرہیز ہے۔

(۱۷۸۹) ہم سے ابو عیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہام نے بیان کیا، ان سے عطا بن ابی رباخ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے صفوان بن یعلیٰ بن امیہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والدے کے نبی کریم ﷺ جعرانہ میں تھے، تو آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا جب پہنچے ہوئے اور اس پر خلوق یا زردوی کا نشان تھا۔ اس نے پوچھا مجھے اپنے عمرہ میں آپ کس طرح کرنے کا حکم دیتے ہیں؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر وحی نازل کی اور آپ پر کپڑا ذال دیا گیا، میری بڑی آرزو تھی کہ جب حضور ﷺ پر وحی نازل ہو تو میں آپ

((ما يَكِنُوك؟)) قَلْتُ: سَمِعْتُكَ تَقُولُ  
لَا أَنْهَاكَ مَا قَلْتَ، فَمَيْنَعُتُ الْعُمَرَةَ، قَالَ:  
((وَمَا هَذَا؟)) قَلْتُ: لَا أَصْنَعُ  
((فَلَا يَعْثُرُكَ، أَنْتَ مِنْ بَنَاتِ آدَمَ، كُبَّ  
عَلَيْكَ مَا كُبَّ عَلَيْهِنَّ، فَكُونِي فِي  
حَجَّتِكِ، عَسَى اللَّهُ أَنْ يَرْزُقَكِهَا)).

فَأَلْتَهُ، حَتَّى نَفَرْنَا مِنْ مِنْيَ فَتَرَنَا  
الْمُحَصَّبَ، فَلَدَعَا عَبْدُ الرَّحْمَنَ، فَقَالَ:  
((الْخُرُجُ بِأَخْيَكَ الْحَرَمَ، فَلَتَهِلِ بِعُمَرَةَ،  
ثُمَّ افْرُغَا مِنْ طَوَافِكُمَا، أَنْتَظِرْ كَمَا  
هُنَّا)). فَأَتَيْنَا فِي جَوْفِ النَّلِيلِ، فَقَالَ :  
((فَرَغْتَمَا؟)) قَلْتُ: نَعَمْ، فَنَادَى بِالرَّحِيلِ  
فِي أَصْنَاعِبِهِ، فَلَرَتَحَلَ النَّاسُ، وَمَنْ طَافَ  
بِالنَّيْتِ قَبْلَ صَلَةِ الصُّبْحِ، ثُمَّ خَرَجَ  
مُوجَهًا إِلَى الْمَدِينَةِ)). [راجع: ۲۹۴]

حافظ نے کہا اس روایت میں غلطی ہو گئی ہے مجھ یوں ہے لوگ چل کر ہوئے پھر آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ امام مسلم اور ابو داؤد کی روایتوں میں ایسا ہی ہے۔

۱۰ - بَابُ يَفْعَلُ فِي الْعُمَرَةِ مَا يَفْعَلُ  
فِي الْحَجَّ

۱۷۸۹ - حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ  
حَدَّثَنَا عَطَاءً قَالَ: حَدَّثَنِي صَفْوَانَ بْنَ  
يَعْلَى بْنِ أَمِيَّةَ يَعْنِي عَنْ أَبِيهِ ((أَنَّ رَجُلًا  
أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ بِالْجَعْرَانَةِ، وَعَلَيْهِ جَبَّةٌ  
وَعَلَيْهِ أَتْرُ الْخَلْوَقِ - أَوْ قَالَ صَفْرَةٌ -  
فَقَالَ: كَيْفَ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فِي عُمَرَةِي؟  
فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَسَيَرَ بِهِوبِ،  
وَوَدَّدَتْ أَنِي قَدْ رَأَيْتَ النَّبِيَّ ﷺ وَقَدْ أَنْزَلَ

کو دیکھوں۔ عمر بن بشیر نے فرمایا میں آؤں جی کشم لئے تھے پر جب وحی نازل ہو رہی ہو، اس وقت تم حضور ﷺ کو دیکھنے کے آرزو مند ہو؟ میں نے کہا ہاں! انہوں نے کپڑے کا کنارہ اٹھایا اور میں نے اس میں سے آپ کو دیکھا آپ زور زور سے خراٹے لے رہے تھے، میرا خیال ہے کہ انہوں نے بیان کیا "جیسے اونٹ کے سانس کی آواز ہوتی ہے" پھر جب وحی اترنی بند ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ پوچھنے والا کمال ہے جو عمرے کا حال پوچھتا تھا؟ اپنا جب اتار دے، غلوق کے اثر کو دھوڑال اور (زعفران کی) زردی صاف کر لے اور جس طرح ج میں کرتے ہو اسی طرح اس میں بھی کرو۔

(۱۷۹۰) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، اُنس بن ہشام بن عروہ نے، اُنس بن الـ عروہ بن نبیر نے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔۔۔ جبکہ ابھی میں نو عمر تھا۔۔۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "صفا اور مروہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں اس لیے جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لیے ان کی سعی کرنے میں کوئی گناہ نہیں" اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی ان کی سعی نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہ ہو گا۔ یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہرگز نہیں۔ اگر مطلب یہ ہوتا جیسا کہ تم بتا رہے ہو پھر تو ان کی سعی نہ کرنے میں واقعی کوئی حرج نہیں تھا، لیکن یہ آیت تو انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو منات بنت کے نام کا احرام باندھتے تھے جو قدید کے مقابل میں رکھا ہوا تھا وہ صفا اور مروہ کی سعی کو اچھا نہیں سمجھتے تھے، جب اسلام آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا اور اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں اس لئے جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لئے ان کی سعی کرنے میں کوئی گناہ نہیں" سفیان اور ابو معاویہ نے ہشام سے یہ زیادتی نکالی ہے کہ جو کوئی صفا مروہ کا پھیرانہ کرے تو اللہ اس کا

علیہ الْوَحْيُ. فَقَالَ عُمَرُ : تَعَالَى، أَيْسِرْكَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْوَحْيَ؟ قَلَّتْ : نَعَمْ، فَرَفَعَ طَرْفَ الْفَرْبَ، فَنَظَرَتْ إِلَيْهِ لَهُ غَطِيطٌ - وَأَخْسِبَهُ قَالَ: كَعَطِيطِ الْبَكْرِ - فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ؟ اخْلَعْ عَنْكَ الْجَبَةَ، وَأَغْسِلْ أَثْرَ الْخَلُوقَ عَنْكَ وَأَنْقِ الصَّفَرَةَ، وَاصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعْ فِي حَجَّكَ)). [راجع: ۱۵۳۶]

۱۷۹۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ غُزَّةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ: ((قَلَّتْ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ - وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السُّنْنِ - أَرَأَيْتَ قَوْلَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَابِ اللَّهِ، فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اغْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطْوِفَ بِهِمَا﴾). فَلَا أَرَى عَلَى أَحَدٍ شَيْئًا أَنْ لَا يَطْوِفَ بِهِمَا. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَلَّا، لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولُ كَانَتْ - فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطْوِفَ بِهِمَا، نَمَّا أَنْزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةَ فِي الْأَنْصَارِ، كَانُوا يُهَلُّونَ لِمَنَّا، وَكَانَتْ مَنَّا حَدُّوْ قَدِيدَ، وَكَانُوا يَتَحَرَّجُونَ أَنْ يَطْوِفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَلَمَّا جَاءَ الإِسْلَامُ سَأَلَوْا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَابِ اللَّهِ، فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اغْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ

حج اور عمرہ پورانہ کرے گا۔

عَلَيْهِ أَن يَطُوفَ بِهِمَاۤ۝ . زَادَ سُفِيَّاً وَأَبْوَأَ  
مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ: مَا أَتَمَ اللَّهُ حَجَّ  
إِمْرِيٌّ وَلَا غَمْرَةً مَا لَمْ يَطْفَنْ بَيْنَ الصَّفَّا  
وَالْمَزْوَةِ۔ [راجع: ۱۶۴۳]

یہ اس لئے کہ اللہ پاک نے صفا اور مروہ پہاڑیوں کو بھی اپنے شعائر قرار دیا ہے اور اس سی سے ہزار ہا سال قبل کے اس واقعہ کی یاد تازہ ہوتی ہے جب کہ حضرت ہاجرہ ملیہ السلام نے اپنے نور نظر اسماعیل علیہ السلام کے لئے بیان پانی کی تلاش میں چکر لگائے تھے اور اس موقع پر چشمہ زرمم کا ظہور ہوا تھا۔

### باب عمرہ کرنے والا حرام سے کب نکلتا ہے؟

اور عطاء بن ابی ریاح نے جابر بن عبد اللہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو یہ حکم دیا کہ حج کے احرام کو عمرہ سے بدل دیں اور طواف (بیت اللہ اور صفا مروہ) کریں پھر بالترشا کر احرام سے نکل جائیں۔

**لئے جائیں** ابن بطال نے کہا میں تو علماء کا اختلاف اس باب میں نہیں جانتا کہ عمرہ کرنے والا اس وقت حلال ہوتا ہے جب طواف اور سعی سے فارغ ہو جائے، مگر ابن عباس سعی سے ایک شاذ قول منقول ہے کہ صرف طواف اور سعی کرنے سے حلال ہو جاتا ہے اور اسحاق بن راہویہ (استاذ امام بخاری) نے اسی کو اختیار کیا ہے اور امام بخاری نے یہ باب لا کر ابن عباس سعی کے نہ ہب کی طرف اشارہ کیا اور قاضی عیاض نے بعض اہل علم سے نقل کیا ہے کہ عمرہ کرنے والا جماں حرم میں پہنچا وہ حلال ہو گیا گو طواف اور سعی نہ کرے مگر صحیح بات وہی ہے جو باب اور حدیث سے ظاہر ہے۔

(۱۷۹۱) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے جریر نے، ان سے اسماعیل نے، ان سے عبد اللہ بن ابی اویٰ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ بھی کیا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ عمرہ کیا، چنانچہ جب آپ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے پسلے (بیت اللہ کا) طواف کیا اور آپ کے ساتھ ہم نے بھی طواف کیا، پھر صفا اور مروہ آئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ آئے۔ ہم آپ کی مکہ والوں سے حفاظت کر رہے تھے کہ کیسی کوئی کافر تیرنہ چلا دے، میرے ایک ساتھی نے این ابی اوی سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں اندر داخل ہوئے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔

(۱۷۹۲) کہا انہوں نے پھر پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ **بنت خزیمہ** کے متعلق کیا کچھ فرمایا تھا؟ انہوں نے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا

### ۱۱ - بَابُ مَتَى يَحْلُّ الْمُعْتَمِرُ؟

وَقَالَ عَطَاءُ عَنْ جَابِرٍ ﷺ  
((أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَصْحَابَهُ أَن يَجْعَلُوهَا  
غُمَرَةً وَيَطُوفُوا، ثُمَّ يَقْصُرُوا وَيَحْلُوا)).

(۱۷۹۱) حدثنا إسحاقُ بنُ إبراهِيمَ عَنْ جَوَنِيِّ عَنْ إسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُوفِيِّ قَالَ: ((اغْتَمِرْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاغْتَمِرْنَا مَعَهُ، فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ طَافَ وَطَفَقْنَا مَعَهُ، وَأَتَى الصَّفَا وَالْمَزْوَةَ وَأَتَيْنَاهَا مَعَهُ، وَكُنَّا نَسْتَرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ أَن يَرْمِيَهُ أَحَدٌ. فَقَالَ لَهُ صَاحِبُ لِي: أَكَانَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ؟ قَالَ: لَا)). [راجع: ۱۶۰۰]

(۱۷۹۲) قَالَ فَحَدَّثَنَا مَا قَالَ لِخَدِيجَةَ قَالَ: ((بَشِّرُوا خَدِيجَةَ بِيَتِتِ فِي الْجَنَّةِ

تھا ”خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ایک موئی کے گھر کی بشارت ہو، جس میں نہ کسی قسم کا شور و غل ہو گا نہ کوئی تکلیف ہوگی۔“

(۱۷۹۳) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عبینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے کہا کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا جو عمرہ کے لئے بیت اللہ کا طواف تو کرتا ہے لیکن صفا اور مروہ کی سعی نہیں کرتا، کیا وہ (صرف بیت اللہ کے طواف کے بعد) اپنی یوں سے ہم بستر ہو سکتا ہے؟ انہوں نے اس کا جواب یہ دیا کہ نبی کریم ﷺ (کریم) تشریف لائے اور آپ نے بیت اللہ کا سات چکروں کے ساتھ طواف کیا، پھر مقام ابراہیمؑ کے قریب دور کعت نماز پڑھی، اس کے بعد صفا اور مروہ کی سات مرتبہ سعی کی ”اور رسول اللہ ﷺ کی زندگی تمارے لئے بہتر نہ نہیں ہے۔“

(۱۷۹۴) انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا صفا اور مروہ کی سعی سے پہلے اپنی یوں کے قریب بھی نہ جانا چاہیے۔

(۱۷۹۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، ان سے غدر محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قیس بن مسلم نے بیان کیا ان سے طارق بن شاہب نے بیان کیا، اور ان سے ابو موسیٰ اشعری نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بطور میں حاضر ہوا آپ وہاں (حج) کے لئے جاتے ہوئے اترے ہوئے تھے آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا تمہارا حج ہی کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا، ہی ہاں۔ آپ نے پوچھا اور احرام کس چیز کا باندھا ہے؟ میں نے کہا میں نے اسی کا احرام باندھا ہے، جس کا نبی کریم ﷺ نے احرام باندھا ہو، آپ نے فرمایا تو نے اچھا کیا، اب بیت اللہ کا طواف اور صفا اور مروہ کی سعی کر لے پھر احرام کھول ڈال، چنانچہ میں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کی سعی، پھر میں بنو قیس کی

من قصبه، لا صغرب فيه ولا نصب). [طرفہ فی : ۳۸۱۹]

(۱۷۹۳) - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفيَّانَ عَنْ عَمْرُو بْنِ دِينَارِ قَالَ : ((سَأَلْتُ أَبِي عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ فِي عُمْرَةٍ وَلَمْ يَطُوفْ بَيْنَ الصَّفَّا وَالْمَرْوَةِ، أَيُّ الْأَيْمَنَةِ ؟ فَقَالَ : قَلِيمُ النَّبِيِّ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا، وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ، وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَّا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا، هَلْقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أَسْنَةً حَسَنَةً)).

[راجح: ۳۹۵]

(۱۷۹۴) - قَالَ وَسَأَلَنَا جَابِرٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ : ((لَا يَقْرَبُهَا حَتَّى يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَّا وَالْمَرْوَةِ)).

[راجح: ۳۹۶]

(۱۷۹۵) - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غَنْدَرَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ : ((قَدِيمَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالْبَطْحَاءِ وَهُوَ مُبِينٌ فَقَالَ : ((أَحَجَجْتَ؟)) قُلْتَ : نَعَمْ. قَالَ : ((بِمَا أَهْلَلْتَ؟)) قُلْتَ : تَيْكَ يَا هَلَالَ كَيْأَهْلَلَ النَّبِيِّ ﷺ . قَالَ : ((أَخْسَنْتَ)), طَفَّ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَّا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَحَلَّ فَطَفَّ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَّا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ أَتَيْتُ اغْرَأَةً مِنْ قَيْسٍ فَقَلَّتْ رَأْسِي، ثُمَّ

ایک عورت کے پاس آیا اور انہوں نے میرے سر کی جو میں نکالیں، اس کے بعد میں نے حج کا احرام باندھا۔ میں (آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد) اسی کے مطابق لوگوں کو مسئلہ بتایا کرتا تھا، جب عمر بن شٹح کی خلافت کا دور آیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمیں کتاب اللہ پر عمل کرنا چاہیے کہ اس میں ہمیں (حج اور عمرہ) پورا کرنے کا حکم ہوا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرنا چاہیے کہ اس وقت آپ نے احرام نہیں کھولا تھا جب تک ہدی کی قربانی نہیں ہو گئی تھی۔ المذاہدی ساتھ لانے والوں کے واسطے ایسا ہی کرنے کا حکم ہے۔

(۱۷۹۶) ہم سے احمد بن عیینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، انہیں عمرو نے خبر دی، انہیں ابوالاسود نے کہ اسماء بنت ابی بکرؓ کے غلام عبد اللہ نے ان سے بیان کیا، انہوں نے اسماء رضی اللہ عنہا سے ساختا، وہ جب بھی جھونپھاڑ سے ہو کر گزرتیں تو یہ کہتیں ”رجتیں نازل ہوں اللہ کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، ہم نے آپ کے ساتھ یہیں قیام کیا تھا، ان دونوں ہمارے (سامان) بست ہلکے چلکے تھے سواریاں اور زاد راہ کی بھی کسی تھی“ میں نے ”میری بہن عائشہؓ نے زیر، اور فلاں فلاںؓ نے عمرہ کیا اور جب بیت اللہ کا طواف کرچکے تو (صفا اور مرودہ کی سمی کے بعد) ہم حلال ہو گئے، حج کا احرام ہم نے شام کو باندھا تھا۔

### باب حج، عمرہ یا جہاد سے واپسی پر کیا دعا پڑھی جائے۔

(۱۷۹۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہمیں امام مالک نے خبر دی، انہیں تافع نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ یا حج و عمرہ سے واپس ہوتے تو جب بھی کسی بلند جگہ کا چڑھاؤ ہوتا تو تم مرتبتہ اللہ اکبر کہتے اور یہ دعاء پڑھتے ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ملک اسی کا ہے اور حمد اسی کے لئے“

أَهْلَلتُ بِالْحَجَّ، فَكَنْتُ أَفْيَ بِهِ حَتَّى كَانَ فِي حِلَالَةِ عُمَرَ فَقَالَ : إِنَّ أَخْدَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالصَّالِحَاتِ، وَإِنَّ أَخْدَنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ فَإِنَّهُ لَمْ يَجِدْ حَتَّى يَتَلَغَّظَ الْهَدَى مَحْلَلَهُ)). [راجح: ۱۵۰۹]

۱۷۹۶ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ عَيْنَى حَدَّثَنَا أَنْ وَهْبَ أَخْبَرَنَا عَمْرُو عَنْ أَبِيهِ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَنْهُ اللَّهُ مَوْلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيهِ بَكْرٍ حَدَّثَهُ ((أَنَّهُ كَانَ يَسْمَعُ أَسْمَاءَ تَقُولُ كُلُّمَا مَرَّتْ بِالْحَجَّوْنِ : صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ، لَقَدْ نَزَّلَنَا مَعْنَى هَذَا وَتَعْنُ يَوْمَيْلَهُ خِفَافٌ، قَلِيلٌ ظَهَرَنَا، قَلِيلٌ أَزْوَادُنَا، فَاغْتَرَّتْ أَنَا وَأَخْتِي عَالِشَةُ وَالزَّبِيرُ وَفَلَانٌ وَفَلَانٌ، فَلَمَّا مَسَخَنَا أَبْيَتْ أَخْلَقَنَا ثُمَّ أَهْلَقَنَا مِنَ الْغَشْنِ بِالْحَجَّ)). [راجح: ۱۶۱۵]

۱۲ - بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنْ الْحَجَّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَوِ الْغَزْوِ؟

۱۷۹۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَلَّ مِنْ غَزْوَةٍ أَوْ حَجَّ أَوْ عُمْرَةً يَكْبِرُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ ثُمَّ يَقُولُ : ((لَا إِلَهَ إِلَّا

ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے، ہم واپس ہو رہے ہیں، 'توبہ کرتے ہوئے' عبادت کرتے ہوئے اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور اس کی حمد کرتے ہوئے، اللہ نے اپنا وعدہ چاکر دکھایا اپنے بندے کی مدد کی اور سارے لشکر کو تھا شکست دے دی۔ فتح مکہ کی طرف اشارہ ہے۔

اللَّهُ وَحْدَةٌ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ  
الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.  
آئِيُون، قَائِمُونَ، عَابِدُونَ، سَاجِدُونَ، لِوَبِّـا  
خَامِدُونَ. صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ،  
وَهَزَمَ الْأَخْرَابَ وَخَنَّدَهُ).

[اطرافہ فی: ۲۹۹۵، ۳۰۸۴، ۴۱۱۶]

. [۶۲۸۵]

**باب مکہ آنے والے حاجیوں کا استقبال کرنا اور تین آدمیوں کا ایک سواری پر چڑھنا۔**

(۱۷۹۸) ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے خالد نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے تو بنو عبدالمطلب کے چند بچوں نے آپ کا استقبال کیا، آپ نے ایک بچے کو (اپنی سواری کے) آگے بھالیا اور دوسرا کو پیچھے۔

### ۱۳ - بَابُ اسْتِقبَالِ الْحَاجِ الْقَادِمِينَ، وَالثَّلَاثَةُ عَلَى الدَّائِبَةِ

۱۷۹۸ - حَدَّثَنَا مَعْلَىٰ بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا  
يَزِيدُ بْنُ زُرْبَيْعٍ حَدَّثَنَا حَالِدٌ عَنْ عَكْرَمَةَ  
عَنْ أَبِنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ:  
((لَمَّا قَدِيمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَهُ أَغْيَنِمَةً  
بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَحَمِلَ وَاحِدًا تَبَيْنَ  
يَدِيهِ وَآخَرَ حَلْفَهُ)).

[طرفہ فی : ۵۹۶۵، ۵۹۶۶]

علوم ہوا کہ حاجی کا آگے جا کر استقبال کرنا بھی سنت ہے مگر ہمارے پھول کا مروجہ رواج ایسا ہے جس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں اور اس سے ریا، نمود، عجب کا بھی خطرہ ہے۔ لہذا ابھی حاجی کو ان چیزوں سے ضرور پر بیہز کرنا لازم ہے ورنہ خطرہ ہے کہ سفر جو کے لئے جو قرآنیاں دی ہیں وہ رائیگاں جائیں اور بجائے ثواب کے حج اثاباً عذاب بن جائے کیونکہ ریا، نمود، عجب ایسی بیماریاں ہیں جن سے نیک اعمال اکارت ہو جاتے ہیں۔ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اونٹ وغیرہ پر بشرطیکہ ان جانوروں میں طاقت ہو یہک وقت تین آدمی سواری کر سکتے ہیں، بنو عبدالمطلب کے استقبال کو آئے اس سے خاندانی محبت جو فطری چیز ہے اس کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ نوجوانان خاندان عبدالمطلب کے شان میں مکہ شریف میں داخل ہو سکتی ہے کہ آج ان کے ایک بزرگ ترین فردو رسول معظم، سرداری آدم، فخر دو عالم ﷺ کی شان میں ذکر ہے ہیں۔ آج وہ قسم پوری ہوئی جو قرآن مجید میں ان لفظوں میں بیان کی گئی تھی لا اقسام بھدا البلد توراة کا وہ نوشہ پورا ہوا جس میں ذکر ہے کہ فاران سے ہزار ہا قد سیوں کے ساتھ ایک نور ظاہر ہوا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بچوں سے پیار محبت شفقت کا بر تاؤ کرنا بھی سنت نبوی ہے۔

### ۱۴ - بَابُ الْقُدُومِ بِالْغَدَاءِ

### ۱۷۹۹ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ الْحَجَاجَ

(۱۷۹۹) ہم سے احمد بن حجاج نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے انس

بن عیاض نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ تشریف لے جاتے تو مسجد شجوہ میں نماز پڑھتے۔ اور جب واپس ہوتے تو ذوالحیفہ کی وادی کے نشیب میں نماز پڑھتے۔ آپ صبح تک ساری رات دین رہتے۔

حدَّثَنَا أَنْسُ بْنُ عَيَّاضٍ عَنْ غَبِيبِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ، وَإِذَا رَجَعَ صَلَّى بِنْيَ الْحُنَيفَةِ بِطْنَ الْوَادِيِّ، وَبَاتَ حَتَّى يُضَيِّنَ)). [راجع: ۴۸۴]

پھر مدینہ میں دن میں تشریف لاتے المذا مناسب ہے کہ مسافر خاص طور پر سفرج سے واپس ہونے والے دن میں اپنے گھروں میں تشریف لائیں کہ اس میں بھی شارع علیہ السلام نے بست سے مصالح کو مد نظر رکھا ہے۔

### باب شام میں گھر کو آنا۔

(۱۸۰۰) ہم سے موسیٰ بن اساعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہام نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے بیان کیا، ان سے انس بن شیر نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سفر سے) رات میں --- گھر نہیں پہنچتے تھے یا صبح کے وقت پہنچ جاتے یا دوپہر بعد (زوال سے لے کر غروب آفتاب تک کسی بھی وقت تشریف لاتے۔

باب آدمی جب اپنے شریں پہنچ تو گھر میں رات میں نہ جائے۔

(۱۸۰۱) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے مخارب بن دثار نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سفر سے) گھر رات کے وقت اترنے سے منع فرمایا۔

یہ اس لئے کہ گھر میں یوں صاحبہ نہ معلوم کس حالت میں ہوں، اس لئے اوب کا تقاضہ ہے کہ دن میں گھر میں داخل ہوتا کہ یوں کو گھر کے صاف کرنے، خود صاف بننے کا موقع حاصل رہے، اچانک رات میں داخل ہونے سے بست سے مفاسد کا خطہ ہو سکتا ہے۔ حدیث جابر میں فرمایا لعمنسٹ الشعنۃ تاکہ پریشان بال والی اپنے بالوں میں لگانگی کر کے ان کو درست کر لے اور اندر وہی صفائی کی ضرورت ہو تو وہ بھی کر لے۔

باب جس نے مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ کر اپنی سواری تیز کر دی (تاکہ جلد سے جلد اس پاک شریں داخلہ نصیب ہو)

### ۱۵ - بَابُ الدُّخُولِ بِالْعَشِيِّ

۱۸۰۰ - حدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقِ بْنِ عَنْبَدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنْسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ، كَانَ لَا يَدْخُلُ إِلَّا غَدْرَةً أَوْ عَشِيَّةً)).

۱۶ - بَابُ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ إِذَا بَلَغَ الْمَدِينَةَ

۱۸۰۱ - حدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا)). [راجع: ۴۴۳]

۱۷ - بَابُ مَنْ أَسْرَعَ نَاقَةً إِذَا بَلَغَ الْمَدِينَةَ

(۱۸۰۲) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، کہا کہ مجھے حمید طویل نے خبر دی انہوں نے انس بن مالک بن شوہ سے سنا کہ آپ نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ سفر سے مدینہ واپس ہوتے اور مدینہ کے بالائی علاقوں پر نظر پڑتی تو اپنی اوشنی کو تیز کر دیتے، کوئی دوسرا جانور ہوتا تو اسے بھی ایڑا گاتے۔ ابو عبد اللہ امام بخاری نے کہا کہ حارث بن عمر نے حمید سے یہ تلفظ زیادہ کئے ہیں کہ ”مدینہ سے محبت کی وجہ سے سواری تیز کر دیتے تھے۔“

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے اور ان سے انس بن شوہ نے (درجات کے بجائے) جدرات کما، اس کی متابعت حارث بن عمر نے کی۔

۱۸۰۲ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مُرِيمٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَمِيدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَّهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَأَبْصِرَ دَرَجَاتَ الْمَدِينَةِ أَوْ ضَعَفَ نَافِقَةً، وَإِنْ كَانَتْ ذَاهِبًا حَرَكَهَا)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ زَادُ الْحَارِثُ بْنُ غَمَبْرٍ عَنْ حَمِيدٍ ((حَرَكَهَا مِنْ حَبَّهَا)). حَدَّثَنَا فَيْيَةً حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ حَمِيدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: ((جَذْرَاتٌ)). قَابِعَةُ الْحَارِثُ بْنُ غَمَبْرٍ.

[طرفة فی : ۱۸۸۶]

حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ آخرت میں کے اس طرز عمل سے وطن کی محبت کی مشروطیت ثابت ہوتی ہے انسان جہاں پیدا ہوتا ہے، اس جگہ سے محبت ایک فطری جذبہ ہے سفر میں بھی اپنے وطن کا اشتیاق بلی رہتا ہے۔ الفرض وطن سے محبت ایک قدرتی بات ہے اور اسلام میں یہ نہ صورت نہیں ہے مشور مقولہ ہے حب الوطن من الإيمان وطنی محبت بھی ایمان میں داخل ہے۔ جدرات یعنی مدینہ کے گھروں کی گھروں کی دیواروں پر نظر پڑتی تو آپ سواری تیز فرا دیتے تھے۔ بعض روایتوں میں دو حادث کا لفظ آیا ہے یعنی مدینہ کے درخت نظر آنے لگتے تو آپ اپنے وطن کی محبت میں سواری تیز کر دیتے۔ آپ حج کے یا جہاد وغیرہ کے جس سفر سے بھی لوئے اسی طرح اطمینان محبت فرمایا کرتے تھے۔

**باب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ گھروں میں دروازوں سے داخل ہوا کرو۔**

(۱۸۰۳) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوالصالح نے کہ میں نے براء بن عازب بن شوہ سے سنا انہوں نے کہا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی انصار جب حج کے لئے آئے تو (حرام کے بعد) گھروں میں دروازوں سے نہیں جاتے بلکہ دیواروں سے کوکر (گھر کے اندر) داخل ہوا کرتے تھے پھر (اسلام لانے کے بعد) ایک انصاری شخص آیا اور دروازے سے گھر میں داخل ہو گیا اس پر لوگوں نے لعنت ملamt کی تو یہ وہی نازل ہوئی کہ ”یہ کوئی نیک نہیں ہے کہ گھروں میں پیچھے سے (دیواروں پر چڑھ کر

۱۸۰۳ - بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى هُوَ أَنْوَرُ الْبَيْوَتِ مِنْ أَبْنَوْا إِلَيْهَا [البقرة: ۱۸۹]

۱۸۰۴ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ شَعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقِ قَالَ: سَمِعَتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((نَزَّلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِينَا، كَانَتْ الْأَنْصَارُ إِذَا حَجَّوْا فَجَاؤُوا لَمْ يَدْخُلُوا مِنْ قِبْلِ أَبْوَابِ بَيْوَتِهِمْ، وَلَكِنْ مِنْ ظُهُورِهَا، لِجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَخَلَ مِنْ قِبْلِ بَابِهِ، فَكَانَهُ غَيْرَ بَذِلَكَ، فَنَزَّلَتْ: هُوَ أَنْسَ الْبَرِّ بِأَنَّ تَأْتُوا الْبَيْوَتَ مِنْ ظُهُورِهَا، وَلَكِنْ

**أَوْ بَلْهُ نِكَ وَثُنْجٌ هُبْ جُو تَقْوِيَ اخْتِيَارَ كَرَّهُ اُورْ گُمُونَ مِنْ انْ  
أَنْبَاهُمْ).** [طرفہ فی : ۴۵۱۲].

کے دروازوں سے آیا کرو۔"

**لشیخ** حمد جاہیت میں قریش کے علاوہ عام غرب لوگ جس سے واپس ہوتے وقت گمتوں کے دروازوں سے آتا میوب سمجھتے اور دروازے کا سایہ سر پڑنا منحوس جاتے، اس لئے گمتوں کی دیواروں سے چاند کرتے۔ قرآن مجید نے اس غلط خیال کی تردید کی۔ وہ آنے والا انصاری جس کا روایت میں ذکر ہے قلبہ بن عامر انصاری تھا۔ ابن خزیمہ اور حاکم کی روایت میں اس کی صراحت ہے اس کا نام رفاس بن تابوت بتایا ہے۔ قرآن مجید کی آیت مذکورہ بہت سے اسلامی اسرائی امور کے بیان پر مشتمل ہے۔ آنے والے بزرگ کی تفصیلات کے سلسلہ میں حافظ ابن حجر کا بیان یہ ہے فی صحيحهمما من طريق عمار ابن ذريق عن الأعمش عن أبي سفيان عن جابر قال كانت قريش تدعى الحمس و كانوا يدخلون من الأبواب في الاحرام و كانت الانصار و سائر العرب لا يدخلون من الأبواب في بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم في بستان فخرج معه قطبة بن عامر الانصاري فقالوا يا رسول الله ان قطبة رجل فاجر فإنه خرج معك من الباب فقال ما حملك على ذلك فقال رايتك فعلته ففعلت كما فعلت قال اني احمس قال فان دينك فائز الله الاية الخ (فتح الباري) یعنی قریش کو حمس کے نام سے پکارا جاتا تھا اور صرف وہی حالت احرام میں اپنے گمتوں میں دروازوں سے داخل ہو سکتے تھے ایسا عبد جاہیت کا خیال تھا اور الانصار بلکہ تمام الی عرب اگر حالت احرام میں اپنے گمتوں کو آتے تو دروازے سے داخل نہ ہوتے بلکہ پیچھے کی دیوار چاند کر گھر آیا کرتے تھے۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ ایک باغ کے دروازے سے باہر تشریف لائے تو آپ کے ساتھ یہ قلبہ بن عامر انصاری بھی دروازے سے ہی آگئے۔ اس پر لوگوں نے ان کو لعن طعن شروع کی بلکہ فاجر تک کہہ دیا، آنحضرت ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم نے ہمیں ایسا کیا کیوں تو انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ آپ نے کیا تو آپ کی ابتعث میں میں نے بھی ایسا کیا آپ نے فرمایا میں تو ہمیں ہوں انہوں نے کہا کہ حضور دین اسلام جو آپ کا ہے وہی میرا ہے۔ اس پر یہ آیت شریف نازل ہوئی۔

## ١٩- بَابُ السَّفَرِ قِطْعَةٌ مِنَ

### الْعَذَابِ

عذاب ہے

ابن تیمیہ نے کہا اس باب کو لا کرام بخاری نے اشارہ کیا کہ گھر میں رہنا جاہدہ سے افضل ہے، حافظ نے کہا اس پر اعتراض ہے اور شاہید امام بخاری رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہو کہ جو اور عمرہ سے فارغ ہو کر آدمی اپنے گھر واپس ہونے کے لیے جلدی کرے۔ گھر والوں سے زیادہ دن تک غیر حاضر ہو کر رہنا اچھا نہیں۔

(١٨٠٣) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعینی نے بیان کیا، ان سے ہمی نے، ان سے ابو صالح نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر عذاب کا ایک لکڑا ہے، اُوئی کو کھانے پینے اور سونے (ہر ایک چیز) سے روک دیتا ہے، اس لئے جب کوئی اپنی ضرورت پوری کر چکے تو فوراً گھر واپس آجائے۔

٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيْ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ قَالَ: ((السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ: يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَتَوْمَهُ. فَإِذَا قَضَى نَهَمَّةَ فَلَا يَنْبَغِيلُ إِلَى أَفْلَلِ)).

[طرفہ فی : ٣٠٠١، ٥٤٢٩].

یہ اس زمانہ میں فرمایا گیا جب گھر سے باہر نکل کر قدم قدم پر بے حد تکالیف اور خطرات کا مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔ آج کل سفر میں بہت

یہ آسانیاں سیاہ ہو گئی ہیں مگر پھر بھی رسول برحق بیٹھ کا فرمان اپنی جگہ پر حق ہے، ہوائی جہاز موژ جس میں بھی سفر ہو بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، بہت سے ناموافق حالات سامنے آتے ہیں جن کو دیکھ کر بے ساختہ منہ سے نکل پڑتا ہے، سفر بالا واقع عذاب کا ایک گلزار ہے۔ ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ سفر عذاب کا گلزار کیوں ہے فواؤ جواب دیا لان فہ فرق الاحباب اس لئے کہ سفر میں احباب سے جدا ہی ہو جاتی ہے اور یہ بھی ایک طرح سے روحانی عذاب ہے۔ امام بخاری و حنبلیہ کا نشانے باب یہ ہے کہ حاجی کو حج کے بعد جلد ہی وطن کو واپس ہونا چاہیے۔

### باب سافر جب جلد چلنے کی کوشش کر رہا ہو اور اپنے اہل میں جلد پنچنا چاہے۔

(۱۸۰۵) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھے زید بن اسلم نے خبر دی، ان سے ان کے باپ نے بیان کیا کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ کے راستے میں تھا کہ انہیں (اپنی بیوی) صفیہ بنت ابی عبید کی سخت بیماری کی خبر ملی اور وہ نمایت تیزی سے چلنے لگے، پھر جب سرفی غروب ہو گئی تو سواری سے نیچے اترے اور مغرب اور عشاء ایک ساتھ ملا کر پڑھیں، اس کے بعد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب جلدی چلتا ہوتا تو مغرب میں دیر کر کے دونوں (عشاء اور مغرب) کو ایک ساتھ ملا کر پڑھتے تھے۔

### ۲۰ - بَابُ الْمُسَافِرِ إِذَا جَدَ بِهِ السَّيْرُ يُعَجَّلُ إِلَى أَهْلِهِ

۱۸۰۵ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرِيمٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدٌ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِطَرِيقٍ مَكْهَةَ، فَلَبَّغَهُ عَنْ صَفَيَّةِ بِنْتِ أَبِي عَبَّادٍ شَدَّةُ وَجْنِي، فَأَسْرَعَ السَّيْرَ، حَتَّى إِذَا كَانَ بَعْدَ غَرْبَ الشَّفَقِ نَزَّلَ فَصْلَى الْمَغْرِبِ وَالْغَنَّمَةَ - جَمَعَ بَيْنَهُمَا - ثُمَّ قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ إِذَا جَدَ بِهِ السَّيْرُ أَخْرَى الْمَغْرِبَ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا)).

[راجع: ۱۰۹۱]

یہ اس لئے کہ اسلام سرا سردین فطرت ہے، زندگی میں بسا اوقات ایسے موقع آ جاتے ہیں کہ انسان وقت پر نماز ادا کرنے سے سرا سر مجروب ہو جاتا ہے ایسی حالت میں یہ سولت رکھی گئی کہ دو نمازوں ملا کر پڑھ لی جائیں، اگلی نماز مثلاً عشاء کو پہلی یعنی مغرب میں ملا جائے یا پھر پہلی نمازوں کو دیر کر کے اگلی یعنی عشاء میں ملایا جائے ہر دو امر جائز ہیں مگر یہ سخت مجبوری کی حالت میں ہے ورنہ نماز کا ادا کرنا اس کے مقررہ وقت ہی پر فرض ہے۔ ارشاد باری ہے «ان الصلوة كانت على المؤمنين كتاباً موقوتاً» اہل ایمان پر نماز کا بروقت ادا کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔

مسائل و احکام حج کے سلسلہ میں آداب سفر پر روشنی ڈالنا ضروری تھا۔ جب کہ حج میں از اول تا آخر سفری سفر سے سابقہ پڑتا ہے، اگرچہ سفر عذاب کا ایک گلزار ہے مگر سفر و سیلہ ظفر بھی ہے جیسا کہ سفر حج ہے۔ اگر عند اللہ یہ قبول ہو جائے تو حاجی اس سفر سے اس حالت میں گھروابیں نوتا ہے کہ گویا وہ آج ہی مال کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ یہ اس سفری کی برکت ہے کہ مفترض اللہ کا عظیم خزانہ نصیب ہوا بہر حال آداب سفر میں سب سے اولین ادب فرض نماز کی محافظت ہے۔ پس مرد مسلمان کی یہ یعنی ساعات مندی ہے کہ وہ سفر و حضر میں ہر جگہ نماز کو اس کے آداب و شرائط کے ساتھ بجالائے، ساتھ ہی اسلام نے اس سلسلہ میں بہت سی آسمانیاں بھی

دین تاک سفر و حضرتیں ہر جگہ یہ فرض آسانی سے ادا کیا جائے، مثلاً ہر نماز کے لئے وضو کرنا فرض ہے مگر پانی نہ ہو تو مٹی سے تمہیں کیا جاسکتا ہے، مسلمانوں کے لئے ساری زمین کو قابل عبادت قرار دیا گیا کہ جہاں بھی نماز کا وقت آجائے وہ اسی جگہ نماز ادا کر سکیں حتیٰ کہ دریاؤں میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر، لق و دن بیانوں میں، زمین کے چچے چپ پر نماز ادا کی جائی ہے۔ اور یہ بھی آسانی دی گئی جس پر مجتہد مطلق حضرت امام بخاری رض نے باب میں اشارہ فرمایا ہے کہ مسافر خواہ و حج یعنی کے لئے کیوں نہ سفر کر رہا ہو وہ دو نمازوں کو بیک وقت ملا کر ادا کر سکتا ہے جیسا کہ حدیث باب میں مذکور ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رض نے اپنی الہی محترمہ کی بیماری کی خبر سنی تو سواری کو تیز کر دیا تاکہ جلد سے جلد گھر پہنچ کر مرضہ کی تیار داری کر سکیں، نیز نماز مغرب اور عشاء کو جمع کر کے ادا کر لیا، ساتھ ہی یہ بھی بتلایا کہ رسول کشم رض بھی سفر میں نمازوں کو اس طرح ملا کر ادا فرمایا کرتے تھے۔ ایک ایسے دین میں جو تاقیمت عالمگیر شان کے ساتھ باقی رہنے کا دعویدار ہو اسی جملہ آسانیوں کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رض محتاج تعارف نہیں ہیں۔ ان کی جلالت شان کے لیے یہی کافی ہے کہ فاروق اعظم عمر بن خطاب رض کے صاحبزادے ہیں، آپ کی الہی محترمہ حضرت صفیہ بنت ابو عبید بن شفیق سے تعلق رکھتی ہیں، انہوں نے آنحضرت رض کو پایا اور آپ کے ارشادات طیبات سننے کا موقعہ ان کو بارہا ملا۔ آپ کی مرویات حضرت عائشہ رض اور حضرت حنفہ رض کے توسط سے ہیں اور حضرت نافع جو حضرت عبد اللہ بن عمر کے آزاد کردہ غلام ہیں، وہ ان سے روایت کرتے ہیں رضی اللہ عنہم اعین۔

## باب محرم کے روکے جانے اور شکار کا بدلہ دینے کے بیان میں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”پس تم اگر روک دیئے جاؤ تو جو قربانی میسر ہو وہ مکہ بھجو اور اپنے سر اس وقت تک نہ منڈاؤ (یعنی احرام نہ کھولو، جب تک قربانی کا جانور اپنے ٹھکانے (یعنی مکہ پہنچ کر ذمہ نہ ہو جائے) اور عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو چیز بھی روکے اس کا بیک حکم ہے۔

وَجَزَاءُ الصَّيْدِ وَقَوْلِهِ اللَّهُ: [البقرة: ۱۹۶].  
فَإِنَّ أَخْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَذِي، وَلَا  
تَخْلِقُوا رُؤُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَذِي مَحْلَهُ.  
وَقَالَ عَطَاءُ: الْإِحْصَارُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ بِخَسْبَةِ  
قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: حَصُورًا: لَا يَأْتِي النِّسَاءَ.

لشیخ لفظ حصر اکم مفہوم کا صیغہ ہے جس کا مصدر احصار ہے جو لفظ میں رکاوٹ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، وہ رکاوٹ مرض کی وجہ سے ہو یا دشمن کی وجہ سے سفرج میں اگر کسی کو کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے جیسا کہ حدیثیہ کے موقع پر مسلمانوں کو کعبہ میں جانے سے روک دیا گیا تھا اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، ایسی حالت کے لئے یہ حکم بیان فرمایا گیا بعض دفعہ دوران سفر میں موت بھی واقع ہو جاتی ہے ایسے حاجی صاحبان قیامت کے دن لیک پکارتے ہوئے کھڑے ہوں گے اور عند اللہ ان کو حاجیوں کے زمرہ میں شامل کیا جائے گا۔ حضرت عطاء کا قول لانے سے امام بخاری کا مقصد ظاہر ہے کہ احصار عام ہے اور امام شافعی رض کا خیال صحیح نہیں انہوں نے احصار کو دشمن کے ساتھ خاص کیا ہے احصار بعض دفعہ بیماری موت جیسے اہم خواص کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے۔

## ۱- بَابُ إِذَا أَخْصِرَ الْمُغْتَمِرُ باب اگر عمرہ کرنے والے کو راستے میں روک دیا گیا؟ تو وہ کیا کرے

امام بخاری رض کا مقصد ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو عمرہ کے لئے حلال ہونا جو کسی ساتھ خاص کرتے ہیں، حدیث باب میں سف

موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اور آپ نے حدیبیہ میں اصحاب کی وجہ سے وہ حکوم دیا۔

(۱۸۰۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو امام مالک نے خردی، انسیں نافع نے کہ عبد اللہ بن عمرؓ فساد کے زمانہ میں عمرہ کرنے کے لئے جب مکہ جانے لگے تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے کعبہ شریف پہنچنے سے روک دیا گیا تو میں بھی وہی کام کروں کا جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم لوگوں نے کیا تھا، چنانچہ آپ نے بھی صرف عمرہ کا احرام باندھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بھی حدیبیہ کے سال صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا۔

(۱۸۰۷) ہم سے عبد اللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے نافع سے بیان کیا، انسیں عبید اللہ بن عبد اللہ اور سالم بن عبد اللہ نے خردی کہ جن دونوں عبد اللہ بن زیبرؓ پر مجاہد کی لشکر کشی ہو رہی تھی تو عبد اللہ بن عمرؓ سے لوگوں نے کہا (کیونکہ آپ کہ جانا چاہتے تھے) کہ اگر آپ اس سال حج نہ کریں تو کوئی نقصان نہیں کیونکہ ڈراس کا ہے کہ کہیں آپ کو بیت اللہ پہنچنے سے روک نہ دیا جائے۔ آپ بولے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے تھے اور کفار قریش ہمارے بیت اللہ تک پہنچنے میں حائل ہو گئے تھے۔ پھر نی کرمؓ نے اپنی قربانی خرچ کی اور سرمندا لیا، عبد اللہ نے کہا کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے بھی انشاء اللہ عمرہ اپنے پر واجب قرار دے لیا ہے۔ میں ضرور جاؤں گا اور اگر مجھے بیت اللہ تک پہنچنے کا راستہ مل گیا تو طواف کروں گا، لیکن اگر مجھے روک دیا گیا تو میں بھی وہی کام کروں گا جو نبی کرمؓ نے کیا تھا، میں اس وقت بھی آپ کے ساتھ موجود تھا چنانچہ آپ نے ذوال الحیفہ سے عمرہ کا احرام باندھا پھر تھوڑی دور چل کر فرمایا کہ حج اور عمرہ تو ایک ہی ہیں، اب میں بھی تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ حج بھی اپنے اوپر واجب قرار دے لیا ہے، آپ نے حج اور عمرہ تو ایک ہی ہیں، اب میں بھی کرمی دسویں ذی الحجه کو احرام کھولا اور قربانی کی۔ آپ فرماتے تھے کہ جب تک حاجی مکہ پہنچ کر ایک طواف زیارت نہ کر لے پورا احرام نہ

۱۸۰۶ - حَدَّثَنَا عَنْدُهُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ : (أَنَّ عَنْدَهُ بْنَ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حِينَ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ مُغَيْرًا لِيَ الْفِتْنَةِ قَالَ : إِنْ صَدِّدْتَ عَنِ النَّبِيِّ صَنَعْتَ كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ . فَأَهْلُ بَعْمَرَةِ ، مِنْ أَجْلِ أَنْ رَسُولُ اللَّهِ كَانَ أَهْلُ بَعْمَرَةِ عَامَ التَّحْدِيدِ)).

۱۸۰۷ - حَدَّثَنَا عَنْدُهُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنَ أَسْنَاءَ حَدَّثَنَا جُوبِرِيَّةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَيْنَهُ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَاهُ (أَنَّهُمَا كَلَّمَا عَنْدَهُ بْنَ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَيَلَيَّ نَوْلَ الْجَيْشِ بِابْنِ الرَّبِيعِ قَالَ : لَا يَضُرُّكُ أَنْ لَا تَحْجُجُ الْقَاعِمَ ، وَإِنَّا نَحْنُ نَحْنُ أَنْ يَحَالَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ النَّبِيِّ لَقَالَ : (عَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ . فَعَلَى الْكُفَّارِ قُرْبَتِيْ ذُو الْنَّبِيِّ ، فَنَحْرَ النَّبِيِّ هَذِهِ هَذِهِ ، وَخَلَقَ رَأْسَهُ . وَأَشْهَدُكُمْ أَنِّي لَذَّ أَوْجَبْتُ الْعُمَرَةَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ ، أَنْطَلَقْ ، فَإِنْ خَلَّ بَيْنِي وَبَيْنَ النَّبِيِّ طَفْتُ ، وَإِنْ حَفَلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلْتُ النَّبِيِّ وَإِنَّمَا مَعَهُ . فَأَهْلُ بَعْلَمَةَ مِنْ ذِي الْحُلْنَفَةِ ، لَمْ سَارَ سَاعَةً ، لَمْ قَالَ : إِنَّمَا شَاهِدُهُمَا وَاحِدٌ ، أَشْهَدُكُمْ أَنِّي لَذَّ أَوْجَبْتُ حَجَّةَ مَعَ عُمَرَنِي . لَمْ يَجِدْ بَيْنَهُمَا حَتَّى خَلَ بَيْنَ يَوْمِ النَّحْرِ وَأَهْنَدِي ، وَكَانَ يَقُولُ : لَا يَجِدُ حَتَّى يَطْوِفَ طَوَّالًا وَاجِدًا يَوْمًا

کھولنا چاہیے۔

[راجع: ۱۶۳۹] یدخلُّ مَكْتَهُ)).

حضرت عبد اللہ بن نبیر رضی اللہ عنہ پر حاج کی لٹکر کشی اور اس سلسلہ میں بست سے مسلمانوں کا خون نا حق حتیٰ کہ کعبہ شریف کی بے حرمتی یہ اسلامی تاریخ کے وہ دردناک واقعہ ہیں جن کے تصور سے آج بھی جسم کے رو تکنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان کا خیاںہ پوری امت آج تک بھگت رہی ہے، اللہ اہل اسلام کو سمجھ دے کہ وہ اس دور تاریک میں اتحاد باہمی سے کام لے کر دشمنان اسلام کا مقابلہ کریں جن کی ریشہ دو انہوں نے آج بیت المقدس کو مسلمانوں کے ہاتھ سے نکال لیا ہے۔ انا لله و انا علیہ راجعون۔ اللہم انصر الاسلام والملین آمين۔

(۱۸۰۸) ہم سے موسیٰ ابن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جو یہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ عبد اللہ بن مہرثہ کے کسی بیٹے نے ان سے کہا تھا کاش آپ اس سال رک جاتے (تو اچھا ہوتا۔ اسی اور پوابے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۸۰۹) ہم سے محمد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے بھی بن صالح نے بیان کیا، ان سے معاویہ بن سلام نے بیان کیا، ان سے بھی بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حدیبیہ کے سال مکہ جانے سے روک دیئے گئے تو آپ نے حدیبیہ ہی میں اپنا سرمنڈایا اور ازواج مطہرات کے پاس گئے اور قربانی کو خر کیا، پھر آئندہ سال ایک دوسراء عمرہ کیا۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نے اگلے عمرے کی قضاۓ بلکہ آپ نے سال آئندہ دوسراء عمرہ کیا اور بعض نے کہا کہ احصار کی حالت میں اس حج یا عمرے کی قضاۓ اب ہے اور آپ کا یہ عمرہ اگلے عمرے کی قضاۓ تھا۔

## باب حج سے روکے جانے کا بیان

### ۲- بَابُ الْإِخْصَارِ فِي الْحَجَّ

آنحضرت رضی اللہ عنہ کا احصار صرف عمرہ سے تھا، لیکن علماء نے حج کو بھی عمرہ پر قیاس کر لیا اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہی مطلب ہے کہ آپ نے جیسا عمرے سے احصار کی صورت میں عمل کیا تم حج سے احصار ہونے میں بھی اسی پر چلو۔

(۱۸۱۰) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کیا تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کافی نہیں ہے کہ اگر کسی کو حج سے روک دیا جائے تو ہو سکے تو وہ بیت اللہ کا طواف کرئے اور صفا اور مروہ کی سعی، پھر وہ ہر چیز سے حلال ہو جائے، یہاں تک کہ وہ دوسرے سال حج کر

۱۸۰۸ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوبِرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ : (أَنَّ بَعْضَ بَنِي عبدِ اللَّهِ قَالَ لَهُ : لَوْ أَقْمَتَ بِنَهَدًا).

[راجع: ۱۶۳۹] ۱۸۰۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةً بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ : قَالَ أَنْبَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : (فَذَ أَخْصَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَخَلَقَ رَأْسَهُ، وَجَاءَهُ نِسَاءٌ، وَنَحْرَ هَدْيَةً، حَتَّى اغْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا).

۱۸۱۰ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي سَالِمٌ قَالَ : كَانَ أَنْبَ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ : (أَلَيْسَ حَسِبَكُمْ سَنَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، إِنْ حِسْنَ أَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجَّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَّا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ

لے پھر قربانی کرے، اگر قربانی نہ ملے تو روزہ رکھے، عبد اللہ سے روایت ہے کہ ہمیں عمر نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھ سے سالم نے بیان کیا، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسی پہلی روایت کی طرح بیان کیا۔

حلٰ من كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى يَجْعَلْ عَامًا قَبْلًا  
فِيهِنِي أَو يَصُومَ إِن لَمْ يَجِدْ هَذِبَا)).  
وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ  
قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ.. نَحْوَهُ.

[راجح: ۱۶۳۹]

**لَئِنْسِنَةِ** بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر بن حبیبؑ کے نزدیک حج یا عمرہ کے احرام میں شرط لگاتا درست نہ تھا، شرط لگاتا یہ ہے کہ احرام پابند تھے وقت یوں کہ لے کر یا اللہ! میں جمل رک جاؤں تو میرا احرام وہیں کھولا جائے گا، جسمور صحابہ اور تابعین نے اسے جائز رکھا ہے اور امام احمد اور اہل حدیث کا یہی قول ہے۔ (وحیدی) اور ایسی حالت میں مثال سامنے ہے آج بھی ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں پس شارع **لَكَافِرَةِ** کی سنت مستقبل میں آنے والی امت مسلمہ کے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ احصار کی تفصیل بیچھے بھی گذر ہو گی ہے۔ حضرت محمد بن شاہب زہری زہری بن کلاب کی طرف منسوب ہیں، کنیت ابو بکر ہے، ان کا نام محمد ہے، عبد اللہ بن شاہب کے بیٹے۔ یہ بڑے فقیہ اور محدث ہوئے ہیں اور تابعین سے بڑے جلیل القدر تابعی ہیں، مدینہ کے زبردست فقیہ اور عالم ہیں، علوم شریعت کے مختلف فنون میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ ان سے ایک بڑی جماعت روایت کرتی ہے جن میں سے تقدیم اور امام مالک بن انس ہیں، حضرت عمر بن عبد العزیزؓ فرماتے ہیں کہ میں ان سے زیادہ عالم جو اس زمانہ میں گزرتا ہے ان کے سوا اور کسی کو نہیں پتا کھوں سے رویافت کیا گیا کہ ان علماء میں سے جن کو آپ نے دیکھا ہے کون زیادہ عالم ہے فرمایا کہ ابن شاہب ہیں، پھر رویافت کیا گیا کہ ان کے کون ہے، فرمایا کہ ابن شاہب ہیں۔ پھر کہا گیا کہ ابن شاہب کے بعد، فرمایا کہ ابن شاہب ہیں ۲۲۳ھ میں ماہ رمضان المبارک وفات پائی رحمۃ اللہ رحمۃ واسحة (امین)

### باب رک جانے کے وقت سرمنڈانے سے پہلے قربانی کرنا۔

### ۳- بَابُ النُّخْرِ قَبْلَ الْحَلْقِ فِي الْحَضْرِ

(۱۸۱۱) ہم سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی، کہا کہ ہم کو عمر نے خبر دی، انہیں مسور رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے (صلح حدیبیہ) کے موقع پر قربانی سرمنڈانے سے پہلے کی تھی اور آپ نے اصحاب کو بھی اسی کا حکم دیا تھا۔

۱۸۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أَمْسِنُورِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ قَبْلَ أَنْ يَعْلَقَ، وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ بِذَلِكَ)). [راجح: ۱۴۹۴]

معلوم ہوا کہ پہلے قربانی کرنا پھر سرمنڈانی مسنون ترتیب ہے۔

(۱۸۱۲) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو ابو بدر شجاع بن ولید نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہم سے مسعود بن محمد عمری نے بیان کیا اور ان سے تافع نے بیان کیا کہ عبد اللہ اور سالم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے گفتگو کی، کہ وہ اس سال مکہ نہ

۱۸۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا أَبُو بَنْزِرٍ شَجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْعَمْرِيِّ . قَالَ: وَحَدَّثَ تَافَعُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ وَسَالِمًا كَلَمَا عَنْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ

رضی اللہ عنہمَا نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھ کر گئے تھے اور کفار قریش نے ہمیں بیت اللہ سے روک دیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کو خر کیا اور سرمنڈا یا۔ [راجح: ۱۶۳۹]

اس حدیث سے جمیرو علماء کے قول کی تائید ہوتی ہے، وہ کہتے ہیں کہ احصار کی صورت میں جمل احرام کھولے دیں قبول کر لے خواہ حل میں ہو یا حرم میں اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہمَا نے کہ قربانی حرم میں بعیض وی جائے اور جب وہاں ذنوب ہو لے تو احرام کھولے لفقال الجمهور یذبح المحصر الہدی حیث یحل سواہ کان فی الحل او فی الحرم الخ (فتح) یعنی حج سے روک دیا جائے وہ جمل احرام کھولے حل میں ہو یا حرم میں اسی جگہ اپنی قربانی کر دیا۔

#### باب جس نے کماکہ روکے گئے شخص پر قضاۓ ضروری نہیں۔

ای قضاۓ لما احصر فیہ من حج او عمرہ و هذا هو قول الجمهور (فتح) یعنی جب وہ حج یا عمرہ سے روک دیا گیا ہو اور جمیرو علماء کا قول یہ ہے جو حضرت امام بخاری کا فتویٰ ہے کہ محسر کے لئے قضاۓ ضروری نہیں۔

اور روح نے کہا، ان سے شب بن عیاد نے، ان سے ابن الجوزی نے،  
ان سے مجاهد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہمَا نے کہ قضاۓ اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب کوئی حج میں اپنی یوں سے جماع کر کے نیت حج کو توڑ دے لیکن کوئی اور عذر پیش آگیا یا اس کے علاوہ کوئی بات ہوئی تو وہ حلال ہوتا ہے، قضاۓ پر ضروری نہیں اور اگر ساتھ قربانی کا جانور تھا اور وہ محسر ہوا اور حرم میں اسے نہ بعیض سکا تو اسے خر کر دے، (جمل پر بھی اس کا قیام ہو) یہ اس صورت میں جب قربانی کا جانور (قربانی کی جگہ) حرم شریف میں بعیض کی اس طاقت نہ ہو لیکن اگر اس کی طاقت ہے تو جب تک قربانی وہاں ذنوب نہ ہو جائے احرام نہیں کھول سکتا۔ امام مالک وغیرہ نے کماکہ (محسر) خواہ کہیں بھی حرم نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ اور آپؐ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم نے حدیبیہ میں بغیر طواف اور بغیر قربانی کے بیت اللہ تک پہنچے ہوئے خر کیا اور سرمنڈا یا اور وہ ہر چیز سے حلال ہو گئے، پھر کوئی نہیں کہتا کہ نبی کریم ﷺ نے کسی کو بھی قضاۓ کا کیا کسی بھی چیز کے دہرانے کا حکم دیا ہو

رضی اللہ عنہمَا نے فرمایا: ((خَرَجَنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مُغْتَسِلِينَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُونَ الْبَيْتِ، فَنَحَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَذَنَةً وَحَلَقَ رَأْسَهُ)). [راجح: ۱۶۳۹]

#### ۴- بَابُ مَنْ قَالَ : لَيْسَ عَلَى الْمُحْسَرِ بَذَلٌ

وقال رَوْخَةُ عَنْ شَبِيلٍ عَنْ أَبِي نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبْنَى عَبَاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِنَّمَا الْبَذَلُ عَلَى مَنْ نَفَضَ حَجَّةَ بِالظَّلَّدِ، فَإِنَّمَا مَنْ حَبَسَهُ عَذْرًا أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَا يَحْلُّ وَلَا يَرْجِعُ، وَإِنْ كَانَ مَعَهُ هَذِيْهُ وَهُوَ مُحْسِرٌ نَحْرَةً إِنْ كَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَنْعَثُ، وَإِنْ أَسْتَطَاعَ أَنْ يَنْعَثْ بِهِ لَمْ يَحْلُ حَتَّى يَلْعَلَّ الْهَذِيْنِ مَجْلَةً. وَقَالَ مَالِكٌ وَغَيْرُهُ: يَنْحَرُ هَذِيْةً وَيَخْلِقُ فِي أَيِّ مَوْضِعٍ كَانَ وَلَا قَضَاءً عَلَيْهِ، لَأَنَّ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابَهُ بِالْحَدِيْنِ نَحْرُوا وَحَلَقُوا وَحَلُوْا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ قَبْلَ الطَّوَافِ وَقَبْلَ أَنْ يَصِلَ الْهَذِيْنِ إِلَى الْأَبْيَتِ، ثُمَّ لَمْ يَذْكُرْ أَنَّ النَّبِيِّ ﷺ أَمَرَ أَحَدًا أَنْ يَقْضُوا شَيْئًا وَلَا يَمْوِدُوا لَهُ. وَالْحَدِيْنِ خَارِجٌ مِنْ

الحرم

لتبیح

اور حدیبیہ حرم سے باہر ہے۔

موطایں امام مالک کی روایت یوں ہے انه بلغه ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حل هو و اصحابہ بالحدیبیہ فتحرروا الهدی  
و حلقو روسهم و حلوامن کل شینی قبل ان یطوفوا بالیت و قبل ان يصلی اللہ الہدی ثم لم نعلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
و سلم امر احدا من اصحابہ ولا من من کان معہ ان یقصدا شینا ولا ان یبعدوا شینی و سنت مالک عن احصر بعد فقل بحل من کل شینی  
و یعنی هدیہ و یحلق راسه حیث جسیں و لیس علیہ قضاء (فتح الباری) یعنی ان کو یہ خبر ملی ہے کہ رسول کرم ﷺ اور آپؐ کے اصحاب  
کرام حدیبیہ میں حلال ہو گئے تھے پس انہوں نے اپنی قربانیوں کو نحر کر دیا اور سروں کو منڈا لیا اور وہ بیت اللہ کا طواف کرنے سے پلے  
ہی ہر چیز سے حلال ہو گئے اس سے بھی پلے کہ کعبہ تک ان کی ہدی پنج سکے، پھر ہم نہیں جانتے کہ رسول کرم ﷺ نے اپنے کسی بھی  
صحابی کو کسی بھی چیز کے قباء کرنے کا حکم دیا اور امام مالکؓ اسے اس کے بارے میں پوچھا گیا  
جو کسی دشمن کی طرف سے روک دیا جائے آپؐ نے فرمایا کہ وہ ہر چیز سے حلال ہو جائے اور اپنی قربانی کو نحر کر دے اور سرمنڈا لے  
جائیں بھی اس کو روکا گیا ہے اس پر کوئی قباء لازم نہیں۔ علامہ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں قبل غرض المصنف بهذه الترجمة الرد على من  
قال التحلل بالاحصار خاص بالحج بخلاف المعتور فلا يتحلل بذلك بل يستمر على احرامه حتى يطوف بالبيت لان السنة كلها وقت  
لل عمرة فلا يخشى فواتها بخلاف الحج الحضرت امام بخاري رضي الله عنه کی غرض اس باب سے اس شخص کی تردید کرنی ہے جس نے کما کہ  
روکنے کی صورت میں حلال ہونا حاجیوں کے ساتھ خاص ہے اور مختصر کے لئے یہ رخصت نہیں ہے پس وہ حلال نہ ہو بلکہ جب تک وہ  
بیت اللہ کا طواف نہ کر لے اپنی حالت احرام پر قائم رہے اس لئے کہ سارے سال عمرہ کا وقت ہے اور حج کے خلاف عمرہ کے وقت کے  
وقت ہونے کا کوئی ذر نہیں ہے امام بخاری رضي الله عنه کے نزدیک یہ قول صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح یہی ہے کہ احصار کی صورت میں حاجی اور  
عمرہ کرنے والا سب کے لئے حلال ہونے کی اجازت ہے۔

(۱۸۱۳) ہم سے اس اعمال نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام  
مالک نے بیان کیا، ان سے تابع نے بیان کیا کہ فتنہ کے زمانہ میں جب  
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ارادے سے چلے تو فرمایا کہ اگر  
مجھے بیت اللہ تک پہنچنے سے روک دیا گیا تو میں بھی وہی کام کروں گا جو  
(حدیبیہ کے سال) میں نے رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
کیا تھا۔ آپ نے عمرہ کا احرام باندھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
سلیمان نے بھی حدیبیہ کے سال عمرہ ہی کا احرام باندھا تھا۔ پھر آپ نے  
کچھ غور کر کے فرمایا کہ عمرہ اور حج تو ایک ہی ہے، اس کے بعد اپنے  
سامنیوں سے بھی یہی فرمایا کہ یہ دونوں تو ایک ہی ہیں۔ میں تمہیں  
گواہ بناتا ہوں کہ عمرہ کے ساتھ اب حج بھی اپنے لئے میں نے واجب  
قرار دے لیا ہے پھر (مکہ پہنچ کر) آپ نے دونوں کے لئے ایک ہی  
طواف کیا۔ آپ کا خیال تھا کہ یہ کافی ہے اور آپ قربانی کا جانور بھی  
ساتھ لے گئے تھے۔

١٨١٣ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي  
مَالِكُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ حِينَ خَرَجَ إِلَى  
مَكَّةَ مُقْبِرًا فِي الْفِتْنَةِ: ((إِنْ صَدِدْتَ عَنِ  
الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ  
ﷺ). فَأَفَلَ بِعُمْرَةٍ مِنْ أَجْلِ أَنَّ النَّبِيَّ  
ﷺ كَانَ أَهْلَ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحَدِيبِيَّةِ - ثُمَّ إِنَّ  
عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرَ نَظَرَ فِي أَمْرِهِ فَقَالَ: مَا  
أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ. فَأَلْتَقَتِ إِلَى أَصْحَابِهِ  
لِقَاءَنِي: مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ، أَشَهَدُكُمْ  
أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ. ثُمَّ  
طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا. وَرَأَى أَنَّ ذَلِكَ  
مُجْزِيَا عَنْهُ، وَأَهْذَى)). [راجح: ۱۶۲۹]

جمور علماء اور الحدیث کا یہ قول ہے کہ قارن کو ایک ہی طوف اور ایک ہی سُنی کافی ہے۔

### باب اللہ تعالیٰ کافرمان

کہ اگر تم میں کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں (جو وہ کی) کوئی تکلیف ہو تو اسے روزے یا صدقے یا قربانی کافرمان دینا چاہیے یعنی اسے اختیار ہے اور اگر روزہ رکھنا چاہے تو تین دن روزہ رکھے۔

(۱۸۱۳) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو امام مالک نے خردی، انیس حمید بن قیس نے، انیس مجاهد نے، انیس عبدالرحمن بن ابی لیلی نے اور انیس کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، غالباً جو وہ سے تم کو تکلیف ہے، انہوں نے کہا کہ جی ہاں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اپنا سر منڈا لے اور تین دن کے روزے رکھ لے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا دے یا ایک بکری ذبح کر۔

۵- بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُرِنِّضاً أَوْ بِهِ أَذَى مِنْ رَأْسِهِ فَقَدْتِيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ [البقرة: ۱۹۶].  
وَهُوَ مُخَيَّرٌ ، فَإِمَّا الصُّومُ فَلَلَّاتَةُ أَيَّامٌ

۱۸۱۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ خَبِيرَةٍ بْنِ قَيْسٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ : ((لَعْنَكَ آذَاكَ هَوَامِلُكَ؟)) قَالَ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اَخْلِقْ رَأْسَكَ، وَصُنْمِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ أَوْ أَنْسُكْ بِشَأْنَهُ)).

[اطرافہ فی : ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۴۱۰۹، ۴۱۹۰، ۴۱۹۱، ۴۵۱۷، ۵۶۶۵، ۵۷۰۳، ۶۸۰۸].

### باب اللہ تعالیٰ کا قول "یا صدقہ" (دیا جائے) یہ صدقہ چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔

(۱۸۱۵) ہم سے ابو قیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے مجہد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے عبدالرحمن بن ابی لیلی سے سنا، ان سے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں میرے پاس آ کر کھڑے ہوئے تو جو میں میرے سر سے برابر گر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا یہ جو میں تو تمہارے لئے

۶- بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿أَوْ صَدَقَةٍ﴾ وَهِيَ إِطْعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِينَ

۱۸۱۵- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَيِّدَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُجَاهِدٌ قَالَ: سَيِّدُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى أَنَّ كَعْبَ بْنَ عَجْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ: ((وَقَفَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْحَدِيثِيَّةِ وَرَأَسِيَ بِتَهَافَتِ الْمُلَأَ، فَقَالَ:

تکلیف دینے والی ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں، آپ نے فرمایا پھر سرمندا لے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ لفظ فرمایا کہ سرمندا۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ آئت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی کہ ”اگر تم میں کوئی مریض ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو“ آخر آئت تک پھر بھی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین دن کے روزے رکھ لے یا ایک فرق غلہ سے چھ مسکینوں کو کھانا دے یا جو میر ہواں کی قربانی کر دے۔

ایک فرق غلہ کا وزن تین صاع یا سولہ رطل ہوتا ہے جو ایک صاع کا وزن آٹھ رطل ہلاتے ہیں۔ قابلی جو آسان ہو یعنی بکرا ہو یا اور کوئی جائز جو بھی آسانی سے مل سکے قریب کر دو۔

### باب فدیہ میں ہر فقیر کو آدھا صاع

#### غلہ دینا

(۱۸۱۲) ہم سے ابوالوید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن امہمانی نے، ان سے عبد اللہ بن معقیل نے بیان کیا کہ میں کعب بن مجہر بن جوہن کے پاس بیٹھا ہوا تھا، میں نے ان سے فدیہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ (قرآن شریف کی آیت) اگرچہ خاص میرے بارے میں نازل ہوئی تھی لیکن اس کا حکم تم سب کے لئے ہے۔ ہوا یہ کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو جو میں سر سے میرے چہرے پر گر رہی تھیں۔ آپ نے (یہ دیکھ کر فرمایا) میں نہیں سمجھتا تھا کہ تمیں اتنی زیادہ تکلیف ہو گی یا (آپ نے یوں فرمایا کہ) میں نہیں سمجھتا تھا کہ جد (مشقت) تمیں اس حد تک ہو گی کیا تجھ کو ایک بکری کا مقدور ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں، آپ نے فرمایا کہ پھر تین دن کے روزے رکھ یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا، ہر مسکین کو آدھا صاع کھلائیو۔

**تَسْبِيحٌ** یہ بھی اسی صورت میں کہ میر ہو ورنہ آئت کریمہ «لَا يَكْلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا» (آل بقرہ: ۲۸۶) کے تحت پھر تو توبہ استغفار بھی کفارہ ہو جائے گا، ہل مقدور کی حالت میں ضرور حکم شرعی بجالاتا ضروری ہو گا، ورنہ جیسے میں لفظ رہنا چیزی ہے۔ حافظ فرماتے ہیں ای لکل مسکین من کل شیبی یا شیر بذالک الی الرد علی من فرق فی ذالک بین القبح وغیرہ قال ابن عبدالبر قال ابو حیفہ و الكوفیون نصف صاع من قبح و صاع من تمرو عن احمد رواية تضا هي قولهم قال عياض وهذا الحديث يرد عليهم (فتح

((يُؤْذِنُكَ هُوَ أَمْكَنْ؟)) فَلَمَّا نَعَمْ. قَالَ: ((الْأَخْلِيقُ رَأْسُكَ - أَوْ قَالَ: ((الْأَخْلِيقُ)) - قَالَ: فِي نَزَّلْتَ هَلْوَى الْآيَةِ: «فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيَضًا أَوْ بَهْ أَذَى مِنْ رَأْسِهِ إِلَى آخِرِهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَوْ تَصَدِّقْ بِفَرَقِ تِبْيَانِ سَيِّةٍ، أَوْ أَنْسُكْ بِمَا تَيَسَّرَ)). [راجع: ۱۸۱۴]

### ۷- بَابُ الْإِطْعَامُ فِي الْفِيدِيَةِ نِصْفُ

#### صَاعٍ

۱۸۱۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَقْعِيلٍ، قَالَ: ((جَلَسْتُ إِلَيْيَ كَعْبَ بْنِ عَجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْفِيدِيَةِ، فَقَالَ: نَزَّلَتْ فِي خَاصَّةٍ وَهِيَ لَكُمْ عَامَةً. حَمَلْتُ إِلَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَالْقَمْلُ يَسْأَلُرُ عَلَى وَجْهِي، فَقَالَ: ((مَا كُنْتُ أَرَى الْوَجْعَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرَى. أَوْ مَا كُنْتُ أَرَى الْجَهَنَّمَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرَى. تَجَدُّ شَاهَةً؟)) فَقَلَتْ: لَا. فَقَالَ: ((فَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَوْ أَطْعِمْ سَيْةَ مَسَاكِينَ لِكُلِّ مِسْكِينٍ نِصْفَ صَاعٍ)). [راجع: ۱۸۱۴]

الباری) و فی حدیث کعب بن عجرة من الفوائد ما تقدم ان السنة مبینة لمجمل الكتاب لاطلاق الفدية في القرآن و تقیدها في السنة و تحريم حلق الراس على المحرم والرخصة في حلقتها اذا اذاء القمل او غيره من الاوجاع وفيه تلطف الكبير باصحابه و عناته باحوالهم و تفتقده لهم و اذا رأى ببعض اتباعه ضرراً سال عنه و ارشده الى المخرج منه يعني هر مسکین کے لئے ہر ایک چیز سے اس میں اس شخص کے اوپر رد کرنا مقصود ہے جس نے اس بارے میں گندم وغیرہ کا فرق کیا ہے۔ ابن عبد البر کہتے ہیں کہ امام ابو حیفہ رضی اللہ عنہ اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ گندم کا نصف صلح اور کھبوروں کا ایک صلح ہوتا چاہیے۔ امام احمد کا قول بھی تقریباً اسی کے مشابہ ہے۔ قاضی عیاض نے فرمایا کہ حدیث کعب بن عجرہ ان کی تردید کر رہی ہے اور اس حدیث کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ قرآن کے کسی اجمالی حکم کی تفصیل سنت رسول بیان کرتی ہے۔ قرآن مجید میں مطلق فدیہ کا ذکر تھا سنت نے اسے مقید کر دیا اور اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ حرم کے لئے سرمنڈانا حرام ہے اور جب اسے جوؤں وغیرہ کی تکلیف ہو تو وہ منڈا سکتا ہے اور اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ بڑے لوگوں کو ہیشہ اپنے ساتھیوں پر نظر عنایت رکھتے ہوئے ان کے دکھ تکلیف کا خیال رکھنا چاہیے کسی کو کچھ بیماری وغیرہ ہو جائے تو اس کے علاج کے لئے ان کو نیک مشورہ دینا چاہیے۔

### باب قرآن مجید میں نک سے مراد بکری ہے۔

### ۸- بَابُ النُّسُكُ شَاةٌ

يعنى آيت كربه فضيـة من صيام او صدقة اونـسـك مـىـ بـكـرـى مرـادـهـ.

۱۸۱۷ - (۱۸۱) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا تم سے روح نے بیان کیا، ان سے شب بن عباد نے بیان کیا، ان سے ابن الیخج نے بیان کیا، ان سے مجہد نے بیان کیا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن ابی سلیل نے بیان کیا اور ان سے کعب بن عجرة رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے انسیں دیکھا تو جو میں ان کے چرے پر گر رہی تھیں، آپ نے پوچھا کیا ایسا جو جوؤں سے تمیں تکلیف ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں، آپ نے انسیں حکم دیا کہ اپنا سرمنڈا لیں۔ وہ اس وقت حدیثیہ میں تھے۔ (صلح حدیثیہ کے سال) اور کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ حدیثیہ یعنی میں رہ جائیں گے بلکہ سب کی خواہش یہ تھی کہ مکہ میں داخل ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فدیہ کا حکم نازل فرمایا اور رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ جو مسکینوں کو ایک فرق (یعنی تین صاع غله) تقسیم کر دیا جائے یا ایک بکری کی قربانی کرے یا تین دن کے روزے رکھے۔

۱۸۱۸ - حدثنا إسحاق حدثنا رفع حدثنا هبلي عن ابن أبي نجيح عن مجاهيد قال: حدثني عبد الرحمن بن أبي ليلى عن كعب بن عجرة رضي الله عنه: ((أن رسول الله ﷺ رأة وإن يسقط على وجهه القفل، فقال: ((أيؤذنك هو أمك؟)) قال: نعم. فأمره أن يخلق وهو بالحديثية، ولم يتثن لهن أنهم يخلعون بها، وهم على طمع أن يدخلوا مكة. فأنزل الله الفضيـة، فأمره رسول الله ﷺ أن يطعم فرقاً بين ستة، أو يهدى شاة، أو يصوم ثلاثة أيام)).

[راجح: ۱۸۱۴]

۱۸۱۸ - وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ حَدَثَنَا وَرَقَاءُ عَنْ ابْنِ نُجَيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ

(۱۸۱۸) اور محمد بن یوسف سے روایت ہے کہ ہم کو ورقاء نے بیان کیا، ان سے ابن الیخج نے بیان کیا، ان سے مجہد نے بیان کیا، انسیں عبدالرحمن بن ابی سلیل نے خبر دی اور انسیں کعب بن عجرہ رضی اللہ

عنه نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو جو میں ان کے چہرے پر گرفتار ہی تھی، پھر کسی حدیث بیان کی۔

کَفَبْ نِبْ عَجْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ رَأَاهُ وَقَمْلَهُ يَسْقُطُ عَلَى وَجْهِهِ) مثلاً۔ [راجح: ۱۸۱۴]

یعنی آیت قریانی میں مذکور نہ سے بکری کی قریانی مراد ہے۔

**باب سورۃ بقرۃ میں اللہ کا یہ فرمانا کہ حج میں شوت کی باتیں نہیں کرنا چاہیے۔**

۹۔ بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى : ﴿فَلَا رَفَثَ﴾ [البقرة: ۱۹۷]۔

(۱۸۱۹) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابو حازم نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اس گھر (کعبہ) کا حج کیا اور اس میں نہ رفت یعنی شوت کی بات منہ سے نکالی اور نہ کوئی گناہ کا کام کیا تو وہ اس دن کی طرح واپس ہو گا جس دن اس کی مان نے اسے جتنا تھا۔

۱۸۱۹ - حَدَّثَنَا سَلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ رَأَاهُ وَقَمْلَهُ يَسْقُطُ عَلَى وَجْهِهِ : ((مَنْ حَجَّ هَذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفَثْ وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)).

[راجح: ۱۵۲۱]

یعنی تمام گناہوں سے پاک ہو کر لوٹے گا۔ قرآن مجید میں رفت جماع کو کہتے ہیں یا جماع کے متعلق شوت ایکیز باتیں کرنے کو (خش کلام کو) سفر حرام سر بریاضت و محابہ (نفس کشی کا سفر) ہے۔ لہذا اس میں جماع کرنے بلکہ جماع کی باتیں کرنے سے شوت برائیکیز ہو ان سے پرہیز لازم ہے۔

۱۰۔ بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿فَوْلَأَ فُسُوقٌ وَلَا جَدَالٌ فِي الْحَجَّ﴾ [البقرة: ۱۹۷]۔

**باب اللہ تعالیٰ کا سورۃ بقرۃ میں فرمانا کہ حج میں گناہ اور جھگڑا نہ کرنا۔**

چاہیے۔

(۱۸۲۰) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابو حازم نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اس گھر کا حج کیا اور نہ شوت کی خش باتیں کیں، نہ گناہ کیا تو وہ اس دن کی طرح واپس ہو گا جس دن اس کی مان نے اسے جانا تھا۔

۱۸۲۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سَفِيَّانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((مَنْ حَجَّ هَذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفَثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيْوِمْ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)).

[راجح: ۱۵۲۱]

باب کی حدیث میں جھگڑے کا ذکر نہیں ہے، اس کیلئے امام بخاری نے آیت پر اکتفا کیا اور فرق کی مذمت کیلئے حدیث کو نقل فرمایا، بن، آیت اور حدیث ہردو کو ملا کر آپ نے مضمون باب کو مدلل فرمایا اس سے حضرت امام رضا علیہ السلام کی وقت نظر بھی ثابت ہوتی ہے۔ صد افسوس ان لوگوں پر جو ایسے با بسیرت امام کی فتاہت اور فرات سے انکار کریں اور اس وجہ سے ان کی تنقیص کر کے گنجھا رہیں۔

باب اللہ کا یہ فرمانا سورہ مائدہ میں کہ احرام کی حالت میں شکار نہ مارو۔ اور جو کوئی تم میں سے اس کو جان کر مارے گا تو اس پر اس مارے ہوئے شکار کے برابر بدله ہے مویشیوں میں سے جو تم میں سے دو معتبر آدی فیصلہ کر دیں اس طرح سے کہ وہ جانور بدله کا بطور نیاز کعبہ پہنچیا جائے یا اس پر کفارہ ہے چند محتابوں کو کھلانا یا اس کے مبارکروزے تاکہ اپنے کئے کی سزا پکھے، اللہ تعالیٰ نے معاف کیا جو کچھ ہو چکا اور جو کوئی پھر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا بدله اس سے لے گا اور اللہ زبردست بدله لینے والا ہے، حالت احرام میں دریا کا شکار اور دریا کا کھانا تمہارے فائدے کے واسطے حلال ہوا اور سب مسافروں کے لئے اور حرام ہو۔ تم پر جنگل کا شکار جب تک تم احرام میں رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے پاس تم جمع ہو گے۔“

**تشریح** اس باب میں امام بخاری نے صرف آیت پر اکتفا کیا اور کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ شاید ان کو اپنی شرط کے موافق کوئی حدیث اس باب میں نہیں ملی۔ ابن بطال نے کما اس پر اکثر علماء کا اتفاق ہے کہ اگر حرم شکار کے جانور کو میرا یا سواؤ قتل کرے ہر حال میں اس پر بدله واجب ہے اور اہل ظاہر نے سواؤ قتل کرنے میں بدله واجب نہیں رکھا اور حسن اور محابہ سے اس کے بر عکس منقول ہے، اس طرح اکثر علماء نے یہ کہا ہے کہ اس کو اختیار ہے چاہے کفارہ دے چاہے بدله دے دے تو روی نے کما اگر بدله نہ پائے تو کھانا کھلانے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو روزے رکے۔ (وحیدی)

حافظ فرماتے ہیں قبل السبب فی نزول هذه الآية ان ابا المسرة قتل حمار وحش وهو محرم فی عمرة العدیبية فنزلت حکماه مقاتل لفی تفسیره ولم یذكر المصنف فی روایة ابی ذر فی هذه الترجمة حديثا وعلمه اشار الى الله لم یثبت على شرطه فی جزاء الصید حدیث مرلوع قال ابن بطال اتفق ائمۃ الفتوی من اهل الحجاز وال العراق و غيرهم على ان المحرم اذا قتل الصید عمداً او خطأ فعليه الجزاء الخ (فتح الباری) یعنی یہ آیت ایک شخص ابوالیسرہ کے ہارے میں نازل ہوئی جس نے عمرہ حدیبیہ کے موقع پر احرام کی حالت میں ایک جنگلی گدھے کو مار ریا تھا۔ حضرت امام بخاری رض نے اس باب میں کوئی حدیث ذکر نہیں فرمائی۔ شاید ان کا یہ اشارہ ہے کہ ان کی شرط پر اس ہارے میں کوئی سچھ مرفوع حدیث نہیں ملی۔ ابن بطال نے کما کہ فتویٰ دینے والے اماموں کا اتفاق ہے جو حجاز اور عراق و فیروز سے تعلق رکھتے ہیں کہ حرم جان کریا غسلی سے اگر کسی جانور کا شکار کرے تو اس پر جزاً لازم آتی ہے۔

باب اگر بے احرام والا شکار کرے اور احرام والے کو تحفہ

بھیجے تو وہ کھا سکتا ہے۔

اور انس اور ابن عباس رض (حزم کے لئے) شکار کے سواد سرے جانور مثلاً اونٹ، بکری، گائے، مرغی اور گھوڑے کے ذبح کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ قرآن میں لفظ عدل (شَجَعَ مِنْ) حل کے

## ۲۸- کتاب جزاء الصید

۱- باب قول اللہ تعالیٰ:

﴿لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ، وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجُزَاءُ مِثْلِ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعْمَ ..... إِلَى قَوْلِه ..... أَتَقُولُوا إِنَّ اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُخْشِرُونَ﴾ [المائدۃ: ۹۵].

اس باب میں امام بخاری نے صرف آیت پر اکتفا کیا اور کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ شاید ان کو اپنی شرط کے موافق کوئی حدیث اس باب میں نہیں ملی۔ ابن بطال نے کما اس پر اکثر علماء کا اتفاق ہے کہ اگر حرم شکار کے جانور کو میرا یا سواؤ قتل کرے ہر حال میں اس پر بدله واجب ہے اور اہل ظاہر نے سواؤ قتل کرنے میں بدله واجب نہیں رکھا اور حسن اور محابہ سے اس کے بر عکس منقول ہے، اس طرح اکثر علماء نے یہ کہا ہے کہ اس کو اختیار ہے چاہے کفارہ دے چاہے بدله دے دے تو روی نے کما اگر بدله نہ پائے تو کھانا کھلانے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو روزے رکے۔ (وحیدی)

۲- باب إذا صاد الحلال فآهذا

للّمُحْرَمِ أَكْلَهُ

وَلَمْ يَرَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَنَسَ بِالذِّيْنِ نَاهِيَا.....  
وَهُوَ غَيْرُ الصَّيْدِ، نَحْرُ الْإِبْلِ وَالْقَرْبَرِ  
وَالْذَّجَاجُ وَالْخَنِيلُ يَقَالُ عَذْلُ ذَلِكَ: مِثْلُ.

معنی میں بولا گیا ہے اور عدل (عین کو) جب زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو وزن کے معنی میں ہو گا، قیام قواما (کے معنی میں ہے، قیم) عدلون کے معنی ہیں مثل بنانے کے۔

(۱۸۲۱) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، ان سے سچی ابن کثیر نے، ان سے عبد اللہ بن ابی قادہ نے بیان کیا کہ میرے والد صلح حدیبیہ کے موقع پر (شمنوں کا پتہ لگانے) نکلے۔ پھر ان کے ساتھیوں نے تو احرام پاندھ لیا لیکن (خود انہوں نے اسی) نہیں باندھا تھا (اصل میں) نبی کریم ﷺ کو کسی نے یہ اطلاع دی تھی کہ مقام غیرت میں دشمن آپ کی تاک میں ہے، اس لئے نبی کریم ﷺ نے (ابو قادہ اور چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان کی تلاش میں) روانہ کیا میرے والد (ابو قادہ) اپنے ساتھیوں کے ساتھ تھے کہ یہ لوگ ایک دوسرے کو دیکھ کر ہٹنے لگے (میرے والد نے بیان کیا کہ) میں نے جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ ایک جنگلی گدھا سامنے ہے۔ میں اس پر چھٹا اور نیزے سے اسے ٹھٹھا کر دیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کی مدد چاہی تھی لیکن انہوں نے انکار کر دیا تھا، پھر ہم نے گوشت کھلایا۔ اب ہمیں یہ ڈر ہوا کہ کمیں (رسول اللہ ﷺ سے) دور نہ رہ جائیں چنانچہ میں نے آپ کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ کبھی اپنے گھوڑے تیز کر دیتا اور کبھی آہستہ، آخر رات گئے بنوغفار کے ایک شخص سے ملاقات ہو گئی۔ میں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جب میں آپ سے جدا ہوا تو آپ مقام تھعن میں تھے اور آپ کا ارادہ تھا کہ مقام سقیا میں ہٹک کر دوپہر کا آرام کریں گے۔ غرض میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے اصحاب آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت سمجھتے ہیں۔ انہیں یہ ڈر ہے کہ کہیں وہ بہت پیچھے نہ رہ جائیں۔ اس لئے آپ ٹھہر کر ان کا انتظار کریں، پھر میں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے ایک جنگلی گدھا شکار کیا تھا اور اس کا کچھ بچا ہوا گوشت اب بھی میرے پاس موجود ہے، آپ ﷺ نے لوگوں سے کھانے کے لئے فرمایا حالانکہ وہ سب

فَإِذَا كَسِرَتْ عِدَّةٍ فَهُوَ زِنَةٌ ذَلِكَ قِيَامًا :  
قَوَامًا يَغْلِبُونَ : يَجْعَلُونَ عِدَّلًا.

۱۸۲۱ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَّالَةَ حَدَّثَنَا  
هشامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي  
قَتَادَةَ قَالَ: ((انطلَقَ أَبِي عَامَ الْحَنْتَبِيَّةَ،  
فَأَخْرَمَ أَصْحَابَهُ وَلَمْ يُخْرِمْهُ وَحَدَّثَ النَّبِيَّ  
أَنَّ عَدُوًّا يَغْزُوهُ، بِغَيْقَةٍ فَانْطَلَقَ  
النَّبِيُّ ﷺ، فَبَيْنَما آنَا مَعَ أَصْحَابِيْ تَضَنَّخَ  
بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، فَنَظَرْتُ فَلَمَّا آتَاهَا بِحِمَارٍ  
وَخَشِّ، فَحَمَّلَتْ عَلَيْهِ فَطَعْنَتْهُ فَأَفْتَنَهُ،  
وَاسْتَعْنَتْ بِهِمْ فَأَبْوَا آنَ يَعْيُونِي. فَأَكَلَنَا  
مِنْ لَحْيَهُ، وَخَشِّيَّاً أَنْ نَقْطَعَهُ، فَطَلَبَتْ  
النَّبِيُّ ﷺ أَرْفَعَ فَرْسِيْ شَأْوَا وَأَسْبَرْ شَأْوَا،  
فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي غَفَارٍ فِي جَوْفِ  
اللَّيْلِ، قُلْتُ: أَيْنَ تَرَكْتَ النَّبِيَّ ﷺ؟ قَالَ:  
تَرَكْتُهُ بِتَغْنِمِ، وَهُوَ قَابِلُ السَّلْفِيَّا. قُلْتُ:  
يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أَهْلَكَ يَقْرَبُونَ عَلَيْكَ  
السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللَّهِ، إِنَّهُمْ قَدْ خَشِّوا أَنْ  
يَقْطَعُوْ دُونَكَ، فَانْتَظَرْهُمْ.

قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصْبَثْ حِمَارَ وَخَشِّ  
وَعَنْدِي مِنْهُ فَاصْبِلْهُ. فَقَالَ لِلنَّقْوَمِ:  
((كُلُّوا)). وَهُمْ مُحْرِمُونَ.

[اطرافہ فی : ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۲۹۱۴، ۴۱۴۹، ۵۳۰۶، ۵۷۰، ۵۴۹۰، ۵۴۹۱، ۵۴۹۲].

احرام باندھ سے ہوئے تھے۔

باب احرام والے لوگ شکار دیکھ کر نہیں دیں اور بے احرام والا سمجھ جائے پھر شکار کرے تو وہ احرام والے بھی کھا سکتے ہیں۔

۳۔ بَابُ إِذَا رَأَى الْمُخْرِمُونَ صَيِّدًا  
فَضَحِّكُوا فَقَطِّنَ الْحَلَالُ

(۱۸۲۲) ہم سے سعید بن ریجع نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن مبارک نے بیان کیا، ان سے بھی بن ابی کثیر نے، ان سے عبد اللہ بن ابی قادہ نے کہ ان سے ان کے باپ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم صلح حیدریہ کے موقع پر نبی کرم ﷺ کے ساتھ چلے ان کے ساتھیوں نے تو احرام باندھ لیا تھا لیکن ان کا بیان تھا کہ میں نے احرام نہیں باندھا تھا، میں غیر میں دشمن کے موجود ہونے کی اطلاع ملی اس لیے ہم ان کی تلاش میں (نبی کرم ﷺ کے حکم کے مطابق نکلے پھر میرے ساتھیوں نے گور خردیکھا اور ایک دوسرے کو دیکھ کر ہٹنے لگے میں نے جو نظر اٹھائی تو اسے دیکھ لیا گھوڑے پر (سوار ہو کر) اس پر جھپٹا اور اسے زخمی کر کے ٹھنڈا کر دیا، میں نے اپنے ساتھیوں سے کچھ ادا چاہی لیکن انہوں نے انکار کر دیا پھر ہم سب نے اسے کھلایا اور اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حار ہوا (پسلے) میں ڈر ہوا کہ کہیں ہم آنحضرت ﷺ سے دور نہ رہ جائیں اس لیے میں کبھی اپنا گھوڑا تیز کر دتا اور کبھی آہست آخر میری ملاقات ایک بھی غفار کے آدمی سے آدمی رات میں ہوتی میں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں آپ سے تھعن تاہی جگہ میں الگ ہوا تھا اور آپ کا ارادہ یہ تھا کہ دوپر کو مقام سقیا میں آرام کریں گے پھر جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کے اصحاب نے آپ کو سلام کہا ہے اور انہیں ڈر رہے کہ کہیں دشمن آپ کے اور ان کے درمیان حائل نہ ہو جائے اس لیے آپ ان کا انتظار تکھے چنانچہ آپ نے ایسا یہ کیا میں نے یہ بھی عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں نے ایک گور خر کاشکار کیا اور کچھ

۱۸۲۲ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا عَلَيْهِ بْنُ الْمَبَارِكِ عَنْ يَحْتَىٰ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ: ((أَنْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ، فَأَخْرَمَ أَصْنَاعَاهُ وَلَمْ أَخْرِمْ، فَأَنْتَنَا بَعْدُ بِفِيقَةِ، فَتَوَجَّهْنَا نَحْوَهُمْ، فَبَصَرَ أَصْنَاعَاهِي بِحِمَارٍ وَحَشِّ، فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَضْحَكُ إِلَى بَعْضِ، فَنَظَرَتْ فَرَأَيْتَهُ، فَحَمَلْتَ عَلَيْهِ الْفَرَسَ، فَطَعَتْهُ فَأَنْتَهَا، فَاسْتَعْتَهُمْ فَأَبْوَا أَنْ يَعْنُونِي، فَأَكَلْنَا مِنْهُ. ثُمَّ لَحِقْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَخَشِينَا أَنْ نُقْطِعَ، أَزْفَعَ فَرَسِي شَاؤَا وَأَسْبَرَ عَلَيْهِ شَاؤَا. فَلَلَّفِتَ رَجُلًا مِنْ أَنْبَيِ غِفارٍ فِي جَوْفِ الْلَّيْلِ فَقُلْتَ: أَنِّي تَرَكْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ: تَرَكْتَهُ بِتَعْنَهِ، وَهُوَ قَابِلُ السُّقْيَا. فَلَلَّفِتَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَتَيْنَاهُ، فَقُلْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَصْنَاعَابِكَ أَرْسَلْتُو بِقَرْزَوْنَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللَّهِ، وَإِنَّهُمْ قَدْ خَشِبُوا أَنْ يَقْطِعُهُمُ الْعَدُوُّ ذُونَكَ، فَانْظَرْنِمْ، فَفَعَلَ. فَقُلْتَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا أَصْدَنَا حِمَارًا وَحَشِّ، وَإِنَّ عِنْدَنَا مِنْهُ فَاضِلَّةً. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَصْنَاعَاهِ:

بچا ہوا گوشت اب بھی موجود ہے اس پر آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ لکھاؤ حالانکہ وہ سب احرام باندھے ہوئے تھے۔

باب شکار کرنے میں احرام والا غیر محرم کی کچھ بھی مدونہ کرے۔

((کُلُّوا، وَهُمْ مُخْرِمُونَ)).

[راجع: ۱۸۲۲]

#### ۴- بَابُ لَا يُعِينُ الْمُخْرِمُ الْخَلَالُ فِي قَتْلِ الصَّيْدِ

۱۸۲۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفيَّانَ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْقَاحِةِ مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى تَلَاثَ)) ح. وَحَدَّثَنَا عَلَيْهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفيَّانَ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْقَاحِةِ، وَمِنْهَا الْمُخْرِمُ وَمِنْهَا غَيْرُ الْمُخْرِمِ)). فَرَأَيْتُ أَصْنَاعَيِّي يَتَرَاءَوْنَ شَيْئًا، فَنَظَرْتُ لِلَّادِي جِنَارَ وَخَشَ - يَعْنِي وَقَعَ سَوْطَةً - لَقَالُوا: لَا تُعِينُكُمْ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ، إِنَّا مُخْرِمُونَ، فَسَأَلْتُهُ فَأَخَذَتْهُ، ثُمَّ أَتَيْتُ الْجِنَارَ مِنْ وَرَاءِ أَكْمَةٍ فَفَقَرَنَهُ، فَأَتَيْتُ بِهِ أَصْنَاعَيِّي، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: كُلُّوا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا تَأْكُلُوا. فَأَتَيْتُ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ أَمَانَنَا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: ((كُلُّوهُ حَلَالٌ)). قَالَ لَنَا عَمْرُو: اذْهَبُوا إِلَى صَالِحٍ فَسَلُوْهُ عَنْ هَذَا وَغَيْرِهِ. وَقَدِيمٌ عَلَيْنَا هَا هُنَّا۔

[راجع: ۱۸۲۱]

اصنیعوں نے حضرت ابو قاتدہ رضی اللہ عنہ کا کوڑا اٹھانے میں بھی مدونہ کی اس سے باب کا مطلب ثابت ہوا کہ حالت احرام میں کسی غیر حرم فکاری کی بہ سلسلہ شکار کوئی مدونہ کی جائے۔ اسی صورت میں اس شکار کا گوشت احرام والوں کو بھی کھانا درست ہے، اس سے

حالات احرام کی روحلی اہمیت اور بھی ظاہر ہوتی ہے۔ آدمی حرم بنثے کے بعد ایک خالص مخلص فقیر ای اللہ بن جاتا ہے۔ پھر شکاریا اس کے متعلق اور اس سے اس کو کیا واسطہ۔ جوچ ایسے ہی نیک جذبات کے ساتھ ہو گا وہی جح مبرور ہے۔  
نافع بن مرجس عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کروہ ہیں۔ یہ دلیل تھے اور اکابر تابعین میں سے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابو سعید خدرا رضی اللہ عنہ سے حدیث کی ساعت کی ہے۔ ان سے بہت سے اکابر علمائے حدیث نے روایت کی ہے جن میں امام زہری، امام مالک بن انس شامل ہیں۔ حدیث کے بارے میں یہ بہت ہی مشور فن ہیں۔ نیزان لشق راویوں میں سے ہیں جن کی روایت شک و شبہ سے بالا ہوتی ہے اور جن کی حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث کا برا حصہ ان پر موقوف ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ میں جب نافع کے واسطے سے اہن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سن لیتا ہوں تو کسی اور راوی سے سننے سے بے فکر ہو جاتا ہوں۔ ۷۱۴ میں وفات پائی سر جس میں میں مسلمہ اول مفتون راساً کن اور جنم کھور ہے۔

## باب غیر حرم کے شکار کرنے کے لئے احرام والا شکار کی طرف اشارہ بھی نہ کرے۔

(۱۸۲۳) ہم سے موکی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے عثمان بن موهب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبد اللہ بن ابی قادہ بن عثیمین نے خبر دی اور انہیں ان کے والد ابو قادہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ (ج) کا ارادہ کر کے نکلے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے صحابہ کی ایک جماعت کو جس میں ابو قادہ بن عثیمین بھی تھے یہ ہدایت دے کر راستے سے واپس بھیجا کہ تم لوگ دریا کے کنارے کنارے ہو کر جاؤ، (اور دشمن کا پتہ لگاؤ) پھر ہم سے آملو۔ چنانچہ یہ جماعت دریا کے کنارے کنارے چلی، واپسی میں سب نے احرام پاندھ لیا تھا لیکن ابو قادہ بن عثیمین نے ابھی احرام نہیں باندھا تھا۔ یہ قافلہ چل رہا تھا کہ کئی گور خرد کھائی دیئے، ابو قادہ نے ان پر حملہ کیا اور ایک مادہ کاشکار کر لیا، پھر ایک جگہ ٹھہر کر سب نے اس کا گوشت کھایا اور ساتھ ہی یہ خیال بھی آیا کہ کیا ہم حرم ہونے کے باوجود شکار کا گوشت کھا بھی سکتے ہیں؟ چنانچہ جو کچھ گوشت بچا دہم ساتھ لائے اور جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو عرض کی یا رسول اللہ! ہم سب لوگ تو حرم تھے لیکن ابو قادہ بن عثیمین نے احرام نہیں باندھا تھا پھر ہم نے گور خرد کیکے اور ابو قادہ نے ان پر حملہ کر کے ایک مادہ کاشکار کر لیا، اس کے بعد ایک جگہ ہم نے قیام کیا اور

## ۵- بَابُ لَا يُشِيرُ الْمُحْرِمُ إِلَى الصَّيْدِ لِكَيْ يَضْطَادُهُ الْحَلَالُ

۱۸۲۴ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانَ - هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ - قَالَ : أَخْبَرَنِي عَنْدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ : ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حَاجًا فَخَرَجُوا مَعَهُ، فَصَرَفَ طَافِيَةَ مِنْهُمْ أَبُو قَتَادَةَ فَقَالَ : ((خُلُدوْ سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتَّى تَلْقَيَ))، فَأَخْلَدُوا كُلَّهُمْ إِلَّا أَبُو قَتَادَةَ لَمْ يُخْرِمْ. فَيَسِّرْنَا هُمْ يَسِّيرُونَ إِذَا رَأَوَا حَمْرًا وَخَشِ، فَحَمَلَ أَبُو قَتَادَةَ عَلَى الْحَمْرِ لَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانَا، فَنَزَلُوا فَأَكَلُوا مِنْ لَحْمِهَا وَقَالُوا: أَنَا كُلُّ لَحْمٍ صَيْدٌ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ؟ فَحَمَلَنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ الْأَتَانِ. فَلَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا كُنَّا أَخْرَمْنَا، وَقَدْ كَانَ أَبُو قَتَادَةَ لَمْ يُخْرِمْ، فَرَأَيْنَا حَمْرًا وَخَشِ، فَحَمَلَ عَلَيْهَا أَبُو قَتَادَةَ لَعَقَرَ مِنْهَا

اس کا گوشت کھلایا پھر خیال آیا کہ کیا ہم محروم ہونے کے باوجود شکار کا گوشت کھا بھی سکتے ہیں؟ اس لئے جو کچھ گوشت بالی بچا ہے وہ ہم ساتھ لائے ہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے ابو قادہ رضی اللہ عنہ کو شکار کرنے کے لیے کہا تھا؟ یا کسی نے اس شکار کی طرف اشارہ کیا تھا؟ سب نے کہا نہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ پھر بچا ہوا گوشت بھی کھا لو۔

[راجع: ۱۸۲۱] معلوم ہوا کہ حالت احرام والوں کے واسطے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ شکاری کو اشاروں سے اس شکار کے لئے رہ نہیں کر سکیں۔  
باب اگر کسی نے محروم کے لئے زندہ گور خر تحفہ بھیجا ہو تو  
اسے قبول نہ کرے

(۱۸۲۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو امام مالک نے خردی، انہیں ابن شاہب نے، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے، انہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اور انہیں صعب بن جثامة لیشی رضی اللہ عنہ نے کہ جب وہ ابواء یا ودان میں تھے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک گور خر کا تحفہ دیا تو آپ نے اسے واپس کر دیا تھا، پھر جب آپ نے ان کے چروں پر ناراضی کا رنگ دیکھا تو آپ نے فرمایا واپسی کی وجہ صرف یہ ہے کہ احرام باندھے ہوئے ہیں۔

آننا، فَأَكْلَنَا مِنْ لَحْمِهَا، ثُمَّ قُلْنَا : أَتَأْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَخْنُ مُحْرِمُونَ؟ فَقَلَّمَنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا. قَالَ : ((أَمْنِكُمْ أَحَدَ أَمْرَةَ أَنْ يَخْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا؟)) قَالُوا: لَا، قَالَ : ((فَلَكُلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا)).

[راجع: ۱۸۲۱] معلوم ہوا کہ حالت احرام والوں کے واسطے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ شکاری کو اشاروں سے اس شکار کے لئے رہ نہیں کر سکیں۔  
۶- بَابُ إِذَا أَهْدَى لِلْمُحْرِمِ حِمَارًا  
وَخَشِيَّاً حَيَا لَمْ يَقْبِلُ

(۱۸۲۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَيْنِيَدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ الصَّعْبِ بْنِ جَنَامَةِ الْلَّثَّيِي ((أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِمَارًا وَخَشِيَّاً وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ - أَوْ بِوَدَانَ - فَرَدَةَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَأَى مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ: إِنَّا لَمْ نَرُدْهُ إِلَّا آنَّا حُرُومٌ)).

[طرفہ فی: ۲۵۷۳، ۲۵۹۶]

**لَهْبَيْرَجَ** ابن خزیمہ اور ابو عوانہ کی روایت میں یوں ہے کہ گور خر کا گوشت بھیجا، مسلم کی روایت میں ران کا ذکر ہے یا پٹھے کا جن میں سے خون نپک رہا تھا۔ یعنی کی روایت میں ہے کہ صعب نے جنگلی گدھے کا پٹھا بھیجا، آپ مجھے میں تھے۔ آپ نے اس میں سے فوراً کھلایا اور دوسروں کو بھی کھلایا۔ یعنی تھے کہا اگر روایت محفوظ ہو تو شاید پہلے صعب نے زندہ گور خر بھیجا ہو گا آپ نے اس کو واپس کر دیا پھر اس کا گوشت بھیجا تو آپ نے اسے لے لیا۔ ابواء ایک پاڑ کا نام ہے اور ودان ایک موضع ہے جو حفظ کے قریب۔ حافظ نے کہا کہ ابواء سے جحفہ تک میل اور ودان سے جحفہ تک آٹھ میل کا فاصلہ ہے۔ باب کے ذریعہ امام بخاری یہ بتالا چاہتے ہیں کہ اس شکار کو واپس کرنے کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ وہ زندہ تھا، حضرت امام نے دوسرے قرآن کی روشنی میں یہ تطبیق دی ہے۔

۷- بَابُ مَا يَقْعُلُ الْمُحْرِمُ مِنْ الدَّوَابِ  
بَابُ احرام والاكون کون سے جانور  
مار سکتا ہے؟

(۱۸۲۶) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم

۱۸۲۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ

کو امام مالک نے خبر دی، انہیں تافع نے خبر دی، اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور ایسے ہیں جنہیں مارنے میں محرم کے لئے کوئی حرج نہیں ہے۔

(دوسری سند) اور امام مالک نے عبد اللہ بن دینار سے، انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جو اور پندرہ کو رہوا)

(۱۸۲۷) (تیسرا سند) اور ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے زید بن جبیر نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی عنہما سے سنا آپ نے فرمایا کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ کی بعض یوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا محرم پانچ جانوروں کو مار سکتا ہے (جن کا ذکر آگے آ رہا ہے)

(۱۸۲۸) (چوتھی سند) اور ہم سے اصنف نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے سالم نے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا اور ان سے حفصہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ جانور ایسے ہیں جنہیں مارنے میں کوئی گناہ نہیں کو، چیل، چوبی، پچھو اور کاث کھانے والا کتا۔

(۱۸۲۹) ہم سے بھی بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھے یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے خبر دی، انہیں عروہ بن زیر نے خبر دی اور انہیں امام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور ایسے ہیں جو سب کے سب موزی ہیں اور انہیں حرم میں بھی مارا جا پہلتا ہیں کو، چیل، پچھو، چوبی اور کاث نے والا کتا۔ [طرفة فی : ۳۲۱۴]

أخبرنا مالك عن نافع عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله قال: ((خمس من الدواب ليس على المحرم في قتلهم جناح)).

ح: عن مالك بن أنس وعن عبد الله بن دينار عن عبد الله بن عمر أن رسول الله قال: . [طرفة فی : ۳۲۱۵]

۱۸۲۷ - حذفنا مسدداً حذفنا أبو عوانة عن زيد بن جبير قال: سمعت ابن عمر رضي الله عنهما يقول: ((حدثتني إحدى نسوة النبي ﷺ عن النبي ﷺ: يقتل المحرم. .)). [طرفة فی : ۱۸۲۸]

۱۸۲۸ - حذفنا أصبع قال: أخبرني عبد الله بن وهب عن يونس عن ابن شهاب عن سالم قال: قال عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قالت حفصة: قال رسول الله ﷺ: ((خمس من الدواب لا حرث على من قتلهم: الغراب والجداة والفارأة والقرب والكلب المفتر)).

۱۸۲۹ - حذفنا يحيى بن سليمان قال: حدثني ابن وهب قال: أخبرني يونس عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله ﷺ قال: ((خمس من الدواب كلهن فاسق يقتلهم في الحرام: الغراب والجداة والفارأة والقرب والكلب المفتر)).

**لِتَسْبِحُوا** یہ پانچوں جانور جس قدر بھی موزی ہیں ظاہر ہے ان کی ہلاکت کے حکم سے شارع ہے بننے بنی نوع انسان کے مالی، جسمانی، اقتصادی، غذائی ہست سے مسائل کی طرف رہ نہیں فرمائی ہے کو اور چیل ڈاکہ زندگی میں مشور ہیں اور پھر وہ اپنی نیش زندگی مارنے میں، چوبہ انسانی صحت کے لئے مضر، پھر غذاوں کے ذخیروں کا دشمن اور کامنے والا کامن صحت کے لئے انتہائی خطرہ ہا۔ یہ وجہ ہے جو ان کا قتل ہر جگہ جائز ہوا۔

(۱۸۳۰) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم نے اسود سے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عثیم نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ منی کے غار میں تھے کہ آپ پر سورہ والمرسلات نازل ہوئی شروع ہوئی۔ پھر آپ اس کی تلاوت کرنے لگے اور مرسلات نازل ہوئی شروع ہوئی۔ اس پر سورہ والمرسلات نازل ہوئی شروع ہوئی۔ پھر آپ اس کی تلاوت ختم بھی نہیں کی تھی کہ ہم پر ایک سانپ گرا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسے مارڈا لوچنا چاہے ہم اس کی طرف لپکے لیکن وہ بھاگ گیا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح سے تم اس کے شر سے نجٹے گئے وہ بھی تمہارے شربے نجٹے کر چلا گیا۔ حضرت ابو عبد اللہ امام بخاری ﷺ نے کہا کہ اس حدیث سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ منی حرم میں داخل ہے اور صحابہ نے حرم میں سانپ مارنے میں کوئی حرج نہیں سمجھا تھا۔

١٨٣٠ - حَدَّثَنَا عَمْرُ بْنُ حَفْصٍ بْنِ عَيَّاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((يَسِّمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَارٍ بِمَنِي إِذْ نَزَلَ عَلَيْنَا هُوَ الْمُرْسَلَاتُ)) وَإِنَّهُ لِيَقْلُوْهَا، وَإِنِّي لَا تَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ، وَإِنَّ فَاهَ لَرَطَبٌ بِهَا، إِذْ وَتَّهَتْ عَلَيْنَا حَيَّةً فَقَاتَ النَّبِيُّ ﷺ ((الْمُقْتُلُوْهَا)). فَانْبَذَرَنَا هَا فَذَهَبَتْ، فَقَاتَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَقَبَتْ شَرْكُمْ كَمَا وَقَبَتْ شَرْهَمْ)) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ إِنَّمَا أَرَدْنَا بِهِذَا أَنْ مَنِي مِنَ الْحَرَمِ وَإِنَّهُمْ لَمْ يَرَوْا بِقُتْلٍ حَيَّةً بَأْسًا.

[اطرافہ فی: ۳۳۱۸، ۴۹۳۰، ۴۹۳۱، ۴۹۳۴]

یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ حدیث سے باب کا مطلب نہیں لٹکا کیونکہ حدیث میں یہ کمال ہے کہ صحابہ احرام باندھے ہوئے تھے اور اس کا جواب یہ ہے کہ اس اعمال کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ واقعہ عزفہ کی رات کا ہے اور ظاہر ہے کہ اس وقت سب لوگ احرام باندھے ہوئے ہوں گے۔ پس باب کا مطلب تکلیف آیا قال ابو عبد اللہ الخیخ یہ عبارت اکثر نسخوں میں نہیں ہے ابوالوقت کی روایت میں ہے۔ اس عبارت سے بھی وہ اشکال رفع ہو جاتا ہے جو اور بیان ہوا۔

(۱۸۳۱) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ بن زینہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے چھپکی کو موزی کما تھا لیکن میں نے آپ سے یہ نہیں سنا کہ آپ نے اسے مارنے کا بھی حکم دیا تھا۔

١٨٣١ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبْنِ شِهَابٍ عَنْ عَزْرُوْةَ بْنِ الزَّبِيرِ عَنْ عَالِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَاتَ لِلْوَزْغَ: ((فُوَيْقَ))، وَلَمْ أَسْمَعْهُ أَمْرَ بِقْتِلِهِ)).

[طرفة فی : ۳۳۰۶]

**لشیخ** ابن عبد البر نے کماں پر علماء کا اتفاق ہے کہ چپکی مارڈا الناصل اور حرم دونوں جگہ درست ہے، واللہ اعلم۔ حافظ نے کماکہ میں نہیں ہے جن کا قتل جائز ہے اور ابن الیثیہ نے عطا سے نکلا کہ پھر وغیرہ پر قیاس کیا جا سکتا ہے اور حل و حرم میں اسے مارنا بھی درست کما جا سکتا ہے۔

باب اس بیان میں کہ حرم شریف کے درخت نہ کاٹے جائیں (اور) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا کہ حرم کے کاشتہ نہ کاٹے جائیں۔

(۱۸۳۲) ہم سے قتبہ بن سعید نے بیان کیا، کما ہم سے یاث بن سعید نے بیان کیا، ان سے شعیب بن ابی سعید مقبری نے، ان سے ابو شرتع عدوی رضی اللہ عنہ نے کہ جب عمرو بن سعید کہ پر لفکر کشی کر رہا تھا تو انہوں نے کہا امیر اجازت دے تو میں ایک ایسی حدیث سناؤں جو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن ارشاد فرمائی تھی، اس حدیث مبارک کو میرے ان کانوں نے سن اور میرے دل نے پوری طرح اسے یاد کر لیا تھا اور جب آپ ارشاد فرمารہے تھے تو میری آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں۔ آپ نے اللہ کی حمد اور اس کی شایبان کی پھر فرمایا کہ مکہ کی حرمت اللہ نے قائم کی ہے لوگوں نے نہیں! اس لئے کسی ایسے شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو یہ جائز اور حلال نہیں کہ یہاں خون بھائے اور کوئی یہاں کا ایک درخت بھی نہ کاٹے لیکن اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے قتل (فتح مکہ کے موقع پر) سے اس کا جواز نکالے تو اس سے یہ کہہ دو کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے اجازت دی تھی لیکن تمیں اجازت نہیں ہے اور مجھے بھی تھوڑی سی دری کے لئے اجازت ملی تھی پھر وبارہ آج اس کی حرمت ایسی ہی قائم ہو گئی جیسے پہلے تھی اور ہاں جو موجود ہیں وہ غائب کو (اللہ کا یہ پیغام) پہنچا دیں، ابو شرتع سے کسی نے پوچھا کہ پھر عمرو بن سعید نے (یہ حدیث سن کر) آپ کو کیا جواب دیا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ عمرو نے کما ابو شرتع! میں یہ حدیث تم سے بھی زیادہ جانتا ہوں مگر حرم

-۸- بَابُ لَا يُعْضَدُ شَجَرُ الْحَرَمِ  
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: (لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ).

۱۸۳۲ - حَدَّثَنَا فَيْيَةُ حَدَّثَنَا الْأَئْمَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي شَرْبَعِ الْقَنْدَوِيِّ اللَّهُ قَالَ لِعُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ يَعْثُثُ الْبَعُوثَ إِلَيْهِ مَكْهَةً: ((إِنَّنَّمَا لِي أَيْمَنَ الْأَمْيَنَ أَحَدَنِكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْأَلْدَدُ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ، فَسَمِعَتْهُ أَذْنَانِي وَوَعَاهَ قَلْبِي وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَاهِي حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ، اللَّهُ حَمْدَهُ اللَّهُ وَأَنَّى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنِّي مَكْهَةُ حَرَمَهَا اللَّهُ وَلَمْ يَحْرِمْهَا النَّاسُ، فَلَا يَجِدُ لِأَمْرِي إِلَّا مِنْ بِاللَّهِ وَإِلَيْهِ الْآخِرُ أَنْ يَسْفِلَ بِهَا ذَمَّاً، وَلَا يَعْضُدُ بِهَا شَجَرَةً. فَلَمَّا أَخَذَ تَرَخْصَنَ لِيَقْتَالَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَوْلُوا لَهُ إِنَّ اللَّهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ ﷺ وَلَمْ يَأْذِنْ لَكُمْ، وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، وَقَدْ عَادَتْ حَرَمَهَا الْيَوْمَ كَحَرَمَهَا بِالْأَنْسِ، وَلَيْلَتُهُ الشَّاهِدُ الْغَابِ). فَقَيْلَ لِأَبِي شَرْبَعِ: مَا قَالَ لَكَ عُمَرُ؟ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شَرْبَعِ، إِنَّ الْحَرَمَ لَا يَعْيَنُ عَاصِيَا، وَلَا فَارِداً بِدِمِ وَلَا فَارَا

بِخُرْبَتِهِ) خُرْبَةٌ : بَلْيَةٌ۔ [راجح: ۱۰۴] کسی مجرم کو پناہ نہیں دیتا اور نہ خون کر کے اور نہ کسی جرم کر کے بھاگنے والے کو پناہ دیتا ہے۔ خربہ سے مراد خربہ بلیہ ہے۔

**لشیخ** حدیث ہذا میں عمرو بن سعید کی فوج کشی کا ذکر ہے جو خلافت اموی کا ایک حاکم تھا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ذکر کے مقابلہ پر کہ شریف میں جنگ کرنے کے لئے فوج بھیج رہا تھا اس موقع پر کلمہ حق بلند کرنے کے لئے حضرت ابو شریع رضی اللہ عنہما ذکر نے یہ حدیث بیان کی کہ اسے سن کر شاید عمرو بن سعید اپنے اس اقدام سے رک جائے مگر وہ رکنے والا کمال تھا۔ اس حدیث کی تکمیل کرنے لگا اور ائمہ سیدین میں باقیوں نے اپنے فعل کا جواز ثابت کرنے لگا جو سراسر اس کا فریب نفس تھا۔ آخر اس نے کہ شریف پر فوج کشی کی اور حرمت کعبہ کو پالا کر کے رکھ دیا۔ ابو شریع نے اس لئے سکوت نہیں کیا کہ عمرو بن سعید کا جواب معقول تھا بلکہ اس کا جواب سراسر نا معقول تھا۔ بحث تو یہ تھی کہ مکہ پر لٹکر کشی اور جنگ جائز نہیں لیکن عمرو بن سعید نے دوسرا مسئلہ چھیڑ دیا کہ کوئی حدی جرم کا مرکب ہو کر حرم میں بھاگ جائے تو اس کو حرم میں پناہ نہیں ملتی۔ اس مسئلہ میں بھی علماء کا اختلاف ہے مگر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ذکر نے تو کوئی حدی جرم بھی نہیں کیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ذکر کی کنیت ابو بکر ہے، یہ اسدی قریشی ہیں ان کی یہ کنیت ان کے ننانا جان حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما ذکر کی کنیت پر خود آنحضرت رضی اللہ عنہما ذکر نے رکھی تھی۔ مسنه میں صابرین میں یہ سب سے پہلے پڑھتے جو اسے میں پیدا ہوئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما ذکر نے ان کے کان میں اذان کی مقام قبا میں پیدا ہوئے اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت امامہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما ذکر ان کو آنحضرت رضی اللہ عنہما ذکر کی خدمت میں دعائے برکت کے واسطے لے کر حاضر ہوئیں، آپ نے ان کو اپنی گود میں بھیلیا اور انہیں مبارک میں ایک سکھور چاکر اس کا لعاب ان کے منہ میں ڈالا اور ان کے تالو سے لگایا، گویا سب سے پہلی چیز جو ان کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ آنحضرت رضی اللہ عنہما ذکر کا لعاب مبارک تھا۔ پھر آپ نے ان کے لیے دعاء برکت فرمائی، بالغ ہونے پر یہ بہت ہماری بھروسہ بارعہ شخصیت کے مالک تھے۔ کھیرت روزہ رکھنے والے، نوافل پڑھنے والے اور حق و صداقت کے علم بردار تھے، تعلقات اور رشد کے قائم رکھنے والے، لحاظ و مرتوں کے پیکر، مجسمہ اخلاق حنس تھے۔ ان کی خوبیوں میں سے یہ ہے کہ ان کی والدہ ماجدہ حضرت امامہ رضا رضی اللہ عنہما ذکر صدیق رضی اللہ عنہما ذکر کی صاحبزادی تھیں۔ ان کے ننانا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما ذکر تھے۔ ان کی دادی صوفیہ آنحضرت رضی اللہ عنہما ذکر کی سگی پھوپھی ہوئی ہیں اور حضرت عائشہ صدیقۃ ان کی خالہ ہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں آنحضرت رضی اللہ عنہما ذکر کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اس جنگ میں جس کا یہاں ذکر ہے جاجی بن یوسف نے ان کو کہ شریف میں قتل کیا اور اسے جاحدی اللہ بن روزو منگل سمکھ میں، ان کی لاش کو سولی پر لکھیا، جس کے کچھ دنوں بعد جاجی بڑی ذلت و خواری کی موت مرا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ذکر کے لئے ۲۲۶ میں بیعت خلافت لی گئی، جس پر پیشہ اہل حجاز یعنی عراق اور خراسان والوں کا اتفاق تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ذکر اپنی عمر میں آٹھ مرتبہ حج کیا ان سے ایک بڑی جماعت روایت حدیث کرتی ہے۔ مختلف مسائل کے استنباط کے لئے حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہما ذکر اپنی جامع الحجیج میں بہت سے مقالات پر اس حدیث کو لائے ہیں۔

## ۹۔ بَابُ لَا يُنْفَرُ صَيْدُ الْحَرَمَ

(۱۸۳۳) ہم سے محمد بن شمشن نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما ذکر اپنے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ کو حرمت والا بنا لیا ہے مجھ سے پہلے بھی یہ کسی کے لیے حلال نہیں تھا

۱۸۳۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَابِ حَدَّثَنَا خَالِدًا عَنْ عَكْرِمَةَ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ حَرَمَ مَكْكَةَ، فَلَمْ تَحِلْ لِأَحَدٍ

اس لئے میرے بعد بھی وہ کسی کے لئے حلال نہیں ہو گا۔ میرے لئے صرف ایک دن گھری بھر حلال ہوا تھا اس لئے اس کی گھاس نہ اکھاڑی جائے اور اس کے درخت نہ کاٹے جائیں، اس کے شکار نہ بھڑکائے جائیں اور نہ وہاں کی کوئی گری ہوئی چیز اٹھائی جائے، ہاں اعلان کرنے والا اٹھا سکتا ہے۔ (تاکہ اصل مالک تک پہنچا دے) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اذخر کی اجازت دیجئے کیونکہ یہ ہمارے ساروں اور ہماری قبروں کے لئے کام آتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اذخر کی اجازت ہے۔ خالد نے روایت کیا کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ شکار کو نہ بھڑکانے سے کیا مراد ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ (اگر کہیں کوئی جانور سایہ میں بیٹھا ہوا ہے تو) اسے سایہ سے بھاگ کر خود وہاں قیام نہ کرے۔

علوم ہوا کہ حرم محترم کا مقام یہ ہے جس میں کسی جانور تک کو بھی شتاب، اس کو اس کے آرام کی جگہ سے اخادرنا، خود اس جگہ پر بند کر لیا یہ جملہ امور حرم شریف کے آداب کے خلاف ہیں۔ ایام حج میں ہر حاجی کا فرض ہے کہ وہاں دوسرے بھائیوں کے آرام کا ہر وقت خیال رکھے۔

### باب مکہ میں لڑنا جائز نہیں ہے۔

اور ابو شریع رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ سے بیان کیا کہ وہاں خون نہ بھالی جائے

(۱۸۳۲) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جرینے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے مجاہد نے، ان سے طاؤس نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح کمک کے دن فرمایا اب بھرت فرض نہیں رہی لیکن (اچھی) نیت اور جہاد اب بھی باقی ہے اس لئے جب تمہیں جہاد کیلئے بلایا جائے تو تیار ہو جانا۔ اس شر (کمک) کو اللہ تعالیٰ نے اسی دن حرمت عطا کی تھی جس دن اس نے آسمان اور زمین پیدا کئے، اس لئے یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حرمت کی وجہ سے محترم ہے یہاں کسی کیلئے بھی مجھ سے پسلے لواہی جائز نہیں تھی اور مجھے بھی صرف ایک دن گھری بھر کے لئے (فتح کمک) کے دن اجازت ملی تھی) اب یہیشہ یہ شر اللہ کی قائم کی ہوئی حرمت کی

قبلي، ولا تجعل لأحد بغيري، وإنما أحيلت لي ساعة من نهار، لا يختلى خلاها، ولا يغضض شجرها، ولا ينفرص صيدها، ولا تنتقط لقطتها إلا لمعرفه). وَقَالَ الْعَبَّاسُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا الْإِذْخِرُ لِصَاغِيَتَنَا وَقَبُورِنَا . فَقَالَ : (إِلَّا الْإِذْخِرُ). وَعَنْ خَالِدٍ عَنْ عَكْرَمَةَ قَالَ : هَلْ تَذَرِّي ((مَا لَا يَنْفَرُ صَيْدُهُ؟)) هُوَ أَنْ يَنْجِيَهُ مِنَ الظُّلُلِ يَنْزِلُ مَكَانَهُ .

۱۰ - بَابُ لَا يَحِلُّ الْقِتَالُ بِمَكَّةَ  
وَقَالَ أَبُو شَرِيعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : (لَا يَسْفِلُ بِهَا ذِمَّةً).

۱۸۳۴ - حَدَّثَنَا عَثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَرْيَزٌ عَنْ مُنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ مَكَّةَ : (لَا هِجْرَةَ، وَلَكِنْ جَهَادٌ وَرَيْةٌ، وَإِذَا اسْتَفْرَتُمْ فَالْنَّفِرُوا، فَإِنْ هَذَا بَلَدُ حَرْمَنَ اللَّهِ يَوْمَ حَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، وَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلْ لِي إِلَّا سَاعَةٌ فِيهِ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَلَمْ يَحِلْ لِي إِلَّا سَاعَةٌ مِنْ نَهَارٍ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ

وجہ سے قیامت تک کے لئے حرمت والا ہے۔ پس اس کا کاشنا کاتا جائے نہ اس کے شکار ہائے جائیں اور اس شخص کے سوا جو اعلان کرنے کا رادہ رکھتا ہو کوئی یہاں کی گری ہوئی چیز نہ اخھائے اور نہ یہاں کی گھاس اکھاڑی جائے۔ عباس بن شٹو نے کہا یا رسول اللہ! اذخر (ایک گھاس) کی اجازت تو دے دیجئے کیونکہ یہاں یہ کاری گروں اور گھروں کے لئے ضروری ہے تو آپ نے فرمایا کہ اذخر کی اجازت ہے۔

الْقِيَامَةِ، لَا يُغْضَدُ شَوَّكَهُ، وَلَا يُنْفَرُ صَيْدَهُ،  
وَلَا يُلْقَطُ لُقْطَهُ إِلَّا مَنْ عَرَفَهَا، وَلَا  
يُخْتَلِي خَلَّهَا). قَالَ النَّبِيُّ: يَا رَسُولَ  
اللَّهِ إِلَّا الإِذْخَرُ، فَإِنَّهُ لِقَنِيهِمْ وَلِتَبَوِيهِمْ.  
قَالَ: قَالَ ((إِلَّا الإِذْخَرُ)).

[راجح: ۱۳۴۹]

**تَسْبِيحٌ** بعد رسالت میں بھرت کا سلسلہ فتح مکہ پر ختم ہو گیا تھا کیونکہ اب خود مکہ شریف ہی دارالاسلام بن گیا اور مسلمانوں کو آزادی سے رہنا نصیب ہو گیا لیکن یہ حکم قیامت تک کے لئے باقی ہے کہ کسی زمانہ میں کہیں بھی دارالحرب سے بوقت ضرورت مسلمان دارالاسلام کی طرف بھرت کر سکتے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ اپنے دین ایمان کو براحت محفوظ رکھنے کے لئے حن نیت رکھنا ہر زمانہ میں ہر جگہ ہر وقت باقی ہے۔ ساتھ ہی سلسلہ جہاد بھی قیامت تک کے لئے باقی ہے جب بھی کسی جگہ کفر اور اسلام کی معزکہ آرائی ہو اور اسلامی سربراہ جہاد کے لئے اعلان کرے تو ہر مسلمان پر اسکے اعلان پر بلیک کہنا فرض ہو جاتا ہے، جب مکہ شریف فتح ہوا تو تھوڑی دیر کیلئے مدافعانہ جنگ کی اجازت ملی تھی جو وہاں استحکام امن کے لئے ضروری تھی بعد میں وہ اجازت جلدی ہی ختم ہو گئی اور اب مکہ شریف میں جنگ کرنا ہمیشہ کیلئے حرام ہے۔ مکہ سب کے لئے دارالامن ہے جو قیامت تک اسی حیثیت میں رہے گا۔

**بکہ مبارکہ:** روایت مذکورہ میں مقدس شریف کے کاذکر ہے جسے قرآن مجید میں لفظ بکہ سے بھی یاد کیا گیا ہے اس سلسلہ کی کچھ تفصیلات ہم مولانا ابوالجلال صاحب ندوی کے قلم سے اپنے ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ مولانا ندوہ کے ان فضلاء میں سے ہیں جن کو تدبیم عبرانی و سریانی زبانوں پر عبور حاصل ہے اور اس موضوع پر ان کے متعدد علمی مقالات علمی رسائل میں شائع شدہ موجود ہیں ہم بکہ مبارکہ کے عنوان سے آپ کے ایک علمی مقالہ کا ایک حصہ معارف ص ۲ جلد نمبر ۶ سے اپنے قارئین کے سامنے رکھ رہے ہیں۔ امید ہے کہ اہل علم اسے بغور مطالعہ فرمائیں گے۔ صاحب مقالہ مرحوم ہو چکے ہیں اللہ ان کو جنت نصیب فرمائے آئیں۔

توراة کے اندر مذکور ہے کہ حضرت ابراہیم ﷺ نے خدا کے حکم سے جب اپنا آبائی وطن چھوڑا تو ارض کنعان میں شکم کے مقام سے مورہ تک سفر کرتے رہے، (تکوین ۱۱۱:۲) شکم اسی مقام کا نام تھا جسے ان دونوں بیان کرتے ہیں، مورہ کا مقام بحث طلب ہے۔ حضرت ابراہیم ﷺ جب سفر کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے تو یہاں ان کو خداوند عالم کی تجلی نظر آئی۔ مقام جملی پر انہوں نے خدا کے لئے ایک قربان گاہ بنائی (تکوین ۱۱۲:۲) توراة کے بیان کے مطابق اس مقام کے علاوہ حضرت ابراہیم ﷺ اور ان کے بیٹوں پتوں نے اور مقالات کو بھی عبادت گاہ مقرر کیا لیکن قدامت کے لحاظ سے اولين معبدي کی مورہ کے پاس والا تھا۔ مورہ نام کے بابل میں دو مقالات کا ذکر ہے ایک موزوہ جبال کے مقابل کنعتیوں کی سرزین میں پردن کے پار مغرب جانب واقع تھا جبال قاضی جدیون کے زمانہ میں بنو اسرائیل اور بنو مدین سے جنگ ہوئی تھی (استشاء ۱۰:۳۰ و قامیون ۷:۱۰)

دوسرے مورہ کا ذکر زبور میں وارد ہے بابل کے متوجوں نے اس مورہ کے ذکر کو پرداختھا میں رکھنے کی انتہائی کوشش کی ہے۔ لیکن حقیقت کا چھپانا نہیں تھی میں مشکل کام ہے حضرت داؤد ﷺ کے اشارہ کا اردو میں حسب ذیل ترجمہ کیا ہے۔

”اے لٹکروں کے خداوند! تمیرے مسکن کیا ہی دلکش ہیں، میری روح خداوند کے بارگاہوں کے لئے آرزو مند ہے، بلکہ گداز ہوتی

ہے، میرا من اور تن زندہ خدا کے لئے لکھتا ہے۔ گورے نے بھی اپنا گھونسلا بنایا، اور اپاٹل نے اپنا آشیانہ پالا جہاں وے اپنے بچے رکھیں، تیری قربان گاہوں کو اے لٹکروں کے خداوند! میرے بادشاہ میرے خدا۔ مبارک ہیں وہ جو تیرے گھر میں لستے ہیں، وہ سدا تیری ستائش کرتے رہیں گے، سلاہ۔ مبارک ہیں وہ انسان جن کی قوت تھی سے ہیں۔ ان کے دل میں تیری راہیں ہیں، وے بنا کی وادی میں گذرتے ہوئے اسے ایک کنوں بنتے ہیں، پہلی برسات اسے برکتوں سے ڈھانپ لیتی ہے۔ وہ قوت سے قوت تک ترقی کرتے چلے جاتے ہیں، یہاں تک کہ خدا کے آگے صیون میں حاضر ہوتے ہیں۔ (زیور نمبر ۸۲)

پھر اور ساتوں آیت کا ترجمہ انگریزی میں بھی تقریباً یہی کیا گیا ہے اور غالباً مترجمین نے ترجمہ میں ارادہ غلطی سے کام لیا ہے، صحیح ترجمہ حسب ذیل ہے۔

عربی بعض ہبکہ۔ معین بستو ہو۔ گم برکوف یعنی مودہ۔ بلکہ محیل ال حبل براء ال الوهم یصیون۔ وہ بکر کے بطھا میں چلتے ہیں، ایک کنوں کے پاس پھرتے ہیں، جمیع برکتیں، مورہ کی ڈھانپ لتی ہیں، وہ قوت سے قوت تک چلتے ہیں، خدائے صیون سے ڈرتے ہوئے۔

مورہ در حقیقت وہی لفظ ہے، جسے قرآن کریم میں ہم بصورت مردہ پاتے ہیں۔ خدا نے فرمایا ﴿ان الصفا والمروة من شعائر الله﴾ یقیناً صفا اور مروة اللہ کے مشاعر میں سے ہیں۔

زیور نمبر ۸۲ سے ایک بیت اللہ، ایک کنوں، اور ایک مردہ کا وادی بکر میں ہوتا صراحت کے ساتھ ثابت ہے، اس سے خانہ کعبہ کی بڑی عظمت اور اہمیت ظاہر ہوتی ہے، ہمارے پادری صاحبان کے ندویک مناسب نہیں ہے کہ لوگوں کے دلوں میں کعبہ کا احترام پیدا ہو، اس لئے انہوں نے زیور نمبر ۸۲ کے ترتیب میں دانستہ غلطی سے کام لیا، بحر حال باکل کے اندر مورہ نام کے دو مقامات کا ذکر ہے، جن میں سے ایک بجلال کے پاس یعنی ارض فلسطین تھا اور ایک وادی بکر میں ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ حضرت ابراہیم ﷺ کا پہلا معبد کس مورہ کے پاس تھا، ۹۶ میں نجراں کے نصرانیوں کا ایک وفد مدینہ منورہ آیا، ان نصرانیوں نے جیسا کہ سورہ آل عمران کی بہت سی آیتوں سے معلوم ہوتا ہے، یہود مسلمانوں اور مشرکین کے ساتھ نہ ہی بھیں کی تھیں، ان بھیوں کے درمیان یہ سوال بھی اخھا تھا کہ ملت ابراہیم کا اولین معد کون تھا، اس کے جواب میں خدا نے ارشاد فرمایا ﴿إِنَّ أَوَّلَ نَبِيٍّ تُوَضِّعُ لِلنَّاسِ لِلَّذِي يُنَكِّهُ مُبْرَكًا وَ هُنَّى لِلْغَلَبِينَ . فِيهِ أَيْتُ نَبِيًّا مَّا قَامَ إِنْزَهِمْ وَ مَنْ دَخَلَهُ كَانَ أَمَّا وَ لِلَّهِ عَلَى النَّاسِ جُنُّ الْأَبْيَتِ مِنْ اسْتِطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَ مَنْ كَفَرَ فِيَنَ اللَّهُ عَنِ الْفَلَمِينَ﴾ (آل عمران: ۹۱) بلاشبہ پہلا خانہ خدا جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہی ہے، جو بکر میں واقع ہے، مبارک ہے اور سارے لوگوں کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے، اس میں کھلی نشانیاں ہیں، یعنی مقام ابراہیم ہے، اور اس میں داخل ہوا اس نے امان پائی، اور لوگوں پر اللہ کے لئے اس گھر کا ج فرض ہے بشرطیکہ راستہ چلانا ممکن ہو، اور اگر کوئی کافر کما نہیں مانتا، یاد رہے اللہ سارے جمل سے بے نیاز ہے۔

بجلال کے قریب جو مورہ تھا اس کے پاس کسی مقدس معدہ کا پوری تاریخ یہود کے کسی عمد میں سراغ نہیں ملتا، اس لئے یقینی طور پر ملت ابراہیم کا پہلا معبد وہی ہے جس کا ذکر زیور میں ہے اور یہی خانہ کعبہ ہے۔

خانہ کعبہ جس شربا علاقہ میں واقع ہے اس کا معروف ترین نام بکہ نہیں بلکہ کہ ہے، قرآن پاک میں ایک جگہ کہ کے نام سے بھی اس کا ذکر آیا ہے، زیر بحث آیت میں شر کے معروف ترین نام کی جگہ غیر مشور نام کو ترجیح دی گئی ہے، اس کی دو وجہیں ہیں ایک یہ کہ انہل کتاب کو یہ بتانا مقصود تھا کہ وہ مورہ جس کے پاس تورۃ کے اندر مذکور معدہ اول کو ہوتا چاہیے، بجلال کے پاس نہیں، بلکہ اس وادی بکر میں واقع ہے، جس کا ذکر زیور میں ہے، دوسری یہ ہے کہ مکہ دراصل بکر کے نام کی بدلتی ہوئی صورت ہے، تحریری نام اس شر کا بکر تھا، لیکن عوام کی زبان نے اسے کہہ بنا دیا۔

سب سے قدیم نوشہ جس میں ہم کو ”کہ“ کا نام ملتا ہے، وہ قرآن مجید ہے لیکن بد کہ کا نام قرآن سے پیش تر میں ملتا ہے، حضرت رسول اللہ ﷺ کی عمر شریف جب ۳۵ برس کی تھی تو قریش نے خانہ کعبہ کی دوبارہ تعمیر کی، اس زمانہ میں خانہ کعبہ کی بنیاد کے اندر سے چند پتھر ملے، جن پر کچھ عبارتیں متقوش تھیں، قریش نے یہ میں سے ایک یہودی اور ایک نصرانی راہب کو بلا کروہ تحریریں پڑھوائیں ایک پتھر کے پہلو پر لکھا ہوا تھا کہ انا اللہ ذوبکہ میں ہوں اللہ بکہ کا حاکم، حفظتھا بسبعہ املاک حنفاء میں نے اس کی حفاظت کی سات خدا پرست فرشتوں سے، (بَارَكَتْ لِأَهْلِهِ فِي الْمَاءِ وَاللَّحْمِ) اس کے باشندوں کے لئے پانی اور گوشت میں برکت دی مختلف روایات میں کچھ اور الفاظ بھی میں، لیکن ہم نے جتنے الفاظ قتل کئے ہیں ان پر سب روایتوں کا اتفاق ہے، روایات کے مطابق یہ نوشہ کعبہ کی بنائے ابراہیم کے اندر ملا تھا۔ حق ہے

یہی گمراہ ہے کہ جس میں شوکت اسلام پہلی ہے  
اسی سے صاحب فاران کی عظمت نمایاں ہے۔

(رازا)

### بابِ حرم کا پچھنا لگوانا کیسا ہے؟

اور حرم ہونے کے باوجود ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے کے داغ لگایا تھا  
اور ایسی دوا جس میں خوشبو نہ ہوا سے حرم استعمال کر سکتا ہے

اس بڑے کا نام والد تھا، اس کو سعید بن منصور نے محلہ کے طریق سے وصل کیا۔ دوا والا جلد حضرت امام بخاری کا کلام ہے، اس نے  
عمر رضی اللہ عنہ کے اثر میں داخل نہیں ہے۔

(۱۸۳۵) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عبینہ نے بیان کیا، کہ عمرو بن دنیار نے بیان کیا پہلی بات میں نے جو عطا بن ابی رباح سے سنی تھی، انسوں نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ کہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ جب حرم تھے اس وقت آپ نے پچھنا لگوایا تھا۔ پھر میں نے انہیں یہ کہتے سنا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طاؤس نے یہ حدیث بیان کی تھی۔ اس سے میں نے یہ سمجھا کہ شاید انسوں نے ان دونوں حضرات سے یہ حدیث سنی ہو گی (متکلم عمرو ہیں اور دونوں حضرات سے مراد عطا اور طاؤس رضی اللہ عنہما ہیں)

(۱۸۳۶) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا کہ ان سے سلیمان بن بلاں نے بیان کیا، ان سے علقہ بن ابی علقہ نے، ان سے عبد الرحمن اعرج نے اور ان سے ابن جعیب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے

### ۱۱- بَابُ الْحِجَاجَةِ لِلْمُخْرِمِ

وَسَكَوَى ابْنُ عُمَرَ ابْنَهُ وَهُوَ مُخْرِمٌ.  
وَيَنْدَاوَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ طَيِّبٌ.

۱۸۳۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ قَالَ: قَالَ عَمْرُو: أَوْلَى شَيْءٍ سَعِيتُ عَطَاءً يَقُولُ: ((سَعِيتُ ابْنَ عَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: اخْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُخْرِمٌ)). ثُمَّ سَعِيَتُهُ يَقُولُ: ((حَدَّثَنِي طَاؤُسٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ)) فَقَلَّتْ لَعْلَةُ سَعِيَةِ مِنْهَا.

[اطرافہ فی : ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۲۱۰۳، ۵۶۹۱، ۵۶۹۴، ۲۲۷۹، ۵۶۹۹، ۵۷۰۰، ۵۷۰۱]

۱۸۳۶- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلُدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَغْرِجِ عَنْ ابْنِ

جب کہ آپ محرم تھے اپنے سر کے نیچے میں مقام لجی جمل میں پچھتا  
لگوایا تھا۔

بَعْدَهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((اَخْتَجَمَ النَّبِيُّ  
كَوْهُ مُحْرَمٍ بِلَحْيِ جَمَلٍ فِي وَسَطِ  
رَأْسِهِ)). [طرفہ فی : ۵۶۹۸]

یہ مقام مکہ اور مدینہ کے نیچے میں ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بوقت ضرورت محرم پچھنا لگوایا سکتا ہے مروجہ اعمال  
جرائی کو بھی بوقت ضرورت شدید اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔

### باب محرم نکاح کر سکتا ہے

(۷/۱۸۳) ہم سے ابوالمغیرہ عبدالقدوس بن حجاج نے بیان کیا، انہوں  
نے کہا ہم سے امام او زاعی نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی ربان نے  
بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میمونہ رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا تو  
آپ محرم تھے۔

### ۱۲- بَابُ تَزْوِيجِ الْمُحْرِمِ

۱۸۳۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْمُفْتَرَةِ عَنْ  
الْقُدُوسِ بْنِ الْحَجَّاجِ حَدَّثَنَا الْأَزْدَاعِيُّ  
حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ أَبِنِ عَبَّاسِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ النَّبِيَّ تَزَوَّجُ  
مَيْمَونَةَ وَهُوَ مُحْرَمٌ)).

[اطرافہ فی : ۴۲۵۸، ۴۲۵۹، ۴۲۵۰] .

**شایعہ امام تخاری** رضی اللہ عنہ اس مسئلہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اہل کوفہ سے متفق ہیں کہ محرم کو عقد نکاح کرنا درست  
ہے لیکن جامعت باللاقان درست نہیں ہے اور جسور علماء کے نزدیک نکاح بھی حرام میں جائز نہیں۔ امام مسلم نے حضرت  
عنان سے مرفع عائلہ کلآلہ ہے کہ حرم نہ نکاح کرے اپنا نہ دوسرا کوئی اس کا نکاح کرے نہ نکاح کا پایام دے۔ امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ محرم کو  
جماع کے لئے لوٹڑی خریدنا درست ہے تو نکاح بھی درست ہو گا۔ حافظ نے کہا یہ قیاس بھی جو خلاف نفس کے ہے قتل قول نہیں  
(وحیدی)

### باب احرام والے مرد اور عورت کو خوبشولگانامنع ہے

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ محرم عورت و رس یا زعفران میں  
رنگا ہو اکٹھا رہنے پسندے۔

(۷/۱۸۳۸) ہم سے عبد اللہ بن یزید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے  
لیٹ نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ  
بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر پوچھا  
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حالت احرام میں ہمیں کون سے  
کپڑے پہننے کی اجازت دیتے ہیں؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا کہ نہ قیص پہنونہ پاجائے، نہ عمالے اور نہ برنس۔ اگر کسی کے

### ۱۳- بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الطَّيِّبِ

#### لِلْمُحْرِمِ وَالْمُحْرَمَةِ

وَقَاتَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: لَا تَلْبِسُ  
الْمُحْرَمَةَ قَوْبَاً بِوَرْسِ أَوْ زَعْفَرَانِ

۱۸۳۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا  
اللَّبِثُ حَدَّثَنَا نَافعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غَمْرَةِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ:  
يَا رَسُولَ اللَّهِ مَاذَا قَاتَمَنَا أَنْ نَلْبِسَ مِنَ  
الْيَابِسِ فِي الْإِحْرَامِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا  
تَلْبِسُوا الْقَعْدَنَصَ وَلَا السَّرَّاوِيلَتَ وَلَا

پاس جوتے نہ ہوں تو موزوں کو خنوں کے نیچے سے کاٹ کر پہن لے۔ اسی طرح کوئی ایسا باب نہ پہنچو جس میں زعفران یا ورس لگا ہو۔ احرام کی حالت میں عورت میں منہ پر نقاب نہ ڈالیں اور دستانے بھی نہ پہنیں۔ لیث کے ساتھ اس روایت کی متابعت موسیٰ بن عقبہ اور اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ اور جویریہ اور ابن احشاق نے نقاب اور دستانوں کے ذکر کے سلسلے میں کی ہے۔ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ”والاورس“ کا لفظ بیان کیا وہ کہتے تھے کہ احرام کی حالت میں عورت منہ پر نہ نقاب ڈالے اور نہ دستانے استعمال کرے۔ اور امام مالک نے نافع سے بیان کیا اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ احرام کی حالت میں عورت نقاب نہ ڈالے اور لیث بن ابی سلیم نے مالک کی طرح روایت کی ہے۔

الْعَمَالِمُ وَلَا الْبَرَائِسُ، إِلَّا أَن يَكُونَ أَخْدَهُ  
لَيْسَتْ لَهُ نَغْلَانَ فَلَيَبْسُ الْخَفْقَيْنَ وَلَيَقْطَعَ  
أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْقَيْنِ. وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مَسْهَةً  
رَعْفَرَانَ وَلَا الْوَرَسُ. وَلَا تَتَقَبَّلَ الْمَرْأَةُ  
الْمُخْرِمَةُ، وَلَا تَلْبَسِ الْفَقَارَيْنِ)). تَابَعَهُ  
مُوسَى بْنُ عَقْبَةَ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ  
عَقْبَةَ وَجُوبِرِيَّةَ وَابْنَ إِسْحَاقَ فِي النَّقَابِ  
الْفَقَارَيْنِ. وَقَالَ عَبْيُدُ اللَّهِ: وَلَا وَرَسٌ.  
وَكَانَ يَقُولُ: ((لَا تَتَقَبَّلَ الْمُخْرِمَةُ وَلَا  
تَلْبَسِ الْفَقَارَيْنِ)). وَقَالَ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ  
عَنْ ابْنِ عُمَرَ: لَا تَتَقَبَّلَ الْمُخْرِمَةُ  
وَتَابَعَهُ لِيَثُ بْنُ أَبِي سَلَيْمٍ.

[راجح: ۱۳۴]

**لَيْسَتْ لَهُ** ہوں والبس منع ہے اور عورتوں کے لئے منہ پر نقاب ڈالنا بھی منع ہے، ان کو چاہیے کہ اس حالت میں اور بھی زیادہ اپنی نگاہوں کو نچاڑ رکھیں جیا و شرم و خوف خدا و آداب حج کا پورا پورا خیال رکھیں۔ مردوں کے لئے بھی یہی سب امور ضروری ہیں۔ جیا شرم مخوض نہ رہے تو حج اٹا و بیل جان بن سکتا ہے۔ آج کل کچھ لوگ عورتوں کے منہ پر پنکھوں کی شکل میں نقاب ڈالتے ہیں، یہ تکلیف بالکل غیر شرعی ہے، احکام شرع پر بلا چون وچار عمل ضروری ہے۔

(۱۸۳۹) ہم سے قتبیہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے جریئے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے حکم نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک محروم شخص کے اونٹ نے جنتہ الوداع کے موقع پر اس کی گردن (گرا کر) توڑ دی اور اسے جان سے مار دیا، اس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسالم کے سامنے لایا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ انہیں عسل اور کفن دے دو لیکن ان کا سرہنہ ذکر کو اور نہ خوشبو لگاؤ کیونکہ (قیامت میں) یہ لیک کرتے ہوئے اٹھے گا۔

مطلوب یہ ہے کہ اس کا احرام بلتی ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس کامنہ نہ ڈھانکو، حافظ نے کہا مجھے اس شخص کا نام نہیں معلوم ہوا۔ اس بارے میں کوئی مستند روایت نہیں تھی، اس سے بھی حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ثابت فرمایا کہ محروم کو خوشبو لگانا منع ہے کیونکہ آپ نے مرنے والے کو محروم گردان کر اس کے جسم پر خوشبو لگانے سے منع فرملا۔ حدیث سے عمل حج کی اہمیت بھی ثابت

۱۸۳۹ - حَدَّثَنَا قُتْبَيْهُ حَدَّثَنَا جَرِيْزُ عَنْ  
مُنْصُورٍ عَنْ الْحَكْمِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبَّابِرَ  
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ:  
((وَلَقَّبَتْ بِرُجْلِ مُخْرِمٍ نَاقَةً لِفَقْتَلَتْهُ، فَلَيْسَ  
بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَقَالَ: ((اَغْسِلُوهُ  
وَسَكْفُوهُ وَلَا تُقْطِرُوا رَأْسَهُ وَلَا تُقْرِبُوهُ طَبِيَّاً،  
فَإِنَّهُ يُبَغْثُ بِهِلْ)).

ہوئی کہ ایسا شخص روز قیامت میں حادی ہی کی شکل میں پیش ہو گا بشرطیکہ اس کا جم عدۃ اللہ مقبول ہوا ہو اور جملہ آداب و شرائط کو سامنے رکھ کر ادا کیا گیا ہو۔ حدیث سے اونٹ کی فطری طبیعت پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ اپنے مالک سے اگر یہ جانور خفا ہو جائے تو موقع پانے پر اسے ہلاک کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ اگرچہ اس جانور میں بستی خوبیں بھی ہیں مگر اس کی کینہ پروری بھی مشور ہے قرآن مجید میں اللہ نے اونٹ کا بھی ذکر فرمایا ہے «إِلَى الْأَبْلَى كَيْفَ خَلَقْتُهُ» (الغاشیہ: ۲۶) یعنی اونٹ کی طرف دیکھو وہ کس طرح پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے جسم کا ہر حصہ شان قدرت کا ایک بہترین نمونہ ہے، اللہ نے اسے ریگستان کا جہاں بنا لیا ہے، جہاں اور سب گمرا جاتے ہیں مگر یہ ریگستانوں میں خوب جھوم جھوم کر سفر طے کرتا ہے۔

### باب حرم کو غسل کرنا کیسا ہے؟

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حرم (غسل کے لیے) حمام میں جاسکتا ہے۔ ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہما احرام کو کھجانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

ابن منذر نے کہا حرم کو غسل جذابت بلا جماع درست ہے لیکن غسل صفائی اور پاکیزگی میں اختلاف ہے امام مالک نے اس کو مکروہ جانا ہے اور حرم اپنا سرپاپی میں ڈبائے اور موطا میں نافع ہے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما احرام کی حالت میں اپنا سرپاپی دھوتے تھے لیکن جب احتمام ہوتا تو دھوتے۔

(۱۸۴۰) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو امام مالک نے خردی، انسیں زید بن اسلم نے، انسیں ابراہیم بن عبد اللہ بن حنین نے، انسیں ان کے والد نے کہ عبد اللہ بن عباس اور مسروہ بن مخرمه رضی اللہ عنہم کا مقام ابواء میں (ایک مسئلہ پر) اختلاف ہوا۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے ابو ایوب الصاری رضی اللہ عنہ کے بہل (مسئلہ پوچھنے کے لئے) بھیجا، میں جب ان کی خدمت میں پہنچا تو وہ کنوئیں کی دو لکڑیوں کے بیچ میں غسل کر رہے تھے، ایک کپڑے سے انسوں نے پرده کر رکھا تھا، میں نے پہنچ کر سلام کیا تو انسوں نے دریافت فرمایا کہ کون ہو؟ میں نے عرض کی کہ میں عبد اللہ بن حنین ہوں، آپ کی خدمت میں مجھے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھیجا ہے یہ دریافت کرنے کے لئے کہ احرام کی حالت میں رسول اللہ ﷺ سر مبارک کس طرح دھوتے تھے۔ یہ سن کر انسوں نے کپڑے پر (جس سے پرده تھا) ہاتھ رکھ کر اسے پہنچ کیا: اب آپ کا سر دکھائی دیم رہا تھا، جو شخص ان کے بدن پر پانی ڈال رہا تھا اس سے انسوں نے پانی ڈالنے کے لئے کہا۔ اس نے ان کے سر پانی ڈالا، پھر انسوں نے اپنے

### ۱۴- بَابُ الْاغْتِسَالِ لِلْمُخْرِمِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: يَذْخُلُ الْمُخْرِمَ الْحَمَّامَ وَلَمْ يَرَ ابْنُ عَمْرٍ وَعَائِشَةَ بِالْحَكَّ بَأْسَا.

۱۸۴۰- حَدَّثَنَا عَنْدَهُ اللَّهُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَنْدَهُ اللَّهُ بْنِ عَبَّاسٍ وَالْمَسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ، فَقَالَ عَنْدَهُ اللَّهُ بْنُ عَبَّاسٍ: يَغْسِلُ الْمُخْرِمَ رَأْسَهُ، وَقَالَ الْمَسْوَرُ: لَا يَغْسِلُ الْمُخْرِمَ رَأْسَهُ. فَأَرْسَلَنِي عَنْدَهُ اللَّهُ بْنِ عَبَّاسٍ إِلَى أَبِي أَيُوبَ الْأَنْصَارِيِّ فَوَجَدْنَاهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يُسْتَرَ بَثَرَبٍ، فَسَلَّمَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ فَقَلَّتْ أَنَا عَنْدَهُ اللَّهُ بْنِ حَنِينَ، أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَنْدَهُ اللَّهُ بْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُكَ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُخْرِمٌ؟ فَوَضَعَ أَبُو أَيُوبَ يَدَهُ عَلَى الْقَوْبَ لَطَاطَاهُ حَتَّى بَدَا لِي رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ

بَصَبُ عَلَيْهِ : اصْبَحَ . فَصَبَ عَلَى رَأْسِهِ  
نَمَ حَرَكَ رَأْسَهُ بِيَدِيهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَذْبَرَ .  
وَقَالَ : هَكَذَا رَأْيْتُهُ لَمْ يَفْعُلْ .

سر کو دونوں ہاتھ سے ہلایا اور دونوں ہاتھ آگے لے گئے اور پھر یچھے  
لائے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (احرام کی  
حالت میں) اسی طرح کرتے دیکھا تھا۔

**لَشِیْخ**  
حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وہی الحدیث من الفوائد مناظرة الصحابة في الأحكام ورجوعهم إلى النصوص وقبولهم لغير الواحد  
ولو كان تابعاً وان قول بعضهم ليس بحججة على بعض الخ لين اس حدیث کے فوائد میں سے صحابہ کرام کا ہمی طور پر  
مسائل اخقام سے متعلق مناگروہ کرنا، پھر نفس کی طرف رجوع کرنا اور ان کا خبر واحد کو قول کریتا بھی ہے اگرچہ وہ تابعی ہی کیوں نہ ہو  
اور یہ اس حدیث کے فوائد میں سے ہے کہ ان کے بعض کا کوئی مخفی قول بعض کے لئے جست نہیں گردانا جاتا تھا۔ انہیں طروں کو  
لکھتے وقت ایک صاحب جو دیوبند مسلم رکھتے ہیں ان کا مضمون یہ رہا ہوں جنہوں نے بزور قلم ثابت فرمایا ہے کہ صحابہ کرام تقلید  
محضی کیا کرتے تھے، لہذا تقلید محضی کا جواز بلکہ وجوب ثابت ہوا اس دعویٰ پر انہوں نے جو دلائل واقعات کی ٹھیک میں پیش فرمائے  
ہیں وہ تنازع تقلید محضی کی تعریف میں بالکل نہیں آتے مگر تقلید محضی کے اس طرز کو قدم پر یہی نظر آ رہا ہے کہ تقلید  
محضی صحابہ میں عام طور پر مروج تھی۔ حافظ ابن حجر کا ذکر کوہہ بیان ایسے کمزور دلائل کے جواب کے لئے کافی وافی ہے۔

### باب حرم کو جسب جو تیال نہ ملیں تو وہ موزے پن سکتا ہے

#### ۱۵- بَابُ أَنْبِسِ الْخَفْفِينَ لِلْمُهْرِمِ

إِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنَ

۱۸۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ  
قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتَ  
جَاهِيرَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتَ ابْنَ عَبَّاسِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((سَمِعْتَ النَّبِيَّ  
يَخْطُبُ بِعِرَفَاتٍ: (مَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنَ  
لِلْأَنْبِسِ الْخَفْفِينَ، وَمَنْ لَمْ يَجِدِ إِزارًا  
لِلْأَنْبِسِ سَرَوْنِيلَ لِلْمُهْرِمِ)).

[راجع: ۱۷۴۰]

امام احمد نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کر کے حکم دیا ہے کہ جس حرم کو تبند نہ ملے وہ پاجامہ اور جس کو جوتے نہ ملیں وہ موزہ  
پن لے اور پاجامہ کا پھاڑنا اور موزوں کا کافی ضروری نہیں اور جسور علماء کے نزدیک ضروری ہے اگر اسی طرح پن لے گا تو اس پر  
福德یہ لازم ہو گا یہاں جسور کا یہ فتویٰ مخفی قیاس پر مبنی ہے جو جوت نہیں۔

۱۸۴۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا  
إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ  
سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: سَيِّلَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَا يَلْبِسُ الْمُهْرِمُ مِنْ

(۱۸۳۲) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم سے  
ابراهیم بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم سے ابن شاہب نے  
بیان کیا، ان سے سالم نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ  
عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ

محرم کون سے کڑے پن سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیص، عمامہ، پاجامہ اور برنس (کن ٹوپ یا پاران کوٹ) نہ پہنے اور نہ کوئی ایسا کڑا پہنے جس میں زعفران یا درس لگی ہو اور اگر جوتیاں نہ ہوں تو موزے پن لے، البتہ اس طرح کاٹ لے کہ جنہوں سے نچے ہو جائیں۔

الفیاب؟ فَقَالَ : ((لَا يَلْبِسُ الْقَبِيصَ وَلَا  
الْعَمَاتِمَ وَلَا السَّرَاوِنَلَاتِ وَلَا التَّرْنَسَ وَلَا  
ثُوبَا مَسْتَهْ رَغْفَرَانَ وَلَا وَزْنَسَ، وَإِنْ لَمْ  
يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبِسْ الْخَفْفَيْنِ وَلَيَقْطَعْهُمَا  
حَتَّى يَكُونُا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْنَيْنِ)).

[راجع: ۱۳۴]

ان جملہ لبسوں کو چھوڑ کر صرف سیدھی سادھی دوسنیدھی چادریں ہوئی ضروری ہیں جن میں سے ایک تبندہ ہو اور ایک کرتے کی جگہ ہو کیونکہ حج میں اللہ پاک کو یہی فقیرانہ ادا پسند ہے۔

### باب جس کے پاس تبندہ ہو تو وہ پاجامہ پن سکتا ہے

(۱۸۲۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے جابر بن زید نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہم کو میدان عرفات میں وعظ سنایا، اس میں آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کو احرام کے لئے تبندہ ملے تو وہ پاجامہ پن لے اور اگر کسی کو جو ہتھ نہ ملیں تو وہ موزے پن لے۔

مطلوب آپ کا یہ تھا کہ احرام میں بند کا ہونا اور پیروں میں جوتیوں کا ہونا ہی مناسب ہے لیکن اگر کسی کو یہ چیزیں میرنہ ہوں تو مجبوراً پاجامہ اور موزے پن سکتا ہے کیونکہ اسلام میں ہر ہر قدم پر آسمانیوں کو لمحظہ رکھا ہے، امام احمد نے اسی حدیث کے ظاہر پر فتویٰ دیا ہے۔

باب محروم کا تھیمار بند ہونا درست ہے  
عکرمہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اگر دشمن کا خوف ہو اور کوئی تھیمار باندھے تو اسے فدیہ دینا چاہیے لیکن عکرمہ کے سوا اور کسی نے یہ نہیں کہا کہ فدیہ دے۔

حافظ نے کہا عکرمہ کا یہ اثر مجھ کو موصولاً نہیں ملا۔ این منذر نے حسن بصری سے نقل کیا انہوں نے محروم کو تکوار باندھنا کروہ سمجھا۔ تھیمار بند ہونا اسی وقت درست ہے جب کسی دشمن کا خوف ہو جیسا کہ بلب نے ظاہر ہے۔

(۱۸۲۳) ہم سے عبید اللہ بن موصی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے اسرائیل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا

### ۱۶ - بَابُ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْإِزارَ فَلْيَلْبِسِ السَّرَاوِنَلَ

۱۸۴۳ - حَدَّثَنَا آدُمُ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ حَدَّثَنَا  
عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِنِ  
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَطَّبَنَا النَّبِيُّ  
ﷺ بِعِرْفَاتٍ، فَقَالَ: ((مَنْ لَمْ يَجِدِ الْإِزارَ  
فَلْيَلْبِسِ السَّرَاوِنَلَ، وَمَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ  
فَلْيَلْبِسِ الْخَفْفَيْنِ)). [راجع: ۱۷۴۰]

مطلوب آپ کا یہ تھا کہ احرام میں بند کا ہونا اور پیروں میں جوتیوں کا ہونا ہی مناسب ہے لیکن اگر کسی کو یہ چیزیں میرنہ ہوں تو مجبوراً پاجامہ اور موزے پن سکتا ہے کیونکہ اسلام میں ہر ہر قدم پر آسمانیوں کو لمحظہ رکھا ہے، امام احمد نے اسی حدیث کے ظاہر پر فتویٰ دیا ہے۔

### ۱۷ - بَابُ لُبْسِ السَّلَاحِ لِلْمُخْرِمِ وَقَالَ عِنْ كُوْمَةٍ إِذَا خَشِيَ الْمُدْرُ لِبْسَ السَّلَاحِ وَالْفَدَى. وَلَمْ يَتَابَعْ عَلَيْهِ فِي الْفِدَى.

حافظ نے کہا عکرمہ کا یہ اثر مجھ کو موصولاً نہیں ملا۔ این منذر نے حسن بصری سے نقل کیا انہوں نے محروم کو تکوار باندھنا کروہ سمجھا۔ تھیمار بند ہونا اسی وقت درست ہے جب کسی دشمن کا خوف ہو جیسا کہ بلب نے ظاہر ہے۔

۱۸۴۴ - حَدَّثَنَا عَبْيَضُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ  
عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ

اور ان سے براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قعده میں عمرہ کیا تو مکہ والوں نے آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا، پھر ان سے اس شرط پر صلح ہوئی کہ ہتھیار نیام میں ڈال کر مکہ میں داخل ہوں گے۔

### باب حرم اور مکہ شریف میں بغیر احرام کے داخل ہوتا

حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ نے احرام کے بغیر داخل ہوئے اور نبی کریم شریفؐ نے احرام کا حکم ان ہی لوگوں کو دیا جو حج اور عمرہ کے ارادے سے آئیں۔ اس کے لئے لکڑی بیچنے والوں وغیرہ کو ایسا حکم نہیں دیا۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے اس واقعہ کو امام مالک نے مؤذن میں نافعؓ سے نقل کیا ہے کہ جب عبد اللہ بن عمرؓ قدریؓ میں پہنچے تو انہوں نے فدا کی خبر سنی۔ وہ لوٹ گئے اور مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہو گئے۔ باب کا مطلب حضرت امام بخاریؓ نے ابن عباسؓ کی حدیث سے یوں تلاکہ کہ حدیث میں ذکر ہے جو لوگ حج اور عمرہ کا ارادہ رکھتے ہوں ان پر لازم ہے کہ مکہ میں باحرام داخل ہوں یہاں جو لوگ اپنی ذاتی ضروریات کے لئے کہ شریف آتے جاتے رہتے ہیں ان کے لئے احرام واجب نہیں۔ امام شافعیؓ کا یہی مسلک ہے مگر حنفیؓ کہ شریف میں ہر داخل ہونے والے کے لئے احرام ضروری قرار دیتے ہیں۔ ابن عبدالبر نے کماکثر صحابہ اور تابعین و جو布 کے قائل ہیں مگر درایت اور روایت کی بنا پر حضرت امام بخاریؓ کے مسلک کو ترجیح معلوم ہوتی ہے۔

(۱۸۳۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن طاؤس نے، ان سے ان کے باپ نے، ان سے عبد اللہ بن عباسؓ نے کہ نبی کریم شریفؐ نے مدینہ والوں کے لئے ذوالحجۃ کو میقات بنیا، نجد والوں کے لئے قرن منازل کو اور یمن والوں کے لئے یملکم کو۔ یہ میقات ان ملکوں کے باشندوں کے لئے ہے اور دوسرے ان تمام لوگوں کے لیے بھی جو ان ملکوں سے ہو کر مکہ آئیں اور حج اور عمرہ کا بھی ارادہ رکھتے ہوں، لیکن جو لوگ ان حدود کے اندر ہوں تو ان کی میقات وہی جگہ ہے جمل سے وہ اپنا سفر شروع کریں یہاں تک کہ مکہ والوں کی میقات کہہتی ہے۔

(۱۸۳۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خردی، انہیں ان شباب زہری نے اور انہیں انس بن مالکؓ

عنه: ((وَاعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ، فَأَتَى أَهْلَ مَكَّةَ أَنْ يَدْعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتَّى قَاضَاهُمْ: لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ مِلَاحًا إِلَّا فِي الْقَوَابِ)). [راجح: ۱۷۸۱]

### ۱۸- بَابُ دُخُولِ الْحَرَمِ وَمَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ. وَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ حَلَالًا

وَإِنَّمَا أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالإِهْلَالِ لِمَنْ أَرَادَ النَّحْجَ وَالْعُمْرَةَ. وَلَمْ يَذْكُرْ لِلْحَاطِبِينَ وَغَيْرِهِمْ.

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے اس واقعہ کے بعد کاملاً حرام کی حدیث سے یوں تلاکہ کہ حدیث میں ذکر ہے جو لوگ حج اور عمرہ کا ارادہ رکھتے ہوں ان پر لازم ہے کہ مکہ میں باحرام داخل ہوں یہاں جو لوگ اپنی ذاتی ضروریات کے لئے کہ شریف آتے جاتے رہتے ہیں ان کے لئے احرام واجب نہیں۔ امام شافعیؓ کا یہی مسلک ہے مگر حنفیؓ کہ شریف میں ہر داخل ہونے والے کے لئے احرام ضروری قرار دیتے ہیں۔ ابن عبدالبر نے کماکثر صحابہ اور تابعین و جو布 کے قائل ہیں مگر درایت اور روایت کی بنا پر حضرت امام بخاریؓ کے مسلک کو ترجیح معلوم ہوتی ہے۔

۱۸۴۵- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وَهِبْتَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاؤِسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَقَاتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلَ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلْمَلَمَ، هُنَّ لَهُنْ وَلِكُلِّ أَتِيَ عَلَيْهِمْ مِنْ غَيْرِهِمْ مِنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، فَمَنْ كَانَ دُونَ ذَلِكَ لَمْ يَمْنُ حَتَّى أَنْشَأَ، حَتَّى أَهْلَ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ)). [راجح: ۱۵۲۴]

۱۸۴۶- حَدَّثَنَا عَنْدَهُ اللَّهُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَنْسِ بْنِ

نے آکر خبردی کہ فتح مکہ کے دن رسول کرم ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا۔ جس وقت آپ نے اتارا تو ایک غصہ نے خردی کہ این خطل کعبہ کے پردوں سے لٹک رہا ہے آپ نے فرمایا کہ اسے قتل کر دو۔

**مَالِكُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:** ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَىٰ رَأْسِهِ الْمَغْفِرَةِ،  
فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَ حَطَّيلِ  
مَتَعْلَقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: ((الْقَلْوَةُ)).

[أطراfe في : ٣٠٤٤، ٤٢٨٦، ٥٨٠٨]

**لشیون** این خطل کا نام عبداللہ تھا یہ پہلے مسلمان ہو گیا تھا۔ آپ نے ایک صحابی کو اس سے زکوہ وصول کرنے کے لئے بھیجا، جس کے ساتھ ایک مسلمان غلام بھی تھا۔ این خطل نے اس مسلمان غلام کو کھانا تیار کرنے کا حکم دیا اور خود سورہ پھر جاگا تو اس مسلمان غلام نے کھانا تیار نہیں کیا تھا، غصہ میں آن کراس نے اس غلام کو قتل کر دیا اور خود اسلام سے پھر گیا۔ وہ گانے والی لوہنیاں اس نے رکھی تھیں اور ان سے آنحضرت ﷺ کی ہجو کے گیت گوایا کرتا تھا۔ یہ بدجنت ایسا ازیٰ و شمن ثابت ہوا کہ اسے کعبہ شریف کے اندر عیٰ قتل کر دیا گیا۔ این خطل کو قتل کرنے والے حضرت ابو بردہ اسمی تھے بعضاً نے حضرت زبیر کو بٹالا ہے۔

۱۹- بَابُ إِذَا أَخْرَمَ جَاهِلًا وَعَلَيْهِ بَابُ اگر ناواقفیت کی وجہ سے کوئی کرتے پہنے ہوئے احرام

قِمیض

اور عطاء بن ابی رباح نے کمانا واقفیت میں یا بمحول کر اگر کوئی حرم خفیر خوشبو لگائے، سلا ہو اکٹھا پس لے تو اس رکفارہ نہیں ہے۔

امام شافعی کا یہ قول ہے اور امام مالک نے کہا اگر اسی وقت ایسا رذائلے یا خوبیوں سے تو کفارہ نہ ہو گا، ورنہ کفارہ لازم ہو گا دلائل کی رو سے امام بخاری و مسلم کے مسلک کو ترجیح معلوم ہوتی ہے جیسا کہ امام شافعی کا یہ مسلک ہے۔

(۷) ۱۸۴۷ء میں ابوالاولید نے بیان کیا، کہا ہم سے ہام نے بیان کیا، کہا ہم سے عطا نے بیان کیا، کہا مجھ سے صفوان بن یعلیٰ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص جو جب پنے ہوئے تھا حاضر ہوا اور اس پر زردی یا اسی طرح کی کسی خوبیوں کا نشان تھا۔ عمر بن شٹو مجھ سے کہا کرتے تھے کیا تم جانتے ہو کہ جب آخر خضرت ﷺ پر وی نازل ہونے لگے تو تم آخر خضرت ﷺ کو دیکھ سکو؟ اس وقت آپ پر وی نازل ہوئی پھر وہ حالت جاتی رہی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جس طرح اپنے حج میں کرتے ہو اسی طرح عمرہ میں بھی کرو۔

(۸) ایک شخص نے دوسرے شخص کے ہاتھ میں دانت سے کاٹا تھا و دوسرے نے جو اپنا ہاتھ کھینچا تو اس کا دانت اکھر گیانی کرم میل کیا۔

وَقَالَ عَطَاءً : إِذَا تَطَيَّبَ أُوْلَئِسَ جَاهِلًا  
أَوْ نَاسِيَا فَلَا كَفَارَةَ عَلَيْهِ .  
امام شافعی کا یہ قول ہے اور امام مالک نے کہا  
دلاسل کی رو سے امام بخاری و مسلم کے مسلک کو ترجیح  
1847 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَيْثَدُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ  
حَدَّثَنَا عَطَاءً قَالَ : حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ  
يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ : كَتَبْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَأَنَّهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُنْدٌ وَبِهِ أَنْوَرٌ صَفْرَةٌ  
أَوْ نَحْوُهُ، كَانَ غَمْرًا يَقُولُ لِي: تُحِبُّ إِذَا  
نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَخْنُ أَنْ تَرَاهُ؟ نَزَلَ عَلَيْهِ، ثُمَّ  
سُرِّيَ عَنْهُ، لَقَاءٌ : ((اَصْنَعْ لِي غَمْرَكَ  
مَا تَصْنَعُ بِي حَجْكَ)). [راجع: ۱۵۳۶]

١٨٤٨ - وَعْضُ رَجُلٍ - يَعْنِي فَاتَّرَعَ ثَيَّبَةً - فَأَبْطَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ.

نے اس کا کوئی بدلہ نہیں دلوایا۔

[اطرافہ فی : ۲۲۶۵، ۲۹۷۳، ۴۴۱۷]

[۶۸۹۳]

**باب اگر حرم عرفات میں مر جائے**  
اور نبی کرم ﷺ نے یہ حکم نہیں کیا کہ حج کے باقی ارکان اس کی طرف سے ادا کئے جائیں۔

(۱۸۳۹) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال: ((بَيْنَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِعِرْفَةٍ إِذَا وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَّتْهُ - أَوْ قَالَ فَاقْصُنْتْهُ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِنَرٍ، وَكَفْنُوهُ فِي تَوْبِينٍ - أَوْ قَالَ فِي تَوْبِينٍ - وَلَا تُحَنْطُطُوهُ وَلَا تَخْمُرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَلْبِيًّا)).

(۱۸۵۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ایک شخص نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات میں ٹھہرا ہوا تھا کہ اپنی اوپنی سے گر پڑا اور اس نے اس کی گردن توڑ دی، تو نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے پانی اور بیری سے غسل دے کر دو کپڑوں (احرام والوں میں) کفتادو لیکن خوشبوونہ لگاتا نہ سرچھپانا اور نہ حنوط لگاتا کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت میں اسے لبیک پکارتے ہوئے اٹھائے گا۔

**باب جب حرم وقت پا جائے تو اس کا کفن دفن کس طرح**

مسنون ہے

۲۰- **بَابُ الْمُحْرَمِ يَمُوتُ بِعِرْفَةَ،**  
**وَلَمْ يَأْمُرِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُؤَدِّيَ عَنْهُ**  
**بَيْتَهُ الْحَجَّ**

(۱۸۴۹) ہدئنا سلیمان بن حرب ہدئنا حماد بن زید عن ععرو بن دینار عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: ((بَيْنَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِعِرْفَةٍ إِذَا وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَّتْهُ - أَوْ قَالَ فَاقْصُنْتْهُ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِنَرٍ، وَكَفْنُوهُ فِي تَوْبِينٍ - أَوْ قَالَ فِي تَوْبِينٍ - وَلَا تُحَنْطُطُوهُ وَلَا تَخْمُرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَلْبِيًّا)).

(۱۸۵۰) ہدئنا سلیمان بن حرب ہدئنا حماد عن ایوب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: ((بَيْنَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِعِرْفَةٍ إِذَا وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَّتْهُ - أَوْ قَالَ فَاقْصُنْتْهُ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِنَرٍ، وَكَفْنُوهُ فِي تَوْبِينٍ، وَلَا تُمْسِحُوهُ طَبِيعًا، وَلَا تَخْمُرُوا رَأْسَهُ، وَلَا تُحَنْطُطُوهُ، فَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلْبِيًّا)).

۲۱- **بَابُ مُسْتَهْدِيِ الْمُحْرَمِ إِذَا مَاتَ**

(۱۸۵۱) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہمیں ابو بشر نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہمیں سعید بن جبیر نے خبر دی اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میدان عرفات میں تھا کہ اس کے اوٹ نے گرا کر اس کی گردن توڑ دی۔ وہ شخص محروم تھا اور مر گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث دی کہ اسے پانی اور بیری کا غسل اور (اجرام کے) دو پکڑوں کا لفظ دیا جائے البتہ اس کو خوشبو نہ لگاونہ اس کا سرچھپا کیونکہ قیامت کے دن وہ لبیک کتا ہوا اٹھے گا۔

### باب میت کی طرف سے حج اور نذر ادا کرنا اور مرد کسی عورت کے بدلہ میں حج کر سکتا ہے

تفصیر سے دوسرا حکم باب کی حدیث سے نہیں لکھا کیونکہ باب کی حدیث میں یہ بیان ہے کہ عورت نے اپنی ماں کی طرف سے حج کرنے کو پوچھا تھا تو ترجمہ باب یوں ہوتا تھا کہ عورت کا عورت کی طرف سے حج کرنا اور حافظ صاحب سے اس مقام پر سوہا انہوں نے کہا باب کی حدیث میں ہے کہ عورت نے اپنے باب کی طرف سے حج کرنے کو پوچھا جانے پر یہ مطلب اس باب کی حدیث میں نہیں ہے بلکہ آئندہ باب کی حدیث میں ہے۔ این بطلان نے کہا کہ آخرت میں اس حدیث میں امر کے میثاق سے یعنی الفضوا اللہ سے خطاب کیا اس میں مرد عورت سب آگئے اور مرد کا عورت کی طرف سے اور عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا سب کے نزدیک جائز ہے، اس عورت کے نام میں اختلاف ہے۔ نائل کی روایت میں سنان بن سلمہ کی پیوی مذکور ہے اور امام احمد کی روایت میں سنان بن عبد اللہ کی پیوی بتلایا گیا ہے۔ طبرانی کی روایت سے یہ لکھا ہے کہ ان کی پھوپھی تھی مگر ابن ہنڈ نے صحیحات میں نکلا کہ یہ عورت عانیہ یا عانیہ ناہی تھی، این طارہ نے صحیحات میں اسی پر جزم کیا ہے۔

(۱۸۵۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ وصالح مسکری نے بیان کیا، ان سے ابو بشر جعفر بن ایاس نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس میٹھا نے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی کریم مسیحیت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا میری والدہ نے حج کی منت مانی تھی لیکن وہ حج نہ کر سکیں اور ان کا انتقال ہو گیا تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آخرت میں میٹھا نے فرمایا کہ ہاں ان کی طرف سے توجہ کر کیا تمہاری مل پر قرض ہوتا تو تم اسے ادا نہ کر تیں؟ اللہ تعالیٰ کا فرضہ تو اس کا سب سے زیادہ مستحق

۱۸۵۱ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جِبِيرٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَوَقَصَّتْ نَافَقَةً وَهُوَ مُخْرَمٌ فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَكَفُّوْهُ فِي نَوْبَتِهِ، وَلَا تَمْسُؤُ بِطِينَبِ، وَلَا تُحَمِّرُو رَأْسَهُ، فَإِنَّهُ يَنْعُثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلْبِيًّا)).

### ۲۲- بَابُ الْحَجَّ وَالنُّدُورِ عَنِ الْمَيْتِ، وَالرَّجُلِ يَحْجُّ عَنِ الْمَرْأَةِ

حدیث موسیٰ بن اسماعیل میں ہے کہ موسیٰ بن عوانہ عن ابو عوانہ عن ابی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہمما: ((أَنَّ اغْرِيَةً مِنْ جَهَنَّمَ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ أُمِّي نَدَرَتْ أَنْ تَحْجُّ فَلَمْ تَحْجُ حَتَّى مَاتَتْ، أَفَأَحْجُّ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ حَجَّيَ عَنْهَا، أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أَنْكُ دِينَ أَكْتَسَتْ فَاضِيَّةً؟ أَفَضَّلُوا اللَّهُ،

ہے کہ اسے پورا کیا جائے۔ پس اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کرنا بہت ضروری ہے۔

**باب اس کی طرف سے حج بدال جس میں سواری پر بیٹھے رہنے کی طاقت نہ ہو۔**

(۱۸۵۳) ہم سے ابو عاصم نے ابن جریح سے بیان کیا، انسوں نے کہا ان سے ابن شاہب نے، ان سے سلیمان بن یمار نے، ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے فضل بن عباس رضی اللہ عنہم نے کہ ایک خاتون۔۔۔

(۱۸۵۴) (دوسری سند سے امام بخاری نے) کہا ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شاہب زہری نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن یمار نے اور ان سے ابن عباس پیر بیٹھا نے کہ جستہ الوداع کے موقع پر قبلہ خشم کی ایک عورت آئی اور عرض کی یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کی طرف سے فریضہ حج جو اس کے بندوں پر ہے اس نے میرے بوڑھے باپ کو بھی پالیا ہے لیکن ان میں اتنی سکت نہیں کہ وہ سواری پر بھی بیٹھ سکیں تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں تو ان کا حج ادا ہو جائے کا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

### باب عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا

(۱۸۵۵) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے ابن شاہب زہری نے، ان سے سلیمان بن یمار نے، ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر بیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں قبلہ خشم کی ایک عورت آئی۔ فضل رضی اللہ عنہ اس کو دیکھنے لگے اور وہ فضل پیر بیٹھ کو دیکھنے لگی۔ اس نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم فضل کا چڑو دوسری طرف پھیرنے لگے، اس

فَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالْوَقَاءِ).

[طرفاہ فی : ۱۶۹۹ ، ۷۲۱۵]

**۲۳۔ بَابُ الْحَجَّ عَمَّنْ لَا يَسْتَطِعُ  
الثُّبُوتَ عَلَى الرَّاجِلَةِ**

۱۸۵۳ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ أَبِنِ  
جُرَيْجٍ عَنْ أَبِنِ شَهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ  
يَسَارٍ عَنْ أَبِنِ عَبَّاسٍ عَنْ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنْ افْرَأَهُ . ح.

۱۸۵۴ - حَدَّثَنَا مُوسَىٰ بْنُ إِسْمَاعِيلَ  
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَنَا  
أَبُنْ شَهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنْ أَبِنِ  
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((جَاءَتِ  
امْرَأَةٌ مِنْ خَنْقَمَ عَامَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَقَالَتْ:  
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِيقَةَ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ  
فِي الْحَجَّ أَذْرَكْتَ أَبِي شِهَابَ كَبِيرًا لَا  
يَسْتَطِعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاجِلَةِ، فَهَلْ  
يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَخْجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)).

[راجح: ۱۵۱۳]

**۴۔ بَابُ حَجَّ الْمَرْأَةِ عَنِ الرَّجُلِ**

۱۸۵۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ  
مَالِكٍ عَنْ أَبِنِ شَهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنَ  
يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ الْفَضْلُ رَدِيفَ النَّبِيِّ  
ﷺ، لَمَّا جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَنْقَمَ، فَجَعَلَ  
الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَيَنْتَظُ إِلَيْهَا، فَجَعَلَ النَّبِيُّ  
ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشَّقِّ

الآخر، فَقَالَتْ: إِنَّ فَرِنَصَةَ اللَّهِ أَنْزَكَتْ  
أُبَيِّ هَبْنَخَا كَبِيرًا لَا يَبْلُغُ عَلَى الرَّاجِلَةِ،  
الْأَذْعَجُ غَنَمٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). وَذَلِكَ فِي  
حَجَّةَ الْوَدَاعِ)). [راجع: ۱۵۱۳]

**شیخ** اس عورت کا مام معلوم نہیں ہوا اس حدیث سے یہ لٹا کہ زندہ آدمی کی طرف سے بھی اگر وہ مغدور ہو جائے دوسرا آدمی حج کر سکتا ہے اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ ایسا حج بدل مرد کی طرف سے عورت بھی کر سکتی ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وہی هذا الحديث من الفوائد جواز الحج من المغير و استدل الكوفيون بعمومه على جواز صحة حج من لم يحج نيابة عن غيره و خالفهم الجمهور لخصوصه بمن حج عن نفسه واستدلوا بما في السنن و صحيح ابن خزيمة وغيره من حديث ابن عباس ايضاً ان النبي صلى الله عليه وسلم رأى رجلاً يلقي عن شبرمة فقال احتجت من نفسك فقال لا هذه من نفسك ثم احتج عن شبرمة الخ (فتح الباري) یعنی اس حدیث کے فوائد میں سے ہے کہ غیر کی طرف سے حج کرنا جائز ہے اور کوئیون نے اس کے عموم سے دلیل لی ہے کہ نیابت میں اس کا حج بھی درست ہے جس نے پہلے اپنا حج نہ کیا ہو اور جسمور نے ان کے خلاف کہا ہے انہوں نے اس کے لئے اسی کو خاص کیا ہے جو پہلے اپنا ذاتی حج کر چکا ہو اور انہوں نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے نبہے اصحاب سنن اور ابن خزیمه وغیرہ نے حدیث ابن عباس میں سے نقل کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ شبرمة کی طرف سے لبیک پکار رہا ہے۔ آپ نے فرمایا پہلے اپنا حج کر پھر شبرمة کا حج کرنا۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حج بدل جس سے کرایا جائے ضروری ہے کہ وہ شخص پہلے اپنا حج کر چکا ہو حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وہی ان من مات و علیہ حج وجب علی ولیہ ان یعجم من يعجم عنه من راس ماله کما ان علیہ قضاء دیونہ فقد اجمعوا على ان دین الادمی من راس المال فکذا لک ما شبه به في القضاء و يتحقق بالحج كل حق ثبت في ذمته كفارة او نذر او زكوة او غير ذلك الخ (فتح الباري) یعنی اس میں یہ بھی ہے کہ جو شخص وفات پائے اور اس پر حج واجب ہو تو وارثوں کا فرض ہے کہ اس کے اصل مال سے کسی دوسرے کو حج بدل کے لئے تیار کر کے سمجھیں۔ یہ ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ اس کے قرض کی ادائیگی ضروری ہے اور کفارہ اور نذر اور زکۃ وغیرہ کی جو اس کے زمہ واجب ہو۔

### باب پکول کا حج کرنا

### ۲۵ - بَابُ حَجَّ الصَّيْبَانِ

(۱۸۵۶) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، کہا تم سے جماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن ابی یزید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بتا، آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مزلفہ کی رات منی میں سالان کے ساتھ آگے بھیج دیا تھا۔

۱۸۵۶ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانَ حَدَّثَنَا حَمَادَ  
بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتَ أَبْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: ((يَعْتَنِي - أَوْ قَدْمَتِي -  
الَّذِي لَمْ يَلِدْ لِلْقَلْبِ مِنْ جَمْعِ بَلَيْلٍ)).

**شیخ** امام بخاری میں اس باب میں وہ مصرع حدیث نہیں لائے ہے امام مسلم نے حضرت ابن عباس میں سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نے اپنا پچ اٹھاوا اور کنے گلی یا رسول اللہ! کیا اس کا بھی حج ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اور تھوڑے بھی ثواب ملے گا۔ حدیث سے یہ لٹا ہے کہ پچ کا حج شروع ہے اور اس کا احرام صحیح ہے لیکن یہ حج اس کے فرض حج کو ساقط نہ کرے گا بلکہ

کے بعد فرض حج ادا کرنا ہو گا اور یہ حج نقل رہے گا۔ عبداللہ بن عباس رض ان دونوں نبیتھا تھے، پا وجود اس کے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کیا، امام بخاری رض نے باب کامطلب اسی سے ثابت فرمایا ہے۔

(۱۸۵) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہمیں یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی، ان سے ان کے سبقتے ابن شاہ زہری نے بیان کیا، ان سے ان کے پچھے، انیس عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، میں اپنی ایک گدھی پر سوار ہو کر (منی میں آیا) اس وقت میں جوانی کے قریب تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منی میں کھڑے نماز پڑھا رہے تھے۔ میں پہلی صفائی کے ایک حصہ کے آگے سے ہو کر گذرا، پھر سواری سے نیچے اتر آیا اور اسے چرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لوگوں کے ساتھ صفائی میں شریک ہو گیا، یونس نے ابن شاہ کے واسطے سے بیان کیا کہ یہ جو نہاد کے موقع پر منی کا واقعہ ہے۔

١٨٥٧ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ  
بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبْنُ أَخْيَرِ شِهَابِ  
عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ  
بْنِ عَبْتَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَاسَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((أَقْبَلْتُ - وَلَدْ  
نَاهَزْتُ الْحَلْمَ - أَسْبَرْتُ عَلَى آتَانِ لِي،  
وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَاتِلِي يُصْلَى بِعِينِي، حَتَّى  
سِرَتْ بَيْنَ يَدَيِ بَعْضِ الصَّفَّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ  
نَزَّلْتُ عَنْهَا فَرَأَيْتُ، فَصَنَفَتْ مَعَ النَّاسِ  
وَرَأَءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ)). وَقَالَ يُونُسُ عَنْ  
ابْنِ شِهَابٍ ((بِعِينِي حَجَّةُ الْوَدَاعِ)).

[رائع: ۷۶]

**لشیعہ** عبد اللہ بن عباس رض ان دونوں نابالغ تھے باوجود اس کے انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ حج کیا، امام بخاری رض نے پاپ کا مطلب اسی حدیث سے ثابت کیا ہے۔

(۱۸۵۸) ہم سے عبدالرحمن بن یونس نے بیان کیا، ان سے حاتم بن اساعیل نے بیان کیا، ان سے محمد بن یوسف نے اور ان سے سائب بن زینید بن علیؑ نے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرایا گیا تھا۔ میں اُس وقت سات سال کا تھا۔

١٨٥٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يُونُسَ  
حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ  
يُوسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَجَّ بِي  
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَهُنَّ سَبْعَ سَيِّدِنَا.

(۱۸۵۹) ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں قاسم بن مالک نے خبر دی، انہیں جعید بن عبدالرحمن نے، انہوں نے کہا کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ سائب بن زیند رضی اللہ عنہ سے کہہ رہے تھے سائب رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کے سامان کے ساتھ (یعنی بالبچوں میں) حج کرایا گیا تھا۔

١٨٥٩ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زَرَّاً أَخْبَرَنَا  
الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِ  
الرَّحْمَنِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ  
الْغَزِيزِ يَقُولُ لِسَابِبِ بْنِ يَزِيدٍ وَكَانَ فَذَ  
حَجَّ بِهِ فِي لَقْلَقِ النَّبِيِّ ﷺ.

[ طرفہ فی : ۲۷۱۲ ، ۷۲۳۰ ]

دوسری روایت میں ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے حضرت سائب بن زیند سے مد کے بارے میں پوچھا تھا۔ حضرت سائب بن زیند

جو عہد اوداع کے موقع پر رسول کرم ﷺ کے سامان کے ساتھ تھے اور وہ اس وقت نابلغ تھے۔  
اس سے بھی بچ کا حج کرنا ثابت ہو گیا۔

### باب عورتوں کا حج کرنا۔

(۱۸۶۰) امام بخاری رضی اللہ عنہ رض نے کہا کہ مجھ سے احمد بن محمد نے کہا کہ ان سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ان کے دادا (ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف رض) نے کہ حضرت عمر رض نے اپنے آخری حج کے موقع پر نبی کرم رض کی یہویوں کو حج کی اجازت دی تھی اور ان کے ساتھ عثمان بن عفان اور عبد الرحمن بن عوف رض کو بھیجا تھا۔

آخری حضرت رض کی سب یہویاں حج کو گئیں مگر حضرت سودہ اور حضرت زینب رض وفات تک مکان سے نہ لکھیں۔ پہلے حضرت عمر رض کو تردد ہوا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حج کیلئے نکالیں یا نہیں۔ پھر انہوں نے اجازت دی اور تمباکی کیلئے حضرت عثمان رض کو ساتھ کر دیا، پھر حضرت معاویہ رض کی خلافت میں بھی اہم اہل المومنین نے حج کیا، غزووں پر سوار تھیں، ان پر چادریں پڑی ہوئی تھیں (وحیدی)

(۱۸۶۱) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا، ان سے جبیب بن عمرہ نے بیان کیا، مجھ سے عائشہ بنت طلحہ نے بیان کیا اور ان سے ام المؤمنین عائشہ رض نے بیان کیا کہ میں نے پوچھایا رسول اللہ رض! ہم بھی کیوں نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جادہ اور غزووں میں جایا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کے لئے سب سے عمدہ اور سب سے مناسب جادہ حج ہے، وہ حج جو مقبول ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن لیا ہے حج کو میں کبھی چھوڑنے والی نہیں ہوں۔

(۱۸۶۲) آنحضرت رض کا مقصد تھا کہ جادہ کے لئے لکھنا تم پر واجب نہیں جیسے مردوں پر واجب ہے اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورتیں مجذبین کے ساتھ نہ جائیں بلکہ جائیں پس کیونکہ ام عطیہ کی حدیث میں ہے کہ ہم جادہ میں نکلتے تھے اور زخیروں کی دو اغیرہ کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو بشارت دی تھی کہ وہ مجذبین کے ساتھ شہید ہو گی۔ (وحیدی)

(۱۸۶۳) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے ابن عباس رض کے غلام ابو معبد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی عورت اپنے محروم رشتہ دار

### ۲۶- باب حجۃ النساء

(۱۸۶۰) - وَقَالَ لِي أَخْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ: ((أَذْنَ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِأَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فِي آخرِ حَجَّةِ حَجَّهَا، فَبَعْثَ مَهْمَنْ عَشْمَانَ بْنَ عَفَانَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ)).

(۱۸۶۱) - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْواحدِ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ قَالَ : حَدَّثَنَا عَائِشَةُ بْنَتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : ((قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا نَفْرُ وَنَجَاهُدُ مَعَكُمْ؟ فَقَالَ : (لَكِنْ أَخْسِنُ الْجِهَادِ وَأَجْمَلُ الْحَجُّ حَجُّ مَنْرُورٍ). فَقَالَتْ عَائِشَةُ : فَلَا أَدْعُ الْحَجُّ بَعْدَ إِذْ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ)). [راجع: ۱۵۲۰]

(۱۸۶۲) آنحضرت رض کا مقصد تھا کہ جادہ کے لئے لکھنا تم پر واجب نہیں جیسے مردوں پر واجب ہے اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورتیں مجذبین کے ساتھ نہ جائیں بلکہ جائیں پس کیونکہ ام عطیہ کی حدیث میں ہے کہ ہم جادہ میں نکلتے تھے اور عباس رض عن ابن عباس رض رضی اللہ عنہما نے کہ نبی قال: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ

کے بغیر سفر نہ کرے اور کوئی شخص کسی عورت کے پاس اس وقت تک نہ جائے جب تک وہاں ذی رحم محرم موجود نہ ہو۔ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! میں تو فلاں لشکر میں جہاد کے لئے لکھا چاہتا ہوں لیکن میری بیوی کا ارادہ حج کا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تو اپنی بیوی کے ساتھ حج کو جا۔

إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرُومٍ). وَلَا يَدْخُلْ عَلَيْهَا رَجُلٌ إِلَّا وَمَعْهَا مَحْرُومٍ). فَقَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَرِيدُ أَنْ أَخْرُجَ لِي جِيشًا كَذَا وَكَذَا، وَأَفْرَانِي تُرِيدُ الْحَجَّ، فَقَالَ : ((الْخَرْجُ مَعَهَا)).

[اطرافہ فی : ۳۰۰۶، ۳۰۶۱، ۵۲۳۳۔]

**تَفْسِير حَمْرَان** اس روایت میں مطلق سفر نہ کرے دوسری روایتوں میں تین دن اور دو دن اور ایک دن کے سفر کی تصریح ہے بہر حال ایک دن رات کی راہ کے سفر عورت بغیر محرم کے جا سکتی ہے۔ ہمارے امام احمد بن خبلؓ فرماتے ہیں کہ اگر عورت کو خلوند یا دوسرا کوئی محرم رشتہ دار نہ طے تو اس پر حج واجب نہیں ہے جنہی کا بھی یہی قول ہے لیکن شافعیہ اور مالکیہ معتبر اور رفیقوں کے ساتھ حج کے لئے جانا جائز رکھتے ہیں۔ (وجیدی)

١٨٦٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الدَّاهِنَ أَخْبَرَنَا يَزِيدَنَ بْنَ ذُرْتَيْمَ أَخْبَرَنَا حَيْبَةَ النَّعْلَمِ عَنْ عَطَاءِ عَنْ أَبْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((لَمْ رَجِعَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ حَجَّتِهِ قَالَ لَأُمَّ سَيَّانِ الْأَنْصَارِيَّةِ : ((مَا مَنَعَكِ مِنْ الْحَجَّ؟)) قَالَتْ : أَبُو فُلَانَ - تَعْنِي زَوْجَهَا كَانَ لَهُ - نَاضِرَخَانَ حَجَّ عَلَى أَخْدِيهِمَا، وَالآخْرُ يَسْقِي أَرْضَهَا لَنَا. قَالَ : ((لَمَّا عَمِّرَهُ رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَمْبَيِّ)) رَوَاهُ أَبْنُ حَرْبٍ عَنْ عَطَاءِ سَيِّفَتْ أَبْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ عَطَاءِ عَنْ جَابِرِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ١٧٨٢]

(١٨٦٣) ہم سے عبدالنے بیان کیا، کہا ہم کو یزید بن زریع نے خبر دی، کہا ہم کو جیب معلم نے خبر دی، انہیں عطاء بن ابی رباح نے اور ان سے ابن عباس رض نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلّم الوداع سے واپس ہوئے تو آپ نے ام سان النصاریہ عورت رض سے دریافت فرمایا کہ تو حج کرنے نہیں گئی؟ انہوں نے عرض کی کہ فلاں کے باپ یعنی میرے خلوند کے پاس دو اونٹ پانی پلانے کے تھے ایک پر تو وہ خود حج کو چلے گئے اور دوسرا ہماری زمین سیراب کرتا ہے۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے، اس روایت کو ابن جریر نے عطاء سے سن، کہا انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سن، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبد اللہ بن عبد الکریم سے روایت کیا، ان سے عطاء نے ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

**تَفْسِير حَمْرَان** عبد اللہ عن عبد الکریم کی روایت کو ابن ماجہ نے وصل کیا ہے امام بخاری کا مطلب ان سندوں کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ راویوں نے اس میں عطاء پر اختلاف کیا ہے ابن ابی معلی اور یعقوب ابن عطاء نے بھی جیب معلم اور ابن جریر کی طرح روایت کی ہے معلوم ہوا کہ عبد الکریم کی روایت شاذ ہے جو اصحاب کے قتل نہیں۔ حدیث میں جس عورت کا ذکر ہے وہ ام سان رض ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلّم کے ساتھ حج کرنے سے محروم رہ گئی تھیں۔ حج اس پر فرض بھی نہ تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلّم نے ان کی دلجوئی کے لئے فرمایا کہ رمضان میں اگر وہ عمرہ کر لیں تو اس محرومی کا کفارہ ہو جائے گا، اس سے رمضان میں عمرہ کی فضیلت بھی ثابت ہوئی۔

(۱۸۶۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے، ان سے عبد الملک بن عمر نے، ان سے زیاد کے غلام قزوع نے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ جملوں کے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے چار باتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھیں یا یہ کہ وہ یہ چار باتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے اور کہتے تھے کہ یہ باتیں مجھے انتہائی پسند ہیں یہ کہ کوئی عورت دو دن کا سفر اس وقت تک نہ کرے جب تک اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی ذورِ حرم نہ ہو، نہ عید الفطر اور عید الاضحی روزے رکھے جائیں نہ عصر کی نماز کے بعد غروب ہونے سے پہلے اور نہ صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے کوئی نماز پڑھی جائے اور نہ تین مساجد کے سوا کسی کے لئے کجاوے باندھے جائیں مسجد حرام، میری مسجد اور مسجد اقصیٰ۔

### باب اگر کسی نے کعبہ تک پیدل سفر کرنے کی منت مانی؟

(۱۸۶۴) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا میں مروان فزاری نے خبر دی، انہیں حیدر طویل نے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے ثابت نے بیان کیا اور ان سے انس بن علی نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کا سارا لئے چل رہا ہے، آپ نے پوچھا ان صاحب کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ انہوں نے کعبہ کو پیدل چلنے کی منت مانی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے کہ یہ اپنے کو تکلیف میں ڈالیں۔ پھر آپ نے انہیں سوار ہونے کا حکم دیا۔

تو اس پر اس منت کا پورا کرنا واجب ہے یا نہیں حدیث سے یہ لکھا ہے کہ ایسی نذر کا پورا کرنا واجب نہیں کیونکہ حج سوار ہو کر کرنا پیدل کرنے سے افضل ہے یا آپ نے اس لئے سوار ہونے کا حکم دے دیا کہ اس کو پیدل چلنے کی طاقت نہ تھی۔

(۱۸۶۵) ہم سے ابراہیم بن موی نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو ہشام بن

شَعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِكِ بْنِ عَمْرَيْ عَنْ فَزْعَةَ  
مَوْلَى زِيَادٍ قَالَ : سَمِعْتَ أَبَا سَعِيدَ - غَزَا  
مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لِتَّسْتَغْنَى عَشْرَةَ غَزَوَةً - قَالَ :  
أَرْبَعَ سَعْفَتَهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - أَوْ  
قَالَ يَعْدِلُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ - فَأَغْجَبَتِي  
وَأَنْقَنَّيْ : أَنْ ((لَا تُسَافِرْ امْرَأَةً مَسِيرَةً  
يَوْمَينِ لَنْ يَسْعَ مَقْهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُو مَخْرَمْ.  
وَلَا صَوْمَ يَوْمَنِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى . وَلَا  
صَلَاةً بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرِبَ الشَّمْسُ ،  
وَبَعْدَ الصَّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ . وَلَا  
تُشَدُّ الرُّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدِ  
مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي، وَمَسْجِدِ  
الْأَقْصَى)). [راجح: ۵۸۶]

### ۲۷- بَابُ مَنْ نَذَرَ الْمُشْنِيَ إِلَى الْكَعْبَةِ

(۱۸۶۶) حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا  
الْفِزَّارِيُّ عَنْ حُمَيْدِ الطُّوْنَلِ قَالَ : حَدَّثَنِي  
قَاتَتْ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : ((أَنَّ  
النَّبِيِّ ﷺ رَأَى شَيْخًا يُهَادِيَ بَنَنَ ابْنِيَهِ  
قَالَ : ((مَا بَالُ هَذَا؟)) قَالُوا : نَذَرَ أَن  
يَمْشِيَ . قَالَ : ((إِنَّ اللَّهَ عَنْ تَعْذِيبِ هَذَا  
نَفْسَهُ لَغَافِرٌ)). وَأَمْرَهُ أَنْ يَرْكَبَ .  
[أطراfe في : ۶۷۰].

Courtesy [www.pdfbooksfree.pk](http://www.pdfbooksfree.pk)

یوسف نے خبر دی کہ ابن جریر نے انہیں خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے سعید بن ابی ایوب نے خبر دی، انہیں ابوالخیر نے خبر دی کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میری بُن نے منت مانی تھی کہ بیت اللہ تک وہ پیدل جائیں گی، پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پوچھ لو چنا تو میں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ پیدل چلیں اور سوار بھی ہو جائیں۔ یزید نے کہا ابوالخیر یہ مش عقبہ بن عثیمین کے ساتھ رہتے تھے۔

ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے ابن جریر نے، ان سے بھی بن ایوب نے، ان سے یزید نے ان سے ابوالخیر نے اور ان سے عقبہ بن عثیمین نے پھر بھی حدیث بیان کی۔

أخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجَ  
أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي اِيُوبَ  
أَنَّ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَيْبَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهَا  
الْغَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ:  
(لَدَرَأَتْ أُخْتِي أَنَّ تَمْشِي إِلَى بَيْتِ اللَّهِ،  
وَأَمْرَنِي أَنْ أَسْتَفِقَ لَهَا النَّبِيَّ ﷺ،  
فَاسْتَفَقْتُهُ، فَقَالَ ﷺ: (لَتَمْشِي وَلَتَرْكَبَ))  
قَالَ: وَكَانَ أَبُو الْخَيْرِ لَا يَفَارِقُ عَقْبَةَ.

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجَ عَنْ  
يَحْيَى بْنِ أَبِي اِيُوبَ عَنْ يَزِيدِهِ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ  
عَنْ عَقْبَةَ . فَذَكَرَ الْحَدِيثَ .

## ۲۹۔ کتاب فضائل المدینۃ

### کتاب مدینہ کے فضائل کا بیان

#### ۱۔ بَابُ حَرَمِ الْمَدِينَةِ

(۱۸۶۷) ہم سے ابوالثuman نے بیان کیا، ان سے ثابت بن یزید نے بیان کیا، ان سے ابو عبد الرحمن احوال عاصم نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ حرم ہے فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک (یعنی جبل عیر سے ثور تک) اس حد میں کوئی درخت نہ کاٹا جائے نہ کوئی بدعت کی جائے اور جس نے بھی یہاں کوئی بدعت نکالی اس پر اللہ تعالیٰ اور تمام ملائکہ اور انسانوں کی لعنت ہے۔

۱۸۶۷ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّفَعَانَ حَدَّثَنَا قَاتِبٌ  
بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
الْأَخْوَانُ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ  
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمَدِينَةُ حُرُومَةٌ مِّنْ كَذَا  
إِلَى كَذَا، لَا يَقْطَعُ شَجَرَقَا، وَلَا يَخْدُثُ  
إِيَّاهَا حَدَّثَ . مَنْ أَخْدَثَ فِيهَا حَدَّثَ فَعَلَيْهِ  
لَفْظُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)).  
[ظرفہ فی : ۶۷۳].

**لشیخ** حرم مدینہ کا بھی وہی حرم ہے جو مکہ کے حرم کا ہے صرف جزاً لازم نہیں آتی۔ امام مالک اور امام شافعی اور احمد اور اہل حدیث کا یہی مذهب ہے۔ شعبہ اور حماوہ کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے یا کسی بد عقی کو جگہ دے دے۔ معاذ اللہ بدعت ایسی بڑی بلا ہے کہ آدمی بد عقی کو جگہ دینے سے ملعون ہو جاتا ہے۔

۱۸۶۸ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثَةِ عَنْ أَبِيهِ التَّيَّابِ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِيمُ النَّبِيِّ ﷺ الْمَدِينَةُ، وَأَمَرَ بِبَيْنَ الْمَسْجِدِ وَقَالَ: ((بِيَنِ النَّجَارِ قَامَتُونِي)). فَقَالُوا: لَا نَطْلُبُ مُنْهَنَةً إِلَّا إِلَى اللَّهِ تَعَالَى. فَأَمَرَ بِقَبْوِ الْمُشَرِّكِينَ فَبَشَّتُ، ثُمَّ بِالْخَرَبِ فَسُوِّيَتْ، وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ، فَصَفُّوْا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ)).

[واجع: ۲۳۴]

**لشیخ** اس سے بعض ختنی نے دیلی ہے کہ اگر مدینہ حرم ہوتا تو وہاں کے درخت آپ کیوں کٹاتے؟ ان کا جواب یہ ہے کہ یہ فعل ضرورت سے واقع ہوا یعنی مسجد نبوی بنانے کے لئے اور آنحضرت ﷺ نے جو کیا بحکم الہی کیا۔ آپ نے تو مکہ میں بھی قتل کیا۔ کیا خفیہ بھی اس کو کسی اور کے لئے جائز کمیں گے۔ مسلم کی روایت میں ہے آنحضرت ﷺ نے مدینہ کے گرد اگر دبارہ میں تک حرم کی حد قرار دی۔

۱۸۶۹ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمانَ عَنْ عَيْنِ اللَّهِ عَنْ سَعِينِ الْمَقْرِبِيِّ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَرْمٌ مَا بَيْنَ لَاهِيَ الْمَدِينَةِ عَلَى لِسَانِي)). قَالَ: وَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ بَنِي حَارِفَةَ فَقَالَ: ((أَرَاكُمْ بَنِي حَارِفَةَ فَذَ خَرْجُتُمْ مِنَ الْحَرْمِ)). ثُمَّ أَنْتَ فَقَالَ: ((بَلْ أَنْتُمْ فِيهِ)).

[طرفة فی : ۱۸۷۳]

۱۸۷۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سَفِيَّانَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيميِّ عَنْ أَبِيهِ عَلَيْهِ رَضِيَ

کیا کہ میرے پاس تاب اللہ اور بنی کرم ملکہ کے اس صحیفہ کے سوا جو نبی کرم ملکہ کے حوالہ سے ہے اور کوئی چیز (شرعی احکام سے متعلق) لکھی ہوئی صورت میں نہیں ہے۔ اس صحیفہ میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ آخر پرست ملکہ نے فرمایا مذہب عازم پہاڑی سے لے کر فلاں مقام تک حرم ہے، جس نے اس حد میں کوئی بدعت نکلایا کسی بدعتی کو پناہ دی تو اس پر اللہ اور تمام ملائکہ اور انسانوں کی لعنت ہے نہ اس کی کوئی فرض عبادت مقبول ہے نہ نفل اور آپ نے فرمایا کہ تمام مسلمانوں میں سے کسی کا بھی عمد کافی ہے اسلئے اگر کسی مسلمان کی (دی ہوئی امان میں) دوسرا سے مسلمان نے بد عمدی کی تو اس پر اللہ اور تمام ملائکہ اور انسانوں کی لعنت ہے۔ نہ اسکی کوئی فرض عبادت مقبول ہے نہ نفل اور جو کوئی اپنے مالک کو چھوڑ کر اس کی اجازت کے بغیر کسی دوسرا سے کو مالک بنائے، اس پر اللہ اور تمام ملائکہ اور انسانوں کی لعنت ہے۔ نہ اسکی کوئی فرض عبادت مقبول ہے نہ نفل۔

الله عَنْهُ قَالَ: مَا عِنِّنَا هُنَّ إِلَّا كِتَابٌ  
الله وَهَذِهِ الصَّحِيفَةُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ:  
(الْمُتَدَبِّرَةُ حَرَمَ مَا تَبَنَّ إِلَى كَذَّا، مَنْ  
أَخْدَثَ فِيهَا حَدَّاً أَوْ آوَى مُخْدِقًا فَعَلَيْهِ  
لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا  
يَنْقُلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَذْلٌ). وَقَالَ:  
((ذَمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ، فَمَنْ أَخْفَرَ  
مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ  
أَجْمَعِينَ، لَا يَنْقُلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَذْلٌ.  
وَمَنْ تَوَلَّ قَوْمًا بَغْتَرَ إِذْنَ مَوَالِيَهِ فَعَلَيْهِ  
لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا  
يَنْقُلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَذْلٌ)).

[راجع: ۱۱۱]

## مدینہ الرسول کے کچھ تاریخی حالات

**لشیخ** مدینہ منورہ یا مدینۃ الرسول جسے طیبہ بھی کہتے ہیں، سطح سمندر سے تقریباً ۶۰ میٹر بلند اور وہ مشرق کی جانب ۳۹ درجہ ۵۵ دقیقہ کے طول پر اور شمال کو خط استوای سے ۲۳ درجہ اور ۱۵ دقیقہ کے عرض پر واقع ہے، موسم گرم میں اس کی حرارت ۲۸ درجہ تک پہنچ جاتی ہے اور سرما میں دن کو صفر کے اپر دس درجہ تک اور رات کو صفر کے یونچ ۵ درجہ تک آتی ہے، سردی کے ایام میں صبح کے وقت اکثر پانی برتوں میں جم جاتا ہے۔

یہ شرکمہ المکرمہ سے جانب شمال دو ساٹھ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور ملک عرب کے صوبہ جاز میں بخطاط آبدی دوسرے نمبر پر ہے۔ مکہ المکرمہ کے بعد دنیاۓ اسلام کا سب سے پیارا بابرکت مقدس شرہ ہے، جہاں اللہ کے آخری رسول حضرت سید الانبیاء سند الاقتیاح مجتبی محمد مصطفیٰ ملکہ آرام فرمائیں۔

وجہ تسمیہ: بھرت سے پلے یہ شریشہ کے نام سے موسوم تھا، قرآن مجید میں بھی یہ نام آیا ہے (وَإِذْ قَاتَلَ قَاتِلَةً فَتَنَاهُمْ بِآهَانَ  
بَثَرَبَ لَا مَقَامَ لَكُمْ) (الاحزاب: ۳۳) بقول زجاج یہ شریشہ بن قانیہ بن ملاکل بن ارم بن عیمل بن عمروس بن ارم بن سام بن نوحؑ کا آباؤ کیا ہوا ہے اس لئے شریشہ کے نام سے موسوم ہوا۔ بعض مورخین کے بیان کے مطابق اس کو شریشہ اس لئے کہتے ہیں کہ ایک شخص شریشہ نا یہی عملتی نے اس شر کو بسایا تھا، آخر میں یہودیوں نو نصیر و نو قریظہ و نو قیقاع کے ہاتھ آگیا۔

۳۰۰ء میں بنوازد کے دو قبائل اوس و خزرج نے اس کی سرحد میں سکونت اختیار کی اور ۴۹۲ء میں اس پر قبضہ ہو گئے۔ مدینہ سے شمال و مشرق میں اب بھی ایک بستی ہے جس کا نام شریشہ ہے عجیب نہیں کہ چلی آبادی اسی جگہ ہو اور اوس و خزرج نے یہود سے جدا رہنا پسند کر کے یہاں رہائش اختیار کی ہو اور اس لئے اس حصہ کو بھی شریشہ سے پکارا گیا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ لفظ

شیرب مسیٰ کلمہ اتریں سے بگو کر بنا ہے اگر یہ صحیح ہو تو ثابت ہوتا ہے کہ عالمقہ نے مصر سے نکلنے کے بعد مدینہ کو بیلایا۔ اس کی یہودیت کے اس قول سے بھی تائید ہوتی ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے قسطنطین کو جاتے ہوئے ایک جماعت کو بیجھا تاکہ وہ اس جانب کے حالات معلوم کرے۔ جب وہ لوگ اس طرف پہنچے اور ان کو حضرت موسیٰؑ کی وفات کی خبر لی تو انہوں نے شرات اتریں بنا کر اس میں اقامت اختیار کی اس قول کی بنا پر مدینہ کی آبادی سولہ سو سال قبل میں سے شروع ہوتی ہے۔

**شیرب میں اسلام کیوں نکر پہنچا؟**: مدینہ منورہ میں بننے والے قبائل پیشتر یہودی المذہب تھے مگر کبر و محیت کی بنا پر ان میں باہم اتنے نزاع تھے کہ کویا ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ اوس و خزر ج کی خانہ جنگی کو ایک صدی کا زمانہ گذر چاہا کہ سید عالم شیخوں کی نبوت و تبلیغ کا چچہ کہ دنواح میں پھیلا، اسی دوران میں خاندان عبدالاہل کے چند آدمی قریش کو اپنا حلیف بنانے کی غرض سے مکہ آئے اور اسلام کا چڑھانا، آنحضرت ﷺ نے تبلیغ میں ان کو اسلام کی پاک تعلیم سے آگہ کیا اور قرآن پاک کی چند آیات سنائیں۔ ان میں ایاس بن معاذ پر اس تبلیغ کا بہت اثر ہوا اور مسلمان ہونے کا ارادہ کیا مگر امیر و ند افس بن رافع نے کہا کہ جلدی نہ کرو ابھی حالات کا مطالعہ کرو۔ چنانچہ یہ لوگ یونہی واپس ہو گئے۔

مانوبی میں قبیلہ خزر کے چھ آدمی سوسم ج میں مکہ آئے تو عقبہ یعنی اس پہاڑی کھلائی میں جو منی جانے والے ہائیں ہاتھ پر چڑھائی کی سیڑیوں سے ذرا درے پڑتی ہے، شب کے وقت آنحضرت ﷺ نے ان سے طے اور ان کو اسلام کی دعوت دی، چنانچہ یہ حضرات مشرف بہ اسلام ہو گئے اور اس کا نام عقبہ اولیٰ ہوا۔ ان کے ذریعہ سے مدینہ میں اسلام کا چڑھانا پھیلا۔

دوسرے سال بارہ سر برآورده اصحاب آئے اور اس عقليٰ میں آنحضرت ﷺ سے تبلیغ میں مکمل کرنے کا وقت میعنی کرلیا، چنانچہ خوب کھل کر باتیں ہوتیں اور انہوں نے یہ اطمینان کر کے کہ پہنچ آپ رسول ہیں، اسلام قبول کر لیا۔ حضرت مصعب بن عمر رضی اللہ عنہ کو مبلغ اسلام بنا کر ان کے ہمراہ کر دیا اور حضرت اسد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے مکان میں ٹھرا دیا۔ اب داری فخر میں اسلامی مشن کا دفتر قائم کر دیا گیا۔ جو حضرات اسلام لاپچے تھے وہ مدینی تعلیم پاتے اور جو نئے آتے ان کو وعدہ سنایا جاتا تھا۔ اس مخلصانہ پر جاہ کے بہترین نئنگ نکلے اور رفتہ رفتہ شیرب کے ہماروں قبیلہ عبد الاہل کا ہر مرد و زن حلقة گوش اسلام ہو گیا۔ اب شیرب میں ایک کیثر جماعت اسلام کی نصرت اور پیغمبر اسلام کے پیغمدہ کی جگہ خون بھانے کے لئے تیار ہو گئی۔ کچھ دنوں بعد آنحضرت ﷺ بھی شیرب میں بھرت فرمایا کہ تشریف لے آئے۔ اس وقت سے شیرب کو مدینۃ الرسول بننے کا شرف حاصل ہوا۔ مدینۃ الرسول کا چچہ چھ مسلمانان عالم کے لئے ہائیت مدد احترام ہے۔ اس مقدس شرمنی وہ مبارک مجھ ہے جس میں پیش کر سید الانبیاء ﷺ نے اسلام کی روشنی کو چار دنگ عالم میں پھیلایا اور اس مبارک شرمنی وہ مقدس جگہ ہے جس میں سرتاج الانبیاء ﷺ آرام فرار ہے ہیں اور آپ کے لاکھوں غلام جمل کی مٹی کے اندر سوئے ہوئے ہیں علاوہ ازیں چند تاریخی یادداشتوں میں کے لئے بطور بدیہی پیش کی جاتی ہیں۔

بھرت میں تشریف آوری کے وقت آنحضرت ﷺ میں سے جنوبی سمت قبائلی میں عمرو بن عوف کے مہمان ہوئے تھے۔ کلثوم بن ہرم کا مگر آپؐ کا قیام گاہ بنا اور سعد بن خیثہ کا مگر آپؐ کی مردانہ نشست گاہ، یہ دونوں گھر نزول قدم نبوی کے سبب بڑی شان رکھتے ہیں۔ مسجد قبائلے جنوب میں بہ سمت قبلہ ۲۰۰ فٹ فاصلے پر دو قبیلے پیغمدی ہلال کے ہیں، ان میں ایک قبہ جو مقام العمرہ کے نام سے مشہور ہے، یہی کلثوم بن ہرم کا مکان تھا اور اس سے ملا ہوا تب جوبیت فاطمہ کلما تھا ہے یہ سعد بن خیثہ کا مگر قبا کے مگن میں جو قبہ مبرک ناقہ کلما تھا ہے یہاں حضور ﷺ کی اوپنی بیٹھی تھی جس اس وقت مسجد قبا ہے وہ حضرت کلثوم کا مرید تھا کہ کبھی برسیں خلک کرنے کے لیے وہاں پہنچلاتے تھے، مدینہ منورہ میں آپؐ حضرت ابوالیوب الانصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر اترے تھے، یہ مکان محلہ زختن الحسہ میں مسجد کی صورت میں اب موجود ہے، جس میں محراب بھی ہے۔ اور قبہ بھی اس کی یہودی دیوار پر ایک پتھر نسبت ہے جس میں

آب زر سے یہ لکھا ہوا ہے ہذا بیت ابو ایوب الانصاری اللخ حضرت ابو ایوب بن یثیر کے مکان کی جنوبی سمت حضرت جعفر صادقؑ کا مکان تھا جو اس وقت دار نائب الحرم کہلاتا ہے۔ مسجد کے مشرق میں حضرت عثمان بن یثیر کے دو چھوٹے بڑے مکان تھے۔ بوقت شادت آپ کی سکونت بڑے مکان میں تھی، اس مکان کی جال کے اوپر اب بھی مقفل عثمان بن عفان بن یثیر لکھا ہوا ہے، بقیع کے راستے شامل جانب حضرت صدیق بن یثیر کا مکان تھا۔ بس میں آپؑ کی دفاتر ہوئی، زاویۃ المسماں سے ملتوں شامل جانب آیہ، چھوٹا سا باقی ہے وہ خالد بن ولید بن یثیر اسلام کا مکان تھا، رباط خالد کے پیچے عمرو بن العاص بن یثیر قاتح مصر کا مکان تھا، مسجد کے غربی جانب حضرت ابو بکر بن یثیر کا دوسرا مکان تھا یہ اب باب السلام کے شمال میں ایک کھڑکی کی محل میں ہے اس پر یہ حدیث لکھی ہوئی ہے۔ لا یقین فی المسجد خوخة احد الا خوخة ابی بکر

**حرم مدینہ شریف کا بیان:** انداز آبارہ میل تک مدینہ منورہ کی حد حرم ہے، جس کے اندر شکار کرنا، درخت اکھارنا، گھاس اکھارنا حرام ہے۔ ہاں جانوروں کے لئے گھاس یا پتے وغیرہ توڑنے جائز ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے عن ابی هریرہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللهم ان ابراهیم خلیلک و نبیک و انک حرمت مکہ على لسان ابراهیم اللهم وانا عبدک و نبیک و انت احرم ما بین لا يسمها الخ (ابن ماجہ) ابو ہریرہ بن یثیر سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت بن یثیر نے فرمایا کہ اے اللہ! حضرت ابراہیمؑ تیرے خلیل اور پیغمبر تھے جن کی زبان پر تو نے کم کو بلد الحرم قرار دیا۔ اے اللہ! میں تیرا منہ اور پیغمبر ہوں اور مدینہ کو اس کے دونوں پھریلے کناروں کے درمیان تک حرم قرار دیتا ہوں۔ نبی ﷺ نے مدینہ شریف کے بارے میں یہ دعا فرمائی اللهم حب الینا المدينة کحبنا مکہ او اشد لیعنی اے اللہ! مدینے کو ہمیں کہ کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ محبوب بنادے۔ (بخاری) ایک روایت میں مدینہ کی حدود حرم میر سے ثور تک بیان کی گئی ہیں، یہ اطراف مدینہ کے پہاڑوں کے نام ہیں۔ مدینے شریف کے فضائل میں بہت سی احادیث آئی ہیں چند حدیثیں یہاں درج کی جاتی ہیں عن ابن یحییٰ۔ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من استطاع ان يموت بالمدینة فليتم بها فانی اشفع لمن یموت بہا۔ رواہ احمد والترمذی آنحضرت بن یثیر فرماتے ہیں کہ جو شخص مدینہ شریف میں رہے اور مدینے ہی میں اس کو موت آئے میں اس کی سفارش کروں گا۔ یہیقی نے شعب الایمان میں ایک شخص آں خطاب سے روایت کی ہے کہ آنحضرت بن یثیر نے فرمایا جو شخص غالص پاک نیت کے ساتھ میری زیارت کے لیے آیا، قیامت کے دن وہ میرے پڑوس میں ہو گا اور جو مدینہ شریف میں رہ کر صبر و شکر کے ساتھ زندگی گذارتا رہا میں اس کے لئے قیامت کے دن گواہ اور سفارشی ہوں گا اور جو حین شریفین میں موت پائے گا وہ قیامت کے دن امن پانے والوں میں ہو گا۔ نبی کریم ﷺ جب سفر سے واپس مدینہ شریف لوٹنے تو مکاتب مدینہ کی دیواروں کو دیکھ کر مگن ہو جاتے اور سوراہی کو تیز کر دیتے۔ (بخاری) یہ بھی آیا ہے کہ مدینہ شریف کے دروازوں پر فرشتہ پھر دیتے ہیں۔ اس پاک شریں طاعون اور دجال داخل نہیں ہو سکتے۔

**حرم نبوی کا بیان:** حرم نبوی سے مراد نبی ﷺ کی پاک و مبارک مسجد اور اس کا ماحول ہے، یہ سرتاپ انور عمارت شرمندہ منورہ کے درمیان میں کسی قدر مشرق کو جملی ہوئی ہے یہاں کی فضا اطینف مظفر جبلیں اور بیتست مسلسلی ہے، قدم مسجد کی کل عمارت سرخ پھر کی ہے اس کا طول شمال سے جنوب تک اوسط ۲/۳۔ ۵۷ میٹر ہے (فرائیسی بیان ہے جو ۱۳۰ میٹر کے برابر ہوتا ہے)۔ اس کا ناظم سعی میز زیست ۹۶ گز ہے، باب شای کی طرف سے عرض ۲۲ میٹر سوا ۲ میٹر گز رہ جاتا ہے۔ بناوت کے ناظم سے حرم نبوی دو حصوں میں منقسم ہو سکتا ہے مسجد اور صحن۔ حدود مسجد کی ابتداء اس جگہ سے ہوتی ہے جمال کھڑے ہو کر حضرت عثمان بن یثیر نماز پڑھایا کرتے تھے یعنی قبل رخ دیوار سے صحن ایک طرف اور باب رحمت اور باب النساء کے درمیان مسجد ہی مسجد ہے، یہ سارا حصہ گنبدوں سے اعماق

ہوا ہے جو محربوں پر قائم ہیں ان محربوں کو ایک قسم کے خت پتھر کے ستونوں پر کمزرا کیا گیا ہے ان پر سنگ مرمر کی چشمی ہوئی ہے اور اوپر سونے کے پانی سے بیچی کاری کردی گئی ہے، دوسرا صحن ہے جس کا نام حصہ ہے اس کی شکل شاید دروازہ سے مستطیل ہے اس کے گرد تین طرف تین دلالان احاطہ کئے ہوئے ہیں برآمدوں میں ستون ہیں جن کے اوپر محرب اور محربوں کے اوپر گنبد سر بلند اور بادلوں سے سرگوشیاں کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، حرم شریف کے کل ستونوں کی تعداد دو ہزاروں کے ساتھ ملتعمق ہیں تین ستائیں تک پہنچ جاتی ہے، ان میں سے ۲۲ حرم شریف کے اندر ہیں شاید دروازے کی ڈیوڑھی میں مدرسہ مجیدیہ واقع ہے اسی وجہ سے حرم شریف میں داخل ہونے کے راستے کے اندر ورنی ہے یعنی ڈیوڑھی کا نام باب التوسل رکھا گیا ہے، جست مغرب کی طرف خواجہ سراؤں کے پیٹھے کی جگہ ہے جو بڑہ فروشی کے زمانہ میں خصی شدہ غلاموں کی شکل میں حرم نبوی کی خدمت کے لئے نذر کر دیئے جاتے تھے۔ اب یہ ظالماں طریقہ موقوف ہو چکا ہے پھر طرف شرقی برآمدے کی لمبائی کے ساتھ ساقطہ شیش کی لکوئی کا ایک جالی دار شیڈ ہے جو عورتوں کے لئے مخصوص ہے، حرم شریف کے اندر عورتوں یہیں پیٹھی ہیں اور یہیں نماز ادا کرتی ہیں۔ اسے قفس النساء کہا جاتا ہے۔ اس برآمدے کے جنوب میں ایک چھوڑہ ہے جو پیٹھ قارم کی شکل میں سازھے تیرہ گز لمبا اور نو گز چوڑا ہے اور زمین سے قرباً سولہ انچ بلند ہے، میان نبی کشمیر کے زمانہ مبارک میں اصحاب صدقہ پیٹھ بیٹھا کرتے تھے، یہ نادار طبلہ اسلامیہ کی جماعت تھی جنہیں کھانا کپڑا اور دیگر ضروریات دارالعلوم مجیدیہ سے پہنچ جایا کرتی تھیں۔ اس چھوڑے کے جنوب میں ایک اور چھوڑہ ہے جو اس سے چھوٹا ہے یہ چھوڑہ مقصودہ شریف سے مقل شمال کی جانب ہے اس جگہ نبی مسیح نماز تجداد اور فریلایا کرتے تھے، روضہ شریف مقصودہ شریف کے مغرب میں ہے، رسول اللہ مسیح پیٹھ کے منبر شریف اور روضہ شریف کے درمیان یہی وہ جگہ ہے جس کو آپ نے جنت کی کیا ریوں میں سے ایک کیا ری جنایا ہے اور یہ بھی فریلایا ہے کہ یہ لکڑا سارا جنت میں رکھا جائے گا۔

اس مبارک زمین کا طول اندازاً پونے ستائیں گز اور عرض اندازاً پونے سترہ گز ہے، روضہ شریف کے ساتھ پیٹھ کا جنگل ہے جس سے مقل وہ اضافے ہیں جو اس حرم شریف میں حضرت عمر، حضرت عثمان مجاشیہ کے ایام میں کئے گئے تھے، یہ دونوں اضافے جنوب کی طرف ہیں، پیٹھ کے جنگل کی اوپرچالی ایک گز دو گره ہے۔ روضہ شریف اپنے شرف مرتبت کے لحاظ سے ہر وقت فدائیان رسول مسیح سے بھرا رہتا ہے۔ روضہ شریف کے مغربی جانب وہ جگہ ہے جہاں حضور مسیح نماز پڑھایا کرتے تھے جو اپنی کمل بحث اور جمال صفت کے لحاظ سے اللہ کی ننانوں میں سے ایک نثانی ہے اور یہ قبلہ کی طرف مقصودہ شریف کی سیدھہ میں ہے، حضور علیہ السلام نے اس کی بنیاد بھرتوں مبارک کے دوسرے سال شعبان کی پندرھویں تاریخ روزہ سہ شنبہ کو رکھی تھی، یہ اس دن کا واقعہ ہے جب اللہ عزوجل نے حضور مسیح کو کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا قبلہ کے مغرب کی طرف منبر شریف ہے جو سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اور اس پر سونے کے پانی سے نمایت اعلیٰ درجے کے نقش و نگار کئے گئے ہیں۔ یہ بحد خوبصورت اور صفت کا، بتزن نمونہ ہے، اسے ترکی سلطان مراد ہالث مرحوم نے ۹۹۸ھ میں حرم شریف کے لئے بطور بدیہی پیش کیا تھا اسی وہ جگہ ہے جمل رسول اللہ مسیح کا منبر رکھا تھا حرم شریف کے فرش مبارک پر انواع و اقسام کے بیش قیمت سجائے بیچے ہوئے ہیں، قلین بھی متعدد کثیر موجود ہیں بالخصوص روضہ شریف میں تو بیش قیمت اشیاء کی کثرت ہے۔ حرم شریف کے پانچ دروازے ہیں۔ صدر دروازے باب الاسلام اور باب الرحمة دونوں مغرب کی طرف ہیں۔ باب مجیدی شمال کی جانب، باب النساء اور باب جبریل دونوں مشرق کی طرف ہیں عشاء کے بعد ان دروازوں کو بند کر کے قفل لگادیا جاتا ہے۔ پھر تجداد کی اذان کے وقت کھول دیا جاتا ہے عمر فاروق برٹھ کے زمانہ سے یہ چلا آ رہا ہے۔

موجودہ حکومت سوییہ عربیہ نے حرم مسجد نبوی کی توسعہ اس تدریکی ہے کہ بیک وقت ہزاروں نمازی نماز ادا کرتے ہیں اور تعمیر جدید پر کروڑ ہاروپہی بڑی فراغلی کے ساتھ خرچ کر کے نہ صرف مسجد نبوی بلکہ اطراف کے جمل علاقے کو وسیع تر بنا کر صفائی تحریک کا

ایسا نادر نمونہ پیش کیا ہے کہ دیکھ کر دل سے دعائیں نکلتی ہیں اللہ پاک اس حکومت کو دشمنوں کی نظر بے چائے اور خدمت حرمیں شریفین کے لئے بیشہ قائم رکھے، آمین۔

**گنبد خضراء کے حالات:** نبی کریم ﷺ نے ۱۲ ربیع الاول اللہ یوم دشنبہ کو مجرہ عائشہ میں انتقال فرمایا، اسی جگہ لحد شریف میں آپ کے جسم اطہر کو لٹایا گیا ہے، آپ کا سر مبارک بجانب غرب اور روئے بارک بجانب جنوب ہے، زمین کا یہ لکڑا بھی اپنی سعادت ابدی پر بھتا ناز کرے بجا ہے۔ ۲۲ جمادی الاول ۳۴ھ کو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ آپ آنحضرت ﷺ کی پشت کی جانب دفن کئے گئے۔ ان کا سر حضور ﷺ کے شانہ مبارک کے مقابل یعنی قریب ایک فٹ نیچے سرکا ہوا رہا، پھر ۲ ذی الحجه ۱۴۲۳ھ کو بدھ کے روز سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ آپ با جازت صدیقہ یہاں دفن ہوئے، آپ کا سر حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہ کے مقابل یعنی ذرا نیچے سرکا ہوا رہا۔

عبد قاروی میں مجرہ شریفہ کی دیواریں سابق نبیادوں پر دوبارہ کچی اینٹوں سے بنوادی گئی تھیں۔ علامہ محمودی نے بیان کیا ہے، ”جنوبی دیوار اندر سے ۲/۳۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔“ ہاتھ، ”شمال ۵/۵۔ ۶۔ ۷۔“ اونچائی ۵۰ سانتی متر میں عفر بن عبد العزیز نے مجرہ شریف کو بحالاً قائم رکھا اور اس کے کرد بست عیقین نبیادوں کو ہود کر پھر کی ایک ٹھنڈس دیوار قائم کر دی، ” مجرہ شریفہ کی چھت لکڑی کی ہادی اور اوپر تلے تھنوں کو کیلوں سے چڑیا، اس کے اوپر موم جاس، بچارا یا تاک بارش کاپلانی اندر نہ جائے نہ چھت پر اڑ کرے“ بعد میں سلطانین اسلام نے اس کی حفاظت و مرمت کے لئے بہت کچھ تجدید و اصلاح کی۔ ۷۵۵ھ میں سلطان نور الدین زکی شہید نے جب کہ وہ عیسائیوں کے ساتھ صلیبی جنگ عظیم میں مشغول تھا خواب دیکھا کہ آنحضرت ﷺ دو گریہ چشم آدمیوں کی طرف اشارہ فرمائے ہیں۔ ”انجذبني وانقضني من هذين“ چونکہ سلطان کی آنکھ کھل گئی اور فوراً تیز رو سانڈنیاں منگا کر چند ہمراہ ساتھ لئے۔ نہ دن دیکھانے رہا۔ رواں دواں دن میں مصر سے مدینہ پہنچا اور جتنے بھی بیرونی باشندے مدینہ میں مقیم تھے سب کی دعوت کی یہ میدان اپنے بھی دارالضیافۃ کے نام سے مشور ہے، سلطان نے ان پر ایک گھری نگاہ ڈالی گروہ دو شخص نظرتے آئے جو خواب میں دکھائے گئے تھے، پہنچا کیا اور کوئی بھی باتی ہے؟ معلوم ہوا کہ دو مغربی درویش گوشہ شین باتی رہ گئے ہیں۔ چنانچہ دہ بلوائے گئے ان کو دیکھتے ہی سلطان نے پہنچانیا کہ ائمیں کی طرف آنحضرت ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا۔ ان کو لئے ہوئے سلطان ان کی قیام گاہ پر آیا دیکھا کہ ادھر ادھر چند کتابیں پڑی ہوئی ہیں زمین پر ایک معمولی ناث پڑا اور اس پر مصلی پہنچا ہوا ہے اور چند برتن رکھے ہیں جن میں کچھ اثنان ہے۔ پادشاه خاموش سوچ رہا تھا کہ خواب کا کیا مقصود ہے، چیران تھا کچھ سمجھنے سکا و فتحنا اس کے قلب میں القا ہوا اور اس نے پہنچا ہوا تاث اور مصلی اخالیا۔ دیکھا تو اس کے نیچے گزر ہا ہے جس پر پھر رکھا ہوا ہے پھر اخالیا تو دیکھا کہ گھونس کی طرح سرگ گھوڈی گئی ہے اور وہ سرگ اندر ہی اندر جنم اور کے قریب بیج گئی ہے۔

یہ دیکھ کر سلطان ﷺ غصہ سے لرزنے لگا اور گفتگی سے تفہیش حال کرنے لگا، آخر دونوں نے اقرار کیا کہ وہ نصرانی ہیں جو اسلامی وضع میں ہیں آئے ہیں اور ان کے میانی بادشاہ نے جمد محمدی ﷺ کا لکل لانے کے لئے ان کو بیسجا ہے۔ ان حالات کو سن کر بادشاہ ﷺ کی عجیب کیفیت ہوئی وہ تحریر کا پنچ اور روئے لگا۔ آخر ان دونوں کو اپنے سامنے قتل کر دیا اور تمیس دیوار کے گرد اگردا تھی، گھری خندق کھدوائی کہ پانی لکل آیا پھر لاکھوں من سیسے پکھلووا کر اس میں ڈالیا اور سلی زمین تک سیسے کی ایک زمین دوز ٹھوس دیوار قائم کر دی کہ کسی رخ جسد مطرست کوئی دشمن رسائی نہ پاسکے۔

سلطان محمود بن عبدالعزیز عثمانی کے زمانہ میں قہ شریفہ میں کچھ شکاف آگیا تھا چنانچہ ۱۴۲۳ھ میں سلطان نے اس کی تجدید پر کرانی اور پر کا حصہ اتنا ہا کر از سرف تو تعمیر کیا گیا اور اس پر گمراہ بزرگ غن پھرگا کیا جس کی وجہ سے اس کا نام قہ خضراء ہوا اس کے بعد دھوپ اور

بارش سے جب اس کا رنگ ہلاکا ہوا تو یہی سبز رنگ کارو غنچہ حاکر اس کو پختہ اور روشن کیا جاتا رہا۔ دیوار ٹھیک کے گرد اگر دھرا بول میں جالیاں لگی ہوتی ہیں، یہ جالیاں ۸۸۸ھ میں سلطان قطبانی کی طرف سے محل مصری کے ساتھ ستراؤ نوں پر لد کر آئیں، جال کے ساتھ دنیا کا وہ بے مثل مصحف بھی مستقل ایک اونٹ پر محوں ہو کر آیا تھا جو شاہزاد نوری خشنویں نے لکھا تھا، جالیدار مقصودہ اور دارہ ٹھیک کے درمیان ہر چار طرف سات اور دس فٹ کے درمیان برآمدہ چھوٹا ہوا ہے جس پر سُک مرمر کا فرش ہے۔

مواج شریف میں پیٹل کی جالی لگی ہوتی ہے، بلقیں تین طرف تابہ اور اس پر گمرا پختہ سبز رونگ چہا ہوا ہے اس کا نام شاہک ہے، یہ پھل مستطیل ہے اور اس کا جنوبی و شمالی ہر ضلع سازی سے سڑہ گز اور شرقی و غربی ضلع سازی سے سولہ گز ہے، یہ شاہک مع اپنے اندر ورن کے مقصودہ کھلاتا ہے اللهم صلی علی محمد وعلی آل محمد وعلی آل محمد موجودہ حکومت سعودیہ عربیہ نے ان تمام حصوں کے احکام میں جس قدر کوششی کی ہیں بلکہ سارے شرمندیہ کی ترقی اور آبادی کے لئے جو سماں کام میں لائی جائی ہیں ان کی تفصیلات کے لئے یہاں موقع نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ اس حکومت نے خدمت حضرت شریفین کا حق ادا کر دیا ہے مدینہ منورہ سے متصل ہی ایک بڑا زبردست دارالعلوم جامعہ اسلامیہ مدینۃ المنورہ کے نام قائم کیا ہے، جس میں تمام دنیاۓ اسلام کے سینکڑوں نوجوان حکومت سعودیہ کے خرچ پر تحصیل علوم کے اندر مشغول ہیں۔ اللہ پاک اس حکومت کی یہیشہ مد فرمائے اور اسے زیادہ سے زیادہ محکم کرے۔ موجودہ شاہ فیصل کی عمر دراز کرے جو حضرت شریفین کی خدمت کے لئے جلد و سائل ممکنہ وقف کئے ہوئے ہیں اللہ ایمہ بنصرہ العزیز۔ امین

## ۲- بَابُ لَفْظِ الْمَدِينَةِ وَأَنَّهَا تَنْفَى باب مدینہ کی فضیلت اور بے شک مدینہ (برے) آدمیوں کو نکال کر بہر کر دیتا ہے۔

(۱۸۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہمیں امام مالک حنفی نے خردی، اُنہیں سعید بن سعید نے، انسوں نے بیان کیا کہ میں نے ابوالحنیف بن یسار سے سنا، انسوں نے کہا کہ میں نے ابوہریرہ بن عبای سے سنا، انسوں نے بیان کیا کہ آخر حضرت مسیح موعده نے فرمایا کہ مجھے ایک ایسے شر (میں بھرت) کا حکم ہوا ہے جو دوسرے شروں کو کھالے گا۔ (یعنی سب کا سردار بنے گا) مانا فقین اسے شریب کہتے ہیں لیکن اس کا نام مدینہ ہے وہ (برے) لوگوں کو اس طرح باہر کر دیتا ہے جس طرح بھی لوہے کے زنگ کو نکال دیتی ہے۔

**سنن عباد** حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ آئندہ اربعہ میں سے ایک مشہور ترین امام ہیں، جو انس بن مالک بن ابی عامر کے بیٹے اور صرف حجاز کے الام تھے بلکہ حدیث و فقہ میں تمام مسلمانوں کے مقتداء تھے آپ کے فخر کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ امام شافعی آپ کے شاگردوں میں سے ہیں، آپ نے زہری، سعید بن سعید، نافع، محمد بن مکذر، ہشام بن عروہ، یزید ابن اسلم، ریجید بن ابو عبدالرحمن اور ان کے علاوہ بہت سے حضرات سے علم حدیث حاصل کیا اور آپ سے اس قدر تخلوق نے روایت کی جن کا شمار نہیں ہو سکا۔ آپ کے شاگردوں میں سے امام شافعی، محمد بن ابراہیم بن دینار، ابوہاشم عبدالعزیز بن ابی حازم شامل ہیں جو اپنے علم و عمل کے لحاظ سے آپ کے شاگردوں میں بے نظیر مانے گئے ہیں علاوہ ازیں معین بن عیسیٰ، سعید بن عیین، عبد اللہ بن مسلمہ قصیٰ، عبد اللہ بن

۱۸۷۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ  
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ:  
سَيْفُتُ أَهْبَابِ سَعِيدٍ بْنِ يَسَارٍ  
يَقُولُ: سَيْفُتُ أَهْبَابِ هَرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمْرَتُ بِفَرِيَةَ  
تَأْكُلُ الْقَرْوَى، يَقُولُونَ: يَنْهِبُ، وَهِيَ  
الْمَدِينَةُ، تَنْفَى النَّاسُ كَمَا يَنْفَى الْكِبِيرُ  
خَبَثُ الْحَلِيلِ)).

وہب ہیسے لوگوں کا شمار نہیں کیا امام تخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، احمد بن حبل اور یعنی بن معین محدثین کرام کے اساتذہ ہیں۔ جب حدیث کا درس دیتے تو وضو فرمایا کر مند پر تشریف لاتے۔ داڑھی میں لکھا کرتے، خوشبو استعمال فرماتے اور نہایت باوقار اور پر بیست ہو کر بیٹھتے اور فرمایا کرتے کہ میں یہ اہتمام حدیث بنوی کی عظمت کرنے کے لئے کرتا ہوں۔ ابو عبد اللہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف فرمایا ہیں، لوگ اور گرد ہیں اور امام مالک حضور ﷺ کے سامنے مودبانہ کھڑے ہوئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے سامنے مقک کا ذہیر رکھا ہوا ہے اور آپ مٹھیاں بھر بھر کر وہ ملک غبار امام مالک کو دے رہے ہیں۔ اور امام مالک اسے لوگوں پر چھڑک رہے ہیں۔ مطرف نے کہا کہ میں نے اس کی تعبیر علم حدیث کی خدمت اور اتباع سنت سمجھی، امام شافعی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے حضرت امام مالک کے مکان کے دروازے پر کچھ خراسان کے گھوڑوں کی جماعت اور کچھ مصر کے چھوڑوں کے غول دیکھے جن سے بہتر میں نے بھی نہیں دیکھتے۔ میں نے امام سے عرض کیا کہ یہ کیسے اچھے ہیں، آپ نے فرمایا کہ اے ابو عبد اللہ! یہ تمام میری جانب سے آپ کے لئے تحفہ ہیں، قبول فرمائیے۔ میں نے گزارش کی اپنی سواری کے لئے کوئی جانور رکھ لجھتے۔ جواب دیا کہ مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ جس زمین کو رسول اللہ ﷺ کی آرام گاہ بننے کا شرف حاصل ہے میں اسے کسی جانور کے کروں سے روند کر گزاروں۔ آپ کے مناقب کے لئے دفاتر بھی ناھیں ہیں۔ رحمہ اللہ رحمة واسعة (آمین)

### باب مدینہ کا ایک نام طابہ بھی ہے۔

(۱۸۷۲) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمرو بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عباس ابن سمل بن سعد نے اور ان سے ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کیا کہ ہم غزوہ توبک سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس ہوتے ہوئے جب مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ یہ طابہ آگیا۔

طاب اور طیب دونوں مدینۃ المنورہ کے نام ہیں جو لفظ طیب سے مشتق ہیں جس کے معنی پاکیزگی کے ہیں یعنی یہ شرہ رخاط سے پاکیزہ ہے۔ یہ اسلام کا مرکز ہے، یہاں تقبیح اسلام ہادی اعظم ﷺ آرام فرمائے ہیں۔ حکومت سعودیہ عربیہ ایہا اللہ تعالیٰ نے اس شر کی صفائی پاکیزگی آباد کاری میں وہ خدمات انجام دی ہیں جو رہتی دنیا تک یادگار عالم رہیں گی۔

### باب مدینہ کے دونوں پتھریلے میدان

(۱۸۷۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شاہب زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اگر میں مدینہ میں ہر چرٹے ہوئے دیکھوں تو انہیں کبھی نہ چھیٹوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ مدینہ کی زمین دونوں پتھریلے میدانوں کے بیچ میں حرم ہے۔

### ۳- باب المَدِّيْنَةُ طَابَةُ

۱۸۷۲ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَعْلُوِّ بْنُ حَدَّثَنَا سَلَيْمَانُ قَالَ : حَدَّثَنِي عَفْرُو بْنُ يَعْقِبٍ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ حَمَدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (أَقْبَلَنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ تَوْكِ حَتَّى أَهْرَفْنَا عَلَى الْمَدِّيْنَةِ) لَقَالَ : ((هَلِيُو طَابَةُ)). [راجح: ۱۴۸۱]

### ۴- باب لَابِقِ الْمَدِّيْنَةِ

۱۸۷۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِينِ شَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسْتَبِ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ : لَوْ رَأَيْتُ الْفَطَاءَ بِالْمَدِّيْنَةِ تَرَعَّ مَا ذَعَرَنَاهَا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((مَا يَقْرَبُ لَا يَتَهَاهَا حَرَامٌ)).

[راجح: ۱۸۶۹]

وہاں شکار جائز نہیں۔ اس حدیث سے بھی صاف ظاہر ہوا کہ مدینہ حرم ہے۔ تجب ہے ان حضرات پر حومینہ کے حرم ہونے کا انکار کرتے ہیں جب کہ حرم مدینہ کے متعلق صراحت کے ساتھ کتنی ہی احادیث موجود ہیں۔

### باب جو شخص مدینہ سے نفرت کرے

(۱۸۷۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہمیں شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ تم لوگ مدینہ کو بہتر حالات میں چھوڑ جاؤ گے پھر وہ ایسا اجازہ ہو جائے گا کہ پھر وہاں وحشی جانور، درند اور پرند بنے لگیں گے اور آخر میں مزینہ کے دوچڑا ہے مدینہ آئیں گے تاکہ اپنی بکریوں کو ہاٹ لے جائیں لیکن وہاں انہیں صرف وحشی جانور نظر آئیں گے آخر شنیہ الوداع تک جب پنچھیں گے تو اپنے منہ کے بل گر پڑیں گے۔

یہ پیش کوئی قرب قیامت سے متعلق ہے۔ ہر کمالے رازوائے اصول قدرت ہے۔ تقرب قیامت ایسا ہوا ہی بعید نہیں ہے اور فرمان نبوی اپنی جگہ بالکل حق ہے۔

(۱۸۷۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہمیں امام مالک نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد عروہ بن زہیر نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن زہیر رضی اللہ عنہما نے اور ان سے سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ یہنے فتح ہو گا تو کچھ لوگ اپنی سواریوں کو دوڑاتے ہوئے لاٹیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور ان کو جوانان کی بات مان جائیں گے سوار کر کے مدینہ سے (والپس یہنے کو) لے جائیں گے کاش! انہیں معلوم ہوتا کہ مدینہ ان کے لئے بہتر تھا اور عراق فتح ہو گا تو کچھ لوگ اپنی سواریوں کو تجز دوڑاتے ہوئے لاٹیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور جوانان کی بات مانیں گے اپنے ساتھ (عراق والپس) لے جائیں گے کاش! انہیں معلوم

### ۵- بَابُ مِنْ رَغْبَةِ عَنِ الْمَدِينَةِ

(۱۸۷۴) - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَعِفَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((تَرْكُونَ الْمَدِينَةَ عَلَى خَيْرٍ مَا كَانَتْ، لَا يَنْهَا إِلَّا أَفْوَافِ - يُرِيدُ عَوَافِ السَّبَاعِ وَالظُّفَيرِ - وَآخِرُ مَنْ يَنْهَا زَاعِيَانُ مِنْ مُرِيَّتَهُ يُرِيدُنَادِ الْمَدِينَةَ يَنْعَقَانَ يَنْعِمُهُمَا فِي جَدَانَهَا وَخَشَانَهَا، حَتَّى إِذَا بَلَّهَا نَيْةُ الْوَدَاعِ خَرَأَ عَلَى وُجُوهِهِمَا)).

۱۸۷۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَزْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيرِ عَنْ سَفِيَّانَ بْنِ أَبِي زَهْرَيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: سَعِفَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَفْتَحُ الْيَمَنُ، قَيْلَيِّيْ قَوْمٌ يَسْتُوْنُ، فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةَ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ، وَيَفْتَحُ الشَّامُ، قَيْلَيِّيْ قَوْمٌ يَسْتُوْنُ، فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةَ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ، وَيَفْتَحُ الْعَرَاقَ، قَيْلَيِّيْ قَوْمٌ يَسْتُوْنُ،

لَهُمْ تَحْمِلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطْعَاهُمْ،  
وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔

**لَشَّافِعِی** آنحضرت شیخی کی بشارت بالکل صحیح ثابت ہوئی، مدینہ ایک مدت تک ایران، عرب، مصر اور شام تو ان کا پایہ تخت رہا اور خلافتے راشدین نے مدینہ میں رہ کر دور دور اطراف عالم میں حکومت کی، پھر بنو امیہ نے اپنا پایہ تخت شام کو قرار دیا اور عباسیہ کے وقت میں بغداد اسلام کی راجدھانی قرار پیا۔ آخری خلیفہ مغضوم بالله ہوا اور اس کے زوال سے اسلامی خلافت مبت کمی مسلمان گروہ گروہ تقسیم ہو کر ہر جگہ مغلوب ہو گئے، اب تک یہی حال ہے کہ عربوں کی ایک بھی تعداد ہے، ان کی حکومتیں ہیں، یا ہم اتحاد نہ ہونے کا نتیجہ ہے کہ قبلہ اول مسجد القصی پر یہود قابض ہیں۔ انا لله و انا الیہ راجعون، اللہم انصر الاسلام والملمین و اخذل الكفرة والفسقة والیهود والملحدین (ائمن)

**باب اس بارے میں کہ ایمان مدینہ کی طرف سمت آئے گا**  
(۱۸۷۶) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبید اللہ عمری نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے خبیب بن عبد الرحمن نے، ان سے حفص بن عامر نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (قیامت کے قریب) ایمان مدینہ میں اس طرح سمت آئے گا جیسے سانپ سمت کراپنے میں آ جیا کرتا ہے۔

اسی طرح اخیر زمانہ میں چے مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں پڑے جائیں گے۔ حافظ نے کہا یہ آنحضرت شیخیم اور خلافتے راشدین کے زمانوں میں تھا، قیامت کے قریب پھر ایسا ہی دور پلٹ کر آئے گا و ما ذالک علی اللہ بعزیز

**باب جو شخص مدینہ والوں کو ستانا چاہے**

**۶ بَابُ الْإِيمَانِ يَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ**  
(۱۸۷۶) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْلَبِ  
حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عَيَاضٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَيْنِدُ  
اللَّهِ عَنْ خَيْرِبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ  
حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ  
الْإِيمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا تَأْرِزُ  
الْحَيَاةَ إِلَى جُحْرِهَا)).

**۷- بَابُ إِنْمِ منْ كَادَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ**

اس پر کیا و بابل پڑے گا۔

(۱۸۷۷) ہم سے حسین بن حسین نے بیان کیا، کہا ہمیں فضل بن مویں نے خبر دی، انہیں حمید بن عبد الرحمن نے اور ان سے عائشہ بنت عقبہ نے فرمایا کہ میں نے سعد بن ابی و قاسی رضی اللہ عنہ سے ساتھا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے ساتھا کہ آنحضرت شیخیم نے فرمایا تھا کہ اہل مدینہ کے ساتھ جو شخص بھی فریب کرے گا وہ اس طرح گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جیا کرتا ہے۔

**باب مدینہ کے محلوں کا بیان**

(۱۸۷۷) حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ حَرْثَةَ  
أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ عَنْ جَعْفَرِ عَنْ عَائِشَةَ  
قَالَتْ: سَمِعْتُ سَعْدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَكِيدُ أَهْلُ  
الْمَدِينَةِ أَحَدٌ إِلَّا أَنْتَمْ كَمَا يَنْمَأْغِ  
الْمُلْجَعُ فِي الْمَاءِ)).

**۸- بَابُ آطَامِ الْمَدِينَةِ**

(۱۸۷۸) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عبیدہ نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب زہری نے، کہا کہ مجھے عروہ نے خردی اور انہوں نے اسماء بن زیدؓ سے سنا کہ نبی کرم ﷺ مدنیہ کے محلات میں سے ایک محل یعنی اوپنچے مکان پر چڑھے پھر فرمایا کہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں کیا تمہیں بھی نظر آ رہا ہے؟ میں بوندوں کے گرنے کی جگہ کی طرح تمہارے گھروں میں فتوں کے نازل ہونے کی جگوں کو دیکھ رہا ہوں۔ اس روایت کی متابعت معمر اور سلیمان بن کثیر نے زہری کے واسطے سے کی ہے۔

۱۸۷۸ - حَدَّثَنَا عَلَيْهِ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ حَدَّثَنَا أَبْنُ شَهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَزْرُوَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَسَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أَطْمَمِ مِنْ آطَامِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ: ((هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى؟ إِنِّي لِأَرَى مَوَاقِعَ الْفِتْنَ حِلَالَ يُؤْتَكُمْ كَمَوَاقِعَ الْفَقْرِ)) تَابَعَهُ مَغْمَرٌ وَسُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الرُّهْنِيِّ۔

[اطرافہ فی : ۲۴۶۷، ۳۵۹۷، ۷۰۶۰۔]

یہ دیکھنا بطریق کشف کے تھا اس میں تاویل کی ضرورت نہیں اور آپؐ کا یہ فرمانا پورا ہوا کہ مدینہ ہی میں حضرت عثمان بن علیؑ شہید ہوئے پھر زیدؓ کی طرف سے واقعہ حرہ میں اہل مدینہ پر کیا کیا آئیں آئیں۔

### باب وجہ مدینہ میں نہیں آسکے گا۔

(۱۸۷۹) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوکمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مدینہ پر وجہ کار عرب بھی نہیں پڑے گا اس دور میں مدینہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے۔

۹ - بَابُ لَا يَدْخُلُ الدَّجَالُ الْمَدِينَةَ

۱۸۷۹ - حَدَّثَنَا عَنْدَ الْغَزِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِيهِ بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُغْبُ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ، لَهَا يَوْمَئِلُ سَيْفُهُ أَبْوَابُهُ عَلَى كُلِّ بَابِ مَلْكَانِ)).

[طرفہ فی : ۷۱۲۵، ۷۱۲۶۔]

یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف صحیح ہوئی کہ زمانہ نبوی میں نہ مدینہ کی فصیل تھی نہ اس میں دروازے۔ اب فصیل بھی بن گئی ہے اور سات دروازے بھی ہیں پیش گوئی کا باقی حصہ آئندہ بھی صحیح ثابت ہو گا حکومت سعودیہ خلدہا اللہ تعالیٰ نے اس پاک شرکو جو رونق اور ترقی دی ہے وہ اپنی مثال آپؐ ہے اللہ پاک اس حکومت کو یہی شہ قائم رکھے آئیں۔ حال ہی میں زیارت مدینہ سے مشرف ہو کر یہ چند حروف لکھ رہا ہوں۔

(۱۸۸۰) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نعیم بن عبد اللہ الجھرنے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مدینہ کے راستوں پر فرشتے ہیں نہ اس میں طاعون

۱۸۸۰ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نُعِيمٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجْمِرِ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ

مَلَائِكَةٌ، لَا يَدْخُلُهَا الطَّاغُوتُ وَلَا آسْكَانٌ هُنَّ دَجَالٌ.

الْدَّجَالُ). [طرفہ فی : ۵۷۳۱، ۷۱۳۳].

یعنی عام طالون جس سے ہزاروں آدمی مر جاتے ہیں۔ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کی دعاوں کی برکت سے مدینہ منورہ کو ان عافتوں سے محفوظ رکھا ہے۔

(۱۸۸۱) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، ان سے ولید نے بیان کیا، ان سے ابو عمرو اوزاعی نے بیان کیا، ان سے اسحاق نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا شر نہیں ملے گا جسے دجال پامال نہ کرے گا، سوائے مکہ اور مدینہ کے، ان کے ہر راستے پر صرف بستہ فرشتے کھڑے ہوں گے جو ان کی حفاظت کریں گے پھر مدینہ کی زمین تین مرتبہ کانپے گی جس سے ایک ایک کافر اور منافق کو اللہ تعالیٰ اس میں سے باہر کر دے گا۔

۱۸۸۱ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُتَنَبِّرِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرُو حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((لَيْسَ مِنْ بَلَدِ إِلَّا سِطْرَةُ الدَّجَالِ، إِلَّا مَكَةُ وَالْمَدِينَةُ لَيْسَ لَهُ مِنْ نِقَابَهَا نَقْبَةٌ إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافَّيْنَ يَحْرُسُونَهَا. فَمَمْ تَرْجِعُ الْمَدِينَةَ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجْفَاتٍ، فَيَغْرِيَ اللَّهُ كُلَّ كَافِرٍ وَمَنْافِقِ)).

[اطرافہ فی : ۷۱۲۴، ۷۱۳۴، ۷۴۷۳].

**لشیعہ** یعنی خود دجال اپنی ذات سے ہر بڑے شر میں داخل ہو گا، امام ابن حزم کو یہ مشکل معلوم ہوا کہ دجال ایک تھوڑی مدت میں دنیا کے ہر شر میں داخل ہو تو انہوں نے یوں تاویل کی کہ دجال داخل ہونے سے اس کے اتباع اور جنود کا داخل ہوتا مراد ہے۔ قسطلانی نے کہا کہ ابن حزم نے اس پر خیال نہیں کیا جو صحیح مسلم میں ہے کہ دجال کا ایک ایک دن ایک ایک برس کے برابر ہو گا۔ (وحیدی) میں کہتا ہوں کہ آج کے دجالہ عصری ایجادوں کے ذریعہ چند گھنٹوں میں ساری دنیا کا پکڑ کاٹ لیتے ہیں، پھر حقیقی دجال جس زمانہ میں آئے گا اس وقت خدا جانے ایجادوں کا سلسلہ کہاں تک پہنچ جائے گا۔ لہذا تھوڑی سی مدت میں اس کا تمام شروع میں پھر جانا کوئی بعد امر نہیں ہے۔

(۱۸۸۲) ہم سے تیجی بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاہ نے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے عبید اللہ بن عقبہ نے خبر دی کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے متعلق ایک لمبی حدیث بیان کی، آپ نے اپنی حدیث میں یہ بھی فرمایا تھا کہ دجال مدینہ کی ایک کھاری شور زمین تک پہنچے گا اس پر مدینہ میں داخلہ تو حرام ہو گا۔ (مدینہ سے) اس دن ایک شخص اس کی طرف نکل کر بڑھے گا۔ یہ لوگوں میں ایک بہترین

۱۸۸۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْيَرٍ حَدَّثَنَا الْيَثُّ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ أَبِي شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْيَدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ عَتْبَةَ أَنَّ أَبَا سَعِيدِ الْخُدَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا طَوِيلًا عَنِ الدَّجَالِ، فَكَانَ فِيمَا حَدَّثَنَا بِهِ أَنْ قَالَ: ((يَأْتِي الدَّجَالُ - وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِينَةِ يَنْزَلُ - بِغَضْ

نیک مرد ہو گایا (یہ فرمایا کہ) بزرگ ترین لوگوں میں سے ہو گا وہ شخص کے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کے متعلق ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دی تھی دجال کے گا کیا میں اسے قتل کر کے پھر زندہ کر دلوں تو تم لوگوں کو میرے معاملہ میں کوئی شبہ رہ جائے گا؟ اس کے حواری کمیں گے نہیں، چنانچہ دجال انہیں قتل کر کے پھر زندہ کر دے گا، جب دجال انہیں زندہ کر دے گا تو وہ بندہ کے گا، اب تو مجھ کو پورا حال معلوم ہو گیا کہ تو ہی دجال ہے دجال کے گا۔ لادا سے پھر قتل کر دوں لیکن اس مرتبہ وہ قابو نہ پا سکے گا۔

السَّبَاخُ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ، فَيَغْرِي إِلَيْهِ يَوْمَيْدِي  
رَجُلٌ هُوَ خَيْرُ النَّاسِ - أَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ  
- فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَالُ الَّذِي  
حَدَّثَنَا عَنْكَ رَسُولُ اللَّهِ حَفَظَهُ.

فَيَقُولُ الدَّجَالُ : أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتَ هَذَا أَنَّمُ  
أَخْيَتْهُ هَلْ تَشْكُونَ فِي الْأَمْرِ؟ فَيَقُولُونَ:  
لَا. فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُخْبِي، فَيَقُولُ حِينَ يُخْبِيَهُ :  
وَاللَّهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْيَوْمَ.  
فَيَقُولُ الدَّجَالُ : أَقْتُلْهُ فَلَا يُسْلِطُ عَلَيْهِ).

[طرفة فی : ۷۱۳۲].

**لشیخ** حقیقت میں دجال کی یہ مجال نہیں کسی کو مار کر پھر جلا کے، یہ تو خاص صفت الہی ہے۔ مگر اللہ پاک ایمان والوں کو آزمائے لئے دجال کے ہاتھ پر یہ نشانی ظاہر کر دے گا۔ نادان لوگ دجال کی خدائی کے قاتل ہو جائیں گے لیکن جو پچے ایمان دار ہیں اور اپنے معبود حقیقی کو بچاتے ہیں وہ اس سے متاثر نہ ہوں گے بلکہ اس کے کافر دجال ہونے پر ان کا ایمان اور بڑھ جائے گا۔

### باب مدینہ برے آدمی کو نکال دیتا ہے

(۱۸۸۳) ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے سفیان نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے اور ان سے جابر بن شیراز نے کہ ایک اعرابی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام پر بیعت کی، دوسرے دن آیا تو اسے بخار چڑھا ہوا تھا کہنے لگا کہ میری بیعت کو توڑ دیجئے؟ تین بار اس نے یہی کہا، آپ ﷺ نے انکار کیا پھر فرمایا کہ مدینہ کی مثل بھی کی سی ہے کہ میل کچیل کو دور کر کے خالص جوہر کو نکھار دیتی ہے۔

### ۱۰- بَابُ الْمَدِينَةِ تَنْفِيُ الْخَبَثَ

۱۸۸۳ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا  
عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ  
الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَاءَ  
أَغْزَابِي إِلَى السَّبَاخِ فَإِيَّاهُ عَلَى الإِسْلَامِ،  
فَجَاءَ مِنَ الْغَدِ مَحْمُومًا فَقَالَ: أَقْنِي، فَأَبَى  
- ثَلَاثَ مِرَارٍ - فَقَالَ: ((الْمَدِينَةُ كَالْكَبِيرِ  
تَنْفِي خَبَثَهَا، وَيَنْصَنِعُ طَيْبَهَا)).

[اطرافہ فی : ۷۲۰۹، ۷۲۱۱، ۷۲۱۶، ۷۲۱۷].

۷۳۲۲

حافظ نے کہا کہ اس گنوار کا نام مجھ کو معلوم نہیں اور زمخشری نے غلطی کی جو اس کا نام قیس بن ابی حازم بتایا وہ تو تابعی ہیں۔

(۱۸۸۴) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ثابت نے، ان سے عبداللہ بن یزید نے بیان کیا کہ میں نے زید بن ثابت بن شیراز سے سنًا، آپ فرمائے تھے کہ

۱۸۸۴ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا  
شَعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابَتٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
بَرِزِينَ قَالَ : سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابَتَ رَضِيَ

جب نبی کرم ﷺ جگ احمد کے لئے نکلے تو جو لوگ آپ کے ساتھ تھے ان میں سے کچھ لوگ واپس آگئے۔ (یہ منافقین تھے) پھر بعض نے تو یہ کہا کہ ہم چل کر انہیں قتل کر دیں گے۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ قتل نہ کرنا چاہئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی فاماکم فی المناقیف فتیین الخ اور نبی کرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ (برے) لوگوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح اگ میل کچیل دور کر دیتی ہے۔

اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: لَمَّا حَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أَحَدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِّنْ أَصْنَابِهِ، قَالَتْ فِرْقَةٌ: لَقْتُلُهُمْ، وَقَالَتْ فِرْقَةٌ: لَا لَقْتُلُهُمْ، فَزَرَّتْ: «لَمَّا لَكُمْ فِي الْمَنَاقِفِينَ فِتْنَةٌ» [النساء: ۸۸] وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّهَا تَنْفِي الرِّجَالَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيدِ)).

[طرفاہ فی : ۴۰۰، ۴۵۸۹]

(۱۸۸۵) ہم سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، انہوں نے یونس بن شاہب سے نا اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! جتنی مکہ میں برکت عطا فرمائی ہے مدینہ میں اس سے دو گنی برکت کر۔ جریر کے ساتھ اس روایت کی متابعت عثمان بن عمر نے یونس کے واسطے کے ساتھ کی ہے۔

(۱۸۸۶) ہم سے قتبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے انس بن شاہب نے کہ نبی کرم ﷺ جب کبھی سفر سے واپس آتے اور مدینہ کی دیواروں کو دیکھتے تو اپنی سواری تیز فرمادیتے اور اگر کسی جانور کی پشت پر ہوتے تو مدینہ کی محبت میں اسے ایڑ لگاتے۔

۱۸۸۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفَنِي مَا جَعَلْتَ بِمَكَةَ مِنَ الْبُرْكَةِ)).

تابعہ عثمان بن عمر عن یونس۔

۱۸۸۶ - حَدَّثَنَا قَبِيْهُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حَمِيدٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَدِيمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ إِلَى جُنُدَّ رَبِّ الْمَدِينَةِ أَوْ ضَعَفَ رَاحِلَتَهُ، وَإِنَّ كَانَ عَلَى ذَلِيلٍ حَرَسَهَا، مِنْ حَشَّهَا)).

[راجع: ۱۸۰۲]

رسول اللہ ﷺ کی تھے آپ کا آبائی وطن مکہ تمامگردیتہ تعریف لے جانے کے بعد آپ نے اسے اپنا حقیقی مستقر بنا لیا اور اس کی آبادی و ترقی میں اس قدر کوشش ہوئے کہ اہل مدینہ کے رگ و ریشه میں آپ کی محبت بس گئی اور اہل مدینہ اوس اور خروج نے کبھی تصور بھی نہیں کیا کہ آپ ایک دوسری جگہ کے باشندے ہیں اور صادر کی شکل میں یہاں تشریف لائے ہیں۔ مسلمانوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ وہ اپنے پیارے رسول ﷺ کی اقتداء میں جس ملک میں بھی گئے۔ اسی کے باشندے ہو گئے اور اس ملک میں اپنی مسائی سے چار چاند لگادیئے اور بھیش کے لئے اسی ملک کو اپنا وطن بنایا۔ ایسے صدھا نمونے آج بھی موجود ہیں۔

باب مدینہ کا ویران کرنا نبی اکرم ﷺ  
کو ناگوار تھا

۱۱ - بَابُ كِرَاهِيَةِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ  
تُغَرِّي الْمَدِينَةُ

(۱۸۸۷) ہم سے محمد بن سلام یکنندی نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں مروان بن معاویہ فزاری نے خبر دی، اُنسیں حید طویل نے خبر دی اور ان سے اُنس بن شٹنے نے بیان کیا کہ بُو سلمہ نے چاہا کہ اپنے دور والے مکانات چھوڑ کر مسجدِ نبوی سے قریب اقامت اختیار کر لیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے یہ پسند نہیں کیا کہ مدینہ کے کسی حصہ سے بھی رہائش تک کی جائے، آپ نے فرمایا، اے بُو سلمہ! تم اپنے قدموں کا ثواب نہیں چاہتے، چنانچہ بُو سلمہ نے (اپنی اصلی اقامت گاہی میں) رہائش باقی رکھی۔

**لَئِنْجَحَ** آپ کا مطلب یہ تھا کہ مدینہ کی آبادی سب طرف سے قائم رہے اور اس میں ترقی ہوتی جائے تاکہ کافروں اور منافقوں پر رب پڑے، حضرت امام بخاری یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مدینہ کی اقامت ترک کرنا شریعت کی نظر میں پسندیدہ نہیں ہے بلکہ یہ اس مسلمان کی عین سعادت ہے جس کو وہاں اطمینان کے ساتھ سکونت مل جائے۔

## باب

(۱۸۸۸) ہم سے مدد نے بیان کیا، ان سے بھی قطان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عمر نے بیان کیا کہ مجھ سے خبیب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے حفص بن عامِم نے اور ان سے ابو ہریرہ بن شٹنے کے بھی کرم ﷺ نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر قیامت کے دن میرے حوض (کوثر) پر ہو گا۔

## ۱۲ - بَابُ

(۱۸۸۸) - حدثنا مُسْدَدٌ يَحْيَى عَنْ عَيْنِهِ اللَّهُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حدثني خبيب بن عبد الرحمن عن حفص بن عاصيم عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: ((ما بين بيتي ومنبري روضة من رياض الجنة، ومنبري على خوضي)).

[راجع: ۱۱۹۶]

**لَئِنْجَحَ** گھر سے مراد حضرت عائشہؓ کا جھوہ ہے، جہاں آپ آرام فرمائیں۔ ابن عساکر کی روایت میں یوں ہے کہ میری قبر اور منبر کے درمیان ایک کیاری ہے جنت کی کیاریوں میں سے۔ اور طبرانی میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نکلا اس میں بھی قبر کا لفظ ہے اللہ پاک نے آپ کو پہلے ہی سے آگاہ فرمادیا تھا کہ آپ اس جھوہ میں قیامت تک آرام فرمائیں گے۔ بیان کردہ مبارک قطعہ حقیقتہ جنت کا ایک مکلا ہے۔ بعض نے کہا اس کی برکت اور خوبی کی وجہ سے حجاز ایسا کامگایا اس لئے کہ وہاں عبادت کرنا خصوصی طور پر دخول جنت کا ذریعہ ہے منبر کے بارے میں جو فرمایا قدرت خداوندی سے یہ بھی بعید نہیں کہ قیامت کے دن حوض کوثر پر اس منبر کو دوبارہ سیاکر کے آپ کے لئے رکھ دیا جائے۔ (والله اعلم بمنراہہ) باب کا مقصد یہاں سکونت مدینہ کی تغیری دلاتا ہے۔

(۱۸۸۹) ہم سے عبید بن اساعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسماسہ بن عاصمؓ نے بیان کیا، ان سے ہشامؓ نے ان سے ان کے والد عروہ نے اور ان سے عائشہؓ نے کہ جب رسول کرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ابو یکبر

- حدثنا عيین بن إسماعيل حدثنا أبوأسامة عن هشام عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها قالت: لَمَّا قَيَّمَ رَسُولُ

اور بلال پیشہ بخار میں بتلا ہو گئے، ابو مکر بن عقبہ جب بخار میں بتلا ہوئے تو یہ شعر ہے۔

ہر آدمی اپنے گھروالوں میں صبح کرتا ہے حالانکہ اس کی نبوت اس کی جوتی کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

اور بلال رضی اللہ عنہ کا جب بخار ارتتا تو آپ بلند آواز سے یہ اشعار پڑھتے۔

”کاش! میں ایک رات مک کی وادی میں گذار سکتا اور میرے چاروں طرف اذخر اور جلیل (گھاس) ہوتیں۔“

کاش! ایک دن میں مجھ کے پانی پر پچھا اور کاش! میں شامہ اور طفیل (پھاڑوں) کو دیکھ سکتا۔

کما کہ اے میرے اللہ! شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف مردووں پر لعنت کر۔ انہوں نے ہمیں اپنے وطن سے اس وبا کی زمین میں نکلا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا۔ اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت اسی طرح پیدا کر دے جس طرح کہ کی محبت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ! اے اللہ! ہمارے صالح اور ہمارے مد میں برکت عطا فرماؤ مدینہ کی آب و ہوا ہمارے لئے صحت خیز کر دے یہاں کے بخار کو جحیفہ میں بھیج دے۔ عائشہؓ نے بیان کیا کہ جب ہم مدینہ آئے تو یہ خدا کی سب سے زیادہ وبا والی سر زمین تھی۔ انہوں نے کما مدینہ میں بلحان نامی ایک نالہ سے ذرا ذرا بد مزہ اور بدبو دار پانی بنا کر تھا۔

اللہ ﷺ المدینۃ وَ عَلَکَ أَبُوبَکْرٌ وَبِلَانٌ،  
فَكَانَ أَبُوبَکْرٌ إِذَا أَحَدَنَهُ الْحُمَیْرَ يَقُولُ :  
كُلُّ امْرَىءٍ مُصْبَحٌ فِي أَهْلِهِ  
وَالْمَوْتُ أَذْنَى مِنْ شِرَارِكَ نَغْلِيْهِ  
وَكَانَ بِلَانٌ إِذَا أَفْلَغَ عَنْهُ الْحُمَیْرَ يَرْفَعُ  
عَفِيرَتَهُ يَقُولُ :

أَلَا لَيْتَ شِغْرِيْ هَلْ أَبِينَ لَيْلَةَ  
بِوَادٍ وَحَوْلِيْ إِذْخَرْ وَجَلِيلَ  
وَهَلْ أَرِدَنَ يَوْمًا مِيَاهَ مَجْنَهَ  
وَهَلْ يَنْدُونَ لِي شَامَةَ وَطَفِيلَ

قال: ((اللہم انْعَنْ شَبَّیْہَ بْنَ رَبِیْعَةَ وَعَنْهُ  
بْنَ رَبِیْعَةَ وَأَمَّیَہَ بْنَ خَلَفٍ، كَمَا أَخْرَجُونَا  
مِنْ أَرْضِنَا إِلَى أَرْضِ الْوَبَاءِ)). ثُمَّ قَالَ  
رَسُولُ اللہ ﷺ: اللہم حَبَّبَ إِلَيْنَا الْمَدِینَةَ  
كَجُبَّنَّ مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ. اللہم بَارِكْ لَنَا فِي  
صَاعِنَا وَفِي مُدَّنَا، وَصَحَّنْهَا لَنَا، وَأَنْقَلْ  
حَمَّاهَا إِلَى الْجَحْفَةَ. قَالَتْ: وَقَدِيمَنَا  
الْمَدِینَةُ وَهِيَ أَوْنَى أَرْضِ اللہِ، قَالَ :  
فَكَانَ بُطْحَانٌ يَحْرِي نَجْلَةً. تَعْنِي مَاءَ  
آجَانَ)).

[اطرافہ فی : ۳۹۲۶، ۵۶۰۴، ۵۶۷۷]

. ۶۳۷۲

**لَشَّبِیْہَ** وطن کی محبت انسان کا ایک فطری جذبہ ہے، صحابہ کرام مساجرین یعنی اگرچہ برضا و رغبت اللہ و رسول ﷺ کی رضا کی خاطر اپنے وطن، اپنے گھر در سب کو چھوڑ کر مدینہ آگئے تھے، مگر شروع شروع میں ان کو وطن کی یاد آیا ہی کرتی تھی اور اس لئے بھی کہ ہر لحاظ سے اس وقت مدینہ کا ماحول ان کے لئے نازگار تھا، خاص طور پر مدینہ کی آب و ہوا ان دونوں ان کے موافق نہ تھی۔ اسی لئے وہ بخار میں بتلا ہو جایا کرتے تھے۔ حضرت بلال بن عوف کے دروازیز اشعار ظاہر کرتے ہیں کہ مکہ شریف کا ماحول وہاں کے پیار ہتھی کر دہاں کی گھاس تک ان کو کس قدر محبوب تھی مگر اللہ و رسول ﷺ کی محبت ان کے لئے سب سے زیادہ قیمتی تھی، حضرت

بلال بن عثیر کے اشعار میں ذکر کردہ طبل اور اذخر و قسم کی گھاس ہیں جو اطرافِ کم میں بکثرت پیدا ہوتی ہیں اور شامہ اور طبل کم سے تمیں میل کے فاصلے پر دوپہار ہیں۔ مجذ کم سے چند میل مرالظہران کے قریب ایک مقام ہے جمال کا پانی بے حد شیریں ہے، حضرت بلال بن عثیر نے اپنے ان اشعار میں ان ہی سب کا ذکر فرمایا ہے۔ حضرت مولانا وجید الزماں مرحوم نے بلالی اشعار کا اردو ترجمہ اشعار میں یوں فرمایا ہے۔

الا لیت شعری هل ایتن لبلة  
کاش! پھر کمہ کی دادی میں رہوں میں ایک رات  
بواہ و حولی اذخر و جلیل  
سب طرف میرے اگے ہوں واں جلیل اذخر بات  
وهل اردن یوما میاہ معجنة  
اور پیوں پانی مجذ کے جو آب حیات  
وهل یہدون لی شامة وطفیل  
کاش! پھر دیکھوں میں شامہ کاش! پھر دیکھوں طبل

اللہ پاک نے اپنے حبیب پاک شہید کی دعا قبول فرمائی کہ مدینہ نہ صرف آب و ہوا بلکہ ہر لحاظ سے ایک جنت کا نمونہ شربن گیا اور اللہ نے اسے ہر قسم کی برکتوں سے نوازا اور سب سے بڑا شرف جو کائنات عالم میں اسے حاصل ہے وہ یہ کہ یہاں سرکار دو عالم رسول اکرم شہید آرام فرار ہے ہیں۔ حج ہے۔

دار الکرامۃ بقعة الزوراء (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۸۹۰) ہم سے سعید بن کیمؑ بن کیمؑ بن یہی بن یہی بن یہی کیا کہ ہم سے یہی نے بیان کیا، ان سے خالد بن زیدؑ نے، ان سے سعید بن الجاری ہلالؑ نے، ان سے زید بن اسلمؑ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا کرتے تھے اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا کرو اور میری موت اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں مقدر کر دے۔ ابن زریع نے روح بن قاسمؑ سے، انہوں نے زید بن اسلمؑ سے، انہوں نے اپنی والدہ سے، انہوں نے حفصة بنت عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ میں نے عمر بن عثیر سے اسی طرح سناتھا، ہشام نے بیان کیا، ان سے زیدؑ نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے حفصة رضی اللہ عنہما نے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سناتھری کی حدیث روایت کی۔

اختبرت بین اماكن الغبراء

۱۸۹۰ - حدثنا يحيى بن بكير حدثنا الليث عن خالد بن زينه عن سعيد بن أبي هلال عن زينه بن أسلم عن أبيه عن عمر رضي الله عنه قال : اللهم ارزقني شهادة في سبilk، وجعل موتى في يلد رسولك ﷺ. وقال ابن زريق عن روح بن القاسم عن زينه بن أسلم عن أبيه عن حفصة بنت عمر رضي الله عنهمما قالت: سيفت عمر نحوة. وقال هشام عن زينه عن أبيه عن حفصة: سيفت عمر رضي الله عنه

**تشریح امامت** کر رہے تھے ظالم ابو لولو بھوی نے آپ کو زہر آلوخ نخجیر مارا، زخم کاری تھا چند دن بعد آپ کا انتقال ہو گیا اور کم محرم

۵۲۳ بروز ہفتہ تینیں عمل میں آئی۔ اللہ پاک نے آپ کی دوسری دعا بھی اس شان کے ساتھ قبول فرمائی کہ عین جمرو نبوی پلے رسالت آپ تھیں و فن کے گئے۔ (و ذالک فضل الله یوتیہ من بشاء والله ذو الفضل العظیم)

الحمد لله بے حد خوشی کے ساتھ لکھ رہا ہوں ۱۳۸۹ھ میں مجھ کو تیری مربی پھر بیان حاضری کا شرف حاصل ہوا اور بار بار آنحضرت ﷺ اور شیخین میں پر سلام پڑھنے کے موقع نصیب ہوئے، یہ سفر بکلور کے ایک مشور محترم مرحوم بھائی محمد علی عرف باری پیار و قریشی وہی کے حج کے بدл کے سلسلہ میں کیا گیا اللہ پاک اسے قبول فرمائے اور مرحوم کے لئے اجر و ثواب ثابت فرمائے اور میرے لئے اور میری آل و اولاد کے لئے بھی اس مبارک سفر کی دعاؤں کے نتیجے میں ترقیات دارین عطا فرمائے اور میرے ان جملے محترم بھائیوں کے لئے بھی جو بہ سلسلہ بخاری شریف مترجم اردو مجھے اپنے ہر ممکن تعاون سے نواز رہے ہیں، اللہ پاک ان سب کو جزاً نیز عطا فرمائے اور سارے مسلمانان عالم کو سر بلندی و رفتہ عطا کرے۔ (آمين يا رب العالمين) ابواب العترة ختم شدہ بفضلہ تعالیٰ۔

## ۳۰۔ کتاب الصیوم

# کتاب مسائل روزہ کے بیان میں

لِيَسْأَلُوكُمْ إِنَّمَا يَنْهَاكُمْ عَنِ الْمَحْلِ الْمُنْهَاجُونَ

**لشیغیں** صوم لغت میں روکنے کو کہتے ہیں، شرعاً ایک عبادت کا نام ہے جس میں ایک مسلمان مرد عورت صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رک جاتا ہے، سال میں ایک مہینہ ایسا روزہ رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے، عورتوں کے لئے اور مریض مسافر کے لئے کچھ رعایت ہیں جو نذکور ہوں گی۔ اس مہینہ کو رمضان کہا جاتا ہے جو رمضن سے مشتق ہے جس کے معنی جلنے کے ہیں جس سال رمضان کے روزے فرض ہوئے وہ سخت گری کا مہینہ تھا اس لئے لفظ رمضان سے موسم ہوا۔ بعض نے کہا اس ماہ میں روزہ رکھنے والوں کے گناہ جل جاتے ہیں۔ رمضان کے روزوں کی فرضیت قرآن مجید سے ثابت ہے جیسا کہ مجتہد اعظم امام بخاری وہی بیان آیت قرآنی لائے ہیں۔ جو شخص رمضان کے روزوں کی فرضیت کا انکار کرے وہ بالاتفاق کافر ہے۔ علامہ شوکانی فرماتے ہیں الصیام فی اللغة الامساک و فی الشرع امساك مخصوص فی زمان مخصوص بشرانط مخصوصہ و كان فرض صوم شهر رمضان فی السنة الثانية من الهجرة (نیل)، یعنی روزہ لغت میں رک جانا اور شریعت میں مخصوص شرائط کے ساتھ ایک مخصوص وقت میں مخصوص طور پر رک جانا اور ماہ رمضان کے روزے ۲۷ میں فرض ہوئے۔

### باب رمضان کے روزوں کی فرضیت کا بیان۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اے ایمان والو! تم پر روزے اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں تاکہ تم گناہوں سے بچو۔

۱- باب وجوب صوم رمضان  
وَقُولَ اللَّهُ تَعَالَى: هُنَا أَيْهَا الَّذِينَ آتُوا  
كُحْبَ عَلَيْكُمُ الصَّيَامَ كَمَا كُحْبَ عَلَى  
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَفَوَّنُهُ [البقرة: ۱۸۳]

(۱۸۹۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے ابو سعیل نے، ان سے ان کے والد مالک نے اور ان سے طلحہ بن عبد اللہ بن عثیمین نے کہ ایک اعرابی پریشان حال بال بکھرے ہوئے رسول اللہ بن عثیمین کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے پوچھا یا رسول اللہ بن عثیمین! بتائیے مجھ پر اللہ تعالیٰ نے کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ آپ بن عثیمین نے فرمایا کہ پانچ نمازیں، یہ اور بات ہے کہ تم اپنی طرف سے نفل پڑھ لو، پھر اس نے کہا بتائیے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر روزے کتنے فرض کئے ہیں؟ آنحضرت بن عثیمین نے فرمایا کہ رمضان کے مینے کے، یہ اور بات ہے کہ تم خود اپنے طور پر کچھ نفلی روزے اور بھی رکھ لو، پھر اس نے پوچھا اور بتائیے زکوٰۃ کس طرح مجھ پر اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہے؟ آپ بن عثیمین نے اسے شرع اسلام کی پاتیں بتادیں۔ جب اس اعرابی نے کماں ذات کی قسم جس نے آپ کو عنزت دی! نہ میں اس میں اس سے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فرض کر دیا ہے کچھ بڑھاؤں گا اور نہ گھٹاؤں گا، اس پر رسول اللہ بن عثیمین نے فرمایا اگر اس نے سچ کہا ہے تو یہ مراد کو پہنچایا (آپ نے یہ فرمایا کہ) اگرچہ کہا ہے تو جنت میں جائے گا۔

اس دیساتی کا نام حمام بن شعبہ تھا، اس حدیث سے رمضان کے روزوں کی فرضیت ثابت ہوئی۔ حضرت امام بخاری نے اس مقدمہ کے تحت یہاں اس حدیث کو نقل فرمایا ہے۔ اس دیساتی نے نلوں کا انکار نہیں کیا، کیا یا بیشی نہ کرنے کا وعدہ کیا تھا جس کی وجہ سے وہ مستحق بشارت نبوی ہوا۔

(۱۸۹۲) ہم سے مسدود بن مسہد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر بن عثیمین نے بیان کیا کہ رسول اللہ بن عثیمین نے یوم عاشورہ کا روزہ

۱۸۹۱- حَدَّثَنَا فَيْيَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا  
إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ مُهَمَّلٍ عَنْ  
أَبِيهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: ((أَنَّ أَغْرَى إِيمَانًا  
جَاءَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَالِثَ الرَّأْسِ فَقَالَ  
: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَخْبِرْنِي مَاذَا فَرِضَ اللَّهُ  
عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: ((الصَّلَاةُ  
الْخَمْسُ إِلَّا أَنْ تَطْوِعَ شَيْئًا)). فَقَالَ :  
أَخْبِرْنِي مَا فَرِضَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّيَامِ؟  
فَقَالَ: ((شَهْرُ رَمَضَانَ إِلَّا أَنْ تَطْوِعَ  
شَيْئًا)). فَقَالَ: أَخْبِرْنِي بِمَا فَرِضَ اللَّهُ  
عَلَيَّ مِنَ الزَّكَاةِ؟ فَقَالَ: ((فَأَخْبِرْهُ رَسُولُ اللَّهِ  
الَّذِي شَرَأَنِي إِلَيْهِ إِيمَانِي)). قَالَ : وَالَّذِي  
أَكْرَمَكَ، لَا أَنْطُوْعُ شَيْئًا وَلَا أَنْفُضُ بِمَا  
فَرِضَ اللَّهُ عَلَيَّ شَيْئًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ: ((أَفَلَحَ إِنْ صَدَقَ، أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنْ  
صَدَقَ)). [راجع: ۴۶]

۱۸۹۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلٌ  
عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَمْرَ رَضِيَ  
اللهُ عَنْهُمَا قَالَ ((صَمَّ النَّبِيُّ ﷺ عَاشُورَاءَ

رکھا تھا اور آپ نے اس کے رکھنے کا صحابہؓ کو ابتداء اسلام میں حکم دیا تھا، جب مہ رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو عاشورہ کا روزہ بطور فرض چھوڑ دیا گیا، عبد اللہ بن عمرؓ عاشورہ کے دن روزہ نہ رکھتے مگر جب ان کے روزے کا دن ہی یوم عاشورہ آن پڑتا۔

یعنی جس دن ان کو روزہ رکھنے کی عادت ہوتی مثلاً پیر یا جمعرات اور اس دن عاشورہ کا دن بھی آپؑ تا تو روزہ رکھ لیتے تھے۔ یوم عاشورہ حرم الحرام کی دسویں تاریخ کو کہا جاتا ہے، یہ قدم زمانے سے ایک تاریخی دن چلا آ رہا ہے۔

(۱۸۹۳) ہم سے قتبیہ نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی جبیب نے اور ان سے عراک بن مالک نے بیان کیا، انسیں عروہ نے خبر دی کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، قریش زمانہ جاہلیت میں عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس دن روزہ کا حکم دیا یہاں تک کہ رمضان کے روزے فرض ہو گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا جی چاہے یوم عاشورہ کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

### باب روزہ کی فضیلت کا بیان

(۱۸۹۴) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قتبی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزہ دوزخ سے بچنے کے لئے ایک ڈھال ہے، اس لئے (روزہ دار) نہ لخش باشیں کرے اور نہ جمالت کی باشیں اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گل دے تو اس کا جواب صرف یہ ہونا چاہئے کہ میں روزہ دار ہوں، (یہ الفاظ) دو مرتبہ (کہہ دے) اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بواللہ کے نزدیک مخفک کی خوبی سے بھی زیادہ پسندیدہ اور پاکیزہ ہے، (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) بنده اپنا کھلانا پیانا اور اپنی شہوات میرے لئے چھوڑتا ہے، روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدله دوں گا اور (دوسری) نیکیوں کا ثواب بھی اصل نیکی کے دس گناہوں تا ہے۔

وَأَمْرَ بِصَيْامِهِ، لَكُمَا فُرِضَ رَمَضَانُ تُرِكَ.  
وَكَانَ عَنْهُ اللَّهِ لَا يَصُومُهُ إِلَّا أَنْ يُوَاقِنَ  
صَوْمَهُ). [طرفہ فی : ۲۰۰۰، ۴۵۰۱].

یعنی جس دن ان کو روزہ رکھنے کی عادت ہوتی مثلاً پیر یا جمعرات اور اس دن عاشورہ کا دن بھی آپؑ تا تو روزہ رکھ لیتے تھے۔ یہ قدم زمانے سے ایک تاریخی دن چلا آ رہا ہے۔

۱۸۹۳ - حَدَّثَنَا قَبِيلَةُ بْنُ سَعْيَدٍ حَدَّثَنَا  
اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَيْبٍ أَنَّ عِرَاكَ  
بْنَ مَالِكَ حَدَّثَهُ أَنَّ غَزْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : أَنَّ قُرْيَشًا كَانَتْ تَصْوَمُ  
يَوْمَ عَاشُورَاءَ لِنِعَاجِلِيَّةِ، ثُمَّ أَمْرَ رَسُولَ  
اللَّهِ بِصَيْامِهِ حَتَّى فُرِضَ رَمَضَانُ، وَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ : ((مَنْ شَاءَ فَلِيَصُومْهُ،  
وَمَنْ شَاءَ أَنْفَلَرَ)). [راجح: ۱۵۹۲]

### - بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ

۱۸۹۴ - حَدَّثَنَا عَنْهُ اللَّهِ بْنِ مَسْلَمَةَ عَنْ  
مَالِكٍ عَنْ أَبِي الرَّنْدَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ،  
قَالَ: ((الصَّيَامُ جَنَّةٌ، فَلَا يَرْفَثُ وَلَا  
يَجْهَلُ. وَإِنْ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَانَمَهُ فَلَيُقْلَلُ:  
إِنِّي صَانِمٌ - مَرْتَبَنِ - وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ  
لَخَلُوفٌ لِمَ الصَّانِمُ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ  
رِبْعِ الْمُسْنَكِ، يَرْتَكِ طَعَامَةً وَشَرَابَةً  
وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي، الصَّيَامُ لِي وَأَنَا أَجْزَئُ  
بِهِ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا)).

[اطرافہ فی: ۱۹۰۴، ۵۹۲۷، ۷۴۹۲، ۱۹۰۴، ۵۹۲۷] .

**تشریح** جملات کی باقی مثلاً صحابہ محدثین، بیووہ، جھوت اور لغو باقیں اور جیختا پڑانا، غل مچانا۔ سعید بن منصور کی روایت میں یوں ہے کہ فرش نہ بکر نہ کسی سے بھڑے۔ ابوالشجاع نے ایک ضعیف حدیث میں نکلا کر روزہ دار جب قبروں میں سے اخیں گے تو اپنے منہ کی بو سے پچان لئے جائیں گے اور ان کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک ملک سے بھی زیادہ خوشبوار ہو گی۔ ابن علام نے کہا کہ دنیا ہی میں روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک ملک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے اور روزہ ایک ایسا عمل ہے جس میں ریاضت کو دخل نہیں ہوتا۔ آدمی خاص خدا ہی کے ذر سے اپنی تمام خواہشیں چھوڑ دیتا ہے۔ اس وجہ سے روزہ خاص اس کی عبادت ہے اور اس کا ثواب جنت ہے بڑا ہے بشرطیکہ روزہ حقیقی روزہ ہو۔

### باب روزہ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔

### ۳- باب الصوم کفارہ

۱۸۹۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سَفِيَّاً حَدَّثَنَا جَامِعٌ عَنْ أُبَيِّ وَأَبِيلٍ عَنْ حَدِيْنَيْهِ قَالَ: ((فَالَّذِي عَمِرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَنْ يَحْفَظُ حَدِيْنَيْا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْفِتْنَةِ؟ قَالَ حَدِيْنَيْهِ: أَنَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ تُكَفَّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّيَامُ وَالصَّدَقَةُ)). قَالَ: لَيْسَ أَسْأَلُ عَنْ ذَهِبِيِّ، إِنَّمَا أَسْأَلُ عَنِ النَّبِيِّ تَمُرُّجُ كَمَا يَمُرُّجُ الْبَحْرُ قَالَ: وَإِنْ دُونَ ذَلِكَ بَابًا مُغْلَقًا. قَالَ: فَيُفْتَحُ أَوْ يُكْسَرُ؟ قَالَ: يُكْسَرُ. قَالَ: ذَاكَ أَجَدْرُ أَنْ لَا يُفْلِقَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. فَقُلْنَا لِسَمِيرُوقَ: مَلَةُ أَكَانَ عَمَرٌ يَعْلَمُ مَنِ الْأَبَابُ؟ فَسَأَلَهُ لَقَالَ: نَعَمْ، كَمَا يَعْلَمُ أَنْ دُونَ غَدِ الْلَّيْلَةِ)).

[راجع: ۵۲۵]

(۱۸۹۵) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے جامع بن راشد نے بیان کیا، ان سے ابو والک نے اور ان سے حذیفہ بن عثمان نے کہ حضرت عمرؓ نے پوچھا فتنہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی حدیث کسی کو یاد ہے؟ حذیفہ بن عثمان نے بیان کیا کہ میں نے سنائے ہے، آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ انسان کے لئے اس کے بال پنجے، اس کا مال اور اس کے پڑوسی فتنہ (آزمائش و امتحان) ہیں جس کا کفارہ نماز روزہ اور صدقہ بن جاتا ہے۔ عمر بن عثمان نے کہا کہ میں اس کے متعلق نہیں پوچھتا میری مراد تو اس فتنہ سے ہے جو سمندر کی موجودوں کی طرح امنڈ آئے گا۔ اس پر حذیفہ بن عثمان نے کہا کہ آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند روازہ ہے، (یعنی آپ کے دور میں وہ فتنہ شروع نہیں ہو گا) عمر بن عثمان نے پوچھا وہ روازہ کھل جائے گایا تو ٹوڑ دیا جائے گا؟ حذیفہ بن عثمان نے بتایا کہ تو ٹوڑ دیا جائے گا۔ عمر بن عثمان نے فرمایا کہ پھر تو قیامت تک کبھی بند نہ ہو پائے گا۔ ہم نے مسروق سے کہا آپ حذیفہ بن عثمان سے پوچھئے کہ کیا عمر بن عثمان کو معلوم تھا کہ وہ روازہ کون ہے، چنانچہ مسروق نے پوچھا تو آپؓ نے فرمایا ہاں! بالکل اس طرح (انہیں علم تھا) جیسے رات کے بعد دن کے آنے کا علم ہوتا ہے۔

**تشریح** اس حدیث میں نماز کے ساتھ روزہ کو بھی گناہوں کا کفارہ کیا گیا ہے یہی باب کا مقصد ہے، یہاں جن فتویں کی طرف اشارہ ہے ان سے وہ فتنے مراد ہیں جو خلافت راشدہ ہی میں شروع ہو گئے تھے اور آج تک ان فتنوں کے خطرناک اثرات امت میں افراط کی شکل میں باقی ہیں۔ حضرت عمر بن عثمان نے اپنی فراست کی بنا پر جو کچھ فرمایا تھا وہ حرف صحیح ثابت ہو رہا ہے۔ اللهم صل و سلم علی حبیک و علی صاحبیہ و اغفر لنا وارحمنا يا ارحم الراحمین

### باب روزہ داروں کے لئے ریان (تھی ایک دروازہ جنت

### ۴- باب الریان للصلائیمین

### میں بتایا گیا ہے اس کی تفصیل کا بیان)

(۱۸۹۶) ہم سے خالد بن مخمل نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلاں نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو حازم سلمہ ابن دینار نے بیان کیا اور ان سے سل بن سعد عادی بنثیر نے کہ رسول کرم ﷺ نے فرمایا جنت کا ایک دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں قیامت کے دن اس دروازہ سے صرف روزہ دار ہی جنت میں داخل ہوں گے، ان کے سوا اور کوئی اس میں سے نہیں داخل ہو گا۔ پکارا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے ان کے سوا اس سے اور کوئی نہیں اندر جانے پائے گا اور جب یہ لوگ اندر چلے جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا، پھر اس سے کوئی اندر نہ جاسکے گا۔

[طرفہ فی : ۳۲۵۷].

لقطہ ریان ری سے مشتق ہے جس کے معنی سیرابی کے ہیں چونکہ روزہ میں پیاس کی تکلیف ایک خاص تکلیف ہے جس کا بدل ریان ہی ہو سکتا ہے جس سے سیرابی حاصل ہواں لئے یہ دروازہ خاص روزہ داروں کے لئے ہو گا جس میں داخل ہو کر وہ سیراب اور قطعی سیراب ہو جائیں گے پھر وہ تا ابد پیاس محسوس نہیں کریں گے و جعلنا اللہ منهم، آمين

(۱۸۹۷) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ مجھ سے سعن بن عیسیٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شاسب نے، ان سے حمید بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو اللہ کے راستے میں دو چیزوں خرچ کرے گا اسے فرشتہ جنت کے دروازوں سے بلا ٹیکنے گے کہ اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ اچھا ہے پھر جو شخص نمازی ہو گا اسے نماز کے دروازہ سے بلا یا جائے گا، جو حابد ہو گا اسے جہاد کے دروازے سے بلا یا جائے گا، جو روزہ دار ہو گا اسے ”باب ریان“ سے بلا یا جائے گا اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والا ہو گا اسے زکوٰۃ کے دروازے سے بلا یا جائے گا، اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو لوگ ان دروازوں (میں سے کسی ایک دروازہ) سے بلا یا جائیں گے مجھے ان سے بحث نہیں، آپ یہ فرمائیں کہ کیا کوئی ایسا بھی ہو گا جسے ان سب دروازوں سے بلا یا جائے

۱۸۹۶ - حَدَّثَنَا حَالِدُ بْنُ مَعْلَىٰ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بْلَلَ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّابِرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ : أَئِنَّ الصَّابِرُونَ، فَيَقُولُونَ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوا أَغْلِقَ، فَلَمْ يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ)).

[طرفہ فی : ۳۲۵۷].

حَدَّثَنِي مَعْنَىٰ قَالَ : حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ الْمُنْتَبِرِ قَالَ : شَهَابٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَتِنِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِي مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ : يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ)). فَقَالَ أَبُوبَكْرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : يَا أَبَتِي أَنْتَ وَأَمِي يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا عَلَىِي مِنْ ذُنْبٍ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ،

گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اور مجھے امید ہے کہ آپ بھی انہیں میں سے ہوں گے۔

فَهُنَّ يَذْغِي أَحَدٌ مِّنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلُّهَا؟  
لَقَالَ : ((نَعَمْ، وَأَرْجُوا أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ)).

[اطرافہ فی : ۲۸۴۱، ۳۲۱۶، ۳۶۶۶].

اس حدیث سے جہاں اور بہت سی باتیں معلوم ہوئیں وہاں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بھی بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور زبان رسالت تائب رضی اللہ عنہ نے ان کو اعلیٰ درجہ کا جتنی قرار دیا ہے۔ تھفہ ہے ان لوگوں پر جو اسلام کے اس ماہی مذکور فرزند کی شان میں گستاخی کریں۔ ہدایت اللہ آمین۔

### باب رمضان کما جائے یا ماہ رمضان؟

اور جن کے نزدیک دونوں لفظوں کی گنجائش ہے۔  
اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے اور  
آپ نے فرمایا کہ رمضان سے آگے روزہ نہ رکھو۔

۵- بَابُ هَلْ يُقَالُ رَمَضَانُ أَوْ شَهْرُ  
رَمَضَانَ، وَمَنْ رَأَى كُلَّهُ وَاسْبَعَاهُ  
وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ))  
وَقَالَ : ((لَا تَقْدِمُوا رَمَضَانَ)).

یہ باب لا کرام بخاری نے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نکلا ہے کہ رمضان مت کو۔ رمضان اللہ کا ایک نام ہے، اس کی سند میں ابو معشر ہے، وہ ضعیف الحدیث ہے۔ لفظ رمضان نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہوا اور شر رامضان خود اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا۔ ثابت ہوا کہ دونوں طرح سے اس مسینہ کا نام لیا جا سکتا ہے ان ہر دو احادیث کو خود امام بخاری نے وصل کیا ہے۔

۱۸۹۸- حَدَّثَنَا قَتْبَيَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ  
جَفَّرٍ عَنْ أَبِيهِ سَهْلِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ  
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
قَالَ : ((إِذَا جَاءَ رَمَضَانَ فُصِّحَتْ أَبْوَابُ  
الْجَنَّةِ)). [طرفاہ فی : ۱۸۹۹، ۳۲۷۷].

(۱۸۹۸) ہم سے قتبیہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے ابو سل نافع بن مالک نے، ان سے ان کے والدے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

جاتے ہیں۔

یہاں بھی خود آنحضرت ﷺ نے لفظ رمضان استعمال فرمایا۔ حدیث اور باب میں یہی مطابقت ہے۔

(۱۸۹۹) مجھ سے بیکن بن مکیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاہ زہری نے بیان کیا کہ مجھے بنوتیم کے مولیٰ ابو سعیل ابن ابی انس نے خبر دی، ان سے ان کے والدے بیان کیا اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سن کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کا مسینہ آتا ہے تو آسمان کے تمام دروازوے کھول دیئے جاتے ہیں، جنم کے دروازوے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں سے جائز دیا جاتا ہے۔

۱۸۹۹- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكْرٍ حَدَّثَنِي  
الْأَثِيثُ عَنْ غَعْنَلِ عَنْ أَبِينِ شِهَابٍ قَالَ :  
أَخْبَرَنِي أَبْنُ أَبِيهِ أَنَسِ مَوْلَى الشَّعْبِيِّينَ أَنَّ  
أَبَاهَا حَدَّثَهُ اللَّهُ سَمِعَ أَبَاهَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ يَقُولُ : قَالَ : رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((إِذَا  
ذَهَبَ رَمَضَانَ فُصِّحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ،  
وَغُلَقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلِّسِلَتِ  
الشَّيَاطِينُ)). [راجح: ۱۸۹۸]

آنحضرت ﷺ نے شرمضان کا لٹ استعمال فرمایا اس سے باب کا مقصد ثابت ہو گیا۔

(۱۹۰۰) ہم سے مجھی بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا کہ مجھے سالم نے خبر دی کہ ابن عمر بھی ہٹائے کہا میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ، آپ نے فرمایا کہ جب رمضان کا چاند دیکھو تو روزہ شروع کر دو اور جب شوال کا چاند دیکھو تو اظفار کرو اور اگر ابراہیم تو اندازہ سے کام کرو۔ (یعنی تم روزے پورے کرو اور بعض نے لیٹ سے بیان کیا کہ مجھ سے عقیل اور یونس نے بیان کیا کہ ”رمضان کا چاند“ مراد ہے۔

حدیثی اللیث عن عقبیٰ عن ابن شیهاب قال: أَخْبَرَنِی سَالِمٌ أَنَّ أَبْنَى شَعْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَافْتَرُوا). فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْتُرُوا لَهُ). وَقَالَ غَنِيْرَةُ عَنِ الْلَّیثِ : حَدِیثِ عَقْنَیْ وَبَوْنَسُ ((لِلْهَلَالِ رَمَضَانَ)).

[طرفہ فی : ۱۹۰۶، ۱۹۰۷]۔

مقصد یہ ہے کہ رمضان شریف کے روزے شروع کرنے اور عید الفطر ملتے ہر دو کے لئے رویت ہال ضروری ہے، اگر ہر دو مرتبہ ۲۹ تاریخ میں رویت ہال یعنی نہ ہو تو تمیں دن پورے کرنے ضروری ہیں، عید کے چاند میں لوگ بہت سی بے اعتدالیاں کر جاتے ہیں جو نہ ہونی چاہئیں۔

### باب جو شخص رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت کر کے رکھے اس کا ثواب

اور حضرت عائشہ رضیتھا نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا کہ لوگوں کو قیامت میں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔  
(۱۹۰۱) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا، ان سے مجھی بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ بن عباد نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور حصول ثواب کی نیت سے عبادت میں کھڑا ہواں کے تمام الگیں گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے الگیں تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

**لئے** ہر عمل کے لئے نیت کا درست ہونا ضروری ہے، روزہ بھی بہترن عمل ہے۔ بشرطیکہ خلوص دل کے ساتھ محض رضاۓ الہی کی نیت سے رکھا جائے اور حکم الہی پر یقین ہونا بھی شرط ہے کہ محض ادا ایگی رسم نہ ہو پھر نہ ثواب ملے گا جو یہاں مذکور ہے۔ اس حدیث من صام الحجۃ کے ذیل میں استاذ الکل حضرت شاہ ولی اللہ محدث مرحوم فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اس کی وجہ یہ

۶- بَابُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْسَابًا وَنِيَّةً

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((يَغْفُونَ عَلَى بَنِيَّهُمْ)).

۱۹۰۱- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنْ أَبِيهِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((قَالَ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقُدرِ إِيمَانًا وَاحْسَابًا غَيْرَ لَهُ مَا تَقْدَمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْسَابًا غَيْرَ لَهُ مَا تَقْدَمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

ہے کہ رمضان کے روزے رکھنے میں قوتِ علی کے غالب ہونے اور قوتِ ہمی کے مغلوب ہونے کے لئے یہ مقدار کافی ہے کہ اس کے تمام اگلے پنچھے گناہ معاف کر دیجے جائیں۔

### باب نبی کریم ﷺ میں رمضان میں سب سے زیادہ سخاوت کیا کرتے تھے

(۱۹۰۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہیں ابن شاب نے خبر دی، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت اور خیر کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخاوت تھی اور آپؐ کی سخاوت اس وقت اور زیادہ بڑھ جاتی تھی جب جبریل علیہ السلام آپ سے رمضان میں ملتے، جبریل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان شریف کی ہرات میں ملنے پہنچا کہ رمضان گذر جاتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام سے قرآن کا دور کرتے تھے۔ جب حضرت جبریل آپ سے ملنے لگتے تو آپ چلتی ہوا سے بھی زیادہ بھلائی پہنچانے میں سخنی ہو جایا کرتے تھے۔

### باب جو شخص رمضان میں جھوٹ بولنا اور دغabaزی کرنا نہ چھوڑے

(۱۹۰۳) ہم سے آدم بن الی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن الی ذئب نے بیان کیا، ان سے سعید مقبری نے، ان سے ان کے والد کیسان نے اور ان سے ابو ہریرہ بن ابی ذئب نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص جھوٹ بولنا اور دغabaزی کرنا (روزے رکھ کر بھی) نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے۔

### ۷- بَابُ أَجْوَدُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَكُونُ فِي رَمَضَانَ

۱۹۰۲ - حدثنا موسى بن إسماعيل حدثنا إبراهيم بن سعيد أخبرنا ابن شهاب عن عبيده الله بن عبد الله بن عتبة أن ابن عباس رضي الله عنهمما قال: ((كان النبي ﷺ أجود الناس بالخير، وكان أجود ما يكون في رمضان حين يلقاه جبريل، وكان جبريل عليه السلام يلقاه كل ليلة في رمضان حتى يسلخ، يعرض عليه النبي ﷺ القرآن، فإذا لقيه جبريل عليه السلام كان أجود بالخير من الربيع المرسلة)). [راجع: ۶]

### ۸- بَابُ مَنْ لَمْ يَدْعُ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فِي الصَّوْمِ

۱۹۰۳ - حدثنا آدم بن أبي إياس حدثنا ابن أبي ذئب حدثنا سعيد المقبرى عن أبيه عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ: ((من لم يدع قول الزور وأعمل به فليس الله حاجة في أن يدع طفامة وشرابه)).

[طرفه في : ۶۰۵۷]

علومِ سماکر، روزہ کی حالت میں جھوٹ اور دغabaزی نہ چھوڑنے والا انسان روزہ کی توبین کرتا ہے اس لئے اللہ کے یہاں اس کے روزے کا کوئی وزن نہیں فال الیساوی لیس المقصود من شرعة الصوم نفس الحوع والعطش بل ما يتبعه من كسر الشهور ونحوه من الغر الامارة للنفس المطمئنة فاذا لم يحصل دالك لا ينظر الله اليه بظر القول فتح یعنی روزہ سے محض بیواید وہاں مرا نہیں سہے

بلکہ مراد یہ بھی ہے کہ شوافت نفاذی کو ترک کیا جائے، نفس امارہ کو اطاعت پر آمادہ کیا جائے تاکہ وہ نفس مطئن کے پیچے لگ سکے۔ اگر یہ مقاصد حاصل نہیں ہوتے تو اللہ پاک اس روزہ پر نظر قبول نہیں فرمائے گا۔ روزہ دار کے منہ کی بدبو خدا کے زندگی مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اس پر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ میرے زندگی اس کا سبب یہ ہے کہ عبادت کے پسندیدہ ہونے سے اس کا اثر بھی پسندیدہ ہو جاتا ہے اور عالم مثال میں مجاتھے عبادت کے وہ اثر متعین ہو جاتا ہے، اسی لئے آپ نے اس کے سب سے ملائکہ کو خوشی پیدا ہونے اور اللہ پاک کی رضا مندی کو ایک پلہ میں اور بنی آدم کو مشک کے سوچنے پر جو ضرور حاصل ہوتا ہے اس کو ایک پلہ میں رکھا تاکہ یہ رمزیتی ان کے لئے ظاہر ہو جائے۔ (جعۃ اللہ البالغ)

**باب کوئی روزہ دار کو اگر گالی دے تو اسے یہ کہنا چاہئے کہ**

**میں روزہ سے ہوں؟**

(۱۹۰۳) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریح نے کہا کہ مجھے عطا نے خبر دی، انہیں ابو صالح (جو رونگ زیتون اور کھی بیچتے تھے) نے انہوں نے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے سنا کہ رسول کشمیر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا، اللہ پاک فرماتا ہے کہ انسان کا ہر نیک عمل خود اسی کے لئے ہے مگر روزہ کہ وہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ گناہوں کی ایک ڈھال ہے، اگر کوئی روزے سے ہو تو اسے فخش گوئی نہ کرنی چاہئے اور نہ شور مچائے۔ اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا لڑنا چاہے تو اس کا جواب صرف یہ ہو کہ میں ایک روزہ دار آدمی ہوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بواللہ تعالیٰ کے زندگی مشک کی خوبیوں سے بھی زیادہ بہتر ہے، روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوں گی (ایک توجہ) وہ اظفار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور (دوسرے) جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزے کا ثواب پا کر خوش ہو گا۔

**لشیخ** | یعنی دنیا میں بھی آدمی نیک عمل سے کچھ نہ کچھ فائدہ اٹھاتا ہے گو اس کی ریا کی نیت نہ ہو مثلاً لوگ اس کو اچھا سمجھتے ہیں مگر روزہ ایسی مخفی عبادت ہے جس کا صلد اللہ دے گا پہنوں کو اس میں کوئی دخل نہیں۔

**باب جو مجرد ہو اور زنانے سے ڈرے**

**تو وہ روزہ رکھے**

**۹- بَابُ هَلْ يَقُولُ إِنِّي صَائمٌ إِذَا**

**شَيْمَ**

۱۹۰۴ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءُ عَنْ أَبِيهِ صَالِحِ الزَّيَّاتِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَالَ اللَّهُ كُلُّ عَمَلٍ إِنِّي أَدْمَلُهُ، إِلَّا الصَّيَامُ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالصَّيَامُ جُنَاحٌ، وَإِذَا كَانَ يَوْمٌ صَوْمٌ أَحْدِكُمْ فَلَا يَرْكُنُ وَلَا يَصْنَعُ، فَإِنْ سَأَلْتَهُ أَحَدًا أَوْ قَاتَلَهُ فَلَيَقُلْ إِنِّي أَمْرَرْتُ لِلصَّائِمِ أَطْيَبَ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحَ الْمِسْكِ. وَاللَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ يَبِدِي لَهُ لَحْلُوفَ لَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبٌ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحَ الْمِسْكِ. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرَحَ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرَحَ بِصَوْمِهِ)).

[راجع: ۱۸۹۴]

**۱۰- بَابُ الصَّوْمِ لِمَنْ خَافَ عَلَى نَفْسِهِ الْغُرُوبَةَ**

(۱۹۰۵) ہم سے عبدالنے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ نے، ان سے اعشش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقہ نے بیان کیا کہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہا تھا۔ آپ نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ نے فرمایا اگر کوئی صاحب طاقت والا ہو تو اسے نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ نظر کو پیچی رکھنے اور شرمگاہ کو بد فعلی سے محفوظ رکھنے کا یہ ذریعہ ہے اور کسی میں نکاح کرنے کی طاقت نہ ہو تو اسے روزے رکھنے چاہئیں کیونکہ وہ اس کی شوت کو ختم کر دیتا ہے۔

باب نبی کریم ﷺ کا ارشاد جب تم (رمضان کا) چاند دیکھو تو روزے رکھو۔ اور جب شوال کا چاند دیکھو تو روزے رکھنا

### چھوڑو

اور صلی نے عمار سے بیان کیا کہ جس نے شک کے دن روزہ رکھا تو اس نے حضرت ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔

(۱۹۰۶) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قبیلی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر کیا تو فرمایا کہ جب تک چاند نہ دیکھو روزہ شروع نہ کرو، اسی طرح جب تک چاند نہ دیکھو لو روزہ متوقف نہ کرو اور اگر ابر چھا جائے تو تین دن پورے کرلو۔

۱۹۰۵ - حَدَّثَنَا عَبْدَهُ عَنْ أَبِيهِ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: بَيْنَا أَنَا أَمْشِي مَعَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: كُنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَرْوَجْ، فَإِنَّهُ أَغْصُنْ لِلْبَصَرِ، وَأَخْصُنْ لِلْفَرْجِ. وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَنْهِي بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ)).  
[طرفہ فی : ۵۰۶۶ ، ۵۰۶۵].

۱۱ - بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوهُ، وَإِذَا أَيْتُمُوهُ

### فَأَفْطِرُوهُ))

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَنْ عَمَّارٍ: ((مَنْ صَامَ يَوْمَ الشُّكْ فَلَقِدْ عَصَى أَبْيَا الْفَاقِسِ ﷺ)).

۱۹۰۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ: ((لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوُا الْهِلَالَ، وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَفْتَرُوا لَهُ)).

[راجح: ۱۹۰۰]

**لَشَرِيفِ حَسَنِي** معلوم ہوا کہ ماہ شعبان کی ۲۹ تاریخ کو چاند میں شک ہو جائے کہ ہوا یا نہ ہوا تو اس دن روزہ رکھنا منع ہے بلکہ ایک حدیث میں ایسا روزہ رکھنے والوں کو حضرت ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی بتالیا گیا ہے۔ اسی طرح عید کا چاند بھی اگر نظر نہ آئے یا باطل وغیرہ کی وجہ سے شک ہو جائے تو پورے تیس دن روزے رکھ کر عید منانی چاہئے۔ جو اللہ حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم فرماتے ہیں چونکہ روزے کا زمانہ قمری میہنہ کے ساتھ رویت ہال کے اعتبار سے منضبط تھا اور وہ کبھی تیس دن اور کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اللہ اشتباہ کی صورت میں اس اصل کی طرف رجوع کرنا ہوا۔

(۱۹۰۷) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک نے،

ان سے عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسینہ کبھی ان تیس راتوں کا بھی ہوتا ہے اس لئے (انتیس پورے ہو جانے پر) جب تک چاند نہ دیکھ لوروزہ نہ شروع کرو اور اگر ابراہ ہو جائے تو تیس دن کا شمار پورا کرلو۔

حدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((الشَّهْرُ يَسْتَعْنُ وَعَشْرُونَ لَيْلَةً، فَلَا تَصُومُوا حَتَّى تَرُوْهُ، فَإِنْ غَمَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثَيْنَ)).

[راجع: ۱۹۰۰]

**تَفَسِّيرُ حَمْرَاجَ** ملا علی قاری حافظ فرماتے ہیں قال فی المواهب و هذام مهنا و مذهب مالک وابی حبیفة و جمهور السلف والخلف وقال بعضهم ان المراد تقدير منازل القمر و ضبط حساب النجوم حتى يعلم ان الشهر ثلاثون او تسع وعشرون و هذا القول غير سديد فان قول المنجمين لا يعتمد عليه (المعات) لیعنی جسور علمائے سلف اور خلف کا ای حدیث پر عمل ہے بعض لوگوں نے حدیث بالا میں لفظ قادر و روا سے حساب نجوم کا ضبط کرنا مراد لیا ہے یہ قول درست نہیں ہے اور اہل نجوم کا قول اعتماد کے قتل نہیں ہے۔ آج کل تقویم میں جو تاریخ بتلائی جاتی ہے اگرچہ ان کے مرتب کرنے والے پوری کوشش کرتے ہیں مگر شرعی امور کے لئے محض ان کی تحریرات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا خاص طور پر رمضان اور عیدین کے لئے رویت بہال یادو معتبر گواہوں کی شادت ضروری ہے۔

۱۹۰۸ - حدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شَبَّةُ (۱۹۰۸) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے جبل بن حبیم نے بیان کیا، کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نا، انسوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسینہ اتنے دنوں اور اتنے دنوں کا ہوتا ہے۔ تیسرا مرتبہ کہتے ہوئے آپ نے انگوٹھے کو دبایا۔

عنْ جَبَّةَ بْنِ سُحْبَيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبْنَ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا، وَخَنَسَ الْإِنْهَامَ فِي النَّالَّةِ)).

[اطرافہ فی : ۱۹۱۳ ، ۵۳۰۲].

مراد یہ کہ کبھی تیس دن اور کبھی ان تیس دن کا مسینہ ہوتا ہے۔

۱۹۰۹ - حدَّثَنَا آدُمُ حَدَّثَنَا شَبَّةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ - أَوْ قَالَ: قَالَ أَبُو الْفَاقِسِ ﷺ - ((صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَإِفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غَنِيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثَيْنَ)).

۱۹۱۰ - حدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ أَبِنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْبَرِي عَنْ عَكْرِمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ

(۱۹۱۰) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن زیاد نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی الله عنه سے نا، آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، یا یوں کہا کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاند نہ دیکھ کر روزے شروع کرو اور چاند نہ دیکھ کر روزہ موقوف کرو اور اگر ابراہ ہو جائے تو تیس دن پورے کرلو۔

(۱۹۱۰) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، ان سے یحیی بن عبد اللہ بن صیبیری نے، ان سے عکرمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے ام سلمہ بنت ابی شیب نے کہ نبی کریم ﷺ اپنی ازوں سے

ایک مہینہ تک جدار ہے پھر ان تیس دن پورے ہو گئے تو صحیح کے وقت یا شام کے وقت آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اس پر کسی نے کہا آپ نے تو وعد کیا تھا کہ آپ ایک مہینہ تک ان کے یہاں تشریف نہیں لے جائیں گے تو آخر پر ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ ان تیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

رضی اللہ عنہا: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَلَى مِنْ نِسَاءِهِ شَهْرًا، فَلَمَّا مَضَى تِسْعَةَ وَعَشْرُونَ يَوْمًا خَدَا - أَوْ رَاحَ - فَقِيلَ لَهُ: إِنَّكَ حَلَفْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ شَهْرًا قَالَ: ((إِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعَةَ وَعَشْرِينَ يَوْمًا)).

[طرفة فی : ۵۲۰۲]

(۱۹۱۱) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن بلاں نے ان سے حمید نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی یوں سے جدا رہے تھے آپ کے پاؤں میں موج آگئی تھی تو آپ نے بالاخانہ میں ان تیس دن قیام کیا تھا، پھر وہاں سے اترے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ایک مہینہ کا ایلاء کیا تھا۔ جواب میں آپ نے فرمایا کہ مہینہ ان تیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

۱۹۱۱- حدثنا عبد الغفار بن عبد الله حدثنا سليمان بن بلاں عن حميد عن أنس رضي الله عنه قال: ألى رسول الله من نساءه، وكانت انفتخت رجلة، فاقام في مشربة تسعه وعشرين ليلة ثم نزل، فقالوا: يا رسول الله أليت شهرًا، فقال: ((إن الشهور يكون تسعه وعشرين)). [راجع: ۳۷۸]

۱۲- باب شهرًا عين لا ينقصان قال أبو عبد الله قال إسحاق: وإن كان ناقصا فهو تمام. وقال محمد: لا يجتمعان كلامهما ناقص.

### باب عید کے دونوں میئنے کم نہیں ہوتے

امام بخاری رض نے کہا کہ اسحاق بن راہویہ نے (اس کی تشریع میں) کہا کہ اگر یہ کم بھی ہوں پھر بھی (اجر کے اعتبار سے) تمیں دن کا ثواب ملتا ہے مگر بن سیرین رض نے کہا (مطلوب یہ ہے) کہ دونوں ایک سال میں ناقص (ان تیس ان تیس دن کے) نہیں ہو سکتے۔

رض حضرت امام بخاری نے اسحاق اور ابن سیرین کے قول نقل کر کے اس حدیث کی تفسیر کر دی، امام احمد نے فرمایا ہے قاعدہ یہ ہے کہ اگر رمضان ۲۹ دن کا ہو تو ذی الحجه ۳۰ دن کا ہو تاہے، اگر ذی الحجه ۳۰ دن کا ہو تو رمضان ۳۰ دن کا ہوتا ہے مگر اس تفسیر میں بہ قاعدہ نجوم شبہ رہتا ہے۔ بعض سال ایسے بھی ہوتے ہیں کہ رمضان اور ذی الحجه ۲۹ دن کے ہوتے ہیں اس لئے صحیح اسحاق بن راہویہ کی تفسیر ہے۔ امام بخاری نے اسی لئے اس کو سلسلے بیان فرمایا کہ راجح یہی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ حدث دہلوی فرماتے ہیں کہ شرعاً عید لا ينقصان بعض کے نزدیک اس کے یہ معنی ہیں کہ ان تیس ان تیس دنوں کے نہیں ہوتے بعض کے بعض کے نزدیک اس کے یہ معنی ہیں کہ تمیں و ان تیس کا اجر برابر ہی ملتا ہے اور یہ اخیری معنی قواعد شرعیہ کے لحاظ سے زیادہ چپاں ہوتے ہیں۔ گویا آپ نے اس بات کا دفعہ کرنا چاہا کہ کسی کے دل میں کسی بات کا ہم نہ گزرے۔

۱۹۱۲- حدثنا مسدد حدثنا معمتن رض (۱۹۱۲) ہم سے مسد نے بیان کیا کہا ہم سے معمتن بن سلمان نے بیان

کیا، کما کہ میں نے اسحق سے تنا، انہوں نے عبد الرحمن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور مجھے مسدود نے خبر دی، ان سے معتبر نے بیان کیا، ان سے خالد حذاء نے بیان کیا کہ مجھے عبد الرحمن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور انہیں ان کے والد نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں میں نہیں باقص نہیں رہتے۔  
مراد رمضان اور ذی الحجه کے دونوں میں ہیں۔

### باب نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمान کہ ہم لوگ حساب کتاب نہیں جانتے

(۱۹۱۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اسود بن قیس نے بیان کیا، ان سے سعید بن عمرو نے بیان کیا اور انہوں نے ابن عمرؓ سے سن کر نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہم ایک بے پڑھی لکھی قوم ہیں نہ لکھنا جانتے ہیں نہ حساب کرنا۔ مہینہ یوں ہے اور یوں ہے۔ آپ کی مراد ایک مرتبہ انتیں (دونوں سے) تھی اور ایک مرتبہ تیس سے۔ (آپ نے دسوں انگلیوں سے تین بار بتلایا)

### باب رمضان سے ایک یادو دن پہلے روزے نہ رکھے جائیں

(۱۹۱۴) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، ان سے بیکھی بن ابی کثیر نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریزہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص رمضان سے پہلے (شعبان کی آخری تاریخوں میں) ایک یادو دن کے روزے نہ رکھے البتہ اگر کسی کو ان میں روزے رکھنے کی عادت ہو تو وہ اس دن بھی روزہ رکھے۔

قال: سمعت إِسْحَاقَ يَقُولُ أَبْنَى سُوْبِيْدَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. حَوَّدَتِنِي مُسْنَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْقِمٌ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّادِ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((شَهْرٌ لَا يَنْقُصُهُ، شَهْرٌ عَبْدُ رَمَضَانَ وَذُو الْحِجَّةِ)).

### ۱۳- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ : ((لَا نَكْتُبُ وَلَا نَخَسِبُ))

۱۹۱۳ - حَدَّثَنَا آدُمُ حَدَّثَنَا شَبَّقَةُ حَدَّثَنَا الأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرِو أَنَّهُ سَمِعَ أَبْنَى عُمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ : ((إِنَّا أَمْمَةً لَا نَكْتُبُ وَلَا نَخَسِبُ، الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا)). يَعْنِي مَرْأَةً تِسْعَةَ وَعِشْرِينَ وَمَرْأَةً تِلْفَتِينَ.

[راجع: ۱۹۰۸]

### ۱۴- بَابُ لَا يَقْدَمُنَ رَمَضَانٌ بِصَوْمٍ يَوْمٌ وَلَا يَوْمَيْنِ

۱۹۱۴ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِيهِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((لَا يَقْدَمُنَ رَمَضَانٌ بِصَوْمٍ يَوْمٌ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَةً فَلَيَصُومُ ذَلِكَ الْيَوْمَ)).

مثلاً کوئی ہر ماہ میں پیریا جمعرات کایا کسی اور دن کا روزہ ہر ہفتہ رکھتا رہتا ہے اور اتفاق سے وہ دن شعبان کی آخری تاریخوں میں آگیا تو وہ یہ روزہ رکھ لے، نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے کی ممانعت اس لئے بھی وارد ہوئی ہے تاکہ رمضان کے لئے طاقت قائم رہے اور کمزوری لاحق نہ ہو۔ الغرض ہر ہر قدم پر شریعت کے امر و نبی کو سامنے رکھنا یہی دین اور یہی عبادت اور یہی اسلام ہے اور یہی ایمان، ہر ہر جگہ اپنی عقل کا داخل ہرگز ہرگز نہ ہونا چاہئے۔

### باب اللہ عن وجل کافرماناکہ

حلال کر دیا گیا ہے تمہارے لئے رمضان کی راتوں میں اپنی یو یوں سے صحبت کرنا، وہ تمہارا بیاس ہیں اور تم ان کا بیاس ہو، اللہ نے معلوم کیا کہ تم چوری سے ایسا کرتے تھے۔ سو معاف کر دیا تم کو اور در گذر کی تم سے پس اب صحبت کرو ان سے اور ڈھونڈو جو لکھ دیا اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسمت میں۔ (ولاد سے)

۱۵- بَابُ قَوْلِ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ :  
 هَاجِلُ لَكُمْ لَيْلَةُ الصِّيَامِ الرَّفِثُ إِلَى  
 يَسَائِكُمْ، هُنَّ لِبَاسُ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِيَاسَ  
 لَهُنَّ، عِلْمُ اللَّهِ أَنْكُمْ كُنْتُمْ تَعْتَاقُونَ  
 أَنفُسُكُمْ قَاتِلُكُمْ وَعَلَيْكُمْ وَعْفًا عَنْكُمْ، فَالآنَ  
 بَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ  
 [البقرة : ۱۸۷] .

(۱۹۱۵) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن بشیر نے بیان کیا کہ (شروع اسلام میں) حضرت محمد ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم جب روزہ سے ہوتے اور افطار کا وقت آتا تو کوئی روزہ دار اگر افطار سے پہلے بھی سو جاتا تو پھر اس رات میں بھی اور آنے والے دن میں بھی انہیں کھانے پینے کی اجازت نہیں تھی تا آنکہ پھر شام ہو جاتی، پھر ایسا ہوا کہ قیس بن صرمہ الانصاری رضی اللہ عنہم بھی روزے سے تھے جب افطار کا وقت ہوا تو وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ انہوں نے کہا (اس وقت تو کچھ) نہیں ہے لیکن میں جاتی ہوں کہیں سے لاوں گی، دن بھر انہوں نے کام کیا تھا اس لئے آنکہ لگ گئی جب بیوی واپس ہوئیں اور انہیں (سوتے ہوئے) دیکھا تو فرمایا افسوس تم محروم ہی رہے! لیکن دوسرے دن وہ دوپہر کوبے ہوش ہو گئے جب اس کا ذکر بنی کشمیر سے کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی ”حلال کر دیا گیا تمہارے لئے رمضان کی راتوں میں اپنی یو یوں سے صحبت کرنا“ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم بت خوش ہوئے اور یہ آیت نازل ہوئی ”کھاؤ پو یہاں تک کہ ممتاز ہو جائے تمہارے لئے صبح کی سفید دھاری (صح صادق)

۱۹۱۵- حَدَّثَنَا عَبْيَذُ اللَّهُ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ أَصْنَابَابُ مُحَمَّدٍ هَاجِلٌ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا لَهُضْمَرُ الْإِفْطَارِ فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَ لَمْ يَأْكُلْ لَيْلَةً وَلَا يَوْمًا حَتَّى يُمْسِيَ، وَإِنْ قَسِّى بَنْ صِرْمَةً الْأَنْصَارِيُّ كَانَ صَائِمًا، فَلَمَّا حَضَرَ الْإِفْطَارَ أتَى امْرَأَةٌ فَقَالَ لَهَا: أَعِنْدِكَ طَعَامٌ؟ قَالَتْ: لَا، وَلَكِنْ أَنْطَلَقَ فَأَطْلَبَ لَكَ، وَكَانَ يَوْمَهُ يَعْمَلُ، فَلَمَّا بَيَّنَهُ لَهُ، لَعْجَاءَتْهُ امْرَأَتُهُ، فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ خَيْرَهُ لَكَ، فَلَمَّا اتَّضَفَ الْهَبَارُ غُشِّيَ عَلَيْهِ، فَلَذِكْرُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ لَنْزَأَتْ هَذِهِ الْآيَةَ: هَاجِلُ لَكُمْ لَيْلَةُ الصِّيَامِ الرَّفِثُ إِلَى يَسَائِكُمْ، فَقَرِحُوا بِهَا فَرَخَا شَدِيدًا، وَنَزَأَتْ: هُوَكُلُوا وَاهْتَرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ التَّخْيِطُ

سیاہ دھاری (صحیح کاذب) سے۔

الأَيْضُنْ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِه.

[طرفہ فی : ۴۵۰۸]

**لشیخ** نسلی کی روایت میں یہ مضمون یوں ہے کہ روزہ دار جب شام کا کھانا کھانے سے پہلے سو جائے، رات بھر کچھ نہیں کھاپی سکتا تھا یہاں تک کہ دوسری شام ہو جاتی اور ابوالثج کی روایت میں یوں ہے کہ مسلمان افظار کے وقت کھاتے چیز، عورتوں سے صحبت کرتے، جب تک سوتے نہیں۔ سوتے کے بعد پھر دوسرا دن ختم ہونے تک کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ ابتداء میں تھا بعد میں اللہ پاک نے روزہ کی تفصیلات سے آگاہ کیا اور جملہ مذکولات کو آسان فرمادیا۔

باب (سورہ بقرہ میں) اللہ تعالیٰ کافر مانا کہ ”سحری کھاؤ اور پیو“  
یہاں تک کہ کھل جائے تمہارے لئے صحیح کی سفید دھاری  
(صحیح صادق) سیاہ دھاری یعنی صحیح کاذب سے پھر پورے کرو  
اپنے روزے سورج چھپنے تک (اس سلسلے میں) براءۃ الشّرک کی  
ایک روایت بھی نبی کریم ﷺ سے مروری ہے

(۱۹۱۶) ہم سے حجاج بن منہاں نے بیان کیا، انہوں نے کماہم سے ششم نے بیان کیا، کماکہ مجھے حسین بن عبد الرحمن نے خبر دی اور ان سے شعبی نے، ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ”تاً آنکہ کھل جائے تمہارے لئے سفید دھاری سیاہ دھاری سے۔ تو میں نے ایک سیاہ دھاگہ لیا اور ایک سفید اور دونوں کو تنکی کے نیچے رکھ لیا اور رات میں دیکھتا رہا مجھ پر ان کے رنگ نہ کھلے، جب صحیح ہوئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے تو رات کی تاریکی (صحیح کاذب) اور دن کی سفیدی (صحیح صادق) مراد ہے۔

۱۶- بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:  
﴿وَكُلُوا وَاشْرِبُوا حَتَّىٰ يَبَيِّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَيْضُنْ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ  
مِنَ الْفَجْرِ، ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى  
اللَّيْلِ﴾ فِيهِ التَّرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۱۹۱۶- حَدَّثَنَا حَاجَاجُ بْنُ مِنْهَاٰ حَدَّثَنَا  
هَشَّيْمَ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ  
الرَّحْمَنِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتَّمٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَّلَتْ: ﴿هَتَّىٰ  
يَبَيِّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَيْضُنْ مِنَ الْخَيْطِ  
الْأَسْوَدِ﴾ عَمِدَتْ إِلَى عِقَالِ أَسْوَدَ وَإِلَى  
عِقَالِ أَيْضَنَ فَجَعَلْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِي،  
فَجَعَلْتُ أَنْظَرَ فِي اللَّيْلِ فَلَا يَسْتَبَيْنُ لِي.  
فَعَدَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرْنَتْ لَهُ  
ذَلِكَ فَقَالَ: ((إِنَّمَا ذَلِكَ سَوَادُ اللَّيْلِ  
وَبَيْاضُ النَّهَارِ)).

[طرفہ فی : ۴۵۰۹، ۴۵۱۰].

(۱۹۱۷) عدی بن حاتم کو آپ کے بتلانے پر حقیقت کہجھ میں آئی کہ یہاں صحیح کاذب اور صحیح صادق مراد ہیں۔  
ابن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے سل

- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرِيمٍ  
حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ

بن سعد نے، (دوسری سند امام بخاری) نے کہا اور مجھ سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، ان سے ابو غسان محمد بن مطرف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا اور ان سے سل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آیت نازل ہوئی ”کھاؤ پویہاں تک کہ تمہارے لئے سفید دھاری، سیاہ دھاری سے کھل جائے“ لیکن من الفجر (صبح کی) کے الفاظ نازل نہیں ہوئے تھے۔ اس پر کچھ لوگوں پاؤں میں باندھ لیتے اور جب تک دونوں دھاگے پوری طرح دھالی نہ دینے لگتے، کھاتا پہنچا بندھ کرتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے من الغیر کے الفاظ نازل فرمائے پھر لوگوں کو معلوم ہوا کہ اس سے مراد رات اور دن ہیں۔

بن سعدیح، وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرِيمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانُ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرٌ فِي قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: ((أَنْزَلَتْ هَوْكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَيْضُ مِنَ الْغَيْطِ الْأَسْوَدِ)) وَلَمْ يَنْزِلْ (مِنَ الْفَجْرِ) فَكَانَ رِجَالٌ إِذَا أَرَادُوا الصُّومَ رَبَطُوا أَحْذَافَهُمْ فِي رِجْلِهِ الْخَيْطُ الْأَيْضُ وَالْخَيْطُ الْأَسْوَدُ، وَلَمْ يَنْزِلْ يَا كُلُّ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُ رُؤُسُهُمْ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ بَعْدَهُ (مِنَ الْفَجْرِ) فَعِلِمُوا أَنَّهُ إِنَّمَا يَغْنِي اللَّيلَ وَالنَّهَارَ).

[طرفة في : ٤٥١].

**لشیخ** ابتداء میں صحابہ **رضی اللہ عنہم** میں سے بعض لوگوں نے طوع نجرا مطلب نہیں سمجھا اس لئے وہ سفید اور سیاہ دھاگے سے نجرا معلوم کرنے لگے مگر جب من الغیر کے لظ نازل ہوئے تو ان کو حقیقت کا علم ہوا۔ سیاہ دھاری سے رات کی اندر ہری اور سفید دھاری سے صبح کا اجالا مراد ہے۔

### باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ بلال بن زبیر کی اذان تمہیں سحری کھانے سے نہ روکے

(۱۹۱۸، ۱۹۱۹) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے، ان سے عبید اللہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر **رضی اللہ عنہم** نے اور (عبداللہ ابن عمر نے یہی روایت) قاسم بن محمد سے اور انہوں نے عاشرہ **رضی اللہ عنہم** سے کہ بلال بن زبیر کچھ رات رہے سے اذان دے دیا کرتے تھے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک ابن ام کتوں **رضی اللہ عنہم** اذان نہ دیں تم کھاتے پیتے رہو کیونکہ وہ صبح صادق کے طلوع سے پسلے اذان نہیں دیتے۔ قاسم نے بیان کیا کہ دونوں (بلال اور ام کتوں **رضی اللہ عنہم**) کی اذان کے درمیان صرف اتنا فاصلہ ہوتا تھا کہ ایک چڑھتے تو دوسراے اترتا۔

(۱۹۱۸، ۱۹۱۹) - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنَى عُمُرًا، وَالْفَالِقِيْسِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ بِلَالًا كَانَ يُؤَذَّنُ بِلَيْلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُلُّوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذَّنُ أَبْنُ أَمْ مَكْتُومٍ، فَإِنَّهُ لَا يُؤَذَّنُ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ)). قَالَ الْفَالِقِيْسُ: وَلَمْ يَكُنْ يَتَبَيَّنَ أَذَانِهِمَا إِلَّا أَنْ يَرْقَى ذَا وَيَنْزِلَ ذَا)).

[راجح: ۶۱۷]

**تشریح** علامہ قسطلاني نے نقل کیا کہ صحابہؓ کی سحری بہت قلیل ہوتی تھی، ایک آدھ کجھور یا ایک آدھ لئے اس لئے یہ قلیل فاصلہ بتلایا گیا۔ حدیث ہذا میں صاف مذکور ہے کہ بالاً صبح صادق سے پہلے اذان دیا کرتے تھے یہ ان کی سحری کی اذان ہوتی تھی اور حضرت عبد اللہ بن ام مکтом بھر کی اذان اس وقت دیتے جب لوگ ان سے کہتے کہ فجر ہو گئی ہے کیونکہ وہ خود نیبا تھے۔ علامہ قسطلاني فرماتے ہیں والمعنی فی الجميع ان بلاً لا کان یو ذن قبل الفجر ثم يتربص بعد للدعاء و نحوه ثم يرقب الفجر فإذا اقارب طلوعه نزل فاخبر ابن ام مکтом الخ یعنی حضرت بالاً بھر کی اذان دے کر اس جگہ دعاء کے لئے تمہرے رہتے اور فجر کا انتظار کرتے جب طلوع فجر قریب ہوتی تو وہاں سے یعنی اتر کر ابن ام مکтом بھر کو اطلاع کرتے اور وہ پھر فجر کی اذان دیا کرتے تھے۔ ہردو کی اذان کے درمیان قلیل فاصلہ کا مطلب یہ سمجھ میں آتا ہے آیت قرآنیہ ﴿خَلِقْتَنَا لَكُمُ الْخَيْرَ الْأَيْمَن﴾ (البقرة: ٨٧) سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ صبح صادق نمیاں ہو جانے تک سحری کھانے کی اجازت ہے۔ جو لوگ رات رہتے ہوئے سحری کھائیتے ہیں یہ سنت کے خلاف ہے۔ سنت سحری وہی ہے کہ اس سے فارغ ہونے اور فجر کی نماز شروع کرنے کے درمیان صرف اتنا فاصلہ ہو جتنا کہ پچاس آیات کے پڑھنے میں وقت صرف ہوتا ہے طلوع فجر کے بعد سحری کھانا جائز نہیں ہے۔

### باب سحری کھانے میں دیر کرنا

(۱۹۲۰) ہم سے محمد بن عبید اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد العزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے بیان کیا اور ان سے حضرت سلیمان بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں سحری اپنے گھر کھاتا پھر جلدی کرتا تاکہ نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل جائے۔

### ۱۸- باب تَفْجِيلِ السُّحُورِ

(۱۹۲۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْيَدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا عَنْ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كُنْتُ أَسْحَرُ فِي أَهْلِي, ثُمَّ يَكُونُ سُرْعَتِي أَنْ أُذْرِكَ السُّجُودَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ)). [راجح: ۵۷۷]

یعنی سحری وہ بالکل آخر وقت کھایا کرتے تھے پھر جلدی سے جاعت میں شام ہو جاتے کیونکہ آخر حضرت فیصلہ فجر کی نماز بھی شہ طلوع فجر کے بعد اندھیرے ہی میں پڑھا کرتے تھے ایسا نہیں جیسا کہ آج کل حقیقی بھائیوں نے معقول ہالیا ہے کہ نماز فجر بالکل سورج نکلنے کے وقت پڑھتے ہیں، یہیش ایسا کرنا سنت نبوی کے خلاف ہے۔ نماز فجر کو اول وقت ادا کرنا ہی زیادہ بستہ ہے۔

### باب سحری اور فجر کی نماز میں کتنا فاصلہ ہوتا تھا

### ۱۹- باب قَدْرِ كَمِ يَنِنَ السُّحُورِ وَصَلَةِ الْفَجْرِ

(۱۹۲۱) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے هشام نے بیان کیا، کہا ہم سے قادہ نے بیان کیا، ان سے انس بن شیخ نے اور ان سے زید بن ثابت بن شیخ نے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہم نے سحری کھائی، پھر آپ ﷺ صبح کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ میں نے پوچھا کہ سحری اور اذان میں کتنا فاصلہ ہوتا تھا تو انہوں نے کہا کہ پچاس آیتیں (پڑھنے) کے موافق فاصلہ ہوتا تھا۔

(۱۹۲۱) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَعَادَةَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابَتِ قَالَ: ((سَسْخَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ, ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ. قَلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالسُّحُورِ؟ قَالَ: قَدْرُ خَمْسِينَ آيَةً)). [راجح: ۵۷۵]

**لشیخ** سند میں حضرت قادہ بن دعاہ کا نام آیا ہے، ان کی کنیت ابو الخطاب الدوی ہے، تابیخا اور قوی الحافظ تھے، بکر بن عبد اللہ مرنی ایک بزرگ کہتے ہیں کہ جس کا بھی چاہے اپنے زمانہ کے سب سے زیادہ قوی الحافظ بزرگ کی زیارت کرے وہ قادہ کو دیکھ لے۔ خود قادہ کہتے ہیں کہ جو بات بھی میرے کان میں پڑتی ہے اسے قلب فوراً محفوظ کر لیتا ہے۔ عبد اللہ بن سرجس اور انس بن شہر اور بہت سے دیگر حضرات سے روایت کرتے ہیں، ۱۰۷۶ھ میں انتقال فرمایا۔ (آمن)

### باب سحری کھانا مستحب ہے واجب نہیں ہے

کیونکہ نبی کرم ﷺ اور آپؐ کے اصحابؐ نے پے در پے روزے رکھے اور ان میں سحری کا ذکر نہیں ہے۔

(۱۹۲۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جو یہی نے ان سے نفع نہ اور ان سے عبد اللہ بن عمرؓ نے کہ نبی کرم ﷺ نے "صوم وصال" رکھا تو صحابہؓ نے بھی رکھا لیکن صحابہؓ نے کہ لئے دشواری ہو گئی۔ اس لئے آپؐ نے اس سے منع فرمادیا، "صحابہؓ نے اس پر عرض کی کہ آپؐ تو صوم وصال رکھتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں تو برا بر کھلایا اور پلایا جاتا ہوں۔

### بَابُ بَرَكَةِ السُّحُورِ عَنْ غَيْرِ

إِنْجَابٍ، لَا إِنْجَابٌ لَّهُ وَأَصْحَابَهُ  
وَاصْلُوا وَلَمْ يُذْكُرِ السُّحُورُ

۱۹۲۲ - حَدَّثَنَا مُوسَىٰ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوبِرِيَّةٌ عَنْ نَالِعَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْلَى لَهُ فُوَاصِلَ النَّاسُ، فَشَقَ عَلَيْهِمْ، فَهَاهُمْ، قَالُوا: إِنَّكَ تُوَاصِلُ، قَالَ: ((لَسْتَ كَهِينَتَكُمْ، إِنِّي أَظَلُّ أَطْعَمُ وَأَسْقِي)).

[طرفة فی : ۱۹۶۲]

**لشیخ** صوم وصال متواتر کی دن سحری و اظفار کے بغیر روزہ رکھنا اور رکھے چلے جانا، بعض دفعہ آنحضرت ﷺ ایسا روزہ رکھا کرتے تھے مگر صحابہؓ کو آپؐ نے مشقت کے پیش نظر ایسے روزے سے منع فرمایا بلکہ سحری کھانے کا حکم دیا تاکہ دن میں اس سے قوت حاصل ہو۔ امام بخاری کا منشاء یہ ہے کہ سحری کھانا سنت ہے، مستحب ہے مگر واجب نہیں ہے کیونکہ صوم وصال میں صحابہؓ نے بھی بہر حال سحری کو ترک کر دیا تھا، باب کا مقصد ثابت ہوا۔

(۱۹۲۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے شبہ نے بیان کیا، ان سے عبد العزیز بن صہیب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنائی، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "سحری کھاؤ کہ سحری میں برکت ہوتی ہے۔

سحری کھانا اس لئے بھی ضروری ہے کہ یہودیوں کے ہاں سحری کھانے کا چلن نہیں ہے، پس ان کی مخالفت میں سحری کھانی چاہئے اور اس سے روزہ پورا کرنے میں مدد بھی ملتی ہے، سحری میں چند کبھور اور پانی کے گھونٹ بھی کافی ہیں اور جو اللہ میسر کرے۔ بہر حال سحری چھوڑنا سنت کے خلاف ہے۔

### باب اگر کوئی شخص روزے کی نیت

دن میں کرے تو درست ہے۔ اور ام در داء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ

### بَابُ إِذَا نَوَى بِالنَّهَارِ صَوَماً

وَقَالَتْ أُمُّ الْمُزَدَّاءِ: كَانَ أَبُو الْمُزَدَّاءِ

ابودداء رضي اللہ عنہ ان سے پوچھتے کیا کچھ کھانا تمارے پاس ہے؟ اگر ہم جواب دیتے کہ کچھ نہیں تو کتنے پھر آج میرا روزہ رہے گا۔ اسی طرح ابو طلحہ، ابو ہریرہ، ابن عباس اور حذیفہ رضی اللہ عنہم نے بھی کیا۔

(۱۹۲۳) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، کما کہ ہم سے یزید بن ابی عبد نے بیان کیا، ان سے سلمہ بن اکوع نے کہ نبی کرم ﷺ نے عاشورہ کے دن ایک شخص کو یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا کہ جس نے کھانا کھالیا ہے وہ اب (دن ڈوبنے تک روزہ کی حالت میں) پورا کرے یا (یہ فرمایا کہ) روزہ رکھے اور جس نے نہ کھایا ہو (تو وہ روزہ رکھے) کھانا نہ کھائے۔

یقُولُ: عَنْكُمْ طَعَامٌ؟ فَلَمْ فُلَّنَا لَا، قَالَ: فَلَأَنِي صَائِمٌ يَوْمِي هَذَا. وَلَعَلَّهُ أَبُو طَلْحَةُ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، وَحَذِيفَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ.

۱۹۲۴ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عَبِيدٍ عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْأَكْفَعَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا يُنَادِي فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ: ((أَنَّ مَنْ أَكَلَ فَلَيُصْمِمْ أَوْ فَلَيُصْبِمْ، وَمَنْ لَمْ يَأْكُلْ فَلَا يَأْكُلْ)).

[طرفاہ فی : ۲۰۰۷ ، ۷۲۶۵]

مقصد باب یہ ہے کہ کسی شخص نے بھر کے بعد سے کچھ نہ کھایا پا ہو اور اسی حالت میں روزہ کی نیت دن میں بھی کر لے تو روزہ ہو جائے گا مگر یہ اجازت نفل روزہ کے لئے ہے فرض روزہ کی نیت رات ہی میں تحری کے وقت ہونی چاہئے۔ حدیث میں عاشورہ کے روزہ کا ذکر ہے جو رمضان کی فرضیت سے قبل فرض تھا۔ بعد میں مغض فرض کی حیثیت میں رہ گیا۔

## باب روزہ دار صحیح کو جنابت میں اٹھے تو کیا حکم ہے

(۱۹۲۵) ہم سے عبد اللہ بن سلمہ نے بیان کیا، کما ہم سے امام مالک نے، ان سے ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام بن مغیثہ کے غلام کی نے بیان کیا، انہوں نے ابو بکر بن عبد الرحمن سے نا، انہوں نے بیان کیا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا (دوسری سند امام بخاری حدیثیہ نے کما کہ) اور ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کما کہ ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام نے خبر دی، انہیں ان کے والد عبد الرحمن نے خبر دی، انہیں مروان نے خبر دی اور انہیں عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ (بعض مرتبہ) فجر ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اپنے اہل کے ساتھ جنپی ہوتے تھے، پھر آپ غسل کرتے اور آپ روزہ سے ہوتے تھے اور مروان بن حکم نے عبد الرحمن بن حارث سے کہا میں

## ۲۲ - بَابُ الصَّائِمِ يُصْبِحُ جُنُبًا

۱۹۲۶، ۱۹۲۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيْ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ بْنِ الْمُغَيْرَةِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: ((كُنْتُ أَنَا وَأَبِي حِينَ دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ وَأَمِ سَلَمَةَ حِ)).

وَحَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ أَبَاهَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَ مَزْوَانَ أَنَّ عَائِشَةَ وَأَمِ سَلَمَةَ أَخْبَرَتَاهُ: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَذِرُ كُلَّهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ))

تمیس اللہ کی قسم دنیا ہوں ابو ہریرہ رض کو تم یہ حدیث صاف صاف سنادو۔ (کیونکہ ابو ہریرہ رض کا فتویٰ اس کے خلاف تھا) ان دنوں مروان، امیر معاویہ رض کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا۔ ابو بکر نے کما کہ عبدالرحمن نے اس بات کو پسند نہیں کیا۔ اتفاق سے ہم سب ایک مرتبہ ذوالحیفہ میں جمع ہو گئے۔ ابو ہریرہ رض کی وہاں کوئی زمین تھی، عبدالرحمن نے ان سے کما کہ آپ سے ایک بات کوں گا اور اگر مروان نے اس کی مجھے قسم نہ دی ہوتی تو میں کبھی آپ کے سامنے اسے نہ چھپتا۔ پھر انہوں نے عائشہ اور ام سلمہ رض کی حدیث ذکر کی۔ ابو ہریرہ رض نے کما (میں کیا کروں) کما کہ فضل بن عباس رض نے یہ حدیث بیان کی تھی (اور وہ زیادہ جانتے والے ہیں) کہ ہمیں ہمام اور عبد اللہ بن عمر رض کے صاحبزادے نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کو جو صحیح کے وقت جبی ہونے کی حالت میں انہما ہو افظار کا حکم دیتے تھے لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی یہ روایت زیادہ معتبر ہے۔

ثُمَّ يَقْسِلُ وَيَصُومُ . وَقَالَ مَرْوَانٌ لِعَنْهُ الرَّحْمَنُ بْنُ الْحَارِثٍ : أَفْسِمْ بِاللَّهِ لِقَرْعَنْ بِهَا أَهَا هُرَيْرَةً ، وَمَرْوَانٌ يَوْمَئِلُ عَلَى الْمَدِينَةِ ، فَقَالَ أَبُوبَكْرٌ : فَكِرْهَةُ ذَلِكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ . ثُمَّ قُدْرَ لَنَا أَنْ نَجْتَمِعَ بِنِي الْخَلِيلَةِ - وَكَانَتْ لِأَبِي هُرَيْرَةَ هَذَا لَكَ أَرْضَنَ - فَقَالَ عَنْدَ الرَّحْمَنِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ : إِنِّي دَاكِرٌ لَكَ أَمْرًا ، وَلَوْلَا مَرْوَانٌ أَفْسَمَ عَلَيْنِ فِيهِ لَمْ أَذْكُرْهُ لَكَ . فَذَكَرَ قَوْلَ عَائِشَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ، فَقَالَ : كَذَلِكَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَهُوَ أَعْلَمُ ) . وَقَالَ هَمَّامٌ وَأَبْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : ( كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالْفَطْلِ ) وَالْأُولَئِكَ أَسْنَدَ .

[طرفہ فی : ۱۹۳۰، ۱۹۳۱] .

[طرفہ فی : ۱۹۳۲] .

**لشیخ** ابو ہریرہ رض نے فضل کی حدیث سن کر اس کے خلاف فتویٰ دیا تھا۔ مروان کا یہ مطلب تھا کہ عبدالرحمن ان کو پریشان کریں لیکن عبدالرحمن نے یہ منظور نہ کیا اور خاموش رہے پھر موقعہ پا کر ابو ہریرہ رض سے اس مسئلے کو ذکر کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رض نے عائشہ اور ام سلمہ رض کی حدیث سن کر کما کہ وہ خوب جانتی ہیں گوا اپنے فتویٰ سے رجوع کیا۔ (وحیدی)

علامہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بہت سے فوائد نکلتے ہیں مثلاً علماء کا امراء کے ہاں جا کر علی مذکرات کرنا، منقولات میں اگر ذرا بھی شک ہو جائے تو اپنے سے زیادہ عالم کی طرف رجوع کر کے اس سے امر حق معلوم کرنا، ایسے امور جن پر عورتوں کو بہ نسبت مردوں کے زیادہ اطلاع ہو سکتی ہے، کی بابت نورتوں کی روایات کو مردوں کی روایات پر ترجیح دیتا، اسی طرح بالعكس جن امور پر مردوں کو زیادہ اطلاع ہو سکتی ہے ان کے لئے مردوں کی روایات کو عورتوں کی روایات پر ترجیح دیتا، برعکس ہر امر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسَلَّمَ کی اقتداء کرنا، جب تک اس امر کے متعلق خصوص نبوی نہ ثابت ہو اور یہ کہ اختلاف کے وقت کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنا اور خبر واحد مرد سے مروی ہو یا عورت سے اس کا ثابت ہونا، یہ جملہ فوائد اس حدیث سے نکلتے ہیں اور حضرت ابو ہریرہ رض کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے جنہوں نے حق کا اعتراف فرمایا کہ اس کی طرف رجوع کیا۔ (فتح الباری)

باب روزہ دار کا اپنی بیوی سے مبادرت یعنی بوسہ مسas  
وغیرہ درست ہے اور حضرت عائشہؓ یعنی اپنے نے فرمایا کہ روزہ  
دار پر بیوی کی شرمگاہ حرام ہے۔

(۱۹۲۷) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان  
سے حکم نہ، ان سے ابراہیم نے، ان سے اسود نے اور ان سے عائشہ  
یعنی اپنے نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ روزے سے ہوتے تھے لیکن (اپنی)  
ازواج کے ساتھ تقلیل (بوسہ لیتا) و مبادرت (اپنے جسم سے لگایتا)  
بھی کر لیتے تھے۔ آنحضرت ﷺ تم سب سے زیادہ اپنی خواہشات پر  
قابو رکھنے والے تھے، بیان کیا کہ ابن عباسؓ یعنی اپنے نے کہا کہ (سورہ طہ)  
میں جو مارب کاظم ہے وہ حاجت و ضرورت کے معنی میں ہے، طاؤس  
نے کہا کہ لفظ اولی الاربۃ (جو سورہ نور میں ہے) اس احتمل کو کہیں گے  
جسے عورتوں کی کوئی ضرورت نہ ہو۔

باب روزہ دار کا روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لینا  
اور جابر بن زید نے کہا اگر روزہ دار نے شوت سے دیکھا اور منی کیلے  
آنی تو وہ اپناروزہ پورا کر لے۔

(۱۹۲۸) ہم سے محمد بن شعی نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی قتلان نے بیان  
کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد عروہ نے خردی اور  
انہیں عائشہؓ یعنی اپنے نبی کرم ﷺ کے حوالہ سے (دوسری سند امام  
بخاری نے کہا کہ) اور ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے  
امام مالکؓ یعنی نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے باپ  
نے اور ان سے عائشہؓ یعنی اپنے نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بعض  
ازواج کا روزہ دار ہونے کے باوجود بوسہ لے لیا کرتے تھے۔ پھر آپ  
نہیں۔

(۱۹۲۹) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی قتلان نے بیان کیا،  
ان سے ہشام بن ابی عبد اللہ نے، ان سے بھی بن ابی کثیر نے، ان  
سے ابو مسلمہ نے، ان سے ام سلمہؓ یعنی اپنی بیوی کی بیٹی زینب نے اور ان سے

۲۳- بَابُ الْمُبَاشِرَةِ لِلصَّائِمِ  
وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: يَخْرُمُ  
عَلَيْهِ فَرَجَهَا.

۱۹۲۷- حَدَّثَنَا مُسَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: عَنْ شَبَّةَ عَنِ الْحَكْمِ عَنِ  
إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْنَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْبَلُ وَيَبْاهِرُ  
وَهُوَ صَائِمٌ، وَكَانَ أَهْنَكَكُمْ لِإِرْبَوِ)).  
وَقَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (مَاتَ رَبِّهِ)  
حَاجَةً. وَقَالَ طَاؤُسٌ: (أُولَئِي الْأَرْبَةِ)  
الْأَحْمَقُ لَا حَاجَةَ لَهُ فِي النَّسَاءِ.

۴- بَابُ الْقِبْلَةِ لِلصَّائِمِ  
وَقَالَ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ: إِنِّي نَظَرْتُ فَأَمْنَى نَعْمَمَةً  
صَوْمَةً. [طَرْفَهُ فِي: ۱۹۲۸].

۱۹۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَّقِيِّ حَدَّثَنَا  
بَحْتَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِيهِ عَنْ  
عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَاجَةً. وَحَدَّثَنَا عَنْدَهُ  
بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((إِنَّ  
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيَقْبَلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ  
وَهُوَ صَائِمٌ، لَمْ يَنْجُكُتْ)).

[راجح: ۱۹۲۷]

۱۹۲۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بَحْتَى عَنْ  
هِشَامٍ بْنِ أَبِيهِ عَنْدَهُ حَدَّثَنَا بَحْتَى بَنْ  
أَبِيهِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِيهِ سَلَمَةَ عَنْ زَيْدَ بْنِ أَبِيهِ أَمِّ

ان کی والدہ (حضرت ام سلمہ رض) نے میان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک چادر میں (لیٹی ہوئی) تھی کہ مجھے حیض آگیا۔ اس لئے میں چپکے سے نکل آئی اور اپنا حیض کا پکڑا پہن لیا۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہوئی؟ کیا حیض آگیا ہے؟ میں نے کہا ہاں، پھر میں آپ کے ساتھ اسی چادر میں چل اور ام سلمہ رض اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل (جنبات) کیا کرتے تھے اور آخر پر حضرت مسیح صلی اللہ علیہ وس علیہ السلام روزے سے ہونے کے باوجود ان کا بوسہ لیتے تھے۔

لشیخ شریعت ایک آسان جامع قانون کا نام ہے جس کا زندگی کے ہر ہر گوشے سے تعلق ضروری ہے، میاں یوہی کا تعلق جو بھی ہے ظاہر ہے اس لئے مالت روزہ میں اپنی یوہی کے ساتھ بوس و کنار کو جائز رکھا گیا ہے بشرطیکہ بوس لینے والوں کو اپنی طبیعت پر پورا قابو حاصل ہو، اسی لئے جوانوں کے واسطے بوس و کنار کی اجازت نہیں۔ ان کا نفس غالب رہتا ہے ہلی یہ خوف نہ ہو تو جائز ہے۔

### باب روزہ دار کا غسل کرنا جائز ہے

اور عبد اللہ بن عمر رض نے ایک کپڑا ترکر کے اپنے جسم پر ڈالا۔ انکے دہ روزے سے تھے اور شبی روزے سے تھے لیکن حمام میں (غسل کے لئے) گئے اور ابن عباس رض نے کہا کہ ہائی یا کسی حیض کا مزہ معلوم کرنے میں (زبان پر رکھ کر) کوئی حرج نہیں۔ حسن بصری رض نے کہا کہ روزہ دار کے لئے کلی کرنے اور ٹھنڈھ حاصل کرنے میں کوئی قباحت نہیں اور ابن مسعود رض نے کہا کہ جب کسی کو روزہ رکھنا ہو تو وہ صح کو اس طرح اٹھے کہ تل لگا ہوا ہو اور لکھا کیا ہوا ہو اور انس رض نے کہا کہ میرا ایک آبین (حوض پھر کا بنا ہوا) ہے جس میں میں روزے سے ہونے کے باوجود غرطے مارتا ہوں، نبی کرم رض سے یہ منقول ہے کہ آپ نے روزہ میں مساوک کی اور عبد اللہ بن عمر رض نے کہا کہ دن میں صح اور شام (ہر وقت) مساوک کیا کرتے اور روزہ دار تھوک نہ نگلے اور عطاہ رض نے کہا کہ اگر تھوک نگل گیا تو میں یہ نہیں کہتا کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا اور ابن سیرن رض نے کہا کہ تر مساوک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کسی نے کہا کہ اس میں جو ایک مزا ہوتا ہے اس پر آپ نے کہا کیا پانی میں مزا نہیں ہو جائے؟ ملا کہ اس

سئلہ عن أمّهٖ قَالَ: يَهْمَا أَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ فِي الْخَمِيلَةِ إِذْ حَضَرْتُ، فَانسَلَّتْ فَأَخْدَعْتُ بَيْبَانَ حِصْنِي لِقَالَ: ((مَا لَكَ))، أَنْفَسْتُ؟)) قَلَتْ: نَعَمْ. فَدَخَلْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ. وَكَانَتْ هِيَ وَرَسُولُ اللَّهِ يَقْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، وَكَانَ يُقْبَلُهَا وَهُوَ صَالِمٌ)). [راجح: ۲۹۸]

### ۲۵ - بَابُ اغْتِسَالِ الصَّابِمِ

وَتَلْ أَنْ عَمَرَ قَوْنَا فَالْقَاهَ عَلَيْهِ وَهُوَ صَابِمٌ. وَدَخَلَ الشَّفْعِيُّ الْحَمَامَ وَهُوَ صَابِمٌ. وَقَالَ أَنْ عَبَّاسٌ: لَا يَأْسَ أَنْ يَتَطَعَّمَ الْقَنْزِرُ أَوْ الشَّنْيَةُ. وَقَالَ الْحَسَنُ: لَا يَأْسَ بِالْمَضْعَفَةِ وَالْتَّرَدِ لِلصَّابِمِ. وَقَالَ أَنْ مَسْعُودٌ: إِذَا كَانَ صَوْمُ أَحَدِكُمْ فَلَيَضْبَخْ ذَهِنًا مُتَرَجِّلًا. وَقَالَ أَنْسٌ: إِنْ لَمْ أَبْرُزَنَا أَنْقَحْمُ فِيهِ وَأَنَا صَابِمٌ. وَيَذَكُرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ اسْتَأْكَ وَهُوَ صَابِمٌ. وَقَالَ أَنْ عَمَرَ: يَسْتَأْكَ أَوْلَ النَّهَارِ وَآخِرَهُ. وَلَا يَتَلَعَّ وَقَالَ عَطَاءً: إِنْ ازْدَرَدَ رِنْقَةً لَا أَلُونَ يَنْفَطِرُ. وَقَالَ أَنْ مَسْرِينَ: لَا يَأْسَ بِالسَّوَاكِ الرَّطَبِ. قَبَلَ: لَهُ طَفْمٌ. قَالَ: وَالْمَاءُ لَهُ طَفْمٌ وَأَنْتَ تُمْضِيَنَ بِهِ وَلَمْ يَرَ أَنْسٌ وَالْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيمَ بِالْكَحْلِ

سے کلی کرتے ہو۔ انس، حسن اور ابراہیم نے کہا کہ روزہ دار کے لئے  
للصائم بُلَّاْسًا۔  
سرمه لگنا درست ہے۔

**تشریح** حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اثر ذکرہ فی الباب کی متابعت تبصہ باب سے مشکل ہے، ابن منیر نے کہا امام بخاری محدث نے اس کا رد کیا جس نے روزہ دار کے لئے عسل مکروہ رکھا ہے کیونکہ اگر منہ میں پانی جانے کے ذر سے مکروہ رکھا ہے تو کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے سے بھی اس کا ذرہ بیتا ہے۔ اس لئے اگر مکروہ رکھا ہے کہ روزہ میں نیب و نیست اور آرا اش اچھی نہیں تو سلف نے لکھی کرنا، تبلیغ اتنا روزہ دار کے لئے جائز رکھا ہے۔ حافظ نے یہ بیان نہیں کیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اثر کو کس نے دصل کیا نہ قطلانی نے بیان کیا۔ (وحیدی)

(۱۹۳۰) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ ابن زہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے بیان کیا، ان سے این شاب نے، ان سے عروہ اور ابو بکر نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کمار مرضان میں فجر کے وقت نبی کریم ﷺ احتمام سے نہیں (بلکہ اپنی ازواج کے ساتھ صحبت کرنے کی وجہ سے) عسل کرتے اور روزہ رکھتے تھے (معلوم ہوا کہ عسل جذابت روزہ دار فجر کے بعد کر سکتا ہے)

(۱۹۳۱) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام بن مخیڑہ کے غلام کی نے، انہوں نے ابو بکر بن عبد الرحمن سے نا، انہوں نے بیان کیا کہ میرے باپ عبد الرحمن مجھے ساتھ لے کر عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح جنی ہونے کی حالت میں کرتے احتمام کی وجہ سے نہیں بلکہ جماع کی وجہ سے! پھر آپ روزے سے رہتے (یعنی عسل فجر کی نماز سے پہلے حری کا وقت نکل جانے کے بعد کرتے)۔

(۱۹۳۲) اس کے بعد ہم امام سلمہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے بھی اسی طرح حدیث بیان کی۔

اس حدیث سے بھی ہر دو مکے ثابت ہوئے روزہ دار کیلئے عسل کا جائز ہونا اور بحال روزہ عسل جذابت فجر ہونے کے بعد کرنا چونکہ شریعت میں ہر ممکن آسانی پیش نظر رکھی گئی ہے اس طے آخرت محدثین نے اپنے اسوہ حسنے سے عملاً آسانیاں پیش کی ہیں۔

باب اگر روزہ دار بھول کر کھاپی لے

۱۹۳۰ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا اَنَّ وَهَبِيْ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ اَبْنِ شَهَابٍ عَنْ عَزْرَةَ وَأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَالْمُؤْمِنُ عَلَيْهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْرُكُهُ الْفَجْرُ فِي رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ حَلْمٍ فَيَقْتَسِلُ وَيَصُومُ)). [راجع: ۱۹۲۵]

۱۹۳۱ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ عَنْ سُعْدِ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ بْنِ السَّمْفُورِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: ((كُنْتُ أَنَا وَأَبِي، فَلَدَّهَتِ مَعَهُ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنْ كَانَ لِيَضْبِعُ جَبْنًا مِنْ جَمَاعِ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُومُ)). [راجع: ۱۹۲۵]

۱۹۳۲ - حَدَّثَنَا ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ مِثْلَ ذَلِكَ. [راجع: ۱۹۲۶]

۲۶ - بَابُ الصَّائِمِ إِذَا أَكَلَ أَوْ

### تورو زہ نہیں جاتا۔

اور عطاء نے کہا کہ اگر کسی روزہ دار نے ناک میں پانی ڈالا اور وہ پانی حلق کے اندر چلا گیا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اگر اس کو نکال نہ سکے اور امام حسن بصری نے کہا کہ اگر روزہ دار کے حلق میں کمھی چل گئی تو اس کا روزہ نہیں جاتا اور امام حسن بصری اور مجاهد نے کہا کہ اگر بھول کر جماع کر لے تو اس پر قضاۓ واجب نہ ہو گی۔

(۱۹۳۳) ہم سے عبدالنے بیان کیا کہ ہمیں یزید بن زریع نے خبر دی، ان سے صائم نے بیان کیا، ان سے ابن سیرین نے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا جب کوئی بھول گیا اور کچھ کھاپی لیا تو اسے چھاہیے کہ اپنا روزہ پورا کرے۔ کیونکہ اس کو اللہ نے کھلایا اور پلایا۔

### شرب نامیا

وَقَالَ عَطَاءً : إِنْ اسْتَشَرْ فَلَا خَلَّ الْمَاءُ فِي حَلْقِهِ لَا يَأْسَ إِنْ لَمْ يَمْلِكْ رَدَّهُ .

وَقَالَ الْحَسَنُ : إِنْ دَخَلَ حَلْقَةَ الدُّبَابِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ . وَقَالَ الْحَسَنُ وَمُجَاهِدٌ : إِنْ جَامَعَ نَامِيَا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ .

۱۹۳۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَالِكَ أَخْبَرْنَا يَزِيدَ بْنَ زُرِّيْعَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا ابْنُ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((إِذَا نَسِيَ فَأَكْلَ وَشَرَبَ فَلَيْسَ صَوْمَةً ، فَإِنَّمَا أَطْفَمَهُ اللَّهُ وَسَفَاهَ)).

[طرفة فی : ۶۶۶۹].

**لَئِنْ شِئْتَ** ابی نجح سے، انسوں نے مجید سے، انسوں نے کما اگر کوئی آدمی رمضان میں بھول کر اپنی عورت سے صحبت کرے تو کوئی نقصان نہ ہو گا اور ثوری سے روایت کی، انسوں نے ایک شخص سے، انسوں نے حسن بصری سے، انسوں نے کما بھول کر جماع کرنا بھی بھول کر کھانے پینے کے برابر ہے۔ (وحیدی) یہ خوبی ایک مسئلہ کی وضاحت کے لئے ہے ورنہ یہ شاذ و نادر ہی ہے کہ کوئی روزہ دار بھول کر ایسا کرے، کم از کم اسے یاد نہ رہا ہو تو عورت کو ضرور یاد رہے گا اور وہ یاد ولادے گی اسی لئے بحالت روزہ قصد اجماع کرناخت ترین گناہ قرار دیا گیا جس سے روزہ نوث جاتا ہے اور اس کا گوارہ پے در پے دو ماہ کے روزے رکھنا وغیرہ وغیرہ قرار دیا گیا ہے۔

### ۲۷- بَابُ السُّؤَالِ الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ

#### لِلصَّائِمِ

اور عامر بن ربيعہ بن شریٹ سے منقول ہے کہ انسوں نے کما میں نے رسول اللہ ﷺ کو روزہ کی حالت میں بے شمار دفعہ وضو میں مساوک کرتے دیکھا اور ابو ہریرہ بن شریٹ نے بنی کشم شریٹ کی یہ حدیث بیان کی کہ اگر میری امت پر مشکل نہ ہوتی تو میں ہر وضو کے ساتھ مساوک کا حکم دیوارے دیتا۔ اسی طرح کی حدیث جابر اور زید بن خالد بن عیاش کی بھی بنی کشم شریٹ سے منقول ہے۔ اس میں آنحضرت شریٹ نے روزہ دار وغیرہ کی کوئی تخصیص نہیں کی۔

وَيَذَكُرُ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ : ((رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَأْكُ وَهُوَ صَائِمٌ مَا لَا أَخْصِي أَوْ أَعْدُ)). وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : ((لَوْلَا أَنْ أَشَقَ عَلَى أَمْرِنِّهِمْ بِالسُّؤَالِ عِنْهُ كُلُّ وُضُوءٍ)). وَيَزِيدُ نَحْوُهُ عَنْ جَابِرٍ وَزَيْدَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، وَلَمْ يَخُصْ الصَّائِمَ مِنْ غَيْرِهِ .

عاشرہ بیتھا نے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا کہ (مسوک) منہ کو پاک رکھنے والی اور رب کی رضا کا سبب ہے اور عطااء اور قادہ نے کما روزہ دار اپنا تھوک نگل سکتا ہے۔

(۱۹۳۳) ہم سے عبدالان نے بیان کیا، انہوں نے کما ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبردی، انہوں نے کما ہم کو سعرنے خبردی، انہوں نے کما ہم سے زہری نے بیان کیا، ان سے عطااء بن زید نے، ان سے حمران نے، انہوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا، آپ نے (پسل) اپنے دونوں ہاتھوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا پھر کلی کی اور ناک صاف کی، پھر تین مرتبہ چڑھوایا، پھر دیاں ہاتھ کہنی تک دھوایا، پھر دیاں ہاتھ کہنی تک دھوایا تین مرتبہ، اس کے بعد اپنے سر کا مسح کیا اور تین مرتبہ داہن پاؤں دھوایا، پھر تین مرتبہ بیاں پاؤں دھوایا، آخر میں کما کہ جس طرح میں نے وضو کیا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے، پھر آپ نے فرمایا تھا کہ جس نے میری طرح وضو کیا پھر درکعت نماز (تحیۃ الوضو) اس طرح پڑھی کہ اس نے دل میں کسی قسم کے خیالات و وساوس گزرنے نہیں دیئے تو اس کے اگلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

**باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ جب کوئی وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے**

اور آنحضرت ﷺ نے روزہ دار اور غیر روزہ دار میں کوئی فرق نہیں کیا اور امام حسن بصری نے کما کہ ناک میں (دوا وغیرہ) چڑھانے میں اگر وہ حلک تک نہ پہنچے تو کوئی حرج نہیں ہے اور روزہ دار سرمه بھی لگا سکتا ہے۔ عطااء نے کما کہ اگر کلی کی اور منہ سے سب پانی نکال دیا تو کوئی نقصان نہیں ہو گا اور اگر وہ اپنا تھوک نہ نگل جائے اور جو اس کے منہ میں (پانی کی تری) رہ گئی اور مصطلی نہ چیانی چاہئے۔ اگر کوئی مصطلی کا تھوک نگل گیا تو میں نہیں کہتا کہ اس کا روزہ ثبوت گیا لیکن

وقالت عائشة عن النبي ﷺ: ((السؤال مطهرة للقلم، مرضنا للرب)). وقال عطاء وقاده: يبتلع ريقه.

٤- ۱۹۳۴ - حدثنا عبدان أخبرنا عبد الله أخبرنا معمراً قال: حدثنا الزهرى عن عطاء بن يزيد عن حمران رأيت غسان رضي الله عنه توضأ: فأفرغ على يديه ثلاثة، ثم غسل يده أيمينه إلى المرفق ثلاثة، ثم غسل يده أيسرى إلى المرفق ثلاثة، ثم مسح برأسيه، ثم غسل رجله أيمينه ثلاثة، ثم أيسرى ثلاثة، ثم قال: رأيت رسول الله ﷺ توضأ نحو وضوئي هذا، ثم قال: ((من توضأ نحو وضوئي هذا ثم يصلى ركعتين لا يجحد نفسي فيما يشيء غير لة ما تقدم من ذنبه)).

**٢٨ - باب قول النبي ﷺ: ((إذا توضأ فليستشق بماء آخر))**

ولم يميز بين الصائم وغيره وقال الحسن: لا يأس بالسقوط للصائم إن لم يصل إلى حلقه ويكتحل. وقال عطاء: إن تمضمض ثم أفرغ ما في فيه من الماء لا يضره إن لم يزدره ريقه، وماذا يعن في فيه؟ ولا يمتص العنك، فإن ازدره ريق العنك لا أقول إنه يفطر

متع ہے اور اگر کسی نے ناک میں پانی ڈالا اور پانی (غیر اختیاری طور پر) حلق کے اندر چلا گیا تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ یہ چیز اختیار سے باہر تھی۔

ولِكِنْ يَنْهَى عَنْهُ فَإِنْ أَسْتَثِرَ فَدَخَلَ الْمَاءُ  
خَلْقَةً لَا بَأْسَ، لَاَنَّهُ لَمْ يَمْلِكْ.

**لِتَشْبَهُ** ابن منذر نے کما اس پر اجماع ہے کہ اگر روزہ دار اپنے تموك کے ساتھ دانوں کے درمیان جو رہ جاتا ہے جس کو نکال نہیں سکتا تو گل جائے تو روزہ نہ ٹوٹے گا اور حضرت امام ابو حنیف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر روزہ دار کے دانوں میں گوشت رہ گیا ہو، اس کو چبا کر قصد آکھا جائے تو اس پر قضا نہیں اور جسمور کہتے ہیں قضا لازم ہو گی اور انہوں نے روزے میں مصطگی چبانے کی اجازت دی اگر اس کے اجزاء نہ نکلیں اگر نکل جائے تو جسمور علماء کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (فتح الباری) بہر حال روزہ کی حالت میں ان تمام شک و شبہ کی چیزوں سے بھی پچنا چاہئے جس سے روزہ خراب ہونے کا احتمال ہو۔

### باب جان بوجھ کر اگر رمضان میں کسی نے جملع کیا؟

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یوں مروی ہے کہ اگر کسی نے رمضان میں کسی عذر اور مرض کے بغیر ایک دن کا بھی روزہ نہیں رکھا تو ساری عمر کے روزے بھی اس کا بدله نہ ہوں گے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے اور سعید بن مسیب، عثیمینی اور ابن جبیر اور ابراہیم اور قادہ اور حماد رحمہم اللہ نے بھی فرمایا کہ اس کے بدله میں ایک دن روزہ رکھنا چاہئے۔

(۱۹۳۵) ہم سے عبد اللہ بن منیر نے بیان کیا کہا کہ ہم نے یزید بن ہارون سے سنا، ان سے بھی نے، (جو سعید کے صاحبزادے ہیں) کہا، انہیں عبد الرحمن بن قاسم نے خبر دی، انہیں محمد بن جعفر بن زید بن عموم بن خویلد نے اور انہیں عباد بن عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں دو زخ میں جل چکا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہوئی؟ اس نے کہا کہ رمضان میں میں نے (روزے کی حالت میں) اپنی بیوی سے ہم بستری کر لی، تھوڑی دیر میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں (کبھوکا) ایک تھیلہ جس کا نام عرق تھا، پیش کیا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ دو زخ میں جلنے والا شخص کمال ہے؟ اس نے کہا کہ حاضر ہوں، تو آپ نے فرمایا کہ لے تو اسے خیرات کر دے۔

### ۲۹- بَابُ إِذَا جَاءَهُ رَمَضَانُ

وَيَذَكُرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفِعَةَ ((مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ وَمِنْ غَيْرِ غَلَرِ وَلَا مَرَضٍ لَمْ يَفْصِلْهُ صِيَامُ الدَّهْرِ وَإِنْ صَامَهُ)) وَيَهُوَ قَالَ أَبْنُ مُسْعُودٍ وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ وَالشَّعْبِيُّ وَأَبْنُ جُبَيْرٍ وَإِنْ رَاهِيمُ وَقَتَادَةُ وَحَمَادٌ : يَفْضِلُ يَوْمًا مَكَانَةً.

۱۹۳۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَيْبَرٍ سَعَى يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ حَدَّثَنَا يَحْيَى هُوَ أَبْنُ سَعِيدٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنَ أَبْنَ الْفَاسِمِ أَخْبَرَ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ جَعْفَرٍ بْنِ الزَّبِيرِ بْنِ الْعَوَامِ بْنِ خُوَلَدٍ عَنْ عَبَادٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزَّبِيرِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَالِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ : ((إِنْ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ إِنَّهُ احْتَرَقَ، قَالَ : ((مَا لَكَ؟)) قَالَ : أَصَبَّتْ أَهْلِي فِي رَمَضَانَ، فَلَمَّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِمَكْتَلٍ يَدْعُنِي الْعَرْقَ، فَقَالَ : ((أَيْنَ الْمُحْتَرَقُ؟)) قَالَ : أَنَا، قَالَ : ((الْمَصْدَقَ بِهِلَّا)). [طرفة في : ۶۸۲۲]

آگے یہی واقعہ تفصیل سے آرہا ہے جس میں آپ نے اس شخص کو بطور کفارہ پے در پے دو ماہ کے روزوں کا حکم فرمایا تھا یا پھر سائٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جرم ایک عظیم جرم ہے جس کا کفارہ یہی ہے جو آنحضرت ﷺ نے بتا دیا اور سید بن مسیب وغیرہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ سزا نگورہ کے علاوہ یہ روزہ بھی اسے مزید لاندا رکھنا ہو گا۔ امام او زاعی نے کہا کہ اگر دو ماہ کے روزے رکھے تو تफالازم نہیں ہے۔

**باب اگر کسی نے رمضان میں قصداً جماع کیا؟**  
اور اس کے پاس کوئی چیز خیرات کے لیے بھی نہ ہو پھر اس کو کہیں سے خیرات مل جائے تو وہی کفارہ میں دے دے۔

(۱۹۳۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے حمید بن عبد الرحمن نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ! میں تو تباہ ہو گیا، آپ نے دریافت فرمایا کیا بات ہوئی؟ اس نے کہا کہ میں نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم سارے پاس کوئی غلام ہے جسے تم آزاد کر سکو؟ اس نے کہا نہیں، پھر آپ نے دریافت فرمایا کیا پے در پے دو مینے کے روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے عرض کی کہ نہیں، پھر آپ نے پوچھا کیا تم کو سائٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی طاقت ہے؟ اس نے اس کا جواب بھی انکار میں دیا، راوی نے بیان کیا کہ پھر نبی کریم ﷺ تھوڑی دری کے لئے نہر گئے۔ ہم بھی اپنی اسی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کی خدمت میں ایک بڑا تھیلا (عرق نامی) پیش کیا گیا۔ جس میں کھوریں تھیں۔ عرق تھیلے کو کہتے ہیں (جسے کھور کی چمال سے بنتے ہیں) آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ سائل کمال ہے؟ اس نے کہا کہ میں حاضر ہوں، آپ نے فرمایا کہ اسے لے لو اور صدقہ کر دو، اس شخص نے کہا کیا یا رسول اللہ! میں اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کر دوں؟ بخدا ان دونوں پتھریلے میدانوں کے درمیان کوئی بھی گھرانہ میرے گھر سے زیادہ محتاج نہیں ہے، اس پر نبی کریم ﷺ اس طرح بس پڑے کہ آپ کے آگے کے دانت دیکھے جاسکے۔ پھر آپ

**٣٠ - بَابُ إِذَا جَاءَهُ شَيْءٌ فَتَصَدَّقَ عَلَيْهِ  
وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَيْءٌ فَلَيَكْفُرْ**

۱۹۳۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الرُّفْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : يَبْيَنُّمَا نَحْنُ جَلُوسُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ : يَأْمُرُونَ اللَّهَ ﷺ هَلْكَتْ ، قَالَ : ((مَا ذَلِكَ؟)) قَالَ : وَقَعْتَ عَلَى امْرَأَيِّي وَأَنَا صَاحِبُهُ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((هَلْ تَجِدُ رَقَبَةَ تَعْفِفُهَا؟)) قَالَ : لَا . قَالَ : ((لَهُلْ تَسْتَطِعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَبَاعِيْنِ؟)) قَالَ : لَا . قَالَ : ((فَهَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سَيْنَيْنَ مِسْكِينَيْنَ؟)) قَالَ : لَا . قَالَ : فَمَكْثَتْ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ، فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ أَتَيَ النَّبِيِّ ﷺ بِعِرْقٍ فِيهَا تَمْرٌ - وَالْعَرْقُ : الْمِكْلَلُ - قَالَ : ((أَيْنَ السَّائِلُ؟)) فَقَالَ أَنَا . قَالَ : ((خُذْهَا فَصَدِّقْ بِهِ)). فَقَالَ الرَّجُلُ : أَغْلِيَ أَفْقَرْ مِنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَوَاللَّهِ مَا بَيْنَ لَابَتِهَا - يُرِيدُهُ الْحَرَقَيْنِ - أَفْلَى بَيْتَ الْفَقَرِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي . لَضَحِّكَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى بَدَأَ أَنْيَاهُهُ ثُمَّ فَقَالَ : ((إِطْعَمْنَاهُ أَهْلَكَ)).

[اطرافہ فی : ۱۹۳۷، ۲۶۰۰، ۵۳۶۸، نے ارشاد فرمایا کہ اچھا جا پہنچ گھروالوں ہی کو کھلادے۔

۶۰۸۷، ۶۱۶۴، ۶۷۰۹، ۶۷۱۰،

۶۷۱۱، ۶۸۲۱].

**لَشِّيق** صورت مذکور میں بطور کفارہ پہلی صورت غلام آزاد کرنے کی رکھی گئی، دوسری صورت پے در پے دو ممیتہ روزہ رکھنے کی تیری صورت سامنہ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی۔ اب بھی ایسی حالات میں یہ تینوں صورتیں قائم ہیں چونکہ شخص مذکور نے ہر صورت کی ادائیگی کے لیے اپنی مجبوری ظاہر کی آخر میں ایک صورت آنحضرت ﷺ نے اس کے لئے نکال تو اس پر بھی اس نے خود اپنی مسکینی کا انعامار کیا۔ آنحضرت ﷺ کو اس کی حالت زار پر رحم آیا اور اس رحم و کرم کے تحت آپ نے وہ فرمایا جو یہاں مذکور ہے۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کے نزدیک اب بھی کوئی ایسی صورت سامنے آجائے تو یہ حکم بالی ہے۔ کچھ لوگوں نے اسے اس شخص کے ساتھ خاص قرار دے کر اب اس کو منوعہ قرار دیا ہے گرے حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کا رجحان اس بات سے ظاہر ہے۔

بَابُ الْمَجَامِعِ فِي الْمَرْضَانِ  
وَالَاشْخَصِ كَيْا كَرَے؟ اور کیا اس کے گھروالے محتاج ہوں تو  
وَهُوَ الْأَنْجَى كَيْا كَرَے؟

(۱۹۳۷) ہم سے عثمان بن ابو شیبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے جریئہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے زہری نے، ان سے حمید بن عبد الرحمن نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص بی کرم شیخیم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یہ بد نصیب رمضان میں اپنی بیوی سے جمل کر بیٹھا ہے، آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس اتنی طاقت نہیں ہے کہ ایک غلام آزاد کر سکو؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے پھر دریافت فرمایا کیا تم پے در پے دو ممیتے کے روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے پھر دریافت فرمایا کیا تمہارے اندر اتنی طاقت ہے کہ سامنہ مسکینوں کو کھانا کھلانے کے لئے اس کا جواب نفی میں تھا۔ راوی نے بیان کیا پھر بھی کرم شیخیم کی خدمت میں ایک تحیال الایا گیا جس میں مسکینوں تھیں، ”عرق زنبیل کو کہتے ہیں۔“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے لے جا اور اپنی طرف سے (حتاجوں کو) کھلادے، اس شخص نے کہا میں اپنے سے بھی زیادہ محتاج کو حالانکہ دو ممیتہ انوں کے درمیان کوئی گھرانہ ہم سے زیادہ محتاج نہیں آپ نے فرمایا کہ پھر جا پہنچ گھروالوں ہی کو کھلادے۔

۳۱- بَابُ الْمَجَامِعِ فِي الْمَرْضَانِ  
هَلْ يُطْعَمُ أَهْلَهُ مِنَ الْكُفَّارَ إِذَا كَانُوا  
مَحَاوِينَ؟

۱۹۳۷ - حَدَّثَنَا عُمَّانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيزٌ عَنْ مُنْصُورٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدَ بْنِ عَنْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَيْهِ النَّبِيِّ فَقَالَ: إِنَّ الْآخِرَةَ وَقَعَةٌ عَلَى أَمْرَائِهِ فِي رَمْضَانَ. فَقَالَ: ((أَتَسْجُدُ مَا تُحْرِزُ رَبَّةً؟)) قَالَ: لَا. قَالَ: ((الْأَسْنَطِينُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَّابِعَيْنِ؟)) قَالَ: لَا. قَالَ: ((الْأَسْجُدُ مَا تُطْعَمُ بِهِ سَيِّنَ مِسْكِنَيْنِ؟)) قَالَ: لَا. قَالَ: فَلَمَّا تَبَرَّأَ مِنْهُ تَمَرَّ - وَهُوَ الرِّبِيلُ - قَالَ: ((أَطْعِمُ هَذَا عَنْكَ)), قَالَ: عَلَى أَخْرَجَ مِنَا؟ مَا بَيْنَ لَا بَيْنَهَا أَفْلَى بَيْتُ أَخْرَجَ مِنَا. قَالَ: ((فَأَطْعِمُهُ أَهْلَكَ)). [راجح: ۱۹۳۶]

اس سے بعض نے یہ نکلا کہ مفلس پر سے کفارہ ساقط ہو جاتا ہے اور جموروں کے نزدیک مفسی کی وجہ سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا، اب رہا اپنے گھروں کو کھلانا تو زہری نے کہا یہ اس مرد کے ساتھ خاص تھا بعض نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ جس روزے کافارہ دے اس کی قضا بھی لازم ہے یا نہیں۔ شافعی اور اکثر علماء کے نزدیک قضا لازم نہیں اور او زاعی نے کہا اگر کافارے میں دو مینے کے روزے رکھے تو قضا لازم ہے اور حنفی کے نزدیک ہر حال میں قضا اور کافارہ دونوں لازم ہیں۔ (وجیدی)

### باب روزہ دار کا پچھنا لگوانا اور قرئ کرنا کیسا ہے

اور مجھ سے سیجی بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے معاویہ بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم سے سیجی بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے عمر بن حکم بن ثوبان نے اور انہوں نے ابو ہریرہ بن ٹھوف سے سنا کہ جب کوئی قرئے تو روزہ نہیں ثوٹا کیونکہ اس سے تو چیزیا ہر آتی ہے اندر نہیں جاتی اور ابو ہریرہ بن ٹھوف سے یہ بھی معمول ہے کہ اس سے روزہ ثوٹ جاتا ہے لیکن پہلی روایت زیادہ صحیح ہے اور ابن عباس اور عکرمہ بن حفیش نے کہا کہ روزہ ثوٹا ہے ان چیزوں سے جو اندر جاتی ہیں ان سے نہیں جو باہر آتی ہیں۔ ابن عمر بن حفیش بھی روزہ کی حالت میں پچھنا لگواتے تھے اور میں دن کو اسے ترک کر دیا تھا اور رات میں پچھنا لگوانے لگے تھے اور ابو موسیٰ اشعری بن حیثی نے بھی میں پچھنا لگوایا تھا اور سعد بن ابی وقار اور زید بن ارقم اور ام سلمہ بن حفیش سے روایت ہے کہ انہوں نے روزہ کی حالت میں پچھنا لگوایا، بکیر نے ام علقم سے کہا کہ ہم عائشہ بنی انتہا کے یہاں (روزہ کی حالت میں) پچھنا لگوایا کرتے تھے اور آپ ہمیں روکتی نہیں تھیں اور حسن بصری بن حیثی کئی صحابہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پچھنا لگانے والے اور لگوانے والے (دونوں کا) روزہ ثوٹ گیا اور مجھ سے عیاش بن ولید نے بیان کیا اور ان سے عبد الالہ بن عباس نے بیان کیا، ان سے یونس نے بیان کیا اور ان سے حسن بصری نے ایسی ہی روایت کی جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا جی کرم بن حیثی سے روایت ہے تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔ پھر کہنے لگے اللہ بستر جانتا ہے۔

اس کلام سے اس حدیث کا ضعف نکلتا ہے گو متعدد صحابہ سے مردی ہے مگر ہر توہین میں کلام ہے امام احمد نے کہا کہ ثوبان

۳۲ - بَابُ التِّحْجَامَةِ وَالْقَيْءِ لِلصَّائِمِ  
وَقَالَ لِي يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ  
بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُمَرَ بْنِ  
الْحَكَمِ بْنِ ثُوبَانَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ إِذَا قَاءَ فَلَا يَفْطُرُ، إِنَّمَا يَغْرِبُ  
وَلَا يُولَجُ. وَيَذَكُرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ  
يَفْطُرُ، وَالْأُولُونَ أَصَحُّ. وَقَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ  
وَعَكْرَمَةُ : الصَّوْمُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا  
خَرَجَ. وَكَانَ أَبْنُ عَمَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
يَخْجُمُ وَهُوَ صَائِمٌ، ثُمَّ تَرَكَهُ، فَكَانَ  
يَخْجُمُ بِاللَّيْلِ. وَاحْتَجَمَ أَبُو مُوسَى تِلَادُ.  
وَيَذَكُرُ عَنْ سَعْدِ وَرَزِيدِ بْنِ أَرْقَمَ وَأَمْ سَلَمَةَ  
أَنَّهُمْ احْتَجَمُوا صَيَاماً. وَقَالَ يَكْتَبُرُ عَنْ أَمْ  
عَلْقَمَةَ: كُنَّا نَخْجُمُ عِنْدَ عَائِشَةَ فَلَا  
تَنْهَى. وَيَرْوَى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدِ  
مَرْفُوعًا . قَالَ: ((أَنْظِرْ الْحَاجَمَ  
وَالْمَخْجُومَ)). وَقَالَ لِي عَيَّاشٌ: حَدَّثَنَا  
عِنْدَ الْأَغْلَى حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ  
مَطْلَهُ، قَيْلَ لَهُ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ.  
ثُمَّ قَالَ: أَنْتَ أَغْلَمُ.

اور شداد سے یہ حدیث صحیح ہوئی اور ابن خزیم نے بھی ایسا ہی کہا اور ابن حمین کا یہ کہنا کہ اس باب میں کچھ ثابت نہیں یہ ہت دھرمی ہے اور امام بخاری اس کے بعد عبداللہ بن عباسؓؑ کی حدیث لائے اور یہ اشارہ کیا کہ ابن عباسؓؑ کی حدیث از روئے سند قوی ہے۔ (وجیدی) تھے اور پچھنا لگتا ان ہر دو مسئللوں میں سلف کا اختلاف ہے جسور کا قول یہ ہے کہ اگر قرنے خود بخود ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا اور جو عمداً تر کرے ٹوٹ جاتا ہے اور پچھنا لگنے میں بھی جسور کا قول یہ ہے کہ اس سے روزہ نہیں جاتا اب اسی پر فتویٰ ہے جس حدیث میں روزہ ٹوٹنے کا ذکر ہے وہ منسوخ ہے جیسا کہ دوسری جگہ یہ بحث آری ہے۔

(۱۹۳۸) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، ان سے وصیب نے وہ ایوب سے، وہ عکرمه سے، وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے احرام میں اور روزے کی حالت میں پچھنا لگوایا۔

۱۹۳۸ - حَدَّثَنَا مُقْلَى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وَهُنَيْبٌ عَنْ أَيُوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَخْبَرَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَانِمٌ)). [راجح: ۱۸۳۵]

(۱۹۳۹) ہم سے ابو معمر عبداللہ بن عمری نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث بن سعید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے عکرمه نے اور ان سے ابن عباسؓؑ نے نبی کریم ﷺ نے روزہ کی حالت میں پچھنا لگوایا۔

۱۹۳۹ - حَدَّثَنَا أَبُو مَقْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((احْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ صَانِمٌ)).

**لشیخ** قطلانی فرماتے ہیں وہ ناسخ الحدیث انظر الحاجم والمجحوم انه جاء في بعض طرقه ان ذالك كان في حجة الوداع الخ **لشیخ** یعنی یہ حدیث جس میں پچھنا لگنے کا ذکر ہے اسی ہے یہ دوسری حدیث جس میں ہے کہ پچھنا لگانے اور لگانے والے ہر دو کا روزہ ٹوٹ گیا کی مانع ہے۔ اس کا تعلق فتح مکہ سے ہے اور دوسری ناٹح حدیث کا تعلق جو ۃ الوداع سے ہے جو فتح مکہ کے بعد ہوا لذا امر ثابت اب یہی ہے جو یہاں مذکور ہوا کہ روزہ کی حالت میں پچھنا لگانا جائز ہے۔

(۱۹۴۰) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ثابت بنانی سے سنا، انہوں نے انس بن مالکؓؑ سے پوچھا تھا کہ کیا آپ لوگ روزہ کی حالت میں پچھنا لگانے کو مکروہ سمجھا کرتے تھے؟ آپ نے جواب دیا کہ نہیں البتہ کمزوری کے خیال سے (روزہ میں نہیں لگواتے تھے) شباب نے یہ زیادتی کی ہے کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہ (ایسا ہم) نبی کریم ﷺ کے عهد میں (کرتے تھے)

۱۹۴۰ - حَدَّثَنَا آدُمُ بْنُ أَبِيهِ إِيَّاسِ حَدَّثَنَا شَعْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ثَابَتًا الْبَنَانِيَّ يَسْأَلُ أَنْسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَكْتَمْ تَكْرَهُونَ الْحِجَامَةَ لِلصَّانِمِ؟ قَالَ: لَا، إِلَّا مِنْ أَجْلِ الْضَّعْفِ)) وَرَأَدَ شَبَابَةً: ((حَدَّثَنَا شَعْبَةُ: عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ)).

باب سفر میں روزہ رکھنا  
اور افطار کرنا

۳۳ - بَابُ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ  
وَالإِفْطَارِ

(۱۹۳۱) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے غفاری بن عبیدہ نے بیان کیا، ان سے ابو سحاق سلیمان شیبانی نے، انہوں نے عبد اللہ بن ابی اوفی بن عثیر سے سنا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے (روزہ کی حالت میں) آنحضرت ﷺ نے ایک صاحب (بلال) سے فرمایا کہ اتر کر میرے لیے ستونگول لے، انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ابھی تو سورج باقی ہے، آپ نے پھر فرمایا کہ اتر کر ستونگول لے! اب کی مرتبہ بھی انہوں نے وہی عرض کی یا رسول اللہ! ابھی سورج باقی ہے، لیکن آپ کا حکم اب بھی یہی تھا کہ اتر کر میرے لئے ستونگول لے، پھر آپ نے ایک طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ رات یہاں سے شروع ہو چکی ہے تو روزہ دار کو افطار کر لیتا چاہئے۔ اس کی متابعت جریر اور ابو مکبر بن عیاش نے شیبانی کے واسطے سے کی ہے اور ان سے ابو اوفی بن عثیر نے کہا کہ میں رسول اللہ کے ساتھ سفر میں تھا۔

۱۹۴۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفِيَّاً عَنْ أَبِيهِ إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ سَمِعَ أَبْنَ أَبِيهِ أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَتَبَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ لِرَجُلٍ: (إِنَّنِي فَاجْدَحُ لِي) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ الشَّمْسَ، قَالَ: ((إِنَّنِي فَاجْدَحُ لِي)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ الشَّمْسَ، قَالَ: ((إِنَّنِي فَاجْدَحُ لِي)) قَالَ: فَاجْدَحْ لِي)، فَنَزَلَ فَاجْدَحَ لَهُ فَشَرِبَ، ثُمَّ رَمَيَ بِيَدِهِ هَا هَنَا ثُمَّ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُ الظَّلَلَ أَقْبَلَ مِنْ هَا هَنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمَ)). قَاتِلَةُ جَرِيرٍ وَأَبُوبَكْرٍ بْنَ عَيَّاشٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَوْفَى قَالَ: ((كَتَبَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ)).

[اطرافہ فی : ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۸]

۵۲۹۷.

**تَشْبِيهُ** حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔ روزہ کھولتے وقت اس دعا کا پڑھنا سنت ہے اللهم لک صمت و علی رزقك افطرت **تَشْبِيهُ** یعنی یا اللہ امیں نے یہ روزہ تیری رضا کے لئے رکھا تھا اور اب تیرے ہی رزق پر اسے کھولا ہے۔ اس کے بعد یہ کلمات پڑھے ذهب الظماء و ابیلت العروق و بت الاجر ان شاء اللہ یعنی اللہ کا شکر ہے کہ روزہ کھولنے سے پیاس دور ہو گئی اور رگس سیراب ہو گئیں اور اللہ نے چاہا تو اس کے پاس اس کا ثواب عظیم لکھا گیا۔ حدیث للصائم فرحتان الخ یعنی روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں پر حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم فرماتے ہیں پہلی خوشی طبعی ہے کہ رمضان کے روزہ افطار کرنے سے نفس کو جس چیز کی خواہش تھی وہ مل جاتی ہے اور دوسری روحانی فرحت ہے اس واسطے کہ روزہ کی وجہ سے روزہ دار جماب جسمانی سے علیحدہ ہونے اور عالم بالا سے علم الیقین کا فیضان ہونے کے بعد تقدس کے آثار ظاہر ہونے کے قبل ہو جاتا ہے۔ جس طرح نماز کے سبب سے جگی کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں۔ (مجۃ اللہ البالۃ)

۱۹۴۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ :

((أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرُو الْأَسْنَمِيَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَسْرُدُ الصَّوْمَ)). حَوْلَ

[اطرفہ فی : ۱۹۴۳].

١٩٤٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرُو الْأَسْلَمِيَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ : أَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ - وَكَانَ كَيْفَيْرُ الصَّيَامِ - فَقَالَ : (إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطُرْ). [راجح: ١٩٤٢]

**لشيخ** اس مسئلہ میں سلف کا اختلاف ہے بعضوں نے کما سفر میں اگر روزہ رکھے گا تو اس سے فرض روزہ ادا نہ ہو گا پھر تقاضا کرنا چاہئے اور جسور علماء جیسے امام مالک اور شافعی اور ابو حیفظ رحمہم اللہ یہ کہتے ہیں کہ روزہ رکھنا سفر میں افضل ہے اگر طاقت ہو اور کوئی تکلیف نہ ہو اور ہمارے امام احمد بن حبیل اور اوزاعی اور اسحاق اور اہل حدیث یہ کہتے ہیں کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔ بعض نے کما دنوں برابر ہیں روزہ رکھے یا افطار کرے، بعض نے کما جو زیادہ آسان ہو وی افضل ہے (وجیدی) حافظ ابن حجر نے اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ حمزہ بن عمرو بن بشیر نے نفل روزوں کے بارے میں نہیں بلکہ رمضان شریف کے فرض روزوں کے ہی بارے دریافت کیا تھا فصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی رخصة من الله فمن اخذ بها فحسن و من احب ان يصوم فلا جناح عليه (فتح الباری) یعنی آنحضرت ﷺ نے اس کو جواب دیا کہ یہ ال ﷺ کی طرف سے رخصت ہے جو اسے قول کرے پس وہ بہتر ہے اور جو روزہ رکھنا ہی پسند کرے اس پر کوئی گناہ نہیں۔ حضرت علامہ رضا شیرازی فرماتے ہیں کہ لفظ رخصت واجب ہی کے مقابلہ پر بولا جاتا ہے اس سے بھی نیزادہ صراحت کے ساتھ ابو داؤد اور حاکم کی روایت میں موجود ہے کہ اس نے کما تھا میں سفر میں رہتا ہوں اور ماہ رمضان حالت سفری میں میرے سامنے آ جاتا ہے اس سوال کے جواب میں ایسا فرمایا جو نہ کور ہوا۔

### بَابُ إِذَا صَامَ أَيَامًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ كُلِّ رُوزَةٍ رَكِّهَ كَرِكَيْ سَفَرَ كَرَے

(١٩٤٣) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا کہا کہ ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شاہب نے، انہیں عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ بنی کرم صلی اللہ علیہ وسلم (فتح مکہ کے موقع پر) مکہ کی طرف رمضان میں چلے تو آپ روزہ سے تھے لیکن جب کدید پہنچتے تو روزہ رکھنا چھوڑ دیا اور صحابہ رضوان اللہ علیہم الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ نے بھی آپ کو دیکھ کر روزہ چھوڑ دیا۔ ابو عبد اللہ امام بخاری رضا شیرازی نے کہا کہ عفان اور قدید کے درمیان کدید ایک تالاب ہے۔

### ٤- بَابُ إِذَا صَامَ أَيَامًا مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ سَافَرَ

١٩٤٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبْنِ شِهَابٍ عَنْ عَيْنِدِ اللَّهِ بْنِ عَنْدَ اللَّهِ بْنِ عَبْنَةَ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ فَعَنَّاهُ، حَتَّى بَلَغَ الْكُدُنْدِيَّةَ أَفْطَرَ، فَأَفْطَرَ النَّاسُ). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَالْكُدُنْدِيَّ مَاءٌ بَيْنَ غَسْقَانَ وَقَدِينَ.

[اطرافہ فی : ۱۹۴۸، ۲۹۵۳، ۴۲۷۷، ۴۲۷۸، ۴۲۷۹۔]

**لئینہج** امام بخاری نے یہ باب لاکر اس روایت کا ضعف بیان کیا جو حضرت علی بن ابی ذئب سے مردی ہے کہ جب کسی شخص پر رمضان کا قول مطلق ہے (فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُؤْمِنًا وَعَلَى سَفَرٍ فَعَدَهُ مِنْ أَيَّامِ أُخْرَى) (البقرة: ۱۸۲) اور ابن عباس رض کی حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیدہ میں پنج کر پھر روزہ نہیں کر سکتا، جیمور علماء اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا اقامت میں روزہ کی نیت کر لے پھر دن کو کسی وقت سفر میں نکلے تو اس کو روزہ کھول ڈالا تادرست ہے یا پورا کرنا چاہئے اس میں اختلاف ہے مگر ہمارے امام احمد بن حبیل اور احراق بن راہب یہ روزہ اظہار کرنے کو درست جانتے ہیں اور منیٰ نے اس کے لئے اس حدیث سے جدت لی حالانکہ اس حدیث میں اس کی کوئی جدت نہیں کیوں کہ کہیدہ میں سے کئی منزل پر ہے (ویدیہ)

**۱۹۴۵ - حدَّثَنَا عبدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ**  
حدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَاهِرٍ أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ عَبْيَدِ  
اللهِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّ الدَّرَذَاءِ عَنْ أَبِيهِ الدَّرَذَاءِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((خَرَجَنَا مَعَ النَّبِيِّ  
ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فِي يَوْمٍ حَارٍ حَتَّى  
يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ  
الْحَرَّ وَمَا فِينَا صَائِمٌ، إِلَّا مَا كَانَ مِنَ النَّبِيِّ  
ﷺ وَابْنِ زَوْلَهُ)).

معلوم ہوا کہ اگر شروع سفر رمضان میں کوئی مسافر روزہ بھی رکھ لے اور آگے چل کر اس کو تکلیف معلوم ہو تو وہ بلا تردود روزہ رک کر سکتا ہے۔

**بابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ مُّطَهِّرِهِ كَافِرِ مَنَا اسْخَنَسْ كَلِيْهِ جِسْ پِر شَدَّتْ  
گَرْمِيْ كَيْ وَجَهَ سَأِيْهِ كَرْدِيَا كَيْ تَهَا كَهْ سَفَرِ مِنْ رَوْزَهِ رَكْنَهَا كَوْنَى  
نِيْكِلَ نِهِيْسَ هَيْهِ**

(۱۹۳۶) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبد الرحمن النصاری نے بیان کیا، کہا کہ میں نے محمد بن عمرو بن حسن بن علی رض سے سن اور انہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر (غزوہ فتح) میں تھے آپ نے دیکھا کہ ایک شخص پر لوگوں نے سایہ کر

**۲۶ - بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِمَنْ  
ظَلَّلَ عَلَيْهِ وَأَشَدَّ الْحَرَّ :**  
(لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ)

**۱۹۴۶ - حدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ حَدَّثَنَا  
مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ:  
سَمِعْتُ مُحَمَّدًا بْنَ عَمْرُو بْنَ الْحَسَنِ بْنَ  
عَلِيٍّ عَنْ جَاهِرٍ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمْ قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ**

رکھا ہے، آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ایک روزہ دار ہے، آپ نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا کچھ اچھا کام نہیں ہے۔

فَرَأَىٰ زِحَاماً وَرَجُلًا قَدْ ظَلَّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((مَا هَذَا؟)) فَقَالُوا: صَائِمٌ، فَقَالَ: ((لَيْسَ مِنَ الْبَرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ)).

**تَسْبِيحٌ** اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل لی جو سفر میں افطار ضروری سمجھتے ہیں۔ مخالفین یہ کہتے ہیں کہ مراد اس سے وہی ہے جب سفر میں روزے سے تکفیل ہوتی ہو اس صورت میں تبالاق افطار افضل ہے۔

**باب نبی کریم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم (سفر میں) روزہ رکھتے یا نہ رکھتے وہ ایک دوسرے پر نکتہ چینی نہیں کیا کرتے تھے**  
(۷) ۱۹۳) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے، ان سے حمید طویل نے اور ان سے انس بن مالک بن شریٹ نے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ (رمضان میں) سفر کیا کرتے تھے۔ (سفر میں بہت سے روزے سے ہوتے اور بہت سے بے روزہ ہوتے) لیکن روزہ دار بے روزہ دار پر اور بے روزہ دار روزے دار پر کسی قسم کی عیب جوئی نہیں کیا کرتے تھے۔

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے اور یہ بھی کہ سفر میں کوئی روزہ نہ رکھ کر تو رکھنے والوں کو اجازت نہیں ہے کہ وہ اس پر زبان طعن دراز کریں۔ وہ شرعی رخصت پر عمل کر رہا ہے۔ کسی کو یہ حق نہیں دے اسے شرعی رخصت سے روک سکے اور ہر شرعی رخصت کے لئے یہ بطور اصول کے ہے۔

### باب سفر میں لوگوں کو دکھا کر روزہ افطار کرؤالنا

(۱۹۳۸) ہم سے موسی بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو عوانہ نے، ان سے منصور نے، ان سے مجہد نے، ان سے طاؤس نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بنے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوہ فتح میں) مدینہ سے مکہ کے لئے سفر شروع کیا تو آپ روزے سے تھے، جب آپ عسقلان پہنچے تو پانی منگوایا اور اسے اپنے ہاتھ سے (منہ تک) اٹھایا تاکہ لوگ دیکھ لیں پھر آپ نے روزہ چھوڑ دیا میں تک کہ مکہ پہنچے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سفر میں) روزہ رکھا بھی اور نہیں بھی رکھا۔ اس لئے جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ

۳۷ - بَابُ لَمْ يَعْبُدْ أَصْحَابُ النَّبِيِّ

بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي الصَّوْمِ وَالإِفْطَارِ

۱۹۴۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ حَمِيدِ الطَّوَّابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمْ يَعْبُدْ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ، وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ)).

۳۸ - بَابُ مَنْ أَفْطَرَ فِي السَّفَرِ لِيَرَاهُ النَّاسُ

۱۹۴۸ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاؤِسٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عَسْفَانَ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَرَفَعَهُ إِلَى يَدِيهِ لِيَرَاهُ النَّاسُ فَأَفْطَرَ حَتَّى قَدِيمَ مَكَّةَ، وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ، فَكَانَ أَبْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: قَدْ صَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَفْطَرَ، فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ

الظرف۔) [راجع: ۱۹۴۴]

یہ اصحاب فتویٰ و تیادت کے لئے ہے کہ ان کا عمل دیکھ کر لوگوں کو مسئلہ معلوم ہو جائے اور پھر وہ بھی اس کے مطابق عمل کریں جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے عمل سے دکھایا۔ سفر میں روزہ رکھنا یہ خود مسافر کے اپنے حالات پر موقف ہے۔ شارع علیہ السلام نے ہر دو عمل کے لئے اسے مقابر بنایا ہے، طاؤس بن کیمان فارسی الاصل خوانی ہدایتی ہمایانی ہیں۔ ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے زہری جیسے اجلہ روایت کرتے ہیں۔ علم و عمل میں بہت اونچے تھے، کہ شریف میں ۱۵۰ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ وَا عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

### باب سورۃ البقرہ کی اس آیت کا بیان (﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ﴾ الایة یطیقونہ)]

ابن عمر اور سلمہ بن اکوع نے کہا کہ اس آیت کو اس کے بعد والی آیت نے منسوخ کر دیا جو یہ ہے ”رمضان ہی وہ مسینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا لوگوں کے لئے ہدایت بن کر اور راہ یابی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کے روشن دلائل کے ساتھ! پس جو شخص بھی تم میں سے اس مسینہ کو پائے وہ اس کے روزے رکھے اور جو کوئی مریض ہو یا مسافر تو اس کو چھوٹے ہوئے روزوں کی گنتی بعد میں پوری کرنی چاہئے، اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے دشواری نہیں چاہتا اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ تعالیٰ کی اس بات پر بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور تاکہ تم احسان مانو، ابن نیر نے کہا کہ ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مروہ نے بیان کیا، ان سے ابن ابی لیلی نے بیان کیا اور ان سے آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ نے بیان کیا کہ رمضان میں (جب روزے کا حکم) نازل ہوا تو بت سے لوگوں پر بڑا دشوار گزرا، چنانچہ بت سے لوگ جو روزانہ ایک مسکین کو کھانا کھلا سکتے تھے انہوں نے روزے چھوڑ دیئے حالانکہ ان میں روزے رکھنے کی طاقت تھی، بتات یہ تھی کہ انہیں اس کی اجازت بھی دے دی گئی تھی کہ اگر وہ چاہیں تو ہر روزہ کے بدے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں۔ پھر اس اجازت کو دوسرا آیت و ان تصووما الخ یعنی ”تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تم روزے رکھو“ نے منسوخ کر دیا اور اس طرح لوگوں کو روزے رکھنے کا حکم ہو گیا۔

### ۳۹ - بَابُ هُوَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِي الدِّينِ [البقرة: ۱۸۴]

قَالَ أَنْهُ عُمَرُ وَسَلَمَةُ بْنُ الأَكْنَوِعِ  
نَسْخَتْهَا ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ  
الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى  
وَالْفُرْقَانِ، فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ  
فَلَيَصُمِّمْهُ، وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ  
لِعِدَةٍ مِنْ أَيَّامٍ أُخْرَ، يُؤْنِذُ اللَّهُ بِكُمُ الْيَسْرَ  
وَلَا يُؤْنِذُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلَكُمُ الْعِدَةُ  
وَلَا يُؤْنِذُوا اللَّهُ عَلَى مَا هَذَا كُمُ، وَلَا يُلْعَنُمُ  
تَشْكِرُونَهُ﴾ [البقرة : ۱۸۵]

وَقَالَ أَنْهُ نُعْمَرُ حَذَّنَا الْأَغْمَشُ حَذَّنَا  
عُمَرُ وَبْنُ مُرْءَةَ حَذَّنَا أَنْهُ أَبِي أَنَّى حَذَّنَا  
أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ ((نَزَّلَ رَمَضَانَ فَشَقَّ  
عَلَيْهِمْ، فَكَانَ مَنْ أَطْقَمَ كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِنَةً  
تَرَكَ الصَّوْمَ مِمَنْ يُطِيقُهُ، وَرُخْضَ لَهُمْ فِي  
ذَلِكَ، فَنَسْخَتْهَا ﴿وَإِنْ تَصُومُوا خَيْرٌ  
لَكُمْ﴾ فَأَمِرُوا بِالصَّوْمِ)).

(۱۹۷۹) ہم سے عیاش نے بیان کیا، ان سے عبد الاعلیٰ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے مافع نے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (آیت مذکور بالا) (فدية طعام مسکین) پڑھی اور فرمایا یہ منسوخ ہے۔

۱۹۴۹ - حَدَّثَنَا عَيْشَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ  
الْأَعْلَى حَدَّثَنَا عَيْنِدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِنِ  
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: قَوْمًا ((فِدْيَةُ طَعَامِ  
مَسَاكِينٍ)) قَالَ: هِيَ مَنْسُوَخَةٌ.

[طرفة فی : ۴۵۰۶].

**لشیخ** پورا ترجمہ آیت کا یوں ہے ”اور جو لوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہیں، لیکن روزہ رکنا نہیں چاہتے وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں پھر جو شخص خوشی سے زیادہ آدمیوں کو کھلانے اور اس کے لئے بہتر ہے اور اگر تم روزہ رکھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھو رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اترا جو لوگوں کو دین کی پچی راہ سمجھاتا ہے اور اس میں کھلی کھلی ہدایت کی باشی اور صحیح کو غلط سے جدا کرنے کی دلیل موجود ہیں، پھر اے رمضان کا مہینہ پائے وہ روزہ رکھے اور جو بیمار یا مسافر ہو وہ دوسرے دنوں میں یہ گفتگی پوری کرے، اللہ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے اور تم پر صحیح رکنا نہیں چاہتا اور اس حکم کی غرض یہ ہے کہ تم گفتگی پوری کر لواہر اللہ نے جو تم کو دین کی پچی راہ تبلیغی اس کے شکریہ میں اس کی بڑائی کرو اور اس لیے کہ تم اس کا احسان مانو۔“ شروع اسلام میں ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يَطْقُنُونَ﴾ (آل عمرہ: ۸۲) اتنا تھا اور مقدور والے لوگوں کو اختیار تھا وہ روزہ رکھنے خواہ فدیہ دیں پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور صحیح جسم مقیم پر روزہ رکھنا ﴿لَمْنَ شَهِيدٌ مِنْكُمُ الشَّهْرُ﴾ (آل عمرہ: ۸۵) سے واجب ہو گیا۔ (وحیدی) بعض نے کہا ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يَطْقُنُونَ﴾ کے معنی یہ ہیں جو لوگ روزہ کی طاقت نہیں رکھتے گو مقیم اور تکرست ہیں مثلاً ضعیف بوڑھے لوگ تو وہ ہر روزے کے بدل ایک مسکین کو کھانا کھائیں اس صورت میں یہ آیت منسوخ نہ ہو گی اور تفصیل اس مسئلہ کی تفیریوں میں ہے (وحیدی)

## باب رمضان کے قضاء و رکھنے کے جایں۔

### ۴- بَابُ مَتَى يُقضَى قَضَاءُ رَمَضَانَ؟

وَقَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ: لَا بَأْسَ أَنْ يَفْرَقَ، إِلَّا  
اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فِعْدَةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ [القرآن:  
۱۸۵].

وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسْبِبِ لِي صَوْمِ  
الْعَشِيرِ: لَا يَصْنَعُ حَتَّى يَنْدَا بِرَمَضَانَ.  
وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: إِذَا فَرَطَ حَتَّى جَاءَ  
رَمَضَانَ آخَرُ يَصُومُهُمَا، وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِ  
طَعَاماً. وَيَذْكُرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مُرْسَلَةً,  
وَعَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ يَطْعَمُ، وَلَمْ يَذْكُرْ اللَّهُ  
الإِطْقَامَ، إِنَّمَا قَالَ: ﴿فِعْدَةٌ مِنْ أَيَّامٍ

اور ابن عباس بھی بتھا نے کہا کہ ان کو متفرق دنوں میں رکھنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم صرف یہ ہے کہ ”گفتگی پوری کرلو دوسرے دنوں میں“

اور سعید بن مسیب نے کہا کہ (ذی الحجه کے) دس روزے اس شخص کے لیے جس پر رمضان کے روزے واجب ہوں (اور ان کی قضاء بھی تک نہ کی ہو) رکھنے بہتر نہیں ہیں بلکہ رمضان کی قضاء پلے کرنی چاہئے اور ابراہیم نجحی نے کہا کہ اگر کسی نے کوتاہی کی (رمضان کی قضائیں) اور دوسرا رمضان بھی آگیا تو دونوں کے روزے رکھے اور اس پر فدیہ واجب نہیں۔ اور ابو ہریرہ بن مسیح سے یہ روایت مرسل ہے اور ابن عباس بھی بتھا سے متفق ہے کہ وہ (مسکینوں) کو کھانا بھی کھلانے۔ اللہ

تعالیٰ نے کھانا کھلانے کا (قرآن میں) ذکر نہیں کیا بلکہ اتنا ہی فرمایا کہ دوسرا روز میں گفتگو پوری کی جائے۔ اخیر ۹۵۶۔

(۱۹۵۰) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہ ماکہ ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے مجھی بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا وہ فرماتیں کہ رمضان کا روزہ مجھ سے چھوٹ جاتا۔ شعبان سے پہلے اس کی قضا کی توفیق نہ ہوتی۔ مجھی نے کماکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشغول رہنے کی وجہ سے تھا۔

۱۹۵۰۔ حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زَهْرَى حَدَّثَنَا يَحْتَى عَنْ أَبِي سَلْمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ: ((كَانَ يَكُونُ عَلَى الصَّوْمَ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَسْنَطَيْتُ أَنْ أَفْتَنَى إِلَّا فِي شَعْبَانَ)) قَالَ يَحْتَى : الشَّغْلُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ بِالنَّبِيِّ ﷺ

**لتبیخ** بیان جو قول ابراہیم نجحی کا اور پر نذر ہوا ہے اس کو سعید بن منصور نے دصل کیا اسکر جائزہ میں اور تابعین سے یہ مروی ہے کہ اگر کسی نے رمضان کی قضاۓ رکھی میں تک کہ دوسرا رمضان آگیا تو وہ قضاہ بھی رکھے اور ہر روزے کے بدله فدیہ بھی دے۔ حضرت امام ابو حیفہ رضی اللہ عنہ نے جسور کے خلاف ابراہیم نجحی کے قول پر عمل کیا ہے اور فدیہ دینا ضروری نہیں رکھا، ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک شاذ روایت یہ بھی ہے کہ اگر رمضان کی قضاۓ رکھے اور دوسرا رمضان آن پہچا تو دوسرا رمضان کے روزے رکھے اور پہلے رمضان کے بدله فدیہ دے اور روزہ رکھنا ضروری نہیں، اس کو عبد الرزاق اور ابن منذر نے نکالا۔ مجھی بن سعید نے کہ حضرت عمرؓ سے اس کے خلاف مروی ہے اور قادہ سے یہ منقول ہے کہ جس نے رمضان کی قضاۓ اظمار کر ڈالا تو وہ ایک روزہ کے بدله دو روزے رکھے۔ اب جسور علماء کے نزدیک رمضان کی قضاۓ پے در پے رکھنا ضروری نہیں الگ الگ بھی رکھ سکتا ہے یعنی متفرق طور سے اور ابن منذر نے حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ پے در پے رکھنا واجب ہے، بعض اہل ظاہر کا بھی یہی قول ہے۔ حضرت عائشہؓ سے کماکہ یہ آیت اتری تھی۔ «فِعْدَةٌ مِنْ أَيَّامِ الْحُرُمَاتِ» ابن ابی کعب کی بھی قرات یوں ہی ہے۔ (وحیدی) مگر اب قرات مشورہ میں یہ لفظ نہیں ہیں اور اب اسی قرات کو ترجیح حاصل ہے۔

#### ۱۴۔ بَابُ الْحَاضِنَ تَرْكُ الصَّوْمَ وَالصَّلَاةَ

##### اور نہ روزے رکھے

اور ابوالزناد نے کماکہ دین کی باتیں اور شریعت کے احکام بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ رائے اور قیاس کے خلاف ہوتے ہیں اور مسلمانوں کو ان کی پیروی کرنی ضروری ہوتی ہے ان ہی میں سے ایک یہ حکم بھی ہے کہ حاضرہ روزے تو قضا کر لے لیکن نماز کی قضاۓ کرے

وَقَالَ أَبُو الزَّنَادِ : إِنَّ السُّنْنَ وَوُجُوهَ الْحَقِّ لَتَائِي كَثِيرًا عَلَى خِلَافِ الرَّأْيِ، فَلَا يَجِدُ الْمُسْلِمُونَ بُدُداً مِنْ اتِّبَاعِهَا، مِنْ ذَلِكَ أَنَّ الْحَاضِنَ تَفْضِي الصَّيَامَ وَلَا تَفْضِي الصَّلَاةَ

من پاک ہونے پر اس نہ روزہ کی قضا کرنا ضروری ہے مگر نماز کی نہیں)

۱۹۵۱۔ حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا

مَحْمُدٌ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ : حَدَّثَنِي زَيْنُ الدِّينُ عَنْ عَيَاضٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((أَتَيْسَ إِذَا جَاهَتْ لَنْ تُصْلَلُ وَلَمْ تَصُمْ ؟ فَذَلِكَ نُفْصَانُ دِينِهَا)).

نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے زید بن اسلم نے بیان کیا، ان سے عیاض نے اور ان سے ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا جب عورت حاضر ہوتی ہے تو نماز اور روزے نہیں چھوڑ دیتی؟ کیا اس کے دین کا نقصان ہے۔

[راجح: ۳۰۴]

مقصد یہ ہے کہ معیار صداقت ہماری ناقص عقل نہیں بلکہ فرمان رسالت ہے۔ خواہ وہ ظاہر عقل کے خلاف بھی نظر آئے مگر حق و صداقت وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے فرمادیا۔ اسی کو مقدم رکھنا اور عقل ناقص کو چھوڑ دینا ایمان کا تقاضا ہے ابو زند کے قول کا بھی یہی مطلب ہے۔

**باب اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کے ذمہ روزے ہوں اور حسن بصریؓ نے کہا کہ اگر اسکی طرف سے (رمضان کے تیس روزوں کے بدله میں) تیس آدمی ایک دن روزے رکھ لیں تو جائز ہے۔**

(۱۹۵۲) ہم سے محمد بن خلدونے بیان کیا، کہا تم سے محمد بن موکی ابن اعین نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے عمرو بن حراثت نے، ان سے عبید اللہ بن ابی جعفر نے، ان سے محمد بن جعفر نے کہا، ان سے عروہ نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کے ذمہ روزے واجب ہوں تو اس کا اولی اس کی طرف سے روزے رکھ دے، موی کے ساتھ ایک حدیث کو ابن وہب نے بھی عمرو سے روایت کیا اور سیجی بن ایوب نے بھی ابن ابی جعفر سے۔

**لشیخ** اہل حدیث کا ذہب باب کی حدیث پر ہے کہ اس کا اولی اسکی طرف سے روزے رکھے اور شافعی کا قول قدیم بھی یہی ہے، امام شافعی سے یہی نے بہ سند صحیح روایت کیا کہ جب کوئی صحیح حدیث میرے قول کے خلاف مل جائے تو اس پر عمل کرو اور میری تقلید نہ کرو، امام مالک اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم نے اس حدیث صحیح کے برخلاف یہ اختیار کیا ہے کہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ نہیں رکھ سکتا۔ (وحیدی)

**حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؓ** مرنے والے کی طرف سے روزہ رکھنے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس میں دو بعد ہیں ایک سیت کے اعتبار سے کیونکہ بست سے نفوس جو اپنے ابدان سے مفارقت کرتے ہیں ان کو اس بات کا اور اک رہتا ہے کہ

**٤٢ - بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ**  
وَقَالَ الْحَسْنُ : إِنْ صَامَ عَنْهُ ثَلَاثُونَ رَجْلًا  
يَوْمًا وَاحِدًا جَازَ.

۱۹۵۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا  
مُحَمَّلُ بْنُ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ  
عَمْرُو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبِيدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي  
جَعْفَرٍ أَنَّ مُحَمَّدًا بْنَ جَعْفَرَ حَدَّثَنَا عَنْ  
غَرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ((مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ  
صَيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلَيْهِ)). تَابَعَهُ أَبْنُ وَهْبٍ  
عَنْ عَمْرُو. وَرَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَبْيَوبَ عَنْ  
أَبْنِ أَبِي جَعْفَرٍ.

عبدات میں سے کوئی عبادت جوان پر فرض تھی اور اس کے ترک کرنے سے ان سے موافقة کیا جائے گا اس سے فوت ہو گئی ہے، اس لئے وہ نہیں رنج و الم کی حالت میں رہتے ہیں اور اس سبب سے ان پر وحشت کا دروازہ کھل جاتا ہے ایسے وقت میں ان پر بڑی شفقت یہ ہے کہ لوگوں میں سے جو سب سے زیادہ اس میت کا قربی ہے اس کا سامنہ کرے اور اس بات کا قصد کرے کہ میں یہ عمل اسکی طرف سے کرتا ہوں اس شخص کے قرائی کو مغایہ ثابت ہوتا ہے یادہ شخص کوئی اور دوسرا کام مثل اسی کام کے کرتا ہے اور ایسا یہ اگر ایک شخص نے صدقہ کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر وہ بغیر صدقہ کئے مر گیا تو اسکے وارث کو اسکی طرف سے صدقہ کرنا چاہئے۔ (بجہ اللہ بالآخر)

(۱۹۵۳) ہم سے محمد بن عبد الرحیم نے بیان کیا، کہا تم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا، کہا تم سے امش نے، ان سے مسلم طین نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس نے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میری مال کا انتقال ہو گیا اور ان کے ذمے ایک مینے کے روزے باقی رہ گئے ہیں۔ کیا میں ان کی طرف سے تقاضا رکھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں ضرور، اللہ تعالیٰ کا قرض اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اسے ادا کر دیا جائے۔ سلیمان امش نے بیان کیا کہ حکم اور سلمہ نے کما جب مسلم طین نے یہ حدیث بیان کی تو ہم سب وہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ ہم نے مجہد سے بھی سنا تھا کہ وہ یہ حدیث ابن عباس نے سے بیان کرتے تھے۔ ابو خالد سے روایت ہے کہ امش نے بیان کیا ان سے حکم، مسلم طین اور سلمہ بن کمیل نے، ان سے سعید بن جبیر، عطاء اور مجہد نے ابن عباس نے سے کہ ایک خاتون نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ میری "بن" کا انتقال ہو گیا ہے پھر یہی قصہ بیان کیا، سچی اور سعید اور ابو معاویہ نے کہا، ان سے امش نے بیان کیا، ان سے مسلم نے، ان سے سعید نے اور ان سے ابن عباس نے کہ ایک خاتون نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ میری مال کا انتقال ہو گیا ہے اور عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے زید ابن ابی انس نے، ان سے حکم نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس نے کہ ایک خاتون نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ میری مال کا انتقال

۱۹۵۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا مَعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا زَيْنُ الدِّينُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمِ الْبَطْرِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبِيرٍ عَنْ أَنْبِيَاءِ عَبَاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ : ((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَنُومٌ شَهْرٌ أَفَأَفْضِلُهُ عَنْهَا؟)) قَالَ : ((نَعَمْ)) قَالَ : ((لَذِينَ الَّذِي أَحَقُّ أَنْ يَفْضُلَ)) قَالَ سَلِيمَانٌ : فَقَالَ الْحُكْمُ وَسَلَمَةُ وَتَخْنُونُ حَمِيقًا جَلُوسٌ حِينَ حَدَّثَ مُسْلِمٌ بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ أَنَا مَوْلَانَا مُجَاهِدًا يَذْكُرُ هَذَا عَنْ أَنْبِيَاءِ عَبَاسٍ، وَيَذْكُرُ عَنْ أَنْبِيَاءِ خَالِدٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ الْحُكْمِ وَسَلَمَةِ الْبَطْرِينِ وَسَلَمَةَ بْنِ كَهْيَنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبِيرٍ وَعَطَاءِ وَمَجَاهِدِ عَنْ أَنْبِيَاءِ عَبَاسٍ : ((قَالَتْ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنِّي أُمِّي مَاتَتْ)). وَقَالَ يَهْتَنِي وَأَبُو مَعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَنْبِيَاءِ عَبَاسٍ : ((قَالَتْ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنِّي أُمِّي مَاتَتْ)). وَقَالَ عَيْنِيَ اللَّهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي لَئِنْسَةِ عَنِ الْحُكْمِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبِيرٍ عَنْ أَنْبِيَاءِ عَبَاسٍ

ہو گیا ہے اور ان پر نذر کا ایک روزہ واجب تھا اور ابو حیرہ عبد اللہ بن حسین نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرہ نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس مجھے نے کہ ایک خاتون نے نبی کرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اور ان پر پندرہ دن کے روزے واجب تھے۔

عَبَّاسٌ: ((قَالَتْ اِنْفَرَأَةٌ لِّلَّهِي: إِنْ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ)). وَقَالَ أَبُو حَيْرَةَ حَدَّثَنَا عَكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ((قَالَتْ اِنْفَرَأَةٌ لِّلَّهِي: مَاتَتْ اُمِّي وَعَلَيْهَا صَوْمُ خَمْسَةَ شَهْرٍ يَوْمًا)).

**لِشَجَرَةِ** ان سندوں کے بیان کرنے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض یہ ہے کہ اس حدیث میں بہت سے اختلافات ہیں، کوئی کہتا ہے پوچھنے والا مرد تھا، کوئی کہتا ہے عورت نے پوچھا تھا، کوئی ایک میسے کے کوئی پندرہ دن کے روزے کہتا ہے کوئی نذر کا روزہ کہتا ہے۔ اسی لیے نذر کا روزہ امام احمد اور یلیث نے میت کی طرف سے رکھنا درست کہا ہے اور رمضان کا روزہ رکھنا درست نہیں رکھا (جبکہ یہ قول صحیح نہیں۔ میت کی طرف سے بلی روزے رکھنے ضروری ہیں) میں کہتا ہوں ان اختلافات سے حدیث میں کوئی تقصی نہیں آتا۔ جب اس کے راوی لئے ہیں ممکن ہے یہ مختلف واقعات ہوں اور پوچھنے والے متعدد ہوں۔ (وجیدی)

### باب روزہ کس وقت اظفار کرے؟

اور جب سورج کا گردہ ڈوب گیا تو ابو سعید خدري رحمۃ اللہ علیہ نے روزہ اظفار کر لیا (اس اثر کو سعید بن منصور اور ابن الیثیب نے وصل کیا ہے) (۱۹۵۳) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے بچپن سے نا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے عاصم بن عمربن خطاب سے نا، ان سے ان کے باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب رات اس طرف (شرق) سے آئے اور ان اوہر مغرب میں چلا جائے کہ سورج ڈوب جائے تو روزہ کے اظفار کا وقت آگیا۔

### ۴۳ - بَابُ مَتَى يَحِلُّ فِطْرُ الصَّائِمِ؟

وَأَفْطَرَ أَبُو سَعِيدُ الْخُدَرِيُّ حِينَ غَابَ قُرْصُ الشَّمْسِ ۖ ۱۹۵۴ - حَدَّثَنَا الْحَمْيَدِيُّ حَدَّثَنَا سَفِيَّانَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَزْرَةَ قَالَ: سَيْفَتُ أَبِيهِ يَقُولُ سَيْفَتُ عَاصِمٍ بْنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((إِذَا أَتَبَلَ اللَّيْلَ مِنْ هَنَاءً، وَأَدَبَرَ النَّهَارَ مِنْ هَا هُنَا، وَغَرَّتِ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمَ)).

**لِشَجَرَةِ** حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔ حضرت سفیان بن عیینہ جو سیال بھی سند میں آئے ہیں یہ مادہ میں مادہ شعبان میں کوفہ میں ان کی ولادت ہوئی۔ امام عالم، زاہد، پرہیزگار تھے، ان پر جملہ محدثین کا اعتماد تھا۔ جن کا متفقہ قول ہے کہ اگر امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو مجاز کا علم ناہود ہو جاتا۔ ۱۹۸۸ء میں یک رجب کو کہ مکرمہ میں ان کا انتقال ہوا اور جوں میں دفن کئے گئے انہوں نے سترج کئے تھے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ (آئین)

(۱۹۵۵) ہم سے اسحاق و اسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے سلیمان شبانی نے، ان سے عبداللہ بن الی اولنی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (غزوہ فتح جور رمضان میں ہوا) سفر میں تھے اور آخر پرست صلی اللہ علیہ وسلم روزہ سے تھے، جب سورج فروپھا ہو

گیا تو آپ نے ایک صحابی (بلال بن شوہر) سے فرمایا کہ اے فلاں! میرے لیے انھوں کے ستون گھول، انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ تھوڑی دیر اور تمہرے۔ آپ نے فرمایا، اتر کر ہمارے لئے ستون گھول، اس پر انہوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ تھوڑی دیر اور تمہرے آنحضرت مسیح علیہ السلام نے پھر وہی حکم دیا کہ اتر کر ہمارے لیے ستون گھول لیکن ان کا اب بھی خیال تھا کہ ابھی دن باقی ہے۔ آنحضرت مسیح علیہ السلام نے اس مرتبہ پھر فرمایا کہ اتر کر ہمارے لیے ستون گھول چنانچہ اترے اور ستون ہوں نے گھول دیا اور رسول اللہ مسیح علیہ السلام نے پیا۔ پھر فرمایا کہ جب تم یہ دیکھ لو کہ رات اس مشرق کی طرف سے آگئی تو روزہ دار کو افطار کر لینا چاہئے۔

الشمس فَالَّذِي يَعْضُلُ الْقَوْمَ : ((يَا فَلَانُ قُمْ فَاجْدَحْ لَنَا))، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَمْسَيْتَنِي، قَالَ: ((أَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا))، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللَّهِ لَلَّوْ أَمْسَيْتَنِي، قَالَ: ((أَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا))، فَقَالَ: إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا، قَالَ: ((أَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا)). فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُمْ، فَشَرِبَ النَّبِيُّ هَذِهِنَّمَ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الظَّلَلَ قَذْ أَقْلَمْ مِنْ هَا هَنَا لَفَدْ أَنْطَرَ الصَّابِيمَ)). [راجح: ۱۹۴۱]

**لَشَيْخُ مُحَمَّد** مخالف حضرت باللہ تھے جن کا خیال تھا کہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا ہے، حالانکہ وہ غروب ہو چکا تھا۔ برعکس خیال کے سورج باقی ہے کہا۔ کیونکہ عرب میں پہاڑوں کی کثرت ہے اور ایسے علاقوں میں غروب کے بعد بھی ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی حدیث سے ظاہر ہو گیا کہ جب بھی غروب کا تین ہو جائے تو روزہ کھول دینا چاہئے تا خیر کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ دوسری احادیث میں وارد ہوا ہے۔ اس حدیث سے اطمینان خیال کی بھی آزادی ثابت ہوئی اگرچہ وہ خیال درست بھی نہ ہو۔ مگر ہر شخص کو حق ہے کہ اپنا خیال ظاہر کرے، بعد میں وہ خیال غلط ثابت ہو تو اس پر اس کا تسلیم حق کرنا بھی ضروری ہے۔

#### ٤- بَابُ يُفْطِرُ بِمَا تَيَسَّرَ عَلَيْهِ بِالْسَّمَاءِ وَغَيْرِهِ

(۱۹۵۶) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا، ان سے سلیمان شیبلانی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں جا رہے تھے، آپ روزے سے تھے جب سورج غروب ہوا تو آپ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اتر کر ہمارے لیے ستون گھول، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! تھوڑی دیر اور تمہریے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اتر کر ہمارے لئے ستون گھول انہوں نے پھر کہی کہا کہ یا رسول اللہ! ابھی تو دن باقی ہے، آپ نے فرمایا کہ اتر کر ستون ہمارے لیے گھول، چنانچہ انہوں نے اتر کر ستون گھولا۔ آنحضرت مسیح علیہ السلام

۱۹۵۶ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((سِيرْتَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ هَذِهِ وَهُوَ صَائِمٌ، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ: ((أَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَمْسَيْتَنِي، قَالَ: ((أَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا)), قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا، قَالَ: ((أَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا))، فَنَزَلَ فَجَدَحَ، ثُمَّ قَالَ:

((إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ أَقْبَلَ مِنْ هَا هَنَا فَقَدْ  
أَفْطَرَ الصَّنَاءِمُ وَأَشَارَ يَاصْبِعِهِ قِبَلَ  
الْمَسْرِقِ)). [راجع: ۱۹۴۱]

نے پھر فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ رات کی تاریکی ادھر سے آگئی تو روزہ  
دار کو روزہ اظفار کر لینا چاہئے، آپ نے اپنی انگلی سے مشرق کی طرف  
اشارہ کیا۔

حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ ستون پانی میں گولے گئے تھے اور اس وقت یہی حاضر تھا تو پانی وغیرہ حاضر سے روزہ  
کھولنا شایستہ ہوا۔ ترمذی نے مرفوعاً نکلا کہ کھور سے روزہ اظفار کرے اگر کھور نہ ملے تو پانی سے۔ (وحیدی)  
حضرت مسدد بن مسید امام بخاری کے جلیل القدر اساتذہ میں سے ہیں اور جامع الصحیح میں ان سے بکثرت روایات ہیں۔ یہ بصرہ  
کے باشندے تھے۔ حماد بن زید اور ابو عوانہ وغیرہ سے حدیث کی ساعت فرمائی۔ ان سے امام بخاری رحلتیہ کے علاوہ اور بھی بست سے  
محدثین نے روایت کی ہے۔ حماد بن زید میں انتقال ہوا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (آمین)

الحمد للہ پارہ نمبرے کمل ہوا۔



لِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## آٹھواں پارہ

### باب روزہ کھولنے میں جلدی کرنا

(۱۹۵۷) ہم سے عبداللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا، کہا ہمیں امام مالک نے خردی، انہیں ابو حازم سلمہ بن دینار نے، انہیں سل بن سعد بن عثیم نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری امت کے لوگوں میں اس وقت تک خیر باقی رہے گی، جب تک وہ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔

**لئے گئے** لیکن وقت ہو جانے کے بعد پھر افطار میں دیر نہ کرنا چاہئے۔ ابو داؤد نے ابو ہریرہ بن عبید سے نکلا یہود اور نصاریٰ دیر کرتے ہیں، حاکم کی روایت میں ہے کہ میری امت بھیشہ میری سنت پر رہے گی جب تک روزہ کے افطار میں تارے نکلنے کا انتظار نہ کرے گی۔ ابن عبد البر نے کما روزہ جلد افطار کرنے اور سحری دیر میں کھانے کی حدیثیں صحیح اور متواتر ہیں۔ عبدالرازاق نے نکلا کہ آنحضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سب لوگوں سے روزہ جلدی کھولنے اور سحری کھانے میں لوگوں سے دیر کرتے۔ مگر ہمارے زمانے میں عموماً لوگ روزہ تو دیر سے کھولتے ہیں اور سحری جلدی کھاتی ہیں اسی وجہ سے ان پر بیانی آرہی ہے۔ آنحضرت ﷺ کا فرمانا درست تھا۔ جب سے مسلمانوں نے سنت پر چنانچہ حکم دیا روز بروز ان کا تزالی ہوتا گیا۔ (وجیدی)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:- قال ابن عبد البر احادیث تعجیل الافطار و تأخیر السحور صحاح متواترة و عند عبدالرازاق وغيره باسناد صحيح عن عمرو بن میمون الا زدی قال كان اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم اسرع الناس افطارا و ابطاعهم سحورا (فتح الباری)، لیکن روزہ کھولنے کے متعلق احادیث صحیح متواتر ہیں۔ وافق العلماء على أن محل ذالك اذا تحقق غروب الشمس بالروية او باخبر عبد الرحمن و كذا اعدل واحد في الارجح قال ابن دقیق العبد في هذا الحديث رد على الشیعۃ في تأخیرهم الى ظهور النجموم (فتح الیمنی) علماء کا اتفاق ہے کہ روزہ کھولنے کا وقت وہ ہے جب سورج کا غروب ہونا پخت طور پر ثابت ہو جائے یا دو عادل گواہ کہ دیں، دونہ ہوں تو ایک عادل گواہ بھی کافی ہے۔ اس حدیث میں شیعہ پر رد ہے جو روزہ کھولنے کے لیے تاروں کے ظاہر ہونے کا انتظار کرتے رہتے ہیں جو یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے اپنی سخت ترین نارا نگی کا اعلیار فرمایا ہے۔

(۱۹۵۸) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو بکر بن عیاش نے بیان کیا، ان سے سلیمان شیعیانی نے اور ان سے ابن الی

### ۴۵ - بَابُ تَعْجِيلِ الْإِفْطَارِ

۱۹۵۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (لَا يَزَالُ النَّاسُ يَخْيِرُ مَا عَجَلُوا الْفِطَرَ).

اویٰ بن شریعت نے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ آپؐ روزے سے تھے، جب شام ہوئی تو آپؐ نے ایک شخص سے فرمایا کہ (اوٹ سے) اتر کر میرے لیے ستو گھول۔ اس نے کہا! حضور اگر شام ہونے کا کچھ اور انتظار فرمائیں تو بہتر ہو۔ آپؐ نے فرمایا، اتر کر میرے لیے ستو گھول (وقت ہو گیا ہے) جب تم یہ دیکھ لو کہ رات اور مشرق سے آگئی تو روزہ دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہو گیا۔

اویٰ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((كَنْتُ مَعَ النَّبِيِّ فِي سَفَرٍ، فَصَامَ حَتَّى أَنْسَى، قَالَ لِرَجُلٍ : ((إِنَّنِي لَا جَدَحَ لِي)) قَالَ : لَوِ الْأَنْتَرَتَ حَتَّى تُنسِيَ، قَالَ : ((إِنَّنِي لَا جَدَحَ لِي))، إِذَا رَأَيْتَ اللَّيلَ فَذَاقْتَ مِنْ هَذَا هَذَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّابِرِ)).

[راجح: ۱۹۴۱]

**لَشَرِيقَةَ** یا روزہ کھل گیا۔ بعض لوگوں نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ جب اظفار کا وقت آجائے تو خود بخود روزہ کھل جاتا ہے گو اظفار نہ کرے۔ ہم کہتے ہیں اس حدیث سے ان کا رد ہوتا ہے کیونکہ اگر وقت آنے سے روزہ خود بخود کھل جاتا ہے تو آخرست **لَشَرِيقَةَ** ستو گھولنے کے لیے کیوں جلدی فرماتے۔ اسی طرح دوسرا حدیث میں روزہ جلدی کھولنے کی ترغیب کیوں دیتے۔ اور اگر وقت آنے سے روزہ خود بخود ختم ہو جاتا تو پھر طے کے روزے سے کیوں منع فرماتے۔ یہی حدیث پیچھے اسحاق و اسطی کی سند سے بھی گذر چکی ہے۔ آپؐ نے جس کو ستو گھولنے کا حکم فرمایا تھا وہ حضرت بلاں بن شریعت تھے۔ جنوں نے روشنی دیکھ کر خیال کیا کہ ابھی سورج غروب ہونے میں کسر ہے۔ اسی لیے انہوں نے آخرست **لَشَرِيقَةَ** کے سامنے ایسا عرض کیا۔

حافظ ابن حجر **الٹیقی** فرماتے ہیں وہ فیہ تذکرۃ العالم بما یخشی ان یکون نسبیہ و ترک المراجعة له بعد ثلاٹ یعنی اس حدیث میں واقعہ ذکورہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی عالم کو ایک عالی بھی تمیں پار یاد دہلی کر اسکتا ہے اگر یہ گمان ہو کہ عالم سے بھول ہو گئی ہے، جیسا کہ حضرت بلاں نے اپنے خیال کے مطابق آخرست **لَشَرِيقَةَ** کو تم مرتبہ یاد دہلی کرائی، مگر پونکہ حضرت بلاں کا خیال صحیح نہ تھا۔ لہذا آخر میں آخرست **لَشَرِيقَةَ** نے ان کو مسئلہ کی حقیقت سے آگاہ فرمایا اور انہوں نے ارشاد گرائی کی تھیں کی معلوم ہوا کہ وقت ہو جانے پر روزہ کھولنے میں پس و پیش کرنا قطعاً مناسب نہیں ہے۔

## باب ایک شخص نے سورج غروب سمجھ کر روزہ کھول لیا اس کے بعد سورج نکل آیا!

(۱۹۵۹) ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے فاطمہ بنت منذر نے اور ان سے اسماعیل بنت ابی بکر بنت شیعہ نے کہ ایک مرتبہ نبی کریم **لَشَرِيقَةَ** کے زمانہ میں ابر تھا۔ ہم نے جب اظفار کر لیا تو سورج نکل آیا۔ اس پر ہشام (راوی حدیث) سے کہا گیا کہ کیا پھر انہیں اس روزے کی قضا کا حکم ہوا تھا؟ تو انہوں نے بتایا کہ قضا کے سوا اور چارہ کاری کیا تھا؟ اور معمر نے کہا کہ میں نے ہشام سے یوں سنا "مجھے معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے قضا کی تھی یا نہیں۔"

## ٤٦ - بَابُ إِذَا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ، ثُمَّ طَلَّعَتِ الشَّمْسُ

1959 - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ عَنْ هَشَامِ بْنِ عَرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ : ((أَفْطَرْنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ غَيْمٍ ثُمَّ طَلَّعَتِ الشَّمْسُ، قَتَلَ لِهِشَامَ : فَأَمْرُوا بِالْقَضَاءِ؟ قَالَ : بَدْ مِنْ قَضَاءِ؟)) وَقَالَ مَعْمَرٌ سَمِعْتَ هَشَاماً أَلَا أَذْرِي أَفْضَوْا أَمْ لَا؟).

**لَبِيْحُجَّ** اس پر آئندہ اربعہ کا اقتضان ہے کہ ایسی صورت میں قفالازم ہو گی اور کفارہ نہ ہو گا۔ اور اس کے سوا یہ بھی ضروری ہے کہ جب تک غروب نہ ہو اسک کرے یعنی کچھ کھائے پئے نہیں۔

قطلانی نے بعض حلابیہ سے یہ نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھ کر کہ رات ہو گئی افطار کر لے پھر معلوم ہوا کہ دن تھا تو اس پر قضا بھی نہیں ہے۔ لیکن یہ قول صحیح نہیں۔ میں کہتا ہوں حضرت عمر بن عثمان سے یہ منقول ہے کہ ایسی صورت میں قضا بھی نہیں ہے، اور محابیہ اور حسن سے بھی ایسا یہی منقول ہے۔ حافظ نے کہا ایک روایت امام احمد رضیہ سے بھی ایسی ہی ہے۔ اور این خزینہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ اور معمکی تعلیق کو عبد بن حمید نے وصل کیا۔ یہ روایت پہلی روایت کے خلاف ہے اور شاید پہلے ہشام کو اس میں مشک ہو پھر تعلیق ہو گیا ہو کہ انہوں نے قضا کی۔ اور ابو اسامہ بنیان کو قضا کا تعلیق ہو جانے کے بعد روایت کی ہو، اس صورت میں تعارض نہ رہے گا۔ این خزینہ نے کہا ہشام نے جو قضا کرنا بیان کیا اس کی مدد ذکر نہیں کی، اس لئے میرے نزدیک قضا نہ ہونے کی ترجیح ہے اور این ابی شیبہ نے حضرت عمر سے نقل کیا کہ ہم قضا نہیں کرنے کے نہ ہم کو گناہ ہوا۔ اور عبد الرزاق اور سعید بن منصور نے ان سے یہ نقل کیا ہے کہ قضا کرنا چاہئے۔ حافظ نے کہا حاصل کلام یہ ہوا کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ (وجیدی) ظاہر حدیث کا مفہوم یہی ہے کہ قفالازم ہے واللہ اعلم۔

### باب بچوں کے روزہ رکھنے کا بیان

### ٤٧ - بَابُ صَوْمِ الصَّيَّانَ

جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ جب تک بچہ جوان نہ ہو اس پر روزہ واجب نہیں لیکن ایک جماعت سلف نے ان کو عادت ڈالنے کے لیے یہ حکم دیا کہ بچوں کو روزہ رکھوائیں جیسے نماز پڑھنے کے لئے ان کو حکم دیا جاتا ہے۔ شافعی نے کہا سات سے لے کر دس برس تک جب عمر ہو تو ان سے روزہ رکھوائیں۔ اور اسحاق نے کہا جب بارہ برس کے ہوں، امام احمد نے کہا جب دس برس کے ہوں۔ اوزاعی نے کہا جب بچہ تین روزے متواتر رکھ سکے اور اس کو ضعف نہ ہو تو اس کو روزہ رکھائیں اور مالکیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ بچوں کے حق میں روزہ مشروع نہیں ہے۔ (وجیدی)

حافظ فرماتے ہیں۔ ان الصحیح عند اهل الحديث و اهل الاصول ان الصحابی اذا قال فعلنا كذا في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم يعني جب کوئی صحابی لفظ فعلنا في عدائه بولے تو وہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔

وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِشْوَانَ فِي نے رمضان میں بھی شراب پی رکھی ہے۔ حالانکہ ہمارے بچے تک  
رمضانَ: وَيَلَكَ، وَصَبِيَّانَا صَيَّامٌ. فَضَرَبَهُ.

بھی روزے سے ہیں، پھر آپ نے اس پر حد قائم کی۔

(۱۹۷۰) ہم سے مدد نے بیان کیا، ان سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، ان سے خالد بن ذکوان نے بیان کیا، ان سے ربیع بنت معوذ بن عثمان نے کہا کہ عاشورہ کی صبح کو آنحضرت ﷺ نے انصار کے محلوں میں کھلا بھیجا کہ صبح جس نے کھا پی لیا ہو وہ دن کا باقی حصہ (روزہ دار کی طرح) پورے کرے اور جس نے کچھ کھایا پیا نہ ہو وہ روزے سے رہے۔ ربیع نے کہا کہ پھر بعد میں بھی (رمضان کے روزے کی فرضیت کے بعد) ہم اس دن روزہ رکھتے اور اپنے بچوں سے بھی رکھواتے تھے۔

١٩٦٠ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُقْضَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِتِ مُؤْوِذٍ قَالَتْ: أَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاءَ عَاشُورَاءَ إِلَى قُرَى الْأَنْصَارِ: مَنْ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيَتَمِّمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيَصُمِّمْ. قَالَتْ: فَكُنَّا نَصُومُهُ بَعْدَ وَنَصُومُ صَبِيَّانَا وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّغْنَةَ مِنْ

العنف. فإذا بَكَى أَخْذَفْنَاهُ عَلَى الظَّفَامِ ائمَّهُمْ أَوْنَانَ كَمْلَوَنَادَى كَرْبَلَائَ رَكْتَهُ جَبَ كَوَى كَحَانَهُ أَغْطَيْنَاهُ ذَاكَ حَتَّى يَكُونُ عِنْدَ الْإِفْطَارِ).  
کے لیے روتا تو ہی دے دیتے، یہاں تک کہ اظہار کا وقت آ جاتا۔

**لشیخ** اس نہ باز نے رمضان میں بھی شراب پی رکھی تھی، حضرت عمرؓ نے یہ معلوم کر کے فرمایا اسے کم بجنت! تو نے یہ کیا حرکت کی ہمارے تو پچھے بھی روزہ دار ہیں۔ پھر آپؐ نے اس کو اسی کوڑے مارے اور شام کے ملک میں جلا وطن کر دیا۔ اس کو سید بن منصور اور بخوی نے حدیث میں نکلا ہے۔ اس واقعہ کو نقل کرنے سے حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کا مقدمہ صرف بچوں کو روزہ رکھنے کی مشروعت بیان کرتا ہے۔ جس کا ذکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ پس مناسب ہے کہ بچوں کو بھی روزہ کی عادت ڈلوائی جائے۔ حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وَ فِي الْحَدِيثِ حَجَةٌ عَلَى مَشْرُوعِيَّةِ تَعْرِيفِ الصَّيَامِ كَمَا تَقْدِيمُ لَانَ مِنْ كَانَ فِي مَثْلِ السَّنَةِ الَّتِي ذُكِرَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَهُوَ غَيْرُ مَكْلُوفٍ لِيَعْنِي اسِّ حَدِيثٍ مِّنْ دِلِيلٍ هُوَ بِلُورٍ مُشَبِّهٍ بِبَچَوْنَ سے روزہ رکھوانا مشروع ہے اگرچہ اس عمر میں وہ شرع کے مکلف نہیں ہیں۔

**باب پے در پے ملأ کر روزہ رکھنا اور جنہوں نے یہ کماکہ  
رات میں روزہ نہیں ہو سکتا۔**

٤٨ - **بَابُ الْوَصَالِ، وَمَنْ قَالَ لَيْسَ فِي الظَّلَلِ صَيَامًا،**

(ابوالعلیٰ) تابعی سے ایسا منقول ہے انہوں نے کما اللہ نے فرمایا روزہ رات تک پورا کرو (جب رات آئی تو روزہ کھل گیا۔ یہ ابن ابی شیبہ نے نکالا) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورہ بقرہ میں) فرمایا ”پھر تم روزہ رات تک پورا کرو“ نبی کریم ﷺ نے صوم وصال سے (بجمک خداوندی) منع فرمایا، امت پر رحمت اور شفقت کے خیال سے تاکہ ان کی طاقت قائم رہے۔ اور یہ کہ عبادت میں سختی کرنا مکروہ ہے۔

لِقَوْلِهِ تَعَالَى: هُنْمَ أَتَمُوا الصَّيَامَ إِلَى الظَّلَلِ وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ رَحْمَةِ لَهُمْ وَإِبْقَاءِ عَلَيْهِمْ، وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعْقُدِ.

اسِ حَدِيثِ کو خود امام بخاری رضی اللہ عنہ نے آخر باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے وصل کیا اور ابو داؤد نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے جامت اور وصال سے منع فرمایا۔ اپنے اصحاب کی طاقت بالی رکھنے کے لئے ’طے کا روزہ رکھنا منع ہے مگر سحر تک وصال جائز ہے۔ جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے۔ اب اختلاف ہے کہ یہ ممانعت تحریکی ہے یا کراہت کے طور پر۔ بعض نے کما جبر شاق ہو تو اس پر تو حرام ہے اور جس پر شاق نہ ہو اس کے لئے جائز ہے۔ (وجیدی)

١٩٦١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْتَى عَنْ شَعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُوَاصِلُوا، قَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ، قَالَ: لَسْتَ كَآخِدٍ مِّنْكُمْ، إِنِّي أَطْعَمُ وَأَسْقَى. أَوْ إِنِّي أَيْتُ أَطْعَمُ وَأَسْقَى)).

[طرفة فی : ۷۲۴۱]

.(۱۹۶۱) ہم سے مدد نے بیان کیا، کماکہ مجھ سے بھی قطان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، کماکہ مجھ سے قیادہ نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (بلا حرج و اظہار) پے در پے روزے نہ رکھا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپؐ تو وصال کرتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ مجھے (الله تعالیٰ کی طرف سے) کھلایا اور پلایا جاتا ہے یا (آپؐ نے یہ فرمایا کہ) میں اس طرح رات گزارتا ہوں کہ مجھے کھلایا اور پلایا جاتا رہتا ہے۔

(۱۹۶۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں تفہ نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوم وصال سے منع فرمایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ تو وصال کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں، مجھے تو کھلایا اور پلا جاتا ہے۔

(۱۹۶۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعد نے بیان کیا، ان سے یزید بن ہاؤ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن خباب نے اور ان سے ابو سعید خدری بن شریٹ نے، انہوں نے رسول اللہ شَبَّابَ نے سنا کہ آپ نے فرمایا مسلسل ( بلا سحری و اظماری) روزے نہ رکھو، ہاں اگر کوئی ایسا کرنا چاہے تو وہ سحری کے وقت تک ایسا کر سکتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی، یا رسول اللہ؟ آپ تو ایسا کرتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں تورات اس طرح گذارتا ہوں کہ ایک کھلانے والا مجھے کھلاتا ہے اور ایک پلانے والا مجھے پلاتا ہے۔

**لئن شیخ** ابن ابی حاتم نے سند صحیح کے ساتھ بشیر بن خاصہ کی عورت سے نقل کیا کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ دو دن و رات کا متواتر روزہ رکھوں مگر میرے خادم بشیر نے مجھ کو اس سے منع فرمایا اور یہ حدیث سنائی کہ رسول کشم شَبَّابَ نے اس سے منع فرمایا اور اس کو فعل نصاریٰ بتلایا اور فرمایا ہے کہ اسی طرح روزہ رکھو جس طرح تم کو اللہ نے اس کے لئے حکم فرمایا ہے۔ رات آنے تک روزہ رکھو رات ہونے پر فوراً روزہ افطار کرلو۔

احادیث میں آخر حضرت شَبَّابَ کے صوم وصال کا ذکر ہے یہ آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔ اسی تقطیق کو ترجیح حاصل ہے۔ اللہ پاک مجھے کھلاتا پلاتا ہے اس سے روحاںی اکل و شراب مراد ہے۔ تفصیل مزید کے لیے اصل علم فتح الباری کا یہ مقام ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۹۶۴) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ اور محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو عبدہ نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے باپ نے اور ان سے عائشہ رضیتھی نے کہا کہ رسول اللہ شَبَّابَ نے پے در پے روزہ سے منع کیا تھا، امت پر رحمت و شفقت کے خیال سے، صحابہ رضیتھی نے عرض کی کہ آپ تو وصال کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے۔ عثمان نے

۱۹۶۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : نَهَى رَسُولُ اللَّهِ عَنِ الْوِصَالِ، قَالُوا: إِنَّكَ تُوَاصِلُ، قَالَ: ((إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ، إِنِّي أَطْعُمُ وَأَسْقِي)). [راجع: ۱۹۲۲]

۱۹۶۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَابٍ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تُوَاصِلُو، فَإِنَّكُمْ إِذَا أَرَادُتُمْ أَنْ يُوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلُنَّ حَتَّى السُّحْرِ)، قَالُوا: فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: ((إِنِّي لَسْتُ كَهْيَنْتَكُمْ، إِنِّي أَبِيَتُ لِي مُطْعِمٌ يَطْعَمُنِي وَسَاقِ يَسْقِيَنِي)). [طرفة في: ۱۹۶۷].

۱۹۶۴ - حَدَّثَنَا عُثْمَانَ بْنُ أَبِيهِ شَبَّابَ وَمُحَمَّدًا قَالَا : أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ غُرْزَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَهُمْ، قَالُوا: إِنَّكَ تُوَاصِلُ، قَالَ: ((إِنِّي لَسْتُ كَهْيَنْتَكُمْ، إِنِّي يَطْعَمُنِي رَبِّي

(اپنی روایت میں) "امت پر رحمت و شفقت کے خیال سے" کے عَمَانُ ((رَحْمَةٌ لَهُمْ)).

اس سے ان لوگوں نے دلیل ہے جو طے کاروزہ رکھنا حرام نہیں کہتے بلکہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی امت پر شفقت کے خیال سے اس سے منع فرمایا ہے قیام الیل میں آپ چوتھی رات کو برآمد نہ ہوئے اس ذر سے کہ کہیں یہ فرض نہ ہو جائے اور این ابی شیبہ نے باشاد صحیح عبد اللہ بن زیبر رض سے نکلا کہ وہ پدر وہ پدر وہ دن تک طے کے روزے رکھتے اور خود آنحضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کے ساتھ طے کے روزے رکھے اگر حرام ہوتے تو آپ اپنے اصحاب رض کو کبھی نہ رکھنے دیتے۔ (وجیدی)

**باب جو طے کے روزے بست رکھنے کے اس کو سزاد دینے کا بیان**  
 اس کو حضرت انس رض نے جناب نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔ (۱۹۷۵) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل (کئی دن تک) سحری و افطاری کے بغیر روزہ رکھنے سے منع فرمایا تھا۔ اس پر ایک آدمی نے مسلمانوں میں سے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! آپ تو وصال کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، میری طرح تم میں سے کون ہے؟ مجھے تورات میں میرا رب کھلاتا ہے اور وہی مجھے سیراب کرتا ہے۔ لوگ اس پر بھی جب صوم وصال رکھنے سے نہ رکے تو آپ نے ان کے ساتھ دو دن تک وصال کیا۔ پھر عید کا چاند نکل آیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر چاند نہ دکھائی دیتا تو میں اور کئی دن وصال کرتا۔ گویا جب صوم وصال سے وہ لوگ نہ رکے تو آپ نے ان کو سزاد دینے کے لئے یہ کہا۔

[اطرافہ فی : ۱۹۶۶، ۶۸۵۱، ۷۲۴۲، ۷۲۹۹]

بعض روایتوں میں یوں ہے میں تو برا بر اپنے مالک کے پاس رہتا ہوں وہ مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔ یہ کھلا پلا دینا روزہ نہیں تھا تو زتا کیونکہ یہ بمشت کا طعام اور شراب ہے، اس کا حکم دنیا کے طعام اور شراب کا نہیں ہے ایک حدیث میں ہے سونے کا طشت لایا گیا اور میرا سیند دھویا گیا۔ حالانکہ دنیا میں سونے چاندی کے برتاؤ کا استعمال منع ہے قلع نظر اس کے صحیح روایت یہی ہے کہ میں رات کو اپنے مالک کے پاس رہتا ہوں وہ مجھ کو کھلا پلا دینا ہے۔ (وجیدی)

حاذق فرماتے ہیں ای علی صفتکم لیں ان منکوم او شرب انقطع وصالہ بل انما یطعمی رہی و یستقینی ولا تنقطع بذالک موافقی لطعامی و شرابی علی غیر لطعامکم و شرابکم صورۃ و معنی یعنی تم میں سے کوئی روزے میں کھانی لے تو اس کا وصال روزہ

۴۹ - بَابُ التَّشْكِيلِ لِمَنْ أَكْفَرَ  
 الْوِصَالَ. رَوَاهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ  
 ۱۹۶۵ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا  
 شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو  
 سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ  
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
 عَنِ الْوِصَالِ فِي الصُّومِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ  
 مِنَ الْمُسْلِمِينَ: إِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ  
 اللَّهِ قَالَ: ((وَإِنَّكُمْ مِثْلِي؟ إِنِّي أَبِيَتُ  
 يَطْعَمُنِي رَبِّي وَيَسْتَقِينِي)). لَلَّمَّا أَبْوَا أَن  
 يَتَهَوَّأَ عَنِ الْوِصَالِ وَأَصْلَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ  
 يَوْمًا، ثُمَّ رَأَوَا الْهَلَالَ، فَقَالَ: ((لَوْ تَأْخُرُ  
 لِزِدْتُكُمْ)). كَالْتَشْكِيلِ لَهُمْ حِينَ أَبْوَا أَن  
 يَتَهَوَّأُوا.

[اطرافہ فی : ۱۹۶۶، ۶۸۵۱، ۷۲۴۲، ۷۲۹۹]

ٹوٹ گیا۔ اور میرا حال یہ ہے کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور اس سے میرا وصال نہیں نوتا۔ میرا طعام و شراب ظاہر و باطن کے لحاظ سے تمہارے طعام اور شراب سے بالکل مختلف ہے۔

(۱۹۶۶) ہم سے بھی بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے عبدالرازاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہمام نے اور انہوں نے ابو ہریرہ بن عثمان سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے دوبار فرمایا، تم لوگ وصال سے بچو! عرض کیا گیا کہ آپ تو وصال کرتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ رات میں مجھے میرا رب کھلاتا اور وہی مجھے سیراب کرتا ہے۔ پس تم اتنی ہی مشقت اٹھاؤ بچتی تم طاقت رکھتے ہو۔

۱۹۶۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّكُمْ وَالْوِصَالَ)) مَوْتَنِينَ. قَيلَ: إِنَّكَ تُوَاصِلُ. قَالَ: ((إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسِّينِي، فَأَكْلُفُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطْلِقُونَ)).

[راجع: ۱۹۶۵]

### باب سحری تک وصال کا روزہ رکھنا

درحقیقت یہ ٹلے کا روزہ نہیں گر جائز اس کو وصال یعنی ٹلے کا روزہ کہتے ہیں۔ کیونکہ ٹلے کا روزہ یہ ہے کہ دن کی طرح ساری رات نہ کچھ کھائے نہ پئے۔ باب کے ذیل میں حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ ای جواہر و قد تقدم انه قول احمد و طائفہ من اصحاب الحديث و تقدم توجیہہ و ان من الشافعیہ من قال انه ليس بوصال حقیقت عبارت کا مفہوم اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

(۱۹۶۷) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالعزیز ابن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے یزید بن ہادی نے، ان سے عبد اللہ بن خباب نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فمارہ تھے، صوم وصال نہ رکھو۔ اور اگر کسی کا ارادہ ہی وصال کا ہو تو سحری کے وقت تک وصال کر لے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی، یا رسول اللہ؟ آپ تو وصال کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ رات کے وقت ایک کھلانے والا مجھے کھلاتا ہے اور ایک پلانے والا مجھے پلاتا ہے۔

۱۹۶۷ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَّ أَبِيهِ حَازِمَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَابٍ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدِ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا تُوَاصِلُوا، فَإِنَّكُمْ أَرَادُوا أَنْ يُوَاصِلَنَّ لَلَّهُوَاصِلُونَ حَتَّى السُّحْرَ))، قَالُوا: فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: ((لَسْتُ كَهِنْتُكُمْ، إِنِّي أَبِيتُ لِي مُطْعِمٍ يُطْعِمُنِي وَسَاقٍ يَسِّينِي)).

[راجع: ۱۹۶۳]

باب کسی نے اپنے بھائی کو نفلی روزہ توڑنے کے لیے قسم دی اور اس نے روزہ توڑ دیا تو توڑنے والے پر قضا واجب نہیں ہے جب کہ روزہ نہ رکھنا اس کو مناسب ہو

اس سے یہ لکھتا ہے کہ اگر بلا وجہ نفلی روزہ قصد توڑنے والے تو اس پر قضا لازم ہو گی۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ شافعیہ

۱۹۶۸ - بَابُ مَنْ أَقْسَمَ عَلَى أَخِيهِ لِيُفْطِرَ فِي النَّطْرِ، وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِ قَضَاءً إِذَا كَانَ أُوفَّقَ لَهُ

کتنے ہیں اگر نفل روزہ توڑا لے تو اس کی قضاحت بھی ہے غدر سے توڑے یا بے غدر۔ حاتمہ اور جسوس بھی اسی کے قائل ہیں۔ خنیہ کے نزدیک ہر عال میں قضاواجب ہے اور مالکیہ کتنے ہیں کہ جب عمداً بلا غدر توڑا لے تو قضاalam ہو گی۔ امام بخاری و مسلم کا مسلک ظاہر ہے اور اسی کو ترجیح حاصل ہے۔

(۱۹۶۸) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے جعفر بن عون نے بیان کیا، ان سے ابو الفتح عسیٰ عتبہ بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے عون بن ابی جحیفہ نے اور ان سے ان کے والد (وہب بن عبد اللہ بن عثیمین) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سلمان اور ابو الدرداءؓ پر فتنہ میں (ہجرت کے بعد) بھائی چارہ کرایا تھا۔ ایک مرتبہ سلمان رضویؓ ابو درداءؓ پر فتنہ سے ملاقات کے لئے گئے۔ تو (ان کی عورت) ام درداءؓ کو بہت پھٹے پرانے حال میں دیکھا۔ ان سے پوچھا کہ یہ حالت کیوں بنا رکھی ہے؟ ام درداءؓ پر فتنہ نے جواب دیا کہ تم سمارے بھائی ابو الدرداءؓ پر فتنہ ہیں جن کو دنیا کی کوئی حاجت ہی نہیں ہے۔ پھر ابو الدرداءؓ پر فتنہ بھی آگئے اور ان کے سامنے کھانا حاضر کیا اور کہا کہ کھانا کھاؤ، انہوں نے کہا کہ میں تو روزے سے ہوں، اس پر حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ میں بھی اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک تم خود بھی شریک نہ ہو گے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر وہ کھانے میں شریک ہو گئے۔ (اور روزہ توڑ دیا) رات ہوئی تو ابو درداءؓ پر فتنہ عبادت کے لئے اٹھے اور اس مرتبہ بھی سلمانؓ نے فرمایا کہ ابھی سوجا۔ پھر جب رات کا آخری حصہ ہوا تو سلمان رضویؓ نے فرمایا کہ اچھا اب اٹھ جاؤ۔ چنانچہ دونوں نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد سلمانؓ نے فرمایا کہ تم سمارے رب کا بھی تم پر حق ہے۔ جان کا بھی تم پر حق ہے۔ اور تم سماری یہوی کا بھی کام پر حق ہے۔ اس لئے ہر حق والے کے حق کو ادا کرنا چاہئے۔ پھر آپ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ سلمانؓ نے سچ کہا۔

**تشریح** عبادت الہی کے متعلق کچھ غلط تصورات ادیان عالم میں پہلے ہی سے پائے جاتے رہے ہیں۔ ان ہی غلط تصورات کی اصلاح کے لئے پیغمبر اعظم ﷺ کی تشریف لائے۔ ابتدائے اسلام میں بعض صحابہ بھی ایسے تصورات رکھتے تھے۔ جن میں سے ایک حضرت ابو درداءؓ پر فتنہ بھی تھے کہ نفس کشی بائیں طور کرنا کہ جائز حاجات بھی ترک کر کرنا، دن میں بیش رووزہ سے رہنا یعنی عبادت ہے۔ اور یہی اللہ کی رضا کا ذریعہ ہے۔ حضرت سلمانؓ نے ان کے اس تصور کی ملا اصلاح فرمائی اور بتایا کہ

1968 - حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَالَ بَشَّارٍ  
حدَّثَنَا جَعْفَرٌ بْنُ عَوْنَى عَوْنَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو  
الْفَعِيسِ عَنْ عَوْنَى بْنِ أَبِي جَحِيفَةَ عَنْ أَبِيهِ  
قَالَ ((أَخْيَرُ النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَ سُلْطَانَ وَأَبِيهِ  
الْمَرْدَازَاءِ، فَرَأَى سُلْطَانَ أَبْنَا الْمَرْدَازَاءِ، فَرَأَى  
أُمَّ الْمَرْدَازَاءِ مُبَدِّلَةً فَقَالَ لَهَا: مَا شَانَكَ؟  
قَالَتْ: أَخْوَوكَ أَبُو الْمَرْدَازَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ  
لِيَ الدُّنْيَا. فَجَاءَ أَبُو الْمَرْدَازَاءِ فَصَبَّعَ لَهُ  
طَعَاماً فَقَالَ: كُلْ، قَالَ: فَلَمَّا فَاتَ صَائِمَ،  
قَالَ: مَا أَنَا بِأَكِيلِ حَتَّى تَأْكُلْ. قَالَ: فَأَكَلْ.  
لَلَّمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الْمَرْدَازَاءِ يَقُومُ،  
قَالَ: نَمْ، فَنَامْ. ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ، فَقَالَ نَمْ.  
لَلَّمَّا كَانَ مِنْ أَخْبَرِ اللَّيْلِ قَالَ سُلْطَانٌ: فَمِنْ  
الآن، لَعْنَلِيَّاً. فَقَالَ لَهُ سُلْطَانٌ: إِنْ لِرَبِّكَ  
عَلَيْكَ حَقًا، وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًا،  
وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًا، فَاغْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ  
حَقَّهُ. فَأَتَى النَّبِيِّ ﷺ فَدَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ  
النَّبِيِّ ﷺ: ((صَدَقَ سُلْطَانٌ)).

[اطرافہ فی : ۶۱۳۹]۔

ہر صاحب حق کا حق ادا کرنا یہ بھی عبادتِ الٰہی میں داخل ہے۔ یہوی کے حقوق ادا کرنا جس میں اس سے جملع کرنا بھی داخل ہے۔ اور رات میں آرام کی نیند سونا اور دن میں متواتر نفل روزوں کی جگہ کھانا پینا یہ سب امور داخل عبادت ہیں۔ ان ہر دو پر گرگ صحابیوں کا جب یہ واقعہ آنحضرت ﷺ تک پہنچا تو آپ نے حضرت سلمانؓ کی تائید فرمائی اور بتلایا کہ عبادتِ الٰہی کا حقیقی تصور یہ ہے کہ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد بلکہ حقوق النفس بھی ادا کئے جائیں۔

### باب ماہ شعبان میں روزے رکھنے کا بیان

(۱۹۶۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو امام مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی، انسیں ابوالنفر نے، انسیں ابو سلمہ نے اور ان سے عائشہ زینب بنت ابی جہنم نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نفل روزہ رکھنے لگتے تو ہم (آپس میں) کہتے کہ اب آپ روزہ رکھنا چھوڑیں گے یہ نہیں۔ اور جب روزہ چھوڑ دیتے تو ہم کہتے کہ اب آپ روزہ رکھنی گے یہ نہیں۔ میں نے رمضان کو چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کو کبھی پورے مینے کا نفلی روزہ رکھتے نہیں دیکھتا اور جتنے روزے آپ شعبان میں رکھتے میں نے کسی مہینہ میں اس سے زیادہ روزے رکھتے آپ کو نہیں دیکھا۔

### ۵۲- بَابُ صَوْمِ شَعْبَانَ

۱۹۶۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضِيرِ عَنْ أَبِي سَلْمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّىٰ نَّفُولَ لَا يَفْطِرُ، وَيَفْطِرُ حَتَّىٰ نَّفُولَ لَا يَصُومُ، فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ إِلَّا رَمَضَانَ، وَمَا رَأَيْتُهُ أَكْثَرَ صِيَاماً مِنْهُ فِي شَعْبَانَ)).

[طرفاہ فی : ۱۹۷۰ ، ۶۴۶۵].

شعبان کی وجہ تسلیہ حافظ صاحب کے لفظوں میں یہ ہے لتشعیبهم فی طلب المیاه او فی الغارات بعد ان یخرج شهر رب الحرام (فتح) یعنی اہل عرب اس مینے میں پانی کی تلاش میں متفرق ہو جایا کرتے تھے۔ یا ماہ رب جب کے خاتمه پر جس میں اہل عرب قتل و غارت وغیرہ سے بالکل رک جایا کرتے تھے اس ماہ میں وہ ایسے موقع کی پھر تلاش کرتے۔ اسی لئے اس ماہ کو انہوں نے شعبان سے موسم کیا۔ (۱۹۷۰) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، ان سے بشام نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت عائشہ زینب بنت ابی جہنم شعبان سے زیادہ اور کسی مہینہ میں روزے نہیں رکھتے تھے، شعبان کے پورے دنوں میں آپ روزہ سے رہتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ عمل وہی اختیار کرو جس کی تم میں طاقت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ (ثواب دینے سے) نہیں تحکما۔ تم خود ہی آتا جاؤ گے۔ یہی کرم صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز کو سب سے زیادہ پسند فرماتے جس پر بھیکی اختیار کی جائے خواہ کم ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نماز شروع کرتے تو اسے یہ شہزادہ تھے۔

۱۹۷۰ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَّالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلْمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَنَا قَالَتْ: ((لَمْ يَكُنْ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ، فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ، وَكَانَ يَقُولُ: ((خُذُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ، فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَمْلُكُ حَتَّىٰ تَمْلُوا)). وَأَحَبُّ الصَّلَاةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَا دُوَوَمَ عَلَيْهِ وَإِذْ قَلَّتْ. وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً دَأْوَمَ عَلَيْهَا). [راجح: ۱۹۶۹]

**لَشْبِيجْ** اگرچہ اور سینوں میں بھی آپ نفل روزے رکھا کرتے تھے مگر شعبان میں زیادہ روزے رکھتے کیونکہ شعبان میں بندوں کے اعمال اللہ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں۔ نائل کی روایت میں یہ مضمون موجود ہے۔ (وجیری) واللہ اعلم۔

### باب نبی کریم ﷺ کے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا بیان

۵۳- بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ صَوْمِ النَّبِيِّ

وَإِفْطَارِهِ

(۱۹۷۱) ہم سے مویں بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس نے بیان کیا کہ رمضان کے سوا نبی کریم ﷺ نے کبھی پورے میئے کاروزہ نہیں رکھا۔ آپ نفل روزے رکھنے لگتے تو دیکھنے والا کہہ اٹھتا کہ بخدا! اب آپ بے روزہ نہیں رہیں گے۔ اور اسی طرح جب نفل روزہ چھوڑ دیتے تو کہنے والا کہتا کہ واللہ! اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے۔

(۱۹۷۲) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے حیدر طویل نے اور انہوں نے انس بن شہر سے نہ۔ آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی میہنہ میں بے روزہ کر رہے تو ہمیں خیال ہوتا کہ اس میہنہ میں آپ روزہ رکھیں گے ہی نہیں۔ اسی طرح کسی میہنہ میں نفل روزے رکھنے لگتے تو ہم خیال کرتے کہ اب اس میہنہ کا ایک دن بھی بے روزے کے نہیں گزرے گا۔ جو جب بھی چاہتا آنحضرت ﷺ کو رات میں نماز پڑھتے دیکھ سکتا تھا اور جب بھی چاہتا سوتا ہوا بھی دیکھ سکتا تھا۔ سیمان نے حیدر طویل سے یوں بیان کیا کہ انہوں نے انس سے روزہ کے متعلق پوچھا تھا۔

(۱۹۷۳) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو ابو خالد احرنے خبر دی، کہا کہ ہم کو حمید نے خبر دی، کہا کہ میں نے انس بن شہر سے نبی کریم ﷺ کے روزوں کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ جب بھی میرا دل چاہتا کہ آپ کو روزے سے دیکھوں تو میں آپ کو روزے سے ہی دیکھتا۔ اور بغیر روزے کے چاہتا تو بغیر روزے سے ہی دیکھتا۔ رات میں کھڑے (نماز پڑھتے) دیکھنا چاہتا تو اسی طرح نماز پڑھتے دیکھتا۔

۱۹۷۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِيهِ بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبَّاسِ قَالَ : ((مَا صَامَ النَّبِيُّ ﷺ شَهْرًا كَامِلًا قُطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ، وَيَصُومُ حَتَّىٰ يَقُولَ الْفَاتِلُ : لَا وَاللَّهِ لَا يَفْطُرُ، وَيَفْطُرُ حَتَّىٰ يَقُولَ الْفَاتِلُ: لَا وَاللَّهِ لَا يَصُومُ)).

۱۹۷۲- حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حَمِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَّسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَفْطُرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّىٰ نَظَنَ أَنَّ لَا يَصُومُ مِنْهُ، وَيَصُومُ حَتَّىٰ نَظَنَ أَنَّ لَا يَفْطُرُ مِنْهُ شَيْئًا، وَكَانَ لَا تَشَاءُ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصْلِيًّا إِلَّا رَأَيْتَهُ، وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ)). وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ حَمِيدٍ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَّسًا فِي الصَّوْمِ.

۱۹۷۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَخْمَرُ قَالَ أَخْبَرَنَا حَمِيدٌ قَالَ: سَأَلَتْ أَنَّسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ صَيَامِ النَّبِيِّ ﷺ لَقَالَ: ((مَا كَنْتُ أَجِبُ أَنْ أَرَاهُ مِنَ الشَّهْرِ صَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ، وَلَا مُفْطِرًا إِلَّا رَأَيْتَهُ، وَلَا مِنَ اللَّيْلِ قَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ،

اور سوتے ہوئے دیکھنا چاہتا تو اسی طرح دیکھتا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے زیادہ نرم و نازک ریشم کے کپڑوں کو بھی نہیں دیکھا۔ اور نہ مٹک وغیرہ کو آپ کی خوبی سے زیادہ خوبصورت پایا۔

وَلَا نَأْتُمَا إِلَّا رَأَيْنَاهُ، وَلَا مَسِنْتُ خَزَّةً وَلَا  
خَرِبَّةً أَلَيْنَاهُ إِنَّمَا كَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَلَا  
شَمِنْتُ مِسْكَةً وَلَا غَيْرَةً أَهْبَطَ رَأْيَتَهُ  
إِنَّمَا رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ)).

[راجع: ۱۱۴۱]

مطلوب یہ ہے کہ آپ کبھی اول رات میں عبادت کرتے، کبھی بیج شب میں، کبھی آخر رات میں۔ اسی طرح آپ کا آرام فرمانا بھی مختلف تقویں میں ہوتا رہتا۔ اسی طرح آپ کا نفل روزہ بھی تھا۔ شروع اور بیج اور آخر میں میں ہر دنوں میں رکھتے۔ تو ہر شخص جو آپ کو روزہ دار یا رات کو عبادت کرتے یا سوتے دیکھنا چاہتا یا لاد وقت دیکھ لیتا۔ یہ سب کچھ امت کی تعلیم کے لئے تھا۔ تاکہ مسلمان ہر حال میں اپنے اللہ پاک کو یاد رکھیں۔ اور حقوق العباد ہر دو کی ادائیگی کو اپنے لئے لازم قرار دے لیں۔

**باب مہمان کی خاطر سے نفل روزہ نہ رکھنا یا تو رُؤْنُ النَّا**

(۱۹۷۳) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو ہارون بن اسماعیل نے خبر دی، کہا کہ ہم سے علی نے بیان کیا، ان سے بھی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو سلمہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن عمرو بن عاصی نے بیان کیا، آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے۔ پھر انہوں نے پوری حدیث بیان کی، یعنی تمہارے ملاقتیوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری یہوی کا بھی تم پر حق ہے۔ اس پر میں نے پوچھا، اور داؤد رض کا روزہ کیسا تھا؟ تو آپ نے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن بے روزہ رہنا صوم داؤدی ہے۔

علوم ہوا کہ نفل روزہ سے زیادہ موجب ثواب یہ امر ہے کہ مہمان کے ساتھ کھائے پئے، اس کی تواضع کرنے کے خیال سے خود نفل روزہ ترک کر دے کہ مہمان کا ایک خصوصی حق ہے۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ جو شخص اللہ اور پھر دن پر ایمان رکھتا ہو اس کا یہ فرض ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔

### باب روزے میں جسم کا حق

(۱۹۷۵) ہم سے ابن مقاتل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہم کو اوزاعی نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بھی بن ابی کثیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے

٤- بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ فِي الصَّوْمِ

۱۹۷۴ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا هَارُونَ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلَيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ: ((ذَخَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، يَعْنِي: ((إِنَّ لِزُورِكَ عَلَيْكَ حَقًا، وَإِنَّ لِزُوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًا)). فَقُلْتَ: وَمَا صَوْمُ دَاؤُدَ؟ قَالَ: ((نَصْفُ الدَّهْرِ)). [رجوع: ۱۱۳۱]

۱۹۷۵ - حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنِي

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عبد اللہ! کیا یہ خبر صحیح ہے کہ تم دن میں تو روزہ رکھتے ہو اور ساری رات نماز پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کی صحیح ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ آپ نے فرمایا، کہ ایسا نہ کر، روزہ بھی رکھ اور بے روزہ کے بھی رہ۔ نماز بھی پڑھ اور سو بھی۔ کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری یہوی کا بھی تم پر حق ہے اور تم سے ملاقات کرنے والوں کا بھی تم پر حق ہے۔ بس یہی کافی ہے کہ ہر میں میں تین دن روزہ رکھ لیا کرو، کیونکہ ہر یہی کابدہ دس گناہ کے اور اس طرح یہ ساری عمر کا روزہ ہو جائے گا لیکن میں نے اپنے پر سختی چاہی تو مجھ پر سختی کر دی گئی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں اپنے میں قوت پاتا ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ پھر اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھ اور اس سے آگے نہ بڑھ۔ میں نے پوچھا، اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کا روزہ کیا تھا؟ آپ نے فرمایا، ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن بے روزہ رہا کرتے تھے۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ بعد میں جب ضعیف ہو گئے تو کہا کرتے تھے، کاش! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی رخصت مان لیتا۔

عبد اللہ بن عمر و بن العاصی رضی اللہ عنہما (قالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا عبدَ اللَّهِ، أَلمْ أَخْبَرْتَ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ؟)) فَقَلَّتْ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلْ، صُمْ وَأَفْطِرْ، وَفَمْ وَنَمْ، فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًا، وَإِنَّ لَعْنَتَكَ عَلَيْكَ حَقًا، وَإِنَّ لِرُؤْزِكَ عَلَيْكَ حَقًا، وَإِنَّ لِرُؤْزِكَ عَلَيْكَ حَقًا، وَإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ كُلَّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشَرَ أَمْتَالَهَا، فَإِنَّ ذَلِكَ صِيَامَ الدَّهْرِ كُلَّهُ. فَنَذَّرْتَ فَشَدَّدْتَ عَلَيَّ)). فَقَلَّتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي أَجَدُ قُوَّةً، قَالَ: ((فَصُمْ صِيَامَ نَبِيِّ اللَّهِ دَاؤَدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَا تَرْدِ عَلَيْهِ)). فَقَلَّتْ: وَمَا كَانَ صِيَامَ نَبِيِّ اللَّهِ دَاؤَدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ؟ قَالَ: ((نِصْفَ الدَّهْرِ)). فَكَانَ عبدَ اللَّهِ يَقُولُ بَعْدَ مَا كَبِرَ: يَا لَيْسَيَ فَبَلَّتْ رَحْصَةَ النَّبِيِّ ﷺ). [راجح: ۱۱۳۱]

**تَسْبِيحٌ** اس حدیث میں بچھلے مضمون کی مزید وضاحت ہے۔ پھر ان لوگوں کے لئے جو عبادت میں زیادہ سے زیادہ انہاک کے خواہش مند ہوں ان کے لیے داؤد علیہ السلام کے روزے کو بطور مثال بیان فرمایا اور ترغیب دلائی کہ ایسے لوگوں کے لیے مناسب ہے کہ صوم داؤدی کی اقداء کریں اور اس میانہ روی سے ثواب عبادت حاصل کریں۔

## باب ہمیشہ روزہ رکھنا (جس کو صوم الدہر کہتے ہیں)

### ۵۶- بَابُ صَوْمِ الدَّهْرِ

شافعیہ کے نزدیک یہ مستحب ہے۔ ایک حدیث میں ہے جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس پر دوزخ نگک ہو جائے گی یعنی وہ اس میں جا ہی نہ سکے گا۔ اس کو امام احمد اور ابن خزیس اور ابن حبان اور یحییٰ نے نکالا۔ بعض نے ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ جانا ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے نفس عادی ہو جاتا ہے اور روزے کی تکلیف بالی نہیں رہتی۔ بعض علماء نے حدیث مذکور کو وعید کے سنتے میں سمجھا ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنے والا دوزخی ہو گا۔ فتح الباری میں ایک ایسے شخص کا ذکر بھی ہے جو ہمیشہ روزہ رکھتا تھا۔ دیکھنے والوں نے کہا کہ اگر اصحاب محمد ﷺ کا زمانہ ہوتا اور وہ اسے دیکھتے تو اسے سنگار کر دیتے کیونکہ اس نے صراحتاً فرمان نبوی کی مخالفت کی ہے۔

۱۹۷۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ

انسیں زہری نے، کما کہ مجھے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی کہ عبد اللہ بن عمرو بن حیثا نے کما کہ رسول اللہ ﷺ کی تکمیل میری یہ بات پہنچائی گئی کہ ”خدا کی قسم! زندگی بھر میں دن میں تو روزے رکھوں گا۔ اور ساری رات عبادات کروں گا۔“ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، میرے مل باب آپ پر فدا ہوں ہاں میں نے یہ کہا ہے، آپ نے فرمایا لیکن تیرے اندر اس کی طاقت نہیں، اس لیے روزہ بھی رکھ اور بے روزہ بھی رہ۔ عبادات بھی کر لیکن سوہ بھی۔ اور مینے میں تین دن کے روزے رکھا کہ نیکیوں کا بدلہ دس گناہاتا ہے۔ اس طرح یہ ساری عمر کا روزہ ہو جائے گا۔ میں نے کما کہ میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ پھر ایک دن روزہ رکھا کر اور دو دن کے لئے روزے چھوڑ دیا کر میں نے پھر کہا کہ میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن بے روزہ کے رہ کے داؤد ﷺ کا روزہ ایسا ہی تھا۔ اور روزہ کا یہ سب سے افضل طریقہ ہے۔ میں نے اب بھی وہی کہا کہ مجھے اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے لیکن اس مرتبہ آپ نے فرمایا کہ اس سے افضل کوئی روزہ نہیں ہے۔

**عَنِ الزُّفْرِيِّ** قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبٍ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرُو قَالَ: أَخْبَرَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنِّي أَقُولُ: وَاللَّهِ لَا صُومَنَ النَّهَارُ وَلَا صُومَنَ اللَّيلَ مَا عَشْتَ، فَقَلَّتْ لَهُ، فَذَكَرَتْ يَأْمِي أَنْتَ وَأَمِي. قَالَ: ((إِنَّكَ لَا تَسْتَطِعُ ذَلِكَ، فَصُمِّنَ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمَ، وَصُمِّنَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةً أَيَّامٍ فِيَّنَ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَذَلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدُّفْرِ)). قَلَّتْ: إِنِّي أَطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ: ((فَصُمِّنْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ)).

قَلَّتْ إِنِّي أَطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ: ((فَصُمِّنْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًَا، فَذَلِكَ صِيَامٌ دَاؤُدٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَهُوَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ)). قَلَّتْ: إِنِّي أَطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ)).

[راجح: ۱۱۳۱]

## ۵۷ - بَابُ حَقٌّ الْأَهْلِ فِي الصُّومِ

رَوَاهُ أَبُو جُعْنَيفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۱۹۷۷ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلَيٍّ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ سَمِعَتْ عَطَاءَ أَنَّ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ أَخْبَرَهُ اللَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرُو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: بَلَغَ النَّبِيُّ ﷺ أَنِّي أَسْرَدَ الصُّومَ، وَأَصْلَى الْلَّيْلَ فَلَمَّا أَرْسَلَ إِلَيَّ وَإِمَّا لَقِيَتْهُ قَالَ: ((أَلَمْ تَأْخِذْ أَنْكَ تَصُومَ وَلَا

بَابُ روزہ میں بیوی اور بال بچوں کا حق، اس کو ابو جحیفہ وہب بن عبد اللہ بن عثیر نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے۔ (۱۹۷) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو ابو عاصم نے خبر دی، انہیں اہن جرتح نے، انہوں نے عطاے سے سن، انہیں ابو عباس شاعر نے خبر دی۔ انہوں نے عبد اللہ بن عمرو بن حیثا سے سنا کہ نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا کہ میں مسلسل روزے رکھتا ہوں اور ساری رات عبادات کرتا ہوں۔ اب یا آنحضرت ﷺ نے کسی کو میرے پاس بھیجا یا خوذیں نے آپ سے ملاقات کی۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا یہ خبر صحیح ہے کہ تو متواتر روزے رکھتا ہے اور ایک بھی نہیں چھوڑتا۔ اور

(رات بھر) نماز پڑھتا رہتا ہے؟ روزہ بھی رکھ اور بے روزہ کے بھی رہ، عبادت بھی کر اور سو بھی کیونکہ تیری آنکھ کا بھی تجھ پر حق ہے، تیری جان کا بھی تجھ پر حق ہے۔ اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ عبد اللہ بن عثیم نے کہا کہ مجھ میں اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر داؤد علیہ السلام کی طرح روزہ برکھا کر۔ انہوں نے کہا اور وہ کس طرح؟ فرمایا کہ داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن کا روزہ چھوڑ دیا کرتے تھے۔ جب دشمن سے مقابلہ ہوتا تو پیشہ نہیں پھیرتے تھے۔ اس پر عبد اللہ بن عثیم نے عرض کی، اے اللہ کے نبی! میرے لیے یہ کیسے ممکن ہے کہ میں پیشہ پھیر جاؤں۔ عطاۓ نے کہا کہ مجھے یاد نہیں (اس حدیث میں) صوم دہر کا کس طرح ذکر ہوا۔ (البتہ انہیں اتنا یاد تھا کہ) آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو صوم دہر رکھتا ہے اس کاروڑہ ہی نہیں، دو مرتبہ (آپ نے یہی فرمایا)۔

تفطر، وَتُصْلِي وَلَا تَنَام، فَصُمُّ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ، فَإِنِّي لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَظًا وَإِنِّي لِنَفْسِكَ وَأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَظًا). قال : إِنِّي لَا قُوَى لِذَلِكَ. قال : ((فَصُمْ صِيَامَ دَاؤَدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ)) قال : وَكَيْفَ؟ قال : ((كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيَفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَقْرُءُ إِذَا لَا قَيْمٌ)). قال : مَنْ لَمْ يَهْذِهِ، يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَالَ عَطَاءً : لَا أَذْرِي، كَيْفَ ذَكَرَ صِيَامَ الْأَبْدَ، قال النَّبِيُّ ﷺ : ((لَا صَامَ مِنْ صَامَ الْأَبْدَ مَرْتَبَيْنِ)). [راجع: ۱۱۲۱]

**تشریح** اس سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جنہوں نے سدا روزہ رکھنا کرده جاتا ہے۔ ابن علی نے کہا جب آنحضرت ﷺ نے سدا روزہ رکھنے والے کی نسبت یہ فرمایا کہ اس نے روزہ نہیں رکھا تو اب اس کو ثواب کی کیا توقع ہے۔ بعض نے کہا اس حدیث میں سدا روزہ رکھنے سے یہ مراد ہے کہ عیدین اور ایام تشریق میں بھی اظفار نہ کرے۔ اس کی کراہیت اور حرمت میں تو کسی کا اختلاف نہیں۔ اگر ان دنوں میں کوئی اظفار کرے اور بھلی دنوں میں روزہ رکھا کرے بشرطیکہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کے حقوق میں کوئی خلل واقع نہ ہو تو ظاہر ہے کہ مکروہ نہ ہو گا۔ مگر ہر حال میں بہتر ہی ہے کہ صوم داؤد علیہ السلام رکھ کے یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن اظفار۔ تفصیل مزید کے لئے [فتح الباری](#) کا مطالعہ کیا جائے۔ ایک روایت میں لاصام و لاطر کے لفظ آئے ہیں کہ جس نے یہی روزہ رکھا گیا اس کو نہ روزے کا ثواب ملا نہ اس پر گناہ ہوا۔ کیونکہ اس طرح روزہ رکھنے سے اس کا تقصیل علوی ہو گیا۔

### باب ایک دن روزہ اور ایک دن اظفار کا بیان

(۱۹۷۸) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے غدر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شبہ نے بیان کیا، ان سے مخفیوں نے بیان کیا کہ میں نے مجہد سے سنا اور انہوں نے عبد اللہ بن عمرو بن حیثما سے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا، مسینہ میں صرف تین دن کے روزے رکھا کر۔ انہوں نے کہا کہ مجھ میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے۔ اسی طرح وہ ہر اب کہتے رہے (کہ مجھ میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے) یہیں تک کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن کا روزہ

۵۸- بَابُ صَوْمٍ يَوْمٍ وَإِفْطَارٍ يَوْمٍ ۱۹۷۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْتَزٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ مُعِيَّةَ قَالَ: سَمِعَتْ مُحَاجِدًا عَنْ عَنْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو وَضَرِبَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((صَمَّ مِنَ الشَّهْرِ ذَلِكَ أَيْمَمٌ)) قَالَ: أَطْبَقَ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، فَمَا زَالَ حَتَّى قَالَ: ((صَمَّ يَوْمًا وَأَفْطَرَ يَوْمًا)) فَقَالَ: ((أَفْرَا

چھوڑ دیا کر۔ آپ نے ان سے یہ بھی فرمایا کہ مسینہ میں ایک قرآن مجید ختم کیا کر۔ انہوں نے اس پر بھی کہا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ اور برابری کی کہتے رہے۔ یہاں تک کہ آخر پرست ملکیت نے فرمایا کہ تین دن میں (ایک قرآن ختم کیا کر)۔

الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ)، قَالَ: إِنِّي أَطِينُكَ أَكْثَرَ، فَمَا زَالَ حَتَّى قَالَ: ((فِي ثَلَاثَةِ)).

[راجح: ۱۱۳۱]

**لَشَّيْخُ** امام مسلم کی روایت میں یوں ہے۔ آپ نے فرمایا ایک مینے میں ایک ختم قرآن کا کیا کر۔ میں نے کہا کہ مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا، اچھا ہیں دن میں ختم کیا کر، میں نے کہا کہ مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا، اچھا دس دن میں ختم کیا کر۔ میں نے کہا، مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے، آپ نے فرمایا اچھا سات دن میں ختم کیا کر۔ اور اس سے زیادہ مت پڑھ۔ (یعنی سات دن سے کم میں ختم نہ کر)۔ اسی لے اکثر علماء نے سات دن سے کم میں قرآن کا ختم کرنا مکروہ رکھا ہے۔ قسطلانی نے کہا میں نے بیت المقدس میں ایک بوڑھے کو دیکھا جس کو ابوالاطاہر کہتے تھے وہ رات میں قرآن کے آٹھ ختم کیا کرتے تھا وغیرہ وغیرہ۔ مترجم کہتا ہے یہ خلاف سنت ہے۔ عمدہ یہی ہے کہ قرآن مجید کو سمجھ سمجھ کر چالیس دن میں ختم کیا جائے انتہاء یہ ہے کہ تین دن میں ختم ہو۔ اس سے کم میں جو قرآن ختم کرے گا گویا اس نے گھاس کاٹی ہے الاماشاء اللہ۔

### باب حضرت داؤد عليہ السلام کا روزہ

(۱۹۷۹) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو عباس کی سے سنا، وہ شاعر تھے لیکن روایت حدیث میں ان پر کسی قسم کا اعتمام نہیں تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا تو متواتر روزے رکھتا ہے اور رات بھر عبادت کرتا ہے؟ میں نے ہاں میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا، اگر تو یونہی کرتا رہا تو آنکھیں دھنس جائیں گی اور تو بے حد کمزور ہو جائے گا یہ کوئی روزہ نہیں کہ کوئی زندگی بھر (بلانگہ ہر روز) روزہ رکھے۔ تین دن کا (ہر مینہ میں) روزہ پوری زندگی کے روزے کے برابر ہے۔ میں نے اس پر کہا کہ مجھے اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ پھر داؤد عليہ السلام کا روزہ رکھا کر۔ آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے۔ اور ایک دن روزہ چھوڑ دیتے تھے۔ اور جب دشمن کا سامنا ہوتا تو پیچھے نہیں دکھلایا کرتے تھے۔

۱۹۷۹ - حَدَّثَنَا آدُمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ  
فَأَلَّا حَدَّثَنَا حَيْنِيُّ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ:  
سَمِعْتُ أَبَا العَبَّاسِ الْمُكْبَرِيَّ - وَكَانَ  
شَاعِرًا، وَكَانَ لَا يَنْهَا فِي حَدِيثِهِ - قَالَ:  
سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرُو بْنَ الْعَاصِي  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ  
ﷺ: ((إِنَّكَ لَصَوْمُ الدَّهْرِ وَنَفَّومُ اللَّيْلِ))  
فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((إِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ  
هَجَّمْتَ لَهُ الْعَيْنَ وَنَفَّهَتَ لَهُ النَّفْسَ، لَا  
صَامَ مِنْ صَامَ الدَّهْرَ، صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ  
صَوْمُ الدَّهْرِ كُلُّهُ)). قُلْتُ: فَإِنِّي أَطِينُكَ  
أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: ((فَصُمْ صَوْمَ دَاؤَدَ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ: كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيَنْفَطِرُ  
يَوْمًا، وَلَا يَنْفِرُ إِذَا لَا قَيْ).

[راجح: ۱۱۳۱]

**لئے** شاعر مبادفہ کے عادی ہوتے ہیں جو احتیاط شفہت کے مثلف ہے، اس لئے ابو عباس کی کے متعلق یہ توضیح کی گئی کہ وہ شاعر ہونے کے باوجود انتہائی ثقہ تھے اور ان کے متعلق کوئی اسلام نہ تھا، لہذا ان کی روایات سب قتل قبول ہیں۔

حافظ ابن حجر ع فرماتے ہیں۔ و نقل الترمذی عن بعض اهل العلم انه اشق الصيام و يامن مع ذالك غالباً من تقويف الحقرفي، كما تقدمت الاشارة اليه فيما تقدم قربينا في حق داود و لا يفر اذا لاقي لان من اسباب الفرار ضعف العسد ولا شك ان سرد الصوم ينهكه و على ذالك يحمل قول ابن مسعود فيها رواه سعيد بن منصور بأسناد صحيح عنه انه قيل له انك لنقل الصيام فقال اني اخاف ان يضعفني عن القراءة و القراءة احب الى من الصيام الخ لين ترمذى ع نفع سے بعض سے نقل کیا ہے کہ صائم داؤد ع اگرچہ مشکل ترین روزہ ہے مگر اس میں حقوق واجب کے فوت ہونے کا ذر نہیں جیسا کہ یتھرے داؤد ع کے متعلق اشارہ گذر چکا ہے ان کی شان یہ ع کہ اس قدر روزہ رکھنے کے باوجود وہ جماد میں دشمن سے مقابلہ کے وقت بھاگتے نہیں تھے۔ لینی اس قدر روزہ رکھنے کے باوجود ان کے جسم میں کوئی کمزوری نہ تھی۔ حالانکہ اس طرح روزے رکھنا جسم کو کمزور کر دیتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود ع کے قول کا بھی یہی مطلب ہے۔ ان سے کہا گیا تھا کہ آپ نقل روزہ کم کمزور کر دیتا ہے۔ فرمایا کہ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں میں کثرت صوم سے اس قدر کمزور نہ ہو جاؤں کہ میری قراءۃ کا سلسلہ رک جائے حالانکہ قرأت میرے لیے روزہ سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ صوم داؤد ع بہترین روزہ ہے۔ جو لوگ بکفرت روزہ رکھنے کے خواہش مند ہوں ان کے لیے ان ہی کی اتباع مناسب ہے۔

(۱۹۸۰) ہم سے اسحاق واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے خالد حذاء نے اور ان سے ابو قلبہ نے کہ مجھے ابو مبلغ نے خبر دی، کما کہ میں آپ کے والد کے ساتھ عبد اللہ بن عمرو رض کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسیلہ و آله و سلم کو میرے روزے کے متعلق خبر ہو گئی، (کہ میں مسلسل روزے رکھتا ہوں) آپ میرے یہاں تشریف لائے اور میں نے ایک گدہ آپ کے لیے بچا دیا۔ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسیلہ و آله و سلم زمین پر بیٹھ گئے۔ اور تکیہ میرے اور آپ کے درمیان ہو گیا۔ آپ نے فرمایا، کیا تمارے لئے ہر مہینہ میں تین دن کے روزے کافی نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! (کچھ اور بڑھا جائیے) آپ نے فرمایا، اچھا پانچ دن کے روزے (رکھ لے) میں نے عرض کی، یا رسول اللہ کچھ اور آپ نے فرمایا چلو چھ دن، میں نے عرض کی یا رسول اللہ! (کچھ اور بڑھا جائیے، مجھ میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے) آپ نے فرمایا! اچھا نو دن، میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! کچھ اور، فرمایا، اچھا گیا رہ دن۔ آخر آپ نے فرمایا کہ داؤد ع کے روزے کے طریقے کے سوا اور کوئی طریقہ (شریعت میں) جائز

۱۹۸۰ - حدثنا إسحاق الواسطي قال: حدثنا خالد عن خالد عن أبي قلابة قال: أخبرني أبو المليح قال: دخلت مع أبيك على عبد الله بن عمر و قحدثنا أن رسول الله ﷺ ذكر له صومي فدخل على، فالقفت له وسادة من أدم حشونها ليف، فجلس على الأرض وصارت الوسادة يبني وبيته، فقال: ((أما يكفينك من كل شهر ثلاثة أيام؟)) قال: قلت: يا رسول الله.. قال: ((ستغا)). قلت: يا رسول الله.. قال: ((ستغا)). قلت: يا رسول الله.. قال: ((ستغا)). قلت: يا رسول الله.. قال: ((إحدى عشرة)). ثم قال النبي ﷺ: ((لا صوم فوق صوم داؤد عليه السلام : شطر الدبر، صم يوما وأفطر يوما)). [راجع: ۱۱۳۱]

نہیں۔ یعنی زندگی کے آدھے دنوں میں ایک دن کا روزہ رکھ اور ایک دن کا روزہ چھوڑ دیا کر۔

باب ایام بیض کے روزے  
لیعنی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخوں کے  
روزے رکھنا

(۱۹۸۱) ہم سے ابو محمر نے بیان کیا، ان سے عبد الوارث نے بیان کیا، ان سے ابوالثیاں نے بیان کیا، کماکہ مجھ سے ابو عثمان نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ میرے خلیلؓ نے مجھے ہر مینے کی تین تاریخوں میں روزہ رکھنے کی وصیت فرمائی تھی۔ اسی طرح چاہست کی دو رکعتوں کی بھی وصیت فرمائی تھی اور اس کی بھی کہ سونے سے پسلے ہی میں و تر پڑھ لیا کروں۔

٦٠ - بَابُ صِيَامِ أَيَّامِ الْيَمِنِ :

١٩٨١ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرْ قَالَ حَدَّثَنَا  
عَنْدَ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَاحِ قَالَ  
حَدَّثَنِي أَبُو عَثْمَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((أَوْصَانِي خَلِيلِي ~~كُفَّارَ~~  
بِسَلَاثِ : صِيَامٌ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ،  
وَرَكِعْتَنِي الصُّحْنَى، وَأُوتِرَ قَبْلَ أَنْ آتَانَمْ)).

[١١٧٨: راجع]

**لشیخ** یہل یہ اشکال ہوتا ہے کہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں ہے کیونکہ حدیث میں ہر صینے میں تین روزے رکھنے کا ذکر ہے۔ ایام یعنی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اور اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاری و مسلم نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کر دیا۔ جسے امام احمد اور نسلی اور ابن حبان نے موی بن طلحہ سے نکلا۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ پروردہ سے، اس میں یوں ہے کہ آپ نے ایک اعرابی سے فرمایا جو بھنا ہوا خرگوش لایا تھا۔ تو بھی کھا۔ اس نے کہا میں ہر صینے تین دن روزے رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر تو یہ روزے رکھتا ہے تو سفید دنوں میں تین ایام یعنی میں رکھا کر۔ نسلی کی ایک روایت میں عبد اللہ بن عمروؓ پروردہ سے یوں ہے ہر دس دن میں ایک روزہ رکھا کر اور تنہی نے نکلا کہ آپ ہفتہ اور اتوار اور ہجر کو روزہ رکھا کرتے اور ایک روایت میں مغل بدھ، جمعرات میں ہے غرض آپ کا ف麟ی روزہ بھاشہ کے لیے کسی خاص دن میں میعنی نہ تھا۔ مگر ایام یعنی کے روزے مسنون ہیں۔

باب جو شخص کسی کے ہاں بطور مہمان ملاقات کے لیے گیا اور ان کے پیاس حاکر اس نے اپنا نقلی روزہ نہیں توڑا

(۱۹۸۲) ہم سے محمد بن شفیٰ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے خالد نے (جو) حارث کے بیٹے ہیں (بیان کیا، ان سے حید نے اور ان سے انس بن بشیر نے کہ نبی کریم ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہما ایک عورت کے پیاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپؐ کی خدمت میں کھجور اور گھنی پیش کیا۔ آپؐ نے فرمایا، یہ گھنی اس کے برتن میں رکھ دو اور یہ کھجور سبھی اس کے

٦١- بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَمْ يُفْطِرْ  
عِنْدَهُمْ

١٩٨٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَشَّى قَالَ : حَدَّثَنِي خَالِدٌ هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أُمِّ سَلَيْمٍ فَاتَّهَ بِتَمْرٍ وَسَمَنٍ ، قَالَ : ((أَعِنْدُوكُمْ سَمَنًا فِي سَقَائِهِ

برتن میں رکھ دو کیونکہ میں تو روزے سے ہوں۔ پھر آپ نے گھر کے ایک کنارے میں کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھی اور امام سلیم پڑھنا اور ان کے گھروالوں کے لیے دعا کی، امام سلیم پڑھنا نے عرض کی کہ میرا ایک بچہ لاڈلا بھی تو ہے (اس کے لیے بھی تو دعا فرمادیجئے) فرمایا کون ہے انہوں نے کہا آپ کا خادم انس بھٹھ۔ پھر آپ نے دنیا اور آخرت کی کوئی خیر و بھلائی نہیں چھوڑی جس کی ان کے لیے دعا نہ کی ہو۔ آپ نے دعا میں یہ بھی فرمایا، اے اللہ! استے مال اور اولاد عطا فرماؤ را اس کے لیے برکت عطا کر۔ (انس بھٹھ کا بیان تھا کہ) چنانچہ میں انصار میں سب سے زیادہ مدار ہوں۔ اور مجھ سے میری بیٹی امینہ نے بیان کیا کہ حاج کے بصرہ آنے تک میری صلبی اولاد میں سے تقریباً ایک سو بیس دفن ہو چکے تھے۔ ہم سے ابن ابی مریم نے بیان کیا، انہیں بھی نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے حمید نے بیان کیا، اور انہوں نے انس بھٹھ سے سن، بھی کہم بھٹھ کے حوالہ کے ساتھ۔

وَتَمَرْكِمْ فِي وِعَادِهِ فَلَمْ يَأْتِ صَاحِبَهُ). ثُمَّ قَامَ إِلَى نَاحِيَةِ مِنَ الْبَيْتِ فَصَلَّى عَلَيْهِ الْمُكْتُوبَةَ، فَدَعَا لِأَمْ سَلَيْمٍ وَأَهْلِ بَيْتِهِ. فَقَالَتْ أُمُّ سَلَيْمٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّ لِي خُوَيْصَةً، قَالَ: ((مَا هِيَ))؟ قَالَتْ: خَادِمُكَ أُنْسٌ. فَمَا تَرَكَ خَيْرٌ آخِرَةٌ وَلَا ذُنْبًا إِلَّا دَعَا بِهِ: اللَّهُمَّ ارْزُقْهُ مَا لَا وَلَدَ، وَبَارِكْ لَهُ). فَلَمَّا لَمِنْ أَكْثَرِ الْأَنْصَارِ مَالًا، وَحَدَّثَنِي أَبْنَيَ أُمِّيَّةَ اللَّهُ قَالَ دُفِنَ لِصَلَّى مَقْدَمَ حَجَاجَ الْبَصْرَيَّ بِضُعْنَةٍ وَعَشْرُونَ وَمِائَةً). حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْتَى قَالَ: حَدَّثَنِي حَمِيدٌ سَمِعَ أَنَّسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [اطرافہ فی : ۶۳۴۴، ۶۳۷۸، ۶۳۷۸]

[۶۲۸۰]

**لَشَرِيقٍ** پچھلی حدیث میں حاج کا ذکر ہے جو بصرہ میں ۵۷ھ میں آیا تھا۔ اس وقت حضرت انس بھٹھ کی عمر کچھ اوپر اسی برس کی تھی، ۹۸۳ھ کے قریب آپ کا اقبال ہوا۔ ایک سو سال کے قریب ان کی عمر ہوئی۔ یہ سب آخرت لہلہ کی دعا کی برکت تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے خاص اپنی صلب کے ۱۲۵ پیچ دفن کے پھر دیگر لواحقین کا اندانہ کرنا چاہئے۔ اس حدیث سے مقصد باب یوں ثابت ہوا کہ آپ ام سلیم کے گھر روزہ کی حالت میں تشریف لے گئے۔ اور آپ نے ان کے ہاں کھانا واپس فرمادیا۔ اور روزہ نہیں توڑا۔ ثابت ہوا کہ کوئی شخص ایسا بھی کرے تو جائز درست بلکہ سنت نبوی ہے۔ یہ سب حالات پر مختص ہے۔ بعض مواقع ایسے بھی آئکتے ہیں کہ وہاں روزہ کھول دیا جائز ہے۔ یہ ہر شخص کے خود دل میں فیصلہ کرنے اور حالات کو سمجھنے کی باتیں ہیں۔ انما الاعمال بالنبیات۔

### باب میمنے کے آخر میں روزہ رکھنا۔

(۹۸۳) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے مددی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے غیلان نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے مددی بن میمون نے، ان سے غیلان بن جریر نے، ان

### ۶۲ - بَابُ الصَّوْمِ أَخِيرَ الشَّهْرِ

۱۹۸۳ - حَدَّثَنَا الصَّلَتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ غَيْلَانَ ح. وَحَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ مُطَرْفٍ عَنْ

سے مطرف نے، ان سے عمران بن حمیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یا (مطرف نے یہ کہا کہ) سوال تو کسی اور نے کیا تھا لیکن وہ سن رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابو فلاں! کیا تم نے اس میں کے آخر کے روزے رکھے؟ ابو عثمان نے کامیرا خیال ہے کہ راوی نے کہا کہ آپ کی مراد رمضان سے تھی۔ ابو عبد اللہ (امام تخاری رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں کہ ثابت نے بیان کیا، ان سے مطرف نے، ان سے عمران رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (رمضان کے آخر کے بجائے) شعبان کے آخر میں کاظمین بیان کیا (یہ صحیح ہے)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ آنہ سالہ - اُو میان رجلاً وَعِمْرَانَ يَسْمَعُ - فَقَالَ: يَا أَبَا فُلَادَ أَمَا صَنْتَ سَرَّ هَذَا الشَّهْرِ؟ قَالَ: أَظْنَهُ قَالَ يَغْنِي رَمَضَانَ، قَالَ الرَّجُلُ: لَا، يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((فَإِذَا الْفَطْرَةَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ)), لَمْ يَقُلْ الصَّلَتْ: أَظْنَهُ يَغْنِي رَمَضَانَ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَقَالَ ثَابَتٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَمْرَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مِنْ سَرَّ شَعْبَانَ)).

**لَشْرِيق** کیونکہ رمضان میں تو سارے میئے ہر کوئی روزے رکھتا ہے۔ بعض نے سرکار ترجیح میئے کا شروع کیا ہے، بعض نے میئے کا تیج، بعضوں نے کما آنحضرت ﷺ نے اس شخص سے ڈاٹ کے طور پر ایسا فرمایا کہ تو نے شعبان کے اخیر میں تو روزے نہیں رکھے۔ کیونکہ دوسری حدیث میں آپ نے رمضان کا استقبال کرنے سے منع فرمایا ہے۔ مگر اس میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ اگر یہ ہوتا تو آپ قضاء کا حکم کیوں دیتے۔ ظالی نے کاشاید اس وجہ سے قضاۓ کا حکم دیا کہ اس شخص نے منت مانی ہو گی، تو آپ نے منت پوری کرنے کا حکم دیا اس طرح کہ شوال میں اس کی قضاۓ کر لے۔ بعض نے کہا اگر کوئی شعبان کے آخر میں رمضان کے استقبال کی نیت سے روزہ رکھے تو یہ کمروہ ہے لیکن اگر استقبال کی نیت نہ ہو تو کچھ قباحت نہیں ہے۔ مگر ایک حدیث میں شعبان کے نصف آخری میں روزہ رکھنے کی ممانعت بھی وارد ہوئی ہے تاکہ رمضان کے لئے ضعف لاحق نہ ہو۔

### باب جمعہ کے دن روزہ رکھنا۔

اگر کسی نے خلی ایک جمعہ کے دن کے روزہ کی نیت کر لی تو اسے توڑو ڈالے

۶۳- بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ،  
فَإِذَا أَصْبَحَ صَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَفْطُرَ

(۱۹۸۲) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے اہن جرتج نے، ان سے عبد الحمید بن جیبرین نے اور ان سے محمد بن عباد نے کہ میں نے جابر بن عبد الله سے پوچھا، کیا نبی ﷺ نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں! ابو عاصم کے علاوہ راویوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ خلی (ایک جمعہ ہی کے دن) روزہ رکھنے سے آپ نے منع فرمایا۔

۱۹۸۴- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ أَنِي جُرْجِيَعَةِ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَبَرِيْنَ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبَادٍ قَالَ: ((سَأَلَتْ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ)) زَادَ غَيْرُ أَبِي عَاصِمٍ ((أَنْ يَنْفَرِدَ بِصَوْمِ)).

**لَشْرِيق** اس باب میں حضرت امام نے تین حدیثیں نقل کی ہیں۔ پہلی دو حدیثوں میں کچھ کچھ احتمال ہے مگر تیسرا حدیث میں پوری

تفصیل موجود ہے، جس سے ظاہر ہے کہ جمد کے روزہ کے لئے ضروری ہے کہ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد مگی روزہ رکھا جائے۔ مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مزید تفصیل یوں ہے۔ لا تخصوا لیلۃ الجمعة بقیام من بین اللیالی و لا تخصروا یوم الجمعة من بین الایام الا ان یکون فی صوم یصومه احد کم لیتی جمد کی رات کو عبادت کے لئے خاص تھے کہ اور نہ جمد کے دن کو روزہ کے لئے ہاں اگر کسی کا کوئی نذر وغیرہ کا روزہ جمد کے دن آجائے۔ جس کا رکھنا اس کے لئے ضروری ہو تو یہ امر دیگر ہے۔ وہ روزہ رکھا جائے۔ کمن بصوم ایام البیض او من بعده عادۃ بصوم یوم معین کووم عرفہ فوائق یوم الجمعة و یوخد منه جو ایام صومہ لمن نذر یوم قوم زید مثلاً او شفاء فلان (فتح) لیتی کسی کا کوئی روزہ ایام بیض کا ہو یا عرفہ کا یا کسی نذر کا جمعہ میں پڑ جائے تو پھر جمعہ کا روزہ جائز ہے۔

(۱۹۸۵) ہم سے عمر بن حفص بن عیاث نے بیان کیا، کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابو صالح نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کرم ﷺ سے سئیلہ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ کوئی بھی شخص جمہ کے دن اس وقت تک روزہ نہ رکے جب تک اس سے ایک دن پسلے یا اس کے ایک دن بعد روزہ نہ رکھتا ہو۔

عیاث قال حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((لَا يَصُومُنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ)).

**لشیخ** مطلب یہ ہے کہ بعض لوگوں کی جو عادت ہوتی ہے کہ بہتے میں ایک دو دن خاص کر کے اس میں روزہ رکھتے ہیں۔ جیسے کوئی پیر جمعرات کو روزہ رکھتا ہے، کوئی پیر مغل کو، کوئی جمعرات جمعہ کو تو یہ تخصیص آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ انہیں نے کہا بعض نے اسی وجہ سے ایسی تخصیص کو مکروہ رکھا ہے۔ لیکن عزف کے دن اور عاشرہ اور ایام بیض کی تخصیص تو خود حدیث سے ثابت ہے۔ حافظ نے کہا کہ ایک احادیث میں یہ وارد ہے کہ آپ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ مگر شاید امام بخاری رض کے نزدیک وہ حدیث میں صحیح نہیں ہیں۔ حالانکہ ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے نکلا۔ اور ابن حبان نے اس کو صحیح کہا۔ حضرت عائشہ رض سے کہ آنحضرت ﷺ قصد کر کے پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے اور نسائی اور ابو داؤد نے نکلا، ابن خزیم نے اس کو صحیح کہا، اسلامہ رض سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا آپ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے۔ میں نے اس کا سب پوچھا، تو آپ نے فرمایا، اس دن اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل اس وقت اٹھایا جائے جب میں روزہ سے ہوں۔

(۱۹۸۶) ہم سے مسد دنے بیان کیا کہا کہ ہم سے تجھی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، (دوسری سند) اور امام بخاری حذیث نے کہا کہ مجھ سے محمد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے غدر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قادہ نے، ان سے ابوالیوب نے اور ان سے جویریہ بنت حارث نے کہ نبی کرم ﷺ ان کے یہاں جمع کے دن تشریف لے گئے، (اتفاق سے) وہ روزہ سے تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر دریافت فرمایا کیا کل کے دن بھی تو نے روزہ رکھا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا کیا آئندہ کل روزہ رکھنے کا ارادہ ہے؟ جواب دیا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر روزہ توڑ شعبۃ، ح. وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ عَنْدَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ قَاتِدَةَ عَنْ أَبِي أَبْوَبَ عَنْ جُوبِرِيَّةَ بِنْتِ الْعَسَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ فَقَالَ: (أَصْنَعْتِ أَنْفُسِي؟) قَالَتْ: لَا. قَالَ: ((تُرِيدِينِي أَنْ تَصْوِيمَنِي خَدَّاً؟)) قَالَتْ: لَا. قَالَ: ((فَأَنْطَرِي)).

وَقَالَ حَمَادُ بْنُ الْجَفْدِ سَمِعَ قَاتَدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِيْوبٍ: (أَنَّ جُوبَرِيَّةَ حَدَّثَنِي فَأَمْرَهَا فَالْفَطَرَتْ).  
دو۔ حماد بن جعد نے بیان کیا کہ انہوں نے قاتاہ سے سنا، ان سے ابوالیوب نے بیان کیا اور ان سے جویریہؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت مسیح علیہ السلام نے حکم دیا اور انہوں نے روزہ توڑ دیا۔

حاکم وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے یوم الجمعة یوم عید فلا تجعلوا یوم عید کم یوم صیامکم الا ان تصوموا قبلہ او بعدہ یعنی جمعہ کا دن تمہارے لیے عید کا دن ہے پس اپنے عید کے دن کو روزہ رکھنے کا دن نہ بناؤ گریہ کہ تم اس سے آگے یا پچھے ایک روزہ اور رکھ لو۔ ابن الیثیب نے حضرت علیؓ سے نقل کیا کہ جمعہ کے دن روزہ نہ رکھو یہ دن تمہارے لیے عبادت الہی اور کھانے پینے کا دن ہے۔ وذهب الجمہور الی ان النہی فیہ للتزیہ (فۃ) یعنی جسمور کا قول ہے کہ جمعہ کے دن روزہ کی ننی تزیہ کے لیے ہے، حرمت کے لیے نہیں ہے یعنی بترے کے روزہ نہ رکھا جائے۔

## باپ روزے کے لیے کوئی دن

مقرر کرنا

(۷) ہم سے مدد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے سچی نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقہ نے، انہوں نے عائشہؓ سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ نے (روزہ وغیرہ عبادات کے لیے) کچھ دن خاص طور پر مقرر کر رکھے تھے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ بلکہ آپ کے ہر عمل میں ہمیشی ہوتی تھی۔ اور دوسرا کون ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جتنی طاقت رکھتا ہو؟

جن ایام کے روزوں کے متعلق احادیث وارد ہوئی ہیں جیسے یوم عرفہ یوم عاشورہ وغیرہ وہ اس سے منشی ہیں۔

## بُابِ عرفہ کے دن روزہ رکھنا

(۱۹۸۸) ہم سے مدد نے بیان کیا، کماکہ ہم سے مجھی نے بیان کیا، ان سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ مجھ سے سالم نے بیان کیا، کماکہ مجھ سے ام فضل بن عثیمین کے مولیٰ عمر بن حیران نے بیان کیا، اور ان سے ام فضل بن عثیمین نے بیان کیا۔ (دوسری سند) امام بخاری رضی اللہ عنہ نے کہا اور ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہیں امام مالک نے خردی، انہیں عمر بن عبد اللہ کے غلام ابو نفر نے، انہیں عبد اللہ بن عباس مجھی عثیمین کے غلام عمر بن حارث بنت حارث بنت کہ ان کے یہاں کچھ لوگ عرفات کے دن نبی کریم ﷺ کے روزہ کے بارے میں جھوڑ رہے

٤- بَابُ هَلْ يَخْصُّ شَيْئًا مِنْ

ال أيام؟

١٩٨٧ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى  
عَنْ سَفِيَّانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ  
عَلْقَمَةَ ((قُلْتَ لِغَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى  
عَنْهَا): هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْتَصُّ  
مِنَ الْأَيَّامِ شَيْئًا؟ قَالَتْ: لَا، كَانَ عَمَلَهُ  
دِيْمَةً، وَإِلَكُمْ يُطِيقُ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
يُطِيقُ؟)). [طَرَفُ فِي : ٦٤٦٦]

يُطِيقُ؟)). طرفه في : ٦٤٦٦.

٦٥ - بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ

١٩٨٨ - حَدَّثَنَا مُسَدْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى  
عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ قَالَ:  
حَدَّثَنِي عَمِيرٌ مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ أَنَّ أُمَّ  
الْفَضْلَ حَدَّثَتْهُ ح. وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ  
يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ  
مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَمِيرٍ مَوْلَى  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْعَبَّاسِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بْنَتِ  
الْحَارِثِ ((أَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ

تھے۔ بعض نے کہا کہ آپ روزہ سے ہیں اور بعض نے کہا کہ روزہ سے نہیں ہیں۔ اس پر ام فضل بن عثمان نے آپ کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ بھیجا (تاکہ حقیقت ظاہر ہو جائے) آپ اپنے اوٹ پر سوار تھے، آپ نے دودھ پی لیا۔

غُرَفَةٌ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: هُوَ صَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَيْسَ بِصَائِمٍ. فَأَرْسَلَتِ إِلَيْهِ بِقَدْحٍ لَبِنَ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعْثِرَةٍ فَشَرَبَهُ). [راجح: ۱۶۵۸]

ابو قیم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ خطبہ سارے تھے اور یہ حجت الوداع کا واقعہ تھا جیسا کہ اگلی حدیث میں مذکور ہے۔  
 (۱۹۸۹) ہم سے بیکی بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، (یا ان کے سامنے حدیث کی قراءہ کی گئی)۔ کہا کہ مجھ کو عمر و نے خبر دی، انہیں کہیر نے، انہیں کریب نے اور انہیں میمونہ بنت عثمان نے کہ عرف کے دن کچھ لوگوں کو آنحضرت ﷺ کے روزے کے متعلق شک ہوا۔ اس لیے انہوں نے آپ کی خدمت میں دودھ بھیجا۔ آپ اس وقت عرفات میں وقوف فرماتے۔ آپ نے وہ دودھ پی لیا۔ اور سب لوگ دیکھ رہے تھے۔

حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ وَهْبٍ - أَوْ فُرَيْءَةَ عَلَيْهِ - قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُو عَنْ بَكْرِيْرِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ مِيمُونَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ((أَنَّ النَّاسَ شَكُوا فِي صَبَّاً النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ غُرَفَةٍ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ بَحَلَبَ وَهُوَ وَاقِفٌ فِي الْمَوْقِفِ. فَشَرَبَ مِنْهُ وَالنَّاسُ يُنْظَرُونَ)).

**لئے بخوبی** عبد اللہ بن وہب نے خود یہ حدیث بیکی کو سنائی یا عبد اللہ بن وہب کے شاگردوں نے ان کو سنائی۔ دونوں طرح حدیث کی روایت صحیح ہے۔

امام بخاری و تجوید نے اس باب میں ان حدیثوں کو ذکر نہیں کیا جن میں عرف کے روزہ کی ترغیب ہے، جب کہ وہ حدیث بیان کی جس سے عرف میں آپ کا اظہار کرنا ثابت ہے۔ کیونکہ وہ حدیثوں ان کی شرط کے موافق صحیح نہ ہوں گی۔ حالانکہ امام مسلم نے ابو قاتاہ سے نکلا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، عرف کا روزہ ایک برس آگے اور ایک برس پیچے کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور بعض نے کہا، عرف کا روزہ حاتمی کو نہ رکھنا چاہتے۔ اس خیال سے کہ کہیں ضفت نہ ہو جائے۔ اور حج کے اعمال مجالانے میں خلل واضح ہو۔ اور اس طرح باب کی احادیث اور ان احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ (وحیدی)

## ۶۶- بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ كَدْنِ رَكْنَةِ عِيدِ الْفِطْرِ

یہ بالاتفاق منع ہے۔ مگر اختلاف اس میں ہے کہ اگر کسی نے ایک روزہ کی منت مانی اور اتفاق سے وہ منت عید کے دن آن پڑی مٹلا کسی نے کہا جس دن زید آئے اس دن میں ایک روزہ کی منت اللہ کے لیے مان رہا ہوں اور زید عید کے دن آیا تو یہ نذر صحیح ہو گی یا نہیں۔ خنیہ نے کہا صحیح ہو گی اور اس پر قضاۓ لازم ہو گی اور جبور علماء کے نزدیک یہ نذر صحیح نہ ہو گی۔

(۱۹۹۰) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو امام مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی، انہیں ابن شلب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن ازہر کے غلام ابو عبید نے بیان کیا کہ عید کے دن میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا یہ دو دن ایسے ہیں جن کے روزوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هَنْبَنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عَيْنَيْدٍ مَوْلَى أَبْنِ أَذْهَرٍ قَالَ: ((شَهَدَتِ الْعِيْدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: ((هَذَا يَوْمَانِ نَهَى رَسُولُ

اللَّهُ أَعْلَمُ بِعِنْدِ صَاحِبِهِمَا : يَوْمَ فِطْرَكُمْ مِنْ صَيَامِكُمْ، وَالْيَوْمَ الْآخِرُ تَأكِلُونَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ)). [طرفة في : ٥٥٧١].

(يعني عيد الأضحى كارون)

**بعض نسخوں میں اس کے بعد اتنی عبارت زائد ہے۔** قال ابو عبد الله قال ابن عبینہ من قال مولیٰ ابن ازہر فقد اصحاب و من قال مولیٰ عبدالرحمن بن عوف فلقد اصحاب یعنی امام بخاری و مذکور نے کما سفیان بن عبینہ نے کہا، جس نے ابو عبد الله کو ابن ازہر کا غلام کما اس نے بھی ثحیک کہا، اور جس نے عبدالرحمٰن بن عوف بیٹھ کا غلام کما اس نے بھی ثحیک کہا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابن ازہر اور عبدالرحمٰن بن عوف بیٹھ دونوں اس غلام میں شریک تھے۔ بعض نے کماور حیثیت وہ عبدالرحمٰن بن عوف بیٹھ کے غلام تھے۔ مگر ابن ازہر کی خدمت میں رہا کرتے تھے تو ایک کے حققتنا غلام ہوئے دوسرا کے مجازاً (وحیدی)

(۱۹۹۱) ہم سے مویں بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے وہیب نے بیان کیا، کماکہ ہم سے عمرو بن عبیڈ نے بیان کیا، ان سے ان کے والدے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے عید الفطر اور قربانی کے دنوں کے روزوں کی ممانعت کی تھی۔ اور ایک کپڑا سارے بدن پر لپیٹ لینے سے اور ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھنے سے۔

١٩٩١ - حدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وَهِبَّةً قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّخْرِ، وَعَنِ الصَّمَاءِ، وَأَنْ يَخْبِي الرَّجُلُ فِي نَوْبَةٍ وَاحِدَةٍ)).

[رائع: ۳۶۷]

(۱۹۹۲) اور صبح اور عصر کے بعد نماز پڑھنے سے۔

ماں عدد الاصحیٰ کے دن کا روزہ رکھنا

(۱۹۹۳ء) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا کہ ہم کو ہشام نے خبر دی، ان سے ابن جریر نے بیان کیا کہ مجھے عمرو بن دینار نے خبر دی، انہوں نے عطاء بن میناع سے سنا، وہ ابو ہریرہ رض سے یہ حدیث نقل کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو روزے اور دو قسم کی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روزے سے۔ اور ملامست اور متابعت کے ساتھ خرید و فروخت کرنے سے۔

‘یعنی باعث مشتری ہائے کا کپڑا یا بدن چھوئے تو پتھ لازم ہو جائے، اس شرط پر بچ کرنا، یا باعث یا مشتری کوئی چیز دو سرے کی طرف پھینک مارے تو پتھ لازم ہو جائے ہے پتھ مناذہ ہے جو شمع ہے۔

الله عَنْ صَيَامِهِمَا : يَوْمٌ فَطَرْكُمْ مِنْ  
صَيَامِكُمْ، وَالْيَوْمُ الْآخِرُ تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ  
نُسُكِكُمْ)). [طَرْفَهُ فِي : ٥٥٧١]

١٩٩١ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وَهِبَّةً قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صَوْمَ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّخْرِ، وَعَنِ الصَّمَاءِ، وَأَنْ يَخْتَبِي الرَّجُلُ فِي نَوْبَةٍ وَاجِلٍ)).

١٩٩٢ - وَعَنْ صِلَةِ بَعْدِ الصُّبْحِ  
وَالْمَصْرُ. [رَاجِعٌ: ٥٨٦]

٦٧- بَابُ الصَّوْمِ يَوْمَ النَّخْرِ  
 ١٩٩٣- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى  
 أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ جُرْيِعَةِ قَالَ: أَخْبَرَنِي  
 عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِيَانَةِ قَالَ:  
 سَمِعْتُهُ يَحْدُثُ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
 عَنْهُ قَالَ: ((يَنْهَا عَنْ صَيَامِيْنَ وَيَنْعِيْنَ: الْأَفْطَرُ وَالنَّخْرُ، وَالسَّلَامَسْتَةُ وَالْمَنَابِدَةُ)).

[راجع: ۳۶۸]

Courtesy [www.pdfbooksfree.pk](http://www.pdfbooksfree.pk)

(۱۹۹۴) ہم سے محمد بن شنی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے معاذ بن معاذ غیری نے بیان کیا، کما کہ ہم کو عبد اللہ بن عون نے خبر دی، ان سے زیاد بن جبیر نے بیان کیا کہ ایک شخص ابن عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ایک شخص نے ایک دن کے روزے کی نذر نہیں۔ پھر کما کہ میرا خیال ہے کہ وہ پیر کا دن ہے اور اتفاق سے وہی عید کا دن پڑ گیا۔ ابن عمرؓ نے کما کہ اللہ تعالیٰ نے تو نذر پوری کرنے کا حکم دیا ہے اور نبی کریم ﷺ نے اس دن روزہ رکھنے سے (اللہ کے حکم سے) منع فرمایا ہے۔ (کویا ابن عمرؓ نے کوئی قطعی فیصلہ نہیں دیا)

1994 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَشَّى قَالَ حَدَّثَنَا مَعَاذٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبْنُ عَوْنَ عنْ زِيَادٍ بْنِ جَبِيرٍ قَالَ: ((جَاءَ رَجُلٌ إِلَيْهِ أَبْنُ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: رَجُلٌ نَذَرَ أَنْ يَصْنُومَ يَوْمًا قَالَ: أَظْنَهُ قَالَ الْأَنْتَنِينُ فَوَافَ أَبْنَامِ عَيْدٍ، فَقَالَ أَبْنُ عَمْرٍ أَمْرَ اللَّهُ بِوَالْأَمْرِ النَّفِرِ، وَنَهَى النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صُومِ هَذَا الْيَوْمِ)). [طرفاہ فی : ۶۷۰۵، ۶۷۰۶].

**لشیخ** علامہ ابن حجر فرماتے ہیں۔ لم یفسر العبد فی هذه الرواية و مقتضی ادخاله هنا الحديث فی ترجمة صوم يوم النحران یکون المسئول عنه يوم النحر و هو مصرح به فی روایة یزید بن ذریع المذکورة و لفظه فوافق يوم النحر لعنی اس روایت میں عید کی وضاحت نہیں ہے کہ وہ کون سی عید تھی اور یہ میں باب کا اتفاق عید الاضحی ہے سواس کی تصریح یزید بن ذریع کی روایت میں موجود ہے۔ جس میں یہ ہے کہ اتفاق سے اس دن قربانی کا دن پڑ گیا تھا۔ یزید بن ذریع کی روایت میں یہ لفظ وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔ اور ایسا یعنی احمد کی روایت میں ہے جسے انسوں نے اساعیل بن علیہ سے، انسوں نے یونس سے نقل کیا ہے، پس ثابت ہو گیا کہ روایت میں یوم عید سے عید الاضحی یوم الغر مراد ہے۔

1995 - حَدَّثَنَا حَجَاجٌ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ عَنْهُ الْمُكْلِكُ بْنُ عَمْرٍ قَالَ: سَيْفُتُ قَزَّاعَةَ قَالَ: سَيْفُتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لِتَنْتَيْ عَشْرَةَ غَزَوَةً قَالَ: سَيْفُتُ أَرْبَعَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَاغْجَبَنِي، قَالَ: ((لَا تُسَاهِرُ الْمَرْأَةُ مَسِيرَةً يَوْمَيْنِ إِلَّا وَمَعْهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ، وَلَا صَوْمَ لِي يَوْمَيْنِ: الْفِطْرُ وَالْأَضْحَى، وَلَا صَلَاةً بَعْدَ الصَّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغُرُّبَ، وَلَا تُشَدُّ الرُّحَاحُ إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدٍ: مَسَاجِدُ الْحَرَامِ، وَمَسَاجِدُ الْأَقْصَى، وَمَسَاجِدِي هَذَا)).

(۱۹۹۵) ہم سے حاج بن منہال نے بیان کیا، کما کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبد الملک بن عمر نے بیان کیا، کما کہ میں نے قرعہ سے نا، انسوں نے کما کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نا، آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ بارہ جہاںوں میں شریک رہے تھے، انسوں نے کما کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے چار باتیں سنی ہیں جو مجھے بتتی پسند آئیں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ کوئی عورت دو دن (یا اس سے زیادہ) کے اندازے کا سفر اس وقت تک نہ کرے جب تک اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی اور محروم نہ ہو۔ اور عید القطر اور عید الاضحی کے دنوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ اور صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک کوئی نماز جائز نہیں ہے۔ اور چوتھی بات یہ کہ تم مساجد کے سوا اور کسی جگہ کے لیے شد رحال (سفر) نہ کیا جائے "مسجد حرام" مسجد اقصیٰ اور میری یہ مسجد۔

[راجح: ۵۸۶]

**لشیخ** بیان کردہ تینوں چیزوں بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ عورت کا بغیر حرم کے سفر کرنا خطرہ سے خالی نہیں اور عیدین کے دن کھانے پینے کے دن ہیں، ان میں روزہ بالکل غیر مناسب ہے۔ اسی طرح نماز فجر کے بعد یا نماز عصر کے بعد کوئی نماز پڑھنا جائز ہے اور تین مساجد کے سوا کسی بھی جگہ کے لیے تقرب حاصل کرنے کی غرض سے سفر کرنا شریعت میں قطعاً ناجائز ہے۔ خاص طور پر آج کل قبور، مزاروں کی زیارت کے لئے نذر و نیاز کے طور پر سفر کے جاتے ہیں، جو ہو ہوہت پرست قوموں کی نقل ہے۔ شریعت محمدیہ میں اس قسم کے کاموں کی ہرگز توجیہ نہیں ہے۔ حدیث لاشد الرحال کی مفصل تشریع پہچھے لکھی جا چکی ہے۔

حضرت امام نووی رضی اللہ عنہ اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں فیہ بیان عظم فضیلۃ هذه المساجد الثلاثة و مزیتها على غيرها لكونها مساجد الانبياء صلوا الله وسلامه عليهم والفضل الصلوة فيها ولنذر الذهاب الى المسجد الحرام لزمه قصده لحج او عمرة ولو نذر الى المسجدین الاخرين لقولان للشافعی اصحابہ عند اصحابہ يستحب قصدهما ولا يجب والثانی يجب وبه قال كثيرون من العلماء واما بالفی المساجد سوی الثلاثة فلا يجب قصدها بالنذر و لا ينعقد نذر قصدها. هذا مذهبنا و مذهب العلماء كافة الا محمد بن الحسلمة المالکی فقال اذا نذر قصد مسجد قباء لزمه قصده لان النبي صلی الله عليه وسلم كان ياتیہ کل سبت راكباً ما شيا و قال الليث بن سعد يلزم مه قصد ذلك المسجد ای مسجد كان و على مذهب الجماهير لا ينعقد نذر و لا يلزم مه شئ و قال احمد يلزم مه كفارۃ يمين۔

و اختلف العلماء في شدار الحال و اعمال المطی الى غير المساجد الثلاثة كالذهب الى قبور الصالحين الى المواضع الفاضلة و نحو ذلك فقال الشیخ ابو محمد الجوینی من اصحابنا هو حرام وهو الذى اشار القاضی عیاض الى اختیاره۔

امام نووی رضی اللہ عنہ صحیح مسلم شریف کی شرح لکھتے والے بزرگ ہیں۔ اپنے دور کے بہت ہی بڑے عالم فاضل، حدیث و قرآن کے ماہر اور متدين اہل اللہ شمار کیے گئے ہیں۔ آپ کی مذکورہ عبارت کا خلاصہ مطلب یہ کہ ان تینوں مساجد کی فضیلت اور بزرگی دیگر مساجد پر اس وجہ سے ہے کہ ان مساجد کی نسبت کئی بڑے انبیاء علیم السلام سے ہے یا اس لیے کہ ان میں نماز پڑھنا بہت فضیلت رکھتا ہے۔ اگر کوئی حج یا عمرہ کے لیے مسجد حرام میں جانے کی نذر مانے تو اس کا پورا کرنا اس کے لئے لازم ہو گا۔ اور اگر دوسرا دو مساجد کی طرف جانے کی نذر مانی تو امام شافعی رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب اس نذر کا پورا کرنا مستحب جانتے ہیں نہ کہ واجب اور دوسرے علماء اس نذر کا پورا کرنا بھی واجب جانتے ہیں۔ اور اکثر علماء کا یہ قول ہے۔ ان تین کے سوابقی مساجد کا نذر وغیرہ کے طور پر قصده کرنا واجب نہیں بلکہ ایسے قصده کی نذر ہی منعقد نہیں ہوتی۔ یہ ہمارا اور بیشتر علماء کا مذہب ہے۔ اور یاث بن سلمہ مالکی کہتے ہیں کہ مسجد قباء میں جانے کی نذر واجب ہو جاتی ہے۔ کیونکہ نبی کرم ﷺ ہر ہفتہ پہل و سوار وہاں جلیا کرتے تھے۔ اور یاث بن سلمہ نے ہر مسجد کے لیے اسکی نذر اور اس کا پورا کرنا ضروری کہا ہے۔ لیکن جموروں کے نزدیک اسکی نذر منعقد ہی نہیں ہوتی۔ اور نہ اس پر کوئی کفارہ لازم ہے۔

گرام احمد رضی اللہ عنہ نے قسم جیسا لکھا کہ لازم قرار دیا ہے۔

اور مساجد ثلاثہ کے علاوہ قبور صالحین یا ایسے مقامات کی طرف پالان سفر پادر ہنا اس بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ ہمارے اصحاب میں سے شیخ ابو محمد الجوینی نے اسے حرام قرار دیا ہے اور قاضی عیاض کا بھی اشارہ اسی طرف ہے۔ اور حدیث بنہی جو ہمہ مذکور ہوئی ہے وہ بھی اپنے معنی میں ظاہر ہے کہ خود نبی کرم ﷺ نے ان تین مذکورہ مساجد کے علاوہ ہر جگہ کے لیے بفرض تقرب الی اللہ پالان سفر پاندھنے سے منع فریایا ہے۔ اس حدیث کے ہوتے ہوئے کسی کا قول قتل اعتبار نہیں۔ خواہ وہ قائل کے باشد۔

ذہب محقق یہی ہے کہ شدر حال صرف ان ہی تین مساجد کے ساتھ مخصوص ہے اور کسی جگہ کے لیے یہ جائز نہیں۔ شدر حال کی تحریع میں یہ واضح ہے کہ وہ قصده تقرب الی کے خیال سے کیا جائے۔

قوبر صالحین کے لئے شدر حال کرنا اور وہاں جا کر تقرب الی کا عقیدہ رکھنا یہ بالکل عن بے دلیل عمل ہے اور آج کل قبور اولیاء

کی طرف شدر حال تو بالکل ہی بت پرستی کا چوبہ ہے۔

## باب ایام تشریق کے روزے رکھنا

### ۶۸۔ بَابُ صِيَامِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

امام بخاری رضی اللہ عنہ کے نزدیک راجح یہی ہے کہ ممتنع کو ایام تشریق میں روزہ رکھنا جائز ہے اور ابن منذر نے زیر اور ابو عطیہ بن حیثما سے مطلقاً جواز نقل کیا ہے اور حضرت علی اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مطلقاً منع مقول ہے۔ اور امام شافعی اور امام ابو حیفہ کا یہ قول ہے۔ اور ایک قول امام شافعی رضی اللہ عنہما کا یہ ہے کہ اس ممتنع کے لئے درست ہے جس کو قربانی کا مقتور نہ ہو۔ امام مالک رضی اللہ عنہما کا بھی یہی قول ہے۔

(۱۹۹۶) ابو عبد اللہ امام بخاری فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن عینی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے بھی بن سعید نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا کہ مجھے میرے باپ عروہ نے خبر دی کہ عائشہؓ ایام منی (ایام تشریق) کے روزے رکھتی تھیں اور ہشام کے باپ (عروہ) بھی ان دونوں میں روزہ رکھتے تھے۔

۱۹۹۶ - وَقَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُشْتَى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبِي : ((كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَصُومُ أَيَّامَ مِنِي، وَكَانَ أَبُوهُ يَصُومُهَا)).

منی میں رہنے کے دن وہی ہیں جن کو ایام تشریق کہتے ہیں یعنی ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کے ایام۔

(۱۹۹۷، ۱۹۹۸) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے غدر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے عبد اللہ بن عیسیٰ سے سنا، انہوں نے ذہری سے، انہوں نے عروہ سے، انہوں نے عائشہؓ سے، (بیزار زہری نے اس حدیث کو) سالم سے بھی سنا اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا۔ (عائشہؓ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما) دونوں نے بیان کیا کہ کسی کو ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں مگر اس کے لئے جسے قربانی کا مقتور نہ ہو۔

۱۹۹۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنَّدْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ سَمِيعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَيْنَى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، وَعَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَا: ((لَمْ يُرَخَّصْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَنْ يَصُمَّ إِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجُدُ الْهَدَى)).

**تشذیب** حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایام تشریق ای الایام التي بعد يوم النحر وقد اختلف في كونها يومين أو ثلاثة و سميت أيام التشریق لأن لحوم الأضحى تشرق فيها اي تنشر في الشمس الخ یعنی ایام تشریق یوم الحمراء ذی الحجہ کے بعد والے دونوں کو کہتے ہیں۔ جو دو ہیں یا تین اس بارے میں اختلاف ہے (مگر تین ہونے کو ترجیح حاصل ہے) اور ان کا نام ایام تشریق اس لئے رکھا گیا کہ ان میں قربانیوں کا گوشت کھانے کے لئے دھوپ میں پھیلا دیا جاتا تھا۔ والراجح عند البخاري جواز هاللممتع فانه ذكر في الباب حدیثی عائشہ و ابن عمر فی جواز ذلك و لم یورد غیره یعنی امام بخاری رضی اللہ عنہما کے نزدیک چجحت والے کے لئے (جس کو قبولی کا مقتور نہ ہو) ان ایام میں روزہ رکھنا جائز ہے۔ آپ نے باب میں حضرت عائشہؓ سے اس کی احادیث ذکر کی ہیں اور کوئی ان کے غیر حدیث نہیں لائے۔ جن احادیث میں ممانعت آئی ہے وہ غیر ممتنع کے حق میں قرار دی جاسکتی ہیں۔ اور جواز والی احادیث ممتنع کے حق میں جو قبولی کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ اس طرح ہر دو احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہما فیصلہ یہ ہے۔ یترجح القول بالجواز والی هذا جنح البخاري (فتح) یعنی حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہما کے قائل ہیں اور اسی قول کو ترجیح حاصل ہے۔

ابراهیم بن سعد عن ابن شہاب کے اثر کو امام شافعی رضی اللہ عنہما نے وصل کیا ہے۔ قال اخبرنی ابراہیم بن سعد عن ابن شہاب عن عروہ

عن عائشہ فی المتعتمع اذ لم يجدها لم يضم قبل عرفة فليصم أيام مني يعني حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ متین أيام تشریق میں روزہ رکھے جس کو قربانی کا مقدور نہ ہو۔

الحدث الکبیر حضرت مولانا عبد الرحمنؓ فرماتے ہیں۔ وحمل المطلق على المقيد واجب وکذا بناء العام على الخاص قال الشوكاني و هذا القوى المذهب واما القائل بالجواز مطلقاً فالحادیث جمیعها ترد عليه (تحفۃ الاخوڈی) یعنی مطلق کو مقید پر محول کرنا واجب ہے اور اسی طرح عام کو خاص پر بنا کرنا۔ امام شوکانی فرماتے ہیں اور یہ قوی ترمذ ہب ہے۔ اور جو لوگ مطلق جواز کے قائل ہیں پس جملہ احلویت ان کی تردید کرتی ہیں۔

(۱۹۹۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو امام مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی اُنہیں ابن شاہب نے اُنہیں سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ جو حاجی حج اور عمرہ کے درمیان متین کرے اسی کو یوم عرفہ تک روزہ رکھنے کی اجازت ہے۔ لیکن اگر قربانی کا مقدور نہ ہو۔ اور نہ اس نے روزہ رکھا تو ایام منی (ایام تشریق) میں بھی روزہ رکھے۔ اور ابن شاہب نے عروہ سے اور انسوں نے عائشہؓ بھی نہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس حدیث کو ابراہیم بن سعد نے بھی ابن شاہب سے روایت کیا۔

باب اس بارے میں کہ عاشوراء کے دن کا روزہ کیسا ہے؟

عاشرہ محرم کی دسویں تاریخ کو کام جاتا ہے، اول ملک اسلام میں یہ روزہ فرض تھا۔ جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو اس کی فرضیت جاتی رہی مرف نیت بلقی رہ گئی۔

(۲۰۰۰) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے عمر بن محمد نے، ان سے سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاشوراء کے دن اگر کوئی چاہے تو روزہ رکھ لے۔

(۲۰۰۱) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زیدؓ نے خبر دی، ان سے عائشہؓ بھی نہ سے بیان کیا کہ (شروع اسلام میں) رسول کریم ﷺ نے عاشوراء کے دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا۔ پھر جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو جس کا دل چاہتا اس دن روزہ رکھتا اور جونہ چاہتا نہیں رکھا کرتا تھا۔

۱۹۹۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَالِمٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((الصِّيَامُ لِمَنْ تَمْتَعَ بِالْعُمُرَةِ إِلَى الْحَجَّ إِلَى يَوْمِ عَرْقَةٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ هَذِيَا وَلَمْ يَصُمْ صَامَ أَيَّامَ مِنِي)). وَعَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَرْقَةَ عَنْ عَائِشَةَ مِنْهُلَةً. تَابَعَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ.

۶۹ - بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاء

عاشرہ محرم کی دسویں تاریخ کو کام جاتا ہے، اول ملک اسلام میں یہ روزہ فرض تھا۔ جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو اس کی فرضیت جاتی رہی مرف نیت بلقی رہ گئی۔

۲۰۰۰ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((يَوْمُ عَاشُورَاء إِنْ شَاءَ صَامَ)). [راجع: ۱۸۹۲]

۲۰۰۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَرْقَةُ بْنُ الرَّبِيعِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمْرَ بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاء، فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ مِنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ)).

[راجع: ۱۵۹۲]

(۲۰۰۳) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعینی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے امام مالک رحیم نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ عاشوراء کے دن زمانہ جاہلیت میں قریش رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی رکھتے۔ پھر جب آپ مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے یہاں بھی عاشورہ کے دن روزہ رکھا اور اس کا لوگوں کو بھی حکم دیا۔ لیکن رمضان کی فریضت کے بعد آپؐ نے اس کو چھوڑ دیا۔ اور فرمایا کہ اب جس کا جی چاہے اس دن روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

(۲۰۰۴) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے حمید بن عبد الرحمن نے بیان کیا کہ انہوں نے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے عاشوراء کے دن منبر پر سنائیں۔ انس بن الرخمنؓ نے کہا اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کدھر گئے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ یہ عاشوراء کا دن ہے۔ اس کا روزہ تم پر فرض نہیں ہے لیکن میں میں روزہ سے ہوں اور اب جس کا جی چاہے روزہ سے رہے (اور میری سنت پر عمل کرے) اور جس کا جی چاہے نہ رہے۔

شاید معاویہ بن ابی شہر کو یہ خبر پہنچی ہو کہ مدینہ والے عاشوراء کا روزہ مکروہ جانتے ہیں یا اس کا اہتمام نہیں کرتے یا اس کو فرض سمجھتے ہیں، تو آپؐ نے منبر پر یہ تقریر کی۔ آپؐ نے یہ حج ۶۲۲ھ میں کیا تھا۔ یہ ان کی خلافت کا پہلا حج تھا۔ اور اخیر حج ان کا ۷۵ھ میں ہوا تھا۔ حافظ کے خیال کے مطابق یہ تقریر ان کے آخری حج میں تھی۔

(۲۰۰۵) ہم سے ابو عمر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ایوب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن سعید بن جبیر نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے۔ (دوسرے سال) آپؐ نے یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشوراء کے دن روزہ

۲۰۰۲ - حدَّثَنَا عبدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : ((كَانَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ تَصُومَةً فَرِينَشَ فِي الْجَاهِيلِيَّةِ . وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُهُ ، فَلَمَّا قَدِيمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمْرَ بِصَيَامِهِ ، فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تَرَكَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ ، فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ)). [راجع: ۱۵۹۲]

ثابت ہوا کہ عاشوراء کا روزہ فرض نہیں ہے۔

۲۰۰۳ - حدَّثَنَا عبدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ مَعَاوِيَةَ بْنَ أَبِيهِ سَفِيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَوْمَ عَاشُورَاءَ عَامَ حِجَّةَ عَلَى الْمُنْبِرِ يَقُولُ : ((يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ ، أَيْنَ عَلِمَّاً ؟ كُمْ ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : هَذَا يَوْمُ عَاشُورَاءَ ، وَلَمْ يُكْتَبْ إِلَيْكُمْ صَيَامَهُ ، وَأَنَا صَائِمٌ ، فَمَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَفْطِرْ)).

۲۰۰۴ - حدَّثَنَا أَبُو مَقْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو يُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ جُبَيرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَنَّ عَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((قَدِيمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ فَرَأَى الْيَهُودَ تَصُومُ يَوْمَ

رکھتے ہیں۔ آپ نے ان سے اس کا سب معلوم فرمایا تو انوں نے بتایا کہ یہ ایک اچھا دن ہے۔ اسی دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون) سے نجات دلائی تھی۔ اس لیے موئی ﷺ نے اس دن کا روزہ رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا پھر موئی ﷺ کے (شريك مسرت ہونے میں) ہم تم سے زیادہ مستحق ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس دن روزہ رکھا اور صحابہؓ کو بھی اس کا حکم دیا۔

عاشوراء فَقَالَ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: يَوْمٌ صَالِحٌ، هَذَا يَوْمٌ نَجَّيَ اللَّهُ تَبَّعِي إِسْرَائِيلَ مِنْ عَذَوْهُمْ فَصَامَةً مُوسَى، قَالَ: فَإِنَّ أَحَقَّ بِمُوسَى مِنْكُمْ، فَصَامَةً، وَأَمَرْتُ بِصَيَامِهِ). [اطرافہ فی: ۴۹۴۳، ۳۹۴۳، ۲۳۹۷، ۴۶۸۰، ۴۷۳۷].

مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے: اللہ کا شکر کرنے کے لئے ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔ ابو ہریرہؓ کی روایت میں یوں ہے اسی دن حضرت نوح ﷺ کی کشتی جو دی پہاڑ پر نھری تھی، تو حضرت نوح ﷺ نے اس کے شکریہ میں اس دن روزہ رکھا تھا۔

(۲۰۰۵) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ ہم سے ابو اسامہ نے بیان، ان سے ابو عیسیٰ نے، ان سے قیس بن مسلم نے، ان سے طارق نے، ان سے ابن شلب نے اور ان سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عاشوراء کے دن کو یہودی عید کا دن سمجھتے تھے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بھی اس دن روزہ رکھا کرو۔

(۲۰۰۵) - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ عَنْ أَبْشِي عَمِيَّسِ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقَ بْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ تَعْدُهُ الْيَهُودُ عِنْدَهُ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَصُومُوهُ أَنْتُمْ)).

[اطرفہ فی: ۳۹۴۲].

**تشریح** مسند احمد میں حضرت ابن عباسؓ سے مرفقاً روایت ہے کہ صوموا یوم عاشوراء و خالفوا اليہود صوموا یوما قبلہ او یوما بعدہ۔ یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عاشوراء کے دن رکھو اور اس میں یہود کی مخالفت کے لئے ایک دن پہلے یا بعد کا روزہ اور ملاؤ۔ قال القرطبي عاشوراء معدول عن عشرة لل وبالغة والتعظيم وهو في الأصل صفة الليلة العاشرة لانه ماخوذ من العشر الذي هو اسم العقد واليوم مضاف إليها فإذا قبل يوم عاشوراء فكانه قبل يوم ليلة العاشرة لانهم كانوا على الماعدلوابه عن الصفة غلبت عليه الاسمية فاستغفروا عن الموصوف فحدفوا الليلة فصار هذا الملفظ علما على اليوم العاشر (فتح). یعنی قرطبي نے کما کہ لفظ عاشوراء مبالغہ اور تعظیم کے لئے ہے جو لفظ عاشرہ سے معدول ہے۔ جب بھی لفظ عاشوراء بولا جائے اس سے محروم کی دسویں تاریخ کی رات مراد ہوتی ہے۔

(۲۰۰۶) ہم سے عبد اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے عبد اللہ بن ابی یزید نے، اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ میں نے بنی کشم صلی اللہ علیہ وسلم کو سوا عاشوراء کے دن کے اور اس رمضان کے میئے کے اور کسی دن کو دوسرے دنوں سے افضل جان کر خاص طور سے قدر کر کے روزہ رکھتے نہیں دیکھا۔

(۷) ہم سے کلی بن ابراہیم نے بیان کیا کہ ہم سے یزید بن الی

۲۰۰۶ - حَدَّثَنَا عَبْيَضُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ أَبْنِ عَيْنَةَ عَنْ عَبْيَضِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنْ أَبِي عَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((مَا رَأَيْتُ النَّبِيًّا ﷺ يَتَحَرَّى صِيَامَ يَوْمَ فَضْلَةَ عَلَى غَيْرِهِ إِلَّا هَذَا الْيَوْمُ يَوْمُ عَاشُورَاءَ، وَهَذَا الشَّهْرُ يَعْنِي شَهْرُ رَمَضَانَ)).

۲۰۰۷ - حَدَّثَنَا الْمُكَبِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ

عبد بن بیان کیا، ان سے سلمہ بن اکوی رضی اللہ عنہ نے کہ بنی کرم  
شیخ نے بنا سلم کے ایک شخص کو لوگوں میں اس بات کے اعلان کا  
حکم دیا تھا کہ جو کھاچا ہو وہ دن کے باقی حصے میں بھی کھانے پینے سے  
رکارہے اور جس نے نہ کھلایا ہوا سے روزہ رکھ لینا چاہئے کیونکہ یہ  
عاشوراء کا دن ہے۔

حدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عَبْدِهِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ  
الْأَكْنَوِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَمْرَ النَّبِيِّ  
رَجَلًا مِنْ أَمْنَمَ أَنْ أَذْنَ فِي النَّاسِ أَنْ  
مَنْ كَانَ أَكَلَ فَلَيَصُمُ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ لَمْ  
يَكُنْ أَكَلَ فَلَيَصُمُ؛ فَإِنَّ الْيَوْمَ يَوْمٌ  
عَاشُورَاءَ)). [راجح: ۱۹۲۴]

**شیخ** یہاں کتاب الحیام ختم ہوئی جس میں حضرت امام بخاری رض ایک سوتاون احادیث لائے ہیں جن میں متعلق اور موصول  
اور مکر رب شال ہیں اور صحابہ اور تابیعین کے ساتھ اثر لائے ہیں۔ جن میں اکثر متعلق ہیں اور باقی موصول ہیں۔ الحمد للہ  
کہ آج ۵ شعبان ۱۴۸۹ھ کو جنوبی ہند کے سفرمن سطیع پر چلتے ہوئے اس کے ترجمہ و تشریحات سے فارغ ہوا۔

## ۳۱۔ کتاب صلوات الشرائع

# کتاب نماز تراویح پڑھنے کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ  
صَلَوةُ الرَّسُولِ صَلَوةُ الْمُحَمَّدِ

### باب رمضان میں تراویح پڑھنے کی فضیلت

(۲۰۰۸) ہم سے سیجی بن بکیر نے بیان کیا کہ ہم سے یاث بن سعد  
نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا، کہ  
مجھے ابو سلمہ نے خبر دی، ان سے ابو ہریرہ رض نے بیان کیا کہ میں نے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وس علیہ السلام سے سنا، آپ رضمان کے فضائل بیان فرمائے تھے  
کہ جو شخص بھی اس میں ایمان اور نیت اجر و ثواب کے ساتھ (رات  
میں) نماز کے لیے کھڑا ہواں کے اگلے تمام گناہ معاف کر دیجے جائیں  
گے۔

(۲۰۰۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ہم کو امام  
مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی، انہیں ابن شاہب نے، انہیں حمیدہ بن  
عبد الرحمن نے اور انہیں ابو ہریرہ رض نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وس علیہ السلام

۱۔ بَابُ فَضْلٍ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ  
۲۰۰۸ - حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ قَالَ بْنُ بَكْرٍ  
حدَّثَنَا الْيَثْرَى عَنْ عَفِيلٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ  
قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
رَجَلًا يَقُولُ لِرَمَضَانَ: ((مَنْ قَامَ إِنْمَا  
وَاحْتَسَابَ غَيْرَ لَهُ مَا تَقْدِمُ مِنْ ذَنْبِهِ)).

[راجح: ۳۵]

۲۰۰۹ - حدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ  
أَخْبَرَنَا مَالِكُ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ حَمِيدٍ  
بْنِ عَنْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ

فرمیا، جس نے رمضان کی راتوں میں (بیدار رہ کر) نماز تراویح پڑھی، ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ، اس کے اگلے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔ ابن شاہب نے بیان کیا کہ پھر بھی کرم پیغمبر کی وفات ہو گئی۔ اور لوگوں کا یہی حال رہا (اللَّهُ أَكْبَرُ اکیلے اور جماعتوں سے تراویح پڑھتے تھے) اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اور عمر بن حیثم کے ابتدائی دور خلافت میں بھی ایسا ہی رہا۔

اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْسَابًا غَيْرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)). فَقَالَ أَبْنُ شِهَابٍ لَفْتُنِي رَسُولُ اللَّهِ أَكْبَرُ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ، لَمْ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ فِي خِلَاقَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدِّرَا مِنْ خِلَاقَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا)).

[راجح: ۳۵]

(۲۰۱۰) اور ابن شاہب سے (امام مالک رضی اللہ عنہ) کی روایت ہے، انہوں نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے عبدالرحمن بن عبد القاری سے روایت کی کہ انہوں نے بیان کیا، میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات کو مسجد میں گیا۔ سب لوگ متفرق اور منتشر تھے۔ کوئی اکیلا نماز پڑھ رہا تھا، اور کچھ کسی کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔ اس پر عمر بن الخطاب نے فرمایا، میرا خیال ہے کہ اگر میں تمام لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ اچھا ہو گا۔ چنانچہ آپ نے یہی شان کرabi ابن کعب کو ان کا امام بنادیا۔ پھر ایک رات جو میں ان کے ساتھ نکلا تو دیکھا کہ لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز (تراویح) پڑھ رہے ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا، یہ یا طریقہ بہتر اور مناسب ہے اور (رات کا) وہ حصہ جس میں یہ لوگ سوجاتے ہیں اس حصہ سے بہتر اور افضل ہے جس میں یہ نماز پڑھتے ہیں۔ آپ کی مراد رات کے آخری حصہ (کی فضیلت) سے تھی۔ کیونکہ لوگ یہ نماز رات کے شروع ہی میں پڑھ لیتے تھے۔

(۲۰۱۱) ہم سے اساعیل بن اویس نے بیان کیا، کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے، ان سے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور ان سے نبی کرم پیغمبر کی زوج مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار نماز (تراویح) پڑھی اور یہ رمضان میں ہوا تھا۔

(۲۰۱۲) اور ہم سے بھی بن بکر نے بیان کیا، کہ ہم سے یہ بن

۲۰۱۰ - وَعَنِ أَبْنِ شِهَابٍ عَنْ غُرْزَةَ بْنِ الزَّبِيرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ: ((خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَعُ مُنْفَرِقُونَ يَعْتَلُونَ الرَّجْلَ لِتَفْسِيهِ، وَيَصْلَلُونَ الرَّجْلَ لِيَصْلَلُوا بِصَلَالَةِ الرَّفَطِ)). فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي أَرَى لَنْ جَمِيعَتْ هُؤُلَاءِ عَلَى قَارِئِهِ وَاحِدٌ لَكَانَ أَمْتَلَ، لَمْ عَزِّمْ فَجَمِيعُهُمْ عَلَى أَبِي بَكْرٍ كَفِيفٍ، لَمْ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أَخْرَى وَالنَّاسُ يَصْلَلُونَ بِصَلَالَةِ قَارِئِهِمْ، قَالَ عُمَرُ: بَغْمَ الْبِذْنَعَةِ هَذِهِ، وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقْوِمُونَ - بُرِينْدُ آخِرَ الْأَيْلِ - وَكَانَ النَّاسُ يَقْوِمُونَ أَوْلَاهُ)).

۲۰۱۱ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ عَنِ أَبْنِ شِهَابٍ عَنْ غُرْزَةَ بْنِ الزَّبِيرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ)). [راجح: ۷۲۹]

۲۰۱۲ - حَدَّثَنَا يَعْقِيْنُ بْنُ بُكْرٍ قَالَ

سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاہب نے، انہیں عروہ نے خبر دی اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ (رمضان کی) نصف شب میں مسجد تشریف لے گئے، اور وہاں تراویح کی نماز پڑھی۔ کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے۔ صبح ہوئی تو انہوں نے اس کا چرچا کیا۔ چنانچہ دوسری رات میں لوگ پہلے سے بھی زیادہ جمع ہو گئے۔ اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ دوسری صبح کو اور زیادہ چرچا ہوا اور تیسرا رات اس سے بھی زیادہ لوگ جمع ہو گئے۔ آپ نے (اس رات بھی) نماز پڑھی اور لوگوں نے آپ کی اقتداء کی۔ چوتھی رات کو یہ عالم قاکہ مسجد میں نماز پڑھنے آئے والوں کے لئے جگہ بھی باقی نہیں رہی تھی۔ (لیکن اس رات آپ برآمد ہی نہیں ہوئے) بلکہ صبح کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے۔ جب نماز پڑھ لی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر شادت کے بعد فرمایا۔ اب بعد! تمہارے یہاں جمع ہونے کا مجھے علم تھا، لیکن مجھے خوف اس کا ہوا کہ کیسی یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے اور پھر تم اس کی ادائیگی سے عاجز ہو جاؤ۔ پہنچا پھر جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو یہی کیفیت قائم رہی۔

(۲۰۱۳) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ان سے سعید مقبری نے، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ (تراویح یا تجدید کی نماز) رمضان میں کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا کہ رمضان ہو یا کوئی اور مہینہ آپ کیا رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ پہلی چار رکعت پڑھتے، تم ان کے حسن و خوبی اور طول کا حال نہ پوچھو، پھر چار رکعت پڑھتے، ان کے بھی حسن و خوبی اور طول کا حال نہ پوچھو، آخر میں تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے۔ میں نے ایک بار پوچھا، یا رسول اللہ؟ کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جلتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا، عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

حدَّثَنَا الْأَئْمَّةُ عَنْ غَفِيلٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي غُزوَةٌ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَنِه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَجَ لِلَّهِ مِنْ حَوْفِ الْلَّيْلِ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ وَصَلَّى رِجَالَ بِصَلَاهِهِ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَاجْتَمَعَ أَكْثَرُهُمْ فَصَلَّوْا مَعَهُ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ الْلَّيْلَةِ الْأُولَى، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ مِنَ الْلَّيْلَةِ الْأُولَى، فَلَمَّا كَانَتِ الْلَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهِ حَتَّى خَرَجَ لِصَلَاةِ الصَّبَاحِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدُ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَا بَعْدَ فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيْهِ مَكَانُكُمْ وَلَكُنِي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ فَغَزِّرُوا عَنْهَا)). فَتَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ.

[راجع: ۷۲۹]

۲۰۱۴ - حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ فَقَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي سَلْمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: مَا كَانَ يَرِينِي فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةِ رَكْعَةٍ، يَصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حَسِنِهِ وَطُولِهِ، ثُمَّ يَصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حَسِنِهِ وَطُولِهِ، ثُمَّ يَصَلِّي ثَلَاثَةً فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حَسِنِهِ وَطُولِهِ، ثُمَّ قَلَّتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَنَا مَقْبَرَةً أَنْ تُوْتَرَ؟ قَالَ: ((يَا عَائِشَةَ، إِنَّ عَيْنَيْ تَفَاهَانِ، وَلَا يَنْأَمُ قَلْبِي)).

[راجع: ۱۱۴۷]

**لشیخ** حافظ ابن حجر **الشیخ** فرماتے ہیں:- والتروایح جمع ترویحة و هي المرة الواحدة من الراحة كالتسليمة من السلام سميت الصلوة في الجماعة في ليلي رمضان التراویح لأنهم اول ما اجتمعوا عليها كانوا يسترحون بين كل تسليمتين وقد عقد محمد بن نصر في قيام الليل بابین لمن استحب الطبع لنفسه بين كل ترويحتين ولمن كره ذلك و حكى فيه عن يحيى بن بکير عن الليث انهم كانوا يسترحون قدر ما يصلى الرجل كذلك ركعة (فتح)

خلاص مطلب یہ ہے کہ تراویح ترویحة کی جمع ہے جو راحت سے مشتق ہے جیسے تسليم سلام سے مشتق ہے۔ رمضان کی راتوں میں جماعت سے نقل نماز پڑھنے کو تراویح کہا گیا، اس لئے کہ وہ شروع میں ہر دو رکعتوں کے درمیان تھوڑا سا آرام کیا کرتے تھے۔ علامہ محمد بن نصر نے قیام اللیل میں دو باب منعقد کیے ہیں۔ ایک ان کے متعلق جو اس راحت کو مستحب کر دانتے ہیں۔ اور ایک ان کے متعلق جو اس راحت کو اچھا نہیں جانتے۔ اور اس بارے میں بھی بن کیرنے لیٹ سے نقل کیا ہے کہ وہ اتنی اتنی رکعتاں کی ادائیگی کے بعد تھوڑی دیر آرام کیا کرتے تھے۔ اسی لیے اسے نماز تراویح سے موسم کیا گیا۔

حضرت امام بخاری **الشیخ** یہ میں اس بارے میں پلے اس نماز کی فضیلت سے متعلق حضرت ابو ہریرہ **رض** کی روایت لائے، پھر حضرت ابو ہریرہ **رض** کی دوسری روایت کے ساتھ حضرت اہن شب کی تشریح لائے:- جس میں اس نماز کا باجماعت ادا کیا جانا اور اس بارے میں حضرت عمر **رض** کا اقدم ذکور ہے۔ پھر حضرت امام **رض** نے حضرت عائشہ **رض** کی احادیث سے یہ ثابت فرمایا کہ نبی کرم **رض** نے خود اس نماز کو تین راتوں تک باجماعت ادا فرمایا کہ اس امت کے لئے منسون قرار دیا۔ اس کے بعد اس کی تعداد کے بارے میں خود حضرت عائشہ **رض** کی زبان مبارک سے یہ نقل فرمایا کہ نبی کرم **رض** رمضان یا غیر رمضان میں اس نماز کو گیارہ رکعتوں کی تعداد میں پڑھا کرتے تھے۔ رمضان میں بھی نماز تراویح کے نام سے موسم ہوئی اور غیر رمضان میں تجوہ کے نام سے اور اس میں آٹھ رکعت سنت اور تین و تر۔ اس طرح کل گیارہ رکعتیں ہوا کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ **رض** کی زبان مبارک سے یہ ایسی قطفی وضاحت ہے جس کی کوئی بھی تاویل یا تردید نہیں کی جاسکتی، اسی کی بنا پر جماعت اہل حدیث کے نزدیک تراویح کی آٹھ رکعتاں سنت تسلیم کی گئی ہیں، جس کی تفصیل پارہ سوم میں ملاحظہ ہو۔

**عجیب ولیری:** حضرت عائشہ **رض** کی یہ حدیث اور مؤظا امام مالک میں یہ وضاحت کہ حضرت عمر **رض** نے حضرت ابی بن کعب **رض** کی اقتداء میں مسلمانوں کی جماعت قائم فرمائی اور انہوں نے صفت نبوی کے مطابق یہ نماز گیارہ رکعتوں میں ادا فرمائی تھی۔ اس کے باوجود علائے احتفاف کی ولیری اور جرات قتل داد ہے، جو آٹھ رکعتاں تراویح کے نہ صرف مذکور بلکہ اسے ناجائز اور بدعت قرار دینے سے بھی نہیں چوکتے۔ اور تقریباً ہر سال ان کی طرف سے آٹھ رکعتاں تراویح والوں کے خلاف اشتمارات، پوسٹر، کتابچے شائع ہوتے رہتے ہیں۔

ہمارے سامنے دیوبند سے شائع شدہ بخاری شریف کا ترجمہ **تفہیم البخاری** کے نام سے رکھا ہوا ہے۔ اس کے مترجم و شارح صاحب بڑی ولیری کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں۔

”جو لوگ صرف آٹھ رکعتاں تراویح پر اکتفا کرتے اور صفت پر عمل کا دعویٰ کرتے ہیں وہ در حقیقت سواداعظم سے شذوذ اختیار کرتے ہیں اور ساری امت پر بدعت کا الزام لگا کر خود اپنے پر قلم کرتے ہیں۔“ (**تفہیم البخاری** پ ۸ ص ۳۰)

یہاں علامہ مترجم صاحب دعویٰ فوارہ ہے ہیں کہ بھی رکعتاں تراویح سواداعظم کا عمل ہے۔ آٹھ رکعتاں پر اکتفا کرنے والوں کا دعویٰ صفت غلط ہے۔ جذبہ تعلیمات میں انسان کتابک سکاہے یہاں یہ نمونہ نظر آ رہا ہے۔ لیکن حضرت آگے خود اپنی اسی کتب میں خود

اپنے ہی قلم سے خود اپنی ہی تردید فرمائے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-  
 ”ابن عباس رض کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں میں رکعات پڑھتے تھے۔ اور وتر اس کے علاوہ ہوتے تھے۔ عائشہ رض کی حدیث اس سے مختلف ہے۔ بہر حال دونوں احادیث پر آئمہ کا عمل ہے۔ امام ابو حیفہ رض کا مسلک میں رکعات تراویح کا ہے اور امام شافعی رض کا گلیارہ رکعات والی روایت پر عمل ہے۔“ (تفہیم المغاری پ ۸ ص ۳۱)

اس بیان سے موصوف کے پیچے کے بیان کی تردید جن واضح لفظوں میں ہو رہی ہے وہ سورج کی طرح عیاں ہے جس سے معلوم ہوا کہ آٹھ رکعات پڑھنے والے بھی حق بجانب ہیں اور میں رکعات پر سوادِ عظم کے عمل کا داعویٰ صحیح نہیں ہے۔

حدیث ابن عباس رض جس کی طرف محترم متربم صاحب نے اشارہ فرمایا ہے یہ حدیث سنن کبریٰ یعنی ص ۳۹۶ جلد ۲ پر بایں الغاظ مروی ہے۔ عن ابن عباس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم يصلی فی شهر رمضان فی غیر جماعة بعشرين رکعة والوتر تفرد به ابو شيبة ابراهیم بن عثمان العسی الکوفی و هو ضعیف۔ یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں جماعت کے بغیر میں رکعات اور وتر پڑھا کرتے۔ اس بیان میں راوی ابو شيبة ابراہیم بن عثمان بھی کوئی تباہی ہے اور وہ ضعیف ہے۔ لذا یہ روایت حضرت عائشہ رض کی روایت کے مقابلہ پر ہرگز قاتل جحت نہیں ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی بابت فرماتے ہیں۔ ہذا الحدیث ضعیف جدا لا تقوم به الحجۃ (المصالیح للسیوطی)

آگے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ابو شیبہ مذکور پر محمد شین کبار کی جرم میں نقل فرمائکر لکھتے ہیں۔ ومن اتفق هو لاء الانمة على تضعيفه لا يحل الاحتجاج بحديثه يعني جس شخص کی تضعیف پر یہ تمام آئمہ حدیث متفق ہوں اس کی حدیث سے جبت پکونا طلاق نہیں ہے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ علامہ زیلیخی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ وہ معلوم باہی شيبة ابراهیم بن عثمان جدا لا هام ابی بکر بن ابی شيبة و هو متفق علی ضعفہ ولیہ ابن عدی فی الكامل نہ انه مخالف للحدیث الصحیح عن ابی سلمة بن عبد الرحمن انه سال عائشہ الحدیث (نصب الرایہ، ص: ۳۹۳) یعنی ابو شیبہ کی وجہ سے یہ حدیث معلول ضعیف ہے۔ اور اس کے ضعف پر سب محدثین کرام کا اتفاق ہے۔ اور ابن عدی نے اسے لیں کہا ہے۔ اور یہ حدیث حضرت عائشہ رض کی حدیث جو صحیح ہے، اس کے بھی خلاف ہے۔ لذا یہ قاتل قول نہیں ہے۔ علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدر صلی اللہ علیہ وسلم جلد اول ص ۳۳۳ طبع مصر پر بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ اور علامہ یعنی رحمۃ اللہ علیہ خفی نے عمرۃ القاری طبع مصر ص ۳۵۹ جلد ۵ پر بھی یہی لکھا ہے۔

علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ خفی نے بھی اپنی شرح ترمذی ص ۳۲۳ جلد اول میں یہی لکھا ہے۔ اسی لئے مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں و اما النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصح عنہ ثمان رکعات و اما اثرون رکمة فهو عنه بستد ضعیف و علی ضعفه اتفاق (العرف الشذی)، یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تراویح کی آٹھ ہی رکعات صحیح سند سے ثابت ہیں۔ میں رکعات والی روایت کی سند ضعیف ہے جس کے ضعف پر سب کا اتفاق ہے۔

اور جو روایت ابن عباس رض سے میں رکعات کے متعلق مروی ہے وہ باصول محمد شین مجروح اور ضعیف ہے۔

یہ تفصیل اس لئے دی گئی تاکہ علمائے احناف کے دعویٰ میں رکعات تراویح کی سینت کی حقیقت خود علمائے تحقیقین احناف ہنی کی

قلم سے ظاہر ہو جائے۔ باقی تفصیل مزید کے لئے ہمارے استاذ العلماء حضرت مولانا ذیراں احمد صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مstabab "انوار المصائب" کا مطالعہ کیا جائے جو اس موضوع کے مالہ و مآلیہ پر اس قدر جامع مدل کتاب ہے کہ اب اس کی ظہیر ممکن نہیں۔ جزی اللہ

عما خير اجزاء وغفرانه له آمین۔ مزید تفصیلات پ ۳ میں دی جا چکی ہیں وہاں دیکھی جا سکتی ہیں۔

## ۳۲۔ کھاپ لیلۃ القدر

# کتاب لیلۃ القدر کی فضیلت کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### باب شب قدر کی فضیلت

اور (سورہ قدر میں) اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ہم نے اس (قرآن مجید) کو شب قدر میں اتارا۔ اور تو نے کیا سمجھا کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مینوں سے افضل ہے۔ اس میں فرشتے روح القدس (جبریل علیہ السلام) کے ساتھ اپنے رب کے حکم سے ہربات کا انتظام کرنے کو اترتے ہیں۔ اور صحیح تک یہ سلامتی کی رات قائم رہتی ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ قرآن میں جس موقعہ کے لئے "ما اذرك" آیا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ نے آخر خضرت پیغمبر ﷺ کو بتادیا ہے اور جس کے لیے "ما یذریک" فرمایا اسے نہیں بتایا ہے۔

(۲۰۱۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم نے اس روایت کو یاد کیا تھا۔ اور یہ روایت انہوں نے زہری سے (سن کر) یاد کی تھی۔ ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ بن عوف نے کہ نبی کرم پیغمبر ﷺ نے فرمایا جو شخص رمضان کے روزے ایمان اور احتساب (حصول اجر و ثواب کی نیت) کے ساتھ رکھے، اس کے اگلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اور جو لیلۃ القدر میں ایمان و احتساب کے

### ۱۔ بَابُ فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

وقولِ الله تَعَالَى: هُبَا أَنْزَلَهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَذْرَكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفٍ شَهْرٍ تَنَزُّ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهَا يَأْذِنُ رَبُّهُمْ مِّنْ كُلِّ أُمَّةٍ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔

قالَ ابْنُ عَيْنَةَ : مَا كَانَ فِي الْقُرْآنِ (هُوَ) مَا أَذْرَكَ فَقَدْ أَغْلَمَهُ وَمَا قَالَ : هُوَ مَا يَذْرِيكَ فَإِنَّهُ لَمْ يُعْلَمْ.

٤- ۲۰۱۴ حدثنا علي بن عبد الله قال: حفظناه وإنما حفظ من الزهرى عن أبي سلمة عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ: قال: ((من صام رمضان إيماناً واحساناً غير لة ما تقدم من ذنبه، ومن قام ليلة القدر إيماناً واحساناً غير لة ما تقدم من ذنبه)).

تابعة سليمان بن كثير عن الزهري.

[راجع: ۳۵]

ساتھ نماز میں کھڑا رہے، اس کے بھی اگلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں؛ سفیان کے ساتھ سلیمان بن کثیر نے بھی اس حدیث کو زہری سے روایت کیا۔

## باب شب قدر کو رمضان کی آخری طاقِ راتوں میں تلائش کرنا

(۲۰۱۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو امامِ مالک رحلیہ نے خبر دی، انہیں نافع نے، اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہ بنی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب کو شب قدرِ خواب میں (رمضان کی) سات آخری تاریخوں میں دکھائی گئی تھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں گے کہ تمہارے سب کے خواب سات آخری تاریخوں پر متفق ہو گئے ہیں۔ اس لئے جسے اس کی تلاش ہو وہ اسی هفتہ کی آخری (طاق) راتوں میں تلاش کرے۔

## ٢- بَابُ التِّمَاسِ لِنَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي السَّيِّعِ الْأُوَاخِرِ

٢٠١٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرْنَا مَالِكُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ رِجَالًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَرَوُا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّيِّعِ الْأُوَاخِرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَرَى رُؤْيَاكُمْ فَذَدَ تَوَاطَّاتٍ فِي السَّيِّعِ الْأُوَاخِرِ، فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّكًا فَلَيَتَحَرَّكُهَا فِي السَّيِّعِ الْأُوَاخِرِ)). [راجع: ۱۱۵۸]

آخری عشرہ کی طاقِ راتیں ۲۱، ۲۲، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۹ مراد ہیں۔

**لَشْرِيق** اس حدیث کے تحت حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ و فی هذا الحديث دلالة على عظم قدر الروياء و جواز الاستناد اليها في الاستدلال على الامور الوجودية بشرط ان لا يخالف القواعد الشرعية (فتح) یعنی اس حدیث سے خوابوں کی قدر و منزالت ظاہر ہوتی ہے اور یہ بھی کہ ان میں امور وجودیہ کے لئے استدار کے جواز کی دلیل ہے بشرطیکہ وہ شرعی قواعد کے خلاف نہ ہو۔ فی الواقع مطابق حدیث دیگر مومن کا خواب نبوت کے سر حصوں میں سے ایک اہم حصہ ہے۔ قرآن مجید کی آیت شریفہ «(الآن أولياء الله)» اخیں میں بشری سے مراد نیک خواب بھی ہیں، جو وہ خود دیکھے یا اس کے لئے دوسرے لوگ دیکھیں۔

(۲۰۱۶) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے بشام نے بیان کیا، ان سے بھی بن ابی کثیر نے، ان سے أبو سلہ نے بیان کیا کہ میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا، وہ میرے دوست تھے، انہوں نے جواب دیا کہ ہم نبی کرم شاہزادہ کے ساتھ رمضان کے دوسرے عشرہ میں اعتکاف میں بیٹھے۔ پھر میں تاریخ کی صبح کو آنحضرت شاہزادہ اعتکاف سے نکل اور ہمیں خطبہ دیا آپ نے فرمایا کہ مجھے لیلة القدر دکھائی گئی، لیکن بخلاف دیکھی گئی یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) میں خود بھول گیا۔ اس لئے تم اسے آخری عشرہ کی طاقِ راتوں میں تلاش کرو۔ میں نے

٢٠١٦ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَّالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدَ - وَكَانَ لِي صَدِيقًا - فَقَالَ: أَغِنِكُفْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ، فَخَرَجَ صَيْنَعَةُ عَشْرِينَ، فَخَطَبَنَا، وَقَالَ: ((إِنِّي أَرَيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ أَنْسَيْتُهَا - أَوْ نُسِيْتُهَا - فَلَتَسْمُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْأُوَاخِرِ فِي الْوِنْتِرِ،

یہ بھی دیکھا ہے (خواب میں) کہ گویا میں کچھ میں سجدہ کر رہا ہوں۔ اس لیے جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہو وہ پھر لوٹ آئے اور اعتکاف میں بیٹھے۔ خیر ہم نے پھر اعتکاف کیا۔ اس وقت آسمان پر بادل کا ایک گلزار بھی نہیں تھا۔ لیکن دیکھتے ہی دیکھتے بادل آیا اور بارش اتنی ہوئی کہ مسجد کی چھت سے پانی پکنے لگا جو بھور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی۔ پھر نماز کی تحریر ہوئی تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کچھ میں سجدہ کر رہے تھے، یہاں تک کہ کچھ کائنات میں نے آپؐ کی پیشانی پر دیکھا۔

باب شب قدر کا رمضان کی آخری دس طاق راتوں میں  
تلائش کرنا۔ اس باب میں عبادہ بن صامت سے روایت

ہے۔

**ليلة القدر كا وجود**، اس کے فضائل اور اس کا رمضان شریف میں واقع ہونا یہ چیز نصوص قرآنی سے ثابت ہیں۔ جیسا کہ سورہ قدر میں مذکور ہے۔ اور اس بارے میں احادیث صحیح بھی بکثرت وارد ہیں۔ پھر بھی آج کل کے بعض منکرین حدیث نے لیلة القدر کا انکار کیا ہے جن کا قول ہرگز توجہ کے قابل نہیں ہے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ذیقی فرماتے ہیں واختلاف في المراد الذي اضيفت اليه الليلة فقبل المراد به التعظيم كقوله تعالى و ما قدروا الله حق قدره والممعن انها ذات قدر لنزول القرآن فيها یعنی یہاں قدر سے کیا مراد ہے، اس بارے میں اختلاف ہے۔ پس کہا گیا ہے کہ قدر سے تعظیم مراد ہے جیسا کہ آیت قرآنی میں ہے یعنی ان کافروں نے پورے طور پر اللہ کی عظمت کو نہیں پہچانا، آیت شریف میں جس طرح قدر سے تعظیم مراد ہے۔ یہاں بھی اس رات کے لئے تعظیم مراد ہے۔ اس لئے کہ یہ رات وہ ہے جس میں قرآن کریم کا نزول شروع ہوا۔ قال العلماء سمیت لیلة القدر لما تكتب فيها الملائكة من الاقدار لقوله تعالى فيها يفرق كل أمر حکیم (فتح) یعنی علماء کا ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کا نام لیلة القدر اس لئے رکھا گیا کہ اس میں اللہ کے حکم سے فرشتے آنے والے سال کی کل تقدیریں لکھتے ہیں۔ جیسا کہ آیت قرآنی میں مذکور کہ اس میں ہر حکم امر لکھا جاتا ہے۔

اس رات کے بارے میں علماء کے بہت سے قول ہیں جن کو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ جنیں ۲۶ اقوال کی تعداد تک پہنچا دیا ہے۔ آخر میں آپ نے اپنا فاضلانہ فیصلہ ان لفظوں میں دیا ہے۔ وارجعها کلکھا انہا فی وترم العشر الاخير و انہا تتعلق کما یفهم من احادیث هذا الباب یعنی ان سب میں ترجیح اس قول کو حاصل ہے کہ یہ مبارک رات رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہوتی ہے۔ اور یہ ہر سال منتقل ہوتی رہتی ہے جیسا کہ اس باب کی احادیث سے سمجھا جاتا ہے۔ شافعیہ نے ایک سویں رات کو ترجیح دی ہے اور حسروں نے ستائیسویں رات کو، مگر صحیح ترجیح ہے کہ اسے ہر سال کے لئے کسی خاص تاریخ کے ساتھ تعین نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ہر سال منتقل ہوتی رہتی ہے۔ اور یہ ایک پوشیدہ رات ہے۔ قال العلماء الحکمة هي الخفاء لیلة القدر لیحصل الاجتہاد فی التماصها بخلاف ما لو عینت لها لیلة لا تقصیر علیها كما تقدم نحوه فی ساعۃ الجمعة یعنی علماء نے کہا کہ اس رات کے تخفی

وَلَيْنَى رَأَيْتُ أَنِّي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ،  
فَمَنْ كَانَ اغْتَكَفَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ  
لَلْيَزِّجْنِ). فَرَجَعْنَا، وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ  
فَرَعَةٌ، فَجَاءَتْ سَحَابَةً فَمَطَرَتْ حَتَّى سَالَ  
سَقْفَ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ مِنْ جَرِيدَ النَّخْلِ،  
وَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالْطِينِ، حَتَّى رَأَيْتُ أَنَّ  
الْطِينَ فِي جَبَهَتِهِ)). [راجع: ۶۶۹]

۳۔ بَابُ تَحْرِيَ لِلَّيْلَةِ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ  
مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِيهِ عِبَادَةٌ

ہونے میں یہ حکمت ہے تاکہ اس کی تلاش کے لئے کوشش کی جائے۔ اگر اسے معین کر دیا جاتا تو پھر اس رات پر احتفار کر لیا جاتا۔ جیسا کہ جمود کی گھڑی کی تفصیل میں پچھے مفصل بیان کیا جا چکا ہے۔ مترجم کرتا ہے کہ اس سے ان لوگوں کے خیال کی بھی تقلیط ہوتی ہے جو اسے ہر سال اکیسویں یا سانتائیسویں شب کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔

مختلف آثار میں اس رات کی کچھ نتایج بھی بتائی گئی ہیں، جن کو علامہ ابن حجر العسقلی نے مفصل لکھا ہے۔ مگر وہ آثار بطور امکان ہیں بطور شرط کے نہیں ہیں، جیسا کہ بعض روایات میں اس کی ایک علمت بارش ہونا بھی بتایا گیا ہے۔ مگر لتنے ہی رمضان ایسے گذرا جاتے ہیں کہ ان میں بارش نہیں ہوتی، حالانکہ ان میں لیلۃ القدر کا ہوتا برق ہے۔ پس بدقہ ایسا ہونا ممکن ہے کہ ایک شخص نے عشرہ آخر کی طاق راتوں میں قیام کیا اور اسے لیلۃ القدر حاصل بھی ہو گئی۔ مگر اس نے اس رات میں کوئی امر بطور خوارق عادت نہیں دیکھا۔ اس لئے حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، فلا نعتقد ان لیلۃ القدر لاینالہا الا من اردی الخوارق بل فضل اللہ واسع یعنی ہم یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ لیلۃ القدر کو وہی پہنچ سکتا ہے جو کوئی امر خارق عادت ذکر کیے، ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ کا فضل بست فراغ ہے۔

حضرت عائشہ رض نے کہا تھا، حضور! میں کیا دعا پڑھو؟ آپ نے بتایا کہ یہ دعا بکفرت پڑھا کرو (اللهم انک عفو تحب العفو فاعف عنی) اللہ! تو معاف کرنے والا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے، پس تو میری خطائیں معاف کر دے۔ امید ہے کہ لیلۃ القدر کی شب بیداری کرنے میں بخاری شریف کا مطالعہ فرمائے والے معزز بھائی مترجم و معاونین سب کو اپنی پاکیزہ دعاؤں میں شامل کر لیا کریں۔

شیدم کہ در روز امید و نیم      بدال را بے نیکاں بے بخشد کریم

آمین

شیخ الحدیث حیضرت مولانا عبد اللہ صاحب مدظلہ فرماتے ہیں:-

ثم الجمهور على انها مختصة بهذا الامة ولم تكن لمن قبلهم قال الحافظ و جزم به ابن حبيب و غيره من المالكية كالباجي و ابن عبد البر و نقله عن الجمهور صاحب العدة من الشافعية و رجهه وقال التووی انه الصحيح المشهور الذى قطع به اصحابنا كلهم و جماهير العلماء قال الحافظ وهو معتبر بحديث ابی ذر عن الدسانی حيث قال فيه قلت يا رسول الله صلی اللہ علیہ و آله و سلم ا تكون مع الانبياء فاذَا ماتوا رفعت قال لا بل هي باقية و عمدتهم قول مالک في الموطا بلغنى ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم تقاضر اعمار امته عن اعمار الامم الماضية فاعطاهم اللہ ليلة القدر وهذا يتحمل التاویل بل يدفع الصریح في حدیث ابی ذر انتمهى قلت حدیث ابی ذر ذکرہ ابن قدامة ۲/۴۹ من غير ان يعزوه لأحد بل يقتضي قلت يا رسول الله ا تكون مع الانبياء ما كانوا فاذ اقبضت الانبياء و رفعوا رفعت معهم او هي الى يوم القيمة قال بل هي الى يوم القيمة و اما الموطا فقال مالک فيه انه سمع من ينقى به من اهل العلم يقول ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ارى اعمار الناس قبله او ماشاء اللہ من ذالک فكانه تناقض اعمار امته ان لا يبلغوا من العمل مثل الذى يبلغ غيرهم في طول العمر فاعطاهم اللہ ليلة القدر خير من الف شهر ..... قلت واثر الموطا المذکور يدل على ان اعطاء ليلة القدر كان تسلیة لهذه الامة القصيرة الاعمار و يشهد لذلك رواية اخرى مرسلة ذکرها العینی في العمدة (ص: ۱۳۰، ج: ۱۳۹)

جمسور کا قول یہ ہے کہ یہ بات اسی امت کے ساتھ خاص ہے اور پہلی امتوں کے لئے یہ نہیں تھی۔ حافظ نے کہا اسی عقیدہ پر ابن حبيب اور باجی اور ابن عبد البر علماء مالکیہ نے جزم کیا ہے۔ اور شافعیہ میں سے صاحب العدة نے بھی اسے جسور سے نقل کیا ہے۔ حافظ نے کہا کہ یہ حدیث ابو ذر رض کے خلاف ہے جسے نسائی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رض ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ یہ رات پہلے انہیاء کے ساتھ بھی ہوا کرتی تھی کہ جب وہ انتقال کر جاتے تو وہ رات انٹھادی جاتی۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ وہ رات پہلی ہے۔ اور بہترین قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو انہوں نے موطا میں نقل کیا ہے کہ مجھے پہنچا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آله و سلم کو اپنی امت کی عمر س

کم ہونے کا احساس ہوا جب کہ پہلی اموتوں کی عمریں بہت طویل ہوا کرتی تھیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو لیلۃ القدر عطا فرمائی جس سے آپ کی امت کو تسلی و نیا مقصود تھا جن کی عمریں بہت چھوٹی ہیں اور یہ رات ایک ہزار میٹنے سے بہتران کو دی گئی۔ (تفصیل)

سورہ شریفہ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ کے شان نزول میں واحدی نے اپنی سند کے ساتھ مجہد سے نقل کیا ہے کہ ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلاً من بَنِ إِسْرَائِيلَ لِبِسِ السَّلَاحِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الْفَشَرِ شہر فعجم المسلمون من ذالک فائزِ اللہ تعالیٰ عزوجل انما انزلناد الخ قال خیر من الذی لبس السلاح فيها ذالک الرجل انتھی و ذکر المفسرون انه كان في الزمان الاول نبی يقال له شمسون عليه السلام قاتل الكفرة في دین الله الف شهر ولم ينزع الشیاب والسلاح فقالت الصحابة ياليت لنا عَمَراً طویلًا حتى نقاتل مثله فنزلت هذه الآية و اخبر صلی اللہ علیہ وسلم ان لیلۃ القدر خیر من الف شهر الذی لبس السلاح فیها شمسون فی سبیل اللہ الی آخره ذکر العینی یعنی رسول اللہ ﷺ نے بنی اسرائیل میں سے ایک ٹھنڈا فرمایا جس نے ایک ہزار میٹنے تک اللہ کی راہ میں جناد کیا تھا۔ اس کو سن کر مسلمانوں کو بے حد تجуб ہوا، اس پر یہ سورہ شریفہ نازل ہوئی۔ مفسرین نے کہا ہے کہ پہلے زمانے میں ایک شمسون نامی نبی تھے جو ایک ہزار ماہ تک اللہ کے دین کے لئے جناد فرماتے رہے اور اس تمام مدت میں انہوں نے اپنے بھتیجا جسم سے نہیں اتارے، یہ سن کر صحابہ کرام ﷺ نے بھی اس طویل عمر کے لئے تمنا غاہر کی تاکہ وہ بھی اس طرح خدمت اسلام کریں۔ اس پر یہ سورہ نازل ہوئی، اور بتلایا گیا کہ تم کو صرف ایک رات ایک دی گئی جو عبادات کے لئے ایک ہزار ماہ سے بہتر و افضل ہے۔

(۲۰۱۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو سعید نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ مالک بن ابی عامر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طلاق راتوں میں ڈھونڈو۔

٢٠۱۷ - حَدَثَنَا فَيْيَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَثَنَا أَبُو سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَخْرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَنِيرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأُوَالِيِّ مِنْ رَمَضَانَ)). [طرفاہ فی : ۲۰۱۹ ، ۲۰۲۰]

(۲۰۱۸) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد العزیز بن ابی حازم اور عبد العزیز در اور وردی نے بیان کیا، ان سے یزید بن ہاد نے، ان سے محمد بن ابراہیم نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے اس عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے جو میئے کے بیچ میں پڑتا ہے۔ بیس راتوں کے گذر جانے کے بعد جب ایکسوں کارخانی کی رات آتی تو شام کو آپ گھرو اپس آجائے۔ جو لوگ آپ کے ساتھ اعتکاف میں ہوتے وہ بھی اپنے گھروں میں واپس آجائے۔ ایک رات میں آپ جب اعتکاف کئے ہوئے تھے تو اس رات میں بھی (مسجدی میں) مقیم رہے جس میں آپ کی عادت گھر آجانے کی تھی، پھر آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور جو

٢٠۱۸ - حَدَثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَثَنِي أَبْنُ أَبِيهِ حَازِمٍ وَالدَّرْأُوذِدِيُّ عَنْ يَزِيدِ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدِ الْعَدْرَيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَجَاوِرُ فِي رَمَضَانَ الْعَشْرَ الْتِي فِي وَسْطِ الشَّهْرِ، فَإِذَا كَانَ حِينَ يُمْسِي مِنْ عِشْرِينَ لَيْلَةً تَمْضِي وَيَسْتَقْبِلُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ رَجَعَ إِلَى مَسْكِبِهِ وَرَجَعَ مِنْ كَانَ يَجَاوِرُ مَعْهُ، وَإِنَّهُ أَقَامَ فِي شَهْرٍ جَاوِرَ فِيهِ الْلَّيْلَةَ الَّتِي كَانَ

پھر اللہ پاک نے چاہا، آپ نے لوگوں کو اس کا حکم دیا۔ پھر فرمایا کہ میں اس (دوسرا) عشرہ میں اعتکاف کیا کرتا تھا۔ لیکن اب مجھ پر یہ ظاہر ہوا ہے کہ اب اس آخری عشرہ میں مجھے اعتکاف کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ اپنے مختلف ہی میں شہرار ہے۔ اور مجھے یہ رات (شب قدر) دھکائی گئی لیکن پھر بھلوادی کرو۔ میں نے (خواب میں) اپنے کو دیکھا کہ اس رات کیچھ میں سجدہ کر رہا ہوں۔ پھر اس رات آسمان پر ابر ہوا اور بارش بری، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ (جھٹت سے) پانی پکنے لگا۔ یہ اکیسویں کی راستھکا ذکر ہے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ صبح کی نماز کے بعد واپس ہو رہے تھے اور آپ کے چڑھے مبارک پر کچھ گلی ہوئی تھی۔

یزجع فیها، فخطبَ النَّاسَ فَأَمْرَهُمْ مَا شاءَ اللَّهُ، ثُمَّ قَالَ: ((كُنْتُ أَجَاوِرُ هَذِهِ الْعَشْرَ ثُمَّ قَدْ بَدَا لِي أَنَّ أَجَاوِرُ هَذِهِ الْعَشْرَ الْأُوَّلَى إِحْرَارًا، فَمَنْ كَانَ اغْتَكَفَ مَعِي فَلَيَبْتَثِ في مَغْتَكَفِهِ، وَقَدْ أَرِيَتُ هَذِهِ اللَّيْلَةِ، ثُمَّ أَنْسَيْتَهَا، فَابْتَغُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأُوَّلَى إِحْرَارًا، وَابْتَغُوهَا فِي كُلِّ وِقْرٍ، وَقَدْ رَأَيْتَهُ أَسْجَدَ فِي مَاءِ وَطَينِ)). فَاسْتَهَلتِ السَّمَاءُ فِي تِلْكَ الْلَّيْلَةِ فَامْطَرَتْ، فَوَسَكَتِ الْمَسْجَدُ فِي مُصْلَى النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً إِحْدَى وَعَشْرِينَ فَبَصَرَتْ عَنِّي، نَظَرْتُ إِلَيْهِ أَنْصَرَفَ مِنَ الصُّبْحِ وَوَجْهُهُ مُمْتَلِيٌّ طِينًا وَمَاءً)).

[راجع: ۶۶۹]

٢٠١٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَّفِقِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كُنْتُ أَجَاوِرُ هَذِهِ الْعَشْرَ ثُمَّ بَدَا لِي أَنَّ أَجَاوِرُ هَذِهِ الْعَشْرَ الْأُوَّلَى إِحْرَارًا، فَمَنْ كَانَ اغْتَكَفَ مَعِي فَلَيَبْتَثِ في مَغْتَكَفِهِ، وَقَدْ أَرِيَتُ هَذِهِ اللَّيْلَةِ، ثُمَّ أَنْسَيْتَهَا، فَابْتَغُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأُوَّلَى إِحْرَارًا، وَابْتَغُوهَا فِي كُلِّ وِقْرٍ، وَقَدْ رَأَيْتَهُ أَسْجَدَ فِي مَاءِ وَطَينِ)). فَاسْتَهَلتِ السَّمَاءُ فِي تِلْكَ الْلَّيْلَةِ فَامْطَرَتْ، فَوَسَكَتِ الْمَسْجَدُ فِي مُصْلَى النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً إِحْدَى وَعَشْرِينَ فَبَصَرَتْ عَنِّي، نَظَرْتُ إِلَيْهِ أَنْصَرَفَ مِنَ الصُّبْحِ وَوَجْهُهُ مُمْتَلِيٌّ طِينًا وَمَاءً)).

[راجع: ۲۰۱۷].

جس کی صورت یہ کہ آخری عشرہ کی طلاق راتوں میں جا کر اور عبادت کرو۔

٢٠٢٠ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةً عَنْ هِشَامِ بْنِ عَرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ غَابِشَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْأُوَّلَى مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُولُ: ((تَحْرُرُوا لَيْلَةَ الْفَغْرِ فِي الْعَشْرِ الْأُوَّلَى مِنْ رَمَضَانَ)).

٢٠٢١ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وَهِبَتْ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْيُوبَ عَنْ عَبْرِمَةَ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

(۲۰۴۹) مجھ سے محمد بن شنی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے بھی قتلان نے بیان کیا، ان سے شام بن عروہ نے کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی، اُنہیں عاشرہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (شب قدر) کو تلاش کرو۔

جو عبادت کرو۔

(۲۰۵۰) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا ہمیں مہدہ بن سلیمان نے خبر دی، اُنہیں شام بن عروہ نے اُنہیں ان کے والد (عروہ بن زبیر) نے اور اُنہیں امام المومنین حضرت عالیٰ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے اور فرماتے کہ رمضان کے آخری مشروٹ میں شب قدر کو تلاش کرو۔

(۲۰۵۱) ہم سے موی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہا نے کہ جب کرم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو، جب نوراتیں بلتی رہ جائیں یا پانچ راتیں باقی رہ جائیں۔  
 (معنی ۲۱۳ پا ۲۵۴ وس راتوں میں شب قدر کو تلاش کرو)۔

أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الْمُسُوْهَا فِي الْعَصْرِ  
الْأَوَّلِ أَخْيَرُ مِنْ رَمَضَانَ لِيَلَةَ الْقَنْزِ فِي تَاسِعَةِ  
تَنْقِ، لِيَ سَابِعَةٌ تَبْقَى، فِي خَامِسَةِ  
تَبْقَى)). [طَرْفَهُ فِي : ٢٠٢٢].

(۲۰۴۲) ہم سے عبد اللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، ان سے عاصم بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ابو عجلہ اور عکرم نے، ان سے ابن عباس نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، شب قدر رمضان کے (آخری) عشرہ میں پڑتی ہے۔ جب نوراتین گذر جائیں یا سات باتی رہ جائیں۔ آپ کی مراد شب قدر سے تھی۔

٢٠٢٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَمْشَدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي مَخْلُوتِ وَعَكْرَمَةَ، قَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (هُوَ) فِي الْعُشْرِ فِي تِسْعَ يَمْضِينَ أَوْ فِي سِتْعَ يَمْضِينَ). يَعْنِي لِلْأَقْدَرِ.

عبدالوهاب نے ایوب اور خالد سے بیان کیا، ان سے عکرمه نے اور ان سے ابن عباس نے کہ شب قدر کوچ بیس تاریخ (کی رات) میں تلاش کرو۔

تابعة عبد الوهاب عن أثيوب، وعن خالد  
عن عكرمة عن ابن عباس، ((التمسرا  
في أربع وعشرين)). [راجع: ٢٠٢١]

**لشیئر** اس حدیث پر قسطلائی وغیرہ کی مختصر تشریح یہ ہے۔ فی اربع و عشرين من رمضان و هی ليلة انزال القرآن واستشكّل ابراد هذا الحديث هنا لان الترجمة لاوتار و هذا شفع واجب بان المراد التمسوها في تمام اربعة و عشرين و هي ليلة الخامس والعشرين على ان البخاري رحمه الله كثيراً ما يذكر ترجمة و يسوق فيها ما يكون بينه وبين الترجمة ادنى ملاسة الخ يعني رمضان شریف کی چوبیوں رات جس میں قرآن مجید کا نزول شروع ہوا۔ اور یہاں اس حدیث کو لانے سے یہ مشکل پیدا ہوئی کہ ترجمۃ الباب طاق راتوں کے لئے ہے۔ اور یہ چوبیوں رات طاق نہیں بلکہ شفعت ہے اور اس مشکل کا جواب یہ دیا گیا کہ مراد یہ ہے کہ چوبیوں تاریخ رمضان کو پورا کر کے آنے والی رات میں لیلۃ القدر کی ملاش کرو۔ اور وہ چھپیوں رات ہوتی ہے۔ حضرت امام بخاری و مسلمؑ کی یہ بہلوت شریفہ ہے کہ وہ اکثر اپنے تراجم کے تحت ایکی احادیث لے آتے ہیں۔ جن میں کسی نہ کسی طرح باب سے ادنیٰ سے ادنیٰ مناسبت بھی نہیں یعنی ہے۔

ترجم کتا ہے کہ یہاں بھی حضرت امام جوئی نے باب میں فی الوتر من العشر کا اشارہ اسی جانب فرمایا ہے کہ اگرچہ روایت ابن عباس پیرست میں چوبیسویں تاریخ کا ذکر ہے۔ مگر اس سے مراد یہی ہے کہ اسے پورا کر کے پیچیسویں شب میں بود تر ہے شب قدر کو تلاش کر دے۔ والله اعلم با صواب۔

(۲۰۲۳) ہم سے محمد بن شنی نے بیان کیا، ان سے خالد بن حارث نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے بیان کیا، ان سے انس بن میرٹ نے بیان کیا اور ان سے عبادہ بن صامت بن میرٹ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں شب قدر کی خبر دینے کے لئے تشریف لارہے تھے کہ دو مسلمان

٢٠٤٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُشْكِنِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمْيَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ عَنْ عِبَادَةِ بْنِ الصَّابِطِ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ لِيُخْبِرَنَا بِأَيْلَةِ الْقَدْرِ.

آپس میں کچھ بھجوڑا کرنے لگے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ میں آیا تھا کہ تمہیں شب قدر بتاؤں لیکن فلاں اور فلاں نے آپس میں بھجوڑا کر لیا۔ پس اس کا علم اٹھایا گیا۔ اور امید یہ ہے کہ تمہارے حق میں کیا بہتر ہو گا۔ پس اب تم اس کی تلاش (آخری عشرہ کی) نویاسات یا پانچ (کی راتوں) میں کیا کرو۔

### باب رمضان کے آخری عشرہ میں زیادہ محنت کرنا۔

(۲۰۲۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے سفیان بن عبیینہ نے بیان کیا، ان سے ابو محفور نے بیان کیا، ان سے ابو الفضل نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب (رمضان کا) آخری عشرہ آتائونی کریم ﷺ اپنا تسبید مضبوط باندھتے (یعنی اپنی کمرپوری طرح کس لیتے) اور ان راتوں میں آپ خود بھی جائیتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جانگیا کرتے تھے۔

**لئے** کرس لینے کا مطلب یہ کہ آپ اس عشرہ میں عبادت الٰی کے لئے خاص محنت کرتے۔ خود جائیتے گھر والوں کو جگاتے اور رات بھر عبادت الٰی میں مشغول رہتے۔ اور آخرت پڑھ کر ایسا مغل تلیم امت کے لئے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا (لقد کانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أَسْنَةً حَسَنَةً) (الازداب: ۲۱) اے ایمان والو! اللہ کے رسول تمہارے لئے بہتر نمونہ ہیں۔ ان کی اقتداء کرنا تمہاری سعادت مندی ہے۔ یوسف یہی شعی عبادت الٰی کرنا بڑا کار ثواب ہے لیکن رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت الٰی کرنا بہت سی بڑا کار ثواب ہے۔ لہذا ان ایام میں جس قدر بھی عبادت ہو سکے نیمت ہے۔

فَلَأَخْرِجْ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِينَ لِقَالَ:  
((خَرَجْتَ لِأَخْبَرْكُمْ بِلِيلَةِ الْقُدْرِ، فَلَأَخْرِجْ  
فَلَأَنَّ وَفَلَانَ فَرِيقَتْ، وَعَسَى أَنْ يَكُونَ  
خَيْرًا لَكُمْ، فَالْتَّيْسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ  
وَالْتَّاسِعَةِ وَالْخَامِسَةِ)). [راجع: ۴۹]

### ۵- بَابُ الْعَمَلِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

٢٠٢٤ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ  
حَدَّثَنَا أَبْنُ عَيْنَةَ عَنْ أَبِي يَعْقُوبِ عَنْ أَبِي  
الصُّحْنِي عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ  
اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا  
دَخَلَ الْعَشْرَ شَدَّ مِنْزَرَةً، وَأَخْتَى لَيْلَةً  
وَأَنْظَفَ أَهْلَهُ)).

## سِهِّـ کتاب الاعنکاف

### كتاب اعنکاف کے مسائل کا بیان



۱- بَابُ الْإِعْنَكَافِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ  
باب رمضان کے آخری عشرہ میں اعنکاف کرنا، اور اعنکاف  
وَالْإِغْنَكَافِ فِي الْمَسَاجِدِ كُلُّهَا  
ہر ایک مسجد میں درست ہے

لقوله تعالیٰ: ﴿وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَتْقِنْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ، تِلْكَ حَدُودُ اللَّهِ فَلَا تَفْرُتُوهَا، كَذَلِكَ يَبْيَنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعْلَمُهُمْ بِتَقْوَتِهِ﴾ [البقرة: ۱۸۷].

**لستہ مختصر** حافظ فرماتے ہیں الاعکاف لغہ لزوم الشنى و حبس النفس عليه و شرعا العقام في المسجد من شخص مخصوص على صفة مخصوصة وليس بواحب اجماعا الا على من نذره و كذا من شرع فيه فقطعه عامدا عند قوم واختلف في اشتراط الصوم له الخ (فتح الباري) یعنی اعکاف کے لغوی معنی کسی پیروز کو اپنے لئے لازم کر لینا اور اپنے نفس کو اس پر مقید کرونا۔ اور شرعی معنی میں کسی بھی مسجد میں کسی مقرر آدمی کی طرف سے کسی مخصوص طریقہ کے ساتھ کسی جگہ کو لازم کر لینا۔ اور یہ اعکاف اجتماعی طور پر واجب نہیں ہے۔ ہل کوئی اگر نذر مانے یا کوئی شروع کرے مگر درمیان یہی قedula چھوڑ دے تو ان پر ادائیگی واجب ہے۔ اور روزہ کی شرط کے بارے میں اختلاف ہے جیسا کہ آگے آئے گا۔

اعکاف کے لئے مسجد کا ہونا شرط ہے جو آیت قرآنی (﴿وَأَتْقِنْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾) [البقرة: ۱۸۷] سے ثابت ہے۔ واجاز الحنفیۃ للمرأۃ ان تتعکف فی مسجد بيتها و هو المکان المدلللصلوة فی (فتح) یعنی خفیہ نے عورتوں کے لئے اعکاف جائز کہا ہے اس صورت میں کہ وہ اپنے گھروں کی ان جھنوں میں اعکاف کریں جو جگہ نماز کے لئے مخصوص کی ہوئی ہوتی ہیں۔ امام زہری اور سلف کی ایک جماعت نے اعکاف کو جامع مسجد کے ساتھ خاص کیا ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا بھی تقویا ایسا یہ اشارہ ہے۔ اور یہ مناسب بھی ہے تاکہ متعکف باسانی ادائیگی جمع کر سکے۔ رمضان شریف کے پورے آخری عشرہ میں اعکاف میں بیٹھنا منفعت ہے۔ یوں ایک دن ایک رات یا اور بھی کوئی کم حدت کے لئے بیٹھنے کی نیت کرے تو اسے بھی بقدر عمل ثواب ملے گا۔

سن ابو داؤد میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ السنۃ علی المتعکف ان لا یعود مربضا و لا یشهد جنازة ولا یمس امراء ولا یباشرها ولا یخرج لحاجة الاما لا بد منه یعنی متعکف کے لئے سنت ہے کہ وہ کسی مریض کی عیادت کے لئے جائے اور نہ کسی جنازہ پر حاضر ہو۔ اور نہ اپنی عورت کو چھوئے، نہ اس سے مباشرت کرے اور کسی حاجت کے لئے اپنی جگہ سے باہر نہ لٹکلے مگر جس کے لئے نکلنابے حد ضروری ہو۔ جیسا کہ کھلتا پینا یا تقاضے حاجات کے لئے جانا۔ اگر متعکف ایسے کاموں کے لئے نکلا اور مسجد سے خارج ہی وضو کر کے وابس آگیا تو اس کے اعکاف میں کوئی خلل نہ ہو گا بلکہ امور جائز و ناجائز امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنے ابواب متفقہ میں ذکر فرمایا ہے۔ الحدث الکبیر حضرت مولانا عبدالرحمن مبارکبوری رضی اللہ عنہ نے اعکاف کے لئے جامع مسجد کو مختار قرار دیا ہے۔ (تحفۃ الاحزوی، جلد ۲: ص: ۷۲)

(۲۰۲۵) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ  
مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے یونس نے،  
انہیں نافع نے خبر دی اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہمانے کہا  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری شرہ میں  
اعکاف کرتے تھے۔

(۲۰۲۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا

۲۰۲۵ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبْنُ وَهَبٍ عَنْ يُونُسَ أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَعْتَكِفُ الْمُشْرِقَ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَمَضَانَ)).

۲۰۲۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ

کہ ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاہب نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک برادر رمضان کے آخری عشرے میں اعتكاف کرتے رہے۔ اور آپ کے بعد آپ کی ازواج مطرات اعتكاف کرتی رہیں۔

(۷) ۲۰۲ ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ان سے یزید بن عبد اللہ بن ہلہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم بن حارث تھی نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو سعید خدربی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے دوسرے عشرے میں اعتكاف کیا کرتے تھے۔ ایک سال آپ نے انہی دنوں میں اعتكاف کیا، اور جب ایکسویں تاریخ کی رات آئی۔ یہ دو رات بے جس کی صبح کو آپ اعتكاف سے باہر آجاتے تھے، تو آپ نے فرمایا کہ جس نے میرے ساتھ اعتكاف کیا ہو وہ اب آخری عشرے میں بھی اعتكاف کرے۔ مجھے یہ رات (خواب میں) دکھائی گئی۔ لیکن پھر بھاڑ دی گئی۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ اسی کی صبح کو میں پچھر میں بجہہ نر ربا ہوں، اس لئے تم تو گے اسے آخری عشرہ کی ہر طلاق رات میں تلاش کرو۔ چنانچہ اسی رات بارش ہوئی۔ مسجد کی چھت پونکہ کھجور کی شاخ سے بنی تھی اس لئے پکنے لگی اور خود میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایکسویں کی صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر پچھر گئی ہوئی تھی۔

باب اگر حیض والی عورت اس مرد کے سر میں کنگھی کرے

حدَّثَنَا عَنِ الْأَئْمَةِ غَفِيلٌ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ (أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوْفَاهُ اللَّهُ: ثُمَّ اغْتَكَفَ أَرْوَاجَةً مِنْ بَعْدِهِ)).

۲۰۲۷ - حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَزِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْغَارِثِ التَّمِيمي عَنْ أَبِيهِ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرُّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدِ الْخُدَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَغْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ، فَاغْتَكَفَ عَامًا حَتَّى إِذَا كَانَ لَيْلَةً إِحدَى وَعَشْرِينَ - وَهِيَ الْلَّيْلَةُ الَّتِي يَخْرُجُ صَبَيْحَتَهَا مِنْ اعْتِكَافِهِ - قَالَ: ((مَنْ كَانَ اغْتَكَفَ مَعِي فَلْيَغْتَكِفْ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ، وَقَدْ أَرَيْتُ هَذَا مَاءِ وَطَيْنِ مِنْ صَبَيْحَتَهَا، وَقَدْ رَأَيْتُ أَسْجَدَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، وَالْتَّمِسُوهَا فِي كُلِّ الْمَسْجِدِ، فَبَصَرَتِ عَيْنَايِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى جَبَهَتِهِ أَثْرُ الْمَاءِ وَالْطَيْنِ مِنْ صَبَيْحَ إِحدَى وَعَشْرِينَ)). (راجع: [۶۶۹])

۲- بَابُ الْحَاضِرِ تُرْجِلُ الْمُغْتَكِفِ

جواب اعتکاف میں ہو

(۲۰۲۸) ہم سے محمد بن شنی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے حبیب بن سعید  
قطلان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کما کہ مجھے  
میرے باپ نے خبر دی اور ان سے عائشہ پئی تھیں نے بیان کیا کہ نبی کریم  
ﷺ میں مسجد میں مختلف ہوتے اور سرمبارک میری طرف جھکا دیتے پھر  
میں اس میں سکھا کر دیتی، حالانکہ میں اس وقت حیض سے ہوا کرتی  
تھی۔ (باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے)

بُلْ اعْتِكَافٍ وَالاَيْمَنْ ضُرُورَتْ

گھر میں نہ جائے

(۲۰۴۹) ہم سے قتبہ نے بیان کیا، کما کہ ہم سے لیٹ بن سد نے بیان کیا، ان سے این شاب نے، ان سے عروہ اور عمرہ بنت عبدالرحمن نے کہ نبی کرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہؓ بھی بیان نہیں کیا، آنحضرت ﷺ مسجد سے (اعکاف کی حالت میں) سرمبارک میری طرف جوڑ کے اندر کر دیتے۔ اور میں اس میں لکھا کر دیتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مختلف ہوتے تو بلا حاجت گھر میں تشریف نہیں لاتے تھے۔

٢٨٠٢٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَشْبِّهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَاتَلَتْ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ إِلَيْيَ رَأْسَةَ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فِي الْمَسْجِدِ فَأَرْجَلَهُ وَأَنَا حَابِضٌ)).

[٢٩٥: راجع]

٣- بَابُ الْمُغَكِّفِ لَا يَدْخُلُ الْيَتَم

إِلَّا لِحَاجَةٍ

٢٠٩ - حَدَّثَنَا قُتْبَيْهُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ  
عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ غَرْزَةَ وَعَمْرَةَ بْنِتِ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ ((وَإِنْ كَانَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ لَيَذْخُلُ عَلَيْ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي  
الْمَسْجِدِ فَأَرْجِلُهُ، وَكَانَ لَا يَذْخُلُ أَبْيَتَ  
الْأَلْحَاجَةَ إِذَا كَانَ مُغْتَكِفًا)).

أطراfe في : ٢٠٣٤ ، ٢٠٣٣ ، ٢٠٤١

• ۲۰۴۵

**لشیخ** علامہ عبدالرحمن مبارکپوری مرحوم فرماتے ہیں فسرہا الزہری بالبیول والغائب و قد انفقوا على استثناء هما (تحفة الاحوذه) یعنی امام زہری نے حاجات کی تفسیر پیش اب اور پاگانہ سے کی ہے۔ اور اس پر ان کا اتفاق ہے کہ ان حاجات کے لئے گمراہ استثناء ہے اور ممکن حاجات کو رفع کرنے کے لئے جائز ہے۔

مک اعتماد والا سریادن دھو سکتائے

(۲۰۳۰) ہم سے محمد بن یوسف فربابی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے سفیان بن عبینہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے بیان کیا، ان سے ابراہیم تھجی نے، ان سے اسود نے، اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں حافظہ ہوتی پھر بھی رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے بدن سے لگا

٤ - بَابُ غَسْلِ الْمُغْتَكِفِ

٢٠٣٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفيَّانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَاتَلَتْ ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُهاشِرُنِي وَأَنَا حَالِضٌ)).

لیتے اور آپ مختلف ہوتے اور میں حاضر ہوتی۔  
(۲۰۳۱) اس کے باوجود آپ سر مبارک (مسجد سے) باہر کر دیتے اور میں اسے دھوئی تھی۔

[راجع: ۲۹۵]

۲۰۳۱ - ((وَكَانَ يُخْرُجُ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُغْتَفِتٌ فَاغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ)). [راجع: ۲۹۵]

مقام اعکاف میں بوقت ضرورت مختلف کے لئے سریابدن کا دعوایا جائز ہے۔ اس حدیث سے حضرت امام شافعی نے یہ مسئلہ ثابت فرمایا۔

### باب صرف رات بھر کے لئے اعکاف کرنا

(۲۰۳۲) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے بھی بن سعید قلن نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ عمری نے، انسیں مافع نے خبر دی اور انسیں ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کرم مسیح پر سے عرض کیا، میں نے جالیت میں یہ نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات کا اعکاف کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کر

### ۵- بَابُ الْأَعْيَاكَافِ لَيْلًا

۲۰۳۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبِيدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ أَبِنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : ((أَنَّ عُمَرَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: كَتَتْ نَذْرَتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَغْيَكَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، قَالَ: ((أَوْفِ بِنَذْرِكَ))).

[اطراfe في : ۴۳۲۰، ۳۱۴۴، ۲۰۴۳]

[۶۶۹۷]

نذر نیاز جو خالص اللہ ہو اور امر جائز کے لئے جائز طور پر مانی گئی ہو اس کا پورا کرنا واجب ہے۔ اعکاف بھی ایسے امور میں داخل ہے اگر کوئی غلط نذر مانے جیسا کہ ایک شخص نے پیدل چل کر حج کرنے کی نذر مانی تھی، آپ نے اسے باطل قرار دیا۔ اس طرح دیگر غلط نذر مانت بھی توڑی جانی ضروری ہیں۔ غیر اللہ کے لئے کوئی نذر مانت مانا شرک میں داخل ہے۔

### باب عورتوں کا اعکاف کرنا

(۲۰۳۳) ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل دوی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے جملوں بن زید نے بیان کیا، ان سے بھی قلن نے، ان سے عمر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشروں میں اعکاف کیا کرتے تھے۔ میں آپ کے لئے (مسجد میں) ایک خیمہ لگادیتی۔ اور آپ صحیح کی نماز پڑھ کے اس میں چلے جاتے تھے۔ پھر حفصہ بنت حیثیت نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے خیمہ کمرا کرنے کی (اپنے اعکاف کے لئے) اجازت ہاں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی اور انہوں نے ایک خیمہ کمرا کر

### ۶- بَابُ اَعْيَاكَافِ النِّسَاءِ

۲۰۳۳ - حَدَّثَنَا أَبُو الْعَمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادَ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُمَرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَغْيِكُ فِي الْقُشْرِ الْأَوَّلَاجِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَكَتَتْ أَصْرِبَ لَهُ خِيَّاءَ فَيَصْلَى الصُّبُحَ ثُمَّ يَذْخُلُهُ فَاسْتَأْذَنَتْ حَفْصَةَ عَائِشَةَ أَنْ تُنْظَرَ بِخِيَّاءَ، فَأَذِنَتْ لَهَا فَصَرَّبَتْ خِيَّاءَ. فَلَمَّا

لیا۔ جب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو انہوں نے بھی (اپنے لئے) ایک خیمہ کھڑا کر لیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی خیمے دیکھے تو فرمایا، یہ کیا ہے؟ آپ کو ان کی حقیقت کی خبر دی گئی۔ آپ نے فرمایا، کیا تم سمجھتے ہو یہ خیمے ثواب کی نیت سے کھڑے کئے گئے ہیں۔ پس آپ نے اس میں (رمضان) کا اعتکاف چھوڑ دیا اور شوال کے عشرہ کا اعتکاف کیا۔

رَأَةُ رَبِّنَا رَبِّ الْجَنَّاتِ حَسْنٌ ضَرَبَتْ خَيَّةً آخَرَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم رَأَى الْأَخْيَةَ قَالَ: ((مَا هَذَا؟)) فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَلَيْرُ تَرُونَ بِهِنْ؟)) فَتَرَكَ الْأَعْتَكَافَ ذَلِكَ الشَّهْرُ، ثُمَّ اغْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ). [راجع: ۲۰۲۹]

لَشَبَّحَ قال الاسماعيلي فيه دليل على جواز الاعتكاف بغير صوم لأن أول شوال يوم الفطر وصومه حرام يعني اس حدیث میں دلیل ہے کہ بغیر روزہ کے بھی اعتکاف درست ہے اس لئے کہ آپ نے اول عشرہ شوال میں اعتکاف کیا۔ جس میں یوم الفطر بھی داخل ہے۔ جس میں روزہ رکھنا منع ہے۔ حافظ فرماتے ہیں۔ ان المرأة لا تعتكف حتى تستاذن زوجها وإنها إذا اعتكف بغير اذنه كان له ان يخرجها و فيه جواز ضرب الأخيبة في المسجد و ان الأفضل للنساء ان لا يعتكفن في المسجد و فيه ان أول الوقت الذي يدخل فيه المعتكف بعد صلوة الصبح وهو قول الاوزاعي وقال الانème الاربعة و طائفة يدخل غروب الشمس واولوا الحديث على انه دخل من اول الليل ولكن انما تخلى بنفسه في المكان الذي اعده لنفسه بعد صلوة الصبح الخ يعني عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اعتکاف نہ کرے اور بغیر اجازت اعتکاف کی صورت میں خاوند کو حق ہے کہ وہ عورت کا اعتکاف ختم کر دے۔ اور اعتکاف کے لئے مساجد میں خیسہ لگاتا درست ہے۔ اور عورتوں کے لئے افضل یہی ہے کہ وہ مساجد میں اعتکاف نہ کریں اور متعکف کے لئے اپنی جگہ میں داخل ہونے کا وقت نماز فجر کے بعد کا وقت ہے۔ یہ اوزاعی کا قول ہے لیکن ائمہ ارجعہ اور ایک جماعت علماء کا قول یہ ہے کہ سورج غروب ہونے سے قبل اپنے مقام میں داخل ہو اور حدیث مذکورہ کا مطلب انہوں نے پوں بیان کیا کہ آپ اول رات ہی میں داخل ہو گئے تھے مگر جو جگہ آپ نے اعتکاف کے لئے مخصوص فرمائی تھی اس میں فجر کے بعد داخل ہوئے۔

### باب مسجدوں میں خیمے لگانا

(۳۰۳۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو امام مالک نے خبر دی، انسیں بیکی بن سعید نے، انسیں عمرہ بنت عبد الرحمن نے اور انسیں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کا ارادہ کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ تشریف لائے (یعنی مسجد میں) جمل آپ نے اعتکاف کا ارادہ کیا تھا۔ تو وہاں کئی خیمے موجود تھے۔ عائشہ بیٹی خاصہ بیٹی خاصہ کا بھی اور زینب بیٹی خاصہ کا بھی، اس پر آپ نے فرمایا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ انہوں نے ثواب کی نیت سے ایسا کیا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور اعتکاف نہیں کیا۔ بلکہ شوال کے عشرہ میں اعتکاف کیا۔

٢٠٣٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بْنِ سَنْتَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ((أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ، فَلَمَّا أَنْصَرَفَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ إِذَا أَخْيَةً : خَيَّاءَ عَائِشَةَ، وَخَيَّاءَ حَفْصَةَ، وَخَيَّاءَ زَيْبَ). فَقَالَ: ((أَلَيْرُ تَقُولُونَ بِهِنْ؟)) ثُمَّ أَنْصَرَفَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ، حَتَّى اغْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ). [راجع: ۲۰۲۹]

## باب کیا معتکف اپنی ضرورت کے لئے مسجد کے دروازے تک جاسکتا ہے؟

(۲۰۳۵) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے امام زین العابدین علی بن حسین نے خبر دی اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک یوں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ وہ رمضان کے آخری عشرہ میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعتكاف میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے مسجد میں آئیں تھوڑی دیر تک باشیں کیں پھر واپس ہونے کے لئے کھڑی ہوئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں پہنچانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ جب وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے سے قریب والے مسجد کے دروازے پر پہنچیں، تو وہ انصاری آدمی ادھر سے گزرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی سوچ کی ضرورت نہیں، یہ تو (میری یوں) صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا ہیں۔ ان دونوں صحابیوں نے عرض کیا، سچان اللہ! یا رسول اللہ! ان پر آپ کا جملہ برا شاق گزرا۔ آپ نے فرمایا کہ شیطان خون کی طرح انسان کے بدن میں دوڑتا رہتا ہے۔ مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں وہ کوئی بد گمانی نہ ڈال دے۔

## -۸- بَابُ هَلْ يَخْرُجُ الْمُعْتَكِفُ لِحَوَائِجهِ إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ؟

٢٠٣٥ - حدثنا أبو اليمان قال أخبرنا شعيب عن الزهري قال: أخبرني علي بن الحسين رضي الله عنهما: ((أن صفية زوج النبي ﷺ أخبرته أنها جاءت رسول الله ﷺ تزوره في اغتكافه في المسجد في العشر الأواخر من رمضان، فتحدثت عنده ساعة ثم قامت تقلب فقام النبي ﷺ معها يقلبه، حتى إذا بلغت باب المسجد عند باب أم سلمة مرجلان من الأنصار فسلمتا على رسول الله ﷺ فقال لهم النبي ﷺ: ((على رسليكم، إنما هي صفية بنت حبي)). فقال: سبحان الله يا رسول الله، وكبير عليهمما، فقال النبي ﷺ: ((إن الشيطان يبلغ من الإنسان مبلغ الدم، وإن حشيت أن يقذف في قلوبكم شيئاً)).

[اطرافہ فی : ۲۰۳۹، ۲۰۴۱، ۳۱۰۱]

۳۲۸۱، ۶۲۱۹، ۷۱۷۱]

**لشیعہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ معتکف ضروری کام کے لئے مقام اعتكاف سے باہر نکل سکتا ہے۔ آپ حضرت صفیہ بنت حبیب کے ساتھ اس لئے نکلے کہ وہ ایکی رہ گئی تھیں۔ کہتے ہیں ان کا مکان بھی مسجد سے دور تھا بعض روایتوں میں ان دیکھنے والوں کے متعلق ذکر ہے کہ انہوں نے آگے بڑھ جانا چاہا تھا، آنحضرت ﷺ نے حقیقت حال سے آگاہ فرمائے کے لئے ان کو بلایا۔ معلوم ہوا کہ کسی ممکن شک کو دور کر دینا بہر حال اچھا ہے۔

## باب آخرست شیعہ کے اعتكاف کا اور بیسویں کی صبح کو آپ کا اعتكاف سے نکلنے کا بیان

## -۹- بَابُ الْإِغْتِكَافِ وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

(۲۰۳۶) مجھ سے عبد اللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں نے ہارون بن اسماعیل سے سنا، انہوں نے کماکہ ہم سے علی بن مبارک نے بیان کیا، کماکہ مجھ سے بھی بن ابی کثیر نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ میں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے سنا، انہوں نے کماکہ میں نے ابوسعید خدرا رضی اللہ عنہ سے سنا، میں نے ان سے پوچھا تھا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کا ذکر سنائے؟ انہوں نے کماکہ ہاں! ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے دوسرا عشرے میں اعتکاف کیا تھا، ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں کی صبح کو ہم نے اعتکاف ختم کر دیا۔ اسی صبح کو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا، کہ مجھے شب قدر و کھالی گئی تھی لیکن پھر بھلا دی گئی، اس لئے اب اسے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ میں نے (خواب میں) دیکھا ہے کہ میں کچھ پانی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ اور جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (اس سال) اعتکاف کیا تھا وہ پھر دوبارہ کریں۔ چنانچہ وہ لوگ مسجد میں دوبارہ آگئے۔ آسمان میں کہیں بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہیں تھا کہ اچانک بادل آیا اور بارش شروع ہو گئی، پھر نماز کی تکبیر ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ میں سجدہ کیا۔ میں نے خود آپ کی ناک اور پیشانی پر کچھ لگا ہوادیکھا۔

[راجع: ۶۶۹]

### باب کیا مستحاصہ عورت اعتکاف کر سکتی ہے؟

(۷) ہم سے قتبہ نے بیان کیا، کماکہ ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی یو یوں میں سے ایک خاتون (ام سلمہ رضی اللہ عنہا) نے جو مستحاصہ تھیں، اعتکاف کیا۔ وہ سرفی اور زردی (یعنی استحاصہ کا خون) دیکھتی تھیں۔ اکثر ثابت ہم ان کے نیچے رکھ دیتے اور وہ نماز پڑھتی

۲۰۳۶ - حدیثی عنْدَ اللَّهِ بْنُ مُنْبِرٍ سَمِعَ هَارُونَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمَبَارِكِ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: ((سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدَ الْخُدْرَى قُلْتُ : هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ يَذْكُرُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ؟ قَالَ نَعَمْ، اغْتَهَنَتَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْعَشْرُ الْأَوْسَطُ مِنْ رَمَضَانَ، قَالَ: فَعَرَجَنَا صَبِيْحَةَ عِشْرِينَ، قَالَ: فَخَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَبِيْحَةَ عِشْرِينَ فَقَالَ: ((إِنِّي أَرِنَتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، وَإِنِّي نُسِيَّتُهَا، فَالْتَّمَسْوُهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي وِنْرِ، فَلَمْ يَرَنِتْ أَدْ أَسْجَدَ فِي مَاءِ وَطَنِ، وَمَنْ كَانَ اغْتَكَفَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَيَرْجِعَ)). فَرَجَعَ النَّاسُ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَرْعَةً، قَالَ: فَجَاءَتْ سَحَابَةُ فَمَطَرَتْ، وَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَسَاجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الطَّيْنِ عَالَمَاءَ، حَتَّى رَأَيْتُ الطَّيْنَ فِي أَرْبَيْهِ وَجَبَّهِ)).

### ۱۰ - بَابُ اعْتِكَافِ الْمُسْتَحَاصَةِ

۲۰۳۷ - حَدَّثَنَا قَتْبَيَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرْبَعَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((اغْتَكَفَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ امْرَأَةٌ مِنْ أَزْوَاجِ مُسْتَحَاصَةٍ، فَكَانَتْ تَرَى الْحُمْرَةَ وَالصُّفَرَةَ، فَرَبِّمَا وَضَعَنَا الطَّسْتَ تَحْتَهَا

وَهِيَ تُصْنَى)). [راجع: ۲۰۹]

**لِتَشْرِيكٍ** مسخاضہ وہ عورت جس کو حیض کا غون بطور مرض ہر وقت جاری رہتا ہو، ایسی عورت کو نماز پڑھنی ہو گی۔ مگر اس کے لئے غسل طهارت بھی ضروری ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ ازواج مطہرات میں سے ایک محترمہ یہوی امام علمہ ہاشمؒ جو اس مرض میں جلا تھیں انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ اعتكاف کیا تھا۔ اسی سے حضرت امام الحمد شیخؒ نے باب کا مضمون ثابت فرمایا ہے۔ بعد میں جب آپ نے بعض ازواج مطہرات کے بکثرت خیہے مسجد میں اعتكاف کے لئے دیکھے تو آپ نے ان سب کو دور کر دیا تھا۔

### باب عورت اعتكاف کی حالت میں اپنے خاوند سے ملاقات کر سکتی ہے

(۲۰۳۸) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن خالد نے بیان کیا، ان سے این شاپ نے، ان سے امام زین العابدین علی بن حسینؑ نے کہ نبی کشم شیخؒ کی پاک یہوی حضرت صفیہؓ نے انہیں خبر دی (دوسری سند) اور امام بخاری نے کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہشام نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کشم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں (اعتكاف میں) تھے آپ کے پاس ازواج مطہرات بیٹھی تھیں۔ جب وہ چلنے لگیں تو آپ نے صفیہ بنت حبیبؓ سے فرمایا کہ جلدی نہ کر، میں تمہیں چھوڑنے چلتا ہوں۔ ان کا جھروہ دار اسماءؓ میں تھا۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ نکلے تو دو انصاری صحابیوں سے آپؐ کی ملاقات ہوئی۔ ان دونوں حضرات نے نبی کشم شیخؒ کو دیکھا اور جلدی سے آگے بڑھ جانا چاہا۔ لیکن آپ نے فرمایا، ٹھہرو! ادھر سنو! یہ صفیہ بنت حبیبؓ تھیں (جو میری یہوی ہیں) ان حضرات نے عرض کی، سمجھا اللہ! یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا کہ شیطان (انسان کے جسم میں) خون کی طرح دوڑتا ہے اور مجھے خطرہ یہ ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں بھی وہ کوئی بری بات نہ ڈال دے۔

### ۱۱- بَابُ زِيَارَةِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي اغْتِكَافِهِ

۲۰۳۸ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرَ قَالَ : حَدَّثَنِي الْلَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَالَدٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ عَلَيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلَيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ : ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَعِنْدَهُ أَزْوَاجُهُ، فَرَخَنَ، فَقَالَ لِصَفِيَّةَ بِنْتَ حَيْثَيْ: ((لَا تَغْجُلِي حَتَّى انْصَرِفَ مَعَكَ)), وَكَانَتْ يَتَّهَمُهَا فِي دَارِ أَسَامَةَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مَعَهَا، فَلَقِيَهُ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ أَجَازَهُ، وَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ ((تَعَايَا، إِنَّهَا صَفِيَّةَ بِنْتَ حَيْثَيْ)) قَالَا: سَبَّحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَعْجِزُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدُّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يُلْقِي فِي أَنْفُسِكُمَا شَيْئًا)).

[راجح: ۲۰۳۵]

یہ حدیث طرق مختلف کے ساتھ کئی جگہ گزرنچی ہے۔ اور حضرت امام رضاؑ نے اس سے بہت سے مسائل کے لئے استبطاط فرمایا ہے۔ علامہ ابن حجر اس کے ذیل میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔

وَفِي الْحَدِيثِ مِنَ الْفَوَانِدِ جُوازُ اشْتِغَالِ الْمُعْتَكِفِ بِالْأُمُورِ الْمُبَاحَةِ مِنْ تَشْبِيهِ زَانِهِ وَالْقِيَامِ مَعَهُ وَالْحَدِيثِ مَعَ غَيْرِهِ وَإِبَاحةِ حَلُوَةِ الْمُعْتَكِفِ بِالزَّوْجَةِ وَزِيَارَةِ الْأُمَّرَاءِ الْمُعْتَكِفِ وَبَيَانِ شَفَقَتِهِ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْهَةٍ وَإِرشَادِهِمْ إِلَى مَا يَدْفَعُ عَنْهُمُ الْإِثْمُ وَفِي التَّحْرِزِ مِنَ التَّعْرُضِ لِسُوءِ الظَّنِّ وَالْأَحْتِفَاظِ مِنْ كِيدِ الشَّيْطَانِ وَالْأَعْتَادَارِ وَقَالَ أَبْنُ دَقِيقِ الْعِيدِ وَهَذَا مَا كَدَ فِي حَقِّ الْعُلَمَاءِ وَمَنْ يَقْتَدِيْ بِهِ فَلَا يَحْوِزُ لَهُمْ أَنْ يَفْعُلُوا فَعْلًا يَوْجِبُ سُوءُ الظَّنِّ بِهِمْ وَأَنْ كَانُوهُمْ فِي مَخْلُصٍ لَّا نَالَ سَبِيلًا إِلَيْهِمْ وَمَنْ ثُمَّ قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ يَبْغِي لِلْحَاكِمِ أَنْ يَبْيَنَ لِلْمُحْكُومِ عَلَيْهِ وَجْهَ الْحُكْمِ إِذَا كَانَ خَافِيَا نَفْيَهُ لِلتَّهْمَةِ وَمَنْ هُنَّا يَظْهَرُ خَطَاءَهُ مِنْ يَنْتَهِيْ بِهِ مَظَاهِرُ السُّوءِ وَيَعْتَذِرُ بَاهِنَهُ يَعْرِبُ بِذَلِكَ عَلَى نَفْسِهِ وَقَدْ عَطَمَ الْبَلَاءُ بِهِذَا الصَّنْفِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ وَفِي أَصْفَافِ بَيْوَاتِ ازْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِنَّ وَفِي جُوازِ خُروِجِ النِّسَاءِ لِلَّيْلَ وَفِي قَوْلِ سَبْحَانَ اللَّهِ عَنْدِ الْعَجَبِ الْخَ (فتح الباري)

مختصر مطلب یہ کہ اس حدیث سے بہت سے فوائد نکلتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ معتکف کے لئے مباح ہے کہ وہ اپنے ملنے والوں کو کھڑا ہو کر ان کو رخصت کر سکتا ہے۔ اور غیروں کے ساتھ بات بھی کر سکتا ہے۔ اور اس کے لئے اپنی بیوی کے ساتھ خلوت بھی مباح ہے۔ یعنی اس سے تعلیٰ میں صرف ضروری اور مناسب بات چیت کرنا، اور اعتكاف کرنے والے کی عورت بھی اس سے ملنے آئیتی ہے اور اس حدیث سے امت کے لئے شفقت نبوی کا بھی اثبات ہے اور آپؐ کے ایسے ارشاد پر بھی دلیل ہے جو کہ امت سے گناہوں کے دفع کرنے سے متعلق ہے اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ بد گمانی اور شیطانی کروں سے اپنے آپؐ کو محفوظ رکھنا بھی بے حد ضروری ہے۔ ابن دقيق العید نے کہا کہ علماء کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے ان کے حق میں لوگ بد گمانی پیدا کر سکیں، اگرچہ اس کام میں ان کے اخلاق بھی ہو۔ مگر بد گمانی پیدا ہونے کی صورت میں ان کے علوم کا انتفاع ختم ہو جانے کا احتمال ہے۔ اسی لئے بعض علماء نے کہا ہے کہ حاکم کے لئے ضروری ہے کہ مدعا علیہ پر جو اس نے فصلہ دیا ہے اس کی پوری وجہ اس کے سامنے بیان کر دے تاکہ وہ کوئی غلط تهمت حاکم پر نہ لگاسکے۔ اور اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ کوئی شخص بطور تجربہ بھی کوئی برا مظاہرہ نہ کرے۔ ایسی بلاائیں آج کل عام ہو رہی ہیں۔ اور اس حدیث میں بیویت ازوج النبی کی اضافت کا بھی جواز ہے اور رات میں عورتوں کا گھروں سے باہر نکلنے کا بھی جواز ثابت ہے اور ثحب کے وقت سبحان اللہ کئنے کا بھی ثبوت ہے۔ واللہ اعلم بالاصواب۔

## ۱۲۔ بَابُ هَلْ يَذْرَا الْمُعْتَكِفُ عَنْ بَابِ اعْتَكَافٍ وَالاَپِنَّ اوپر سے کسی بد گمانی کو دور کر سکتا ہے

(۲۰۳۹) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ بنے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے میرے بھائی نے خبر دی، انہیں سلیمان نے، انہیں محمد بن ابی عتیق نے، انہیں ابن شاہ نے، انہیں علی بن حسین بن شوشتر نے کہ صفیہ بنت ابی اسحاق نے انہیں خبر دی، (دوسری سند) اور ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے سن، وہ علی بن حسین بن شوشتر سے خبر دیتے تھے کہ صفیہ بنت ابی اسحاق نبی کریم ﷺ کے یہاں آئیں۔ آپؐ اس وقت اعتكاف میں تھے۔ پھر

۲۰۴۰ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي عَيْنَةِ عَنِ الرُّوفِيِّ عَنْ عَلَيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ صَفِيَّةَ أَخْبَرَتْهُ ح. حَدَّثَنَا عَلَيِّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعَتُ الرُّوفِيَّ يَعْبُرُ عَنْ عَلَيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّ صَفِيَّةَ

جب وہ اپس ہونے لگیں تو آپ بھی ان کے ساتھ (تھوڑی دور تک انہیں چھوڑنے) آئے۔ (آتے ہوئے) ایک انصاری صحابیؓ نے آپ کو دیکھا۔ جب آنحضرت ﷺ کی نظر ان پر پڑی تو فوراً آپ نے انہیں بلایا، کہ سنو! یہ (میری بیوی) صفیہؓ ہی تھیں۔ (سفیان نے ہی صفتیہ کے بجائے بعض اوقات هذه صفتیہ کے الفاظ کے۔ (اس کی وضاحت اس لئے ضروری تھی) کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا رہتا ہے۔ میں (علی بن عبد اللہ) نے سفیان سے پہلے کہ غالباً وہ رات کو آتی رہی ہوں گی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ رات کے سوا اور وقت ہی کو نہ ہو سکتا تھا۔

رضی اللہ عنہا اَنْتِ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُغَفِّكٌ، فَلَمَّا رَجَعَتْ مَشْيٰ مَعَهَا، فَأَبْصَرَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ، فَلَمَّا أَبْصَرَهُ دُعَاءً فَقَالَ: ((تَعَالَى، هِيَ صَفَيَّةُ)) - وَرَبِّمَا قَالَ هَذِهِ صَفَيَّةُ - فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ أَنْبَرِ آدَمَ مَجْرَيَ الدُّمِّ. قُلْتُ لِسَفِيَّانَ: أَنْتَ لِيَلَّا؟ قَالَ: وَهُلْ هُوَ إِلَّا لِيَلَّا؟)). [راجح: ۲۰۳۵]

## باب اعتكاف سے صحیح کے وقت باہر آنا

### ۱۳- بَابُ مَنْ خَرَجَ مِنْ اَعْتِكَافِهِ عِنْدَ الصُّبُحِ

باب کی حدیث اس پر محوال ہے کہ آپ نے راتوں کے اعتكاف کی نیت کی تھی نہ دنوں کی۔ گویا غروب آفتاب کے بعد اعتكاف میں گئے اور صحیح کو باہر آئے، اگر کوئی دنوں کے اعتكاف کی نیت کرے تو طوع فخر ہوتے ہی اعتكاف میں جائے اور غروب آفتاب کے بعد نکل آئے۔ (وحیدی)

(۲۰۳۰) ہم سے عبدالرحمٰن بن بشر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان بن عینہؓ نے بیان کیا، ان سے ابن جریرؓ نے بیان کیا، ان سے ابن الیخنجؓ کے ماموں سلیمان احولؓ نے، ان سے ابو سلمہؓ نے اور ان سے ابو سعید خدریؓ نے۔ سفیان نے کہا اور ہم سے محمد بن عمروؓ نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہؓ نے اور ان سے ابو سعید خدریؓ نے، سفیان نے یہ بھی کہا کہ مجھے یقین کے ساتھ یاد ہے کہ ابن الی لبیدؓ نے ہم سے یہ حدیث بیان کی تھی، ان سے ابو سلمہؓ نے اور ان سے ابو سعید خدریؓ نے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے دوسرے عشرے میں اعتكاف کے لئے بیٹھے۔ بیسویں کی صحیح کو ہم نے اپنا سالان (مسجد سے) اٹھایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ جس نے (دوسرے عشرے میں) اعتكاف کیا ہے وہ دوبارہ اعتكاف کی جگہ چلے، کیونکہ میں نے آج کی رات (شب قدر کو) خواب میں دیکھا ہے۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ میں کچھ میں سجدہ کر رہا

۴۰- حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْعَسْدَرِيِّ فَقَالَ حَدَّثَنَا سَفِيَّانَ عَنْ أَبْنَى حُرَيْبَيْعَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَخْوَلَ حَالَ أَبْنَى أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ فَقَالَ سَفِيَّانَ: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرُو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. قَالَ: وَأَظَلَّ أَذْ أَبْنَى أَبِي سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: ((اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْعَشْرَ الْأُوَسْطَ، فَلَمَّا كَانَ صَبَّيْحَةُ عِشْرِينَ نَقَلَنَا مَتَاعَنَا، فَاتَّابَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ فَلْيَرْجِعْ إِلَى مُغْتَكِفِهِ، فَإِنَّ رَأَيْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ، وَرَأَيْتُمْ أَسْجَدْ فِي مَاءِ وَطَيْبِينِ)). فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى مُغْتَكِفِهِ وَهَاجَتِ

ہوں۔ پھر جب اپنے اعتکاف کی جگہ (مسجد میں) آپ دوبارہ آگئے تو اچانک بادل متذلائے، اور بارش ہوئی۔ اس ذات کی قسم جس نے حضور اکرم ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! آسمان پر اسی دن کے آخری حصہ میں ابر ہوا تھا۔ مسجد کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی (اس لئے چھت سے پانی پکا) جب آپ نے نماز صبح ادا کی، تو میں نے دیکھا کہ آپ کی ناک اور پیشانی پر کچھ رکاوٹ تھا۔

### باب شوال میں اعتکاف کرنے کا بیان۔

(۲۰۳۱) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو محمد بن فضیل بن غزوان نے خبر دی، انیں یحیی بن سعید نے، انیں عمرہ بنت عبد الرحمن نے اور ان سے عائشہ بنت عینیہ نے کہ رسول اللہ ﷺ ہر رمضان میں اعتکاف کیا کرتے۔ آپ صبح کی نماز پڑھنے کے بعد اس جگہ جاتے جہاں آپ کو اعتکاف کے لئے بیٹھنا ہوتا۔ راوی نے کہا کہ حضرت عائشہ بنت عینیہ نے بھی آپ سے اعتکاف کرنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے انیں اجازت دے دی، اس لئے انہوں نے (اپنے لئے بھی مسجد میں) ایک خیمہ لگایا۔ حفصہ بنت عینیہ (زوج مطہرہ نبی کریم ﷺ) نے سناؤ انہوں نے بھی ایک خیمہ لگایا۔ زینب بنت عینیہ (زوج مطہرہ نبی کریم ﷺ) نے سناؤ انہوں نے بھی ایک خیمہ لگایا۔ صبح کو جب آخر ضریف ﷺ نماز پڑھ کر لوئے تو چار خیمے نظر پڑے۔ آپ نے دریافت فرمایا، یہ کیا ہے؟ آپ کو حقیقت حال کی اطلاع دی گئی۔ آپ نے فرمایا، انہوں نے ثواب کی نیت سے یہ نہیں کیا، (بلکہ صرف ایک دوسرا کی ریس سے یہ کیا ہے) انہیں اکھاڑ دو۔ میں انیں اچھا نہیں سمجھتا، چنانچہ وہ الھاڑ دیئے گئے۔ اور آپ نے بھی (اس سال) رمضان میں اعتکاف نہیں کیا۔ بلکہ شوال کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا۔

### باب اعتکاف کے لئے روزہ

ضروری نہ ہونا۔

(۲۰۳۲) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے اپنے

السَّمَاءُ قَمَطِرْنَا، فَوَاللَّهِ بَعْدَهُ بِالْحَقِّ لَقَدْ  
هَاجَتِ السَّمَاءُ مِنْ آخِرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ،  
وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَرِيشًا لَفَلَذْ رَأَيْتُ عَلَى  
أَنْفِهِ وَأَرْبَيْهِ أَثْرَ النَّمَاءِ وَالظَّنَّ).  
[راجح: ۶۶۹]

### ١٤- بَابُ الْاعْتِكَافِ فِي شَوَّالٍ

٢٠٤١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ  
بْنُ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ  
عَنْ عَمْرَةَ بْنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ، وَإِذَا صَلَّى  
الْفَدَاءَ دَخَلَ مَكَانَهُ الَّذِي اعْتَكَفَ فِيهِ.  
قَالَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ عَائِشَةُ أَنْ تَعْتَكِفَ، فَأَذِنَ  
لَهَا فَضَرَبَتْ فِيهِ قَبَّةَ فَسَمِعَتْ بِهَا حَفْصَةَ  
فَضَرَبَتْ قَبَّةَ، وَسَمِعَتْ زَيْنَبَ بِهَا  
فَضَرَبَتْ قَبَّةَ أُخْرَى. فَلَمَّا أَنْصَرَفَ رَسُولُ  
الله ﷺ مِنَ الْفَدَاءِ أَبْصَرَ أَرْبَعَ قِبَابَ، فَقَالَ:  
((مَا هَذَا؟)) فَأَخْبَرَهُ خَبَرَهُنَّ، فَقَالَ: ((مَا  
حَمَلْهُنَّ عَلَى هَذَا؟ آتِهِمْ؟ أَنْزِلْغُوهُمَا فَلَا  
أَرَاهَا)), فَتَرَعَتْ، فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِي رَمَضَانَ  
حَتَّى اعْتَكَفَ فِي آخرِ الْغَشْرِ مِنْ  
شَوَّالٍ)). [راجح: ۲۰۳۹]

### ١٥- بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ عَلَيْهِ صَوْمًا إِذَا اعْتَكَفَ

٢٠٤٢ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَنْدِ اللَّهِ

بھائی (عبدالحمید) سے، ان سے سلیمان نے، ان سے عبید اللہ بن عمر نے، ان سے نافع نے، ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہمانے بیان کیا، ان سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے، کہ انہوں نے پوچھا، یا رسول اللہ! میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ ایک رات کامسجد حرام میں اعتکاف کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اپنی نذر پوری کر۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک رات بھر اعتکاف کیا۔

عنْ أَخِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْيَدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَمْرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَغْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ : ((أَوْفِ نَذْرَكَ)). فَاغْتَكَفَ لَيْلَةً.

[راجح: ۲۰۳۲]

### باب اگر کسی نے جاہلیت میں اعتکاف کی نذر مانی پھر وہ اسلام لایا

(۲۰۳۳) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو اسماء نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ نے، ان سے نافع نے، ان سے ابن عمر نے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے زمانہ جاہلیت میں مسجد حرام میں اعتکاف کی نذر مانی تھی، عبید نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ انہوں نے رات بھر کا ذکر کیا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کر۔

### باب رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کرنا

اس سے امام بخاری رضی اللہ عنہ کی غرض یہ ہے کہ اعتکاف کے لئے رمضان کا آخری عشرہ ضروری نہیں۔ گو آخری عشرے میں اعتکاف کرنا افضل ہے۔

(۲۰۳۴) ہم سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو بکر بن عیاش نے بیان کیا، ان سے ابو حصین عثمان بن عاصم نے، ان سے ابو صالح سماں نے اور ان سے ابو ہریرہ بن عوف نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال رمضان میں دس دن کا اعتکاف کیا کرتے

### ۱۶- بَابُ إِذَا نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَعْتَكِفَ ثُمَّ أَسْلَمَ

(۲۰۴۳) حدیثنا عبد الله بن إسماعيل قال: حدثنا أبوأسامة عن عبد الله بن نافع عن ابن عمر ((أن عمر رضي الله عنه نذراً في الجاهلية أن يعتكف في المسجد الحرام - قال: أرأته قال ليلة - قال له رسول الله ﷺ: ((أوفِ نذرك)).

### ۱۷- بَابُ الْاعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْأُوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ

قال: حدثنا عبد الله بن أبي شيبة قال: حدثنا أبو بكر عن أبي حصين عن أبي صالح عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: ((كان النبي ﷺ يغتطف في كل

رمضان عشرہ آیام، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي  
تَحَقَّقَ فِيهِ اغْتِنَفَ عِشْرِينَ يَوْمًا).  
اعتكاف کیا تھا۔

[طرفہ فی : ٤٩٩٨]

ابن بطال نے کہا اس سے یہ لکھا ہے کہ اعتكاف سنت مؤکدہ ہے، اور ابن منذر نے ابن شاہب سے نکلا کہ مسلمانوں پر تعجب ہے کہ انہوں نے اعتكاف کرنا چھوڑ دیا، حالانکہ آخرت میں جب سے مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے وفات تک اعتكاف ترک نہیں فرمایا تھا۔ اس سال آپ نے بیس دن کا اعتكاف اس لئے کیا کہ آپ کو معلوم ہو گیا تھا کہ اب وفات قریب ہے۔

### باب اعتكاف کا قصد کیا لیکن پھر مناسب یہ معلوم ہوا کہ

اعتكاف نہ کریں تو یہ بھی درست ہے

(۲۰۳۵) ہم سے محمد بن مقابل ابو الحسن نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں اوزاعی نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے بیکی بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمرہ بنت عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے آخری عشرے میں اعتكاف کے لئے ذکر کیا، عائشہ رضیتھا نے بھی آپ سے اجازت مانگی۔ آپ نے انہیں اجازت دے دی، پھر حفصہ رضیتھا نے عائشہ رضیتھا سے کہا کہ ان کے لئے بھی اجازت لے دیں چنانچہ انہوں نے ایسا کر دیا۔ جب زینب بنت حوشیتھا نے دیکھا، تو انہوں نے بھی خیہ لگانے کے لئے کہا اور ان کے لئے بھی خیہ لگادیا گیا۔ انہوں نے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے بعد اپنے خیہ میں تشریف لے جاتے آج آپ کو بہت سے خیہے دکھائی دیئے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ عائشہ، حفصہ اور زینب میں ایک کے خیہے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا، بھلا کیا ان کی ثواب کی نیت ہے۔ اب میں بھی اعتكاف نہیں کروں گا۔ پھر جب ماہ رمضان ختم ہو گیا، تو آپ نے شوال میں اعتكاف کیا۔

### باب اعتكاف والادھونے کے لئے اپنا سر

### ۱۸- بَابُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ ثُمَّ

بَدَا لَهُ أَنْ يَخْرُجَ

۴۰۴۰ - حَدَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسِنِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَثَنِي يَحْتَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَثَنِي عَمْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرَ أَنْ يَعْتَكِفَ الْعُشْرُ الْآخِرُ مِنْ رَمَضَانَ، فَاسْتَأْذَنَهُ عَائِشَةَ فَأَذِنَ لَهَا، وَسَأَلَتْ حَفْصَةَ عَائِشَةَ أَنْ تَسْتَأْذِنَ لَهَا فَعَلَتْ، فَلَمَّا مَرَأَتْ ذَلِكَ زَنَبَ أَبْنَةَ حَجَّشَ أَمْرَتْ بَنَاءَ فَيْنِي لَهَا. قَالَتْ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى أَنْصَرَفَ إِلَى بَنَاهُ، فَبَصَرَ بِالْأَبْنِيَةِ فَقَالَ: ((مَا هَذَا؟)) قَالُوا: بَنَاءُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَنَبَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْأَبْرَأْ أَرْذَنِ بِهَذَا؟ مَا أَنَا بِمُغَفِّلٍ)). فَرَاجَعَ فَلَمَّا أَنْطَرَ اغْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ)).

[راجح: ۲۰۲۹]

### ۱۹- بَابُ الْمُعْتَكِفِ يُذْخُلُ رَأْسَهُ

## گھر میں داخل کرتا ہے

(۲۰۳۶) ہم سے عبداللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ وہ حافظہ ہوتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ مسجد میں اعتکاف میں ہوتے تھے۔ پھر بھی وہ آپ کے سر میں اپنے جگہ ہی میں لکھا کرتی تھیں۔ آپ اپنا سر مبارک ان کی طرف بڑھاتے۔

## البَيْتُ لِلْغُسلِ

٢٠٤٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَغْمُرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَزْرَوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : ((أَنَّهَا كَانَتْ تُرْجِلُ النَّبِيَّ ﷺ وَهِيَ حَانِضٌ وَهُوَ مُفْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ وَهِيَ فِي حَجَرِهِ يَنْأِلُهَا رَأْسَهُ)).

[راجع: ۲۹۵]

**تَسْبِيحٌ** امام بخاری رض نے بذیل مسائل تراویح، ولیۃ القدر و اعتکاف یہاں کل انتالیس حدیثوں کو نقل فرمایا۔ جن میں مرفع، معلق، مکرر جملہ احادیث شامل ہیں۔ کچھ صحابہ کرام اور تابعین عظام کے آثار بھی آپ نے ذکر فرمائے، چونکہ ایمان اور ارکان فہرست کے بعد اولین چیز جو ہر مسلمان کے لئے بے حد ضروری ہے وہ طلب رزق حلال ہے جس کا ہر تن ذریعہ تجارت ہے، اس لئے اب امام بخاری رض نے کتاب البيوع کو شروع فرمایا، رزق کی تلاش کے لئے تجارت کو اولین ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ تجارت نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ قرآن مجید میں بھی لفظ تجارت مختلف مقاصد کے تحت بولا گیا ہے۔ جو تاجر امانت و دیانت کے ساتھ تجارت کرتے ہیں ان کے لئے بہت کچھ بشارتیں وارد ہوئی ہیں جن میں کچھ یہاں بھی ملاحظہ میں آئیں گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

## ۳۳۔ کتاب الہیم

## کتاب خرید و فروخت کے مسائل کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ”اللہ نے تمہارے لئے خرید و فروخت حلائ کی اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔“

وَقُولِ اللَّهِ عَزْ وَجْلُ : هُوَ وَأَخْلَلَ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَمَ الرَّبَابَ [البقرة : ۲۷۵].

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”مگر جب نقد سودا ہو تو اس ہاتھ دو اس ہاتھ

وَقُولِهِ : هُوَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً

تَدِيزُونَهَا بِنِكْمٍ ﴿البقرة : ٢٨٢﴾

لو۔”

## باب اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے متعلق احادیث کے

”پھر جب نماز ختم ہو جائے تو زمین س پھیل جاؤ۔ (یعنی رزق حلال کی تلاش میں اپنے کاروبار کو سنبھال لو) اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو، اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرو، تاکہ تمہارا بھلا ہو۔ اور جب انہوں نے سودا بلتے دیکھایا کوئی تماشادیکھا تو اس کی طرف متفرق ہو گئے اور تجھ کو کھڑا چھوڑ دیا۔ تو کہہ دے کہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ تماشے اور سوداگری سے بہتر ہے۔ اور اللہ ہی ہے بہتر روزی رزق دینے والا۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ”تم لوگ ایک دوسرے کامال غلط طریقوں سے نہ کھاؤ، مگر یہ کہ تمہارے درمیان کوئی تجارت کا معاملہ ہو تو آپس کی رضامندی کے ساتھ (معاملہ ٹھیک ہے)۔“

**لَيْسَ بِنِعْمَةِ** یوں بیع کی بیع ہے جو باب ضرب بضرب سے مغلی یا می ہے جس کے سینے خرید و فروخت کے ہیں۔ اسی سلسلہ میں بھی اللہ اور اس کے سچے رسول ﷺ نے بہت سی پاکیزہ ہدایات دی ہیں۔ یعنی والوں کو عام طور پر لفظ تاجر سے یاد کیا جاتا ہے۔ قیس بن ابی غزرہ سے روایت ہے قال خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نسمى السمسارة فقال يا معتمر التجار وهي رواية ابی داود لعرفنا النبي صلى الله عليه وسلم فسمانا باسم هو احسن منه فقال يا معتمر التجار ان الشيطان والائم يحضرن البيع فشوبوا بعكم بالصدقة (رواہ الترمذی) یعنی نبی کریم ﷺ ہم لوگوں پر گذرے جب کہ عام طور پر ہم کو لفظ سما سره (سوداگران) سے پکارا جاتا تھا، آپ نے ہم کو بہتر نئے نام سے موسوم فرمایا، اور یوں ارشاد ہوا کہ ”اے تاجروں کی جماعت بے شک شیطان اور گناہ خرید و فروخت میں حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے اپنی بیع کے ساتھ صدقہ خیرات کو بھی شامل کرو، تاکہ ان اغلاط کا کچھ کفارہ بھی ساتھ ہی ساتھ ہوتا رہے!“

تجارت کی فضیلت میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ الناجي الصدقون الامين مع النبیين والصداقین والشهداء (رواہ الترمذی) امانت اور صداقت کے ساتھ تجارت کرنے والا مسلمان قیامت کے دن انبیاء اور صداقین اور شداء کے ساتھ اخلاقیا جائے گا۔ اس لئے کہ امانت اور دیانت کے ساتھ تجارت کرنا بھی اتنا ہی کھن کام ہے جتنا کہ انبیاء و صداقین و شداء کا مشن کھن ہوتا ہے۔ عن اسماعیل بن عبید بن رفاعة عن ابیہ عن جده انه خرج مع النبی صلى الله عليه وسلم الى المصلى فرأى الناس يبعضون فقال يا معتمر التجار فاستجابوا الرسول الله صلى الله عليه وسلم ورفعوا انفاقهم واصارهم اليه فقال ان التجار يعذرون يوم القيمة فجاءوا الا من انقضى الله وبر و صدق (رواہ الترمذی) یعنی ایک دن آنحضرت ﷺ نماز کے لئے نکلے کہ آپ نے راستے میں خرید و فروخت کرنے والوں کو دیکھا فرمایا کہ اے تاجروں کی جماعت! ان سب نے آپ کی طرف اپنی گردنوں اور آنکھوں کو اٹھایا۔ اور آپ

## ۱ - بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :

﴿إِنَّمَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَأَنْتُشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ، وَإِذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ. وَإِذَا رَأَوْنَ تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا أَنْفَضُوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكُمْ قَائِمًا، قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهِ وَمِنَ التِّجَارَةِ، وَاللَّهُ خَيْرُ الرُّازِقِينَ﴾ [الجمعة : ۱۱-۱۰]

وَقُولُهُ ﴿لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بِنِكْمٍ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ﴾ [النساء: ۲۹].

کی آواز پر سب نے لیک کا۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک تاجر لوگ قیامت کے دن فاسق فاجر لوگوں میں اٹھائے جائیں گے۔ مگر جس نے اس پیشہ کو اللہ کے خوف کے تحت سچائی اور نیک شعاراتی کے ساتھ انجام دیا۔ حضرت ابوذر ہنفیؓ کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا تمنِ آدمی ایسے ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔ نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا اور ان کے لئے ختم درود ناک عذاب ہو گا۔ ان میں اول نمبر احسان جلتانے والا، دوسرے نمبر اپنے پاجامہ تبدیل کو فخریہ ختنوں سے نیچے کھینچنے والا، تیسرا اپنے مال کو جموئی قسمیں کھا کر فروخت کرنے والا۔

حضرت مولانا عبدالرحمن مبارکبوری مرحوم فرماتے ہیں۔ قال القاضی لما كان من دین التجار التدليس في المعاملات والتهلك على ترويع السلع بما تيسر لهم من الایمان الكاذبة و نحوها حكم عليهم بالفجور واستثنى منهم من اتفق المحارم و برفي بهمه و صدق في حديثه والى هذا ذهب الشارحون و حملوا الفجور على اللغو والخلف كذا في المرقة (تحفة الاحدوزي)

یعنی قاضی نے کما کہ معاملات میں دھوکا دینا اور مال نکالنے کے لئے جموئی قسمیں کھا کما کر ہر قسم کے ہنکڑے استعمال کرنا تاجر بروں کا عام شیوه ہے، اسی لئے آخرست ہنفیؓ نے ان پر فاجر ہونے کا حکم فرمایا، مگر ان کو مستثنی فرمایا جو حرام سے بھیں اور قسم میں سچائی کو سامنے رکھیں۔ اور اکثر شارح اور بری گئے ہیں کہ غور سے لغויות اور جموئی قسم کھانا مراد ہیں۔

۴۷- حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا

شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي سَعِيدُ  
بْنُ الْمُسَيْبٍ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَنْدِ الرَّحْمَنِ  
أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((إِنَّكُمْ  
تَقُولُونَ : إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَكْثُرُ الْحَدِيثَ عَنْ  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَتَقُولُونَ : مَا بَالَ  
الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ لَا يَحْدُثُونَ عَنْ  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِعْدِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ؟  
وَإِنَّ إِخْرَجَنِي مِنَ الْمُهَاجِرِينَ يَشْفَلُهُمْ  
الصُّفَقُ بِالْأَسْوَاقِ وَكَثُرَ الْزَّمْ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ عَلَى مَلَءِ بَطْنِي، فَأَشْهَدُ إِذَا خَلَوْا،  
وَأَحْفَظُ إِذَا نَسَوا. وَكَانَ يَشْفَلُ إِخْرَجَيِ  
مِنَ الْأَنْصَارِ عَمَلَ أَمْوَالَهُمْ، وَكَثُرَ اغْرِيَ  
مِسْكِينًا مِنْ مَسَاكِينِ الصُّفَقَةِ أَعْنِي حِينَ  
يَنْسَوْنَ، وَفَذَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي  
حَدِيثِ يَعْدُدُهُ : ((إِنَّهُ لَنْ يَنْسُطُ أَحَدٌ فَوْهَةَ  
حَتَّى أَقْضِيَ مَقَاتِلِي هَذِهِ لَمْ يَخْمُمْ إِلَيْهِ

(۲۰۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، ان سے شعیب نے بیان کیا

ان سے زہری نے، کما کہ مجھے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی کہ ابو ہریرہ ہنفیؓ نے کہا، تم لوگ کہتے ہو کہ ابو ہریرہ ہنفیؓ تو رسول اللہ ہنفیؓ کی احادیث بست زیادہ بیان کرتا ہے، اور یہ بھی کہتے ہو کہ مہاجرین و انصار ابو ہریرہ ہنفیؓ کی طرح کیوں حدیث نہیں بیان کرتے؟ اصل وجہ یہ ہے کہ میرے بھائی مہاجرین بازار کی خرید فروخت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اور میں اپنا بھائی بھرنے کے بعد پھر اب اب رسول اللہ ہنفیؓ کی خدمت میں حاضر رہتا، اس لئے جب یہ بھائی غیر حاضر ہوتے تو میں اس وقت بھی طاہر رہتا، اور میں (وہ باتیں آپ سے سن کر) یاد کر لیتا ہے ان حضرات کو (اپنے کاروبار کی مشغولیت کی وجہ سے یا تو سننے کا موقع نہیں ملتا تھا) وہ بھول جایا کرتے تھے۔ اسی طرح میرے بھائی انصار اپنے اموال (کھیتوں اور باغوں) میں مشغول رہتے۔ لیکن میں صرف میں مقیم مسکینوں میں سے ایک مسکین آدمی تھا۔ جب یہ حضرات انصار بھولتے تو میں اسے پار رکھتا۔ ایک مرتبہ رسول کرم ہنفیؓ نے ایک حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ جو کوئی اپنا کپڑا پھیلائے اور اس وقت تک پھیلائے رکھے جب تک اپنی یہ گفتگو نہ پوری کرلوں، پھر (جب میری گفتگو پوری ہو۔

جائے تو اس کپڑے کو سمیت لے تو وہ میری باتوں کو (اپنے دل و دماغ میں ہمیشہ) یاد رکھے گا۔ چنانچہ میں نے اپنا کمل اپنے سامنے پھیلا دیا۔ پھر جب رسول کرم ﷺ نے اپنا مقالہ مبارک ختم فرمایا تو میں نے اسے سمیت کر اپنے سینے سے لگایا اور اس کے بعد پھر کبھی میں آپ کی کوئی حدیث نہیں بھولا۔

فَوْتَهُ إِلَّا وَعَىٰ مَا أَقْوَلُ)، فَبَسْطَتْ نَعْرَةً  
عَلَيْهِ، حَتَّىٰ إِذَا قَضَىٰ رَسُولُ اللَّهِ  
مَقَالَةَ جَمَعَتُهَا إِلَى صَدْرِي، فَمَا نَسِيَتْ  
مِنْ مَقَالَةَ رَسُولِ اللَّهِ، تِلْكَ مِنْ  
شَيْءٍ)). [راجح: ۱۱۸]

**لَئِنْ يَرَهُ**  
قریش کا پیشہ تجارت تھا اور اہل مدینہ بیشتر کاشتکار تھے۔ جب مهاجرین مدینہ تشریف لائے تو انہوں نے اپنا آبائی پیشہ تجارت ہی زیادہ پسند فرمایا اور کسب معاش کے سلسلہ میں انصار اور مهاجرین سب ہی اپنے دھنودوں میں مشغول رہا کرتے تھے۔ مگر ابھاپ صدقہ خالص تعلیم دین ہی کے لئے وقف تھے۔ جن کا کوئی دنیاوی مشغلہ نہ تھا۔ ان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ شوقيں ہلکہ علوم قرآن و حدیث پر اس درجہ فدا کہ اکثر اوقات اپنی شکم پری سے بھی غافل ہو جاتے اور فاتحہ در فاتحہ کرتے ہوئے جب غشی طاری ہونے لگتی تب ان کو بھوک یاد آتی۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ اس حدیث کو میں یہ بتلانے کے لئے لائے ہیں کہ تجارت بیع و شراء اور سہیق کیاری بلکہ سب دنیاوی کاروبار ضروریات زندگی سے ہیں۔ جن کے لئے اسلام نے بہترین اصول اور ہدایات پیش کی ہیں اور اس سلسلہ میں ہر ممکن ترقی کے لئے رغبت دلائی ہے جس کا زندہ ثبوت وہ انصار اور مهاجرین ہیں جنہوں نے عمد رسالت میں تجارت اور زراعت میں قابل رشک ترقی حاصل کی اور تجارت و سہیق و باغانی میں بھی وہ دنیا کے لئے ایک مثال بن گئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں طالب علم تھے اور دنیاوی کاروبار سے ان کو کچھ لگاؤ نہ تھا۔ اس لئے یہ ہزار ہا حدیث نبوی کے حافظ ہوئے۔ اس حدیث سے رسول کرم ﷺ کا ایک معمور بھی ثابت ہوا کہ حسب ہدایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کی تقریر دلپذیر کے وقت اپنا کمل پھیلا دیا۔ اور بعد میں وہ کمل سمیت کر اپنے سینے سے لگایا، جس سے ان کا سینہ روشن ہو گیا اور بعد میں وہ حفظ حدیث میں سب پر سبقت لے گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ آمین۔

(۲۰۳۸) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ اوسی نے بیان کیا، ان سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے دادا (ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ہم مدینہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے میرے اور سعد بن ریبع انصاری کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا۔ سعد بن ریبع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں انصار کے سب سے زیادہ مالدار لوگوں میں سے ہوں۔ اس لئے اپنا آدممال میں آپ کو دیتا ہوں اور آپ خود دیکھ لیں کہ میری دو بیویوں میں سے آپ کو کون زیادہ پسند ہے۔ میں آپ کے لئے انہیں اپنے سے الگ کر دوں گا۔ (یعنی طلاق دے دوں گا) جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو آپ ان سے

٤٠٤٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَنِيمَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ  
جَدِّهِ قَالَ: قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: (لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ  
آخِي رَسُولُ اللَّهِ<sup>ﷺ</sup> تَبَّاعَنِي وَبَيْنَ سَعْدَ بْنِ  
الرَّبِيعَ، فَقَالَ سَعْدُ بْنَ الرَّبِيعَ: إِنِّي أَكْثَرُ  
الْأَنْصَارِ مَالًا، فَأَقْسِمُ لَكَ نِصْفَ مَالِيِّ،  
وَانْظُرْ أَيُّ رَزْوَجَتِي هُوَيْتَ تَرْلَتْ لَكَ عَنْهَا،  
فَإِذَا حَلَّتْ تَرْوَجَنَّهَا، قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ  
الرَّحْمَنِ: لَا حَاجَةَ لِي فِي ذَلِكَ، هَلْ مِنْ

نکاح کر لیں۔ بیان کیا کہ اس پر عبد الرحمن بن عثیر نے فرمایا، مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ کیا یہاں کوئی بازار ہے جہاں کاروبار ہوتا ہو؟ سعد بن عثیر نے "سوق قیقاع" کا نام لیا۔ بیان کیا کہ جب صحیح ہوئی تو عبد الرحمن بن عثیر پیر اور گھنی لائے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر وہ تجارت کیلئے بازار آنے جانے لگے۔ کچھ دنوں کے بعد ایک دن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو زورگنگ کا نشان (کپڑے یا جسم پر) تھا۔ رسول اللہ نے دریافت فرمایا، کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، آپ نے دریافت فرمایا کہ کس سے؟ بولے کہ ایک انصاری خاتون سے۔ دریافت فرمایا، اور مرکتنا دیا ہے؟ عرض کیا کہ ایک گھٹلی برادر سونا دیا ہے۔ یا (یہ کہا کہ) سونے کی ایک گھٹلی دی ہے۔ پھر بھی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اچھا تو یہ کہ خواہ ایک بھری ہی کا ہو۔

(۲۰۴۹) ۲۰۴۹ ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، ان سے زہیر نے بیان کیا، ان سے حمید نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ عنہ بیان کیا کہ جب عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ محدث آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بھائی چارزہ سعد بن ربع انصاری رضی اللہ عنہ سے کرا دیا۔ سعد رضی اللہ عنہ مالدار آؤی تھے۔ انہوں نے عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے کما میں اور آپ میرے مال سے آدھا آدھا لے لیں۔ اور میں (اپنی ایک بیوی سے) آپ کی شادی کراؤں۔ عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں کہا اللہ تعالیٰ آپ کے اہل اور آپ کے مال میں برکت عطا فرمائے، مجھے تو آپ بازار کا راستہ بتا دیجئے۔ پھر وہ بازار سے اس وقت تک واپس نہ ہوئے جب تک لفڑی میں کافی پیش اور گھنی نہ بچالیا۔ اب وہ اپنے گھر والوں کے پہنچ آئے، کچھ دن گذرے ہوں گے یا اللہ نے جتنا چلا۔ اس کے بعد وہ آئے کہ ان پر زردی کا نشان تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ زردی کیسی ہے؟ عرض کیا؟ رسول اللہ! میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے۔ آپ

سوقِ فیہ تجارت؟ قائل: سوق قیقاع۔ قائل: فَعَدَا إِلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمَنَ فَأَتَى بِأَقْطِيلَ وَسَمِنَ. قائل: ثُمَّ تَابَعَ الْفَدْوَ فَمَا لَبَثَ أَنْ جَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَلَيْهِ أَثْرُ صَفْرَةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (تَرَوْجَتْ؟) قائل: نَعَمْ. قائل: ((وَمَنْ؟)) قائل: امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ. قائل: ((كَمْ سُفْتَ؟)) قائل: زِنَةٌ نَوَّاهٌ مِنْ ذَهَبٍ - أَوْ نَوَّاهٌ مِنْ ذَهَبٍ - فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: (أَوْلَمْ وَلَوْ بِشَاقِ). [طرفة في : ۳۲۸۰].

۲۰۴۹ - حدثنا أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زَهْرَى قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((فَلَيْمَمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفِ الْمَدِينَةِ، قَاتَحَ النَّبِيُّ ﷺ، بَيْنَ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ، وَكَانَ سَعْدُ ذَا غَنِيٍّ، فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَقْسِمْكَ مَالِيِّ بِصَفَنِينِ وَأَزْوَجْكَ. قَالَ: بَارِئَةُ اللَّهِ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، ذُلُونِي عَلَى السُّوقِ، فَمَا رَجَعَ حَتَّى اسْتَفْضَلَ أَقْطَا وَسَمِنًا، فَأَتَى بِهِ أَهْلَ مَنْزِلِهِ، فَمَكَثَنَا يَسِيرًا - أَوْ مَا شَاءَ اللَّهُ - فَجَاءَ وَعَلَيْهِ وَضَرَّرَ مِنْ صَفْرَةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَهِيمٌ؟)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ تَرَوْجَتْ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ. قَالَ: ((مَا سُفْتَ إِلَيْهَا؟)) قَالَ: نَوَّاهٌ مِنْ ذَهَبٍ - أَوْ وَزْنٌ

**نَوْءَةٌ مِنْ ذَقْبٍ - قَالَ: (أَوْلَمْ وَلَوْ  
بِشَاءَ):**

نے دریافت فرمایا کہ انہیں میریں کیا دیا ہے؟ عرض کیا "سونے کی  
ایک گھٹلی" یا (یہ کہا کر) "ایک گھٹلی برابر سونا" آپ نے فرمایا کہ اچھا  
اب ولیمہ کر، اگرچہ ایک بکری ہی کا ہو۔

[اطرافہ فی : ۲۲۹۳، ۳۷۸۱، ۳۹۳۷،  
۵۰۷۲، ۵۱۴۸، ۶۰۸۲، ۵۱۰۳، ۵۱۰۵]

[تہذیب] حدیث ہذا بابت سے فائدہ پر مشتمل ہے۔ حضرت امام بخاری یونقیہ کا مقصود یہ اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ محمد

نبوی میں مدینہ منورہ میں الہ اسلام تجارت کیا کرتے تھے۔ اور ان کا بہترن پیشہ تجارت ہی تھا۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمن بن عوف بن خثیر ہیں بھرت فرا کر جب میدے آئے تو انہوں نے غور و فکر کے بعد اپنے قدیمی پیشہ تجارت ہی کو بیہل بھی اپنالیا۔ اور اپنے اسلامی بھائی سعد بن خثیر بن ریح کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جنہوں نے اپنی آدمی جانیداد مقولہ اور غیر مقولہ کی پیش کش کی تھی ہزار کا راستہ لیا۔ اور وہاں کے حالات یا جائزہ لے کر آپ نے تبل اور گھنی کا کاروبار شروع کیا، اللہ نے آپ کو تھوڑی ہی مدت میں اسی کشاورگی عطا فرمائی کہ آپ نے ایک انصاری عورت سے اپنا عقد بھی کر لیا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف بن خثیر عشرہ بہشوں میں سے ہیں۔ یہ شروع دور میں حضرت ابو بکر صدیق بن خثیر کی صحبت سے داخل اسلام ہوئے۔ اور دو مرتبہ جس کی طرف بھرت بھی کی۔ تمام غزوتوں میں آنحضرت بن خثیر کے ساتھ شریک رہے۔ طویل القامت گورے رنگ والے تھے۔ غزوہ احد میں ان کے بدن پر بیس سے زائد زخم لگے تھے۔ جن کی وجہ سے پیروں میں لگ پیدا ہو گئی تھی۔ یہ مدینہ میں بنتی ہی بڑے مادر مسلمان تھے۔ اور رئیس التجار کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان کی خاتوت کے بھی کتنے ہی واقعات مذکور ہیں۔ ۲۷ سال کی عمر میں ۳۲ ماہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

انہوں نے میریں اپنی یوں کو نواہ من الذهب یعنی سونے کی ایک گھٹلی دی جس کا وزن ۵ درہم سے زائد بھی ممکن ہے۔ اس حدیث سے ولیمہ کرنے کی تاکید بھی ثابت ہوئی اور یہ بھی کہ ولیمہ میں بکرے یا بکری کا ذیجہ بترہے۔ زرد رنگ شاید کسی عطر کا ہو یا کسی ایسی تخلوٹ چیز کا جس میں کوئی زرد ہم کی چیز بھی شامل ہو اور آپ نے اس سے عسل وغیرہ کیا ہو۔

[۲۰۵۰] ۲۰۵۰ - عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ عکاظاً مجنداً، اور زوالجاہز عبد جالیس کے بازار تھے۔ جب اسلام آیا تو ایسا ہوا کہ مسلمان لوگ (خرید و فروخت کے لیے ان بازاروں میں جانا) گناہ سمجھنے لگے۔ اس لیے یہ آیت نازل ہوئی۔ "تمہارے لئے اس میں کوئی حرج نہیں اگر تم اپنے رب کے فضل (یعنی رزق طال) کی تلاش کرو ج کے موسم میں" یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت ہے۔

[تہذیب] حدیثی عندهُ اللہ بنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّاً بْنُ عَنْ عَمْرِو عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَتْ عَكَاظَةُ وَمَجْنَةُ وَذُوا السَّمَجَازُ أَسْوَاقًا لِلْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ فَكَانُوكُمْ تَأْتُمُو فِيهِ، فَنَزَّلْتَ: «لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبَغُوا لَفْضَلًا مِنْ رِزْقِكُمْ هُوَ فِي مَوَاسِيمِ الْحِجَّةِ». قَرَأَهَا أَبْنُ عَبَّاسٍ)).

[راجح: ۱۷۷۰]

حضرت ابن عباس بنی یهودی کی قرأت میں آیت کرہے ہیں۔ (لیس علیکم جناح ان تبغوا فضلًا من ریکم) سے آگے (فی مواسم الحج) کے لفظ زائد ہیں۔ مگر عام قراؤں میں یہ زائد لفظ نہیں ہیں۔ یا شاید یہ منسوخ ہو گئے ہوں اور حضرت ابن عباس

بیہقی کو نجف کا علم نہ ہو سکا ہو۔ حدیث میں زمانہ جالیت کی منڈیوں کا ذکر ہے۔ اسلام نے اپنے عمد میں تجارتی منڈیوں کو ترقی دی، اور ہر طرح سے ان کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ مگر خرافات اور کمر و فریب والوں کے لئے بازار سے بدتر کوئی جگہ بھی نہیں ہے۔

## ۲- بَابُ الْحَلَالِ بَيْنَ وَالْحَرَامِ دونوں کے درمیان کچھ شک شبہ والی چیزیں بھی ہیں

مشتبہات وہ جن کی طلت یا حرمت کے بارے میں ہم کو قرآن و حدیث میں کوئی واضح ہدایت نہ ہے۔ کچھ وجہوں ان میں حلال ہونے کے نظر آئیں، کچھ حرام ہونے کے۔ ان حالات میں ایسی چیزوں سے پرہیز کرنا ہی بہتر ہے یہی باب کا مقصد ہے۔

(۲۰۵۱) ہم سے محمد بن شنی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابراہیم بن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عون نے، ان سے شعبی نے، انوں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا، انوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا (دوسری سند امام بخاری نے کہا) اور ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان بن عبیینہ نے بیان کیا، ان سے ابو فروہ نے، ان سے شعبی نے، کہا کہ میں نے نعمان بن بشیر بن ثابت سے سنا اور انوں نے نبی کریم شاہزادہ سے (تیسرا سند) اور ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان بن عبیینہ نے بیان کیا، ان سے ابو فروہ نے، انوں نے شعبی سے سنا، انوں نے نعمان بن بشیر بن ثابت سے سنا اور انوں نے نبی کریم شاہزادہ سے (چوتھی سند) اور ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، اپنیں ابو فروہ نے، انہیں شعبی نے اور ان سے نعمان بن بشیر بن ثابت نے بیان کیا کہ نبی کریم شاہزادہ نے فرمایا، حلال بھی کھلا ہوا ہے اور حرام بھی ظاہر ہے لیکن ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں۔ پس جو شخص ان چیزوں کو چھوڑے جن کے گناہ ہونے یا نہ ہونے میں شبہ ہے۔ وہ ان چیزوں کو تو ضروری چھوڑ دے گا جن کا گناہ ہونا ظاہر ہے۔ لیکن جو شخص شبہ کی چیزوں کے کرنے کی جرأت کرے گا تو قریب ہے کہ وہ ان گناہوں میں بھی بتلا ہو جائے جو بالکل واضح طور پر گناہ ہیں۔ (لوگو یاد رکھو) گناہ اللہ تعالیٰ کی چراگاہ ہے جو (جانور بھی) چراگاہ کے ارد گرد چرے گا، اس کا چراگاہ کے اندر چلا جانا غیر ممکن نہیں۔

حدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ أَبْنِ عَوْنَ عَنْ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ النَّعْمَانَ بْنَ شَبَّيْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَحَدَّثَنَا عَلَيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ عَيْنَةَ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ عَنْ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ النَّعْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ عَيْنَةَ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ سَمِعْتُ النَّعْمَانَ بْنَ شَبَّيْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَبِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفِيَّانَ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النَّعْمَانَ بْنَ شَبَّيْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((الْحَلَالُ بَيْنَ وَالْحَرَامِ بَيْنَ، وَبَيْنَهُمَا أَمْوَالُ مُشْتَبِهَةٌ). فَمَنْ تَرَكَ مَا شَبَّهَ عَلَيْهِ مِنِ الْإِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ أَتْرَكَ، وَمَنْ اجْتَرَأَ عَلَى مَا يَشْكُ فِيهِ مِنِ الْإِثْمِ أَوْ شَكَ أَنْ يُوَاقِعَ مَا اسْتَبَانَ. وَالْمُعَاصِي جَمِيعُ اللَّهِ مَنْ يَرْتَغِي حَوْلَ الْحَمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ)). [راجح: ۵۲]

**لَشْرِيق** عہدِ جاہلیت میں عبی شیوخ و امراء اپنی چراگاہیں مخصوص رکھا کرتے تھے ان میں کوئی غیر آدمی اپنے جانوروں کو نہیں داخل کر سکتا تھا۔ اس لئے غریب لوگ ان چراگاہوں کے قریب بھی نہ جاتے، کہ مبارکہ ان کے جانور اس میں داخل ہو جائیں اور وہ سخت ترین سزاوں کے مستحق گردانے جائیں۔ حدود اللہ کو بھی ایسی ہی چراگاہوں سے تشبیہ دی گئی۔ اور قرآن مجید کی متعدد آیات میں تاکید کی گئی کہ حدود اللہ کے قریب بھی نہ جاؤ کہ کمیں ان کے توڑنے کے مرکب ہو کر عند اللہ محروم ٹھہرو۔ حدیث ہذا میں معاصی کو اللہ کی چراگاہ بتایا گیا ہے جو معاصی سے دور رہنے کے لئے ایک انتہائی تشبیہ ہے۔ ان سے بچنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ حلال اور حرام کے درمیان جو امور مشتبہات ہیں ان سے بھی پرہیز کیا جائے، ایسا نہ ہو کہ ان کے ارتکاب سے فعل حرام ہی کا ارتکاب ہو جائے، اسلئے جو مشتبہات سے بچ گیا وہ سلامت رہا۔ حرمت اللہ کی چراگاہوں سے تشبیہ زجر و توبخ کیلئے ہے کہ جس طرح امراء و زمیندار لوگوں کی مخصوص چراگاہوں میں داخل ہو جانے والے اور اپنے جانوروں کو وہاں چکانے والوں کو انتہائی سزا دی جاسکتی ہے۔ ایسے ہی جو لوگ حدود اللہ کو توڑتے اور اللہ کی چراگاہ یعنی امور حرام میں واقع ہو جاتے ہیں۔ وہ آخرت میں سخت ترین سزا کے مستحق ہوں گے۔ اور ان غالی مشتبہات سے پرہیز بھی اسی بنا پر ضروری ہے کہ مبارکہ کوئی شخص امور حرام کا مرکب ہو کر عذاب الیم کا مستحق نہ ہو جائے۔

### باب ملتی جلتی چیزیں یعنی شبہ والے امور کیا ہیں؟

اور حسان بن ابی سنان نے کہا کہ ”ورع“ (پرہیز گاری) سے زیادہ آسان کوئی چیزیں نہ نہیں دیکھیں، بلکہ کی چیزوں کو چھوڑ اور وہ راستہ اختیار کر جس میں کوئی بھی شبہ نہ ہو۔

(۲۰۵۲) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی حسین نے خبر دی، ان سے عبد اللہ بن ابی طلیکہ نے بیان کیا، ان سے عقبہ بن حارث بن شریر نے کہ ایک سیاہ فام خاتون آئیں اور دعویٰ کیا کہ انہوں نے ان دونوں (عقبہ اور ان کی بیوی) کو دودھ پلایا ہے۔ عقبہ نے اس امر کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے اپنا چہرہ مبارک پھیر لیا۔ اور مسکرا کر فرمایا، اب جب کہ ایک بات کہہ دی گئی تو تم دونوں ایک ساتھ کس طرح رہ سکتے ہو۔ ان کے نکاح میں ابوہبیب تیسی کی صاحب زادی تھیں۔

### ۳- باب حفسیہر المُشَبَّهاتِ

وَقَالَ حَسَانٌ بْنُ أَبِي سَيَّانٍ: مَا رَأَيْتُ شَبَّهًا أَهْوَنَ مِنَ الْوَرَعِ، دَغَ مَا يَرِيْكَ إِلَى مَا لَا يَرِيْكَ.

۲۰۵۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفِيَّانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَنْهُ اللَّهُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي حُسْنَيْنَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي مَلِيْكَةَ عَنْ عَفْقَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : ((أَنَّ امْرَأَةَ سَوَادَاءَ جَاءَتْ فَزَعَمَتْ أَنَّهَا أَرَضَعَتْهُمَا، فَذَكَرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ وَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ : ((كَيْفَ وَلَذِّ قِيلِ؟)).

وَقَدْ كَانَتْ تَحْتَهُ ابْنَةُ أَبِي إِهَابٍ التَّمِينِيِّ.

[راجح: ۸۸]

**لَشْرِيق** ترمذی کی روایت میں ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ جھوٹی ہے، آپ نے منہ پھیر لیا، پھر میں آپ کے منہ کے سامنے آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! وہ جھوٹی ہے۔ آپ نے فرمایا، اب تو اس عورت کو کیسے رکھ سکتا ہے جب یہ کہا جائے ہے کہ ایک عورت نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ یہ حدیث اور کتاب الحلم میں گزر ہے۔ یہاں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس لئے

لائے کہ گو اکثر علماء کے نزدیک رضاع ایک عورت کی شادوت سے ثابت نہیں ہو سکتا مگر شبہ تو ہو جاتا ہے اور آخر حضرت ﷺ نے شبہ کی بنی پر عقبہ بن حجر کو یہ صلاح دی کہ اس عورت کو چھوڑ دے۔ معلوم ہوا کہ اگر شادوت کامل نہ ہو یا شادوت کے شرائط میں نقص ہو تو معاملہ مشتبہ رہتا ہے لیکن مشتبہ سے بچے رہنا تقویٰ اور پرہیز گاری ہے۔ ہمارے امام احمد بن حبل رض کے نزدیک تو رضاع صرف مرتفع کی شادوت سے ثابت ہو جاتا ہے۔ (وحیدی)

حافظ ابن حجر رض فرماتے ہیں ووجہ الدلالۃ منه قوله کیف و قد قبیل فانہ یشعر بان امرہ بفراغ امراته انما کان لاجل قول المرأة انها رضعتمها فاحتمل ان یکون صحیحًا فبرنک الحرام فامرہ بفراغها احتیاطاً علی قول الاکثر و قبیل بل شهادة المرأة وحدها علی ذالک یعنی ارشاد نبوی کیف قد قبیل سے مقدمہ باب ثابت ہوتا ہے جس سے ظاہر ہے کہ آپ نے عقبہ بن حجر کو اس عورت سے جدائی کا حکم صادر فرمایا، دودھ پلانے کی دعوے وار عورت کے اس بیان پر کہ میں نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ احتمال ہے کہ اس عورت کا بیان صحیح ہو اور عقبہ حرام کا مرتكب ہو۔ اس لئے احتیاطاً جدائی کا حکم دے دیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے اس عورت کی شادوت کو قبول فرمایا، اور اس بارے میں اس ایک ہی شادوت کو کافی سمجھا۔ حضرت امام نے اس واقعہ سے بھی یہ ثابت فرمایا ہے کہ مشتبہ امور میں ان سے پرہیزی کا راستہ سلامتی اور احتیاط کا راستہ ہے۔

(۲۰۵۳) ہم سے بھی بن قزمعہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے امام مالک

رض نے بیان کیا، ان سے این شاہنے، ان سے عروہ بن زیمر رض نے اور ان سے عائشہ رض نے بیان کیا کہ عقبہ بن ابی وقار (کافر) نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقار رض (مسلمان) کو (مرتے وقت) وصیت کی تھی کہ زمعہ کی باندی کا لڑکا میرا ہے۔ اس لیے اسے تم اپنے قبضہ میں لے لیما۔ انہیں نے کہا کہ فتح کم کے سال سعد رض بن ابی وقار نے اسے لے لیا، اور کہا کہ یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے اور وہ اس کے متعلق مجھے وصیت کر گئے ہیں۔ لیکن عبد بن زمعہ نے اٹھ کر کہا کہ میرے باپ کی لوڈی کا پچھے ہے، میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ آخر دونوں یہ مقدمہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ سعد رض نے عرض کیا ایسا رسول اللہ! یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے اور مجھے اس کی انہوں نے وصیت کی تھی۔ اور عبد بن زمعہ نے عرض کیا، یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لوڈی کا لڑکا ہے۔ انہیں کے بستر پر اس کی پیدائش ہوئی ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عبد بن زمعہ! لڑکا تو تمہارے ہی ساتھ رہے گا۔ اس کے بعد فرمایا، پچھے اسی کا ہوتا ہے جو جائز شوہر یا مالک ہو جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا ہو۔ اور حرام کار کے حصہ میں پھرلوں کی سزا ہے۔ پھر سودہ بنت زمعہ رض سے جو

۲۰۵۳ - حدثنا يحيى بن فرغة قال

حدثنا مالك عن ابن شهاب عن عروة بن الزبير عن عائشة رضي الله عنها قالت : ((كان عقبة بن أبي وقار عهد إلى أخيه سعد بن أبي وقار أن ابن زينة زمة مني فاصبضه . قالت : فلما كان عام الفتح أخذته سعد بن أبي وقار و قال : ابن أخي ، قد عهد إلي فيه . فقام عبد بن زمة أخه سعد بن أبي وقار و قال : يا رسول الله ، ابن أخي ، كان قد عهد إلي فيه . فقال عبد بن زمة : أخني ، و ابن زينة أبي ، ولد على فراشه . فتساوقا إلى النبي ﷺ ، فقال سعد : يا رسول الله ، ابن أخي ، كان قد عهد إلي فيه . فقال عبد بن زمة : أخني ، و ابن زينة أبي ، ولد على فراشه . فقال رسول الله ﷺ : (( هو لك يا عبد بن زمة )). ثم قال النبي ﷺ : ((الولد للفراس وللغاهر الحجر )). ثم قال سودة بنت زمة زوج النبي ﷺ :

((احتیجی منه)، لَمَّا رَأَى مِنْ هَبَةٍ  
بَعْثَةً، لَمَّا رَأَاهَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ).  
[اطراfe في : ٢٢١٨، ٢٤٢١، ٢٥٣٣،  
٢٧٤٥، ٤٣٠٣، ٦٧٤٩، ٦٧٦٥،  
٧١٨٢، ٦٨١٧].

آنحضرت شیخیم کی بیوی تھیں، فرمایا کہ اس لڑکے سے پرده کیا کر،  
کیونکہ آپ نے عتبہ کی شبہت اس لڑکے میں محسوس کر لی تھی۔ اس  
کے بعد اس لڑکے نے سودہ بینخدا کو کبھی نہ دیکھایاں تک کہ وہ اللہ  
تعالیٰ سے جاملا۔

**لَشَّانِی** روایت میں جو واقعہ بیان ہوا ہے اس کی تفصیل یہ کہ عتبہ بن ابی و قاص حضرت سعد بن ابی و قاص مشور صحابی کا بھائی تھا۔ عتبہ اسلام کے شدید دشمنوں میں سے تھا۔ اور کفرنگی پر اس کی موت ہوئی، زمد ناتی ایک شخص کی لونڈی سے اسی عتبہ نے زنا کیا اور وہ حاملہ ہو گئی۔ عتبہ جب مر نے لگا تو اس نے اپنے بھائی حضرت سعد بن عوف بن ابی و قاص کو وصیت کی کہ زمد کی لونڈی کا حل مجھ سے ہے۔ لذما اس کے پیٹ سے جو پچ پیدا ہواں کو تم اپنی تحولی میں لے لینا، چنانچہ زمد کی لونڈی کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا۔ اور وہ ان ہی کے ہاں پرورش پاتا رہا۔ جب کہ فتح ہوا تو حضرت سعد بن ابی و قاص نے چہا کہ اپنے بھائی کی وصیت کے تحت اس پچہ کو اپنی پرورش میں لے لیں۔ مگر زمد کا بیٹا عبد بن زمد کرنے لگا کہ یہ میرے والد کی لونڈی کا پچ ہے، اس لیے اس کا وارث میں ہوں۔ جب یہ مقدمہ عدالت نبوی میں پیش ہوا، تو آپ نے یہ قانون پیش فرمایا کہ الولد للفراش وللعاشر الحجر پچھے اسی کا گردانا جائے گا: جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا ہے اگرچہ وہ کسی دوسرے فرد کے حصہ کے زنا کا نتیجہ ہے۔ اس فرد کے حصہ میں شرعی حد سنگاری ہے۔ اس قانون کے تحت آنحضرت شیخیم نے وہ پچ عبد بن زمد ہی کو دے دیا۔ مگر پچھے کی مشابہت عتبہ بن ابی و قاص ہی سے تھی۔ اس لئے اس شبہ کی بنا پر آنحضرت شیخیم نے حضرت ام المؤمنین سودہ بینخدا کو حکم فرمایا کہ وہ زمد کی بیٹی ہونے کے ناطے بظاہر اس لڑکے کی بین تھیں۔ مگر لڑکا مشتبہ ہو گیا۔ لذما مناسب ہوا کہ وہ اس سے غیروں کی طرح پرده کریں۔ حضرت امام بخاری و مسلم کے نزدیک سودہ بینخدا کو پرده کا حکم اسی اشتباہ کی وجہ سے احتیاطاً دیا گیا تھا کہ باندی کے ناجائز تعلقات عتبہ سے تھے اور پچے میں اس کی شبہت تھی۔ امام بخاری و مسلم کا مقصد مشتبہات کی تفسیر اور ان سے بچنے کا حکم ثابت فرماتا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ ووجہ الدلالۃ منه قوله صلی اللہ علیہ وسلم احتیجی منه با سودہ مع حکمه بانہ اخوها لا یبهالکن لاما رای الشہب البین فیہ من غیر زمعة امر سودہ بالاحتیاج به احتیاطا فی قول الاکثر (فتح الباری) یعنی یہاں مشتبہات کی دلیل آنحضرت شیخیم کا وہ ارشاد مبارک ہے جو آپ نے حضرت سودہ بینخدا کو فرمایا کہ بظاہر یہ تمہارا بھائی ہے اور اسلامی قانون بھی اسی کو ثابت کرتا ہے مگر شبہ یقیناً ہے کہ یہ عتبہ کا ہی لڑکا ہو۔ جیسا کہ اس میں اس سے مشابہت بھی پائی جاتی ہے۔ پس بستر ہے کہ تم اس سے پرده کرو۔

حضرت سودہ بینخدا نے اس ارشاد نبوی پر عمل کیا یہاں تک کہ وہ دنیا سے رخصت ہوئے۔

الولد للفراش کا مطلب الولد لصاحب الفراش یعنی پچھے قانون اسی کا تسلیم کیا جائے گا جو اس بستر کا مالک ہے۔ جس پچھے پیدا ہوا ہے یعنی جو اس کا شرعی و قانونی مالک یا خاوند ہے۔ پچھے اسی کا مانا جائے گا، اگرچہ وہ کسی دوسرے کے نظفہ ہی سے کیوں نہ ہو، اگر ایسا مقدمہ ثابت ہو جائے تو پھر زانی کے لئے مخصوص سنگاری ہے۔

۲۰۵۳ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا  
شَعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي  
السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((سَأَلَتِ النَّبِيُّ ﷺ

(۲۰۵۳) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کما کہ ہم سے شبہ نے بیان کیا، کما کہ مجھے عبداللہ بن ابی سفر نے خبر دی، انسیں شعبی نے، ان سے عدی بن حاتم بن شعیب نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ شیخیم سے "معراض" (تیر کے شکار) کے متعلق پوچھا تھا آپ نے فرمایا کہ اگر اس

کے دھار کی طرف سے لگئے تو کھا۔ اگر چوڑائی سے لگئے تو مت کھا۔ کیونکہ وہ مردار ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنا کتا (شکار) کے لئے چھوڑتا ہوں اور بسم اللہ پڑھ لیتا ہوں، پھر اس کے ساتھ مجھے ایک ایسا کتا اور ملتا ہے جس پر میں نے بسم اللہ نہیں پڑھی ہے۔ میں یہ فیصلہ نہیں کر پاتا کہ دونوں میں کون سے کتے نے شکار پکڑا۔ آپ نے فرمایا، ایسے شکار کا گوشت نہ کھا۔ کیونکہ تو نے بسم اللہ تو اپنے کتے کے لئے پڑھی ہے دوسرے کے لئے تو نہیں پڑھی۔

عَنْ الْجِعْرَاضِ، قَالَ: ((إِذَا أَهَابَ بِحَدْدِهِ فَكُلْ، وَإِذَا أَهَابَ بِعَوْضِهِ فَقُتِلْ فَلَا تَأْكُلْ، فَإِنَّهُ وَقِيلَ)). قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرْسِلْ كَلْهِي وَأَسْمِي، فَأَجَدْ مَعَهُ عَلَى الصَّبِيدِ كَلْبًا آخَرَ لَمْ أَسْمَ عَلَيْهِ وَلَا أَذْرِي أَيْهُمَا أَحَدٌ. قَالَ: ((لَا تَأْكُلْ، إِنَّمَا سَمِّيَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسْمِ عَلَى الْآخِرِ)).

[راجع: ۱۷۵]

**لَئِنْهُمْ** [چوڑائی سے لگئے کا مطلب یہ کہ تیر کی لکڑی آڑی ہو کر شکار کے جانور پر لگے۔ اور بوجھ اور صدے سے وہ مر جائے۔] حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ میں اس حدیث کو مشتبہات کی تغیریں لائے کہ دوسرے کتے کی موجودگی میں شبہ ہو گیا کہ شکار کون سے کتے نے پکڑا ہے، آنحضرت ﷺ نے اسی شبہ کو رفع کرنے کے لئے ایسے شکار کے کھانے سے منع فرمادیا۔ عربوں میں شکاری کتوں کو سدھانے کا وسٹور تھا۔ شریعت اسلامیہ نے اجازت وی کہ ایسا سدھایا ہوا کتا اگر بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا جائے اور وہ شکار کو پکڑ لے اور مالک کے پیخنے سے پہلے شکار مر جائے تو گویا ایسا شکار حلال ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ جس جانور پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے وہ حرام اور مردار ہے، اہم حدیث اور اہل ظاہر کا یہی قول ہے۔ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کتنے ہیں کہ مسلمان کا ذیج ہر حال میں حلال ہے گو وہ عمدًا یا سواؤ بسم اللہ چھوڑ دے، اس حدیث سے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے باب کا مطلب یوں نکلا کہ اس جانور میں شبہ پڑھیا کہ کس کتے نے اس کو مارا۔ اور آپ نے اس کے کھانے سے منع فرمایا تو معلوم ہوا کہ شبہ کی چیزوں سے پچتا چاہئے۔ (وحیدی)

### باب مشتبہ چیزوں سے پرہیز کرنا

(۲۰۵۵) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے طلحہ بن مصطفی نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک گری ہوئی کھجور پر گذرے، تو آپ نے فرمایا کہ اگر اس کے صدقہ ہونے کا شہنشہ ہوتا تو میں اسے کھالیتا۔ اور ہمام بن منبه نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں اپنے بستر پر پڑی ہوئی ایک کھجور پاتا ہوں۔

### ۴۔ بَابُ مَا يُنْزَهُ مِنَ الشَّبَهَاتِ

۲۰۵۵ - حَدَّثَنَا قَيْنِصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفيَّانُ عَنْ مُنْصُورٍ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ أَنْسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِتَمَرَّةٍ مَسْقُوفَةٍ قَالَ: ((لَوْلَا أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً لِأَكْلَتُهَا)). وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَجَدْ تَمَرَّةً سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي)).

[طرفة فی : ۲۴۳۱]

یہ کھجور آپ کو اپنے بچھونے پر ملی تھی جیسے اس کے بعد کی روایت میں اس کی تصریح ہے۔ شاید آپ صدقہ کی کھجوریں باٹ کر آئے ہوں اور کوئی ان ہی میں سے آپ کے کپڑوں میں لگ گئی ہو اور بچھونے پر گر پڑی ہو یہ شبہ آپ کو معلوم ہوا، اور آپ نے

مخفی اس شبہ کی ہٹا پر اس کے کھانے سے پرہیز کیا، معلوم ہوا کہ مشتبہ چیز کے کھانے سے پرہیز کرنا کمال تقویٰ اور درع ہے۔ اسی مقصد کے پیش نظر اپنے منعقدہ باب کے تحت حضرت امام رضاؑ یہ حدیث لائے ہیں۔

### باب دل میں وسوسہ آنے سے شبہ نہ کرنا چاہئے

### ۵- بَابُ مَنْ لَمْ يَرِ الْوَسَاوِسَ وَنَخْوَهَا مِنَ الْمُشَبَّهَاتِ

یعنی مشتبہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کی حالت اور حرمت یا طهارت یا نجاست کے دلائل متعارض ہوں، تو انکی چیز سے باز رہنا تقویٰ اور پرہیز کاری ہے۔ اور ایک وسوسہ ہے کہ خواہ مخواہ بے دلیل ہر چیز میں شبہ کرنا۔ جیسے ایک فرش بچھا ہوا ہے تو یہی سمجھیں گے کہ وہ پاک ہے یا ایک شخص نے کچھ خریدا، تو یہی سمجھیں گے کہ حلال طور سے اس کے پاس آیا ہو گا۔ اب خواہ مخواہ اس کے سمجھ ہونے کا مگماں کرنا، یا اس مال کے حرام ہونے کا، یہ وسوسہ ہے، اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ البتہ اگر دلیل سے نجاست یا حرمت معلوم ہو جائے تو اس سے باز رہنا چاہئے۔

(۲۰۵۶) ہم سے ابو قیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان بن عبیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عباد بن حمیم نے اور ان سے ان کے چچا عبد اللہ بن زید مازنی رضیخ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک ایسے شخص کا ذکر آیا ہے نماز میں کچھ شبہ ہوا نکلنے کا ہو جاتا ہے۔ آیا اسے نماز توڑ دینی چاہئے؟ فرمایا کہ نہیں، جب تک وہ آواز نہ سن لے یا بدلونہ محسوس کر لے (اس وقت تک نماز نہ توڑے) اب انہی حفظہ نے زہری سے زہری سے بیان کیا (ایسے شخص پر) وضو واجب نہیں جب تک حدث کی بدلونہ محسوس کرے یا آواز نہ سن لے۔

۲۰۵۶ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ عَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: شَكِيَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ الرَّجُلُ يَجْدُلُ فِي الصَّلَاةِ شَيْئًا أَيْقُطُعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: ((لَا، حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَعْجَدَ رِيشًا)). وَقَالَ أَبْنُ عَيْنَةَ أَبِي حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ: لَا وُضُوءَ إِلَّا فِيمَا وَجَدَتِ الرِّيحُ أَوْ سَمِعَتِ الصَّوْتَ. [راجح: ۳۷]

**تشریح** اس حدیث کے تحت علامہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ قال الغزالی الورع اقسام ورع الصدیقین و هو ترك ملاياتناول بغیرنية انفورة على العبادة وورع المتقين وهو ترك ملا شبهة فيه ولكن يخشى ان يجرالى الحرام وورع الصالحين و هو ترك ما ينطرق اليه احتمال التحرير بشرط ان يكون لذاك الاحتمال موقع فان لم يكن فهو ورع الموسوسين قال ووراء ذلك ورع الشهدود هو ترك ما يسقط الشهادة اي اعم من ان يكون ذلك المتروك حراما م لا انتهى وغرض المصنف هنا بيان ورع الموسوسين كمن يمتنع من اكل الصيد كان لانسان ثم افلت منه و كمن يترك شراء ما يحتاج اليه من المجهول لا يدرى اما له حلال ام حرام وليس هناك علامه تدل على الثاني و كمن يترك تناول الشئ لخبر ورد فيه متفق على ضعفه و عدم الاحتياج به و يكون دليلا اباحته قويانا تاویله ممتنع او مستبعد (فتح الباري)

یعنی امام غزالی رضیخ نے ورع کو چار قسموں پر تقسیم کیا ہے۔ ایک ورع صدیقین کا ہے وہ یہ کہ ان تمام کاموں کو چھوڑ دینا جن کا بطور نیت عبادت سے کوئی تعلق نہ ہو۔ متقین کا ورع یہ کہ ایسی چیزوں کو بھی چھوڑ دینا جن کی حلت میں کوئی شبہ نہیں مگر خطرہ ہے کہ ان کو عمل میں لانے سے کہیں حرام تک نوبت نہ پہنچ جائے اور صالحین کا ورع یہ کہ ایسی چیزوں سے دور رہنا جن میں حرمت کے احتمال کے لئے کوئی بھی موقعہ نکل سکتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو وہ وسایسوں کا ورع ہے اور ان کے علاوہ ایک ورع الشود ہے جس کے

اونٹکاب سے انہ شادوت میں ناقابل اعتبر ہو جائے گام ہے کہ وہ حرام ہو یا نہ ہو۔ یہاں مصطفیٰ کی غرض و سوسہ والوں کے درع کا بیان ہے جیسا کہ کوئی کسی ٹھکار کا گوشت محض اس لئے نہ کھائے کہ شاید وہ ٹھکار کسی اور آدمی نے بھی کیا ہو اور اس سے وہ جانور بھاگ گیا ہو۔ یا جیسا کہ کسی ایسے آدمی کے ہاتھ سے خرید و فروخت چھوڑ دے جو مجھوں ہو اور جس کے پارے میں معلوم نہ ہو کہ اس کا مال حرام کا ہے یا حلال کا۔ اور کوئی ظاہری دلیل بھی نہ ہو کہ اس کی حالت ہی پر یقین کیا جاسکے۔ اور جیسا کہ کوئی شخص ایسے آدمی کی روایت ترک کر دے جس کے ضعف پر سب کا اتفاق ہو اور جس کے ساتھ جنت نہ پکوئی جائیگی ہو، ایسے جملہ مخلوق حلات میں پرہیز گاری کا نام درع ہے۔ گرحد سے زیادہ گذر کر کسی مسلمان بھائی کے متعلق بلا تحقیق کوئی غلط گمان قائم کر لینا یہ بھی درع کے سخت خلاف ہے۔

امام غزالیؑ نے کسی جگہ لکھا ہے کہ کچھ لوگ نماز کے لئے اپنا لوٹا مصلی اس خیال سے ساتھ رکھتے ہیں کہ ان کے خیال میں دنیا کے سارے مسلمانوں کے لوتے اور مسلط استعمال کے لاائق نہیں ہیں۔ اور ان سب میں شبہ داخل ہے۔ صرف انہی کا لوٹا اور مصلی ہر قسم کے شبہ سے بالاتر ہے۔ امام غزالیؑ نے ایسے پرہیز گاروں کو ”خود گندے“ قرار دیا ہے۔ اللهم احفظنا من جميع الشبهات والافات۔ آمين

(۲۰۵۷) ہم سے احمد بن مقدم عجیلی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے محمد بن عبدالرحمٰن طفاوی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد (عروہ بن نبیہ) نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کچھ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! بہت سے لوگ ہمارے یہاں گوشت لاتے ہیں۔ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ کا نام انہوں نے ذبح کے وقت لیا تھا یا نہیں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بسم اللہ پڑھ کے اسے کھالیا کرو۔

۲۰۵۷ - حدیثیٰ أَخْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامَ الْعَجْلَنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطَّفَوَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ غُرْزَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : أَنَّ قَوْمًا قَاتُلُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ قَوْمًا يَأْتُونَا بِاللَّحْمِ لَا نَنْزِي أَذْكَرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((سَمُوا اللَّهَ عَلَيْهِ وَكُلُّهُ)).

[طرفاه فی : ۵۵۰۷، ۷۳۹۸]

مطلوب یہ کہ مسلمان سے یہک گمان رکھنا چاہئے اور جب تک دلیل سے معلوم نہ ہو کہ مسلمان نے ذبح کے وقت بسم اللہ نہیں کی تھی یا اللہ کے سواؤ اور کسی کا نام لیا تھا تو اس کا لایا ہوا یا پکایا ہوا گوشت حلال ہی سمجھا جائے گا۔ حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ مشرکوں کا لایا ہوا یا پکایا ہوا گوشت حلال سمجھ لوا اور فقماء نے اس کی تصریح کی ہے کہ اگر مشرک قصاب بھی کہے کہ اس جانور کو مسلمان نے کھاتا ہے تو اس کا قول مقبول نہ ہو گا۔ اس لئے مشرک کافر قصائی سے گوشت لینے میں بہت احتیاط اور پرہیز چاہئے۔

بابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: كَاسْرَةَ جَمِيعِ مِنْ يَهُودَةٍ فَرَمَّاَهُ كَهْ "جَبْ وَهَالْ تَجَارَتْ آتَاهُوْيَا كَوْيَ اُورْ تَمَاشَادِيْكَيْتَهُ ہیں تو اس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔"

۶- بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: (وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا)

[الجمعة: ۱۱]

(۲۰۵۸) ہم سے طلق بن غنم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے زائدہ بن

حدیثنا طلق بن غنم قال حدثنا

قدامہ نے بیان کیا، ان سے حسین نے، ان سے سالم بن ابی الجعد نے کہ مجھ سے جابر بن شٹر نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ رہے تھے، (یعنی خطبہ سن رہے تھے) کہ ملک شام سے کچھ اوٹ کھانے کا سامان تجارت لے کر آئے۔ (سب نمازی) لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارہ آدمیوں کے سوا اور کوئی باقی نہ رہا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”جب وہ مال تجارت یا کوئی تماشادی کیستہ ہیں تو اس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔“

**نشیخ** ہوا یہ تھا کہ اس زمانہ میں مدینہ میں غلام کا فقط تھا۔ لوگ بت بھوکے اور پریشان تھے۔ شام سے جو غلام کا قافلہ آیا تو لوگ بے اختیار ہو کر اس کو دیکھنے پڑ دیئے، صرف بارہ صحابہ یعنی عشرہ مبشر اور بلال اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم آپ کے پاس ٹھہرے رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کچھ مقصوم نہ تھے بشرطے۔ ان سے یہ خطاب ہو گئی جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو عتاب فرمایا۔ شاید اس وقت تک ان کو یہ معلوم نہ ہو گا کہ خطبہ میں سے اٹھ کر جانا منع ہے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ اس باب کو اس لئے یہاں لائے کہ یعنی اور شراء تجارت اور سوداگری گو عمدہ اور مباح چیزوں میں مغرب جب عبادت میں ان کی وجہ سے خلل ہوتا ان کو چھوڑ دینا چاہئے۔ یہ مقصود بھی ہے کہ جس تجارت سے یادِ الٰہی میں فرق آئے مسلمان کے لئے وہ تجارت بھی مناسب نہیں ہے کیونکہ مسلمان کی زندگی کا اصل مقصد یادِ الٰہی ہے۔ اس کے علاوہ جملہ مشغولیات عارضی ہیں۔ جن کا محض بقاءِ حیات کے لئے انجام دینا ضروری ہے ورنہ مقصود وحید صرف یادِ الٰہی ہے۔

### باب جو روپیہ کمانے میں حلال یا حرام

کی پرواہ نہ کرے

(۲۰۵۹) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابی ذبب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سعید مقبری نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ بن عوف نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا، لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ انسان کوئی پرواہ نہیں کرے گا کہ جو اس نے حاصل کیا ہے وہ حلال سے ہے یا حرام سے ہے۔

### باب خشکی میں تجارت کرنے کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان (سورہ نور میں) کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔ قہادہ نے کہا کہ کچھ لوگ ایسے تھے جو خرید و فروخت اور تجارت کرتے تھے لیکن اگر اللہ کے حقوق میں سے کوئی حق سامنے آ جاتا تو ان کی تجارت

رَأَيْدَةُ عَنْ حُصَيْنِ عَنْ سَالِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي  
جَابِرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((إِنَّمَا نَحْنُ  
نُصْنَعُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، إِذَا أُبْلِغْتُ مِنَ الشَّامِ  
عِبَرَ تَحْمِيلَ طَفَاماً، فَالْفَتَّوَا إِلَيْهَا حَتَّىٰ مَا  
بَقَى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا أَنَا عَنْهُ رَجَلًا،  
فَنَزَّلْتُهُ ۝ (وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهُوَا انْفَضُّوا  
إِلَيْهَا). [راجح: ۹۳۶]

### ۷- بَابُ مَنْ لَمْ يُبَالِ مِنْ حَيْثُ كَسَبَ الْمَالَ

۲۰۵۹ - حَدَّثَنَا آدُمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي  
ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبَرِيُّ عَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:  
((يَا أَيُّهَا عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبَالُ الْمُرْءُ مَا  
أَخْدَى مِنْهُ أَمْنُ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ)).

[طرفة بن: ۲۰۸۳]

### ۸- بَابُ التِّجَارَةِ فِي الْبَرِّ

وَقَوْلُهُ: ۝ (وَرِجَالٌ لَا تَلِهِنُهُمْ تِجَارَةً وَلَا يَبْغُ  
عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ) [النور: ۳۷].

وَقَالَ قَادَةُ: كَانَ الْقَوْمُ يَتَبَاهَوْنَ  
وَيَتَجَرُّونَ، وَلَكِنَّهُمْ إِذَا نَاهَمُهُمْ حَقُّ مِنْ

**حُكْمُ اللَّهِ لَا تَلْهُمْ تِجَارَةً وَلَا بَيْعَ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ حَتَّى يُؤْدِوَ إِلَيْهِ اللَّهِ.**

اور خرید و فروخت ائمہ اللہ کی یاد سے غافل نہیں رکھ سکتی تھی؛ جب تک وہ اللہ کے حق کو اداہ کر لیں۔ (ان کو چین نہیں آتا تھا)

**لِتَسْتَعِنُ** بعض نے باب التجارۃ فی البر کو زاکے ساتھ فی البر پڑھا ہے تو ترجیح یہ ہو گا کہ کپڑے کی تجارت کرنا مگر باب کی حدیث میں کپڑے کی تجارت کا ذکر نہیں ہے اور امام بخاری رض نے آگے پڑھا ہے کہ جو باب سمندر میں تجارت کرنے کا بیان کیا، اس کا جوڑیں ہیں کہ یہاں خشکی کی تجارت نہ کرو ہو۔ بعض نے ضم پا کے ساتھ فی البر پڑھا ہے یعنی گندم کی تجارت تو اس کا بھی باب کی حدیث میں کوئی ذکر نہیں ہے بہرحال فی البر یعنی خشکی میں تجارت کرنا، یہی نہ سزا دادہ صحیح ہے، مراد یہ ہے کہ مسلمان کے لئے خشکی اور تری، صحراء اور سمندر سب کارگاہ عمل ہیں۔ اسی جوش عمل نے مسلمانوں کو شرق سے تا غرب دنیا کے ہر حصہ میں پہنچا دیا۔

(۶۱، ۲۰۶۰) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن جریر نے بیان کیا کہ مجھے عمرو بن دینار نے خبر دی اور ان سے ابوالمنہال نے بیان کیا کہ میں سونے چاندی کی تجارت کیا کرتا تھا۔ اس لیے میں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور مجھ سے فضل بن یعقوب نے بیان کیا کہ ہم سے حجاج بن محمد نے بیان کیا کہ ابن جریر نے بیان کیا کہ مجھے عمرو بن دینار اور عامر بن مصعب نے خبر دی، ان دونوں حضرات نے ابوالمنہال سے سن۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے سونے چاندی کی تجارت کے متعلق پوچھا، تو ان دونوں بزرگوں نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے عمد میں تاجر تھے، اس لیے ہم نے آپ سے سونے چاندی کے متعلق پوچھا تھا۔ آپ نے جواب یہ دیا تھا کہ (لین دین) ہاتھوں ہاتھ ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن ادھار کی صورت میں جائز نہیں ہے۔

۲۰۶۱، ۲۰۶۰ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ أَبْنَى جُرَيْجَ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ : كَنْتُ أَتَجَرُ فِي الصِّرْفِ، فَسَأَلَتْ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ .  
وَحَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَجَاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَبْنُ جُرَيْجَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَعَامِرُ بْنُ مُضْعِبٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا الْمِنْهَالَ يَقُولُ : سَأَلْتُ أَبْرَاءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ عَنِ الصِّرْفِ فَقَالَا : كَانَا تَاجِرِيْنِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَسَأَلْتُهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الصِّرْفِ فَقَالَ : ((إِنْ كَانَ يَدَا يَبْدِي فَلَا يَأْطِرُ، وَإِنْ كَانَ نِسَاءً فَلَا يَصْلُحُ)).

[اطراfe فی : ۲۱۸۰، ۲۴۹۷، ۳۹۳۹]

[اطراfe فی : ۲۱۸۱، ۲۴۹۸، ۳۹۴۰]

مثلاً ایک شخص نقد روپیہ دے اور دوسرا کے میں اس کے بدل کا روپیہ ایک میٹنے کے بعد دون گاتو یہ درست نہیں ہے۔ بع صرف میں سب کے نزدیک تقاضی کیے دونوں بدلوں کا نقداً نقد دیا جانا شرط ہے اور میعادوں کے ساتھ درست نہیں ہوتی، اب اس میں اختلاف ہے کہ اگر میں ایک ہی ہو مثلاً روپے کو روپے سے یا اشیوں کو اشیوں سے تو کیا یا زیادتی درست ہے یا نہیں؟ حتیٰ کے نزدیک کمی اور زیادتی جب جس ایک ہو درست نہیں۔ اور ان کے مذہب پر کلدار اور حالی سکھ کا بد لانا مشکل ہو جاتا ہے اور بتیریہ ہے کہ کچھ پیسے شریک کر دے، تاکہ کمی اور زیادہ سب کے نزدیک جائز ہو جائے۔ (وحیدی) اس حدیث کے عموم سے امام بخاری رض نے

باب تجارت کے لئے گھر سے باہر نکلنا اور (سورہ جمعہ میں)  
اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ”جب نماز ہو جائے تو زمین میں پھیل  
جاو اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔“

(۲۰۶۲) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو مخلد بن یزید نے خبر دی، کہا کہ ہمیں ابن جریح نے خبر دی، کہا کہ مجھے عطاء بن ابی رباح نے خبر دی۔ انسیں عبید بن عمر نے کہ ابو موسیٰ اشعری بن شریخ نے عمر بن خطاب بنیت سے ملنے کی اجازت چاہی تھیں لیکن اجازت نہیں ملی۔ غالباً آپ اس وقت کام میں مشغول تھے۔ اس لئے ابو موسیٰ بن شریخ واپس لوٹ گئے، پھر عمر بن شریخ فارغ ہوئے تو فرمایا، کیا میں نے عبد اللہ بن قیس (ابو موسیٰ بن شریخ) کی آواز سنی تھی۔ انسیں اندر آنے کی اجازت دے دو۔ کہا گیا وہ تو لوٹ کر چلے گئے۔ تو عمر بن شریخ نے انسیں بلا لیا۔ ابو موسیٰ بن شریخ نے کہا کہ ہمیں اسی کا حکم (آنحضرت ﷺ سے تھا) کہ تم مرتبت اجازت چاہئے پر اگر اندر جانے کی اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ جانا چاہئے) اس پر عمر بن شریخ نے فرمایا، اس حدیث پر کوئی گواہ لاو۔ ابو موسیٰ بن شریخ انصاری مجلس میں کہے۔ اور ان سے اس حدیث کے حقیق پوچھا (کہ کیا کسی نے اسے آنحضرت ﷺ سے سنائے) ان لوگوں نے کہا کہ اس کی گواہی تو تمہارے ساتھ وہ دے گا تو ہم سب میں بہت ہی کم عمر ہے۔ وہ ابو سعید خدري بن شریخ کو اپنے ساتھ لے گئے۔ عمر بن شریخ نے یہ سن کر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا ایک حکم مجھ سے پوشیدہ رہ گیا۔ افسوس کہ مجھے بازاروں کی خرید و فروخت نے مشغول رکھا۔ آپ کی مراد تجارت سے تھی۔

**لئے شریح** روایت میں حضرت عمر بن شریخ کا بازار میں تجارت کرنامہ کور ہے اسی سے مقصد ہاپ ثابت ہوا۔ حدیث سے اور بھی بہت سے مسائل نکلتے ہیں۔ مثلاً کوئی کسی کے گمراہیات کو جائے تو دروازے پر جا کر تین وفعہ سلام کے ساتھ اجازت طلب کرے، اگر جواب نہ ملے تو واپس لوٹ جائے۔ کسی حدیث کی تقدیم کے لئے گواہ طلب کرنا بھی ثابت ہوا۔ نیز یہ کہ سچے ہاتھ میں کم سن پہلوں کی گواہی بھی مانی جاسکتی ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بھول چوک بڑے بڑے لوگوں سے بھی ممکن ہے وغیرہ وغیرہ۔

باب سمندر میں تجارت کرنے کا بیان۔

۹- بَابُ الْخُرُوجِ فِي التَّجَارَةِ  
وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى : هُوَ الَّذِي فَاقْتَشَرُوا فِي الْأَرْضِ  
وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ [الجمعة : ۱۰].

۲۰۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مَخْلُدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ حُرَيْجٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَطَاءُ عَنْ عَبْيَدِ بْنِ عَمِيرٍ أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ اسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ - وَكَانَهُ كَانَ مَشْفُولاً - فَرَجَعَ أَبُو مُوسَى . فَفَرَغَ عُمَرُ فَقَالَ : أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْمِ ؟ أَنْذَنَنَا لَهُ . قَيْلٌ : فَذَرْجَحَ فَدَعَاهُ : فَقَالَ : كَتَأْتُ نُؤْمِرُ بِذَلِكَ . فَقَالَ : تَأْتِينِي عَلَى ذَلِكَ بِالْيَمِينِ . فَأَنْطَلَقَ إِلَيْهِ مَجْلِسُ الْأَنْصَارِ فَسَأَلُوكُمْ فَقَالُوكُمْ : لَا يَشْهَدُ لَكُمْ عَلَى هَذَا إِلَّا أَصْنَفُنَا أَبُو سَعِيدُ الْخُدْرِيُّ . فَلَذَهَبَ بِأَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ ، فَقَالَ عُمَرُ : خَفِيَ عَلَى هَذَا مِنْ أَفْرَى رَسُولِ اللَّهِ ؟ أَلَهَا نِي الصَّفَقُ بِالْأَسْوَاقِ . يَعْنِي الْخُرُوجُ إِلَيْهِ التَّجَارَةِ . [طرفاه فی : ۶۲۴۵، ۷۳۵۳].

۱۰- بَابُ التَّجَارَةِ فِي النَّبْرِ

اور مطروق نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور قرآن مجید میں جو اس کا ذکر ہے وہ بہر حال حق ہے۔ اس کے بعد انہوں نے (سورہ نحل کی یہ) آیت پڑھی ”اور تم دیکھتے ہو کشیوں کو کہ اس میں چلتی ہیں پانی کو جیرتی ہوئی تاکہ تم حلاش کرو اس کے فضل سے۔ اس آیت میں لفظ فلک کشتی کے معنے میں ہے، واحد اور جمع دونوں کے لئے یہ لفظ اسی طرح استعمال ہوتا ہے۔ مجلہہ محدثین نے (اس آیت کی تفسیر میں) کہا کہ کشیاں ہوا کو جیرتی چلتی ہیں۔ اور ہوا کو وہی کشیاں (دیکھنے میں صاف طور پر) جیرتی چلتی ہیں جو بڑی ہوتی ہیں۔

(۲۰۶۳) ایث نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن ہرمز نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا۔ جس نے سند رکاضر کیا تھا اور اپنی ضورت پوری کی تھی۔ پھر پوری حدیث بیان کی (جو کتب الکفالت میں آئے گی)

وقالَ مُطْرِقٌ : لَا يَلْمِنْ بِهِ ، وَمَا ذَكَرَةُ أَهْلِ  
لِي الْقُرْآنِ إِلَّا بِحَقْقِ ثُمَّ تَلَاهُ هُوَ تَرَى  
الْفَلَكَ مَوَاحِدًا فِيهِ . وَتَبَغْتُو مِنْ قَضَائِهِ  
[الحل : ۱۴] وَالْفَلَكُ السُّفْنُ ، الْوَاحِدُ  
وَالْجَمِيعُ مَوَاهِدٌ . وَقَالَ مُحَمَّدٌ : تَمَخَّرِ  
السُّفْنَ الرَّوِيقَ ، وَلَا تَمَخَّرِ الرَّوِيقَ مِنْ  
السُّفْنِ إِلَّا الْفَلَكُ الْعَظِيمُ .

٢٠٦٣ - وَقَالَ النَّبِيُّ حَدَّثَنِي جَعْفُرُ بْنُ  
رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزَ عَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ :  
أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ نَبِيٍّ يَسْرَهُ قَلْبُهُ حَرَجٌ لِي  
الْيَمْرِ فَقَضَى حَاجَتَهُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ .

[راجح: ۱۴۹۸]

بلب (سورہ جم德 میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”جب سوداگری یا  
تماشا دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔“

اور سورہ نور میں اللہ جل ذکر کا یہ فرماتا کہ ”وہ لوگ جنہیں تجارت  
اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی، قلادہ نے کہا کہ  
صلبہ کرام رضی اللہ عنہم تجارت کیا کرتے تھے۔ لیکن جوں عی اللہ  
تعالیٰ کا کوئی فرض سامنے آتا تو ان کی تجارت اور سوداگری اللہ کے ذکر  
سے انسیں غافل نہیں کر سکتی تھی تا آنکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرض کو ادا  
نہ کر لیں۔

لَبَثَ ابھی چند صفحات پیغمبر ای ایت شریف کے ساتھ یہ بدب کذر چکا ہے۔ اور یہاں دوبارہ پھر یہ درج ہوا ہے۔ ملاحظہ انہیں مجر  
م محدث نے اسے بعض عالمی مختاری کی حکم کا سو قرار دیا ہے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ مختاری شریف کا اصل نعمہ تابعو حضرت  
امام کے شاگرد فریری کے پاس تھا۔ اس میں خواہی میں کچھ مخالفت میں سے کچھ مبارقوں کو اپنے خیال  
کی عناصر میں درج کر دیا۔ اسی وجہ سے یہ بدب مگر آیا ہے۔

٢٠٦٤ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ : حَدَّثَنِي

فضلی نے بیان کیا، ان سے حسین نے بیان کیا، ان سے سالم بن الی الجعد نے بیان کیا اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (تجاری) اونٹوں (کا قافلہ) آیا۔ ہم اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ (کے خطبے) میں شریک تھے۔ بارہ صحابہ کے سواباتی تمام حضرات ادھر چلے گئے۔ اس پر یہ آیت اتری کہ ”جب سو اگری یا تماشادیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑپڑتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ دیتے ہیں۔“

### باب اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ

اپنی پاکِ کمائی میں سے خرچ کرو (البقرۃ: ۲۶۷)

(۲۰۶۵) ہم سے عثمان بن الی شیبہ نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابو واکل نے، ان سے مسروق نے، اور ان سے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب عورت اپنے گھر کا کھانا (غلہ وغیرہ) بشرطیکہ گھر رکاڑنے کی نیت نہ ہو خرچ کرے تو اسے خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے اور اس کے شوہر کو کمانے کا اور خراپی کو بھی ایسا ہی ثواب ملتا ہے۔ ایک کا ثواب دوسرے کے ثواب کو کم نہیں کرتا۔

(۲۰۶۶) مجھ سے بیکی بن جعفر نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے مسمر نے بیان کیا، ان سے ہمام نے بیان کیا، انسوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر عورت اپنے شوہر کی کمائی اس کی اجازت کے بغیر بھی (اللہ کے راستے میں) خرچ کرتی ہے تو اسے آدھا ثواب ملتا ہے۔

محمد بن فضیل عن حصین عن صالح  
انن ابی الجعد عن جابر رضی اللہ عنہ  
قال: أَتَبْلُتْ عَيْزَ وَنَخْنَ نَصْلَى مَعَ النَّبِيِّ  
الْجَمِيعَ، فَانْفَضَّ النَّاسُ إِلَّا الَّتِي عَشَرَ  
رَجُلًا فَزَلَّتْ هَذِهِ الْآيَةُ: هُوَ إِذَا رَأَوْا  
بِجَارَةٍ أَوْ لَهُوا أَنْفَضُوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكُ  
قَاتِلَاهَا). [راجح: ۹۳۶]

### ۱۲ - بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :

﴿أَنْفِقُوا مِنْ طَبَاتِ مَا كَسَبُتمْ﴾ [البقرة: ۲۰۶۵]  
حَدَّثَنَا عَفَّمًا بْنُ أَبِي شَيْبَةَ  
قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيزٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي  
وَالْبَلِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا أَنْفَقْتَ  
الْمَرْأَةَ مِنْ طَعَامٍ يَتَّهِىَا عَيْزٌ مُفْسِدٌ كَانَ  
لَهَا أَجْرٌ هَا بِمَا أَنْفَقْتَ، وَلِزَوْجِهَا بِمَا  
كَسَبَ، وَلِلْخَازِنِ بِمِثْلِ ذَلِكَ، لَا يَنْفَضُّ  
بِغَضْبِهِمْ أَخْرَى بَعْضُ شَيْءِ)).

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ عَنْ مَعْنَى عَنْ هَنَامِ  
قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَنْفَقْتَ الْمَرْأَةَ  
مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَلَهُ  
نِصْفُ أَجْرِهِ)).

[اطرافہ فی : ۵۱۹۲، ۵۱۹۵، ۵۳۶۰].

مطلوب یہ ہے کہ ایسی معمولی خیرات کرے کہ جس کو خاوند دیکھ بھی لے تو ناپسندہ کرے، جیسے کھانے میں سے کچھ کھانا فقیر کو دے یا پھاپا کا کپڑا اللہ کی راہ میں دے ڈالے اور عورت قرآن سے سمجھے کہ خاوند کی طرف سے ایسی خیرات کے لئے اجازت ہے۔ گو اس نے صریح اجازت نہ دی ہو، بعض نے کہا مرداب یہ ہے کہ عورت اس مال میں سے خرچ کرے جو خاوند نے اس کے لئے مقرر کر دیا

ہو۔ بعض شخصوں میں یوں ہے کہ خاوند کو عورت کا آدمیاً ثواب طے گا۔ قسطلانی نے کماں دنوں تو بیسوں میں سے کوئی توجیہ ضرور کرنا چاہئے ورنہ عورت اگر خاوند کامال اس کی اجازت کے بغیر خرچ کر ذاتے تو ثواب کجھاںہ لازم ہو گا۔

### باب جو روزی میں کشادگی چاہتا ہو وہ کیا کرے؟

(۲۰۶۷) ہم سے محمد بن یعقوب کرعانی نے بیان کیا، کماکہ ہم سے حسان بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے یونس نے بیان کیا، ان سے محمد بن مسلم نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ میں نے نار رسول اللہ ﷺ فرمائے تھے کہ جو شخص اپنی روزی میں کشادگی چاہتا ہو یا عمر کی درازی چاہتا ہو تو اسے چاہئے کہ صلد رحمی کرے۔

### ۱۳ - بَابُ مَنْ أَخْبَرَ الْبَسْطَ فِي الرِّزْقِ

(۲۰۶۸) - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَغْفُورِ  
الْكَرْمَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَسَّانٌ قَالَ حَدَّثَنَا  
يُونُسُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ . . . بْنِ  
مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَيِّفُتْ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ سَرَّهُ اللَّهُ أَنْ يَسْطِعَ لَهُ فِي  
رِزْقِهِ أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَتْرِهِ فَلَيَصِلْ رَحْمَةً)).

[اطرفہ فی : ۵۹۸۶]

نتیجہ یہ ہو گا کہ اس کے رشتہ دار اس کا حسن سلوک دیکھ کر دل سے اس کی عمر کی درازی، مال کی فراخی کی دعائیں کریں گے۔ اور اللہ پاک ان کی دعاؤں کے نتیجہ میں اس کی روزی میں برکت کرے گا۔ اس لئے کہ اللہ پاک ہر چیز کے گھٹانے بڑھانے پر قادر ہے۔

### باب نبی کریم ﷺ کا ادھار خریدنا

(۲۰۶۸) ہم سے معلى بن اسد نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا، کماکہ ہم سے اعشش نے بیان کیا کہ ابراہیم نجھی کی مجلس میں ہم نے ادھار لین دین میں (سلامان) گروی رکھنے کا ذکر کیا تو انہوں نے کماکہ مجھ سے اسود نے عاشر رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے کچھ غلہ ایک مرد مقرر کر کے ادھار خریدا۔ اور اپنی لوہے کی ایک زرد اس کے پاس گروی رکھی۔

### ۱۴ - بَابُ شِرَاءِ النَّبِيِّ ﷺ بِالنُّسِيَّةِ

(۲۰۶۸) - حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا  
عَنْهُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ:  
ذَكَرْنَا عَنْهُ إِبْرَاهِيمَ الرَّفِنَ فِي السُّلْطَمِ  
فَقَالَ: حَدَّثَنِي الْأَنْوَذُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَى طَفَاماً مِنْ  
يَهُودِيٍّ إِلَى أَجْلٍ وَرَهَنَهُ فِرْغَا مِنْ حَلِينَ.  
[اطرفہ فی : ۲۰۹۶، ۲۲۰۰، ۲۲۵۱، ۲۵۱۳،  
۲۲۵۲، ۲۳۸۶، ۲۵۰۹، ۴۴۶۷، ۲۹۱۶]

(۲۰۶۹) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کماکہ ہم سے رہشام نے بیان کیا، ان سے قلادہ نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک نے (دوسری سندر) اور مجھ سے محمد بن عبد اللہ بن حوشب نے بیان کیا، کماکہ ہم سے

حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ  
قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةً عَنْ أَنَسِ ح.  
وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَنْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْشَبٍ

اسباط ابوالیسحیع بصری نے کماکہ ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے قلادہ سے، انہوں نے انس بیٹھو سے کہ وہ نبی کرم مسیح علیہ السلام کی خدمت میں جو کی روئی اور بدیودار چبی (سلام کے طور پر) لے گئے۔ آنحضرت مسیح علیہ السلام نے اس وقت اپنی زرہ مدینہ میں ایک یہودی کے یہاں گروئی رکھی تھی۔ اور اس سے اپنے گھروالوں کے لئے جو قرض لیا تھا۔ میں نے خود آپ کو یہ فرماتے تھا کہ محمد مسیح علیہ السلام کے گھرانے میں کوئی شام ایسی نہیں آئی جس میں ان کے پاس ایک صاع گیوں یا ایک صاع کوئی غلہ موجود رہا ہو۔ حالانکہ آپ کی گھروالیوں کی تعداد انو تھی۔

قالَ حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ أَبْوَيْ أَبْوَيْ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ الدَّسْوَانِيُّ عَنْ قَاتِدَةَ : عَنْ أَنَسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَنَّى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِخَبْرٍ شَعْبِرٍ وَإِهَالَةٍ سَيِّعَةً، وَلَقَدْ رَفَنَ النَّبِيُّ ﷺ دِرْعَاهُ لَهُ بِالْمَدِينَةِ عِنْدَ يَهُودِيٍّ وَأَخَذَ مِنْهُ شَعْبِرًا لِأَهْلِهِ، وَلَقَدْ سَمِعْتَهُ يَقُولُ: ((مَا أَمْسَى عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ صَاعُ بُرٌّ وَلَا صَاعُ حَبٌّ، وَإِنَّ عِنْدَهُ لِسْنَعَ نَسْوَةٍ)). [طرفہ فی : ۲۰۸].

**لَئِنْ شَاءَتْ** اس حدیث سے آنحضرت مسیح علیہ السلام کی اقتداری زندگی پر روشنی پڑتی ہے۔ خدا نخواستہ آپ دنیا دار ہوتے تو یہ نوبت نہ آتی کہ ایک یہودی کے یہاں اپنی زرہ گروئی رکھ کر راشن حاصل کریں۔ اور راشن بھی جو کی خلی میں جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے آئے والے لوگوں کے لئے ایک عمده تین نمونہ پیش فرازیا کر وہ دنیا بھی پیش و آرام اور ناز خروں کے وقت اسوہ محمدی کو یاد کر لیا کریں۔ مقصد باب یہ ہے کہ انسان کو زندگی میں کبھی ادھار بھی کوئی چیز خریدنی پڑتی ہے۔ لہذا اس میں کوئی قباحت نہیں اور اس سے غیر مسلموں کے ساتھ لین دین کا تعلق بھی ثابت ہوا۔

## باب انسان کا کملانا اور اپنے ہاتھوں سے محنت کرنا۔

### ۱۵- بَابُ كَسْبِ الرَّجُلِ وَعَمَلِهِ

بِيَدِهِ

اس باب کے تحت حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں و قد اختلف العلماء في الفضل المكاسب الزراعية والتجارة والصناعة والأشبه بمذهب الشافعی ان اطبيها التجارة قال والراجح عندي ان اطبيها الزراعة لأنهاقرب الى التوكيل و تعقبه التروي بحديث المقدم الذي في هذا الباب و ان الصواب ان اطيب الكسب ما كان يعمل اليد قال فان كان زراغا فهو اطيب المكاسب لما يشتمل عليه من كونه عمل اليد و لماليه من التوكيل و لمن فيه من النفع العام للادمي وللنواب و لانه لا بد له في العادة ان يوكل منه بغير عرض (فتح)

یعنی علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ افضل کسب کونتا ہے۔ یا وہی نے کماکہ کسب کے تین اصولی طریقے ہیں۔ زراعت، تجارت اور صنعت و حرفت۔ اور امام شافعی کے قول میں افضل کسب تجارت ہے۔ مگر ماوری کہتے ہیں کہ میں زراعت کو ترجیح دیتا ہوں کہ یہ توکل سے قریب ہے۔ اور نووی نے اس پر تعاقب کیا ہے اور درست بلت یہ ہے کہ بہترین پاکیزہ کسب وہ ہے جس میں اپنے ہاتھ کو دخل نیادہ ہو۔ اگر زراعت کو افضل کسب مانا جائے تو جائز ہے کوئی کہ اس میں انسان نیادہ تر اپنے ہاتھ سے محنت کرتا ہے اس میں توکل بھی ہے اور انسانوں اور حیوانوں کے لئے عام نفع بھی ہے۔ اس میں بغیر کسی معاوضہ کے حاصل ہوئے غلہ سے کھلیا جاتا ہے۔ اس لئے زراعت بہترین کسب ہے۔ بشرطیکہ کامیاب زراعت ہو ورنہ عام طور پر زراعت پیشہ لوگ متوفی، نجک درست، پریشان حال ملتے ہیں۔ اس لئے کہ نہ تو ان کے پاس زراعت کے قتل کلی نہیں ہوتی ہے نہ دیگر وسائل بفرافی میسا ہوتے ہیں، تب وجہ یہ کہ ان کا افلان دن بدن پر صفاتی چلا جاتا ہے، ایسی حالت میں زراعت کو بہترین کسب نہیں کہا جا سکتا۔ ان حالات میں مزدوری بھی بہتر ہے۔

حضرت امام بخاری رض نے اس باب کے تحت تین حدیثیں ذکر کی ہیں۔ جن میں سے پہلی تجارت سے متعلق ہے دوسری زراعت سے اور تیسرا صنعت سے متعلق ہے۔ پہلی حدیث میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رض اور ان کے پیشہ تجارت کا ذکر ہے۔ حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں۔ «لما مرض ابو بکر مرضه الذى مات فيه قال انظروا ما زاد فى مالى من دخلت الامارة فابعثوا به الى الخليفة بعدى الخ» یعنی جب حضرت صدیق اکبر رض مرض الموت میں گرفتار ہوئے تو آپ نے اپنے گھروالوں کو وصیت فرمائی کہ میرے مال کی پرستال کرنا اور خلیفہ بنیتے کے بعد جو کچھ بھی میرے مال میں زیادتی نظر آئے اسے بیت المال میں داخل کرنے کے لئے غیفۃ المسلمین کے پاس بیٹھ جائیں۔ چنانچہ آپ کے انتقال کے بعد جائزہ لیا گیا تو ایک غلام زائد پالایا گیا جو بال بچوں کو کھلایا کرتا تھا اور ایک اونٹ جس سے مر جنم کے بانٹ کو پانی دیا جاتا تھا۔ ہر دو کو حضرت عمر رض کے پاس بیٹھ جا گیا۔ جن کو دیکھ کر حضرت عمر رض نے فرمایا رحمہ اللہ علی ابی بکر لقد اتعب من بعدہ یعنی اللہ پاک حضرت ابو بکر رض پر رحم فرمائی انہوں نے اپنے بعد والوں کو مشقت میں ڈال دیا۔

(۲۰۷۰) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا، ان سے عروہ بن زیبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو فرمایا، میری قوم جانتی ہے کہ میرا (تجارتی) کاروبار میرے گھروالوں کی گذران کے لئے کافی رہا ہے۔ لیکن اب میں مسلمانوں کے کام میں مشغول ہو گیا ہوں، اس لئے آن ابو بکر اب بیت المال میں سے کھائے گی، اور ابو بکر مسلمانوں کا مال تجارت بڑھاتا رہے گا۔

یعنی اب خلافت کے کام میں معروف رہوں گا تو مجھ کو اپنا ذاتی پیشہ اور بازاروں میں پھر نے کاموقدہ نہ ملے گا اس لئے میں بیت المال سے اپنا اور اپنے گھروالوں کا خرچ کیا کروں گا اور یہ خرچ بھی میں اس طرح سے نکال دوں گا کہ بیت المال کے روپے پیسے میں تجارت اور سوداگری کر کے اس کو ترقی دوں گا اور مسلمانوں کا فائدہ کراؤں گا۔

(۲۰۷۱) مجھ سے محمد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن زید نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی الیوب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابوالاسود نے بیان کیا، ان سے عروہ نے کہ حضرت عائشہ رض نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رض اپنے کام اپنے ہی ہاتھوں سے کیا کرتے تھے اور (زیادہ) محنت و مشقت کی وجہ سے ان کے جسم سے (پیسے کی) بو آجائی تھی۔ اس لئے ان سے کہا گیا کہ اگر تم غسل کر لیا کرو تو بتھت ہو گا۔ اس کی روایت ہمام نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے عائشہ رض نے فرمائی ہے کہ ہے۔

۲۰۷۰ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَرْوَةُ بْنُ الزُّبَيرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((لَمَّا اسْتَخْلَفَ أَبُو بَكْرُ الصَّدِيقَ قَالَ: لَقَدْ عَلِمْ قَوْمِي أَنَّ جِوْفَتِي لَمْ تَكُنْ تَغْجُزُ عَنْ مَوْرَنَةٍ أَهْلِي، وَشَفِلتُ بِأَفْرِ الْمُسْلِمِينَ، فَسَيَأْكُلُ آلَ أَبِي بَكْرٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَيَخْرُفُ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ)).

یعنی اب خلافت کے کام میں معروف رہوں گا تو مجھ کو اپنا ذاتی پیشہ اور بازاروں میں پھر نے کاموقدہ نہ ملے گا اس لئے میں بیت المال سے اپنا اور اپنے گھروالوں کا خرچ کیا کروں گا اور یہ خرچ بھی میں اس طرح سے نکال دوں گا کہ بیت المال کے روپے پیسے میں تجارت اور سوداگری کر کے اس کو ترقی دوں گا اور مسلمانوں کا فائدہ کراؤں گا۔

۲۰۷۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْأَمْوَادَ عَنْ عَرْوَةَ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ((كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَمَالَ أَنفُسِهِمْ، وَكَانَ يَكُونُ لَهُمْ أَزْوَاجٌ، فَقِيلَ لَهُمْ: لَوْ أَغْتَسَلْتُمْ). رَوَاهُ هَمَّامٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ [راجح: ۹۰۳]

(۲۰۷۲) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی، انہیں ثور نے خبر دی، انہیں خالد بن معدان نے اور انہیں مقدم ابی شہر نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی انسان نے اس شخص سے بتر روزی نہیں کھائی، جو خود اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے۔ اللہ کے نبی داؤد ﷺ بھی اپنے ہاتھ سے کام کر کے روزی کھایا کرتے تھے۔

(۲۰۷۳) ہم سے مجیٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالرازاق نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں معمون نے خبر دی، انہیں ہمام بن منہب نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، اور ان سے نبی کریم ﷺ نے کہ داؤد علیہ السلام صرف اپنے ہاتھ کی کملی سے کھایا کرتے تھے۔

۲۰۷۲ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ ثَوْرِ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ الْمَقْدَامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ قَالَ: ((مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَفَانًا قَطُّ خَبَرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلٍ يَدِهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاؤَدَ عَلَيْهِ السَّلَامَ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلٍ يَدِهِ)).

۲۰۷۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا عَنْدَ الرُّزَاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَغْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ بْنِ مُنْبِهٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ قَالَ: ((أَنَّ دَاؤَدَ عَلَيْهِ السَّلَامَ كَانَ لَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلٍ يَدِهِ)).

[طرفاہ فی : ۳۴۱۷، ۴۷۱۳]۔

حضرت آدم ﷺ کھتی کام اور حضرت داؤد ﷺ لوہار کام اور حضرت نوح ﷺ کام اور حضرت ادریس ﷺ کپڑے سیا کرتے اور حضرت موسیٰ ﷺ کبکیاں چڑایا کرتے تھے۔ اور ہمارے حضرت محمد ﷺ تجارت پیشہ تھے، لہذا کسی بھی حلال اور جائز پیشہ کو تحریر جانا اسلامی شریعت میں سخت ناروا ہے۔

(۲۰۷۴) ہم سے مجیٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یاث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاب نے، ان سے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے غلام الی عبید نے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جو لکڑی کا لگھتا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے، اس سے بتر ہے جو کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے چاہے وہ اسے کچھ دے دے یا نہ دے۔

۲۰۷۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْيَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْلَّبِثُ عَنْ غَفَنِيلٍ عَنْ أَبْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عَيْنَيْدٍ مَوْلَى عَنْدِ الْوَخْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ يَخْتَبِطْ أَحَدُكُمْ حُزْنَةً عَلَى ظَهْرِهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ أَحَدًا فَيَعْطِيهِ أَزْيَانَهُ).

[راجح: ۱۴۷۰]

(۲۰۷۵) ہم سے مجیٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے وکیع نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے زبیر بن عوام تبیہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے

۲۰۷۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَزْرَوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ الرُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَامِ رَضِيَ اللَّهُ

فرمیا، اگر کوئی اپنی رسیوں کو سنبھالے اور ان میں لکڑی باندھ کر لائے تو وہ اس سے بہتر ہے جو لوگوں سے مانگنا پھرتا ہے۔

یعنی سوال سے پچھا اور خود محنت مزدوروی کر کے گذران کرنا۔ ایک پچ مسلمان کی زندگی یہی ہوئی ضوری ہے۔

### باب خرید و فروخت کے وقت نرمی، و سعث اور فیاضی کرنا اور کسی سے اپنا حق پا کیزگی سے مانگنا

(۲۰۷۶) ہم سے علی بن عیاش نے بیان کیا، کما کہ ہم سے ابو غسان محمد بن مطرف نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے محمد بن مکندر نے بیان کیا، اور ان سے جابر بن عبد اللہ النصاری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم کرے جو بیچتے وقت اور خریدتے وقت اور تقاضا کرتے وقت فیاضی اور نرمی سے کام لیتا ہے۔

### باب جو شخص مالدار کو مسلط دے

(۲۰۷۷) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کما کہ ہم سے زہیر نے بیان کیا، کما کہ ہم سے منصور نے، ان سے ربیعی بن حراش نے بیان کیا، اور ان سے حذیفہ بن بیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تم سے پہلے گذشتہ امتوں کے کسی شخص کی روح کے پاس (موت کے وقت) فرشتے آئے اور پوچھا کہ تو نے کچھ اچھے کام بھی کئے ہیں؟ روح ہے جواب دیا کہ میں اپنے نوکروں سے کما کرتا تھا کہ وہ مالدار لوگوں کو (جو ان کے مقتوض ہوں) مسلط دے دیا کریں اور ان پر سختی نہ کریں۔ اور محتاجوں کو معاف کر دیا کریں۔ راوی نے بیان کیا کہ آخر پر ساختہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، پھر فرشتوں نے بھی اس سے درگذر کیا اور سختی نہیں کی۔ اور ابو مالک رضی اللہ عنہ سے (اپنی روایت میں یہ الفاظ) بیان کئے۔ ”میں کھاتے کھاتے کے ساتھ (اپنا حق لیتے وقت) نرم معاملہ کرتا تھا اور تنگ حال مقتوض کو مسلط دے دیتا تھا۔ اس کی

عنة قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا إِنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحْبَلَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ)). [راجع: ۱۴۷۱]

### ۱۶- بَابُ السُّهُوَةِ وَالسَّمَاحَةِ فِي الشَّرَاءِ وَالْبَيْعِ وَمَنْ طَلَبَ حَقًا فَلْيُطْلُبْهُ فِي عَفَافٍ

(۲۰۷۶) - حَدَّثَنَا عَلَىٰ بْنُ عَيَّاشَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانٌ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَبِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((رَجُمَ اللَّهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا أَقْضَى)).

### ۱۷- بَابُ مَنْ أَنْظَرَ مُوسِرًا

(۲۰۷۷) - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهْرَيْ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ أَنَّ رَبِيعَيْ بْنَ حِرَاشَ حَدَّثَنَا أَنَّ حَدِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَنَاهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوحُ رَجُلٍ مِنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، قَالُوا: أَعْمَلْتَ مِنَ الْغَيْرِ شَيْئًا؟ قَالَ: كُنْتَ أَمْرَ فِتْيَانِي أَنْ يُنْظَرُوا وَيَتَجَازُوا عَنِ الْمُؤْسِرِ. قَالَ: لَتَجَازُوا وَلَا عَنْهُ). وَقَالَ أَبُو مَالِكٍ عَنْ رَبِيعَيْ: ((كُنْتَ أَيْسَرُ عَلَى الْمُؤْسِرِ، وَأَنْظَرُ الْمُغْسِرِ)). وَتَابَعَهُ شَعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رَبِيعَيْ. وَقَالَ أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رَبِيعَيْ:

متابع شعبہ نے تھی ہے۔ ان سے عبد الملک نے اور ان سے ربیعی نے بیان کیا، ابو عوانہ نے کہا کہ ان سے عبد الملک نے ربیعی سے بیان کیا کہ (اس روح نے یہ الفاظ کے تھے) میں کھاتے کھاتے کو صلت دے دیتا تھا۔ اور تجھ حال والے مقروظ سے درگذر کرتا تھا۔ اور فتح بن ابن بندے بیان کیا، ان سے ربیعی نے (کہ روح نے یہ الفاظ کے تھے) میں کھاتے کھاتے لوگوں کے (جن پر میرا کوئی حق واجب ہوتا) غدر قبول کر لیا کرتا تھا اور تجھ حال والے سے درگذر کر دیا تھا۔

((أَنْظَرُ الْمُؤْسِرَ، وَأَنْجَاوَزُ عَنِ الْمُفْسِرِ)). وَقَالَ نَعِيمٌ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ رِبْعَيْ : ((لَأَقْبَلَ مِنَ الْمُؤْسِرِ، وَأَنْجَاوَزَ عَنِ الْمُفْسِرِ)).

[طرفہ فی : ۲۳۹۱، ۳۴۵۱].

**لَتَبَرُّجَ** | یعنی گو قرضدار مالدار ہو گر اس پر سختی نہ کرے، اگر وہ صلت چاہے تو صلت دے۔ مالدار کی تعریف میں اختلاف ہے۔ بعض نے کما جس کے پاس اپنا اور اپنے اہل و عیال کا خرچ موجود ہو، ثوری اور ابن مبارک اور امام احمد اور اسحاق نے کما جس کے پاس بچاں درہم ہوں۔ اور امام شافعی نے کہا اس کی کوئی حد مقرر نہیں کر سکتے۔ کبھی جس کے پاس ایک درہم ہو مالدار کہلا سکتا ہے جب وہ اس کے خرچ سے فاضل ہو۔ اور کبھی ہزار درہم رکھ کر بھی آدمی مغلس ہوتا ہے جب کہ اس کا خرچ زیادہ ہو اور عیال بت ہوں اور وہ قرضدار رہتا ہو۔

باب جس نے کسی تجھ دست کو صلت دی اس کا ثواب (۲۰۷۸) ہم سے ہشام بن عمار نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سعیٰ بن حمزہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن ولید زبیدی نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے، انہوں نے ابو ہریرہ بن عبود سے تھا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ایک تاجر لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا۔ جب کسی تجھ دست کو دیکھتا تو اپنے نوکروں سے کہہ دیتا کہ اس سے درگذر کر جاؤ۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ بھی ہم سے (آخرت میں) درگذر فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (اس کے مرے کے بعد) اس کو بخش دیا۔

**لَتَبَرُّجَ** | تجھ دست کو صلت دینا اور اس پر سختی نہ کرنا عند اللہ محبوب ہے، مگر ایسے لوگوں کو بھی ناجائز فائدہ نہ اٹھانا چاہئے کہ مال والے کامل تلف ہو۔ دوسری روایت میں ہے کہ مقروظ اگر دل میں ادا یگل قرض کی نیت رکھے گا تو اللہ پاک بھی ضرور اس کا قرض ادا کرے گا۔

باب جب خریدنے والے اور بیچنے والے دونوں صاف صاف بیان کر دیں اور ایک دوسرے کی بہتری چاہیں

۱۸ - بَابُ مَنْ أَنْظَرَ مُغْسِرًا  
۲۰۷۸ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَارَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الرَّبِيعِيُّ عَنِ الزُّهْرَيِّ عَنْ عَبْيِيدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَانَ تَاجِرٌ يُذَايِنُ النَّاسَ، فَإِذَا رَأَى مُغْسِرًا قَالَ لِفَتَنَاهِ: تَجَاهُزْ وَأَعْنَهْ لَعْلَ اللَّهُ أَنْ يَتَجَاهُزْ عَنْهُ)). [طرفہ فی : ۳۴۸۰].

۱۹ - بَابُ إِذَا بَيَّنَ الْبَيْعَانِ، وَلَمْ يَكْتُمَا، وَنَصَحَا

اور عداء بن خالد رضي الله عنه سے روایت ہے انہوں نے کماکہ مجھے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیع نامہ لکھ دیا تھا کہ یہ وہ کاغذ ہے جس میں محمد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عداء بن خالد سے خریدنے کا بیان ہے۔ یہ بیع مسلمان کی ہے مسلمان کے ہاتھ نہ اس میں کوئی عیب ہے نہ کوئی فریب نہ فقہ و فحور نہ کوئی بد باطنی ہے۔ اور قادہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کماکہ غالکہ، زنا، چوری اور بھاگنے کی عادت کو کہتے ہیں۔ ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے کماکہ بعض دلال (اپنے اصلبل کے) نام "آری خراسان اور بجستان" (خراسانی اصلبل اور بجستانی اصلبل) رکھتے ہیں اور (دوہوکہ دینے کے لئے) کہتے ہیں کہ فلاں جانور کل ہی خراسان سے آیا تھا۔ اور فلاں آج ہی بجستان سے آیا ہے۔ تو ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو بہت زیادہ ناگواری کے ساتھ سننا عقبہ بن عامر نے کماکہ کسی شخص کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ کوئی سودا بیٹھے اور یہ جانے کے باوجود کہ اس میں عیب ہے، خریدنے والے کو اس کے متعلق کچھ نہ بتائے۔

لشیخ قاضی عیاض نے کما صحیح یوں ہے کہ عداء کے خریدنے کا بیان ہے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے، جیسے ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اسے دصل کیا ہے۔ قسطلانی نے کہا ممکن ہے یہاں اشتہری باع کے معنی میں آیا ہو یا معاملہ کئی بار ہوا ہو۔ غلام کے عیب کا ذکر ہے یعنی وہ کانا، لولا، لئگرا، فرمی نہیں ہے۔ نہ بھاگنے والا بد کار ہے۔ مقصود یہ ہے کہ بیچنے والے کا فرض ہے کہ معاملہ کی چیز کے عیب و صواب سے خریدار کو پورے طور پر آگاہ کر دے۔

(۲۰۷۹) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کماکہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قادہ نے، ان سے صالح ابو خلیل نے، ان سے عبید اللہ بن حارث نے، انہوں نے حکیم بن حرام رضی اللہ علیہ وسلم سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خریدنے اور بیچنے والوں کو اس وقت اختیار (بیع ختم کر دینے کا) ہے جب تک دونوں جدا نہ ہوں یا آپ نے (مالم یتفرقا کے بجائے) حتی یتفرقا فرمایا۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا) پس اگر دونوں نے سچائی سے کام لیا اور ہربات صاف صاف کھول دی تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ہوتی ہے لیکن اگر کوئی بات چھپا کر کھی یا جھوٹ کی تو ان کی برکت ختم کر دی جاتی ہے۔

ویندکر عن العداء بن خالد قال: كتب لي النبي ﷺ ((هذا ما اشرى محمد رَسُولُ اللهِ ﷺ من العداء بن خالد بيع المسلم المسلم. لا داء ولا خبرة ولا غاللة)). وقال قادة: الغالية الزنا والسرقة والإباق.

وقيل لإبراهيم: إذ بعض النحسين يسمى: آری خراسان. وسجستان. فيقول: جاء أنس من خراسان، وجاء اليوم من سجستان. فكره كراهة شديدة. وقال عقبة بن عامر: لا يجعل لأمرىء يبيع سلعة يعلم أن بها داء إلا أخبره.

قاضی عیاض نے کما صحیح یوں ہے کہ حدثا سلیمان بن حرب قائل حدثنا شعبة عن قادة عن صالح أبي الحليل عن عبد الله بن الحارث رفعه إلى حكيم بن حرام رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ((البيعان بالخيار ما لمن يتفرقا - أو قال: حتى يتفرقا - فإن صدقا وبيانا بورك لهما في بيتهما، وإن كتما وكذبا محققت بركة بيتهما)).

[اطرافہ فی : ۲۰۸۲، ۲۱۰۸، ۲۱۱۰]

**لشیخ** مقصود باب ظاہر ہے کہ سوادگروں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مال کا حسن دینے سب ظاہر کر دیں تاکہ خریدنے والے کو بعد میں شکایت کا موقع نہ مل سکے۔ اور اس بارے میں کوئی جھوٹی قسم ہرگز نہ کھائیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خریدار کو جب تک وہ دکان سے جدا نہ ہو مال واپس کرنے کا اختیار ہے ہاں دکان سے چلے جانے کے بعد یہ اختیار ختم ہے مگر یہ کہ ہر دو نے پاہی طور پر ایک دست کے لئے اس اختیار کو طے کر لیا ہو تو یہ امر دیگر ہے۔

### باب مختلف قسم کی کھجور ملا کر بچنا کیسا ہے؟

(۲۰۸۰) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے تیکی نے، ان سے ابو سلمہ نے، ان سے ابو عسید بن شہر نے بیان کیا کہ ہمیں (نبی کریم ﷺ کی طرف سے) مختلف قسم کی کھجوریں ایک ساتھ ملا کرتی تھیں اور ہم دو صاع کھجور ایک صاع کے بدله میں بیچ دیا کرتے تھے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دو صاع ایک صاع کے بدله میں نہ بیچی جائے اور نہ دو ہم ایک در ہم کے بدله بیچ جائیں۔

### ۲۰- بَابُ نِيَعَ الْخَلِطِ مِنَ التَّفْرِ

۲۰۸۰- حدثنا أبو نعيم قال حدثنا شيبان عن يحيى عن أبي سلمة عن أبي سعيد رضي الله عنه قال: ((كُنْ نُرْزَقَ تَفْرِ الجَمْعِ، وَهُوَ الْخَلِطُ مِنَ التَّفْرِ، وَكُنْ نِيَعَ صَاعِينَ بِصَاعٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا صَاعِينَ بِصَاعٍ وَلَا دِرْهَمِينَ بِدِرْهَمِ)).

**لشیخ** حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ بتلانا ہے کہ اس قسم کی مخلوط کھجوروں کی بیچ چاہزہ ہے کیونکہ ان میں جو کچھ بھی عیب ہے وہ ظاہر ہے اور جو عمدگی ہے وہ بھی ظاہر ہے۔ کوئی دعوکہ بازی نہیں ہے، لہذا ایسی مخلوط کھجوریں بیچی جاسکتی ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے جوہدایت فرمائی وہ حدیث سے ظاہر ہے۔

### باب گوشت بیچنے والے اور قصاب کا بیان

(۲۰۸۱) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے شیقین نے بیان کیا اور ان سے ابو مسعود بن شہر نے کہ النصار میں سے ایک صحابی جن کی کنیت ابو شعیب بن شہر تھی، تشریف لائے اور اپنے غلام سے جو قصاب تھا، فرمایا کہ میرے لئے اتنا کھانا تیار کر جو پانچ آدمی کے لئے کافی ہو۔ میں نے نبی کریم ﷺ کی اور آپ کے ساتھ اور چار آدمیوں کی دعوت کا ارادہ کیا۔ کیونکہ میں نے آپ کے چڑہ مبارک پر بھوک کا اثر نمیلایا ویکھا ہے۔ چنانچہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو بلایا۔ آپ کے ساتھ ایک اور صاحب بھی آگئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ ایک اور صاحب زائد آگئے ہیں۔ اگر

### ۲۱- بَابُ مَا قِيلَ فِي الْحَامِ وَالْجَازِ

۲۰۸۱- حدثنا عمر بن حفص قال حدثنا أبي قال حدثنا الأعمش قال: حدثني شقيق عن أبي مسعود قال: جاء رجل من الأنصار يكتفي أنا شقيب فقال لفلام له قصاب : اجعل لي طعاما يكتفي خمسة فإني أريده أن أذعو النبي ﷺ، خامس خمسة، فإني قد عرفت في وجهه الجوع، فدعاهم، فجاء معهم رجل، فقال النبي ﷺ: ((إن هذا قد تبعنا، فإن شئت أن تأذن له فاذن له، وإن شئت

آن بِرْجَعَ رَجَعٍ). فَقَالَ : لَا، بَلْ قَدْ  
آپ چاہیں تو انہیں بھی اجازت دے سکتے ہیں اور اگر چاہیں تو وہ اپنے  
کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں، بلکہ میں انہیں بھی اجازت دیتا  
اُذْنُ اللَّهِ.

[اطرافہ فی: ۲۴۵۶، ۵۴۳۴، ۵۴۶۱۔]

**لشیخ** یعنی وہ طفیل بن کرچا آیا، اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے صاحب خانہ سے اجازت لی تاکہ اس کا دل خوش ہو۔ اور ابو طلحہ کی دعوت میں آپ نے یہ اجازت نہ لی۔ کیونکہ ابو طلحہ نے دعویوں کی تعداد مقرر نہیں کی تھی اور اس شخص نے پانچ کی تعداد مقرر کر دی تھی۔ اس لئے آپ نے اجازت کی ضرورت سمجھی۔ حدیث میں قصاب کا ذکر ہے اور گوشت بینچے والوں کا اسی سے اس پیشہ کا جواز ثابت ہوا۔

### باب بینچے میں جھوٹ بولنے اور (عیب کو) چھپانے سے (برکت) ختم ہو جاتی ہے

(۲۰۸۲) ہم سے بدل بن مجرم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے قادہ نے، کہا کہ میں نے ابو خلیل سے سنا، وہ عبد اللہ بن حارث سے نقل کرتے تھے اور وہ حکیم بن حرام **رض** سے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا، خرید فروخت کرنے والوں کو اختیار ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں (کہ بیچ فتح کر دیں یا رکھیں) یا آپ نے (مالم یتفرقہ کے بجائے) حتی یتفرقہ فرمایا۔ پس اگر دونوں نے سچائی اختیار کی اور ہر ہیات کھوں کر بیان کی تو ان کی خرید فروخت میں برکت ہو گی۔ اور اگر انہوں نے کچھ چھپائے رکھا یا جھوٹ بولا تو اُنکے خرید فروخت کی برکت ختم کر دی جائے گی۔

### باب اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ”اے ایمان والو! سودہر سودہمت کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاسکو۔“

**لشیخ** پسلے یہی آیت اتری، جامیت کا قائد تھا کہ جب وعده آن پہنچتا تو قرض دار سے کہتے، تو ادا کرتا ہے یا سودہ بنا پسند کرتا ہے۔ اگر وہ نہ دیتا تو سودہ کا دیتے اور اصل میں شریک کر لیتے۔ اس طرح سود کی رقم جمع ہو کر دو گنی تھیں ہو جاتی۔ اللہ نے اس کا ذکر فرمایا۔ اور منع کیا، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہصل سے کم یا بہلہ سود کھانا درست ہے۔ ہماری شریعت میں سودہ لکھا ہو یا بھاری مطلقاً حرام اور ناجائز ہے۔

(۲۰۸۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابن

آدم **قالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ آبِي :**

هُنَّا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَآ  
أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعْنَكُمْ  
تُفْلِحُونَ**ه** الآية [آل عمران : ۱۳۰]

**لشیخ** اگر وہ نہ دیتا تو سودہ کا دیتے اور اصل میں شریک کر لیتے۔ اس طرح سود کی رقم جمع ہو کر دو گنی تھیں ہو جاتی۔ اللہ نے اس کا ذکر فرمایا۔ اور منع کیا، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہصل سے کم یا بہلہ سود کھانا درست ہے۔ ہماری شریعت میں سودہ لکھا ہو یا بھاری مطلقاً حرام اور ناجائز ہے۔

ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے سعید مقیری نے بیان کیا، اور ان سے ابو ہریرہ بن عوف نے کہ بنی کرم میتوں نے فرمایا، ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ انسان اس کی پرواہ نہیں کرے گا کہ مال اس نے کمائے لیا، حلال طریقے سے یا حرام طریقے سے۔

**ذنب قاتل حدثنا سعید المقیري عن أبي هريرة رضي الله عن النبي ﷺ قال: (لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبَالُونَ بِالْمُرْزَءِ بِمَا أَخْدَى الْمَالَ أَمِنَ حَلَالَ أَمْ حَرَامَ).**

[راجع: ۲۰۵۹]

بلکہ ہر طرح سے بیسہ جوڑنے کی نیت ہو گئی، کہیں سے بھی مل جائے اور کسی طرح سے خواہ شرعاً وہ جائز ہو یا ناجائز۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جو سود نہ کھائے گا اس پر بھی سود کا غبار پڑ جائے گا۔ یعنی وہ سودی معاملات میں وکلی یا حاکم یا گواہ کی حیثیت سے شریک ہو کر رہے گا۔ آج کے نظام میں باطل کے نفاذ سے یہ بلا میں جس قدر عام ہو رہی ہیں مزید تفصیل کی محتاج نہیں ہے۔

### باب سود کھانے والا اور اس پر گواہ ہونے والا اور سودی معاملات کا لکھنے والا، ان سب کی سزا کا بیان۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ ”جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ قیامت میں بالکل اس شخص کی طرح انھیں گے جسے شیطان نے پٹ کر دیا وہ بنا دیا ہو۔ یہ حالت ان کی اس وجہ سے ہو گی کہ انہوں نے کما تھا کہ خرید و فروخت بھی سودا ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام۔ پس جس کو اس کے رب کی نصیحت پہنچی اور وہ (سود لینے سے) باز آگیا تو وہ جو کچھ پہلے لے چکا ہے وہ اسی کا ہے اور اس کا معاملہ اللہ کے پرورد ہے لیکن اگر وہ پھر بھی سود لیتا رہا تو یہ لوگ جنمی ہیں، یہ اس میں بیشہ رہیں گے۔“

کسی پر آسیب ہو یا شیطان تو وہ کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اگر مشکل سے کھڑا بھی ہوتا ہے تو کپکا کر گر پڑتا ہے۔ یہی حال حشر میں سود خواروں کا ہو گا کہ وہ محبوب الحواس ہو کر حشر میں عند اللہ حاضر کئے جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے سود کو تجارت پر قیاس کر کے اس کو حلال قرار دیا، حالانکہ تجارت کو اللہ نے حلال قرار دیا ہے اور سودی معاملات کو حرام، مگر انہوں نے قانون الہی کا مقابلہ کیا، گویا چوری کی اور سینہ زوری کی، لہذا ان کی سزا یہی ہوئی چاہئے کہ وہ میدان محشر میں اس قدر ذلیل ہو کر اٹھیں کہ دیکھنے والے سب ہی ان کو ذلت اور خواری کی تصویر دیکھیں۔

(۲۰۸۳) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے غدر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شبہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابوالضھبی نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا

### ٤- بَابُ أَكْلِ الرَّبَّا وَشَاهِدِهِ وَكَاتِبِهِ وَقُولَةِ تَعَالَى :

**وَالَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرَّبَّا لَا يَقُولُونَ إِلَّا كَمَا يَقُولُمَ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا: إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرَّبَّا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَمَ الرَّبَّا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةً مِنْ رَبِّهِ، فَأَنْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرَهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ** [آل عمران: ۲۷۵] [البقرة: ۲۷۵]

- حدثنا محمد بن بشير قال: حدثنا غذر عن شعبة عن منصور عن أبي الصحنى عن مسروق عن عائشة

کہ جب (سورہ) بقرہ کی آخری آیتیں ﴿الذین يأكلون الربوا﴾ (الخ نازل ہوئیں تو نبی کرم ﷺ نے انہیں صحابہؓ کو مسجد میں پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد ان پر شراب کی تجارت کو حرام کر دیا۔

رضی اللہ عنہا قالت: (لَمَّا نَزَّلَتْ أَخْرِيُّ  
الْفَرْقَةِ قَرَأْهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِمْ فِي  
الْمَسْجِدِ، ثُمَّ حَرَمَ التِّجَارَةَ فِي الْحَمْرَ).

[راجع: ٤٥٩]

(۲۰۸۵) ہم سے موئی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے جریر بن حازم نے، کہا کہ ہم سے ابو رجاء بصری نے بیان کیا، ان سے سره بن جندب بنثو نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا، رات (خواب میں) میں نے دو آدمی دیکھے، وہ دونوں میرے پاس آئے اور مجھے بیت المقدس میں لے گئے۔ پھر ہم سب وہاں سے چلے یہاں تک کہ ہم ایک خون کی نہر پر آئے، وہاں (نمر کے کنارے) ایک شخص کھڑا ہوا تھا۔ اور نمر کے پیچ میں بھی ایک شخص کھڑا تھا۔ (نمر کے کنارے پر) کھڑے ہونے والے کے سامنے پھر پڑے ہوئے تھے۔ پیچ نہروالا آدمی آتا اور جو نبی وہ چاہتا کہ باہر نکل جائے فوراً ہی باہر والا شخص اسکے منہ پر پھر کھینچ کر مارتا جو اسے وہیں لوٹا دیتا تھا، جہاں وہ پہلے تھا۔ اسی طرح جب بھی وہ نکلا چاہتا کہ نمر کے کنارے پر کھڑا ہوا شخص اسکے منہ پر پھر کھینچ مارتا اور وہ جہاں تھا وہیں پھر لوٹ جاتا۔ میں نے (اپنے ساتھیوں سے جو فرشتے تھے) پوچھا کہ یہ کیا ہے، تو انہوں نے اسکا جواب یہ دیا کہ نہر میں تم نے جس شخص کو دیکھا وہ سود کھانے والا انسان ہے۔

**لشیخ** یہ طویل حدیث پارہ نمبر ۵ میں بھی گذر چکی ہے۔ اس میں سود خور کا عذاب دھکایا گیا ہے کہ دنیا میں اس نے لوگوں کا خون چوس چوس کر دولت جمع کر لی، اسی خون کی وہ نہر ہے جس میں وہ غوطہ دھکایا جا رہا ہے۔ بعض روایات میں وسط النمر کی جگہ شط النمر کا لفظ ہے۔

### باب سود کھلانے والے کا گناہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”اے ایمان والو! ظُرُولِ اللہ سے“ اور چھوڑ دو وصولی ان رقموں کی جو باقی رہ گئی ہیں لوگوں پر سود سے، اگر تم ایمان والے ہو، اور اگر تم ایسا نہیں کرتے تو پھر تم کو اعلان جنگ ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے، اور اگر تم سود لینے سے توبہ کرتے ہو تو صرف اپنی اصل رقم لے لو، نہ تم کسی پر زیادتی کرو اور

٤٠٨٥ - حدثنا موسى بن إسماعيل قال  
حدثنا جرير بن حازم قال حدثنا أبو  
رجاء عن سمرة بن جندب رضي الله  
عنهم قال: قال النبي ﷺ: ((رأيت الليلة  
رجلين أتياي فاخراجاني إلى أرض  
مقدسة، فانطلقا حتى أتيت على نهر من  
دم، فيه رجل قائم، وعلى وسط النهر  
رجل بين يديه حجارة. فأقبل الرجل  
الذى في النهر، فإذا أراد أن يخرج رمي  
الرجل بحجر في فيه فرده حيث كان،  
فجعل كلما جاء ليخرج رمى في فيه  
بحجر فيرجع كما كان، فقلت: ما هذا؟  
قال الذي رأيته في النهر: أكمل الريبا)).

[راجع: ۸۴۵]

### ۲۵ - بَابُ مُوَكِّلِ الرِّبَا

لقوله: هُبَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ  
وَذَرُوا مَا يَقْيَى مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ  
فَإِنْ لَمْ تَفْعِلُوا فَأَذَّنُوا بِحُرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَ  
رَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رِءُوفُونَ أَمْوَالُكُمْ  
لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ وَإِنْ كَانَ ذُو

نہ تم پر کوئی زیادتی ہو، اور اگر مقروظ غُل دست ہے تو اسے مددت دے دو اداگی کی طاقت ہونے تک۔ اور اگر تم اس سے اصل رقم بھی چھوڑ دو تو یہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اگر تم سمجھو۔ اور اس دن سے ڈرو جس دن تم سب اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ پھر ہر شخص کو اس کے کیے ہوئے کا پورا پورا بدل دیا جائے گا اور ان پر کسی قسم کی کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔ ”ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آخری آیت ہے جو بی کرم شیعیم پر نازل ہوئی۔

(۲۰۸۶) ہم سے ابوالولیدہ شام بن عبد الملک نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عون بن الجیف نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد کو ایک پچھنا گانے والا غلام خریدتے دیکھا۔ میں نے یہ دیکھ کر ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ نبی کرم شیعیم نے کہتے کی قیمت لینے اور خون کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے، آپ نے گودنے والی اور گدوانے والی کو (گودنا گوانے سے) سود لینے والے اور سود دینے کو (سود لینے یا دینے سے) منع فرمایا۔ اور تصویر بنانے والے پر لعنت بھیجی۔

**تشریح** اکثر علماء کے نزدیک کہتے کی یعنی درست نہیں ہے مگر حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہتا ہے کہ بیچنا اور اور اس کی قیمت کھانا جائز رکھا ہے۔ اور اگر کوئی کسی کا کاتمار ڈالے تو اس پر تماں لازم کیا گیا ہے، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے حدیث ہذا کی رو سے کہتے کی یعنی مطلقاً ناجائز فرار دی ہے۔ پچھنا گانے کی اجرت کے بارے میں مماثلت تذییبی ہے کیونکہ دوسرا حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے خود پچھنا گویا اور پچھنا گانے والے کو مزدوری دی، اگر حرام ہوتی تو آپؐ کبھی نہ دیتے۔ گدوانا گودنا حرام ہے اور جانداروں کی مورت بنانا بھی حرام ہے۔ جیسا کہ یہاں ایسے سب پیشہ والوں پر اللہ کے رسول رضی اللہ عنہ نے لعنت بھیجی ہے۔

باب (سورہ بقرہ میں) اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ وہ سود کو مٹا دیتا ہے اور صدقات کو دوچند کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا ہر منکر گزگار کو

(۲۰۸۷) ہم سے سعیٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شاہب نے کہ سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے خود نبی کرم شیعیم کو یہ فرماتے تھا کہ (سامان یتھے وقت دکاندار کے) قسم

عشرۃ فَطْرَةٍ إِلَى مِنْسَرَةٍ وَإِنْ تَصَدَّقُوا  
خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ وَأَنْفَوْا يَوْمًا  
تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ  
مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿البقرة: ۲۷۸-۲۸۱﴾

قال ابن عباس: هذِهِ آخِرُ آیَةٍ نَزَّلَتْ عَلَیِ  
السَّبِيلِ

(۲۰۸۶) - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا  
شَبَّةُ عَنْ عَوْنَ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ  
((رَأَيْتُ أَبِي اشْتَرَى عَنْدَهُ حَجَّامًا، فَسَأَلْتُهُ  
فَقَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ مِنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ  
وَثَمَنِ الدَّمِ، وَنَهَى عَنِ الْوَاشِمَةِ  
وَالْمَوْشَوْمَةِ، وَآتَيْنَا الرِّبَا وَمُؤْكِلِهِ، وَلَعَنَ  
الْمُصَوَّرِ)).

[اطرافہ فی : ۲۲۳۸، ۵۳۴۷، ۵۹۶۲]

۲۶ - بَابُ ﴿يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ : وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كُفَّارٍ أَئِيمَ﴾ [البقرة: ۷۶]

(۲۰۸۷) - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْيَرَ قَالَ  
حَدَّثَنَا الْيَثْرَى عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ  
قَالَ أَبْنُ الْمُسَيْبٍ: إِنْ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَعَفْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ،

يَقُولُ : ((الْحَلِيفُ مُنْفَقَةٌ لِّلْسُلْطَةِ، مُنْحَكَةٌ لِّلْبَرَكَةِ)) .  
کھانے سے سامان تو جلدی بک جاتا ہے لیکن وہ قسم برکت کو منادی نہیں  
والی ہوتی ہے۔

گوچند روز تک ایسی جھوٹی قسمیں کھانے سے مال تو کچھ نکل جاتا ہے لیکن آخر میں اس کا جھوٹ اور فریب کھل جاتا ہے۔ اور  
برکت اس لیے ختم ہو جاتی ہے کہ لوگ اسے جھوٹا جان کر اس کی دکان پر آنا چھوڑ دیتے ہیں۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔

### باب خرید و فروخت میں قسم کھانا

مکروہ ہے

(۲۰۸۸) ہم سے عمرو بن محمد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کما کہ ہم کو عوام بن حوشب نے خبر دی، انہیں ابراہیم بن عبد الرحمن نے اور انہیں عبد اللہ بن ابی اویٰ رضی اللہ عنہ نے کہ بازار میں ایک شخص نے ایک سامان دکھا کر قسم کھائی کہ اس کی اتنی قیمت لگ چکی ہے۔ حالانکہ اس کی اتنی قیمت نہیں لگی تھی۔ اس قسم سے اس کا مقصد ایک مسلمان کو دھوکہ دینا تھا۔ اس پر یہ آیت اتری ”جو لوگ اللہ کے عمد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت کے بدله میں بیچتے ہیں۔“

### ۲۷- بَابُ مَا يُكَرَّهُ مِنَ الْحَلِيفِ فِي الْبَيْعِ

۲۰۸۸ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا الْغَوَامُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : أَنَّ رَجُلًا أَقَامَ سِلْعَةً وَهُوَ فِي السُّوقِ، فَحَافَلَهُ بِاللَّهِ لَقَدْ أَغْطَى بِهَا مَا لَمْ يُغْطِ لِيُوْقَعَ فِيهَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَنَرَكَ : ((إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَّا قَلِيلًا))

[آل عمران : ۷۷].

[طرفاہ فی: ۲۶۷۵، ۴۵۵۱].

آخرت میں ان کے لئے کچھ حصہ نہیں ہے اور نہ ان سے اللہ کلام کرے گا اور نہ ان پر نظر رحمت ہو گی۔ اور نہ ان کو پاک کرے گا۔ بلکہ ان کے لئے دکھ دینے والا عذاب ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے نام کی جھوٹی قسم کھانا باد ترین گناہ ہے۔ علمائے کرام نے کسی سچے معاملہ میں بھی بطور تنزیہ اللہ کے نام کی قسم کھانا پسند نہیں کیا ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ آپ نے فرمایا، اپنی ازار کو ٹھوکنے سے نیچے لکھانے والا اور جھوٹی قسموں سے اپنا مال فروخت کرنے والا اور احسان جتلانے والا یہ وہ مجرم ہیں جن پر حشر میں اللہ کی نظر رحمت نہیں ہو گی۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کا مقصد باب یہ ہے کہ تجارت میں ہر وقت سچائی کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ جھوٹ بولنے والا تاجیر عند اللہ سخت مجرم قرار پاتا ہے۔

### باب سناروں کا بیان

اور طاؤس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (جستہ الوداع کے موقعہ پر حرم کی حرمت بیان کرتے ہوئے) فرمایا تھا کہ حرم کی گھاس نہ کالی جائے۔ اس پر عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اذخر (ایک خاص قسم کی گھاس) کی اجازت دے دیجئے، کیونکہ یہ بیان کے

### ۲۸- بَابُ مَا قِيلَ فِي الصَّوَاعِ

وَقَالَ طَاؤُسٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((لَا يُخْتَلِي خَلَاءَهَا)) وَقَالَ الْعَبَّاسُ : ((إِنَّ الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَنِيْمٍ وَبَيْوَتِهِمْ)). فَقَالَ : ((إِنَّ الْإِذْخِرَ)).

ساروں، لوہاروں اور گھروں کے کام آتی ہے، تو آپ نے فرمایا، اچھا از خرکاث لیا کرو۔

اس حدیث سے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے یہ نکلا کہ ساری کا پیشہ آخرت پڑھنے کے زمانہ میں بھی تھا۔ اور آپ نے اس سے منع نہیں فرمایا۔ تو یہ پیشہ جائز ہوا۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے یہ باب لا کر اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ جسے امام احمد نے نکلا ہے جس میں مذکور ہے کہ سب سے زیادہ جھوٹے سار اور نگریز ہوا کرتے ہیں۔ اس کی سند میں اضطراب ہے۔

(۲۰۸۹) ہم سے عبدالان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں عبد اللہ

بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہمیں یونس نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن شاہب نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے خبر دی، انہیں حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غیمت کے مال میں سے میرے ہے میں ایک اونٹ آیا تھا اور ایک دوسرا اونٹ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "خمس" میں سے دیا تھا۔ پھر جب میرا ارادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کرا کے لانے کا ہوا تو میں نے بنی قینقاع کے ایک سارے طے کیا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم دونوں مل کر از خرگھاس (جمع کر کے) لائیں، کیونکہ میرا ارادہ تھا کہ اسے ساروں کے ہاتھ پیچ کر انی شادی کے ولیمہ میں اس کی قیمت کو لگاؤ۔

۲۰۸۹ - حَدَّثَنَا عَنْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَنْدَ

الله قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ  
قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلَيُّ بْنُ حُسَيْنٍ بْنُ أَنَّ  
حُسَيْنَ بْنَ عَلَيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ  
أَنَّ عَلَيَّاً قَالَ: ((كَانَتْ لِيْ شَارِفٌ مِنْ  
نَصْبِيِّ مِنَ الْمَقْنُمِ ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ  
أَغْطَانِي شَارِفًا مِنَ الْخُمْسِ، فَلَمَّا أَرَدْتُ  
أَنْ أَتَنِي بِفَاطِسَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ  
وَأَعْدَتُ رَجُلًا صَوَاعِدًا مِنْ بَنِي قَبْنَاقَاعَ أَنَّ  
يَرْتَجِلَ مَعِيَ فَنَأَتَيَ بِأَذْخِرِ أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهُ  
مِنَ الصَّوَاعِينَ وَأَسْعَيْنَ بِهِ فِي وَلِيَمَةَ  
عَرْسِيِّ)).

اطرافہ فی : ۲۳۷۵، ۳۰۹۱، ۴۰۰۳

[۵۷۹۳]

**لئے جائیں** اس حدیث میں بھی ساروں کا ذکر ہے۔ جس سے عمد رسالت میں اس پیشہ کا ثبوت ملتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ رزق حلال تلاش کرنے میں کوئی چیخچاہت نہ ہونی چاہئے۔ جیسا کہ حضرت علی بن ابی طالب نے خود جا کر جنگل سے از خرگھاس جمع کر کے فروخت کی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ولیمہ دولما کی طرف سے ہوتا ہے۔

بنی قینقاع میں یہودیوں کے ایک خاندان کا نام تھا۔ علی بن حسین امام زین العابدین کا نام ہے جو حضرت حسین بن ابی طالب کے بیٹے اور حضرت علی بن ابی طالب کے پوتے ہیں۔ کنیت ابو الحسن ہے۔ اکابر سادات میں سے تھے۔ تابعین میں جلیل القدر اور شرست یافت تھے۔ امام زہری نے فرمایا کہ قریش میں کسی کو میں نے ان سے بہتر نہیں پایا۔ ۹۶ میں انتقال فرمایا۔ بعض لوگوں نے اعزاض کیا ہے کہ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ائمہ اثنا عشر کی روایتیں نہیں لی ہیں۔ ان مختصین کے جواب کے لئے امام زین العابدین کی یہ روایت موجود ہے جو ائمہ اثنا عشر میں بر ا مقام رکھتے ہیں۔

(۲۰۹۰) ہم سے اسحاق بن شاہین نے بیان کیا کہا کہ ہم سے خالد بن عبد اللہ نے بیان کیا ان سے خالد نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ کو حرمت والا شر قرار دیا ہے۔ یہ نہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال تھا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہو گا۔ میرے لئے بھی ایک دن چند لمحات کے لئے حلال ہوا تھا۔ سواب اس کی نہ گھاس کائی جائے، نہ اس کے درخت کائی جائے جائیں، نہ اس کے شکار بھگائے جائیں، اور نہ اس میں کوئی گری ہوئی چیز اٹھائی جائے۔ صرف معرف (یعنی گشیدہ چیزیں کو اصل مالک تک اعلان کے ذریعے پہنچنے والے) کو اس کی اجازت ہے۔ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اذخر کے لئے اجازت دے دیجئے، کہ یہ ہمارے ساروں اور ہمارے گھروں کی چھتوں کے کام میں آتی ہے۔ تو آپ نے اذخر کی اجازت دے دی۔ عکرمہ نے کہا یہ بھی معلوم ہے کہ حرم کے شکار کو بھگائے کام مطلب کیا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ (کسی) درخت کے سائے تے اگر وہ بیٹھا ہوا ہوتا تو تم سائے سے اسے ہٹا کر خود وہاں بیٹھ جاؤ۔ عبد الوہاب نے خالد سے (اپنی) روایت میں یہ الفاظ بیان کئے کہ (اذخر) ہمارے ساروں اور ہماری قبروں کے کام میں آتی ہے۔

یعنی بجائے چھتوں کے عبد الوہاب کی روایت میں قبروں کا ذکر ہے۔ عرب لوگ اذخر کو قبروں میں بھی ذالتے اور چست بھی اس سے پانتے۔ وہ ایک خشبودار گھاس ہوتی ہے۔ عبد الوہاب کی روایت کو خود امام بخاری رضی اللہ عنہ نے کتاب الحجہ میں نکالا ہے۔ روایت میں ساروں کا ذکر ہے اسی سے اس پیشہ کا درست ہوتا ثابت ہوا۔ سار جو سونا چاندی وغیرہ سے عورتوں کے زیور ہاتے کا وہنا کرتے ہیں۔

### باب کاریگروں اور لوہاروں کا بیان

(۲۰۹۱) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا کہ ہم سے محمد بن ابی عدی نے بیان کیا ان سے شبہ نے، ان سے سلیمان نے، ان سے ابوالحنی نے، ان سے مسروق نے اور ان سے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے کہ میں جاہلیت کے زمانہ میں لوہار کا کام کیا کرتا تھا۔ عاص بن ذکریا (کافر) پر میرا کچھ قرض تھا۔ میں ایک دن اس پر تقاضا کرنے گیا۔ اس نے کہا کہ جب تک تو محمد ﷺ کا انکار نہیں کرے گا میں تم کا قرض نہیں دوں گا۔

۲۰۹۰ - حدثنا إسحاق قال حدثنا خالد بن عبد الله عن خالد عن عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إِنَّ اللَّهَ حَرُومٌ مَكْهُولٌ وَلَمْ تَحْلِ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ، وَلَا لِأَخْدِيْ بَغْدِيْ، وَلَا حَلْتَ لِيْ سَاعَةً، مِنْ نَهَارٍ لَا يَخْتَلِيْ حَلَاهَا وَلَا يَعْضُدُ شَجَرَهَا وَلَا يَنْفَرُ صَيْدَهَا وَلَا يَلْقَطُ لَفَظَهَا إِلَّا لِمَعْرِفَةِ)). وَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: إِلَّا الإِذْخِرُ لِصَاغِتَةِ وَلِسَقْفِ بَيْوَتِنَا. فَقَالَ: ((إِلَّا الإِذْخِرُ)) فَقَالَ عَكْرَمَةُ: هَلْ تَذَرِي مَا يَنْفَرُ صَيْدَهَا؟ هُوَ أَنْ تَنْهِيَ مِنَ الظَّلِّ وَتَنْزِلَ مَكَانَهُ فَقَالَ عَبْدُ الْوَهَابِ بْنُ خَالِدٍ: ((لِصَاغِتَةِ وَقَبْوِنَا)). [راجع: ۱۳۴۹]

### ۲۹- بَابُ ذِكْرِ الْقَبْنِ وَالْحَدَادِ

۲۰۹۱ - حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا ابن أبي عدي عن شعبة عن سليمان عن أبي الصحنى عن مسروق عن خباب قال: ((كنت قينا في الجاهلية، وكان لي على العاصي بن وائل ذين، فأتته أتقاضاه). قال: لا

میں نے جواب دیا کہ میں آپ کا الفکار اس وقت تک نہیں کروں گا جب تک اللہ تعالیٰ تمیری جان نہ لے لے، پھر تو دوبارہ اٹھایا جائے، اس نے کہا کہ پھر مجھے بھی سملت دے کہ میں سر جاؤں، پھر دوبارہ اٹھایا جاؤں اور مجھے مال اور اولاد ملے اس وقت میں بھی تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔ اس پر آیت نازل ہوئی ”کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کو نہ مانا اور کہا کہ (آخرت میں) مجھے مال اور دولت دی جائے گی؟ کیا اسے غیب کی خبر ہے؟ یا اس نے اللہ تعالیٰ کے ہاں سے کوئی اقرار لے لیا ہے۔“

اغطیثکَ حَتَّیْ تَكُفُّرَ بِيَمْحُدُهُ ﷺ، فَقَلَّتْ: لَا أَكُفُّرُ حَتَّیْ يُؤْنِيَكَ اللَّهُ لَمْ تُبَغِّثَ، قَالَ: ذَغْنِيَ حَتَّیْ أَمُوتَ وَأَنْقَثَ، فَسَأَرَقَ مَالًا وَوَلَدًا لِلْأَضْيَنَكَ، فَنَزَّلَتْ: هَلْ أَرَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِإِيمَانِنَا، وَقَالَ لِأَوْتَيْنَ مَالًا وَوَلَدًا، أَطْلَعَ الْغَيْبَ أَمْ أَنْخَدَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَنْهَا؟).

[اطرافہ فی : ۲۲۷۵، ۲۴۲۵، ۴۷۳۲، ۴۷۳۴، ۴۷۳۳]

خباب بن ارت یعنی مشور صحابی ہیں، ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ ان کو زمان جاہلیت میں ظالمون نے قید کر لیا تھا۔ ایک خرماعیہ ہوتا ہے ان کو خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ آخر حضرت مسیح پیغمبر کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے یہ اسلام لا پچے تھے۔ کفار نے ان کو سخت تکالیف میں جلا کیا۔ مگر انہوں نے صبر کیا۔ کوفہ میں اقامت گزیں ہو گئے تھے۔ اور ۳۷ سال کی عمر میں ۷۳ھ میں وہیں ان کا انتقال ہوا۔ اس حدیث سے حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے لوبار کام کرنا ثابت فرمایا، قرآن مجید سے ثابت ہے کہ حضرت داؤد طیبؑ بھی لوہے کے بہترین احتیار بیٹایا کرتے تھے۔

### ۳۔ بَابُ ذِكْرِ الْخَيَاطِ

۲۰۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَّسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((إِنَّ خَيَاطًا دَعَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ، قَالَ أَنَّسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَدَعَهُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى ذَلِكَ الطَّعَامِ، فَقَرَبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَبِيزًا وَمَرْقًا فِيهِ دَبَاءٌ وَقَنِيدٌ، فَرَأَيْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَعِيْدُ الدَّبَاءَ مِنْ حَوَالِيِّ الْقَصْنَعَةِ، قَالَ: فَلَمْ أَرْزُنْ أَحَبَّ الدَّبَاءِ مِنْ يَوْمِي)).

[اطرافہ فی : ۵۳۷۹، ۵۴۲۰، ۵۴۳۳]

[۵۴۳۹، ۵۴۳۷، ۵۴۳۶، ۵۴۳۵]

کیونکہ یہ آخرت میں کو پسند تھا۔ کدو نہیت عمدہ ترکاری ہے۔ یعنی لمبا کدو سرد تر اور دافع تپ و خفغان و دافع حرارت و خشکی بدن اور قبعنے کو دفع کرتا ہے۔ بیٹھنے کی بھی یہی خاصیت ہے۔ گو کدو کھانا دین کا تو کوئی کام نہیں ہے کہ اس کی پیروی لازم ہو، مگر آخرت میں کی محبت اس کو متفضی ہے کہ ہر مسلمان کدو سے رغبت رکھے جیسے انس بیٹھنے کیا۔ (وہیدی)

آخرت میں کی دعوت کرنے والے صحابی خیال تھے۔ درزی کا کام کیا کرتے تھے۔ اس سے حضرت امام بخاری و مسلم بن حنبل نے درزی کا کام ثابت فرمایا۔

### باب کپڑا بننے والے کا بیان

(۲۰۹۳) ہم سے مجھی بن بکیر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یعقوب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے، کہا کہ میں نے سل بن سعد بیٹھنے سے سن، جنہوں نے کہا کہ ایک عورت "بردہ" لے کر آئی۔ سل بیٹھنے نے پوچھا، تمہیں معلوم بھی ہے بردہ کے کہتے ہیں۔ کہا گیا جی ہاں! بردہ حاشیہ دار چادر کو کہتے ہیں۔ تو اس عورت نے کہا، یا رسول اللہ! میں نے خاص آپ کو پہنانے کے لئے یہ چادر اپنے ہاتھ سے بنی ہے، آپ نے اسے لے لیا۔ آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی، پھر آپ باہر تشریف لائے تو آپ اسی چادر کو بطور ازار کے پہنے ہوئے تھے، حاضرین میں سے ایک صاحب بولے، یا رسول اللہ! یہ تو مجھے دے دیجئے، آپ نے فرمایا کہ اچھا لے لینا۔ اس کے بعد آپ مجلس میں تھوڑی دیر تک بیٹھنے رہے پھر واپس تشریف لے گئے۔ پھر ازار کو تھ کر کے ان صاحب کے پاس بھجوa دیا۔ لوگوں نے کہا کہ تم نے آخرت میں سے یہ ازار مانگ کر اچھا نہیں کیا۔ کیونکہ تم میں معلوم ہے کہ آپ کسی سائل کے سوال کو رد نہیں کیا کرتے ہیں۔ اس پر ان صحابی نے کہا کہ والله! میں نے تو صرف اس لیے یہ چادر مانگی ہے کہ جب میں مروں تو یہ میرا کفن بنے۔ سل بیٹھنے نے فرمایا، کہ وہ چادر ہی ان کا کفن بنی۔

[راجع: ۱۱۶۶]

### ۳۱۔ باب ذکر النساء

٢٠٩٣ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((جَاءَتِ امْرَأَةٌ بِرِزْدَةً - قَالَ: أَتَدْرُونَ مَا الْبِرْزَدَةُ؟ فَقَالَ لَهُ : نَعَمْ هِيَ الشَّمَلَةُ مَنْسُوجٌ فِي حَاشِيَتِهَا - قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي نَسَجْتُ هَذِهِ بِيَدِي أَكْسُوَكَهَا، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا، فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا إِذَارَةٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكْسُنْتِهَا، فَقَالَ: ((نَعَمْ)). فَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ، فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا ثُمَّ أَرْسَلَ بَهَا إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: مَا أَخْسَنْتَ، سَأْلَتْهَا إِيَّاهُ، لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرِدُ سَائِلًا، فَقَالَ الرَّجُلُ، وَاللَّهِ مَا سَأَلْتَهُ إِلَّا لِتَكُونَ كَفَنِي يَوْمَ الْمَوْتِ، قَالَ سَهْلٌ: فَكَانَتْ كَفَنَهُ).

**تَسْبِيحٌ** روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت کے ہل کر گھا تھا، اور وہ کپڑا بنانے کا کام کرنے میں ماہر تھی جو بہترن حاشیہ دار چادر بن کر حضور میں کی خدمت میں پیش کرنے لائی۔ آپ نے اسے بخوشی قبول کر لیا، مگر ایک صحابی (عبد الرحمن بن عوف بیٹھنے) تھے جنہوں نے اسے آپ کے جسم پر زیب تن دیکھ کر بطور تبرک اپنے کفن کے لئے اسے آپ سے مانگ لیا۔ اور آپ نے ان کو یہ دے دی، اور ان کے کفن ہی میں وہ استعمال کی گئی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمد رسالت میں نور بلنے کا فن مروج تھا،

اور اس میں عورتیں تک مبارت رکھتی تھیں، اور اس پیشہ کو کوئی بھی معیوب نہیں جانتا تھا۔ یہی ثابت کرتا حضرت امام مخارقی حنفیہ کا مقصد ہاب ہے۔

### باب بڑھتی کامیابیان۔

(۲۰۹۴) ہم سے قتبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد العزیز نے بیان کیا ان سے ابو حازم نے بیان کیا کہ کچھ لوگ سل بن سعد ساعدی ہٹھ کے یہاں منبر بنوی کے متعلق پوچھنے آئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فلاں عورت کے یہاں جن کا نام بھی سل ہٹھ نے لیا تھا، اپنا آدمی بھیجا کہ وہ اپنے بڑھتی غلام سے کہیں کہ میرے لیے کچھ لکڑیوں کو جوڑ کر منبر تیار کر دے، تاکہ لوگوں کو وعظ کرنے کے لیے میں اس پر بیٹھ جایا کروں، چنانچہ اس عورت نے اپنے غلام سے غابہ کے جھاؤ کی لکڑی کا منبر بنانے کے لئے کہا، پھر جب منبر تیار ہو گیا تو انہوں نے اسے آپ کی خدمت میں بھیجا، وہ منبر آپ کے حکم سے (مسجد میں) رکھا گیا۔ اور آپ اس پر بیٹھے۔

### ۳۲ - بَابُ التَّجَارَ

٢٠٩٤ - حَدَّثَنَا فَيْيَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَنْدَ الْغَرِيْنِ عَنْ أَبِي حَازِمَ قَالَ: ((أَتَى رِجَالٌ إِلَيَّ سَهْلٍ بْنَ سَعْدٍ يَسْأَلُونَهُ عَنِ الْمُنْبَرِ فَقَالَ: بَعْثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى فِلَانَةَ - امْرَأَةٌ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ - أَنْ فَرِيْ غَلَامَكَ التَّجَارَ يَعْمَلْ لِيْ أَغْوَادًا أَجْلِسْ عَلَيْهِنْ إِذَا كَلَّمْتَ النَّاسَ. فَأَمْرَتَهُ يَعْمَلُهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ، ثُمَّ جَاءَ بِهَا، فَأَرْسَلَتْ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِهَا، فَأَمْرَ بِهَا فَوْضَعَتْ، فَجَلَسَ عَلَيْهِ)).

[راجع: ۳۷۷]

غابہ مدینہ سے شام کی جانب ایک مقام ہے، جہاں جماڑ کے بڑے بڑے درخت تھے۔ اس عورت کا نام معلوم نہیں ہوا کا البتہ غلام کا نام باقوم بتالیا گیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ منبر تیم داری نے بنایا تھا۔

(۲۰۹۵) ہم سے خلاد بن مجی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد الواحد بن ایکن نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ ہبھٹانے کے ایک انصاری عورت نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا، یا رسول اللہ ! میں آپ کے لئے کوئی ایسی چیز کیوں نہ بنو دوں جس پر آپ وعظ کے وقت بیٹھا کریں۔ کیونکہ میرے پاس ایک غلام بڑھتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا تمہاری مرضی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر جب منبر آپ کے لئے اس نے تیار کیا، تو جمع کے دن جب آنحضرت ﷺ اس منبر پر بیٹھے تو اس کھجور کی لکڑی سے روئے کی آواز آئے گی۔ جس پر نیک دے کر آپ پہلے خطبہ دیا کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ پست جائے گی۔ یہ دیکھ کر بنی کریم ﷺ منبر پر سے اترے اور اسے پکڑ کر اپنے بیٹے سے لگا لیا۔ اس وقت بھی وہ

٢٠٩٥ - حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَنْدَ الْوَاحِدِ بْنِ أَيْمَنَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَاتَلَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْمَسْكِ، أَلَا أَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ، فَإِنْ لَمْ يَعْلَمْنَا نَجَارًا، قَالَ: ((إِنْ شَتَتَ)). قَالَ فَعَمِلَتْ لَهُ الْمُنْبَرَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْخُمُمَةَ قَعَدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمُنْبَرِ الَّذِي صَنَعَ فَصَاحَتِ النَّحْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عَنْهَا حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَشَقَّقْ فَرَأَى النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى أَخْذَهَا فَصَمَمَهَا إِلَيْهِ،

فجعلتْ تَشْنُ أَبِينَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسْكُنُ  
حَتَّىٰ اسْتَقَرَتْ. قَالَ: ((بَكْتَ عَلَىٰ مَا  
كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الدُّكْنِ)).

[راجع: ۴۴۹]

**لَشَبِيهُ** لکھی اس چھوٹے بچے کی طرح سکیاں بھر رہی تھی جسے چپ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ چپ ہو گئی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کے روئے کی وجہ یہ تھی کہ یہ لکھی خطبہ سن کرتی تھی اس لئے روئی۔

**لَشَبِيهُ** کیونکہ آپ نے اس کو چھوڑ دیا اور منیر خطبہ پڑھنے لگے۔ یہ آنحضرت ﷺ کا ایک عظیم مخبر ہے کہ آپ کی جدائی کا غم ایک لکھی سے بھی ظاہر ہوا۔ آخر آپ نے اس لکھی کو سیند سے لگایا تب جا کر اس کا رونا بد ہوا۔ حضرت امام مخارجی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بذا سے ثابت فرمایا کہ بڑھی کا پیشہ بھی کوئی مذموم پیش نہیں ہے۔ ایک مسلمان ان میں سے جو پیشہ بھی اس کے لئے آسان ہو اختیار کر کے رزق حلال تلاش کر سکتا ہے۔ ان احادیث سے اس امر پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ صنعت و حرف کے متعلق بھی اسلام کی نگاہوں میں ایک ترقی یافتہ پلان ہے۔ بعد کے زمانوں میں جو بھی ترقیات اس سلسلہ میں ہوئی ہیں۔ خصوصاً آج اس مشینی دور میں یہ جملہ فون کس تیزی کے ساتھ منازل ترقی طے رہے ہیں بنیادی طور پر یہ سب کچھ اسلامی تعلیمات کے مقدس نتائج ہیں۔ اس لحاظ سے اسلام کا یہ پوری دنیا کے انسانیت پر احسان عظیم ہے کہ اس نے دین اور دنیا ہر دو کی ترقی کا پیغام دے کر مذہب کی کچھ تصویر کو بنی نوع انسان کے سامنے آشکارا کیا ہے۔ مجھے ہے «إِنَّ الَّذِينَ عَنَّ اللَّهِ الْأَنْسَلَمُ» (آل عمران: ۱۹)

**بَابُ اپنی ضرورت کی چیزیں ہر آدمی خود بھی خرید سکتا ہے**

اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر بن الخطاب سے ایک اونٹ خریدا، اور عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک مشرک بکریاں (بینچے) لایا تو نبی کریم ﷺ نے اس سے ایک بکری خریدی۔ آپ نے جابر بن عبد اللہ سے بھی ایک اونٹ خریدا تھا۔

(۲۰۹۶) ہم سے یوسف بن عیسیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو معاویہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے امش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نجعی نے، ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے کچھ غلہ ادھار خریدا، اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھوائی۔

۳۳ - **بَابُ شِرَاءُ الْحَوَاجَ بِنْفُسِهِ**  
وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: اشترى  
النَّبِيُّ ﷺ جَمِلًا مِنْ عُمَرَ. وَقَالَ عَبْدُ  
الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا:  
جَاءَ مُشْرِكٌ بِعَنْمَ فَاشترى النَّبِيُّ ﷺ مِنْهُ  
شاةً. وَاشترى مِنْ جَابِرٍ بَعْيِراً.

۲۰۹۶ - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَ  
حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَغْمَشُ عَنْ  
إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهَا قَالَتْ: ((اشترى رسول اللہ ﷺ مِنْ  
يَهُودِي طَعَاماً بِنَسِيَّةَ، وَرَهَنَهُ درْعَهُ)).

[رجوع: ۲۰۶۸]

**لَشَبِيهُ** آنحضرت ﷺ نے بذات خود ایک یہودی سے ادھار غلہ خریدا۔ بلکہ اپنی زرہ اس کے ہلگروی رکھ دی۔ سو یہ امر موت کے خلاف نہیں ہے، کوئی امام ہو یا یادشاہ نبی سے کسی کا درجہ بڑا نہیں ہے، اپنا سودا بازار سے خود خریدنا اور خود ہمیں اس کو اٹھا کر لے آنا، آنحضرت ﷺ کی سنت ہے۔ اور جو اس کو برایا عزت کے خلاف سمجھے وہ مردود دشمنی ہے۔ بلکہ بہتری ہے کہ جیسی تک ہو سکے انسان اپنا ہر کام خود ہی انجام دے تو اس کی زندگی پر سکون زندگی ہو گی۔ اسوہ حسنہ اسی کا نام ہے۔

باب چوپا یہ جانوروں اور گھوڑوں گدھوں کی خریداری کا بیان اگر کوئی سواری کا جانور یا گدھا خریدے اور بچنے والا اس پر سوار ہو تو اس کے اترنے سے پہلے خریدار کا قبضہ پورا ہو گایا نہیں؟ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کماکہ بنی کسم شیخہ نے حضرت عمر بن حفث سے فرمایا، اسے مجھے بچ دے۔ آپ کی مراد ایک سرکش اونٹ سے تھی۔

(۲۰۹۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کماکہ ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، کماکہ ہم سے عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے وہب بن کیمان نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبد اللہ شیخہ نے بیان کیا کہ میں نبی کسم شیخہ کے ساتھ ایک غزوہ (ذات الرقاع یا تبوک) میں تھا۔ میرا اونٹ تھک کرست ہو گیا۔ اتنے میں میرے پاس نبی کسم شیخہ تشریف لائے اور فرمایا، جابر میں نے عرض کیا، حضور میں حاضر ہوں۔ فرمایا کیا بات ہوئی؟ میں نے کماکہ میرا اونٹ تھک کرست ہو گیا ہے، چنانچی نہیں اس لئے میں بچھے رہ گیا ہوں۔ پھر آپ اپنی سواری سے اترے اور میرے اسی اونٹ کو ایک ٹیڑھے مند کی لکڑی سے کھینچنے لگے (یعنی ہاتھے لگے) اور فرمایا کہ اب سوار ہو جا۔ چنانچہ میں سوار ہو گیا۔ اب تو یہ حال ہوا کہ مجھے اسے رسول اللہ شیخہ کے برابر پہنچنے سے روکنا پڑ جاتا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا، جابر تو نے شادی بھی کر لی ہے؟ میں نے عرض کیا میں ہاں! دریافت فرمایا، کسی کنواری لڑکی سے کی ہے یا یہوہ سے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو ایک یوہ سے کر لی ہے۔ فرمایا، کسی کنواری لڑکی سے کیوں نہ کی کہ تم بھی اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ بھی تمہارے ساتھ کھیلتی۔ (حضرت جابر بھی کنوارے تھے) میں نے عرض کیا کہ میری کئی بہنیں ہیں۔ (اور میری مل کا انتقال ہو چکا ہے) اس لئے میں نے یہی پسند کیا کہ اسکی عورت سے شادی کروں، جو انہیں جمع رکھے۔ ان کے لئے کھا کرے اور ان کی گمراہی کرے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اچھا اب تم گھر پہنچ کر خیر و علیت کے ساتھ خوب مزے اڑانا۔ اس کے بعد فرمایا، کیا تم اپنا اونٹ بچو

۴۔ بَابُ شِرَاءِ الدَّوَابَ وَالْحَمِيرِ  
وَإِذَا اشْرَى ذَيْبًا أَوْ جَمَلًا وَهُوَ عَلَيْهِ هُلْ  
يَكُونُ ذَلِكَ قَبْضًا قَبْلَ أَنْ يَنْزَلَ؟ وَقَالَ أَبْنُ  
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ  
لِعُمَرَ: ((بِغَيْنِيهِ، يَعْنِي جَمَلًا صَغِيبًا)).

۲۰۹۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَابِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْيَدُ اللَّهِ  
عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ  
اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَتَنَتْ مَعَ  
النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَّةٍ فَأَبْطَأَ بِي جَمْلَيْ وَأَعْيَا،  
فَأَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((جَابِرٌ؟))  
فَقَلَّتْ: نَعَمْ، قَالَ: ((مَا شَانْكَ؟)) فَقَلَّتْ:  
أَبْطَأَ عَلَيَّ جَمْلَيْ وَأَعْيَا فَتَحَلَّفَتْ. فَنَزَلَ  
يَخْجُلَةً بِمَخْجِلِهِ. ثُمَّ قَالَ: ((أَرْكَبْ؟)),  
فَرَجَبَتْ، فَلَقِدَ رَأَيْتَ أَكْفَهَ عَنْ رَسُولِ  
اللَّهِ ﷺ. قَالَ: ((تَرَوْجَتْ؟)) فَقَلَّتْ: نَعَمْ.  
قَالَ: ((بِكُنْرَا أَمْ ثَيَّبَا؟)) فَقَلَّتْ: بَلْ ثَيَّبَا.  
قَالَ: ((أَفَلَا جَارِيَةً تُلَأْعِبُهَا وَتُلَأْعِبُكَ؟))  
فَقَلَّتْ: إِنِّي لَيْ أَخَوَاتِ، فَأَخْيَتْ أَنْ أَتَرْوَجَ  
إِنْفَرَأَةً تَجْمَعُهُنَّ وَتُمْسِطُهُنَّ وَتَقْوُمُ  
عَلَيْهِنَّ. قَالَ: ((أَمَا إِنْكَ قَادِمٌ، فَإِذَا قَدِمْتَ  
فَالْكَنِيسَ الْكَنِيسَ)). ثُمَّ قَالَ: ((أَتَبْيَعُ  
جَمَلَكَ؟)) فَقَلَّتْ: نَعَمْ. فَأَشْرَأَهُ مِنْيَ  
بِأَرْقِيَةٍ. ثُمَّ قَدِيمَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَبْلِي  
وَقَدِيمَتْ بِالْقَدَاءِ، فَجَنَّتَا إِلَى الْمَسْجِدِ  
فَوَجَدْنَتَا عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، قَالَ: ((آلَآنِ

گے؟ میں نے کہا۔ جی ہاں! چنانچہ آپ نے ایک اوقیہ چاندی میں خرید لیا، رسول اللہ ﷺ مجھ سے پہلے ہی مدینہ پہنچ گئے تھے۔ اور میں دوسرے دن صبح کو پہنچا۔ پھر تم مسجد آئے تو آخرت ﷺ مسجد کے دروازہ پر ملے۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا بھی آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! فرمایا، پھر اپنا اونٹ پھوڑ دئے اور مسجد میں جا کے دور کھت نماز پڑھ۔ میں اندر گیا اور نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ نے بلال ﷺ کو حکم دیا کہ میرے لیے ایک اوقیہ چاندی توں دے۔ انہوں نے ایک اوقیہ چاندی جھکتی ہوئی توں دی۔ میں پیچے موڑ کے چلا تو آپ قیمت بھی تمہاری ہے۔

فَلَقْتُهُمْ قَلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((أَذْعَجْ جَمِيلَكَ فَادْخُلْ فَصَلَّ رَكْعَيْنِ)), فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ. فَأَمَرَ بِلَأْلَأْ أَنْ يَوْنَ لَهُ أُوقِيَّةً، فَوَرَزَنْ لَهُ بِلَأْلَأْ فَأَرْجَحَهُ فِي الْمِيزَانِ. فَانْطَلَقْتُ حَتَّى وَتَبَتْ. فَقَالَ: ((إِذْعَجْ لَيْ جَاهِيرًا)). قَلْتُ الْآذَنْ يَوْدُ عَلَى الْجَمِيلِ، وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَنْفَضَ إِلَيْيَ مِنْهُ، قَالَ: ((خَذْ جَمِيلَكَ، وَلَكَ فَمَهْ)).

[راجع: ۴۴۳]

**لَتَبَثِّجْ** باب کی دونوں حدیشوں میں کہیں گدھے کا ذکر نہیں جس کا بیان ترجمہ باب میں ہے اور شاید امام بخاری ﷺ نے گدھے کو اوٹ پر قیاس کیا۔ دونوں چوپائے اور سواری کے جاوہ ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ میں نے آخرت ﷺ سے پیچے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ مدینہ پہنچنے تک میں اس پر سوار ہوں گا۔ امام احمد اور ابو داہد ثعلب نے پیچ میں یہ شرط اسی حدیث سے درست رکھی ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری ﷺ نے اس کتاب میں میں جگنوں کے قریب بیان کیا ہے۔ گویا اس سے بہت سے مسائل کا استخراج فرمایا ہے۔

### باب جالیت کے بازاروں کا بیان جن میں اسلام کے زمانہ میں بھی لوگوں نے خرید و فروخت کی

(۲۰۹۸) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ عکاظ، مجده اور ذوالجہاز یہ سب زمانہ جالیت کے بازار تھے۔ جب اسلام آیا تو لوگوں نے ان میں تجارت کو کنکاہ سمجھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی (لَمْ يَلْكُمْ جَنَاحَ) فی مواسم الحجج ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی طرح قرات کی ہے۔

### ٣٥ - بَابُ الْأَسْوَاقِ الَّتِي كَانَتْ فِي الْجَاهِيلِيهِ، فَبَابَيْعَ بِهَا النَّاسُ فِي الإِسْلَامِ

٢٠٩٨ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفيَّانُ عَنْ عَمْرُو عَنْ أَنْبِعَاثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ عَكَاظُ وَمَجَّةُ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِيلِيهِ، فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ تَلَقَّبُوا مِنَ التَّجَارَةِ فِيهَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: (لَمْ يَلْكُمْ جَنَاحَ) فِي مَوَاسِيمِ الْحَجَّ. فَوَأْبَنْ عَبَّاسٍ كَذَّا.

[راجع: ۱۷۷۰]

یعنی تم پر گناہ نہیں کہ ایام حج میں ان بازاروں میں تجارت کرو۔

**۳۶۔ باب شراء الابل الہیم او الاخرب**  
**اللهانم : المخالف للقصد في كل شيء**  
**اعتدال (میانہ روی) سے گذرنے والا**

بازل یہ اعتراض ہوا ہے کہ یہم ہائم کی جمع نہیں ہے بلکہ ایتم یا ہیما کی جمع ہے۔ صنانچ والے نے یوس جواب دیا ہے کہ یہم **لشیخ** ہائم کی جمع بھی ہو سکتی ہے۔ جیسے بازل کی جمع بزل آتی ہے۔ پھر باکا صند بوج یا کے کسو سے بدلت گیا۔ جیسے بیض میں جواہیں کی جمع ہے۔ ہیام ایک بیماری ہے جو اونٹ کو ہو جاتی ہے۔ وہ پالی پیتا ہی چلا جاتا ہے مگر سیراب نہیں ہوتا اور اسی طرح مر جاتا ہے۔ قرآن مجید میں (فَتَرَيْنُنَّ هُزُبَ الْهَمِّ) (الواقعة: ۵۵) میں یہی بیان ہے کہ دوزخی ایسے پیاسے اونٹ کی طرح جو سیراب ہی نہیں ہوتا کھولتا ہوا پالی پیتے جائیں گے مگر سیراب نہ ہوں گے بلکہ شدت پیاس میں اور اضافہ ہو گا۔ یہی لفظ یہم یہاں حدیث میں مذکور ہوا۔

حدیث لا عدوی میں امراض کے بالذات متحدی ہونے کی نظری ہے۔ فافهم و تدبیر صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
**۲۰۹۹۔ حدثنا علي بن عبد الله قال :** (۲۰۹۹) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے

سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ عمرو بن دینار نے کما یہاں (مکہ میں) ایک شخص نواس نام کا تھا۔ اس کے پاس ایک بیمار اونٹ تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر **لشیخ** اور اس کے شریک سے وہی اونٹ خرید لائے۔ وہ شخص آیا تو اس کے ساتھی نے کہا کہ ہم نے تو وہ اونٹ بیج دیا۔ اس نے پوچھا کہ کے بیچا؟ شریک نے کہا کہ ایک شیخ کے ہاتھوں جو اس طرح کے تھے۔ اس نے کہا، افسوس! وہ تو عبد اللہ بن عمر **لشیخ** تھے۔ چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ میرے ساتھی نے آپ کو مریض اونٹ بیج دیا ہے۔ اور آپ سے اس نے اس کے مرض کی وضاحت بھی نہیں کی۔ عبد اللہ بن عمر **لشیخ** نے فرمایا کہ پھر اسے واپس لے جاؤ۔ بیان کیا کہ جب وہ اس کو لے جانے لگا تو عبد اللہ بن عمر **لشیخ** نے فرمایا کہ اچھا رہنے دو، ہم رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر راضی ہیں (آپ نے فرمایا تھا کہ) ”لا عدوی“ (یعنی امراض چھوٹ والے نہیں ہوتے) علی بن عبد اللہ مدینی نے کہا کہ سفیان نے اس روایت کو عمرو سے سن۔

[۵۷۵۳، ۵۷۷۲]

**لشیخ** اس حدیث سے بت سے مسائل ثابت ہوتے ہیں مثلاً یہ کہ یوپاریزوں کا فرض ہے کہ خریداروں کو جانوروں کا حسن و فتح پورا پورا تھا کہ مول قول کریں۔ اگر ایسا کیا گیا اور خریدار کو بعد میں معلوم ہو گیا، تو معلوم ہونے پر عقاب سے کہ اسے واپس کر کے اپنا روپیہ واپس لے لے۔ اور اس سودے کو فتح کر دے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی سوداگر

بھول چوک سے ایسا مال بچ دے تو اس کے لئے لازم ہے کہ بعد میں گاہک کے پاس جا کر مغدرت خواہی کرے اور گاہک کی مرضی پر معاملہ کو چھوڑ دے۔ یہ یوباری کی شرافت نفس کی دلیل ہو گی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ گاہک درگذر سے کام لے۔ اور جو غلطی اس کے ساتھ کی گئی ہے۔ حتی الامکان اسے معاف کر دے اور طے شدہ معاملہ کو بحال رہنے دے کہ یہ فراخدی اس کے لئے باعث برکت کثیر ہو سکتی ہے۔ لادعوی کی مزید تفصیل دوسرے مقام پر آئے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

### باب جب مسلمانوں میں آپس میں فساد نہ ہو یا ہو رہا ہو تو

ہتھیار بیچنا کیسا ہے؟ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فتنہ کے

زمانہ میں ہتھیار بیچنا کمرکوہ رکھا

(۲۱۰۰) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے امام مالک نے، کہا ان سے یحییٰ بن سعید نے، کہا ان سے ابن فلخ نے، ان سے ابو قادہ رضی اللہ عنہ کے غلام ابو محمد نے اور ان سے ابو قادہ رضی اللہ عنہ نے کہ ہم غزوہ حنین کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک زرہ بخش دی اور میں نے اسے تج دیا۔ پھر میں نے اس کی قیمت سے قبیلہ بنی سلمہ میں ایک باغ خرید لیا۔ یہ پہلی جائیداد تھی جسے میں نے اسلام لانے کے بعد حاصل کیا۔

۳۷ - بَابُ بَيْعِ السَّلَاحِ فِي الْفِتْنَةِ  
وَغَيْرِهَا وَكِرَهِ عَمْرَانَ بْنَ حُصَيْنِ بَيْعَهُ  
فِي الْفِتْنَةِ

۲۱۰۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ  
مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ أَبِيهِ مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِيهِ قَنَادَةَ عَنْ أَبِيهِ  
قَنَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((خَرَجَنَا مَعَ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ فَأَغْطَاهُ يَعْنِي  
دُرْعًا فَبَغَتُ الدُّرْزُ فَابْتَعَثْتُ بِهِ مَخْرَفًا لِي  
بَنِي سَلَمَةَ، فَلَمَّا لَأْوَلَ مَالٍ تَأَلَّتَهُ فِي  
الإِسْلَامِ)).

[اطرافہ فی: ۳۱۴۲، ۴۳۲۱، ۴۳۲۲، ۷۱۷۰]

**لئے جائیں** اس حدیث سے ترجمہ باب کا ایک جز یعنی جب فساد نہ ہو اس وقت جنگی سامان بیچا درست ہے، نکلتا ہے کیونکہ زرہ بھی ہتھیار یعنی لاری کے سامان میں داخل ہیں۔ اب رہی یہ بات کہ فساد کے زمانہ میں، ہتھیار بیچنا، تو یہ بعض نے کمرکوہ رکھا ہے جب ان لوگوں کے ہاتھ پہنچے جو فتنہ میں ناجتن پر ہوں۔ اس لئے کہ یہ اعانت ہے گناہ اور معصیت پر اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَتَعَاوَنُوا  
عَلَى النِّبَرِ وَالثَّقُولِ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْأَنْمَامِ وَالْغَدُوَانِ) (المائدۃ: ۲) اس جماعت کے ہاتھ جو حق پر ہو بیچنا کمرکوہ نہیں ہے۔ (وحیدی)

### باب عطر بیچنے والوں اور مشک بیچنے کا بیان

(۲۱۰۱) ہم سے موئی بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو بردہ بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے سن اور ان سے ان کے والد ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک ساتھی اور بے ساتھی کو مثل مشک بیچنے والے عطار اور لوبار کی سی ہے۔ مشک بیچنے والے

### ۳۸ - بَابُ فِي الْعَطَارِ وَبَيْعِ الْمِسْكِ

۲۱۰۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ  
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْذَةَ  
بْنُ عَنْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بُرْذَةَ بْنَ أَبِيهِ  
مُوسَى عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ  
وَالْجَلِيسِ السُّوءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ

کے پاس سے تم دو اچھائیوں میں سے ایک ضرور پالو گے۔ یا تو مشک ہی خرید لو گے ورنہ کم از کم اس کی خوبصورت ضرور ہی پاسکو گے۔ لیکن لوہار کی بھٹی یا تمہارے بدن اور کپڑے کو جھلسادے گی ورنہ بدبو تو اس سے تم ضرور پالو گے۔

**وَكَفِيرُ الْحَدَادِ:** لَا يَعْدِمُكَ مِنْ صَاحِبِ  
الْمِسْكِ إِنَّمَا تَشْرِنَيْهُ أَوْ تَجِدُ رِيشَةً، وَكَفِيرُ  
الْحَدَادِ يُخْرِقُ بَذَنَكَ أَوْ ثُوبَكَ أَوْ تَجِدُ  
مِنْهُ رِيشًا حَيْثَةً)). [طرفة في : ٥٥٣٤].

**تَسْبِيحَ** حافظ ابن حجر وابن حیثیم اس حدیث کے ذیل فرماتے ہیں۔ و فی الحديث النبی عن مجالسة من يعاذی بمحالسة فی الدین والدنيا والترغیب فی مجالسة من ينتفع بمحالسته فیهما و فی جواز بيع المسك والحكم بظہارته لانه صلی الله علیه وسلم مدحه و رغب فیه الرد علی من كرهه الخ (فتح الباری) اس حدیث سے ایک مجلس میں بیٹھنے کی برائی ثابت ہوتی ہے جس میں بیٹھنے سے دین اور دنیا ہردو کا نقصان ہے اور اس حدیث میں نفع بخش مجالس میں بیٹھنے کی ترغیب بھی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ملک کی تجارت جائز ہے۔ اور یہ بھی کہ ملک پاک ہے۔ اس لئے کہ آخرت میں اس کی تعریف کی، اور اس کے حصول کے لئے رغبت ولائی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت امام بخاری وابن حیثیم نے یہ باب منفرد فرمائی ان لوگوں کی تردید کی ہے جو ملک کی تجارت کو جائز نہیں جانتے اور اس کی عدم طمارت کا خیال رکھتے ہیں۔

### باب پچھنا لگانے والے کا بیان

(۲۱۰۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو امام مالک (تھیم) نے خبر دی، انسیں حمید نے، اور ان سے انس بن مالک (تھیم) نے بیان کیا کہ ابو طیبہ (تھیم) نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پچھنا لگایا تو آپ نے ایک صاع کھجور (بلطور اجرت) انسیں دینے کے لئے حکم فرمایا۔ اور ان کے مالک کو فرمایا کہ ان کے خراج میں کمی کر دیں۔

### ۳۹۔ بَابُ ذِكْرِ الْحَجَامِ

۲۱۰۲ - حَدَّثَنَا عَنْدُ اللَّهِ بْنِ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حَمِيدٍ عَنْ أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَجَّمُ أَبْوَ طَيْبَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَ لَهُ بِصَنَاعَ مِنْ تَمْرٍ، وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخْفِقُوا مِنْ خِرَاجِهِ.

[اطرافہ في: ۲۲۱۰، ۲۲۷۷، ۲۲۸۰، ۲۲۸۱]

. [۵۶۹۶]

یعنی جو روزانہ یا ماہواری اس سے لیا کرتے تھے۔ عرب میں مالک لوگ اپنے غلام کی محنت اور لیاقت کے لحاظ سے اس پر ایک شرح مقرر کر دیا کرتے تھے کہ اتنا روز یا میئے میئے ہم کو دیا کرے اس کو خراج کتے ہیں۔ (وحیدی)

(۲۱۰۳) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے خالد نے جو عبد اللہ کے بیٹھے ہیں بیان کیا، ان سے خالد حذاء نے بیان کیا، ان سے عکرمه نے اور ان سے ابن عباس (تھیم) نے بیان کیا کہ بنی کشم (تھیم) نے پچھنا لگوایا اور جس نے پچھنا لگایا، اسے آپ نے اس کی اجرت بھی دی، اگر اس کی اجرت حرام ہوتی تو آپ اس کو ہرگز نہ دیتے۔

۲۱۰۳ - حَدَّثَنَا مُسَدِّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ((اَحْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَغْطَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّمَهُ، وَلَوْ كَانَ حَرَاماً لَمْ يَعْطِهِ)).

[راجح: ۱۸۲۵]

ثابت ہوا کہ بوقت ضرورت پچھنا لگوانا جائز اور اس کی اجرت یعنی والے اور دینے والے ہردو کے لئے منع نہیں ہے۔ اصلاح

خون کے لئے کچھی لگوانے کا علاج بہت پرانا نہ ہے۔ عرب میں بھی یہی مروج تھا۔

٤۔ بَابُ التَّجَارَةِ فِيمَا يُكْرَهُ لِبْسُهُ  
بَابُ الْمَرْدُورَاتِ كَمَا يُكْرَهُ لِبْسُهُ  
کے لئے مکروہ ہے

(۲۱۰۳) ہم سے آدم اہن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو بکر بن حفص نے بیان کیا، ان سے سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے بیان کیا کہ بی کرم لشیخ نے عمر رضی اللہ عنہما کے یہاں ایک ریشمی جبہ بھیجا۔ پھر آپ نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے (ایک دن) پہنے ہوئے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا میں نے اسے تمہارے پاس اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ تم اسے پہن لو، اسے تو وہی لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ میں نے تو اس لئے بھیجا تھا کہ تم اس سے (نقچ کر) فائدہ اٹھاؤ۔

### لِلرِّجَالِ وَلِلنِّسَاءِ

٤- ۲۱۰۴- حَدَّثَنَا أَدْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ  
فَأَلَّا حَدَّثَنَا أَبُو نَعْمَانَ بْنُ حَفْصٍ عَنْ سَالِمِ  
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ :  
(أَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ سَخْلَةً حَرِيرًا - أَوْ سَبَرَا ، فَرَآهَا عَلَيْهِ  
فَقَالَ : إِنِّي لَمْ أُرْسِلْ بِهَا إِلَيْكَ لِتُلْبِسَهَا  
إِنَّمَا يُلْبِسُهَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ، إِنَّمَا بَعْثَتَ  
إِلَيْكَ لِتُسْمِعَ بِهَا . يَعْنِي تِبَعِهَا).

[راجح: ۸۸۶]

**تَسْبِيحُ** بشرطیکہ دوسرا کوئی گو کافر ہی سی اس سے فائدہ اٹھا کے یعنی اس چیز کا بیچنا جس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا کے درست نہیں ہے۔ اور راجح قول یہی ہے۔ اب باب میں جو حدیث بیان کی اس میں ریشمی جوڑے کا ذکر ہے۔ وہ مردوں کے لئے مکروہ ہے۔ عورتوں کے لئے مکروہ نہیں ہے۔ امام علی نے اس پر اعتراض کیا اور جواب یہ ہے کہ مردوں کے لیے جو چیز مکروہ ہے اس کے بیچنے کا بواز حدیث سے نکلا ہے تو عورتوں کے لیے جو مکروہ ہے اس کی بیچ کا بھی جواز اس پر قیاس کرنے سے نکل آیا۔ یا یہ کہ ترجیح باب میں کراہت سے عام مراد ہے تحریکی ہو یا تنزیہ کی اور ریشمی کپڑے کو عورتوں کے لیے حرام نہیں ہیں مگر تنہیا مکروہ ہیں۔ (وجیدی) خوصاً ایسے کپڑے جو آج کل وجود میں آ رہے ہیں۔ جن میں سے عورت کا سارا جسم بالکل عربان نظر آتا ہے ایسے ہی کپڑے پہننے والی عورتیں ہیں جو قیامت کے دن نئی اخلاقی جائیں گی۔

(۲۱۰۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو امام مالک نے خردی، ائمیں نافع نے، ائمیں قاسم بن محمد نے اور ائمیں ام المؤمنین عائشہ بنت ابی زینہ نے کہ انہوں نے ایک گدا خریدا جس پر مورتیں تھیں۔ رسول کریم ﷺ کی نظر جوں ہی اس پر پڑی، آپ دروازے پر ہی کھڑے ہو گئے اور اندر داخل نہیں ہوئے۔ (عائشہ بنت ابی زینہ نے بیان کیا کہ) میں نے آپ کے چہرہ مبارک پر ناپسندیدگی کے آثار دیکھے تو عرض کیا، یا رسول اللہ! میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں اور اس کے رسول ﷺ سے معافی مانگتی ہوں۔ فرمائیے مجھ سے کیا غلطی ہوئی

٥- ۲۱۰۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ  
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ الْفَاسِمِ بْنِ  
مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهَا أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمُرَقَةً فِيهَا  
تَصَاوِيرٌ، فَلَمَّا رَأَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَامَ  
عَلَى الْأَبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْهُ فَعَرَفَتْ فِي وَجْهِهِ  
الْكِرَاهَةَ فَقَلَّتْ . يَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَتُوبُ  
إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ ﷺ، مَذَا أَذْنَبْتَ؟

ہے؟ آپ نے فرمایا یہ گدا کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے یہ آپ ہی کے لئے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس سے نیک لگائیں۔ آپ نے فرمایا، لیکن اس طرح کی مورتیں بنانے والے لوگ قیامت کے دن عذاب کے جائیں گے۔ اور ان سے کہا جائے گا کہ تم لوگوں نے جس چیز کو بنا لیا اسے زندہ کر دکھاوا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جن گھروں میں مورتیں ہوتی ہیں (رحمت کے) فرشتے ان میں داخل نہیں ہوتے۔

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا بَالْ هَذِهِ الْمَرْفَقَةِ؟)) قَلْتُ: اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِنَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ أَصْنَابَ هَذِهِ الصُّورِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعَذَّبُونَ، فَيَقَالُ لَهُمْ: أَخْتَوْا مَا حَلَقُمْ، وَقَالَ: إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّورُ لَا تَذَجَّلُهُ الْمُلَوِّكَةُ)).

[اطرافہ فی : ۳۲۲۴، ۵۱۸۱، ۵۹۵۷، ۷۵۵۷].

**تَسْبِيحٌ** اس حدیث سے صاف نکلا ہے کہ جاندار کی مورت بنا مطلقاً حرام ہے۔ نقشی ہو یا مجسم۔ اس لئے کہ تکنے پر نقشی صورتیں بنی ہوئی تھیں۔ اور باب کا مطلب اس حدیث سے اس طرح نکلا ہے کہ بادجوں یہ آپ نے مورت دار کپڑا عورت مرد دونوں کے لئے مکروہ رکھا۔ مگر اس کا خریدنا جائز سمجھا۔ اس لئے کہ حضرت عائشہ رض کو یہ حکم نہیں دیا کہ بیع کو فتح کریں۔ (وحیدی)

#### باب سامان کے مالک کو قیمت کرنے کا

#### ۴۱- بَابُ صَاحِبُ السُّلْعَةِ أَحَقُّ

بِالسُّوْمِ

(۲۰۶) ہم سے موی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد الوارث نے، ان سے ابوالطالب نے اور ان سے انس رض نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ہونجار! اپنے باغ کی قیمت مقرر کر دو۔ آپ اس جگہ کو مسجد کے لیے خریدنا چاہتے تھے، اس باغ میں کچھ حصہ تو دیرانہ اور کچھ حصے میں کھجور کے درخت تھے۔

یعنی مال کی قیمت پہلے وہی بیان کرے، پھر خریدار جو چاہے کے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایسا کرنا واجب ہے، کیونکہ اپر جابر کی حدیث میں گذر رہے۔ (وحیدی)

#### ۴۲- بَابُ كَمْ يَجْوِزُ الْخَيْارُ؟

**تَسْبِيحٌ** بیع میں کسی طرح کے خیار ہوتے ہیں ایک خیار مجلس یعنی جب تک باع اور مشتری اسی جگہ رہیں، جہاں سودا ہوا تو دونوں کو خیار الارویتہ یعنی مشتری نے بن دیکھے ایک چیز خرید لی ہو تو دیکھنے پر اس کو اختیار ہوتا ہے جا ہے بیع قائم رکھے چاہے فتح کر ڈالے۔ اس کے سوا اور بھی خیار ہیں جن کو قسطلانی نے بیان کیا ہے۔ (وحیدی)

(۲۰۷) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو عبد الوہاب نے خردی، کہا کہ میں نے بیکی بن سعید سے سنا، کہا کہ میں نے نافع

۲۱۰۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّابِ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا بْنَي النَّجَارِ ثَامِنُنِي بِحَاطِطَكُمْ وَفِيهِ خَرْبَ وَنَحْلَ)). [راجع: ۲۳۴]

لیعنی مال کی قیمت پہلے وہی بیان کرے، پھر خریدار جو چاہے کے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایسا کرنا واجب ہے، کیونکہ اپر جابر کی حدیث میں گذر رہے۔ (وحیدی)

۲۱۰۷- حَدَّثَنَا صَدَقَةً قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَابِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْتَى قَالَ: سَمِعْتُ

سے نہ اور انہوں نے این عمر بن شٹھ سے کہ نبی کرم مسیح نے فرمایا، خرید و فروخت کرنے والوں کو جب تک وہ جدا نہ ہوں اختیار ہوتا ہے۔ یا خود بیچ میں اختیار کی شرط ہو، (تو شرط کے مطابق اختیار ہوتا ہے) نافع نے کہا کہ جب عبد اللہ بن عمر بن حنبل کوئی ایسی چیز خریدتے جو انہیں پسند ہوتی تو اپنے معاملہ دار سے جدا ہو جاتے۔

نَافِعًا عَنْ أَبْنَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ قَالَ : ((إِنَّ الْمُبَتَاعِينَ بِالْخَيْرِ فِي بَيْعِهِمَا مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَكُونَ النَّبِيُّ خَيْرًا)). وَقَالَ نَافِعٌ : وَكَانَ أَبْنُ عُمَرَ إِذَا اشْرَى شَيْئًا يُغْجِهُ فَارْقَ صَاحِبَهُ.

[اطرافہ فی : ۲۱۰۹، ۲۱۱۱، ۲۱۱۲، ۲۱۱۳]

لیکن وہاں سے جلد چل دیتے تاکہ فتح بیچ کا اختیار نہ رہے، اس سے صاف لکھا ہے کہ جدا ہونے سے حدیث میں دونوں کا جدا ہونا مراد ہے۔

(۲۰۸) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہام نے بیان کیا، ان سے قلادہ نے، ان سے ابو الحلیل نے، ان سے عبد اللہ بن حارث نے اور ان سے حکیم بن حرام رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کرم مسیح نے فرمایا، بیچنے اور خریدنے والوں کو جب تک وہ جدا نہ ہوں (معاملہ کو باقی رکھنے یا توڑ دینے کا) اختیار ہوتا ہے۔ احمد نے یہ زیادتی کی کہ ہم سے بزرگ نے بیان کیا کہ ہام نے بیان کیا کہ میں نے اس کا ذکر ابوالثیاہ کے سامنے کیا تو انہوں نے بتلیا کہ جب عبد اللہ بن حارث نے یہ حدیث بیان کی تھی، تو میں بھی اس وقت ابوالحلیل کے ساتھ موجود تھا۔

باب اگر بلع یا مشتری اختیار کی مدت معین نہ کرے تو بیچ  
جاائز ہو گی یا نہیں؟

۲۱۰۸ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَادَةَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ : ((الْبَيْعُ بِالْخَيْرِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا)). وَرَأَدَ أَخْمَدُ حَدَّثَنَا بَهْرَمٌ قَالَ : قَالَ هَمَّامٌ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لِأَبِي التَّيَّاَحِ فَقَالَ : كُنْتُ مَعَ أَبِي الْخَلِيلِ لَمَّا حَدَّثَنِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بِهَذَا الْحَدِيثِ . [راجع: ۲۰۷۹]

۴۳ - بَابُ إِذَا لَمْ يُوَقَّتِ فِي الْخَيْرِ هَلْ يَحُوزُ النَّبِيُّ

**تشییع** اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک خیار الشرط کی مدت تین دن سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ اگر اس سے زائد مدت ثہرے یا کوئی مدت میں نہ ہو تو بیچ باطل ہو جاتی ہے اور ہمارے امام احمد اور اسحاق اور الجدیث کا ذہب یہ ہے کہ بیچ جائز ہے اور بھتی مدت ثہرے اتنی مدت تک اختیار رہے گا۔ اور جو کوئی مدت تک اختیار رہے گا اور اوزانی اور ابن ابی لیلی کہتے ہیں کہ خیار الشرط باطل ہو گی اور بیچ لازم ہو گی۔ (وحیدی)

(۲۰۹) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حماہ بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے این عمر بن شٹھ نے کہا کہ رسول اللہ مسیح نے فرمایا، خریدنے والے

۲۱۰۹ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادَ بْنَ زَيْدٍ حَدَّثَنَا قَالَ أَيُوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ

اور بیچنے والے کو (بیع توڑ دینے کا) اس وقت تک اختیار ہے جب تک وہ جدائے ہو جائیں، یادوں میں سے کوئی ایک اپنے دوسرے فریق سے یہ نہ کہ دے کہ پسند کرلو۔ کبھی یہ بھی کہا کہ ”یا اختیار کی شرط کے ساتھ بیع ہو۔“

اللَّهُ عَلَى ((الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا،  
أَوْ يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ اخْتَرْ، وَرَبُّهَا  
قَالَ : أَوْ يَكُونُ بَيْعٌ خِيَارٌ)).

[راجع: ۲۱۰۷]

#### ۴۔ باب ((الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا))

وَبِهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَشَرِيفَةُ الْشَّغَبِيَّةُ (کہ بیع قائم رکھیں یا توڑ دیں) اور عبد اللہ بن عمر بن حیثا، شرع، شعبی، طاؤس، عطاہ، وابن أبي ملیکہ.

النَّسْخَةُ النَّاسِبَةُ نے یہی کہا ہے کہ صرف ایجاد و قبول بینی عقد سے بیع لازم نہیں ہو جاتی اور جب تک باع اور مشتری مجلس عقد سے جدائے ہوں دونوں کو اختیار رہتا ہے کہ بیع فتح کر دالیں۔ سعید بن میب، زہری، ابن ابو ذہب، حسن بصری، اوزاعی، ابن جرجی، شافعی، مالک، احمد، اور اکثر علماء یہی کہتے ہیں۔ ابن حرام نے کہا کہ تابعین میں سے سوائے ابراہیم نجحی کے اور کوئی اس کا مخالف نہیں اور حضرت امام ابو حیفہ رحلیؒ نے صرف امام نجحی کا قول اختیار کر کے جمورو علماء کی مخالفت کی ہے۔

اور عبد اللہ بن عمر بن حیثا کا قول امام بخاری رحلیؒ نے اس سے نکالا ہو اور بیان فتح سے گذرا کہ ابن عمر بن حیثا جب کوئی چیز ایکی خریدتے جوان کو پسند ہوتی، تو باع سے جدا ہو جاتے۔ ترمذی نے روایت کیا ہے کہ بیع توکھرے ہوتے توکھرے ہو جاتے۔ یعنی ابن ابو شیبہ نے روایت کیا وہاں سے چل دیتے تاکہ بیع لازم ہو جائے۔ اور شرع کے قول کو سعید بن منصور نے اور شعبی کے قول کو ابن ابو شیبہ نے اور طاؤس کے قول کو امام شافعی نے ام میں اور عطاہ اور ابن ابو شیبہ کے اقوال کو ابن ابو شیبہ نے وصل کیا ہے۔

علامہ شوکانی فرماتے ہیں۔ وَ مِنَ الْاَدْلَةِ الدَّالَّةِ عَلَى ارادةِ التَّفْرِقِ بِالْاَبْدَانِ قَوْلُهُ فِي حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ المَذْكُورِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَ كَاتَنَ جَمِيعًا وَ كَذَلِكَ قَوْلُهُ وَ انْ تَفَرَّقَا بَعْدَ ابْنِي وَ لَمْ يَتَرَكْ وَاحِدًا مِنْهُمَا الْبَيْعَ فَقَدْ وَجَبَ فِيهِ الْبَيْانُ الْوَاضِعُ اِنَّ التَّفْرِقَ بِالْاَبْدَانِ قَالَ الْحَطَابِيُّ وَ عَلَى هَذَا وَجَدَنَا امْرُ النَّاسِ فِي عَرْفِ الْلُّغَةِ وَ ظَاهِرُ الْكَلَامِ فَإِذَا قَيلَ تَفْرِقُ النَّاسُ كَانَ الْمَفْهُومُ مِنْهُ التَّمِيزُ بِالْاَبْدَانِ قَالَ وَلَوْ كَانَ الْمَرَادُ تَفْرِقُ الْاَقْوَالِ كَمَا يَقُولُ اهْلُ الرَّايِ لِخَلَا الْحَدِيثِ مِنَ الْفَانِدَةِ وَ سَقْطُ مَعْنَاهِ الْخَ (نیل الاؤطر)

علامہ شوکانی مرحوم کی تقریر کا مطلب یہ ہے کہ ہر دو خریدنے و بیچنے والے کی جسمانی جدائی پر دلیل حدیث عبد اللہ بن عمر بن حیثا میں یہ قول نبوی ہے مالم یتفرقوا و کاتانا جمیعاً یعنی ہر دو کو اس وقت تک اختیار باقی رہتا ہے کہ وہ دونوں جدائے ہوں بلکہ ہر دو اکٹھے رہیں۔ اس وقت تک ان کو سووے کے بارے میں پورا اختیار حاصل ہے۔ اور اسی طرح دوسرا ارشاد نبوی اس مقصد پر دلیل ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہر دو فریق بیع کے بعد جدا ہو جائیں۔ اور معاملہ بیع کو کسی نے بھی فتح نہ کیا ہو۔ اور وہ جدا ہو گئے۔ پس بیع واجب ہو گئی، یہ دلائل واضح ہیں کہ جدائی سے جسمانی جدائی مراد ہے۔ خطابی نے کہا کہ لغوی طور پر بھی لوگوں کا معاملہ ہم نے اسی طرح پلایا ہے۔ اور ظاہر کلام میں جدائی سے لوگوں کی جسمانی جدائی ہی مراد ہوتی ہے۔ اگر اہل رائے کی طرح مخفی باتوں کی جدائی مراد ہو تو حدیث مذکورہ اپنے حقیقی فائدے سے خالی ہے۔ اسے بلکہ حدیث کا کوئی معنی بالقی عین نہیں رہ سکتا۔ ----- لہذا خلاصہ یہ کہ صحیح مسلک میں ہر دو طرف سے جسمانی جدائی مراد ہے۔ مسلک جمورو ہے۔

حضرت حکیم بن حرام رضی اللہ عنہ سے حدیث باب مردی ہے جلیل القدر صحابی ہیں، کہ نبی ابو خالد قریشی اسدی ہے، یہ حضرت خدیجہ

الکبریٰ بیٹھا کے سمجھے ہیں۔ واقعہ نبی مسیح کے سرداروں میں سے تھے۔ اسلام سے پہلے اور بعد ہر دو زمانوں میں بڑی عزت پائی۔ فتحِ کہہ میں اسلام لائے۔ ساتھ سال جالمیت میں گزارے۔ پھر ساتھ ہی سال اسلام میں عمر بیانی۔ ۵۵۳ میں مدینہ المنورہ میں اپنے مقام بیان کیا۔ میں وفات پائی۔ بہت متقد پر ہیزگار اور جنی تھے۔ زمانہ جالمیت میں سو غلام آزاد کئے۔ اور سو اونٹ سواری کے لئے بخشے۔ فن حدیث میں ایک جماعت ان کی شاگرد ہے۔

۲۱۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا (۲۱۰) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو حبان بن ہلال نے خبر دی، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہ ان کو قادہ نے خبر دی کہ مجھے صالح ابوالخلیل نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن حارث نے، کہا کہ میں نے حکیم بن حرام بیٹھا سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا خریدنے اور بیچنے والے جب تک ایک دوسرے سے الگ الگ نہ ہو جائیں انہیں اختیار باقی رہتا ہے۔ اب اگر دونوں نے سچائی اختیار کی اور ہر یہ صاف صاف بیان اور واضح کر دی، تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ہوتی ہے۔ لیکن اگر انہوں نے کوئی بات چھپائی یا جھوٹ بولتا تو ان کی خرید و فروخت میں سے برکت مٹا دی جاتی ہے۔

(۲۱۱) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں تابع نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خریدنے اور بیچنے والے دونوں کو اس وقت تک اختیار ہوتا ہے، جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔ مگر بعض خیار میں۔

حَبَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ قَاتَدَةُ أَخْبَرَنِي عَنْ صَالِحٍ أَبْنِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ حَكِيمَ بْنَ حِزَامَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْبَيْعَانُ بِالْخَيْرِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيْنَا بُورَكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحَقَّقَتْ بُرَكَةُ بَيْعِهِمَا)).

[راجع: ۲۰۷۹]

۲۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْمُبَيَّعَانُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخَيْرِ عَلَى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، إِلَّا بَيْعُ الْخَيْرِ)). [راجع: ۲۱۰۷]

**لشیخ** یعنی جب بائع بیع کے بعد مشتری کو اختیار دے اور وہ کے میں بیع کو ہذف کرتا ہوں اور وہ بیع اس سے الگ ہے جس میں اختیار کی شرط پہلے ہی سے لاگ دی گئی ہو۔ یعنی جمل معاہدہ ہوا ہے وہاں سے سرک نہ جائیں۔ اگر وہیں رہیں یا دونوں مل کر منزلوں چلے رہیں تو اختیار بقی رہے گا، کوئی دن سے زیادہ مدت گذر جائے۔ بیع المیار کی تغیر جو ہم نے یہاں کی ہے۔ امام فویہ نے اسی مطلب کی ترجیح پر اتفاق ظاہر کیا ہے۔ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ نے بھی اسی پر تلقین کیا ہے۔ بعضوں نے یہ متن کئے ہیں، مگر اس بیع میں جس میں اختیار کی شرط ہو، یعنی وہاں سے جدا ہونے سے اختیار باطل نہ ہو گا بلکہ مدت مقررہ تک اختیار رہے گا۔

۲۱۲۔ بَابُ إِذَا حَيَرَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ بَابُ أَغْرِيَ بَعْضَهُمْ بِالْأَغْرِيَقَاتِ لَمَّا تَبَعَدَ الْأَغْرِيَقَاتُ كَلَّا تَرَكَنَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا

۲۱۳۔ حَدَّثَنَا قَتِيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْيَثِّ

سے نافع نہ اور ان سے ابن عمرؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب دو شخصوں نے خرید و فروخت کی توجیب تک وہ دونوں جدا نہ ہو جائیں، انسیں (بیع کو توڑ دینے کا) اختیار باقی رہتا ہے۔ یہ اس صورت میں کہ دونوں ایک ہی جگہ رہیں۔ لیکن اگر ایک نے دوسرے کو پسند کرنے کے لیے کام اور اس شرط پر بیع ہوئی، اور دونوں نے بیع کا قطعی فیصلہ کر لیا، تو بیع اسی وقت منعقد ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر دونوں فریق بیع کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اور بیع سے کسی فریق نے بھی انکار نہیں کیا، تو بھی بیع لازم ہو جاتی ہے۔

باب اگر بائع اپنے لئے اختیار کی شرط کر لے  
تو بھی بیع جائز ہے۔

یہ باب لاکر امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کا رد کیا جو کہتے ہیں کہ خیار الشرط فقط مشتری ہی کو کرنا جائز ہے، بیاع کو درست نہیں۔ (۲۱۱۳) ہم سے محمد بن یوسف فربالی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دیبار نے اور ان سے ابن عمرؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کسی بھی خریدنے اور بیچنے والے میں اس وقت تک بیع پختہ نہیں ہوتی جب تک وہ دونوں جدا نہ ہو جائیں۔ البتہ وہ بیع جس میں مشترکہ اختیار کی شرط لگادی گئی ہو اس سے الگ ہے۔

(۲۱۱۴) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے جبان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قیادہ نے، ان سے ابو خلیل نے، ان سے عبد اللہ بن حارث نے اور ان سے حکیم بن حزامؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بیچنے اور خریدنے والے کو جب تک وہ جدا نہ ہوں (بیع توڑ دینے کا) اختیار ہے۔ ہمام راوی نے کہا کہ میں نے اپنی کتاب میں لفظ "جمان تین مرتبہ لکھا ہوا پایا۔"

پس اگر دونوں نے سچائی اختیار کی اور بات صاف صاف واضح کر دی تو انہیں ان کی بیع میں برکت ملتی ہے۔ اور اگر انہوں نے جھوٹی باتیں بنائیں اور (کسی عیب کو) چھپایا تو تکوڑا سافع شاید وہ کمالیں، لیکن ان

عن نافعِ عن ابن عمر رضي الله عنهما  
عن رسول الله ﷺ آنہ قآل: ((إذا تباع ما  
الرجلان فكلاً واحداً منها بالخيار ما  
لم يفرقاً وكانا جميناً، أو يخير أحدهما  
الآخر، فتباعاً على ذلك فقد وجب  
البيع، وإن تفرقاً بعد أن تباعاً ولم يتركا .  
واحدة منها البيع فقد وجب البيع)).

[راجع: ۲۱۰۷]

٤٦ - باب إذا كان البائع بالخيار  
هل يجوز البيع؟

یہ باب لاکر امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کا رد کیا جو کہتے ہیں کہ خیار الشرط فقط مشتری ہی کو کرنا جائز ہے، بیاع کو درست نہیں۔ (۲۱۱۳) حدثنا سفيان عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي ﷺ قال: ((كل بيع لا بياع بينهما حتى يتفرقا، إلا بيع الحيار)).

[راجع: ۲۱۰۷]

٤٧ - حدثني إسحاق قال حدثنا  
حجاج قال حدثنا همام قال حدثنا قتادة  
عن أبي العيل عن عبد الله بن الحارث  
عن حكيم بن حزام رضي الله عنه أن  
النبي ﷺ قال : ((البيع بالخيار ما لم  
يفرق)) - قال همام وجدت في كتابي :  
يختار ثلاثة مرات - فإن صدقاً وبينها  
بوزك لهما في بياعهما وإن كذباً وكتما  
فعسى أن يرتحا ربحاً ويفحقاً بركة

کی بیع میں برکت نہیں ہوگی۔ (جبان نے) کماکر ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے ابوالثیاھ نے بیان کیا، انسوں نے عبد اللہ بن حارث سے شاکر کیی حدیث وہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے بحوالہ نبی کرم حزم عن النبی ﷺ روایت کرتے تھے۔

(لئنی خریدنے والا تم دفعہ اپنے پسند کا اعلان کر دے تو بیع لازم ہو جاتی ہے۔ اور کسی روایت میں ہمام نے اپنی یاد سے کی ہے یوں ہے ”البیان بالخیار“ لیکن ہمام کہتے ہیں میں نے اپنی کتاب میں جو اس حدیث کو دیکھا تو بختار کا لفظ تمیں بار لکھا ہوا بیا۔ بعض نسخوں میں بختار کے بدل بخیار ہے)

### باب

اگر ایک شخص نے کوئی چیز خریدی اور جدا ہونے سے پہلے ہی کسی اور کوئی اللہ دے دی پھر بینپتے والے نے خریدنے والے کو اس پر نہیں نوکا، یا کوئی غلام خرید کر (بینپتے والے سے جدا ہی سے پہلے ہی اسے) آزاد کر دیا۔ طاؤس نے اس شخص کے متعلق کہا، جو (فریق ثانی کی) رمضانتدی کے بعد کوئی سلامان اس سے خریدے اور پھر اسے بیع دے اور باعث انکار نہ کرے تو یہ بیع لازم ہو جائے گی اور اس کا نفع بھی خریدار ہی کا ہو گا۔

(۲۱۱۵) حمیدی نے کماکر ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو نے بیان کیا اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ ہم نبی کرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ میں حضرت عمر بن الخطاب کے ایک نئے اور سرکش اونٹ پر سوار تھا۔ اکثر وہ مجھے مغلوب کر کے سب سے آگے نکل جاتا۔ لیکن حضرت عمر بن الخطاب اسے ڈانت کر پیچھے واپس کر دیتے۔ وہ پھر آگے بڑھ جاتا۔ آخر نبی کرم ﷺ نے حضرت عمر بن الخطاب سے فرمایا کہ یہ اونٹ مجھے بیع ڈال۔ حضرت عمر بن الخطاب نے کہا یا رسول اللہ یہ تو آپ نبی کا ہے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ نہیں مجھے یہ اونٹ دے دے۔ چنانچہ عمر بن الخطاب نے رسول اللہ ﷺ کو وہ اونٹ بیع ڈالا۔ اس کے بعد انحضرت ﷺ نے فرمایا، عبد اللہ بن عمر! اب یہ اونٹ تیرا ہو گیا جس طرح تو ہے اسے استعمال کر۔

(۲۱۱۶) ابو عبد اللہ امام بخاری نے کماکر یاث بن سعد نے بیان کیا کہ

بیعہمما). قَالَ : وَخَدْنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو التِّيَاحَ أَنَّهُ سَمِعَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ الْحَارِثِ يَحْدُثُ بِهِذَا الْحَدِيثِ عَنْ حَكِيمٍ بْنِ حِزَّامٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . [راجح: ۲۰۷۹]

۴۷ - بَابُ إِذَا اشْتَرَى شَيْئًا فَوَهَبَ مِنْ سَاعَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَا وَلَمْ يُنْكِرِ الْأَبْيَانُ عَلَى الْمُشْتَرِيِّ، أَوْ اشْتَرَى عَنْدَهَا فَأَغْتَقَهُ وَقَالَ طَاؤُسٌ فِيمَنْ يَشْتَرِي السُّلْعَةَ عَلَى الرِّضَا ثُمَّ بَاعَهَا وَجَبَتْ لَهُ الرِّتْحُ لَهُ .

۲۱۱۵ - وَقَالَ الْحَمِيدِيُّ حَدَّثَنَا سَفِيَّاً قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لِي سَفَرْتُ فَكُنْتُ عَلَى بَخْرٍ صَغِيرٍ لِعُمُرٍ، فَكَانَ يَغْلِبُنِي فَيَقْدِمُ أَمَامَ الْقَوْمِ، فَيَنْجُزُهُ عُمُرٌ وَبَخْرُهُ، ثُمَّ يَقْدِمُ فَيَنْجُزُهُ عُمُرٌ وَبَخْرُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعُمُرَ : ((بِعِينِي)). قَالَ : هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ : ((بِعِينِي)), فَبَاعَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ تَصْنَعُ بِهِ مَا شِئْتَ)). [طرفاہ فی : ۲۶۱۰، ۲۶۱۱].

۲۱۱۶ - قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : وَقَالَ الْبَيْتُ

مجھے عبدالرحمٰن بن خالد نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے، ان سے سالم بن عبد اللہ نے، اور ان سے عبد اللہ بن عمر بن حیثما نے بیان کیا، کہ میں نے امیر المؤمنین عثمان بن عثیمین کو اپنی وادی قریٰ کی زمین، ان کی خبر کی زمین کے بدلہ میں پیچی تھی۔ پھر جب ہم نے پیج کر لی تو میں اٹھ پاؤں ان کے گھر سے اس خیال سے باہر نکل گیا کہ کسی وہ پیج فتح نہ کر دیں۔ کیونکہ شریعت کا قاعدہ یہ تھا کہ پیجتے اور خریدنے والے کو (پیج توڑنے کا) اختیار اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں۔ عبداللہ بن عثیمین نے کہا کہ جب ہماری خرید و فروخت پوری ہو گئی اور میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ میں نے عثمان بن عثیمین کو نقصان پہنچایا ہے۔ کیونکہ (اس تبادلے کے نتیجے میں، میں نے ان کی پہلی زمین سے) انہیں تین دن کے سفر کی دوری پر شہود کی زمین کی طرف دھکیل دیا تھا۔ اور انہوں نے مجھے (میری مسافت کم کر کے) مدینہ سے صرف تین دن کے سفر کی دوری پر لا چھوڑا تھا۔

**مشتری** خداوند کے تصرف پر اعتراض نہیں کیا، بلکہ سکوت کیا۔ باب کی حدیث میں صرف ہے کہ اذکار ہے، مگر اعتناق کو بھے پر قیاس کیا۔ دو نوں تمیع کی قسم میں سے ہیں۔ اور اس باب کے لانے سے امام بخاری و حنفی کی غرض یہ ہے کہ باب کی حدیث سے خیار مجلس کی نقی نہیں ہوتی۔ جس کا ثبوت اور ابن عمر بن حیثما کی حدیث سے ہو چکا ہے۔ کیونکہ یہ خیار اس واسطے جاتا رہا کہ مشتری نے تصرف کیا اور بالآخر نے سکوت کیا تو اس کا سکوت بطل خیار ہو گیا۔ ابن بطال نے کہا جو لوگ کہتے ہیں کہ بغیر تفرق ابدان کے پیج پوری نہیں ہوتی وہ مشتری کا تصرف قبل از تفرق جائز نہیں رکھتے۔ اور یہ حدیث ان پر محضت ہے۔ اب رہا چند سے پہلے پیج کرنا، تو امام شافعی و حنفی اور محمد و حنفی کے نزدیک مطلقاً درست نہیں، اور امام ابو حیفہ و حنفی اور ابو یوسف و حنفی کے نزدیک منقول کی پیج درست نہیں غیر منقول کی درست ہے۔ اور ہمارے امام احمد بن حنبل و حنفی اور اوزاعی اور اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ ناپ اور قول کی جو چیز بنتی ہیں، ان کا چند سے پہلے پیچا درست نہیں بلکہ چیزوں کا درست ہے۔ قسطلانی نے کما حضرت عمر بن عثیمین کی یہ حدیث تو ان صحیح حدیثوں کے معارض نہیں جن سے خیار مجلس ثابت ہے۔ کیونکہ احتمل ہے کہ عقد پیج کے بعد آخر حضرت مسیح عیاذ بالله عزیز سے تھوڑی دیر کے لیے آگے یا پیچھے بڑھ گئے ہوں، اس کے بعد ہے کیا ہو۔ واللہ اعلم۔ (وجیدی)

آپ نے حضرت عمر بن عثیمین سے وہ اونٹ لے کر اسی وقت ان کے صاحب زادے عبد اللہ بن عثیمین کو بھے کر دیا۔ اور حضرت عمر بن عثیمین اس پر کوئی اعتراض نہ کیا تو پیج درست ہو گئی اور خیار مجلس بلقی نہ رہا۔ آخر باب میں حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عثمانؓ کے ایک معاملہ کا ذکر ہے جس میں ذکور و ابادی قریٰ ایک بستی ہے جو کے قریب، یہ جگہ مدینہ سے چھ سات منزل پر ہے، اور شہود کی قوم کے زمانہ میں اس جگہ آبادی تھی۔ قسطلانی نے کہا کہ واقعہ ذکور کی باب سے ممتاز یہ ہے کہ بالآخر اور مشتری کو اپنے ارادے سے جدا ہونا

درست ہے۔ یا حق کا فتح کرتا۔

## ٤٨ - بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْعِدَاعِ فِي النَّبِيِّ

٢١١٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلَّهِ تَعَالَى أَنَّهُ يُخَدَّغُ فِي النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ يُخَدَّغُ فِي الْبَيْوَعِ ، فَقَالَ : ((إِذَا بَاَيَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةً)).

[أطراfe في : ٢٤٠٧ ، ٢٤١٤ ، ٦٩٦٤].

**تَشْرِيف** کی روایت میں اتنا زادہ ہے اور تو جو چیز خریدے اس میں تجھے تین دن تک اختیار ہو گا۔ امام احمد رض نے اس حدیث سے یہ حکم دیا ہے کہ اگر کسی شخص کو اسباب کی قیمت معلوم نہ ہو، اور وہ تماقی قیمت زیادہ دے یا ایک سو دوہ سو اسباب بائیں کو پھیر سکتا ہے۔ اور حنفی اور شافعی نے اس کا انکار کیا ہے۔ یہ حبان بن منفرد رض صحابی تھے، جنگ احد میں ان کے سر میں زخم آیا تھا۔ جس کی وجہ سے ان کی عقل میں فتور آگیا۔ (وحیدی)

## باب بازاروں کا بیان

اور عبد الرحمن بن عوف رض نے کہا کہ جب ہم مدینہ آئے تو میں نے (اپنے اسلامی بھائی سے) پوچھا کہ کیا یہاں کوئی بازار ہے؟ "انس رض نے بیان کیا کہ عبد الرحمن بن عوف رض نے کہا، مجھے بازار تا دو اور حضرت عمر رض نے ایک دفعہ کہا تھا کہ مجھے بازار کی خرید و فروخت نے غافل رکھا۔

مقصد باب یہ کہ تجارت کے لئے بازاروں کا وجود نہ موم نہیں بلکہ ضروری ہے کہ بازار قائم کئے جائیں۔

(٢٤٨) ہم سے محمد بن صلاح نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اسماعیل بن زکریا نے بیان کیا، ان سے محمد بن سوقة نے، ان سے نافع بن جبریل بن مطعم نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عائشہ رض نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے قریب ایک لٹکر کعبہ پر چڑھائی کرے گا۔ جب وہ مقام بیداء میں پہنچے گا، تو انہیں اول سے آخر تک سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ حضرت عائشہ رض نے بیان کیا، کہ میں نے

٤٩ - بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الْأَسْوَاقِ  
وَقَالَ عَنْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ : لَمَّا قَدِمْنَا  
الْمَدِينَةَ قَلَّتْ : هَلْ زِيَادَةُ سُوقٍ فِي تِجَارَةٍ؟  
قَالَ : سُوقٌ قَيْنَاعٌ . وَقَالَ أَنَسٌ : قَالَ عَنْدَ  
الرَّحْمَنِ ذُلُونِي عَلَى السُّوقِ . وَقَالَ عُمَرُ :  
أَلْهَانِي الصَّفَقُ بِالْأَسْوَاقِ .

٢١١٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَاحِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَاً عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ سُوْفَةَ عَنْ نَافِعٍ بْنِ جَيْبَرٍ بْنِ مُطَعِّمٍ قَالَ : حَدَّثَنِي عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((يَغْزُو جَيْشُ الْكَعْبَةَ ، فَإِذَا كَأْتُوا بَيْنَهَا مِنَ الْأَرْضِ يُخْسِفُ

کما یا رسول اللہ! اسے شروع سے آخر تک کیونکر دھنایا جائے گا جب کہ وہیں ان کے بازار بھی ہوں گے اور وہ لوگ بھی ہوں گے جو ان لشکریوں میں سے نہیں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! شروع سے آخر تک ان سب کو دھنایا جائے گا۔ پھر ان کی نیتوں کے مطابق وہ اٹھائے جائیں گے۔

بِأَوْلِهِمْ وَآخِرِهِمْ)). قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ يُخْسِفُ بِأَوْلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَفِيهِمْ أَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ بِهِمْ؟ قَالَ: ((يُخْسِفُ بِأَوْلِهِمْ وَآخِرِهِمْ، ثُمَّ يَعْتَوْنَ عَلَى بَيْتِهِمْ)).

سود کعبہ میں بازاروں کا وجود ثابت ہوا۔ یہی مقصد باب ہے۔

۲۱۱۹ - حَدَّثَنَا قَبَّيْةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْزَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((صَلَاةً أَحَدُكُمْ فِي جَمَاعَةٍ تَرِينُهُ عَلَى صَلَاةٍ فِي سُوقٍ وَيَنْهِي بِضَعَا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً، وَذَلِكَ بِأَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَخْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ، لَا يَنْهَا إِلَّا الصَّلَاةَ، لَمْ يَخْطُ خَطْرَةً إِلَّا رُفِعَ بِهَا دَرَجَةٌ، أَوْ حَطَّتْ عَنْهَا حَطِّيَّةً، وَالْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَصَلَّةِ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ: اللَّهُمْ صَلِّ عَلَيْهِ، اللَّهُمْ ارْحَمْهُ، مَا لَمْ يُخَدِّثْ فِيهِ، مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ۔ وَقَالَ: أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتِ الْصَّلَاةُ تَخْسِسَهُ)). [راجح: ۱۷۶]

**لَشَرِيف** حدیث ہذا میں بھی بازاروں کا ذکر آیا۔ اور بوقت ضرورت وہاں نماز پڑھنے کا بھی ذکر آیا۔ جس سے ثابت ہوا کہ اسلام میں جھوٹ، مکروہ فریب بھی لوگ بکھرت کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے بازار کو بدترین زمین قرار دیا گیا۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

۲۱۲۰ - حَدَّثَنَا آدُمُ بْنُ أَبِي إِيَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ حَمَيْدِ الطَّوَّابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ

نے پکارا یا ابوالقاسم؟ آپ نے اس کی طرف دیکھا۔ (یوں کہ آپ کی کنیت بھی ابوالقاسم ہی تھی) اس پر اس شخص نے کہا کہ میں نے تو اس کو بلایا تھا۔ (یعنی ایک دوسرے شخص کو جو ابوالقاسم ہی کنیت رکھتا تھا) آپ نے فرمایا کہ تم لوگ میرے نام پر نام رکھا کرو لیکن میری کنیت تم اپنے لئے نہ رکھو۔

فِي السُّوقِ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا أَبَا الْفَاسِمِ، فَأَلْفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: إِنَّمَا ذَهَنْتُ هَذَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سَمُوا بِاسْمِي وَلَا تَكُونُوا بِكُنْتِي)). [طرفہ فی: ۲۱۲۱، ۳۵۳۷].

اس حدیث میں حضرت رسول کریم ﷺ کا بازار میں تشریف لے جاناد کور ہے۔ ثابت ہوا کہ یوقت ضرورت بازار جانا بہ نہیں ہے۔ مگر وہاں امانت و دیانت کو قدم قدم پر محوڑ رکھنا ضروری ہے۔

(۲۱۲۱) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے اش بن شٹو نے کہ ایک شخص نے بقیع میں (کسی کو) پکارا "اے ابوالقاسم!" نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف دیکھا، تو اس شخص نے کہا کہ میں نے آپ کو نہیں پکارا، اس دوسرے آدمی کو پکارا تھا۔ آپ نے فرمایا، میرے نام پر نام رکھا کرو لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو۔

حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَا رَجُلٌ بِالْبَقِيعِ: يَا أَبَا الْفَاسِمِ، فَأَلْفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: لَمْ أَعْنَكَ، قَالَ: ((سَمُوا بِاسْمِي وَلَا تَكُونُوا بِكُنْتِي)). [راجح: ۲۱۲۰]

اس حدیث کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ اس میں آپ کے بازار جانے کا ذکر ہے یعنی بقیع میں۔ بعض نے کہا کہ اسی زمانہ میں بقیع میں بھی بازار لگا کرتا تھا۔ کنیت کے بارے میں یہ حکم آپ کی حیات مبارکہ تک تھا۔ جیسا کہ حضرت امام مالک بن شیبہ کا قول ہے۔

حَدَّثَنَا عَلَيٌّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِيَّاً عَنْ عَبْيَدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جَيْرَةِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ الدُّوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي طَائِفَةِ النَّهَارِ لَا يُكَلِّمُنِي وَلَا أَكَلِمُهُ، حَتَّى أَتَى سُوقَ بَنِي قِينَاقَعَ، فَجَلَسَ بِفَنَاءِ بَيْتِ فَاطِمَةَ فَقَالَ: ((أَتَمْ لَكُمْ، أَتَمْ لَكُمْ؟)) فَحَبَسَنَهُ شَيْنَا، فَظَنَّتْ أَنَّهَا تَلْبِسَهُ سِخَاجَاً أَوْ تَعْسِلَهُ، فَجَاءَ يَشْتَدُّ حَتَّى غَانَقَهُ وَتَبَلَّهُ وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ أَجْهَهُ وَأَجْبَهُ مَنْ يُجْهُهُ)) قَالَ سَفِيَّاً: قَالَ عَبْيَدُ اللَّهِ: أَخْبَرَنِي أَنَّهُ رَأَى

(۲۱۲۲) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن یزید نے، ان سے نافع بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ابو ہریرہ دوسری بن شٹو نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ دون کے ایک حصہ میں تشریف لے چلے۔ نہ آپ نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ میں نے آپ سے۔ اسی طرح آپ بنی قیقع کے بازار میں آئے پھر (وہاں ہوئے اور) فاطمہ بنتی خوشی کے گھر کے آنکن میں بیٹھ گئے، اور فرمایا، وہ بچہ کہا ہے، وہ بچہ کہا ہے؟ فاطمہ بنتی خوشی (کسی مشغولیت کی وجہ سے فوراً) آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکیں۔ میں نے خیال کیا، ممکن ہے حسن بن شٹو کو کرتا وغیرہ پہناری ہوں یا شناساری ہوں۔ تھوڑی ہی دیر بعد حسن دوڑتے ہوئے آئے، آپ نے ان کو سینے سے لگایا، اور بوسہ لیا۔ پھر فرمایا، اے اللہ! اسے محبوب رکھ اور اس شخص کو بھی محبوب رکھ جو اس سے محبت رکھے۔

سفیان نے کہا کہ عبید اللہ نے مجھے خبر دی، انہوں نے نافع بن جبیر کو دیکھا کہ انہوں نے وتر کی نماز صرف ایک ہی رکعت پڑھی تھی۔

(۲۲۳) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو ضرہ ان بن عیاض نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے موئی بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر بن حیثیہ نے کہ صحابہؓؑ نبی کریمؐ کے زمانہ میں غلہ قافلوں سے خریدتے تو آپ ان کے پاس کوئی آدی بھیج کر دیں پر جہاں انہوں نے غلہ خریدا ہوتا، اس غلہ کو بچنے سے منع فرمادیتے اور اسے وہاں سے لا کر بچنے کا حکم ہوتا، جہاں عام طور سے غلہ بکتا تھا۔

. ۲۱۶۷، ۲۱۳۶، ۲۱۶۸

(۲۲۴) کہا کہ ہم سے ابن عمر بن حیثیہ نے یہ بھی بیان کیا کہ نبی کریمؐ نے غلہ کو پوری طرح اپنے قبضہ میں کرنے سے پہلے اسے بچنے سے منع فرمایا۔

. ۲۱۳۷، ۲۱۳۸، ۲۱۶۶

نافع بن جبیر اوتھر بر سکھہ:

[طرفة فی : ۵۸۸۴].

۲۱۲۳ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو صَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَىٰ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ عُمَرَ: أَنَّهُمْ كَانُوا يَشْتَرُونَ الطَّعَامَ مِنَ الرُّكَبَانِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَيَعْثِثُ عَنِيهِمْ مَنْ يَمْنَعُهُمْ أَنْ يَبْغُوهُ حَيْثُ اشْتَرُوهُ حَتَّى يَنْقُلُوهُ حَيْثُ يَبْغِعُهُ الطَّعَامُ.

[اطرافہ فی : ۲۱۳۱، ۲۱۳۷، ۲۱۳۸، ۲۱۶۶]

۲۱۲۴ - قَالَ وَحَدَّثَنَا أَبْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ أَنْ يَبْغِعَ الطَّعَامَ إِذَا اشْتَرَاهُ حَتَّى يَسْتَرْفِعَ.

[اطرافہ فی : ۲۱۲۶، ۲۱۳۳، ۲۱۳۶].

**تَسْبِيحٌ** | ان جمل احادیث موریہ میں کسی نہ کسی پبلو سے آنحضرت ﷺ یا صحابہؓؑ کا بازاروں میں آنا جانا مذکور ہوا ہے۔ نہر ۲۲۴ میں بازاروں میں اور مسجد میں نماز باجماعت کے ثواب کے فرق کا ذکر ہے حدیث نمبر ۲۲۲ میں آنحضرت کا بازار قیطاع میں آنا اور وہاں سے واپسی پر حضرت فاطمہؓؑ کے گھر جانانہ کور ہے جہاں آپؐ نے اپنے بیارے نواسے حضرت صن جنہی کو پیار کیا، اور ان کے لئے دعاۓ خیر فرمائی۔ الفرض بازاروں میں آنا جانا، معاملات کرتا یہ کوئی مذموم امر نہیں ہے۔ ضروریات زندگی کے لئے بہر حال ہر کسی کو بازار جائے بغیر گذارہ نہیں، حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد اسی امر کا بیان کرتا ہے۔ کیونکہ یوں کا تعلق زیادہ تر بازاروں ہی سے ہے۔ اسی سلسلے کے مزید بیانات آگے آ رہے ہیں۔

### باب بازار میں شور و غل مچانا مکروہ ہے

(۲۲۵) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے فلخ نے بیان کیا، ان سے بلاں بن علی نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے کہ میں عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے ملا اور عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صفت توریت میں آئی ہیں، ان کے متعلق مجھے کچھ بتائیے۔ انہوں نے کہا ہاں! قسم خدا کی! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تورات میں بالکل بعض وہی صفات آئی ہیں جو قرآن

۵۰ - بَابُ كِراہِيَةِ السَّخْبِ فِي السُّوقِ

۲۱۲۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِينَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فَلْيَحُ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءٍ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: لَقِيَتْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو نَفْعَلَيْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي تَعْرِزَاقٍ، قَالَ: أَجْلَنَ، وَاللَّهُ إِنَّهُ لِمَوْصُوفٍ

شریف میں مذکور ہیں۔ جیسے کہ ”اے نبی! ہم نے تمہیں گواہ، خوشخبری دیئے والا، ذرا نے والا، اور ان پڑھ قوم کی حفاظت کرنے والا بن کر بھیجا ہے۔ تم میرے بندے اور میرے رسول ہو۔ میں نے تمہارا نام متوكل رکھا ہے۔ تم نہ بد خوب ہو، نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شورو غل مچانے والے، (اور تورات میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ) وہ (میرا بندہ اور رسول) برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لے گا، بلکہ معاف اور درگذر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس کی روح بقیٰ نہیں کرے گا جب تک میری ہی شریعت کو اس سے سیدھی نہ کرائے، یعنی لوگ لا الہ الا اللہ نہ کہنے لگیں۔ اور اس کے ذریعہ وہ انہی آنکھوں کو بینا، بھرے کانوں کو شنوا اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کے پردے کھوں دے گا۔ اس حدیث کی متابعت عبد العزیز بن ابی سلمہ نے ہلال سے کی ہے۔ اور سعید نے بیان کیا، ان سے ہلال نے، ان سے عطا نے کہ ”غلت“ ہراس چیز کو کہتے ہیں جو پردے میں ہو۔ سیف اخلاف قوس غلفاء اسی سے ہے اور ”رجل اغلف“ اس شخص کو کہتے ہیں جس کا حصہ نہ ہوا ہو۔

فِي التوراة بِيَغْضِبِ صَفَّيْهِ فِي الْقُرْآنِ : يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُسْتَرًا وَنَذِيرًا وَجِرزاً لِلأُمَّةِينَ، أَنْتَ عَنِّي وَرَسُولِي، سَمِيَّتُكَ الْمُتَوَكِّلَ، لَيْسَ بِغَطَّ وَلَا غَلِيظَ وَلَا سَخَابٌ فِي الْأَسْنَاقِ، وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلَكِنْ يَعْقُلُ وَيَغْفِرُ، وَلَنْ يَقْبَضَهُ اللَّهُ حَتَّى يَقْبِلَهُ بِالْجَلَةِ الْعَوْجَاءِ بِأَنْ يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيَقْتَحِمُ بِهَا أَعْيُنَ عَمْيَةً وَآذَانَ صُمَّ وَفُلُوبَ غُلْفَ). تَابَعَهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ هِلَالٍ وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ هِلَالٍ عَنْ عَطَاءَ عَنْ أَبْنَى سَلَامٍ. غُلْفٌ: كُلُّ شَيْءٍ فِي غُلَافٍ، سَيْفٌ أَغْلَفُ، وَقَوْسٌ غُلَفَاءُ، وَرَجُلٌ أَغْلَفُ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَخْتُونًا. قَالَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ.

[طرفة فی: ۴۸۳۸]

**تَسْبِيحٌ** | حدیث ہذا میں نبی کریم ﷺ کے اوصاف جیلہ میں سے یہ بھی تسلیم گیا ہے کہ وہ بازاروں میں غل مچانے والا نہ ہو گا۔ محدث بازار کو بدترین جگہ کہا گیا ہے۔ اس کے باوجود بازاروں میں آنا جانا شان پیغمبری یا امامت کے خلاف نہیں ہے، کافر آنحضرت ﷺ کو اعتراض کیا کرتے تھے ما لہدا الرسول یا کل الطعام و یعنی فی الاسواق البت ہلاں شور و غل مچانا خلاف شان ہے۔ حدیث میں مذکور ملت عوجاء سے حضرت ابراہیم ﷺ کی شریعت مراد ہے۔ پسلے وہ سیدھی تھی پھر عرب کے مشرکوں نے اس کو پیڑھا کر دیا۔ ہزاروں کفر اور گمراہی کی باشیں اس میں داخل کر دی تھیں۔ اللہ پاک نے آنحضرت ﷺ کے ہاتھوں اس شریعت کو سیدھا کرایا۔ اس میں جس قدر بھی توهات اور حدیثات شامل کر لئے گئے تھے آپ نے ان سے ملت ابراہیم کو پاک صاف کر کے اس کی اصلی صورت میں پیش فرا دیا۔ خلاف میں بند کوار کو سیف اخلاف اور پوشیدہ چھپائے ہوئے تیر کہتے ہیں۔

## ۵۱- بَابُ الْكَيْلِ عَلَى الْبَانِي

وَالْمُغْطِي

بَابُ نَّاَپٍ تَوْلِ كَرْنَے والے کی مزدوری یعنی والے پر اور

دینے والے پر ہے (خریدار پر نہیں)

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”جب وہ انہیں ناپ کریا توں کر دیں“

لَقُولِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَإِذَا كَالُوْهُمْ أَوْ

ہیں۔ تو کم کر دیتے ہیں ”مطلوب یہ ہے کہ وہ بیچنے والے خریدنے والوں کے لئے ناپتے اور وزن کرتے ہیں۔ جیسے دوسری آیت میں کلمہ ”یسمعونکم“ سے مراد ”یسمعون لکم“ ہے۔ ویسے ہی اس آیت میں کالواہم سے مراد کالواہم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کھجور ناپ لو اور اپنے اونٹ کی قیمت پوری بھرلو۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ فَالْيَوْمَ إِذَا ابْتَغَتْ فَكِيلٌ، وَإِذَا ابْتَغَتْ فَأَكْتَلٌ۔

مپواليا کر۔

**لئے پڑھیں** اس کے پاس کھجور بھیجی اور یہ کھلا بھیجا کر اپنا حق اچھی طرح ناپ لو۔ اس روایت سے یہ لکلا کہ ناپنا اسی کا کام ہے جو جنس دے۔ اس حدیث کو نسلی اور الین حبان نے وصل کیا ہے۔ (وجیدی)

(۲۱۲۶) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں امام مالک نے خبر دی، انہیں نافع نے، انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی شخص کسی قسم کا غلہ خریدے تو جب تک اس پر پوری طرح قبضہ نہ کر لے، اسے نہ بیچے۔

(۲۱۲۷) ہم سے عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہمیں جریر نے خبر دی، انہیں مغیرہ نے، انہیں عامر شعبی نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ جب عبد اللہ بن عمرو بن حزام رضی اللہ عنہ (میرے باپ) شہید ہو گئے۔ تو ان کے ذمے (لوگوں کا) کچھ قرض بلی تھا۔ اس لیے میں نے نبی کریم ﷺ کے ذریعہ کوشش کی کہ قرض خواہ کچھ اپنے قرضوں میں معافی کر دیں۔ نبی کریم ﷺ نے یہی چاہا لیکن وہ نہیں مانے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ اپنی تمام کھجور کی قسموں کو الگ الگ کرلو۔ عجوہ (ایک خاص قسم کی کھجور) کو الگ رکھ اور عذر زید (کھجور کی ایک قسم) کو الگ کر۔ پھر مجھ کو بلا بھیج۔ میں نے ایسا ہی کیا اور نبی کریم ﷺ کو کھلا بھیجا۔ آپ تشریف لائے اور کھجوروں کے ڈھیر بیان قمیں بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کہ اب ان قرض خواہوں کو ناپ کردو۔ میں نے ناپنا شروع

وَزَنُوهُمْ بِخَسْرَانٍ۝ يَغْنِي كَالُوا لَهُمْ  
وَزَنُوا لَهُمْ كَفُولُهُ: (يَسْمَعُونَكُمْ)  
يَسْمَعُونَكُمْ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَكْتَلُوا  
حَتَّى تَسْتَوْفُوا)), وَيَذَكِّرُ عَنْ عُثْمَانَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ((إِذَا  
بَغَتْ فَكِيلٌ، وَإِذَا ابْتَغَتْ فَأَكْتَلٌ)).

(۲۱۲۶) - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ  
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
قَالَ: ((مَنْ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبْيَغُهُ حَتَّى  
يَسْتَوْفِيهِ)). [راجع: ۲۱۲۶]

(۲۱۲۷) - حَدَّثَنَا عَبْدُ الدَّاَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا جَرِيزٌ  
عَنْ مُعْبُرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
الَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((لَوْفَيْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَوْ  
بْنِ حَرَامٍ وَعَلَيْهِ دِينٌ، فَاسْتَعْنَتْ  
النَّبِيُّ ﷺ عَلَى عُرْمَانِهِ أَنْ يَصْنَعُوا مِنْ دِينِ  
فَطَلَبَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَفْعُلُوا، فَقَالَ  
لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((اَذْهَبْ فَصَنَفْ تَمَرَكَ  
أَصْنَالًا: الْعَجْوَةَ عَلَى حَدَّةِ، وَعَدْقَ زَيْدَ  
عَلَى حَدَّةِ نُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْيَ)). فَفَعَلُتْ، ثُمَّ  
أَرْسَلَتْ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَجَاءَ فَجَلَسَ عَلَى  
أَغْلَاهُ أَوْ فِي وَسْطِهِ نُمَّ قَالَ: ((كَلِّ

کیا۔ جتنا قرض لوگوں کا تھا، میں نے سب ادا کر دیا۔ پھر بھی تمام کھجور جوں کی توں تھی۔ اس میں سے ایک دانہ برابر کی بھی کمی نہیں ہوئی تھی۔ فراس نے بیان کیا، ان سے شجی نے، اور ان سے جابر بن جوش نے نبی کرم مسیح سے کہ ”برابر ان کے لئے تو لتے رہے، یہاں تک کہ ان کا پورا قرض ادا ہو گیا۔“ اور ہشام نے کہا، ان سے وہب نے، اور ان سے جابر بن جوش نے کہ نبی کرم مسیح نے فرمایا، کھجور توڑ اور اپنا قرض پورا ادا کر دے۔

لِلْقَوْمِ)، فَكَلَّتُهُمْ حَتَّى أَوْفَيْتُهُمُ الَّذِي لَهُمْ، وَبَقَى تَغْرِي كَانَهُ لَمْ يَنْفَضِّعْ مِنْهُ شَيْءٌ، وَقَالَ فِرَاسٌ عَنِ الشَّفِيفِ: حَدَّثَنِي جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((فَمَا زَانَ يَكِيلُ لَهُمْ حَتَّى أَذَى)). وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ وَهَبٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((جَذَ لَهُ فَأُوفِ لَهُ)).

[اطرافہ فی : ۲۳۹۵، ۲۳۹۶، ۲۴۰۵]

۶۲۵۰، ۴۰۵۳.

**لَشَرِحِ حَسَنِي** اس حدیث سے جمال ایک عظیم مجرم نبوی ثابت ہوا وہاں یہ مسئلہ بھی نکلا کہ اپنے قرض خواہوں کو حضرت جابر بن جوش ان کے قرض کے عوض میں کھجوریں دے رہے تھے۔ اور نبی قول کا کام بھی خود ہی انجام دے رہے تھے۔ اسی سے یہ نکلا کہ ادا کرنے والا ہی خود اپنے ہاتھ سے وزن کرے۔ یہی باب کا مقصد ہے۔

**باب انانچ کاناب قول کرنا مستحب ہے**  
(۲۳۲۸) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ولید نے بیان کیا، ان سے ثور نے، ان سے خالد بن معدان نے اور ان سے مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے غلے کو ناب لیا کرو، اس میں تمہیں برکت ہو گی۔

**باب نبی کرم مسیح کے صلاع اور مد کی برکت کا بیان۔ اس باب میں ایک حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی نبی کرم مسیح سے مروری ہے۔**

(۲۳۲۹) ہم سے موسیٰ بن اساعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے وہب بن نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عمرو بن میگی نے بیان کیا، ان سے عباد بن تمیم الفساری نے اور ان سے عبد اللہ بن زید بن جوش نے کہ نبی کرم مسیح نے فرمایا، ابراہیم میلک نے کہ کو حرام قرار دیا۔ اور اس کے لئے دعا فرمائی۔ میں بھی مددہ کو اسی طرح حرام قرار دیتا ہوں جس طرح

۵۲ - بَابُ مَا يَسْتَحِبُّ مِنَ الْكَيْلِ ۲۱۲۸ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ ثَوْرَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ الْمَقْدَامِ بْنِ مَعْدِيِّ كَرْبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كِنُولُوا طَعَامَكُمْ يُبَارِكُ لَكُمْ)).

۵۳ - بَابُ بَرَكَةِ صَنَاعِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَدْهَهُ فِيهِ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۲۱۲۹ - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا وَهَبُّ بْنُ حَمْزَةَ عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَمْ مَكْهَةَ وَدَعَا لَهَا، وَحَرَمَتْ

المَدِينَةَ كَمَا حَرَمَ إِبْرَاهِيمَ مَكَّةَ، وَذَعَوْتُ  
لَهَا فِي مَدْهَا وَصَاعَهَا مِثْلَ مَا دَعَا  
كُرْتَاهُوں جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے کہ کے لئے دعا کی تھی۔  
ابراہیم علیہ السلام لِمَكَّةَ).

علوم ہوا کہ ناپ قول کے لئے صاع اور مد کا دستور عمد رسالت میں بھی تھا۔ جن میں برکت کیلئے آپ نے دعا فرمائی اور مدینہ کیلئے آپ نے دعا فرمائی جو اسی طرح قبول ہوئی، جس طرح مکہ شریف کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اللہ نے قبول فرمائی، بلکہ بعض خصوصیات برکت میں مدینہ ممتاز ہے۔ وہاں پانی شرمنی بکھرت موجود ہے۔ آس پاس جنگل سبزہ سے لسلما رہے ہیں۔ پھر آج کل حکومت سعودیہ خلد اللہ بقلاب کی مسائی سے مدینہ ہر لحظاً سے ایک ترقی یافتہ شرمنا جا رہا ہے، جو سب آخرپرست علیہ السلام کی پاکیزہ دعاوں کا شہر ہے۔  
آخرپرست علیہ السلام نے فرمایا تھا اللهم حب الباۃ المدینۃ کحبنا مکہ او اشد یا اللہ! مکہ المکرہہ ہی کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت ڈال دے۔

(۲۱۳۰) مجھ سے عبد اللہ بن مسلمہ قلنی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اللہ! مدینہ والوں کے پیاروں میں برکت دے، اے اللہ! انہیں ان کے صاع اور مد میں برکت دے۔ آپ کی مراد اہل مدینہ تھے۔

٢١٣٠ - حَدَّثَنِي عَنْ أَبِيهِ الْمُكَ�بِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَنْ أَبِيهِ الْمُكَابِ عَنْ أَبِيهِ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكَّيَّا لَهُمْ، وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَمَدِينَهُمْ. يَعْنِي أَهْلَ الْمَدِينَةَ)).

[طرفہ فی: ۶۷۱، ۷۳۳۱۔]

#### ٤- بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي بَيْعِ الطَّعَامِ وَالْحُكْمَةِ

**احکام کرنے ہیں** گرانی کے وقت غلہ خرید کر کے اس کو رکھ چھوڑنا کہ جب بت گرائیں گے۔ اگر ارزانی کے وقت خرید کر کے رکھ چھوڑے تو یہ احکام منع نہیں ہے۔ اسی طرح اگر گرانی کے وقت اپنی خانگی ضروریات کے لئے غلہ خرید کر رکھ چھوڑے تو یہ منع نہیں ہے۔ باب کی حدیثوں میں احکام کا ذکر نہیں ہے۔ حافظ نے کہا، امام بخاری و تابعوں نے احکام کا جواز ثابت کیا، اس حدیث سے کہ غلہ قبضے سے پہلے نہ پیچے یعنی اپنے گھر یا دکان میں لانے سے پہلے۔ تو اگر احکام حرام ہوتا تو آپ یہ حکم نہ فرماتے بلکہ خریدتے ہی پیچے کا حکم دے دیتے۔ اور شاید ان کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں ہے جسے امام مسلم و تابعوں نے نکلا کہ احکام وہی کرتا ہے جو گھر ہے اور ابن ماجہ اور حاکم نے نکلا کہ جو کوئی مسلمانوں پر ان کا حکما احکام کرے گا، اللہ اس پر جذام کی بیماری ڈالے گا۔ (وحیدی)

احکام کی بحث میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ وکل ذالک مشعر بان الاحکام انما یعنی حالت مخصوصہ بشرط مخصوصہ وقد ورد فی ذم الاحکام احادیث منها حدیث معمور المذکور او لا و حدیث عمر مرفوعاً من احتکر على المسلمين طعامهم ضربه الله بالجذام واللالس رواه ابن ماجة و استاده حسن، عنه مرفوعاً قال الجالب ممزوق والمحتكر ملعون اخريجه ابن ماجة والحاکم و استاده ضعيف و عن ابن عمر مرفوعاً من احتکر اربعين ليلة فقد برى من الله و برى منه اخريجه احمد والحاکم و في استاده مقال و عن ابي هريرة مرفوعاً من

احتکر حکمة بیوید ان یقایی بہا علی المسلمين فهو خاطی و اخرجه العاکم  
لیعنی یہاں ذکورہ مباحثت سے ظاہر ہے کہ احکام حالات مخصوصہ کے ساتھ منع ہے اور احکام کی غمتوں میں کتنی  
احادیث بھی وارد ہوئی ہیں۔ جیسا کہ معمرا کی حدیث ذکور ہے۔ نیز حضرت عمر بن عثمان سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس نے مسلمانوں پر غله کو  
روک لیا۔ اس کو اللہ تعالیٰ جذام کے مرض اور افلاس میں بھلا کرے گا۔ اور یہ بھی ہے کہ غله کا بازار میں لا کر فروخت کرنے والا  
روزی دیا گیا ہے اور غله کو روکنے والا ملعون ہے اور یہ بھی ہے کہ جس نے چالیس رات تک غله کو روک کر رکھا وہ اللہ سے بری ہو  
گیا۔ اور اللہ اس سے بری ہے، اور یہ بھی ہے کہ جو گرانی کے انتظار میں غله کو روکے وہ گنہگار ہے۔ حالات موجودہ میں احکام ترقیا  
پیشہ ممالک میں ایک عجین قانونی جرم قرار دیا گیا ہے۔ جب کہ بہت جگہ قحط سالی میں لوگ جلا ہیں۔ اسلام آج سے چودہ سال پیش  
رفقاً عام کے اس قانون کا اجراء کر چکا ہے۔

سند میں ذکورہ سالم نامی بزرگ تابعین میں سے ہیں۔ اور حضرت عبد اللہ بن عمر بن خطاب رض کے فرزند ارجمند ہیں۔ ابو عمران  
ان کی کنیت ہے۔ قریشی عدوی مدنی ہیں۔ فتحمے میں کے رخیل ہیں، ۱۰۶ھ میں میسہ عی میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔

(۲۱۳۱) ہم سے احراق بن ابراءہم نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو ولید بن مسلم نے خبر دی، انہیں اوزاعی نے، انہیں زہری نے، انہیں سالم نے، اور ان سے ان کے باپ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ان لوگوں کو دیکھا جو انانج کے ڈھیر (بغیر تو لے ہوئے محض اندازہ کر کے) خرید لیتے ان کو مار پڑتی تھی۔ اس لئے کہ جب تک اپنے گھر نہ لے جائیں نہ پہچیں۔

(۲۱۳۲) ہم سے موکی بن اساعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ابن طاؤس نے، اور ان سے ان کے باپ نے، ان سے ابن عباس رض نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غله پر پوری طرح قبضہ سے پہلے اسے بیچنے سے منع فرمایا۔ طاؤس نے کہا کہ میں نے ابن عباس رض سے پوچھا کہ ایسا کیوں ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ یہ تو روپے کارروپوں کے بد لے بیچتا ہوا۔ جب کہ ابھی غله تو میعاد ہی پر دیا جائے گا۔

اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً زید نے دو من گیوں عمرو سے دو روپے کے بد لے خریدے اور عمرو سے یہ ٹھرا کر دو میئے بعد گیوں دے۔ اب زید نے وہی گیوں کبکے ہاتھ چار روپیہ کو بیچ ذاتے تو در حقیقت زید نے گیواد روپے کے بد لے بیچا۔ جو صرحاً سود ہے۔ کیونکہ گیوں کا ابھی تک وجود ہی نہیں وہ تو دو ماہ کے بعد ملیں گے اور روپیہ کے بد لے روپیہ بک رہا ہے۔

(۲۱۳۳) مجھ سے ابوالولید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے حضرت

۲۱۳۱ - حدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ

أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ  
الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ: ((رَأَيْتُ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ الطَّعَامَ  
مَجَازَةً لَّهُ يُضْرِبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ  
لَا أَنْ يَنْغُوهُ حَتَّى يُؤْوِهُ إِلَى رَحْالِهِ)).

۲۱۳۲ - حدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ  
حدَّثَنَا وَهِبَّةً عَنْ أَبْنِ طَاؤُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ  
أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهَى أَنْ يَبْيَعَ الرَّجُلُ طَعَاماً حَتَّى  
يَسْتَوِيقَهُ). قُلْتُ لِأَبْنِ عَبَّاسٍ: كَيْفَ ذَاكَ؟  
قَالَ: ذَرَاهُمْ بِذَرَاهِمَ وَالطَّعَامُ مُرْجَأً)).

[طرفة فی : ۲۱۳۵].

۲۱۳۳ - حدَّثَنِي أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حدَّثَنَا  
شَعْبَةَ قَالَ حدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ :

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے تھے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا،  
جو شخص بھی کوئی غلہ خریدے تو اس پر قبضہ کرنے سے پہلے اسے نہ  
یچے۔

(۲۳۳) ہم سے علی بن مذینی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان نے  
بیان کیا کہ عمرو بن دینار ان سے میان کرتے تھے اور ان سے زہری  
نے ان سے مالک بن اوس نے کہ انہوں نے پوچھا، آپ لوگوں میں  
سے کوئی بیع صرف (یعنی دینار، درہم، اشوف وغیرہ بدلتے کا کام) کرتا  
ہے۔ طلحہ نے کہا کہ میں کرتا ہوں، لیکن اس وقت کہ سکوں گا جب کہ  
ہمارا خزانی غلبہ سے آجائے گا۔ سفیان نے بیان کیا کہ زہری سے ہم  
نے اسی طرح حدیث یاد کی تھی۔ اس میں کوئی زیادتی نہیں تھی۔ پھر  
انہوں نے کہا کہ مجھے مالک بن اوس نے خود کہ انہوں نے عمر بن  
خطابؓ سے سنا۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے تھے کہ آپؐ  
نے فرمایا، سونا سونے کے بدلتے میں (خریدنا) سود میں داخل ہے۔ مگر یہ  
کہ نقد انقدر ہو۔ گیوں گیوں کے بدلتے میں (خریدنا پیچنا) سود میں داخل  
ہے مگر یہ کہ نقد انقدر ہو۔ کبھوک، کبھوک کے بدلتے میں سود ہے مگر یہ کہ  
نقد انقدر ہو۔ اور جو بجکے بدلتے میں سود ہے مگر یہ کہ نقد انقدر ہو۔

[طرفاہ فی : ۲۱۷۰، ۲۱۷۴]. اس حدیث سے یہ نکلا کہ جو اور گیوں علیہم السلام قسمیں ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ اور امام ابو حیفہ رضی اللہ عنہ اور امام احمد رضی اللہ عنہ اور جملہ

**باب غلے کو اپنے قبضے میں لینے سے پہلے بیچنا اور ایسی چیز کو  
بیچنا جو تیرے پاس موجود نہیں**

سُمِّعَتْ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ:  
قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَنْ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَعْتَدُ  
حَتَّى يَقْبضَهُ)). [راجح: ۲۱۲۴]

(۲۱۳۴) - حَدَّثَنَا عَلَيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِّيَانُ  
كَانَ عُمَرُ بْنُ دِينَارٍ يَحْدُثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ  
عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ عِنْدَهُ  
صَرْفٌ؟ لَقَالَ طَلْحَةُ: أَنَا، حَتَّى يَعْجِيَ  
خَازِنَنَا مِنَ الْفَاتِحَةِ. قَالَ سُفِّيَانُ هُوَ الَّذِي  
حَفِظَنَا مِنَ الزُّهْرِيِّ لَنَسَ فِيهِ زِيَادَةً،  
فَقَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ أَنَّهُ سَمِعَ  
عُمَرَ بْنِ الْخَطَابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَخْبِرُ  
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الذَّهَبُ بِالْوَرْقِ  
رِبَا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالْأَبْرُ بِالْأَبْرِ رِبَا إِلَّا هَاءَ  
وَهَاءَ، وَالشَّمْرُ بِالشَّمْرِ رِبَا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ،  
وَالشَّعْبُرُ بِالشَّعْبُرِ رِبَا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ)).

[طراہ فی : ۲۱۷۰، ۲۱۷۴].

**۵۵- بَابُ بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ  
، وَبَيْعُ مَا لَنَسَ عِنْدَكَ**

**لَشَرْحِ حَسَنٍ** باب کی حدیثوں میں اس چیز کی بیع کی مخالف نہیں ہے جو بائع کے پاس نہ ہو اور شاید امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس کو اس طرح  
نکال لیا کہ جب قبضے سے پہلے بیچنا درست نہ ہوا تو جو چیز اپنے پاس نہ ہو اس کا بھی بیچنا درست نہ ہو گا اور اس باب میں  
ایک صریح حدیث بھروسی ہے جس کو اصحاب سنن نے حکیم بن حرامؓ سے نکلا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اس چیز کو مت پہنچ جو  
تیرے پاس نہ ہو۔ اور شاید یہ حدیث حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کی شرط پر نہ ہوگی، اس وجہ سے اس کو نہ لاسکے۔ (وجیدی)

(۲۳۵) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان  
نے بیان کیا، کہا جو کچھ ہم نے عمرو بن دینار سے (من کر) یاد رکھا ہے  
(وہ یہ ہے کہ) انہوں نے طاؤس سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے ابن

(۲۱۳۵) - حَدَّثَنَا عَلَيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ  
حَدَّثَنَا سُفِّيَانُ قَالَ: الَّذِي حَفِظَنَا مِنَ  
عُمَرِ بْنِ دِينَارٍ سَمِعَ طَاؤُسًا يَقُولُ:

عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز سے منع فرمایا تھا، وہ اس غلہ کی بیع تھی جس پر ابھی قبضہ نہ کیا گیا ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، میں تو تمام چیزوں کو اسی کے حکم میں سمجھتا ہوں۔

سیفیتُ ابن عباسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
يَقُولُ: ((أَمَا الَّذِي نَهَى عَنْ النَّبِيِّ ﷺ فَهُوَ  
الطَّغَامُ أَنْ يَنْتَاعَ حَتَّى يَقْبَضَهُ). قَالَ ابن  
عَبَّاسٌ: وَلَا أَخْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا مِثْلَهُ)).

[راجع: ۲۱۳۲]

یعنی کہ کوئی بھی چیز جب خریدی جائے تو قبضہ کرنے سے پہلے اسے نہ بچا جائے۔

۲۱۳۶ - حدَثَنَا عبدُ اللهِ بْنُ مُسْلِمَةَ قَالَ (۲۱۳۶) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے تابع نے، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص بھی جب غلہ خریدے تو جب تک اسے پوری طرح اپنے قبضہ میں نہ لے لے، نہ بیچ۔ اساعیل نے یہ زیادتی کی ہے کہ جو شخص کوئی غلہ خریدے تو اس پر قبضہ کرنے سے پہلے نہ بیچے۔

حدَثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ ابْتَاعَ طَعَاماً فَلَا يَبْتَغِهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيهِ)). زَادَ إِسْمَاعِيلُ: ((مَنْ ابْتَاعَ طَعَاماً فَلَا يَبْتَغِهُ حَتَّى يَقْبَضَهُ)). [راجع: ۲۱۲۴]

۵۶ - بَابُ مَنْ رَأَى إِذَا اشْتَرَى طَعَاماً جَزَأَهَا أَنْ لَا يَبْتَغِهُ حَتَّى يَنْوِيهَ إِلَى رَحْلِهِ، وَالْأَدَبُ فِي ذَلِكَ

باب جو شخص غلہ کا ذہیر بن ماضی تو لے خریدے وہ جب تک اس کو اپنے ٹھکانے نہ لائے، کسی کے ہاتھ نہ بیچے اور اس کے خلاف کرنے والے کی سزا کا بیان

(۷) ۲۱۳۷ ہم سے بیکی بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہ مجھے سالم بن عبد اللہ بن عثیمین نے خبر دی، ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمد مبارک میں دیکھا۔ کہ لوگوں کو اس پر تنبیہ کی جاتی جب وہ غلہ کا ذہیر خرید کر کے اپنے ٹھکانے پر لانے سے پہلے ہی اس کو بیچ دلتے۔

حدَثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ قَالَ (۲۱۳۷) حدَثَنَا الْلَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبْنَى شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَبْنَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((لَقَدْ رَأَيْتَ النَّاسَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَنْتَاغُونَ [طرفاہ فی : ۲۲۵۶، ۳۸۴۳].

**لئے جائیں** حدیث سے یہ لکلا کہ حاکم اسلام بیع فاسد پر سزا دے سکتا ہے۔ امام مالک کا ذہب یہ ہے کہ جو چیز اندازے سے بن ماضی تو لے خریدی جائے اس کو بیچنے سے پہلے بیع سکتا ہے۔ اس حدیث سے ان کا رد ہوتا ہے۔

۵۷ - بَابُ إِذَا اشْتَرَى مَتَاعًا أَوْ ذَابَةً بَاب اگر کسی شخص نے کچھ اسباب یا ایک جانور خریدا اور

اس کو بائیٰ کے پاس رکھوادیا وہ اس باب تلف ہو گیا  
جانور مر گیا اور ابھی مشتری نے اس پر قبضہ نہیں کیا تھا۔

اور ان عمر رضی اللہ عنہما کے بیان کے وقت جو مال زندہ تھا اور بیع  
میں شریک تھا۔ وہ اگر تلف ہو گیا تو خریدار پر پڑے گا۔ (بائیٰ اس کا  
تاداں نہ دے گا)

(۲۱۳۸) ہم سے فروہ بن ابی مغراہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو علی بن  
مسرنے خردی، انہیں ہشام نے، انہیں ان کے باپ نے، اور ان  
سے عائشہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایسے دن (کی زندگی میں) ہستہ ہی کم  
آئے جن میں نبی کریم ﷺ صبح و شام میں کسی نہ کسی وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ  
کے گھر تشریف نہ لائے ہوں۔ پھر جب آپؐ کو مدینہ کی طرف بھرت  
کی اجازت دی گئی۔ تو ہماری گھبراہت کا سبب یہ ہوا کہ آپؐ (معمول  
کے خلاف اچانک) ظرکر کے وقت ہمارے گھر تشریف لائے۔ جب  
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آپؐ کی آمد کی اطلاع دی گئی تو انہوں نے بھی یہی  
کہا کہ نبی کریم ﷺ اس وقت ہمارے یہاں کوئی نئی بات پیش آنے  
ہی کی وجہ سے تشریف لائے ہیں۔ جب آپؐ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو  
آپؐ نے فرمایا کہ اس وقت جو لوگ تمہارے پاس ہوں ہوں انہیں ہٹا دو۔  
ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یہاں تو صرف میری یہی دو  
بیٹیاں ہیں یعنی عائشہ اور اسماء رضی اللہ عنہما۔ اب آپؐ نے فرمایا، کہ تمہیں  
معلوم بھی ہے مجھے تو یہاں سے نکلنے کی اجازت مل گئی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ  
نے عرض کیا، میرے پاس دو اونٹیاں ہیں جنہیں میں نے نکلنے ہی کے  
لئے تیار کر کھا تھا۔ آپؐ ان میں سے ایک لے لجھے۔ آپؐ نے فرمایا  
کہ اچھا، قیمت کے بد لے میں میں نے ایک اوپنی لے لی۔

حدیث سے یہ لکا کہ آخر حضرت ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے اس مطلب کے کوئی چیز خرید کر کے بائیٰ کے پاس رکھوادیا اس سے ثابت ہوا۔

باب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی بیع میں دخل  
اندازی نہ کرے اور اپنے بھائی کے بھاؤ لگاتے وقت اس

فوضوعہ عند الباائع، أو مات قبل أن  
يُفْضَلَ

وَقَالَ أَبْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: مَا  
أذْرَكَ الصُّفْقَةَ حِيَا مَجْمُوعًا فَهُوَ مِنَ  
الْمُبَتَاعِ.

۲۱۳۸ - حَدَّثَنَا فَوْزَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ  
قَالَ أَخْبَرَنَا عَلَى بْنُ مُسْبِحٍ عَنْ هَشَامٍ عَنْ  
أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ:  
((لَقِيلُ يَوْمٍ كَانَ يَأْتِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، إِلَّا  
يَأْتِي فِيهِ بَيْتٌ أَبِي بَكْرٍ أَخْدَدَ طَرَفَيِ الْهَمَارِ،  
فَلَمَّا أَذِنَ لَهُ فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْمَدِينَةِ  
لَمْ يَرْغَبْ إِلَّا وَقَدْ أَتَانَا ظَهِيرًا، فَخَبَرَ بِهِ أَبُو  
بَكْرٍ فَقَالَ: مَا جَاءَنَا النَّبِيُّ ﷺ فِي هَذِهِ  
السَّاعَةِ إِلَّا لِأَمْرِ حَدَثٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ  
قَالَ لِأَبِيهِ بَكْرٍ: أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ. قَالَ: يَا  
رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّمَا هُمَا ابْنَتَيِ، يَعْنِي عَائِشَةَ  
وَأَسْمَاءَ. قَالَ: أَشَعْرَنَتْ أَنَّهُ قَدْ أَذِنَ لِي فِي  
الْخُرُوجِ؟ قَالَ: الصَّحْبَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ.  
قَالَ الصَّحْبَةُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ  
عِنْدِي نَاقَتِنِ أَعْذَذُهُمَا لِلْخُرُوخِ، فَحَذَّ  
إِخْدَاهُمَا. قَالَ: قَدْ أَخْدَثْتَهُمَا بِالثَّمَنِ)).

[راجح: ۴۷۶]

۵۸ - بَابُ لَا يَبْيَعُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ ،  
وَلَا يَسُومُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ، حَتَّى

يَأْذِنُ لَهُ أَوْ يَتُرُكَ

کے بھاؤ کو نہ رکاڑے جب تک وہ احاظت نہ دے مایھوڑنہ

وے۔

**لشیح** یعنی پہلا بائع اگر اجازت دے کہ تم بھی اپنا مال اس خریدار کو بیٹھاؤ، پہنچو تو پہنچا دو رست ہے۔ اسی طرح اگر پہلا خریدار اس چیز کو چھوڑ کر چلا جائے نہ خریدے تو دوسرا کو اس کا خریدنا درست ہے ورنہ حرام ہے۔ امام او زانی نے کہا یہ امر مسلمان بھائی کے لئے خاص ہے۔ اور جسور نے اس کو عام رکھا ہے۔ کیونکہ یہ امراض میں سے بعید ہے کہ ایک شخص اپنا مسلمان بیٹھ رہا ہے یا کوئی شخص کچھ خرید رہا ہے ہم بھی میں جا کو دس۔ اور اس کا فائدہ نہ ہونے دس۔

(۲۱۳۹) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے، اور ان سے عبداللہ بن عمر عینہ تھا نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی شخص اپنے بھائی کی خرید و فروخت میں دخل اندازی نہ کرے۔

۲۱۴۰ - حدثنا إسماعيل قال: حدثني  
مالك عن نافع عن عبد الله بن عمر  
رضي الله عنهما أن رسول الله ﷺ قال:  
((لا يبئم بغضنك على يوم أخره)).

طراه في : [١٤٢، ٣٦٥]

(۲۱۴۰) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا، اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شری کسی دیناتی کامال و اسباب یچے اور یہ کہ کوئی (مسلمان خریدنے کی نیت کے بغیر دوسرے اصل خریداروں سے) بڑھ کر بولی نہ دے۔ اسی طرح کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے میں مداخلت نہ کرے۔ کوئی شخص (کسی عورت کو) دوسرے کے پیغام نکاح ہوتے ہوئے اپنا پیغام نہ بھیج۔ اور کوئی عورت اپنی کسی دینی بہن کو اس نیت سے طلاق نہ دلوائے کہ اس کے حصہ کو خود حاصل کر لے۔

٢١٤٠ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبٍ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ يَبْيَعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَا تَنَاجِشُوا، وَلَا يَبْيَعَ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعٍ أَخِيهِ، وَلَا يَخْطُبُ عَلَى حِطْبَةِ أَخِيهِ، وَلَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةَ طَلاقَ أَخْتِهَا لِكُفَّاً مَا فِي إِنَاثِهَا)).

اطرافہ فی : ۲۱۴۸، ۲۱۵۰، ۲۱۵۱، ۲۱۵۲

اطرافه في : ٢١٥١، ٢١٤٨، ٢١٥٠، ٢٧٢٨، ٢٧٢٣، ٢١٦٢، ٢١٦٠

### REFERENCES

**لشنیہ** لینی باہر والے جو غلے یا اشیاء باہر سے لاتے ہیں، وہ اکثر بستی والوں کے ہاتھ ستائیج کر گھروں کو پڑے جاتے ہیں۔ اب کوئی شرداں الا ان کو بہکائے، اور کہے ابھی نہ بخو، یہ مال میرے سپر کر دو، میں اس کو منگایج دوں گا۔ تو اس سے منع فرمایا، کیونکہ یہ بستی والوں کو نقصان پہنچانا ہے۔ اسی طرح کچھ لوگ حخن بھاڑ بھاڑنے کے لئے بولی چڑھادیتے ہیں۔ اور ان کی نیت خریدنے کی نہیں ہوتی۔ یہ سخت گناہ ہے اپنے دوسرے بھائی کو نقصان پہنچانا ہے۔ اسی طرح ایک عورت کے لئے کسی مرد نے پیغام نکاح دیا ہے تو کوئی دوسرا اس کو پیغام نہ دے کر یہ بھی اپنے بھائی کی حق تلفی ہے۔ اسی طرح کوئی عورت کسی شادی شدہ مرد سے نکاح کرنا چاہتی ہے، تو اس کو یہ جائز نہیں کہ اس کی پہلی موجودہ بیوی کو طلاق دلوانے کی شرط لگائے کہ اس بھن کی سخت حق تلفی ہے۔ اس صورت میں وہ

عورت اور مرد ہر دو گھنگار ہوں گے۔

### ٥٩- بَابُ بَيْعِ الْمُزَايَدَةِ

وَقَالَ عَطَاءُ: أَذْرَكْتُ النَّاسَ لَا يَرَوْنَ بِأَسَا  
بِيَعِ الْمَغَافِيمَ فَمَنْ يَرِنْدُ.

٢١٤١- حَدَّثَنَا يَشْرُبُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ  
أَخْبَرَنَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ  
الْمَكْتَبُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ  
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: (أَنَّ  
رَجُلًا أَعْنَقَ غَلَامًا لَهُ عَنْ ذَبْرٍ فَاخْتَاجَ،  
فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ يَشْرِنِيهِ  
مِنِّي؟)) فَاشْرَأَهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بِكَذَا  
وَكَذَا، فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ).

[أطراfe في : ٢٢٣، ٢٣٢١، ٢٤٠٣،  
٢٤١٥، ٢٥٣٤، ٦٧١٦، ٦٩٤٧]

٧١٨٦

**تَشْرِنِيهُ** نعيم بن عبد الله بن شرحبيل نے آٹھ سو درہم کا لیا، جب آخر پتہ تھا نے فرمایا، اس کو کون خریدتا ہے، تو یہ نیلام ہی ہوا۔ اور  
اس اعلیٰ کا اعتراض رفع ہو گیا کہ حدیث سے نیلام ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ اس میں یہ نہیں ہے کہ لوگوں نے مول بڑھانا  
شروع کیا، اور مدبر کی بیع کا جواز کلماً امام شافعی رضی اللہ عنہ اور ہمارے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے لیکن امام ابو حیفہ رضی اللہ عنہ اور  
امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک مدبر کی بیع درست نہیں ہے۔ تفصیل آرہی ہے۔

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :- لما ان تقدم في الباب قبله النهي عن السوم اراد ان بين موضع التحريرمه منه وقد اووضحته في الباب  
الذى قبله و ورد في البيع فيمن يزيد حدیث انس انه صلی الله عليه وسلم باع حلسا و قدحا و قال من يشتري هذا الحلس و القدح فقال  
رجل اخذتهما بدرهم فقال من يزيد على درهم فاعطاه رجل درهمين فبايعهما منه اخريجه احمد و أصحاب السنن مطلولا و مختصرا و  
اللطف للترمذى و قال حسن و كان المصنف اشار بالترجمة الى تضييف ما اخرجه البزار من حدیث سفيان بن وهب سمعت النبي صلی الله  
عليه وسلم ينهی عن بیع المزايدة فان في اسناده ابن لهيعة وهو ضعیف (فتح)

چونکہ پچھلے باب میں بجاوے پر بھاؤ بڑھانے سے نبی گزر پچلی ہے لذا مصنف "نے چاہا کہ حرمت کی وضاحت کی جائے اور میں اس  
سے پہلے باب میں اس پر کی وضاحت کر چکا ہوں۔ پہلی حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے نیلام کا بیان شروع فرمایا۔ اور اس کا جواز ثابت کیا۔  
اور اس بیع کے بارے میں انس بن شرحبیل سے ایک اور حدیث بھی مروی ہے کہ آخر پتہ تھا نے ایک پرانا مثال اور ایک پیالہ نیلام فرمایا۔  
اور ایک آدمی نے ان کی بولی ایک درہم لگائی۔ آپ کے دوبارہ اعلان پر دوسرے آدمی نے دو درہموں کی بولی لگادی۔ اور آپ نے ہر دو

چیز اس کو دے دیں۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے یہاں اشارہ فرمایا ہے کہ صندوقدار میں سخیان بن رجب کی روایت سے یہ حدیث موجود ہے جس میں نیلام کی بیچ سے مسافت وارد ہے وہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کی صندوق میں ابن ابی شعیب ہے جو ضعیف ہے۔

حضرت عطاء بن ابی رباح مشور ترین علمائیں ہیں۔ کنیت ابو محمد ہے جلیل التقدیر فتحیہ ہیں۔ آخر عمر میں بیٹھا ہو گئے تھے۔ امام اوزاعی کا قول ہے کہ ان کی وفات کے وقت ہر شخص کی زبان پر ان کا ذکر خیر تھا۔ اور سب ہی لوگ ان سے خوش تھے۔ امام احمد بن حبیل رضی اللہ عنہ نے علم کے خزانوں کا مالک حضرت عطاء بن ابی رباح کو بیٹھا جو جیشی تھے۔ علم اللہ کی دین ہے جسے ہے ہے وہ دے دے۔ سلمہ بن کمیل نے کہا، عطاء، طاؤس، مجید رحمہم اللہ وہ بزرگ ہیں جن کے علم کی غرض و غایت صرف خدا کی ذات تھی۔ ۸۸ سال کی عمر میں ۵۰۰ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔

**۶۰۔ باب النجاشٰ وَمَنْ قَالَ : لَا  
يَجُوزُ ذَلِكَ الْبَيْعُ  
اوَّرُ بَعْضٍ نَّفِيَ وَهُوَ كَادِيَنَےٰ كَيْمَاتَ بِدْعَاهَا كَيْمَاتَ ؟**

اور ابن ابی اوفی نے کہا کہ ”بهاش“ سود خوار اور خائن ہے۔ اور بخش فریب ہے، خلاف شرع بالکل درست نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ فریب دوزخ میں لے جائے گا اور جو شخص ایسا کام کرے جس کا حکم ہم نے نہیں دیا تو وہ مردود ہے۔

وَقَالَ ابْنُ أَبِي أَوْفَى : ((النَّاجِشُ أَكْلُ رِبَا  
خَائِنٌ)). وَهُوَ خِدَاعٌ بَاطِلٌ لَا يَحِلُّ.  
قالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((الْخَدِيفَةُ فِي النَّارِ، وَمَنْ  
عَمِلَ عَمَلًا لَّيْسَ عَلَيْهِ أَغْرَنَّا فَهُوَ رَدٌّ)).

**لشیخ** دھوکے کی بیچ یہ ہے کہ مثلاً پرندہ ہوا میں اڑ رہا ہے یا پھلی دریا میں جا رہی ہے یا ہر جگہ میں بھاگ رہا ہے۔ اس کو پکڑنے سے پلے بیچ ذاتے اسی طرح اس غلام یا لوٹھی کو جو بھاگ گیا ہو۔ اور اسی میں داخل ہے بیچ محدود اور جھوول کی اور جس کی تحریم پر قدرت نہیں۔ اور جل الجلد کی بیچ جالتی میں مسروج تھی۔ اس کی تحریر آگے خود حدیث میں آری ہے۔ ہب کی حدیث میں دھوکے کی بیچ کا ذکر نہیں ہے۔ مگر امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس کو جل الجلد کی مسافت سے کلال لایا۔ اس لئے کہ وہ بھی دھوکے کی ایک قسم ہے۔ ممکن ہے کہ او نہیں نہ بجتے یا اس کا جو پچیدا ہو وہ نہ بجتے۔ اور شاہید امام بخاری نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا جس کو امام احمد نے این مسعود اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے اور سلمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے سمل جہنم سے روایت کیا ہے۔ اس میں صاف یہ ہے کہ آخرت میں دھوکے کی بیچ سے منع فرمایا۔ بخش نے جل الجلد کی تحریر یہ کی ہے کہ کسی او نہیں کے حمل کے حمل کو فی الحال بیچ ذاتے مثلاً بیویوں کے کہ اس او نہیں کے پیش میں جو پچیدہ کے پچ کو میں نے تیرے ہاتھ بیجا۔ یہ بھی منع ہے۔ اسلئے کہ وہ محدود اور جھوول کی بیچ ہے۔ اور بیچ فریبین دھوکے کی بیچ میں داخل ہے۔

(وحیدی)

**۲۱۴۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ قَالَ**  
امام مالک نے بیان کیا، ان سے ثانی نے، اور ان سے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم  
**رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ :** ((نَبِيُّ النَّبِيِّ ﷺ، عَنِ  
الْبَيْعِ)). [طرفة فی : ۶۹۶۳].

**لشیخ** بخش خاص طور پر شکار کو بھر کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ یہاں ایک خاص مخصوص شرمی کے تحت یہ مستعمل ہے۔ وہ معلوم یہ کہ کچھ تاجر اپنے غلط گواہیت مقرر کر دستے ہیں جن کا کام یہی ہوتا ہے کہ ہر ممکن صورت میں خرید لے والوں کو دھوکہ

دے کر زیادہ قیمت وصول کرائیں۔ ایسے ایجٹ بعض دفعہ گاہک کی موجودگی میں اس چیز کا دام بڑھا کر خریدار بنتے ہیں۔ حالانکہ وہ خریدار نہیں ہیں۔ گاہک دھوکہ میں آکر بڑھے ہوئے داموں پر وہ چیز خرید لیتا ہے۔ الغرض یعنی میں دھوکہ فریب کی جملہ صورتیں سخت ترین گناہ کبیرہ کا درج رکھتی ہیں۔ شریعت نے سختی سے ان کو روکا ہے۔

### باب:- دھوکے کی بیع اور حمل کی بیع کا بیان

(۲۱۴۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنسی نے بیان کیا، انہیں امام مالک نے خردی، انہیں بیاع نے اور انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے حمل کے حمل کی بیع سے منع فرمایا۔ اس بیع کا طریقہ جاہلیت میں رائج تھا۔ ایک شخص ایک اونٹ یا اونٹنی بننے پھر اس کے پیٹ کی اونٹنی بروی ہو کر بنے۔

### ۶۱- بَابُ بَيْعِ الْغَرَرِ ، وَحَبْلِ الْحَبْلَةِ

۶۲- حَدَّثَنَا عَنْدَ اللَّهِ بْنِ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَنْ عَنْ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَىٰ عَنْ بَيْعِ حَبْلِ الْحَبْلَةِ ، وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَاعَنْهُ أَهْلُ الْجَاهْلِيَّةِ : كَانَ الرَّجُلُ يَتَنَاجِعُ الْجَزْوَرَ إِلَىٰ أَنْ تُتَسْجَعَ النَّاقَةُ، ثُمَّ تُتَسْجَعَ الْأُنْيَى فِي بَطْنِهَا)).

**لَشَرِيفِهِ** اسلام سے پہلے عرب میں یہ دستور بھی تھا کہ حمل کو بیع دیا جاتا۔ اس بیع کو دھوکے کی بیع قرار دے کر منع کیا گیا۔ حدیث بلا کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ کسی قرض وغیرہ کی مدت حاملہ اونٹ کے حمل کے پیدا ہونے پھر اس پر پیدا ہونے والی اونٹنی کے پچھے جتنے کی مدت مقرر کی جاتی تھی، یہ بھی ایک دھوکے کی بیع تھی، اس لئے اس سے بھی منع کیا گیا۔

### باب بیع ملامتہ کا بیان اور انس بن مثہن نے کہا کہ نبی کرم ﷺ نے

### ۶۲- بَابُ بَيْعِ الْمُلَامَسَةِ . قَالَ

نے اس سے منع فرمایا ہے

(۲۱۴۳) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہ مجھے عامر بن سعید نے خردی اور انہیں ابو سعید خدری بن عثیر نے خردی کہ رسول اللہ ﷺ نے متابذہ کی بیع سے منع فرمایا تھا۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ ایک آدمی بیچنے کے لیے اپنا کپڑا دوسرے شخص کی طرف (جو خریدار ہوتا) پھینتا اور اس سے پہلے کہ وہ اسے الٹے پلٹے یا اس کی طرف دیکھے (صرف پھینک دینے کی وجہ سے وہ بیع لازم سمجھی جاتی تھی) اسی طرح آخرحضرت ﷺ نے بیع ملامتہ سے بھی منع فرمایا۔ اس کا یہ طریقہ تھا کہ (خریدنے والا) کپڑے کو بغیر

آننس: نَهَىٰ عَنْهُ النَّبِيُّ

۶۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَقِيلٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ : ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَىٰ عَنِ الْمُنَابَذَةِ، وَهِيَ طَرْخُ الرَّجُلِ ثُوبَهُ بِالْأَنْتَيْعِ إِلَىٰ رَجُلٍ قَبْلَ أَنْ يَقْلَبَهُ أَوْ يَنْظُرَ إِلَيْهِ، وَنَهَىٰ عَنِ الْمُلَامَنَةِ لِمَنْ أَغْوَبَ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِ)). [راجح: ۳۶۷]

دیکھے صرف اسے چھوڑتا (اور اسی سے بیع لازم ہو جاتی تھی اسے بھی دھوکہ کی بیع قرار دیا گیا۔

(۲۱۳۵) ہم سے قتبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دو طرح کے لباس پہننے منع ہیں۔ کہ کوئی آدمی ایک ہی کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھے، پھر اسے موٹڑھے پر اٹھا کر ڈال لے (اور شرم گاہ کھلی رہے) اور دو طرح کی بیع سے منع کیا۔ ایک بیع ملامت سے اور دوسری بیع منابذہ سے۔

۲۱۴۵ - حَدَّثَنَا قُتْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ الْوَهَابِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((نَهَىٰ عَنِ الْبَسِطَيْنِ: أَنْ يَعْتَبِرِ الْوَجْلَ فِي التَّوْبَةِ الْوَاحِدَةِ، ثُمَّ يَرْفَعَهُ عَلَىٰ مَنْكِهِ وَعَنِ الْبَعْتَنِ: الْلَّمَاسِ، وَالْتَّبَادِ)).

[راجع: ۳۶۸]

**تَشْبِيهُ** اس روایت میں دوسرے لباس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ یعنی ایک ہی کپڑا سارے بدن پر اس طرح پیشناکہ ہاتھ وغیرہ کچھ باہر نہ نکل سکیں۔ نسائی کی روایت میں بیع ملامت کی تفسیروں مذکور ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے کہے میں اپنا کپڑا تیرے کپڑے کے عوض بیچتا ہوں اور کوئی دوسرے کا کپڑا نہ دیکھے صرف چھوئے۔ اور بیع منابذہ یہ ہے کہ مشتری اور ہائی میں یہ ٹھہرے کہ جو میرے پاس ہے وہ میں تیری طرف پھینک دوں گا اور جو تیرے پاس ہے وہ میری طرف پھینک دے۔ لہ اسی شرط پر بیع ہو جائے اور کسی کو معلوم نہ ہو کہ دوسرے کے پاس کتنا اور کیا مال ہے۔ (وحیدی)

باب بیع منابذہ کا بیان اور انس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے

### ۶۳ - بَابُ بَيْعِ الْمَنَابِذَةِ

وَقَالَ أَنَسُ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْهُ.

۲۱۴۶ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، وَعَنْ أَبِي الرَّنَادِ عَنْ الْأَغْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَىٰ عَنِ الْمُلَامِسَةِ وَالْمَنَابِذَةِ)).

[راجع: ۳۶۷]

(۲۱۳۷) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، ان سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، ان سے معمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عطاء بن یزید نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے دو طرح کے لباس سے منع فرمایا، اور دو طرح کی بیع ملامت اور منابذہ سے منع فرمایا۔

۲۱۴۷ - حَدَّثَنَا عَيَاشُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ الْأَغْلَى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْبَعْتَنِ وَعَنِ الْبَعْتَنِ: الْمُلَامِسَةِ

وَالْسَّنَادِيقَ). [راجع: ۳۶۷]

ترشیح گذشتہ سے پورستہ حدیث کے ذیل میں گذر چکی ہے۔ حضرت امام تخاری رض اس حدیث کو یہاں اس لئے لائے کہ اس میں  
بیع ملاس اور بیع منابذہ کی مخالفت نہ ہے۔

**باب اونٹ یا بکری یا گائے کے تھن میں دودھ جمع کر رکھنا  
بلکہ کو منع ہے۔**

اسی طرح ہر جاندار کے تھن میں (تاکہ دیکھنے والا زیادہ دودھ دینے والا  
جانور بھج کر اسے زیادہ قیمت پر خریدے) اور صراحتہ جائز ہے کہ  
جس کا دودھ تھن میں روک لیا گیا ہو، اس میں جمع کرنے کے لئے اور  
کئی دن تک اسے نکلا نہ گیا ہو، لفظ تصریح اصل میں پانی روکنے کے  
معنے میں بولا جاتا ہے۔ اسی سے یہ استعلیٰ ہے "صریح الماء" (یعنی  
میں نے پانی کو روک رکھا)

(۲۱۴۸) ہم سے بھی بن بکر نے بیان کیا، کما کہ ہم سے یاث بن سعد  
نے بیان کیا، ان سے جعفر بن ریبیہ نے ان سے عبد الرحمن بن ہرزل  
اعرج نے، ان سے ابو ہریرہ رض نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یعنی  
کے لیے) اونٹی اور بکری کے تھنوں میں دودھ کو روک کر نہ رکھو۔  
اگر کسی نے (دھوکہ میں آکر) کوئی ایسا جانور خرید لیا تو اسے دودھ  
دوئے کے بعد دونوں اختیارات ہیں۔ چاہے تو جانور کو روک کر لے اور  
چاہے تو واپس کر دے۔ اور ایک صاع کھجور اس کے ساتھ دودھ کے  
بدل دے دے۔ ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ ولید بن رباح اور موسیٰ بن یمار سے  
بواسطہ ابو ہریرہ رض نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ایک صاع کھجور ہی کی  
ہے۔ بعض راویوں نے ابن سیرین سے ایک صاع غله کی روایت کی  
ہے۔ اور یہ کہ خریدار کو (صورت مذکورہ میں) تمیں دن کا اختیار ہو گا۔  
اگرچہ بعض دوسرے راویوں نے ابن سیرین ہی سے ایک صاع کھجور  
کی بھی روایت کی ہے لیکن تمیں دن کے اختیار کا ذکر نہیں کیا۔ اور  
(تماں میں) کھجور دینے کی روایات ہی زیادہ ہیں۔

[راجح: ۲۱۴۰] لَا يُؤْذِي هُوَ يَأْكُلُ مِنْ أَنْ كَهْ دُودُهُ كَهْ دُودُهُ كَهْ دُودُهُ لونڈی ہو یا کہ می ان کے دودھ کے بدل ایک صاع نہ دیا جائے گا۔ اور حتابہ نے گدمی کے دودھ کے بدلے صاع دیا  
لازم نہیں رکھا۔ لیکن لونڈی میں انہوں نے اختلاف کیا ہے۔ اور جسور اہل علم، صحابہ اور تابعین اور مجتہدین نے باب کی

**٦٤ - بَابُ النَّهْيِ لِلْبَالِعِ أَنْ لَا يُحَقِّلَ  
الإِبَلَ وَالْبَقَرَ وَالْغَنَمَ**

وَكُلُّ مُحَفَّلَةٍ وَالْمُصَرَّأَةُ الَّتِي صَرُّيَّ لِتَهْنَأَ  
وَلَخِينَ لِيَهُ وَجَمِيعُ الْفَلَمْ يَخْلُبُ لَهُمَا وَأَصْنَلُ  
الْتَّصْرِيَةَ حِسْنُ الْمَاءِ ، يُقَالُ مِنْهُ: صَرَّيْتُ  
الْمَاءَ .

٢١٤٨ - حَدَّثَنَا أَبْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا  
الْأَنْثَى عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَغْرَجِ  
قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : ((لَا تُصَرِّرُوا الإِبَلَ وَالْغَنَمَ، فَمَنْ ابْتَاعَهَا  
بَغْدَ فَإِنَّهُ بَخِيرٌ النَّظَرِينَ بَغْدَ أَنْ يَحْتَلِبَهَا:  
إِنْ شَاءَ أَمْسِكْ وَإِنْ شَاءَ رَدْهَا وَصَانَعَ  
تَمْرَ)). وَيَذَكُرُ عَنِ أَبِي صَالِحٍ وَمُجَاهِدٍ  
وَالْأُولَيْوِ بْنِ رَبَاحٍ وَمُوسَى بْنِ يَسَارٍ عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : ((صَنَاعَ تَمْرَ)).  
وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، صَنَاعَ مِنْ  
طَعَامٍ وَلَفَوْ بِالنَّخْيَارِ ثَلَاثًا۔ وَقَالَ بَعْضُهُمْ  
عَنِ ابْنِ سِيرِينَ: ((صَنَاعَ مِنْ تَمْرَ)) وَلَمْ  
يَذَكُرْ ((ثَلَاثًا)) وَالْعَنْزُ أَكْثَرُ.

[راجح: ۲۱۴۰]

حدیث پر عمل کیا ہے کہ ابی صورت میں مشتری چاہے تو وہ جانور پھیر دے اور ایک صاع کھجور کا دودھ کے بدل دے دے۔ خواہ دودھ بست ہو یا کم۔ اور حنفیہ نے قیاس پر عمل کر کے اس صحیح حدیث کا خلاف کیا ہے اور کہتے کیا ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فیض نہ تھے۔ اس لئے ان کی روایت قیاس کے خلاف قول نہیں ہو سکتی۔ اور یہ کھلی دھینگا مشتبہ ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے حکم نقل فرمایا ہے اور لطف یہ ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جن کو حنفی فقہ اور اجتہاد میں امام جانتے ہیں، ان سے بھی ایسا یہ معمول ہے۔ اور شاید حنفیہ کو الزام دینے کے لئے امام بخاری رضی اللہ عنہ سے اس کے بعد عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے۔ اور خود حنفیہ نے بت سے مقاموں میں حدیث سے قیاس میں کو ترک کیا ہے۔ جیسے وضو بالذینہ اور قنفہ میں پھر بہل کیوں ترک نہیں کرتے۔ اور امام ابن قیم نے اس مسئلہ کے مال و ماعلیہ پر پوری پوری روشنی ڈالتے ہوئے حنفیہ پر کافلی روک دی کیا ہے۔

(۲۱۴۹) ہم سے مدد نے بیان کیا کہا ہم سے معتبر نے بیان کیا کہا

کہ میں نے اپنے باپ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ ہم سے ابو عثمان نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کما کہ جو شخص "مصرۃ" بکری خریدے اور اسے واپس کرنا چاہے تو (اصل مالک کو) اس کے ساتھ ایک صاع بھی دے۔ اور نبی کریم ﷺ نے قائل والوں سے (بومال بیچنے کو لایں) آگے بڑھ کر خریدنے سے منع فرمایا ہے۔

(۲۱۵۰) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا کہ ہم کو امام مالک نے خردی، انہیں ابو الزناد نے، انہیں اعرج نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، (تجاری) قاطلوں کی پیشوائی (ان کا سامان شر بخچنے سے پہلے ہی خرید لینے کی غرض سے) نہ کرو۔ ایک شخص کی دوسرے کی بیچ پر بیچ نہ کرے اور کوئی بخش نہ کرے اور کوئی شری بدوی کامل نہ بیچنے اور بکری کے تھن میں دودھ نہ روکے۔ لیکن اگر کوئی اس (آخری) صورت میں جانور خرید لے تو اسے دوہنے کے بعد دونوں طرح کے اختیارات ہیں۔ اگر وہ اس بیچ پر راضی ہے تو جانور کو روک سکتا ہے۔ اور اگر وہ راضی نہیں تو ایک صاع کھجور اس کے ساتھ دے کر اسے واپس کر دے۔

باب خرید اگر چاہے تو مصرۃ کو واپس کر سکتا ہے لیکن اس کے دودھ کے بدلہ میں (جو خریدار نے استعمال کیا ہے) ایک

صاع کھجور دے دے

(۲۱۵۱) ہم سے محمد بن عمرو نے بیان کیا کہا کہ ہم سے کی بن ابراہیم

قال: سَمِعْتُ أَبِيهِ يَقُولُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرَانَ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قال: ((مَنْ اشْتَرَ شَاءَ مُحَفَّلَةً فَرَدَهَا

فَلَيْزَدَ مَهْنَاهَا صَاغَا. وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ

تَلْقَى الْبَيْعَ)). [طرفة في : ۲۱۶۴].

(۲۱۵۰) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِيهِ الزَّنَادِ عَنِ الْأَغْرَجِ

عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ

الله ﷺ قَالَ: ((لَا تَلْقَوُ الرُّكْبَانَ ، وَلَا

يَبْيَغِي بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعٍ بَغْضٍ ، وَلَا

تَنَاجِشُوا ، وَلَا يَبْيَغِي حَاضِرٌ لِتَابِدٍ ، وَلَا

تُصْرِفُوا الْفَنَمَ ، وَمَنِ ابْتَاعَهَا فَهُوَ بِخَيْرِ

النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَخْتَلِهَا : إِنَّ رَضِيَّهَا

أَفْسَكَهَا ، وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَهَا وَصَاغَا مِنْ

تَمْرٍ)). [راجع: ۲۱۴۰].

(۶۵) بَابُ إِنْ شَاءَ رَدَ الْمُصْرَأَةَ ،

وَلَمْ يَحْلِيَّهَا صَاغَ مِنْ تَمْرٍ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرُو قَالَ

نے بیان کیا، انہیں ابن جریر نے خبر دی، کما کہ مجھے زیاد نے خبر دی کہ عبد الرحمن بن زید کے غلام ثابت نہیں انہیں خبر دی، کہ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیتے تاکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے ”نصرۃ“ کبھی خریدی اور اسے دوہا۔ تو اگر وہ اس معاملہ پر راضی ہے تو اسے اپنے لئے روک لے اور اگر راضی نہیں ہے تو (واپس کر دے اور) اس کے دو دھن کے بدلہ میں ایک صاع کھور دے دے۔

### باب زانی غلام کی بیع کا بیان۔

اور شرع محدث نے کما کہ اگر خریدار چاہے تو زنا کے عیب کی وجہ سے ایسے لوٹی غلام کو واپس پھیر سکتا ہے

کیونکہ یہ بھی ایک عیب ہے۔ شرع کی روایت کو سعید بن منصور نے وصل کیا۔ باب کی حدیث میں گو غلام کا ذکر نہیں۔ گرام بخاری رضی اللہ عنہ نے غلام کو لوٹی پر قیاس کیا۔ اور حنفیہ کے نزدیک لوٹی زنا سے پھیری جاسکتی ہے لیکن غلام نہیں پھیر جاسکتا۔ (۲۱۵۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کما کہ ہم سے لیٹ نے بیان کیا، کما کہ مجھے سعید مقبری نے خبر دی، ان سے ان کے باپ نے، اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیتے تاکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کوئی باندی زنا کرے اور اس کے زنا کا ثبوت (شرعی) مل جائے تو اسے کوڑے لگوائے، پھر اس کو لاعت طامت نہ کرے۔ اس کے بعد اگر پھر وہ زنا کرے تو پھر کوڑے لگوائے مگر پھر لاعت طامت نہ کرے۔ پھر اگر تیری مرتبہ بھی زنا کرے تو اسے بیع دے چاہے بال کی ایک رسی کے بدلہ ہی میں کیوں نہ ہو۔

حدَّثَنَا الْمُكْبِرُ فَيَقُولُ أَخْبَرَنَا أَبْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زِيَادٌ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيدٍ أَخْبَرَهُ اللَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنِ اشْتَرَى غَنِمًا مُصَرَّأً فَأَخْتَلَهَا، فَلَمْ رَضِيَّهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ سَخَطَهَا فَفَيَّ حَلَبَهَا صَاعَ مِنْ تَمْرٍ)). [راجح: ۲۱۴۰]

**۶۶ - بَابُ بَيْعِ الْعَبْدِ الزَّانِي**  
وَقَالَ شَرِيفٌ: إِنْ شَاءَ رَدَّ مِنَ الْوَتَنَ.

کیونکہ یہ بھی ایک عیب ہے۔ شرع کی روایت کو سعید بن منصور نے وصل کیا۔ اور حنفیہ کے نزدیک لوٹی زنا سے پھیری جاسکتی ہے لیکن غلام نہیں پھیر جاسکتا۔ (۲۱۵۲) ہدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ فَيَقُولُ حَدَّثَنَا الْأَلْبَثُ فَيَقُولُ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ الْمَقْبَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا زَنَتِ الْأُمَّةُ فَتَبَيَّنَ زَنَاهَا فَلْيَجِلَدُهَا وَلَا يَنْزَبُهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجِلَدُهَا وَلَا يَنْزَبُهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الْأُنْثَى فَلْيَغْفِفْهَا وَلَوْ بِحَلْبٍ مِنْ شَعْرٍ)).

[اطرافہ فی : ۲۱۵۳، ۲۲۳۳، ۲۲۳۴، ۶۸۳۷، ۲۵۰۵، ۶۸۳۹]

**۲۱۵۴، ۲۱۵۳ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ**  
حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ وَزِيدَ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَلَ عَنِ الْأُمَّةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُخْصِنْ

(۲۱۵۳) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کما کہ مجھے سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے، ان سے عبد اللہ بن عبد اللہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ کے رسول کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی غیر شادی شدہ باندی زنا کرے (تو اس کا کیا حکم ہے) آپ نے فرمایا کہ اسے کوڑے لگاؤ۔ اگر

پھر زنا کرے تو پھر کوڑے لگاؤ۔ پھر بھی اگر زنا کرے تو اسے بچ دو، اگرچہ ایک رسی ہی کے بدلے میں وہ فروخت ہو۔ ابن شاہب نے کماکر مجھے یہ معلوم نہیں کہ (بینچے کے لیے) آپ نے تیری مرتبہ فرمایا تھا یا چوتھی مرتبہ۔

قال: ((إِنْ زَانَ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إِنْ زَانَ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إِنْ زَانَ فَيُفْغِرُوهَا وَلَوْ بَصَفِيرٍ)). قال ابن شهاب: لَا أَذْرِي بَعْدَ الْفَالِيَةِ أَوِ الْوَابِعَةِ؟ [راجح: ۲۱۵۲]

[اطرافہ فی: ۲۲۳۲، ۲۵۰۶، ۶۸۳۸۔]

**لشیخ** ظاہر حدیث سے یہ لکھا ہے کہ اگر لوڈی محدث ہو تو اس کو سنگار کریں۔ حالانکہ لوڈی غلام پر بلا جماع رجم نہیں ہے کیونکہ خود قرآن شریف میں صاف حکم موجود ہے۔ (فَإِذَا أَخْصَنْتَ فَلَمْ يَأْتِنَ بِفَاحِشَةٍ فَلَمَّا هُنَّ يُضْلَعُونَ مَا عَلَى الْمُنْخَضَتِ مِنِ الْعَذَابِ۔) (التساء: ۲۵) اور رجم کا نصف نہیں ہو سکتا تو کوڑوں کا نصف مراد ہو گا۔ یعنی پچاس کوڑے مارو۔ بعض نے کام حدیث کا ترجمہ یوں ہے اگر لوڈی اپنے تین زنانے نہ بچائے اور زنا کرائے۔ (وحیدی)

### باب عورتوں سے خرید و فروخت کرنا۔

(۳۱۵۵) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا میں شعیب نے خبر دی، انسیں زہری نے، ان سے عروہ بن زبیر رض نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے (بریرہ رضی اللہ عنہ کے خریدنے کا) ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا تم خرید کر آزاد کر دو۔ ولاء تو اسی کی ہوتی ہے جو آزاد کرے۔ پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا۔ ”لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ (خرید و فروخت میں) ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کی کوئی اصل کتاب اللہ میں نہیں ہے۔ جو شخص بھی کوئی ایسی شرط لگائے گا جس کی اصل کتاب اللہ میں نہ ہو وہ شرط باطل ہو گی۔ خواہ سو شرطیں ہی کیوں نہ لگائے کیونکہ اللہ ہی کی شرط حق اور مضبوط ہے۔“ (اور اسی کا اعتبار ہے)

۶۸- بَابُ الْبَيْعِ وَالشَّرَاءِ مَعَ النِّسَاءِ  
۲۱۵۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عَزْرُوْنَةُ بْنُ الْزُّبَيْرِ:  
قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ((دَخَلَ عَلَيْنِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَتْ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: اشْتَرِي وَأَغْنِنِي لَأَنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْنَى ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْعَشِيِّ فَأَتَنِي عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: مَا بَالَ النَّاسِ يَشْتَرِطُونَ شَرُوطًا لَّيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟ مَنْ اشْتَرَطَ شَرُوطًا لَّيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ باطِلٌ، وَإِنْ اشْتَرَطَ مِائَةً شَرُوطًا، شَرُوطُ اللَّهِ أَحَقُّ وَأَوْتَقُ)). [راجح: ۴۰۶]

**لشیخ** اور حدیث میں جو شرطیں شعبہ رض نے بیان فرمائی ہیں وہ بھی اللہ ہی کی لگائی ہوئی ہیں۔ کیونکہ جو کچھ حدیث میں ہے وہ بھی اللہ ہی کا حکم ہے۔ یہ خطبہ آپ نے اس وقت سلیمان جب بریرہ رض کے مالک حضرت عائشہ رض سے یہ شرط لگاتے تھے کہ ہم بریرہ کو اس شرط پر بیچتے ہیں کہ اس کا ترک ہم لیں گے۔

(۳۱۵۶) ہم سے حسان بن ابی عباد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہام۔ بیان کیا، کہا کہ میں نے نافع سے نا، وہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت

۲۱۵۶- حَدَّثَنَا حَسَانٌ بْنُ أَبِي عَبَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ

کرتے تھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، بریرہ بن عثیمین کی (جو باندی تھیں) قیمت لگاری تھیں (تاکہ انہیں خرید کر آزاد کر دیں) کہ نبی کرم ﷺ نماز کے لئے (مسجد میں) تشریف لے گئے۔ پھر جب آپ تشریف لائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ (بریرہ بن عثیمین کے مالکوں نے تو) اپنے لئے ولاء کی شرط کے بغیر انہیں بچنے سے انکار کر دیا ہے، اس پر نبی کرم ﷺ نے فرمایا، کہ ولاء تو اسی کی ہوتی ہے جو آزاد کرے۔ میں نے نافع سے پوچھا کہ بریرہ بن عثیمین کے شوہر آزاد تھے یا غلام، تو انہوں نے فرمایا کہ بچنے معلوم نہیں۔

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما:  
 ((أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَأَوَّمَتْ  
 بَرِيرَةً، فَعَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَلَمَّا جَاءَ  
 قَاتَ: إِنَّهُمْ أَهْوَانِيَ أَنْ يَبْيَغُوهَا إِلَّا أَنْ  
 يَشْرُطُوا الْوَلَاءَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ  
 الْوَلَاءَ لِمَنْ أَغْنَى)). قَلَّتْ لِنَافِعٍ: حَرَا  
 كَانَ زَوْجَهَا أَوْ عَبْدَهَا؟ فَقَالَ: مَا يَدْرِينِي.  
 [أطراfe في : ٢١٦٩، ٢٥٦٢، ٦٧٥٢، ٦٧٥٩].

(انہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے جس سے عورتوں سے خرید و فروخت کرنے کا جواز لکھا)

**لکھنٹا** ان ہر دو احادیث میں حضرت بریرہ بن عثیمین کی اپنے مالکوں سے مکاتبت کا ذکر ہے لیکن غلام یا مالکی اپنی مالک سے طے کر لے کریں کہ اتنی مدت میں وہ اس قدر روپیہ یا کوئی جنس وغیرہ ادا کرے گا۔ اور اس شرط کے پورا کرنے کے بعد وہ آزاد ہو جائے گا۔ تو اگر وہ شرط پوری کر دی گئی اب وہ آزاد ہو گیا۔ بریرہ بن عثیمین نے بھی اپنے مالکوں سے ایسی ہی صورت طے کی تھی۔ جس کا ذکر انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیا۔ جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیکشت سارا روپیہ ادا کرنے کی پیش کش کی۔ اس شرط پر کہ بریرہ بن عثیمین کی ولاء حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قائم ہو اور مالکوں کو اس بارے میں کوئی مطالبة نہ رہے۔ ولاء کے معنی یہ کہ غلام آزاد ہونے کے بعد بھائی چارہ کا رشتہ اپنے سابقہ مالک سے قائم رکھے۔ خاندانی طور پر اسی کی طرف منسوب رہے۔ حتیٰ کہ اس کے مرثے پر اس کے ترک کا حقدار بھی اس کا سابقہ مالک ہی ہو۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پیش کش کو انہوں نے سلسلہ ولاء کے ختم ہو جانے کے خلاف سے منکور نہیں کیا۔ جس پر آخر حضرت ﷺ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا کہ یہ بھائی چارگی تو اس کے ساتھ قائم رہے گی جو اسے خرید کر آزاد کرے نہ سابق مالک کے ساتھ۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت بریرہ بن عثیمین کو خریدا اور آزاد کر دیا، اور سلسلہ ولاء سابقہ مالک سے توڑ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ قائم کر دیا گیا۔

اس حدیث سے بہت سے مسائل ثابت ہوتے ہیں۔ جن کا اخراج امام الفقیماء والحدیین حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہما میں جگہ جگہ کیا ہے۔

امام شوکلی اس سلسلہ میں مزید وضاحت یوں فرماتے ہیں۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد کان اعلم الناس ان اشتراط الولاء باطل واشہر ذالک بحث لا یخفی على اهل بریرہ فلما ارادوا ان یشترطوا ما تقدم لهم العلم ببطلانه اطلق الامر مریدا به التهدید کقوله تعالى (اعملوا ما شتم) فکانه قال اشتراط لهم الولاء فسيعلمون ان ذالک لا یتفهم و یوید هذا ما قاله صلی اللہ علیہ وسلم ذالک ما بال رجال یشرطون شروطاً الخ (نیل)

لیکن نبی کرم ﷺ خوب جانتے تھے کہ ولاء کی شرط باطل ہے۔ اور یہ اصول اس قدر مشترک ہو چکا تھا کہ اہل بریرہ سے بھی یہ حقیقت ہے تھا۔ پھر جب انہوں نے اس شرط کے بطلان کو جانتے کے باوجود اس کی اشتراط پر اصرار کیا تو آخر حضرت ﷺ نے تهدید کے طور پر مطلق امر فرمایا کہ بریرہ کو خرید لیا جائے، جیسا کہ قرآنی آیت (اعملوا ما شتم) (فصلت: ۳۰) میں ہے کہ تم عمل کرو جاؤ ہو۔ یہ

بلور تدبیر فرمایا گیا ہے۔ گویا آپ نے فرمایا کہ ان کے لئے ولاء کی شرط لگا لوہہ عنقیہ بجان لیں گے کہ اس شرط سے ان کو کچھ فائدہ حاصل نہ ہو گا۔ اور اس مفہوم کی تائید آپ ﷺ کی اس ارشاد سے ہوتی ہے جو آپؐ نے فرمایا۔ کہ لوگوں کا کیا حال ہے وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ سے ثابت نہیں ہیں۔ پس ایسی جملہ شروط باطل ہیں، خواہ ان کو لگا بھی لیا جائے مگر اسلامی قانون کی رو سے ان کا کوئی مقام نہیں ہے۔

### باب کیا کوئی شریٰ کسی دیساتی کا مسلمان کسی اجرت کے بغیر بیج سکتا ہے؟

اور کیا اس کی مدد یا اس کی خیر خواہی کر سکتا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے کسی سے خیر خواہی چاہے تو اس سے خیر خواہانہ معاملہ کرنا چاہئے۔ عطاہ رضی اللہ عنہ نے اس کی اجازت دی ہے۔

**لشیخ** امام بخاری رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ حدیث میں جو ممافحت آئی ہے کہ بیتی والا باہر والے کامال نہ بیچے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے اجرت لے کر نہ بیچے۔ اگر بلور امداد اور خیر خواہی کے اس کامال بیچ دے تو منع نہیں ہے۔ کیونکہ دوسرا حدیث میں مسلمان کی امداد اور خیر خواہی کرنے کا حکم ہے۔

(۲۱۵۷) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے، انسوں نے جریر رضی اللہ عنہ سے یہ سنًا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کی شادست پر کہ اللہ کے سوا کوئی معبد نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے اور (اپنے مقررہ امیر کی بات) سنبھلے اور اس کی اطاعت کرنے پر اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی بیعت کی تھی۔

### ۶۷- بَابُ هَلْ يَبْيَعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِغَيْرِ أَجْرٍ؟ وَهَلْ يُعِينُهُ أَوْ يَنْصَحِّهُ؟

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا اسْتَصْحَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلَا يَنْصَحِّ لَهُ)). وَرَجُلٌ فِيهِ عَطَاءٌ.

(۲۱۵۷) - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّاً بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ سَمِيقَةِ حَرَبِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((بَيَافِتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى شَهَادَةِ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَالسَّمْعَ وَالطَّاعَةِ، وَالصُّحْنُ لِكُلِّ مُسْلِمٍ)).

[راجح: ۵۷]

یہ حدیث کتاب الایمان میں بھی گذر چکی ہے۔ یہاں امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس سے یہ نکلا کہ جب ہر مسلمان کی خیر خواہی کا اس میں حکم ہے تو اگر بیتی والا باہر والے کامال بلا اجرت بیچ دے اس کی خیر خواہی کرے تو توبہ ہو گانہ کہ گناہ۔ اب اس حدیث کی تاویل یہ ہو گی جس میں اس کی ممافحت آئی ہے کہ ممافحت اس صورت میں ہے جب اجرت لے کر ایسا کرے۔ اور بیتی والوں کو نقصان پہنچانے اور اپنا فائدہ کرنے کی نیت ہو، یہ ظاہر ہے کہ انہا الاعمال بالنیات اور اگر شخص خیر خواہی کے لئے ایسا کر رہا ہے تو جائز ہے۔

(۲۱۵۸) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عمر نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن طاؤس نے، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (تجاری) قاتلوں سے آگے جا کر نہ ملا

(۲۱۵۸) - حَدَّثَنَا الصَّلَتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِيَّ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَاؤِسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ

کرو (ان کو منڈی میں آنے والے) اور کوئی شری، کسی دیساتی کا سامان نہ  
بیچ۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس پر میں نے ابن عباس رض سے پوچھا  
کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا کہ ”کوئی شری کسی دیساتی کا مال  
نہ بیچے“ مطلب کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ اس کا  
دلال نہ بنے۔

اللہ ﷺ : (لَا تَلْقُوا الرُّكْبَانَ ، وَلَا يَبْيَغُ  
حَاضِرٍ لِبَادِ)۔ قَالَ : نَفَّلْتُ لَابْنِ عَبَّاسٍ:  
مَا قَوْلُهُ : (لَا يَبْيَغُ حَاضِرٍ لِبَادِ؟) قَالَ : لَا  
يَكُونُ لَهُ سِمْسَارًا.

[طرفاہ فی: ۲۱۶۳، ۲۲۷۴]

اور اس سے دلائی کا حق نہ مرا کر بستی والوں کو نقصان نہ پہنچائے۔ اگر یہ دلال نہ بنتا تو شاید غربیوں کو غلہ ستمالتا۔ خفیہ نے کماکہ  
یہ حدیث اس وقت ہے جب غلہ کا قحط ہو۔ مالکیہ نے کہا عام ہے۔ ہمارے احمد بن خبل رض سے منقول ہے کہ ممانتت اس صورت  
میں ہے جب پانچ باتیں ہوں۔ جنگل سے کوئی اسباب بیچنے کو آئے، اس دن کے نزد پر بیچنا چاہیے، زرع اس کو معلوم نہ ہو۔ بستی والا  
قصد کر کے اس کے پاس جائے۔ مسلمانوں کو اس اسباب کی حاجت ہو، جب یہ پانچ باتیں پائی جائیں گی تو پنج حرام اور باطل ہو گی ورنہ  
صحیح ہو گی۔ (وحیدی)

سمسار اکی تشریع میں امام شوکانی فرماتے ہیں۔ بسینین مهملتین قال فی الفتح و هو فی الاصمل القيم بالامر والحافظ ثم استعمل فی  
متولی البيع والشراء لغيره۔ یعنی سمسار اصل میں کسی کام کے محافظ اور انجام دینے والے شخص کو کہا جاتا ہے اور اب یہ اس کے لئے  
مستعمل ہے جو خرید و فروخت کی تولیت اپنے ذمے لیتا ہے۔ جسے آج کل دلال کہتے ہیں۔

## ۶۹۔ بَابُ مَنْ كَرَهَ أَنْ يَبْيَغَ حَاضِرٌ بَابُ جِنُوْنٍ نَّاسِ مَكْرُوهٍ رَّحْكَاهُ كَوْئَى شَرِيٍّ آدِيٍّ كَسِيٍّ

لِبَادِ بَأْجَرِ

(۲۱۵۹) مجھ سے عبد اللہ بن صباح نے بیان کیا، کماکہ ہم سے ابو علی  
خنی نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن عبد اللہ بن دینار نے بیان  
کیا، کماکہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عمر  
رضی اللہ عنہمانے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی  
شری، کسی دیساتی کا مال بیچے۔ یہی ابن عباس رضی اللہ عنہمانے بھی کہا  
ہے۔

۲۱۵۹- حَدَّثَنِي عَنْدُهُ اللَّهُ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا أَبُو عَلَيْهِ التَّحْنَفِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
قَالَ: (نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَبْيَغَ  
حَاضِرٍ لِبَادِ) وَبِهِ قَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ.

ابن عباس رض کا قول اپر گزر اکر بستی والا باہروالے کا دلال نہ بنے۔ یعنی اجرت لے کر اس کا مال نہ بکوائے اور باب کا بھی یہی  
مطلوب ہے۔ امام شوکانی فرماتے ہیں واعلم انه کما لا یجوز ان لا بیبع الحاضر للبادی کذالک لا یجوز ان یشتري له الخ یعنی جیسے کہ شری  
کے لئے دیساتی کا مال بیچا منع ہے اسی طرح یہ بھی منع ہے کہ کوئی شری کسی دیساتی کے لئے کوئی مال اس کی اطلاع اور پسند کے بغیر  
خریدے۔ یہ جملہ احکامات درحقیقت اس لئے ہیں کہ کوئی شری کسی بھی صورت میں کسی دیساتی سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائے۔

## ۷۰۔ بَابُ لَا يَبْيَغُ حَاضِرٍ لِبَادِ بَابُ اس بیان میں کہ کوئی بستی والا باہروالے کے لئے دلائی کر کے مول نہ لے۔

بِالسَّمْسَرَةِ ،

وَكَرِهَهُ ابْنُ سِيرِينَ وَإِبْرَاهِيمُ الْتَّبَانِي  
وَلِلْمُشْتَرِي وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: إِنَّ الْعَرَبَ  
تَقُولُ بَعْلَى تَوْبَا ، وَهِيَ تَغْفِي الشَّرَاءَ .

اور ابن سیرین اور ابراہیم نجھی رحمہما اللہ نے یہیچے اور خریدنے والے  
دونوں کے لئے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔ اور ابراہیم نجھی رحمہما اللہ نے کہ  
کہ عرب کتنے ہیں بع لی تو بیان کیڑا خرید لے۔

مطلوب یہ ہے کہ حدیث میں جو لا بیع حاضر لیاد ہے، یہ بع اور شراء دونوں کو شامل ہے۔ جیسے شراء بائع کے سینے میں آتا ہے۔

قرآن میں ہے و شروعہ بعن بعس دراہم بعن باعوا ایسا یعنی باع بھی شری کے معنوں میں آتا ہے اور دونوں صورتیں منع ہیں۔

(۲۱۶۰) ہم سے کمی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابن جرجیع نے  
خبر دی، انہیں ابن شاہب نے، انہیں سعید بن مسیب نے، انہوں نے  
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا، کوئی شخص اپنے کسی بھائی کے مول پر مول نہ کرے۔ اور کوئی  
”نجاش“ نہ کرے، اور نہ کوئی شری، کسی دیسانی کے لئے یہیچے یا مول  
لے۔

أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ  
سَعِيدِ بْنِ الْمُسْتَبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَتَنَاعَدُ الْمَرْءُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلَا  
تَنَاجِشُوا ، وَلَا يَبْيَعُ حَاضِرٌ لِيَادِ)).

[راجح: ۲۱۴۰]

**لتبیح**  
الہیتم ان تبعوا او تبیاعوا لهم قال نعم بالغ یعنی ابن سیرین قال لقيت انس بن مالک فنفس لا بیع حاضر لیاد  
بھی دیسانی کے لئے نہ کچھ مال یہیچے نہ خریدے، انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ اور اس کی تائید اس حدیث نبوی سے بھی ہوتی ہے۔  
آپ نے فرمایا، دعوا الناس یرزق اللہ بعضهم من بعض یعنی لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑو، اللہ ان کے بعض کو بعض کے ذریعہ سے  
روزی رہاتا ہے۔

(۲۱۶۱) ہم سے محمد بن شنی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے معاذ بن معاذ نے  
بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عون نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین  
نے کہ انس بن مالک بھائی نے بیان کیا کہ ہمیں اس سے روکا گیا کہ  
کوئی شری کسی دیسانی کا مال تجارت یہیچے۔

باب پہلے سے آگے جا کر قافلے والوں سے ملنے کی ممانعت۔  
اور یہ بع رود کر دی جاتی ہے۔

کیونکہ ایسا کرنے والا جان بوجھ کر گنگار و خطکار ہے اور یہ ایک قسم کا  
فریب ہے جو جائز نہیں۔

**لتبیح**  
جب کہیں باہر سے غلہ کی رساد آتی ہے تو بعض بستی والے یہ کرتے ہیں کہ ایک دو کوس بستی سے آگے نکل کر راہ میں ان  
یوپاریوں سے ملتے ہیں اور ان کو دغا اور دھوکا دے کر بستی کا نزخ اترتا ہوا بیان کر کے ان کا مال خرید لیتے ہیں۔ جب وہ  
بستی میں آتے ہیں تو باہ کا نزخ زیادہ پاتے ہیں اور ان کو چکس دیا گیا ہے۔ حضرت امام مخاری رحمہما اللہ نے نزدیک ایسی صورت میں بع

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ الْمُسْتَبِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنَ عَنْ  
مُحَمَّدٍ قَالَ أَنْسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:  
(نُهِنَا أَنْ يَبْيَعُ حَاضِرٌ لِيَادِ)).

۷۱- بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَلْقَيِ الرُّكْبَانِ  
وَأَنْ يَبْيَعُ مَرْدُوذَةً

لأن صاحبہ عاص آئم إذا كان به عالماء،  
وهو خداع في البيع والخداع لا يجوز

**لتبیح**  
یوپاریوں سے ملتے ہیں اور ان کو دغا اور دھوکا دے کر بستی کا نزخ اترتا ہوا بیان کر کے ان کا مال خرید لیتے ہیں۔ جب وہ

باطل اور نغوی ہے۔ بعض نے کہا ایسا کہنا حرام ہے لیکن حق صحیح ہو جائے گی۔ اور ان کو اقتدار ہو گا کہ بستی میں آکر وہاں کا نزدیکی کر اس حق کو قائم رکھیں یا پuch کر داہیں۔ خنیہ نے کہا ہے کہ اگر قائلہ والوں سے آگے جا کر ملنا بستی والوں کو نقصان کا باعث ہو تب کمروہ ہے ورنہ نہیں۔

(۲۶۲۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ عمری نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم ﷺ نے (تجاری قاتلوں سے) آگے بڑھ کر ملنے سے منع فرمایا ہے۔ اور بستی والوں کو باہر والوں کا مال بیچنے سے بھی منع فرمایا۔

٢٦٦٢ - حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَشَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَابِ قَالَ حَدَّثَنَا عَيْنَدٌ أَنَّهُ عَنْ عَيْنَدِ اللَّهِ الْفَعْمَرِيِّ عَنْ سَعِينَدِ بْنِ أَبِيهِ سَعِينَدٍ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ التَّلْقَىِ، وَأَنْ يَبْيَعَ حَاضِرًا لِيَادِ)).

[راجع: ۲۱۴۰]

(۲۶۲۳) مجھ سے عیاش بن عبد الولید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد الاعلیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے محرنے میان کیا، ان سے ابن طاؤس نے، ان سے ان کے باپ نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس نے تھا سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کا مطلب کیا ہے کہ کوئی شری کسی دیساتی کامال نہ یہی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ اس کا دلال نہ بنے۔

٢٦٦٣ - حدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَىِ قَالَ حَدَّثَنَا مَغْمَرٌ عَنْ أَبْنِ طَاؤُوسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((سَأَلَتْ أَبْنَ عَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: مَا مَعْنَى قَوْلِهِ لَا يَبْيَعُ حَاضِرًا لِيَادِ؟ فَقَالَ: لَا يَكُونُ لَهُ سِيمْسَارًا)). [راجع: ۲۱۵۸]

(۲۶۲۴) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے تمکی نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جو کوئی دودھ جمع کی ہوئی بکری خریدے (وہ بکری پھیر دے) اور اس کے ساتھ ایک صلاغ دے دے۔ اور آنحضرت ﷺ نے قائلہ والوں سے آگے بڑھ کر ملنے سے منع فرمایا۔

٢٦٦٤ - حدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرْبَعَ قَالَ: حَدَّثَنِي التَّعْجِيُّ عَنْ أَبِيهِ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((مَنْ اشْرَى مَحْفَلَةً فَلَيْرَدُ مَهْمَهَا صَنَاعًا). قَالَ: وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ التَّلَقَىِ الْبَيْوَعِ)).

[راجع: ۲۱۴۹]

(۲۶۲۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو امام مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی، انہیں پافع نے اور انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص کسی دوسرے کی پیچ پر پافع نہ کرے۔ اور جو مال باہر سے آرہا ہواں سے آگے جا کر نہ ملے جب تک وہ بازار میں نہ آئے۔

٢٦٦٥ - حدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَبْيَعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا تَلْقَوَا السَّلْعَ حَتَّى يُهَبَطَ إِلَيْهَا إِلَى السُّوقِ)). [راجع: ۲۱۳۹]

**لیشیخ** پت پر بچ کا مطلب ظاہر ہے کہ ایک شخص کسی مسلمان بھائی کی دکان سے کوئی مال خرید رہا ہے ہم نے اسے جا کر بکانا شروع کر دیا کہ آپ یہاں سے یہ مال نہ لے جئے ہم آپ کو اور بھی ستاد لا دیں گے۔ اس قسم کی باتیں کرنا بھی حرام ہیں۔ ایسے ہی کہیں جا کر بھاؤ چڑھا رہا شخص خریدار کو نقصان پہنچانے کے لئے۔ حالانکہ خود خریدنے کی نیت بھی نہیں ہے۔ یہ سب کمر فریب اور دوسروں کو نقصان پہنچانے کی صورتیں ہیں جو سب حرام اور ناجائز ہیں۔

## ۷۲- بابِ مُتَهَّى التَّلْقَى بابِ قَالَ سے كتنی دور آگے جا کر ملنا منع ہے

امام بخاری **لیشیخ** کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ اس کی کوئی حد مقرر نہیں۔ اگر بازار میں آنے سے یہ ایک قدم بھی آگے جا کر ملا تو اس نے حرام کام کیا۔

(۲۲۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے جو یہ  
لیشیخ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عثیمین نے بیان کیا کہ  
ہم آگے قطفوں کے پاس خود ہی بیٹھ جیا کرتے تھے اور (شر میں پہنچنے  
سے پسلے بھی) ان سے غله خرید لیا کرتے۔ لیکن نبی کرم ﷺ نے  
ہمیں اس بات سے منع فرمایا کہ ہم اس مال کو اسی جگہ بیچیں جب تک  
انہاں کے بازار میں نہ لائیں۔ امام بخاری **لیشیخ** نے کہا کہ عبداللہ بن عمر  
نبی ﷺ کا یہ ملنا بازار کے بلند کنارے پر تھا۔ (جد ہر سے سوداگر آیا کرتے)  
اور یہ بات عبد اللہ کی حدیث سے نکلتی ہے۔ (جو آگے آتی ہے)

**لیشیخ** یعنی اس روایت میں جو مذکور ہے کہ عبداللہ بن عمر **لیشیخ** قائلہ والوں سے آگے جا کر ملے اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ بھتی  
لیشیخ سے کل کریہ تو حرام اور منع تھا۔ بلکہ عبداللہ بن عثیمین کا مطلب یہ ہے کہ بازار میں آجائے کے بعد اس کے کنارے پر ہم ان  
سے ملتے۔ کیونکہ اس روایت میں اس امر کی ممانعت ہے کہ غله کو جملہ خریدیں وہاں نہ بیچیں اور اس کی ممانعت اس روایت میں  
نہیں ہے کہ قائلہ والوں سے آگے بڑھ کر ملنا منع ہے۔ اسی حالت میں یہ روایت ان لوگوں کی دلیل نہیں ہو سکتی جنہوں نے قائلہ  
والوں سے آگے بڑھ کر ملنا درست رکھا ہے۔

(۲۲۷) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے بھی قطان نے بیان  
کیا، ان سے عبد اللہ نے، کہا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا، اور ان سے  
عبد اللہ بن عمر **لیشیخ** نے بیان کیا کہ لوگ بازار کی بلند جانب جا کر غله  
خریدتے اور وہیں بیچتے لگتے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس سے  
منع فرمایا کہ غله وہاں نہ بیچیں جب تک اس کو انہوں کردوسری جگہ نہ  
لے جائیں۔

۲۱۶۶ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ تَلْقَى الرُّكَبَانَ فَنَشَرِيَ مِنْهُمُ الطَّعَامَ، فَنَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنَّ نَبِيَّةً حَتْنِي يَبْلُغُ بِهِ سوقَ الطَّعَامِ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: هَذَا فِي أَغْلَى السُّوقِ، وَيَسِّيْنَةً حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ.

[راجح: ۲۱۲۳]

**لیشیخ** یعنی اس روایت میں جو مذکور ہے کہ حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْتَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانُوا يَبَاعُونَ الطَّعَامَ فِي أَغْلَى السُّوقِ فَيَبْشِّرُونَ فِي مَكَانِهِمْ، فَنَهَا مَنْ وَسَلَ اللَّهُ ﷺ أَنَّ يَبْشِّرُونَ فِي مَكَانِهِ حَتْنِي يَنْقُلُونَ)).

[راجح: ۲۱۲۴]

**لیشیخ** معلوم ہوا کہ جب قائلہ بازار میں آجائے تو اس سے آگے بڑھ کر ملنا درست ہے۔ بعض نے کہ بھتی کی حد تک آگے بڑھ

کر ملنا درست ہے۔ بحقیقی سے باہر جا کر ملنا درست نہیں۔ مالکیہ نے کہا کہ اس میں اختلاف ہے، کوئی کتاب ہے ایک میل سے کم آگے بڑھ کر ملنا درست ہے۔ کوئی کتاب ہے چھ میل سے کم پر، کوئی کتاب ہے دو دن کی راہ سے کم پر۔

### باب اگر کسی نے بیع میں ناجائز شرطیں لگائیں (تو اس کا کیا حکم ہے)

(۲۶۸) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا کہ ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے باپ عروہ نے، اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرے پاس بریرہ رضی اللہ عنہا (جو اس وقت تک باندی تھیں) آئیں اور کہنے لگیں کہ میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ چاندی پر مکاتبت کر لی ہے۔ شرط یہ ہوتی ہے کہ ہر سال ایک اوقیہ چاندی انہیں دیا کروں۔ اب آپ بھی میری کچھ مدد کر جئے۔ اس پر میں نے اس سے کہا کہ اگر تمہارے مالک یہ پسند کریں کہ یک مشت ان کا سب روپیہ میں ان کے لئے (ابھی) مسیا کر دوں اور تمہارا ترک میرے لئے ہو تو میں ایسا بھی کر سکتی ہوں۔ بریرہ رضی اللہ عنہا اپنے مالکوں کے پاس گئیں۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی تجویز ان کے سامنے رکھی۔ لیکن انہوں نے اس سے انکار کیا، پھر بریرہ رضی اللہ عنہا ان کے یہاں واپس آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے (عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں) بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے تو آپ کی صورت ان کے سامنے رکھی تھی مگر وہ نہیں مانتے بلکہ کہتے ہیں کہ ترکہ تو ہمارا ہی رہے گا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ بات سنی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ کو حقیقت حال خبر کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ بریرہ کو تم لے لو اور انہیں ترکہ کی شرط لگانے دو۔ ترکہ تو اسی کا ہوتا ہے جو آزاد کرے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کیا۔ پھر نبی کریم ﷺ امتح کر لوگوں کے مجمع میں تشریف لے گئے۔ اور اللہ کی حمد و شکر کے بعد فرمایا کہ اما بعد! کچھ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ وہ (خرید و فروخت میں) ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کی کتاب اللہ نہیں کوئی اصل نہیں ہے۔ جو کوئی شرط ایسی لگائی جائے جس کی اصل کتاب اللہ میں نہ ہو وہ باطل ہو گی۔ خواہ ایسی سو شرطیں کوئی کیوں نہ لگائے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم سب پر مقدم ہے اور اللہ کی شرط تین

۲۱۶۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هَشَامِ بْنِ عَزْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ ((جَاءَنِي بَرِيزَةَ فَقَالَتْ كَاتَبْتَ أَهْلِي عَلَى تِسْعَ أَوَاقِ فِي كُلِّ عَامِ أُوقِةً، فَأَعْيَنْتُنِي فَقَلَّتْ إِنْ أَحَبَّ أَهْلَكَ أَنْ أَعْذَّهَا لَهُمْ، وَيَكُونُ وَلَاؤُكَ لِي فَقُلْتُ فَذَهَبَتْ بَرِيزَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ قَاتِلُوكُمْ عَلَيْهَا، فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ فَقَالَتْ إِنِّي عَرَضْتُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، فَأَبْوَا إِلَّا أَنْ يَكُونُ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ((خَذِنِيهَا وَأَشْرِطْنِي لَهُمُ الْوَلَاءَ، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَ أَغْنَقَ)). فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَتَنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((أَمَا بَعْدُ مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْرِطُونَ شَرْوَطًا لَيَسَّرَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ، مَا كَانَ مِنْ شَرْوَطٍ لَيَسَرَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ باطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِنَ الْمَاةِ شَرْطٍ، فَضَاءَ اللَّهُ أَحَقُّ، وَشَرْطٌ اللَّهُ أَوْنَقُ، وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَغْنَقَ)).

[راجع: ۴۵۶]

بہت مضبوط ہے اور ولاء تو اسی کی ہوتی ہے جو آزاد کرے۔

(۲۱۶۹) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو امام مالک وحشی نے خردی، انہیں نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمر بن حنبل نے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ ایک باندی کو خرید کر آزاد کر دیں، لیکن ان کے مالکوں نے کہا کہ ہم انہیں اس شرط پر آپ کو نجی سکتے ہیں کہ ان کی ولاء ہمارے ساتھ رہے۔ اس کا ذکر جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس شرط کی وجہ سے تم قطعاً نہ رکو۔ ولاء تو اسی کی ہوتی ہے جو آزاد کرے۔

### باب کھجور کو کھجور کے بدله میں بیچنا

(۲۱۷۰) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے ابن شاب نے بیان کیا، ان سے مالک بن اوس نے، انہوں نے حضرت عمر بن حنبل سے سنا کہ بنی کشمیر نے فرمایا، یہوں کو گیوں کے بدله میں بیچنا سود ہے، لیکن یہ کہ سودا ہاتھوں ہاتھ ہو۔ جو کو جو کے بدله میں بیچنا سود ہے، لیکن یہ کہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔ اور کھجور کو کھجور کے بدله میں بیچنا سود ہے لیکن یہ کہ سودا ہاتھوں ہاتھ، نقد انقدر ہو۔

۲۱۶۹ - حدثنا عبد الله بن يوسف قال أخبرنا مالك عن نافع عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما: ((أن عائشة أم المؤمنين أرادت أن تشتري جارية فتعتقها، فقال أهلها: نيعتكها على أن ولاءها لنا. فذكرت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: لا يمنعك ذلك، فإنما الولاء لمن أنت)). [راجح: ۲۱۵۶]

### ۷۴- بابُ بَيْعِ التَّمْرِ بِالْتَّمْرِ

۲۱۷۰ - حدثنا أبو الوليد قال حدثنا الليث عن ابن شهاب عن مالك بن أوس سمع ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي ﷺ قال: ((البر بالبر ربنا إلا هاء، وهاء، والشعيير بالشعيير ربنا إلا هاء وهاء، والتصرم بالتصير ربنا إلا هاء وهاء)).

[راجح: ۲۱۳۴]

تشییر مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور نہک بیچنا نک کے بدله بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ۔ برعکس جب ان میں سے کوئی چیز اپنی جنس کے بدله بیچ جائے تو یہ ضروری ہے کہ دونوں ناپ قول میں برابر ہوں، نقد انقدر ہوں۔

### باب منقیٰ کو منقیٰ کے بدلوں اور انانچ کو انانچ کے

#### بدل بیچنا

(۲۱۷۱) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر بن حنبل نے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابدہ سے منع فرمایا، مزابدہ یہ کہ درخت پر گلی ہوئی کھجور خشک کھجور کے بدلوں میں مپ کر کے بیچ جائے۔ اسی طرح بیل پر لگے ہوئے انگور کو منقیٰ کے بدلوں میں بیچنا۔

۲۱۷۱ - حدثنا إسماعيل قال حدثنا مالك عن نافع عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما: ((أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن المزابدة. والمزابدة بيع التصرم بالتصير كيلا، وبيع الزبيب بالكرم كيلا)).

[اطرافہ فی : ۲۱۷۲، ۲۱۸۵، ۲۲۰۵].

**لشیح** یعنی وہ کھجور جو ابھی درخت سے نہ اتری ہو، اسی طرح وہ انگور جو ابھی ببل سے نہ توڑا گیا ہو اس کا اندازہ کر کے خلک کھجور یا منق کے بدل پہنچا دوست نہیں۔ کیونکہ اس میں کمی میش کا احتلال ہے۔

(۲۱۷۲) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہ ہم سے حماد بن زید نے ان سے ایوب نے، ان سے تافع نے اور ان سے این عمر بن حیات نے کہ نبی کسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاہدہ سے منع فرمایا۔ انہوں نے بیان کیا کہ مزاہدہ یہ ہے کہ کوئی شخص درخت پر کی کھجور سوکھی کھجوروں کے بدل مپ تول کریجے۔ اور خریدار کے اگر درخت کا پھل اس سوکھے پھل سے زیادہ نکلے تو وہ اس کا ہے۔ اور کم نکلے تو وہ نقصان بھروسے گا۔

(۲۱۷۳) عبداللہ بن عمر بن حیات نے بیان کیا کہ مجھ سے زید بن ثابت بیٹھنے نے بیان کیا کہ نبی کسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عربیا کی اجازت دے دی تھی جو اندازے ہی سے بیچ کی ایک صورت ہے۔

[اطرافہ فی : ۲۱۸۴، ۲۱۸۸، ۲۱۹۲، ۲۲۸۰].

**لشیح** ضرورت یہ تھی کہ لوگ خیرات کے طور پر ایک دو درخت کا میوه کسی محتاج کو دیتا کرتے تھے۔ پھر اس کا باخ میں گمراہی گمراہی آنا مالک کو ناگوار ہوتا۔ تو اس میوے کا اندازہ کر کے اتنی خلک میوے کے بدل وہ درخت اس فقیر سے خرید لیتے۔

### باب جو کے بدلتے جو کی بیچ کرنا

(۲۱۷۴) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہ ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شلب نے، اور انہیں مالک بن اوس بیٹھنے نے خبر دی کہ انہیں سوا شرفیاں بدلتی تھیں۔ (انہوں نے بیان کیا کہ) پھر مجھے طلح بن عبید اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا۔ اور ہم نے (اپنے معاملہ کی) بات چیت کی، اور ان سے میرا معاملہ طے ہو گیا۔ وہ سونے (اشرفیوں) کو اپنے ہاتھ میں لے کر اتنے پہنچنے لگے اور کہنے لگے کہ ذرا میرے خزانجی کو غابہ سے آ لینے دو۔ عمر بن زبیر بھی ہماری باتیں سن رہے تھے آپ نے فرمایا خدا کی قسم! جب تک تم طلح سے روپیہ لے نہ لو، ان سے جدا نہ ہوتا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سوچا

۲۱۷۲ - حدثنا أبو النعمان قال حدثنا  
حماد بن زيد عن أثيوب عن نافع عن ابن  
عمر رضي الله عنهما (أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَا  
عَنِ الْمُزَابِنَةِ . قَالَ: وَالْمُزَابِنَةُ أَنْ يَبْيَعَ  
الْمَرْبَكَيْنِ: إِنْ زَادَ فَلَيِ، وَإِنْ نَقَصَ  
فَلَعِلِيَّ). [راجع: ۲۱۷۱]

۲۱۷۳ - قَالَ: وَحَدَّثَنِي زَيْنُ الدِّينُ بْنُ ثَابَتٍ:  
(أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى خَصَنَ فِي الْغَرَابِ  
بِخَرْصِهَا)).

### ۷۶ - باب بیع الشعیر بالشعیر

۲۱۷۴ - حدثنا عبد الله بن یوسف قال  
أخبرنا مالك عن ابن شهاب عن مالك  
بن أوسي آخره (أَنَّهُ التَّمَسَ صَرْفًا بِهِمَةَ  
دِينَارٍ، فَدَعَانِي طَلْحَةُ بْنُ عَيْنِدِ اللَّهِ  
فَرَوَأَضَنَا، حَتَّى اضطَرَفَ مِنِي، فَأَخَذَ  
الْذَّهَبَ يَقْبَلُهَا فِي يَدِهِ فَمَمْ فَقَالَ: حَتَّى يَلْتَمِي  
خَازِنِي مِنَ الْمَاءِ، وَعَمَرُ يَسْمَعُ ذَلِكَ.  
فَقَالَ: وَاللَّهِ لَا تُفَارِقُهُ حَتَّى تَأْخُذَ مِنْهُ، قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِبَا

سو نے کے بدلہ میں اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتا ہے۔ گیوں گیوں کے بدلے میں اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتا ہے۔ جو جو کے بدلہ میں اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتا ہے اور کبھو، کبھو کے بدلہ میں اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتی ہے۔

إِلَّا هَاءُ وَهَاءُ، وَالْأَيْرُ بِالْأَيْرِ رِبَا إِلَّا هَاءُ  
وَهَاءُ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبَا إِلَّا هَاءُ وَهَاءُ،  
وَالثَّمُرُ بِالثَّمُرِ رِبَا إِلَّا هَاءُ وَهَاءُ).

[راجع: ۲۱۳۴]

**لِسْتَخْرَجَ** لفظ هاء و هاء کی لغوی تحقیق علاص شوکلی یوں فرماتے ہیں۔ (هاء و هاء) بالمد فیهمہ و فتح المہمہ و قفل بالکسر و قفل بالسکون والمعنی خذوهات و بقال هاء بكسر الہمہ بمعنى هات و بفتحها بمعنى خذ و قال ابن الاییر هاء و هاء هوان یقول کل واحد من البيعين هاء فيعطيه ما في يده و قال الخليل هاء كلمة تستعمل عند المناولة والمقصود من قوله هاء و هاء ان يقول كل واحد من المتعاقدين لصاحبه هاء فيتقابضان في المجلس (نيل)، خلاص مطلب یہ کہ لفظ هاء کے ساتھ اور همزہ کے فتح او بکسر و ہر دو کے ساتھ مستقل ہیں بعض لوگوں نے اسے ساکن بھی کہا ہے۔ اس کے معنی خذ (لے لے) اور ہات (بغنى لا) کے ہیں۔ اور ایسا بھی کہا گیا ہے کہ هاء همزہ کے کسر کے ساتھ ہات (لا) کے معنی میں ہے اور فتح کے ساتھ خذ (پکڑ) کے معنی میں ہے۔ این اثیر نے کہا کہ هاء و هاء کہ خرید و فروخت کرنے والے ہر دو ایک درست کو دیتے ہیں۔ خریدار روپے دیتا ہے اور آجر مال ادا کرتا ہے اس لئے اس کا ترجیح ہاتھوں ہاتھوں کیا گیا، گوایا ایک ہی مجلس میں ان ہر دو کا تقاضہ ہو جاتا ہے۔

### باب سونے کے بدلہ میں بچنا

(۲۱۷۵) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو اسماعیل بن علی نے خبر دی، کہا کہ مجھے بھی بن ابی اسحاق نے خبر دی، ان سے عبدالرحمن بن ابی بکر نے بیان کیا، ان سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سوتا، سونے کے بدلے میں اس وقت تک نہ پہنچو جب تک (دونوں طرف سے) برابر برابر (کی لیں دین) نہ ہو۔ اسی طرح چاندی، چاندی کے بدلہ میں اس وقت تک نہ پہنچو جب تک (دونوں طرف سے) برابر برابر نہ ہو۔ البتہ سوتا، چاندی کے بدل اور چاندی سونے کے بدل جس طرح چاہو

پہنچو۔

### ۷۷- بَابُ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ

(۲۱۷۶) حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلَيَّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمَّةُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَبْيَهُوا الْذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَاءٌ بِسَوَاءٍ، وَالْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ، إِلَّا سَوَاءٌ بِسَوَاءٍ، وَبِيَنْهَا الْذَّهَبُ بِالْفِضَّةِ وَالْفِضَّةُ بِالْذَّهَبِ كَيْفَ شِئْتُمْ)). [طرفة فی: ۲۱۸۲].

یعنی اس میں کمی بیشی درست ہے مگر ہاتھوں ہاتھ کی شرط اس میں بھی ہے ایک طرف نقد دوسری طرف ادھار درست نہیں۔ اور سونے چاندی سے عام مراد ہے سکوک ہو یا غیر سکوک۔

### باب چاندی کو چاندی کے بدلے میں بچنا

(۲۱۷۶) ہم سے عبید اللہ بن سحد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے پچانے بیان کیا، کہا ہم سے زہری کے بچتے نے بیان کیا، ان سے ان کے پچانے بیان کیا کہ مجھ سے سالم بن عبد اللہ وفات نے بیان کیا، ان

### ۷۸- بَابُ بَيْعِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ

(۲۱۷۶) حَدَّثَنَا عَبْيَدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمِّي قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ أَحْمَى الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

سے عبداللہ بن عمر بیٹھنے کے ابو سعید خدری بیٹھنے اسی طرح ایک حدیث رسول اللہ ﷺ کے حوالہ سے بیان کی (جیسے ابو مکہ بیٹھو یا حضرت عمر بیٹھ سے گزری) پھر ایک مرتبہ عبداللہ بن عمر بیٹھتی کی ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا، اے ابو سعید! آپ رسول اللہ ﷺ کے حوالہ سے یہ کون سی حدیث بیان کرتے ہیں؟ ابو سعید بیٹھ نے فرمایا کہ حدیث بعض صرف (یعنی روپیہ اشرفیاں بدلتے یا توزوانے) سے متعلق ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان سنا تھا کہ سونا سونے کے بدلہ میں برابر برابر ہی بیچا جا سکتا ہے اور چاندی چاندی کے بدلہ میں برابر برابر ہی بیچی جاسکتی ہے۔

(۲۱۷۶) ہم سے عبداللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا، کما کہ ہم کو امام مالک نے خردی، انہیں مافع نے اور انہیں ابو سعید خدری بیٹھنے نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سونا سونے کے بدلے اس وقت نہ پیچو جب تک دونوں طرف سے برابر برابر نہ ہو، دونوں طرف سے کسی کی یا زیادتی کو روانہ رکھو، اور چاندی کو چاندی کے بدلے میں اس وقت تک نہ پیچو جب تک دونوں طرف سے برابر برابر نہ ہو۔ دونوں طرف سے کسی کی یا زیادتی کو روانہ رکھو۔ اور نہ ادھار کو نقد کے بدلے میں پیچو۔

**لشیخ** اس حدیث میں حضرت امام شافعی کی جگت ہے کہ اگر ایک شخص کے دو سرے پر درہم قرض ہوں اور اس کے اس پر دینار قرض ہوں، تو ان کی بیع جائز نہیں، کیونکہ یہ بیع الکالی بالکالی ہے یعنی ادھار کے بدل بیچنا۔ اور ایک حدیث میں صراحتاً اس کی ممانعت وارد ہے۔ اور اصحاب سنن نے ابن عمر بیٹھنے سے نکلا کہ میں بقیع میں اونٹ بیچا کرتا تھا تو دیناروں کے بدل بیچتا اور درہم لیتا، اور درہم کے بدل بیچتا تو دینار لے لیتا۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے اس مسئلہ کو پوچھا، آپ نے فرمایا، اس میں کوئی تباہت نہیں ہے بشرطیکہ اسی دن کے زیر سے۔ اور ایک دوسرے سے بغیر لئے جدا نہ ہو۔

### باب اشرفی اشرفی کے بدلے ادھار بیچنا

(۲۱۷۸) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کما کہ ہم سے ضحاک بن مخلد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے ابن جریر نے بیان کیا، کما کہ مجھے عمرو بن دینار نے خردی، انہیں ابو صالح زیات نے خردی، اور انہوں نے ابو سعید خدری بیٹھ کو یہ کہتے سنا کہ دینار، دینار کے

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما  
أَنْ أَبَا سَعِيدٍ حَدَّدَهُ مِثْلَ ذَلِكَ حَدِّيْنَا عَنْ  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَقِيْهُ عَنْدَ اللَّهِ بْنِ عَمْرَةَ،  
فَقَالَ: يَا أَبَا سَعِيدٍ، مَا هَذَا الَّذِي تُحَدِّثُ  
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ أَبَا سَعِيدٍ فِي  
الصَّرْفِ سَيْفَتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:  
((الْذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَالْوَرْقُ  
بِالْوَرْقِ مِثْلًا بِمِثْلٍ)).

[طرفہ فی : ۲۱۷۷، ۲۱۷۸]

۲۱۷۷ - حَدَّيْنَا عَنْدَ اللَّهِ بْنِ يُوسُفَ قَالَ  
أَخْبَرَنَا مَايِّلَكَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ  
الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
ﷺ قَالَ: ((لَا تَبَيِّنُوا الْذَّهَبَ بِالْذَّهَبِ إِلَّا  
مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تُشَفِّعُوا بِعِصْمَهَا عَلَى بَعْضٍ،  
وَلَا تَبَيِّنُوا الْوَرْقَ بِالْوَرْقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ،  
وَلَا تُشَفِّعُوا بِعِصْمَهَا عَلَى بَعْضٍ، وَلَا تَبَيِّنُوا  
مِنْهَا غَارِبًا بِغَارِبٍ)). [راجع: ۲۱۷۶]

[لشیخ] اس حدیث میں حضرت امام شافعی کی جگت ہے کہ اگر ایک شخص کے دو سرے پر درہم قرض ہوں اور اس کے اس پر دینار

۷۹ - بَابُ بَيْعِ الدِّينَارِ بِالدِّينَارِ نِسَاءٌ  
۲۱۷۸ - حَدَّيْنَا عَلِيًّا بْنَ عَنْدَ  
اللَّهِ قَالَ حَدَّيْنَا الصَّحَّافَةَ بْنَ مَخْلِدَ قَالَ  
حَدَّيْنَا أَبْنَ جَرِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ  
دِينَارٍ أَنْ أَبَا صَالِحَ الرَّبِيعَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ

بسعَ آنَا سَعِيدُ الْخَدْرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
يَقُولُ: ((الَّذِي نَارٌ بِالَّذِي نَارٌ وَالَّذِي هُمْ  
بِالَّذِي هُمْ)). فَقَلَّتْ لَهُ: فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسَ لَا  
يَقُولُهُ. فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَسَأَلْتُهُ فَقَلَّتْ  
سَمْفَعَةً مِنَ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ وَجْدَنَةً فِي كِتَابِ  
اللَّهِ؟ قَالَ: كُلُّ ذَلِكَ لَا أَقُولُ، وَأَنْتَمْ  
أَعْلَمُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنِّي، وَلَكِنِّي  
أَخْبَرْتُنِي أَسَاطِةً أَنَّ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا رِبَّا  
إِلَّا فِي النَّبِيِّ ﷺ)). [راجح: ۲۱۷۶]

**لشیخ** حضرت عبد الله بن عباس رض کا مذہب یہ ہے کہ بیان اس صورت میں ہوتا ہے جب ایک طرف ادھار ہو۔ اگر لفڑ ایک درہم دو درہم کے بدله میں بیچے تو یہ درست ہے۔ ابن عباس رض کی دلیل وہ حدیث ہے لا ربوا الہی النسیۃ حضرت عبد الله بن عباس رض کے اس فتویٰ پر جب اعتراضات ہوئے تو انہوں نے کہا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ اللہ کی کتاب میں میں نے یہ مسئلہ پایا ہے، نہ یہ کہتا ہوں کہ آخہ حضرت رض سے سنا ہے۔ کیونکہ میں اس زمانہ میں پچھا اور تم جوان تھے۔ رات دن آپ کی صحبت پا برکت میں رہا کرتے تھے۔

قطلانی رض نے کہا کہ حضرت عبد الله بن عباس رض کے نتوے کے خلاف اب اجماع ہو گیا ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ محول ہے اس پر جب جس مختلف ہوں۔ جیسے ایک طرف چاندی دوسرا طرف سوتا یا ایک طرف گیوں اور دوسرا طرف ہوار ہو ایسی حالت میں کی یہی درست ہے۔ بعض نے کہا حدیث لا ربوا الہی النسیۃ منسوخ ہے بگر صرف احتیل سے فتح ثابت نہیں ہو سکتا۔ صحیح مسلم میں ابن عباس رض سے ہموئی ہے کہ نہیں ہے بیان اس بیچ میں جو ہاتھوں ہاتھ ہو۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت عبد الله بن عباس رض نے اس قول سے رجوع کر لیا تھا۔

امام شوکانی فرماتے ہیں وہ لوگ روی الحازمی رجوع ابن عباس و استھفارہ عنده ان سمع عمر بن الخطاب و ابنہ عبد الله بحدثان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما یدل علی تعریم وبالفضل و قال حفظتما من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالم احفظ و روی عنه الحازمی ايضا انه قال کان ذالک برای و هذا ابو سعید الخدری یحدثنی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فترکت ای حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم. الخ

لینی حازی نے حضرت ابن عباس رض کا اس سے رجوع اور استغفار لفٹ کیا ہے جب انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رض کو اور ان کے بیٹے سے اس بیچ کی حرمت میں فرمان رسالت ناقوت افسوس کے طور پر کہا کہ آپ لوگوں نے فرمان رسالت یاد رکھا، لیکن افسوس کہ میں یاد نہ رکھ سکا۔ اور بروائیت حازی انہوں نے یہ بھی کہا کہ میں نے جو کہا تھا وہ صرف میری رائے تھی، اور میں نے حضرت ابو سعید خدری رض سے حدیث نبوی سن کر اپنی رائے کو چھوڑ دیا۔

دیانتداری کا نقاضا بھی یہی ہے کہ جب قرآن یا حدیث کے صوص صریح سامنے آ جائیں تو کسی بھی رائے اور قیاس کو محبت نہ گردانا جائے۔ اور کتاب و سنت کو مقدم رکھا جائے حتیٰ کہ جلیل القدر ائمہ دین کی آراء بھی صوص صریح کے خلاف نظر ہیں ہے

نایتی ادب و احترام کے ساتھ آراء کے مقابلہ پر کتاب و سنت کو جگہ دی جائے۔ ائمہ اسلام حضرت امام ابو حنیفہ و امام شافعی و امام مالک و امام احمد بن حبیل رحمۃ اللہ علیہم سب کا یہ ارشاد ہے کہ ہمارے فتاویٰ کو کتاب و سنت پر پیش کرو، موافق ہوں قول کرو۔ اگر خلاف نظر آئیں تو کتاب و سنت کو مقدم رکھو۔ امام اندھ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلیل القدر کتاب مجده اللہ البالغہ میں ایسے ارشادات ائمہ کو کہنے جگہ نقل فرمایا ہے مگر صد افسوس کہ امت کا کثیر طبقہ وہ ہے جو اپنے اپنے حلقوں ارادوت میں جمود کا عنین سے شکار ہے اور وہ اپنے اپنے مزاعمہ مسلک کے خلاف قرآن مجید کی کسی بھی صاف صریح حدیث نبوی کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ حضرت حالی مرحوم نے ایسے ہی لوگوں کے حق میں فرمایا ہے۔

سدا الہ تحقیق سے دل میں مل ہے  
حدیثوں پر پڑھنے میں دین کا خلل ہے  
فتاویٰ پر ہاکل مدار عمل ہے  
ہر اک رائے قرآن کا نعم البدل ہے  
نہ ایمان بلق نہ اسلام بلق  
نظ رو گیا نام اسلام بلق

### باب چاندی کو سونے کے بدے ادھار بیچنا

(۸۱، ۸۲) ۲۱۸۰ء میں حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے حبیب بن ابی ثابت نے خبر دی، کہا کہ میں نے ابوالمنسیل سے سنائیں ہوں نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے بعض صرف کے متعلق پوچھا، تو ان دونوں حضرات نے ایک دوسرے کے متعلق فرمایا کہ کہ یہ مجھ سے بہتر ہیں۔ آخر دونوں حضرات نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کو چاندی کے بدے میں ادھار کی صورت میں بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

### ۸۰- بَابُ بَيْعِ الْوَرْقِ بِالْذَّهَبِ نَسِيْنَةٌ

۲۱۸۰- ۲۱۸۱ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَّةُ قَالَ أَخْبَرَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ سَوْفَتُ أَبَا الْمِنَاهَالَ قَالَ سَأَلْتُ أَبْرَاءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَيْنَدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَنِ الصَّرْفِ، فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَقُولُ: هَذَا خَيْرٌ مِنِي، فَكِلَّا لَهُمَا يَقُولُ: ((نَهَى رَسُولُ اللَّهِ عَنِ بَيْعِ الْذَّهَبِ بِالْوَرْقِ ذِيَّنَا)).

[راجع: ۲۰۶۱، ۲۰۶۰]

**لَشَبَّهَ** اگر اسے کسی بعض اسے کسے ساتھ ہو تو اس کو مقایہ کرتے ہیں۔ اگر اسے کسی نقد کے ساتھ ہو تو نقد کو من، اور اسے کسی عرض کیں گے۔ اگر نقد کے ساتھ ہو تو نقد کے ساتھ بدے یا چاندی کو چاندی کے ساتھ تو اس کو مراظلہ کرتے ہیں۔ اگر جس کا اختلاف ہو جیسے چاندی سونے کے بدے یا بالکل اس کو صرف کرتے ہیں۔ صرف میں کسی بیشی درست ہے مگر حلول یعنی ہاتھوں ہاتھ لین دین ضروری اور لازم ہے اور بعض میں دیر کرنی درست نہیں۔ اور مراظلہ میں تو برا بر برادر ہاتھوں ہاتھ دنوں باقی ضروری ہیں۔ اگر من اور عرض کی بعض ہو تو من یا عرض کے لئے میعاد کرنا درست ہے۔ اگر من میں

میعاد ہو تو وہ قرض ہے اگر عرض میں میعاد ہو تو وہ سلم ہے یہ دونوں درست ہیں۔ اگر دونوں میں میعاد ہو تو وہ بیع الکالنی بالکل نہیں ہے جو درست نہیں۔ (وجیدی)

### باب سونا، چاندی کے بد لے نقد ہاتھوں ہاتھ بچنا درست ہے

(۲۱۸۲) ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا کہ ہم سے عباد بن عوام نے، کما کہ ہم کو بیکی بن ابی اسحاق نے خبر دی، ان سے عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، اور ان سے ان کے باپ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے چاندی، چاندی کے بد لے میں اور سونا سونے کے بد لے میں بیچتے سے منع فرمایا ہے۔ مگر یہ کہ برابر برابر ہو۔ البتہ ہم سونا چاندی کے بد لے میں جس طرح چاہیں خریدیں۔ اسی طرح چاندی سونے کے بد لے جس طرح چاہیں خریدیں۔

### ۸۱- بَابُ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرْقِ يَدًا

بَيْدٌ

۲۱۸۲- حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَامَ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى  
بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ  
بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
((نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ  
وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلَّا سِوَاءً بِسِوَاءِ،  
وَأَمْرَنَا أَنْ نَتَبَاعَ الذَّهَبِ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ  
شِتَّا، وَالْفِضَّةِ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِتَّا)).

[راجح: ۲۱۷۵]

اس حدیث میں ہاتھوں ہاتھ کی قید نہیں ہے مگر سلم کی دوسری روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ہاتھوں ہاتھ یعنی نقد اندھہ ہونا اس میں بھی شرط ہے۔ اور بیع صرف میں بعض شرط ہونے پر علماء کا اتفاق ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ جب جس ایک ہو تو کی بیشی درست ہے یا نہیں، جسمور کا قول یہی ہے کہ درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

### ۸۲- بَابُ بَيْعِ الْمُزَابِنَةِ ، وَهِيَ بَيْعُ الثَّمْرِ بِالثَّمْرِ

وَبَيْعُ الزَّبَبِ بِالْكَرْمِ ، وَبَيْعُ الْعَرَابِيَّا  
قَالَ أَنَّسُ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْمُزَابِنَةِ  
وَالثَّمَحَافَلَةِ.

اور یہ خشک کھجور کی بیع درخت پر لگی ہوئی کھجور کے بد لے اور خشک اگور کی بیع تازہ اگور کے بد لے میں ہوتی ہے اور بیع عربیا کا بیان۔ انس رضی اللہ عنہ نے کما کہ نبی کرم ﷺ نے مزابنہ اور حاقدہ سے منع فرمایا ہے۔

اس کو خود امام بخاری رض نے آگے جل کر دصل کیا ہے، مزابنہ کے معنے تو معلوم ہو چکے۔ حاقدہ یہ ہے کہ انہی گیوں کمیت میں ہوں بالیوں میں اس کا اندازہ کر کے اس کو اترے ہوئے گیوں کے بد لے میں بیچ۔ یہ بھی منع ہے۔ حاقدہ کی تفسیر میں امام شوکانی فرماتے ہیں۔ قد اختلف في تفسيرها فمنهم من فسروا في الحديث فقال هو بيع الحقل بكيل من الطعام وقال ابو عبيده هو بيع الطعام في سبله والحقول الحمر و موضع الزرع. یعنی حاقدہ کی تفسیر میں اختلاف کیا گیا ہے۔ بعض لوگوں نے اس کی تفسیر اس کمیت سے کی ہے جس کی کمزی کمی کو اندازہ مقرر کے غلہ سے بیع ریا جائے۔ ابو عبيده نے کمادہ غلہ کو اس کی بالیوں میں بیچنا ہے۔ اور حقل کا معنی کمیت اور مقام زراعت کے ہیں۔ یہ بیع حاقدہ ہے جسے شرع محمدی میں منع قرار دیا گیا۔ کیونکہ اس میں جانبین کو نفع و نقصان کا احتمال قوی ہے۔

مزابدہ کی تفسیر میں حضرت امام ذکر کر رہا تھا ہیں والهزابت بالزای والموحدۃ والیون قال فی الفتح هی مفاعةلۃ من الزین بفتح الزای و سکون الموحدۃ و هو الدفع الشدید و منه سمیت العرب الزبون لشدة الدفع فبها و قیل للبيع المخصوص مزابدۃ کان کل واحد من المتباينین یدفع صاحبہ عن حقہ او لان احدہما اذا وقف مقابلہ من الین اراد دفع البیع لفسخه واراد الاخر دفعه عن هذه الارادة بامضاء البیع و قد فسرت بما فی الحديث اعنی بيع النخل باوساق من التمر و فسرت بهذا و ببيع العنبر بالزیب کما فی الصحيحین الخ (نیل) مزابدہ زدن سے باب مغایطہ کا مصدر ہے۔ جس کے معنی رفع شدید کے ہیں۔ اسی لئے لڑائی کا نام بھی زبون رکھا گیا۔ کیونکہ اس میں شدت سے ماغفت کی جاتی ہے اور یہ بھی کام کیا ہے کہ بیع مخصوص کا نام مزابدہ ہے۔ گواہینے والا اور لینے والا دونوں میں سے ہر شخص ایک درسے کو اس کے حق سے محروم رکھنے کی شدت سے کوشش کرتا ہے یا یہ معنی کہ ان دونوں میں سے جب ایک اس سودے میں غمین سے واقف ہوتا ہے تو وہ اس بیع کو فتح کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور دوسرا بیع کا فائز کر کے اسے اس امدادہ سے پاڑ رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور حدیث کی بھی تفسیر کرچکا ہوں۔ یعنی ترکبھوروں کو خلک بھوروں سے بیچنا اور انکوروں کو منتی سے بیچنا جیسا کہ صحیحین میں ہے۔

عبد الجالیل میں یہ نوع کے یہ جملہ نہ صوم طریقے جاری تھے۔ اور ان میں نفع و نقصان ہر دو کا قوی احتمال ہوتا تھا۔ بعض دفعہ لینے والے کے وارے نیارے ہو جاتے اور بعض دفعہ وہ اصل پوچھی کو بھی گزنا بیٹھتا۔ اسلام نے ان جملہ طریقہ بائیے یہ نوع کو کتنی سے منع فرمایا۔ آج کل ایسے دھوکہ کے طریقوں کی جگہ لاڑی، شہ، ریس وغیرہ نے لے لی ہے۔ جو اسلامی احکام کی روشنی میں نہ صرف ناجائز بلکہ سود و بیان کے وارے میں داخل ہیں۔ خرید و فروخت میں دھوکہ کرنے والے کے حق میں سخت ترین وحیدیں آئی ہیں، مثلاً ایک موقع پر آخرت سے فریباً تھا۔ من خشاللیس ما جو دھوکہ کا بازی کرنے والا ہے وہ ہماری است سے خارج ہے وغیرہ وغیرہ۔

پچ سلطان تاجر کا فرض ہے کہ امانت، دوامت، صداقت کے ساتھ کاروبار کرے، اس سے اس کو ہر قسم کی برکتیں حاصل ہوں گی اور آخرت میں انہیاء و صدیقین و شہداء و صالحین کا ساتھ نصیب ہو گا۔ جعلنا اللہ منهمنم این بارب العالمین

(۲۱۸۳) ہم سے بھی بن بکھر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹھ نے بیان کیا،  
ان سے عقیل نے، ان سے اہن شاہ نے، انیں سالم بن عبد اللہ  
نے خبر دی، اور انیں عبد اللہ بن عمر بن حفیظ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پھل (درخت پر کا) اس وقت تک نہ پتو جب تک اس کا پکا ہو نا  
نہ کمل جائے۔ درخت پر گلی ہوئی بھور کو خلک بھور کے بدالے میں  
نہ پتو۔

۲۱۸۴ - حدثنا يحيى بن بکھر قال  
حدثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب  
قال: أخبرني سالم بن عبد الله عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله ﷺ قال: ((لا تبِغُوا الشَّمْرَ حَتَّى يَنْدُو  
صلاحة، ولا تُبْغِوا الشَّمْرَ بِالْغَرِيبةِ)).

[راجع: ۱۴۸۶]

(۲۱۸۲) سالم نے بیان کیا کہ مجھے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی، اور انیں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہ بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع عربیہ کی تریا خلک بھور کے بدالہ میں اجازت دے دی تھی۔ لیکن اس کے سوا کسی صورت کی اجازت نہیں دی تھی۔

۲۱۸۴ - قال سالم: وأخبرني عبد الله  
عن زيد بن ثابت أن رسول الله  
ﷺ رخص بعد ذلك في بيع العربية  
بالرطب أو بالتمر. ولم يرخص في  
غيرة. [راجع: ۲۱۷۳]

**لَئِنْسَجِحَ** اسی طرح ترکھور خلک کھور کے بدل براہ بر بر بچا بھی تاجزہ ہے کیونکہ ترکھور سوکے سے وزن میں کم ہو جاتی ہے، جسور علاء کا یہی قول ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے جائز رکھا ہے۔ عربیا عربیہ کی جمع ہے۔ حنفیہ نے برخلاف جسور علاء کے عربیا کو بھی جائز نہیں رکھا کیونکہ وہ بھی مزاہدہ میں داخل ہے۔ اور ہم کہتے ہیں جمل مزاہدہ کی مافحت آئی ہے وہیں یہ مذکور ہے کہ آخرت میں لَئِنْسَجِحَ نے عربیا کی اجازت دے دی۔

(۲۱۸۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں تافع نے، انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاہدہ سے منع فرمایا، مزاہدہ درخت پر لگی ہوئی کھور کو نوٹی ہوئی کھور کے بدے ناپ کر اور درخت کے انگور کو خلک انگور کے بدے میں ناپ کر بینچے کو کہتے ہیں۔

(۲۱۸۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں داؤد بن حسین نے، انہیں ابن الی احمد کے غلام ابو سفیان نے، اور انہیں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاہدہ اور محافلہ سے منع فرمایا، مزاہدہ درخت پر کی کھور توڑی ہوئی کھور کے بدے میں خریدنے کو کہتے ہیں۔

(۲۱۸۷) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے محالویہ نے بیان کیا، ان سے شبیانی نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محافلہ اور مزاہدہ سے منع فرمایا۔

(۲۱۸۸) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے تافع نے، ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب عربیہ کو اس کی اجازت دی کہ اپنا عربیہ اس کے اندازے براہ برے کے بدل تجذیل کے۔

یعنی باغ والے کے ہاتھ۔ یہ صحیح ہے کہ عربیہ بھی مزاہدہ ہے مگر آخرت میں لَئِنْسَجِحَ نے اس کی اجازت دی۔ اس وجہ سے کہ عربیہ نہ

۲۱۸۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ كَفَى عَنِ الْمُزَاجَةِ. وَالْمُزَاجَةُ اشْتِرَاءُ التَّمْرِ بِالنَّفَرِ كَيْلًا، وَبَيْنَ الْكَرْمِ بِالرَّبِيبِ كَيْلًا)). [راجح: ۲۱۷۱]

۲۱۸۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ دَاؤُدَ بْنَ الْحَصَبِينِ عَنْ أَبِي سَفِيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَخْمَدَ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ كَفَى عَنِ الْمُزَاجَةِ وَالْمُحَالَةِ. وَالْمُزَاجَةُ اشْتِرَاءُ التَّمْرِ بِالنَّفَرِ لِرُؤُوسِ النَّخْلِ)).

۲۱۸۷ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مَعَاوِيَةَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((نَهَى النَّبِيُّ كَفَى عَنِ الْمُحَالَةِ وَالْمُزَاجَةِ)).

۲۱۸۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابَتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ : ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ كَفَى أَرْجَحَنِ لِصَاحِبِ الْغَرِبَةِ أَنْ يَبْيَغِهَا بِغَرْصِهَا)). [راجح: ۲۱۷۳]

خیرات کا کام ہے۔ اگر عرب میں یہ اجازت نہ دی جاتی تو لوگ کھور یا بیوے کے درخت مکینوں کو شر بنا چکھوڑ دیتے۔ اسلئے کہ اکثر لوگ یہ خیال کرتے کہ ہمارے بلغ میں رات بے رات مسکین گھٹتے رہیں گے۔ اور اسکے گھٹنے اور بے موقع آنے سے ہم کو تکلیف ہو گی۔

### باب درخت پر پھل، سونے اور چاندی کے بد لے بیچنا

(۲۱۸۹) ہم سے مجین بن سليمان نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، انہیں ابن حرثیج نے خردی، انہیں عطاہ اور ابو زہیر نے اور انہیں جابر بن عبد اللہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھور کے پکنے سے پکنے بیچنے سے منع کیا ہے اور یہ کہ اس میں سے ذرہ برا بر بھی درہم و دینار کے سوا کسی اور چیز (سوکھے پھل) کے بد لے نہ بیچنے جائے۔ البتہ عربی کی اجازت دی۔

### ۸۳- بَابُ بَيْعِ الشَّمْرِ عَلَى رُؤُوسِ النَّخْلِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

(۲۱۸۹) - حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ  
حَدَّثَنَا أَبْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبْنُ جُرْبِيجَ  
عَنْ عَطَاءٍ وَأَبْنِ الرَّوَيْبِيرِ عَنْ جَاهِيرِ رَضِيَ  
اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((نَهَى النَّبِيُّ ﷺ، عَنْ بَيْعِ  
الشَّمْرِ حَتَّى يَطْبِقَ، وَلَا يُبَاغِثْ شَيْءًا مِنْهُ إِلَّا  
بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ، إِلَّا الْعَرَابِيَّا)).

[راجع: ۱۴۷۷]

(۲۱۹۰) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ میں نے امام مالک سے سنا، ان سے عبد اللہ بن ریع نے پوچھا کہ کیا آپ سے داؤد نے سفیان سے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی تھی کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ دس یا اس سے کم میں بیع عربی کی اجازت دی ہے؟ تو انہوں نے کما کہ ہاں!

(۲۱۹۰) - حدَّثَنَا عَنْدُ اللهِ بْنِ عَنْدُ  
الْوَهَابِ قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكًا وَسَأَلَهُ عَنْبِيَّ  
اللهِ بْنِ الرَّبِيعِ: أَخْدَلَكَ دَاؤُدَّ عَنْ أَبِي  
شَفْيَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ  
النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ بِي بَيْعُ الْعَرَابِيَّا بِي خَمْسَةَ  
أَوْ سَبْعَ أَوْ دُوَنَ خَمْسَةَ أَوْ سَبْعَ قَالَ: نَعَمْ).

[طرفة بن : ۲۳۸۲].

**الشیخ** ایک وسیع سائچہ صاع کا ہوتا ہے۔ ایک صاع پونے چھ رطل کا۔ جیسا کہ اوپر گزدرا ہے اکثر خیرات اس کے اندر کی جاتی تو آپ نے یہ حد مقرر فرمادی، اب خنیہ کا یہ کہنا کہ عربیا کی حدیث منسخ ہے یا معارض ہے یا مازبدہ کی حدیث کے، صحیح نہیں کوئی کوئی شخص کے لئے تقدم تاخیر ثابت کرنا ضروری ہے۔ اور معارضہ جب ہوتا کہ مازبدہ کی نبی کے ساتھ عربیا کا استثناء نہ کیا جاتا۔ جب آخرت ﷺ نے مازبدہ سے منع فرماتے وقت عربیا کو مستثنیٰ کر دیا تو اب تعارض کہاں رہا۔

خلاف ابن حجر فرماتے ہیں۔ قال ابن المنذر ادعى الكوفيون ان بيع العرابيا منسوخ بنبيه صلی الله علیہ وسلم عن بيع الشمر بالتمر وهذا مردود لأن الذي روی النبی عن بيع الشمر بالتمر هو الذي روی الرخصة في العرابيا فثبتت النبی والرخصة معاملت وروایة سالم الماظبة في الباب الذي قبله تدل على ان الرخصة في بيع العرابيا وقع بعد النبی عن بيع الشمر بالتمر ولفظ عن ابن عمر مرفوعا ولا تبعوا التمسير بالتمر قال وعن زيد بن ثابت انه صلی الله علیہ وسلم رخص بعد ذلك في بيع العربیة وهذا هو الذي يقضيه لفظ الرخصة فانها تكون بعد منع وكل ذلك بقية الاحادیث التي وقع لها استثناء العرابیا بعد ذكر بيع الشمر بالتمر وقد قدلت ایضاً ذالك (فتح الباری)

یعنی بقول ابن منذر اہل کوفہ کا یہ دعویٰ کہ پیغ عربیا کی اجازت منسوخ ہے اس لئے کہ آخرت پر کی کھجوروں کو سوکھی کھجوروں کے بدلتے میں بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ اور اہل کوفہ کا یہ دعویٰ مردود ہے اس لئے کہ نبی کی روایت کرنے والے راوی ہی نے پیغ عربیا کی رخصت بھی روایت کی ہے۔ پس انہوں نے نبی اور رخصت ہردو کو اپنی اپنی جگہ ثابت رکھا ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ سالم کی روایت جو پیغ عربیا کی رخصت میں مذکور ہو چکی ہے وہ پیغ الشمر بالتمر کی نبی کے بعد کی ہے اور ان کے لفاظ ابن عمرؓ سے مرفوعاً یہ ہیں کہ نہ پتو (درخت پر کی) کھجور کو خشک کھجور سے۔ کما کہ زید بن ثابتؓ پتو سے مردی ہے کہ آخرت پتھر کے نام سے اس کے بعد پیغ عربیا کی رخصت دے دی، اور یہ رخصت مماثلت کے بعد کی ہے۔ اور اسی طرح بقایا احادیث ہیں جن میں پیغ الشمر بالتمر کے بعد پیغ عربیا کی رخصت کا مستثنی ہوتا نہ کہر ہے اور میں (ابن حجر) واضح طور پر پہلے بھی اسے بیان کر چکا ہوں۔

(۲۱۹۱) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کما ہم سے سفیان بن عبینہ نے بیان کیا، کما کہ تیجی بن سعید نے بیان کیا کہ میں نے بشیر سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سل بن ابی حتمہؓ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے درخت پر لگی ہوئی کھجور کو توڑی ہوئی کھجور کے بدلتے بیچنے سے منع فرمایا، البتہ عربیہ کی آپ نے اجازت دی کہ اندازہ کر کے یہ پیغ کی جاسکتی ہے کہ عربیہ والے اس کے بدل تازہ کھجور کھائیں۔ سفیان نے دوسری مرتبہ یہ روایت بیان کی، لیکن آخرت پتھر کے نام سے عربیہ کی اجازت دے دی تھی۔ کہ اندازہ کر کے یہ پیغ کی جاسکتی ہے، کھجور ہی کے بدلتے میں۔ دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ سفیان نے بیان کیا کہ میں نے تیجی سے پوچھا، اس وقت میں ابھی کم عمر تھا کہ مک کے لوگ کہتے ہیں کہ نبی کرم ﷺ نے عربیہ کی اجازت دی ہے۔ تو انہوں نے پوچھا کہ اہل مکہ کو یہ کس طرح معلوم ہوا؟ میں نے کہا کہ وہ لوگ جابرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ سفیان نے کہا کہ میری مراد اس سے یہ تھی کہ جابرؓ مدنیہ والے ہیں۔ سفیان سے پوچھا گیا کہ کیا ان کی حدیث میں یہ مماثلت نہیں ہے کہ پھلوں کو بیچنے سے آپ نے منع فرمایا جب تک ان کی پچٹکی نہ کھل جائے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔

تو حدیث آخر میں والوں ہی پر آکر نہیں، حاصل یہ ہے کہ تیجی بن سعید اور مکہ والوں کی روایت میں کسی قدر اختلاف ہے۔ تیجی بن سعید نے عربیا کی رخصت میں انداز کرنے کی اور عربیا والوں کی تازہ کھجور کھانے کی قید لگائی ہے۔ اور مکہ والوں نے اپنی روایات میں یہ قید بیان نہیں کی۔ بلکہ مطلق عربیہ کو جائز رکھا۔ خیر اندازہ کرنے کی قید تو ایک حافظ نے بیان کی ہے اس کا قبول کرنا واجب ہے لیکن کھانے کی قید محض واقعی ہے نہ احترازی (قطلانی) سفیان بن عبینہ سے ملنے والا کون تھا حافظ کرتے ہیں کہ مجھے اس کا نام

حدَّثَنَا سُفِيَّانُ قَالَ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ بُشَيْرًا قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ أَبِي حَمْمَةَ: (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الشَّمْرِ بِالثَّمْرِ، وَرَخْصَ فِي الْعَرَبِيَّةِ أَذْ تَبَاعُ بِعِرْصَهَا يَا كُلُّهَا أَهْلُهَا رُطْبَا - وَقَالَ سُفِيَّانُ مَرَّةً أُخْرَى: إِلَّا أَنَّ رَخْصَ فِي الْعَرَبِيَّةِ بِعِرْصَهَا أَهْلُهَا يَا كُلُّهَا رُطْبَا - قَالَ: هُوَ سَوَاءٌ. قَالَ سُفِيَّانُ فَقَلْتُ لِيَحْيَى وَأَنَا غَلَامٌ: إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ يَقُولُونَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخْصَ فِي بَيْعِ الْعَرَبِيَّةِ. فَقَالَ: وَمَا يَذْرِي أَهْلَ مَكَّةَ؟ قُلْتُ إِنَّهُمْ يَرْوُونَهُ عَنْ جَابِرٍ. فَسَكَتَ. قَالَ سُفِيَّانُ: إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنْ جَابِرًا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَيَّةِ. قَيْلَ لِسُفِيَّانَ: أَلَيْسَ فِيهِ ((نَهَى عَنْ بَيْعِ الشَّمْرِ حَتَّى يَنْدُوا صَلَاحَةً)) قَالَ: لَا. [طرفة في : ۲۳۸۴].

معلوم نہیں ہوا۔

### باب عربیہ کی تغیر کا میان

امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عربیہ یہ ہے کہ کوئی شخص اسکی بخشش ہاگاں اپنے باغ میں) دوسرا شخص کو کھجور کا درخت (بہرے کے طور پر) اور دے پھر اس شخص کا باغ میں آنا چاہا معلوم ہو، تو اس صورت میں وہ شخص ثوٹی ہوئی کھجور کے بد لے میں اپنا درخت (جسے وہ بہرہ کر چکا ہے) خرید لے اس کی اس کے لئے رخصت دی گئی ہے۔ اور ابن ادریس (امام شافعی) رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عربیہ جائز نہیں ہو تاگر پانچ و ستر سے کم میں (سو کھنچ کھجور ناپ کر ہاتھوں ہاتھ دے دے یہ نہیں کہ دونوں طرف اندازہ ہو۔ اور اس کی تائید سلیمان بن ابی حمہ رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی ہوتی ہے کہ و ستر نے ناپ کر کھجور دی جائے۔ لیکن اسحاق رضی اللہ عنہ نے اپنی حدیث میں تابع سے بیان کیا اور انہوں نے این عمر بیستا سے بیان کیا کہ عربیہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے باغ میں کھجور کے ایک دو درخت کسی کو عارضاً دے دے۔ اور زید بن سفیان بن حسین سے بیان کیا کہ عربیہ کھجور کے اس درخت کو کہتے ہیں جو مسکینوں کو لہدے دیا جائے۔ لیکن وہ کھجور کے کپنے کا انتظار نہیں کر سکتے تو آنحضرت ﷺ نے انہیں اس کی اجازت دی کہ جس قدر سو کھنچ کھجوروں کے بدلتے چاہیں اور جس کے ہاتھ چاہیں بخیج سکتے ہیں۔

(۲۱۹۲) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہما کہ ہم کو امام عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہما کہ ہمیں موسیٰ بن عقبہ نے انہیں تابع نے، انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے، انہیں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عربیہ کی اجازت دی کہ وہ اندازے سے پیچی جا سکتی ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہما کہ عربیا کچھ معین درخت جن کا میوہ تو اترے ہوئے میوے کے بدلتے چریدے۔

### ۸۴- باب تفسیر القرآن

وَقَالَ مَالِكٌ : الْعَرِيَّةُ أَنْ يَغْرِيَ الرَّجُلَ الرَّجُلَ تَخْلَةً ثُمَّ يَنَادِي بِدُخُولِهِ عَلَيْهِ فَرَخْصَ لَهُ أَنْ يَشْتَرِيهَا مِنْهُ بَسْمَرٍ . وَقَالَ ابْنُ إِذْرِيسَ : الْعَرِيَّةُ لَا يَكُونُ إِلَّا بِالْكَيْلِ مِنَ السَّمْرِ يَدْعَى بِهِ ، لَا يَكُونُ بِالْجِزَافِ . وَمِمَّا يَقُولُهُ قَوْلُ سَهْلٍ بْنِ أَبِي حَمْمَةَ بِالْأَوْسَطِ الْمُؤْسَفَةِ .

وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ فِي حَدِيثِهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : كَانَتِ الْعَرِيَّةُ أَنْ يَغْرِيَ الرَّجُلَ فِي مَالِهِ التَّخْلَةَ وَالْخَلْتَيْنِ . وَقَالَ زَيْنُ الدِّينُ عَنْ سُفْيَانَ بْنَ حُسْنِيْنَ : الْعَرِيَّةُ تَحْلُّ كَانَتْ تُوهَبُ لِلْمَسَاكِينِ فَلَا يَسْتَطِعُونَ أَنْ يَتَنَظِّرُوا بِهَا رُخْصَ لَهُمْ أَنْ يَبْيَعُوهَا بِمَا شَاؤُوا مِنَ السَّمْرِ .

۲۱۹۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَنْهُ اللَّهِ بْنِ الْمَبَارِكِ قَالَ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَفْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عَمْرٍو عَنْ زَيْنِ الدِّينِ ثَابِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْعَرِيَّةِ أَنَّ تَبَاعَ بِخَرْصِهَا كَيْلًا ) قَالَ مُوسَى بْنُ عَفْبَةَ : وَالْعَرِيَّةُ تَحْلَّ مَعْلَمَاتٍ تَأْتِيهَا فَتَشْتَرِيهَا .

[راجع: ۲۱۷۳]

**لشیخ** علامہ شوکانی رضیقہ عربیا کی تفصیل ان لفظوں میں پیش فرماتے ہیں۔ جمع عربیہ قال فی الفتح وہی فی الاصل عطیہ نمر النخل دون الرقبة کانت العرب فی الجدب نتطوع بذالک علی من لاثمرله کما یتطوع صاحب الشاة او الابل بالمنیحة وہی عطیہ اللین دون الرقبة (نیل) یعنی عربیا عربیہ کی جمع ہے اور دراصل یہ کھبور کا صرف پھل کسی محتاج مسکین کو عاریا بخشش کے طور پر دے دیا ہے۔ عربوں کا طریقہ تھا کہ وہ فقراء مساکین کو فصل میں کسی درخت کا پھل بطور بخشش دے دیا کرتے تھے جیسا کہ بکری اونٹ والوں کا بھی طریقہ رہا ہے کہ کسی غریب مسکین کے حوالہ صرف دورہ پینے کے لئے بکری یا اونٹ کر دیا کرتے تھے۔

آگے حضرت علامہ فرماتے ہیں واخراج الامام احمد عن سفیان بن حسین ان العرایا نحل توبہ للمساكین فلا یستطيعون ان یتظاروا بها فرخص لهم ان یبعوها بما شاء وامن التمر. یعنی عربیا ان کھبوروں کو کما جاتا ہے جو مساکین کو عاریا بخشش کے طور پر دے دی جاتی ہیں۔ پھر ان مساکین کو نکف دستی کی وجہ سے ان کھبوروں کا پھل پختہ ہونے کا انتظار کرنے کی تاب نہیں ہوتی۔ پس ان کو رخصت دی گئی کہ وہ جیسے مناسب جائیں سو کمی کھبوروں سے ان کا تقابلہ کر سکتے ہیں۔ وقال الجوهری هی النخلة التي یعریها صاحبها رجالاً محتاجاً بآن يجعل له ثمرها عاماً یعنی جو ہری نے کہا کہ یہ وہ کھبور ہیں جن کے پھلوں کو ان کے مالک کسی محتاج کو عاریا بخشش سال بھر کے لئے دے دیا کرتے ہیں۔ عربیا کی اور بھی بہت سی صورتیں بیان کی گئی ہیں تفصیل کے لئے فتح الباری کا مطالعہ ضروری ہے۔

علامہ شوکانی آخر میں فرماتے ہیں والحاصل ان کل صورۃ من صور العرایا وردبہا حدیث صحیح اویت عن اهل الشرع او اهل اللہ فہی جائزہ لدخولہا تحت مطلق الاذن والتخصیص فی بعض الاحدادیت علی بعض الصور لاينا فی مائبنت فی غيره یعنی یقین عربیا کی جتنی بھی صورتیں صحیح حدیث میں وارد ہیں یا اہل شرع یا اہل لفت سے وہ ثابت ہیں وہ سب جائز ہیں۔ اسلئے کہ وہ مطلق اذن کے تحت دا فل ہیں۔ اور بعض احادیث بعض سورتوں میں جو بطور نفس وارد ہیں وہ ان کے متعلق نہیں ہیں۔ جو بعض ان کے غیرے ثابت ہیں۔ یقین عربیا کے جواز میں اہم پہلو غریباء مساکین کا مفاد ہے جو اپنی نکف دستی کی وجہ سے پھلوں کے پختہ ہونے کا انتظار کرنے سے محدود ہیں۔ ان کو فی الحال شکر پر کی ضرورت ہے۔ اس لئے ان کو اس یقین کے لئے اجازت دی گئی۔ ثابت ہوا کہ عقل صحیح بھی اس کے جواز یہی کی تائید کرتی ہے۔

سنہ میں مذکورہ بزرگ حضرت نافع سرجس کے بیٹے عبد اللہ بن عمر ہبیث کے آزاد کردہ ہیں۔ یہ دلیل تھے اور اکابر تابعین سے ہیں۔ ابن عمر ہبیث اور ابو سعید ہبیث سے حدیث کی ساعت کی ہے۔ ان سے بہت سے لوگوں نے جن میں زہری اور امام مالک بھی ہیں۔ روایت کی ہے۔ حدیث کے بارے میں شریت یافتہ لوگوں میں سے ہیں۔ نیزان شفہ راویوں میں سے جن کی روایت پر کمل اختاد ہوتا ہے۔ اور جن کی روایت کردہ احادیث پر عمل کیا جاتا ہے حضرت عبد اللہ بن عمر ہبیث کی حدیثوں کا بڑا حصہ انہی پر موقوف ہے۔ امام مالک ہبیث فرماتے ہیں کہ جب میں نافع کے واسطے سے حدیث سن لیتا ہوں تو پھر کسی اور راوی سے سننے کے لئے بے فکر ہو جاتا ہوں۔ نے اس میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔

## ۸۵- بَابُ يَقِنَّ الشَّمَارَ قَبْلَ أَنْ يَتَدْرُجَ حَسَلَاحُهَا

سیوے کی یقین پیشی سے پسلے ابن ابی الحی اور ثوری کے نزدیک مطلق باطل ہے۔ بعض نے کہا جب کاٹ لینے کی شرط کی جائے باطل ہے ورنہ باطل نہیں۔ امام شافعی اور احمد اور جمیور علماء کا یہی قول ہے۔

۲۱۹۳ - وَقَالَ النَّبِيُّ عَنْ أَبِي الزَّنَادِ: (۲۱۹۳) لیث بن سعد نے ابو زنا و عبد اللہ بن ذکوان سے نقل کیا کہ کان غزوہ بن الزبیر یحدث عن سهفل بن عروہ بن زبیر، بن حارثہ کے سل بن ابی حمزة النصاری ہبیث سے نقل کیا کہ

کرتے تھے اور وہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگ پھلوں کی خرید و فروخت (درختوں پر کپنے سے پسلے) کرتے تھے۔ پھر جب پھل توڑنے کا وقت آتا اور مالک (قیمت کا) تقاضا کرنے آتے تو خریدار یہ عذر کرنے لگتے کہ پسلے ہی اس کا گابھا خراب اور کالا ہو گیا اس کو بیماری ہو گئی یہ تو گھر گیا پھل بستہ کم آئے۔ اسی طرح مختلف آفتوں کو بیان کر کے مالکوں سے جھگڑتے (آ) کہ قیمت میں کمی کرایں (ب) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس طرح کے مقدمات بکثرت آنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ جب اس طرح کے جھگڑے ختم نہیں ہو سکتے تو تم لوگ بھی میوہ کے پکنے سے پسلے ان کو نہ بیچا کرو۔ گویا مقدمات کی کثرت کی وجہ سے آپ نے یہ بطور مشورہ فرمایا تھا۔ خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے باغ کے پھل اس وقت تک نہیں بیچتے جب تک شریا نہ طلوں ہو جاتا اور زردی اور سرخی ظاہر نہ ہو جاتی۔ ابو عبد اللہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا کہ اس کی روایت علی بن بحر نے بھی کی ہے کہ ہم سے حکام بن سلم نے بیان کیا، ان سے عبسہ نے بیان کیا، ان سے زکریا نے، ان سے ابوالزناد نے، ان سے عروہ نے اور ان سے سل بن سعد رضی اللہ عنہ نے اور ان سے زید بن ثابت نے

قطلانی نے کہا شاید آپ نے پسلے یہ حکم بطریق صلاح اور مشورہ دیا ہو جیسا کہ کالمشورة بیشیر بھا کے لفظ بتا رہے ہیں۔ پھر اس کے بعد قطعاً منع فرا دیا۔ جیسے این عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ اور اس کا قرینہ یہ ہے کہ خود زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں اپنا میوہ پچنگی سے پسلے نہیں بیچتے تھے۔ شریا ایک تارہ ہے جو شروع گرمی میں صح کے وقت لکھتا ہے۔ جاز کے ملک میں اس وقت سخت گرمی ہوتی ہے۔ اور پھل میوہ پک جاتے ہیں۔

(۲۱۹۴) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں نافع نے، انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پختہ ہونے سے پسلے پھلوں کو بیچنے سے منع کیا تھا۔ آپ کی ممانعت بیچنے والے اور خریدنے والے دونوں کو تھی۔

أَبِي حُمَّةَ الْأَنْصَارِيَّ مَنْ بَنَى حَارَّةَ أَنَّهُ حَدَّهُ عَنْ رَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ النَّاسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَتَسَاغُونَ الشَّمَارَ فَإِذَا جَذَ النَّاسُ وَحَضَرَ تَفَاضِلِهِمْ قَالَ الْمُتَبَاعُ: إِنَّهُ أَصَابَ الشَّمَرَ الدُّمَانَ، أَصَابَةَ مَرَاضٍ، أَصَابَةَ قُشَّامٍ - غَاهَاتٍ يَخْتَجُونَ بِهَا - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا كَثُرَتِ عِنْدَهُ الْخُصُومَةُ فِي ذَلِكَ: فَإِنَّمَا فَلَّا تَبَاعُوا حَتَّى يَنْدُو صَلَاحَ الشَّمَرِ، كَالْمَشُورَةِ يُشَيِّرُ بِهَا لِكُثْرَةِ خُصُومِهِمْ، وَأَخْرَجَنِي خَارِجَةً بْنَ رَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَنَّ رَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ لَمْ يَكُنْ يَبْيَغِي ثَمَارَ أَرْضِهِ حَتَّى يَطْلُعَ الرُّرِيَا، فَيَبَيِّنَ الْأَصْفَرَ مِنَ الْأَخْمَرِ)) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ. قَالَ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ عَنْ رَكْبَرِيَاءَ عَنْ أَبِي الزَّنَادِ عَنْ غَزُوةِ عَنْ سَهْلٍ عَنْ رَيْدٍ.

۲۱۹۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهَى عَنْ بَيْعِ الشَّمَارِ حَتَّى يَنْدُو صَلَاحَهُ، نَهَى الْأَبْيَانَ وَالْمُتَبَاعَ)).

[راجح: ۱۴۸۶]

(۲۱۹۵) ہم سے ابن مقاتل نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں حمید طویل نے اور انہیں انس بن شعبہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے کپنے سے پہلے درخت پر کھجور کو بیچنے سے منع فرمایا ہے، ابو عبد اللہ (امام بخاری) نے کہا کہ (حتیٰ تزوہ سے) مراد یہ ہے کہ جب تک وہ پک کر سرخ نہ ہو جائیں۔

[راجع: ۱۴۸۸] ۲۱۹۵ - حدثنا ابن مقاتل قال أخبرنا عبد الله قال أخبرنا حميد الطويل عن أنس رضي الله عنه: ((أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى أن تباع ثمرة التخل حتى تزهو)) قال أبو عبد الله: يعني حتى تخمر.

**تشیع** زھو کی تغیریں علامہ شوکانی فرماتے ہیں۔ یقال ذہا التخل یزھو اذا ظهرت ثمرته واذھی یزھی اذا احمر او اصفر یعنی جب کھجور کا پھل ظاہر ہو کر پچھلی پر آئے کے لئے سرخ یا زرد ہو جائے تو اس پر ذہا التخل کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اور اس کا موسّم اسازہ کا تمیز ہے۔ اس میں عرب میں شیا ستارہ صبح کے وقت نکلنے لگتا ہے۔ الوداود میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مردی ہے اذا طلع النجم صباحاً رفعت العاشر عن كل بلد ثم سے مراد شیا ہے یعنی جس موسم میں یہ ستارہ صبح کے وقت نکلا شروع ہو جاتا ہے تو وہ موسم اب پھلوں کے کپنے کا آگیا، اور اب پھلوں کے لئے خطرات کا زمانہ ختم ہو گیا۔ والنجم هوالثیر يا وطلوعها يقع في اول فصل الصيف و ذلك عند اشتداد الحر في بلاد الحجاز و ابتداء نضج الشمار و اخرج احمد من طريق عثمان بن سراقة سالت ابن عمر **عن بيع الشمار** فقل نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الشمار حتى تذهب العاشر قلت وما ذاك قال حتى تطلع الشريا (نيل) اس عبارت کا اردو مفہوم وہی ہے جو پہلے لکھا گیا ہے۔

(۲۱۹۶) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے سلیم بن حیان نے، ان سے سعید بن میٹانے نے بیان کیا، کہا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ علیہ السلام و سلم نے پھلوں کا "تشقح" سے پہلے پہلے بیچنے سے منع کیا تھا۔ پوچھا گیا کہ تشقح کے کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ مائل بہ زردی یا بہ سرخی ہونے کو کہتے ہیں کہ اسے کھلایا جائے (پھل کا پہنچنے ہونا مراد ہے)

۲۱۹۶ - حدثنا مسدد قال حدثنا يحيى بن سعيد عن سليم بن حيان قال حدثنا سعيد بن ميناء قال: سمعت جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال: ((نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن بيع الشمرة حتى تشقح)) فقيل: وما تشقح؟ قال: تخمار وتصفار وينوكل منها)). [راجع: ۱۴۸۷]

### باب جب تک کھجور پختہ نہ ہواں کا بیچنا منع ہے

(۲۱۹۷) مجذہ سے علی بن ہشیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے معلی بن منصور نے بیان کیا، ان سے ہشیم نے بیان کیا، انہیں حمید نے خبر دی اور ان سے انس بن مالک بن شعبہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے پختہ ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ اور کھجور کے باع کو "زہو" سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا، آپ سے پوچھا گیا کہ زہو کے

۸۶ - باب بيع التخل قبل أن يندو صلاحها

۲۱۹۷ - حدثني علي بن الهيثم قال حدثنا معلى قال حدثنا هشيم قال أخبرنا حميد قال حدثنا أنس بن مالك رضي الله عنه عن النبي أنه ((نهى عن بيع الشمرة حتى يندو صلاحها، وعن التخل

حتیٰ یزہو، قیل: وَمَا يَزْهُو؟ قَالَ: يَخْمَرُ . کتے ہیں تو آپ نے جواب دیا مائل بہ سرفی یا مائل بہ زردی ہونے کو اُو یصفار). [راجح: ۱۴۸۸]

گویا لفظ زہو خاص سمجھو رکے مائل ہے سرخی یا مائل ہے زردی ہونے پر بولا جاتا ہے۔

۸۷- بَابُ إِذَا بَاعَ الشَّمَارَ قَبْلَ أَنْ يَنْدُو صَلَاحُهَا، ثُمَّ أَصَابَتْهُ عَاهَةً فَهُوَ مِنَ الْبَائِعِ

باب اگر کسی نے پختہ ہونے سے پہلے ہی پھل بیچ پھر ان پر کوئی آفت آئی تو وہ نقصان بینے والے کو بھرنا پڑے گا

حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کا نہ ہب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسیہ کی بیع پنجھی سے پہلے صحیح تو ہو جاتی ہے، مگر اس کا مفہوم باقی پر رہے گا۔ مشتری کی کل رقم اس کو بھرنی ہو گی۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ جنح البخاری فی هذه الترجمة الى صحة البيع و ان لم یید صلاحه لکنه جعله الصلاح من ضمان البائع و مقتضاه انه اذا لم یفسد البالیع صحیح و هو فی ذالک متابع للزہری کما اور ده عنه فی اخر الباب (فتح) یعنی اس باب سے امام بخاری کا رجحان ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پھلوں کی پنجھی سے قبل بھی بیع کی صحت کے قائل ہیں۔ مگر انہوں نے اس بارے میں یہ شرط قائم کی ہے کہ اس کے نقصان کا ذمہ دار بینچے والا ہے اگر کوئی نقصان نہ ہوا، اور فصل صحیح سلامت تیار ہو گئی تو بیع صحیح ہو گی، اور فصل خراب ہونے کی صورت میں نقصان بینچے والے کو بھگلتا ہو گا۔ اس بارے میں آپ نے امام زہری سے متابعت کی ہے جیسا کہ آخر باب میں ان سے نقل بھی فرمایا ہے۔ اس تفصیل کے باوجود بہتری ہے کہ پھلوں کی پنجھی سے پہلے سودا نہ کیا جائے۔ کیونکہ اس صورت میں بہت مفاسد پیدا ہو سکتے ہیں۔ جن احادیث میں مخالفت آئی ہے ان کو اسی اعتیاق پر مجموع کرنا ہے۔ اور یہاں امام بخاری کا رجحان جس جواز پر ہے وہ مشروط ہے۔ اس لئے ہر دو قسم کی روایتوں میں تطبیق ظاہر ہے۔ ”زوہ“ کی تفسیر خود حدیث میں موجود ہے۔ پہلے اس کا یہاں ہو بھی چکا ہے۔

(۲۱۹۸) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہ ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں حمید نے اور انہیں انس بن مالک رض نے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کو ”زہو“ سے پسلے بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ زہو کے کتنے ہیں تو جواب دیا کہ سرخ ہونے کو پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمی تباہ، اللہ تعالیٰ کے حکم سے پھلوں پر کوئی آفت آجائے تو تم اپنے بھلی کامال آخر کس چیز کے بدلے لو گے؟

۲۱۹۸- حدثنا عبد الله بن يوسف قال  
أخبرنا مالك عن حميد عن أنس بن مالك رضي الله عنه أن رسول الله ص  
نهى عن بيع الشمار حتى تزهى. فقيل وما  
تزهى؟ قال: حتى تخمر. فقال: أرأيت  
إذا منع الله الشمرة بم يأخذ أحدكم مال  
أجنبه؟). [راجع: ۱۴۸۸]

(۲۱۹۹) لیٹ نے کماکہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ایک شخص نے اگر پختہ ہونے سے پسلے ہی (درخت پر) پھل خریدے، پھر ان پر کوئی آفت آگئی تو جتنا نقصان ہوا، وہ سب اصل مالک کو بھرتا پڑے گا۔ مجھے سالم بن عبد اللہ نے خبر دی، اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ شہادت کیا۔

عمنا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پختہ ہونے سے پہلے بچلوں کو نہ نپو، اور نہ درخت پر لگی ہوئی کھجور کو نٹی ہوئی کھجور کے بدلتے میں نپو۔

**باب انج اوہار (ایک مدت مقرر کر کے) خریدنا**

(۲۲۰۰) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا، ان سے اعشش نے بیان کیا، کما کہ ہم نے ابراہیم کے سامنے قرض میں گروی رکھنے کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر ہم سے اسود کے واسطے سے بیان کیا کہ ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مقررہ مدت کے قرض پر ایک یہودی سے غله خریدا، اور اپنی زرہ اس کے یہاں گروی رکھی تھی۔

**متعدد باب یہ ہے کہ غله بوقت ضرورت اوہار بھی خریدا جا سکتا ہے۔ اور ضرورت لاحق ہو تو اس قرض کے سلسلہ میں اپنی**  
**لشیخ** کسی بھی چیز کو گروی رکھنا بھی جائز ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اس قسم کے دنیاوی معاملات غیر مسلموں سے بھی کئے جاسکتے ہیں۔ خود نبی کریم ﷺ نے ایک یہودی سے غله اوہار حاصل فرمایا۔ اور آپ پر خوب واضح تھا کہ یہودیوں کے ہاں ہر قسم کے معاملات ہوتے ہیں۔ ان حالات میں بھی آپ نے ان سے غله اوہار لیا اور ان کے طمینان مزید کے لئے اپنی زرہ مبارک کو اس یہودی کے ہاں گروی رکھ دیا۔

سند میں مذکورہ راوی حضرت اعشش رضی اللہ عنہ سلیمان بن مهران کاملی اسدی ہیں۔ بو کائل ایک شاخ بن اسد خریسہ کی ہے۔ یہ ۴۰۵ھ میں رے میں پیدا ہوئے اور کسی نے ان کو اٹھا کر کوفہ میں لا کر فروخت کر دیا تو بنی کائل کے کسی بزرگ نے خرید کر ان کو آزاد کر دیا۔ علم حدیث و قرأت کے مشورہ ائمہ میں سے ہیں اہل کوفہ کی روایات کا زیادہ مدار ان پر ہی ہے۔ ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ مخفی۔ نیز حضرت اسود بھی مشورہ تابعی ہیں جو ابن ہلال حاربی سے مشورہ ہیں۔ عمرو بن معاذ اور حبیت عبد اللہ بن مسعود بن عثیمین سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے زہری نے روایت کی ہے۔ ۸۲۳ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ علیہ رحمۃ واسعة۔ آمين۔

**باب اگر کوئی شخص خراب کھجور کے بدلتے میں اچھی کھجور**

**لینا چاہے**

**۸۹- باب إذا أرادَ بَيْعَ تَمْرٍ بِتَمْرٍ**

**خَيْرٌ مِنْهُ**

(۲۲۰۲) ہم سے قتبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبدالجید بن سل بن عبد الرحمن نے، ان سے سعید بن مسیب نے، ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

عنهما آن رَسُولُ اللَّهِ قَالَ : ((أَلَا تَبَايِعُوا الْمُرْحَنَى يَنْدُوَا صَلَاحَهَا، وَلَا تَبِغُوا الظُّرْفَ بِالظُّرْفِ)). [راجع: ۱۴۸]

**۸۸- بَابُ شِيرَاءِ الطَّعَامِ إِلَى أَجْلِ**

**۲۲۰۰- حَدَّثَنَا غَمْرَةُ بْنُ حَفْصَ بْنِ**  
**شِيَّاثَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ**  
**قَالَ : ((ذَكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ الرَّهْنَ فِي**  
**السَّلْفِ فَقَالَ : لَا يَأْسَ بِهِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنِ**  
**الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا آنَ**  
**رَسُولُ اللَّهِ اشْتَرَى طَعَاماً مِنْ يَهُودِيَ**  
**إِلَى أَجْلِ فَرْهَنَةَ دِرْعَةً)). [راجع: ۲۰۶۸]**

**لشیخ** مقصود باب یہ ہے کہ غله بوقت ضرورت اوہار بھی خریدا جا سکتا ہے۔ اور ضرورت لاحق ہو تو اس قرض کے سلسلہ میں اپنی

**۲۲۰۱، ۲۲۰۲-** حَدَّثَنَا قَبَّيَةُ عَنْ مَالِكٍ  
**عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سَهْلِ بْنِ عَبْدِ**  
**الرَّحْمَنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسِيْبِ عَنْ أَبِي**  
**سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هَرْيَةَ رَضِيَ**

و سلم نے خبر میں ایک شخص کو تحصیل دار بنا لیا۔ وہ صاحب ایک عمرہ قسم کی کھجور لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا خبر کی تمام کھجور، اسی طرح کی ہوتی ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں خدا کی قسم یا رسول اللہ! ہم تو اسی طرح ایک صاع کھجور (اس سے گھٹیا کھجوروں کے) و صاع دے کر خریدتے ہیں۔ اور دو صاع تین صاع کے بدله میں لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو۔ البتہ گھٹیا کھجور کو پسلے پنج کران پیسوں سے اچھی قسم کی کھجور خرید سکتے ہو۔

اللہ عنہما: (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ أَسْتَغْفِلُ  
رَجُلًا عَلَى حَيْثِيرَ، فَجَاءَهُ بَعْضُ جَنِينِ،  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: أَكَلَ تَمْرَ حَيْثِيرَ  
مَكَدًا؟ قَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَا  
لَنَا خَذْ الصَّاعَ مِنْ هَذَا بِالصَّاعِينِ  
وَالصَّاعِينِ بِالْقَلَاثَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: لَا تَفْعَلُ، بِعِ الْجَمْعِ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْنِ  
بِالدَّارِهِمِ جَنِينًا)).

[اطرافہ فی: ۲۳۰۲، ۴۲۴۴، ۴۲۴۵، ۴۲۴۷]

. [۷۳۵۱]

**تشریح** اس صورت میں بیان سے محفوظ رہے گا۔ ایسا ہی سونے کے بدلتے میں دوسرا سونا کم و بیش لینے کی ضرورت ہے، تو پہلے سونے کو روپوں یا اسباب کے بدلتے ہیں۔ پھر روپوں یا اسباب کے عوض دوسرا سونا لے۔ حافظ فرماتے ہیں۔ وہی الحدیث جواز اختیار طبق۔ الطعام و جواز الوکالة فی البيع و غيره و فیه ان البيوع الفاسدة ترد المخالفة۔ یعنی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اچھے غلہ کو پسند کرنا جائز ہے۔ اور پنج وغیرہ میں وکالت درست ہے اور یہ بھی کہ پنج فاسد کو رد کیا جاسکتا ہے۔ اس حدیث میں خبر کا ذکر آیا ہے جو یہودیوں کی ایک بستی مدینہ شریف سے شمال مشرق میں تین چار منزل کے فاصلہ پر واقع تھی۔ اس مقام پر مدینہ کے یہودی قبائل کو ان کی مسلسل غداریوں اور فتنہ اگینزیوں کی وجہ سے جلاوطن کر دیا گیا تھا۔ اور یہاں آنے کے بعد وہ دوسرے یہودیوں کو ساتھ لے کر ہر وقت اسلام کے استیصال کے لئے تدبیریں کرتے رہتے تھے۔ اس طرح خبر عام اشتغال اور فسادات کا مرکز بنا ہوا تھا۔ ان کی ان غلط در غلط کوششوں کو پالاں کرنے اور وہاں قیام امن کے لئے آنحضرت ﷺ نے حرم ۷۶ھ میں چودہ سو جال ثمار صحابہ کرام کے ہمراہ سفر فرمایا۔ یہود خبر نے یہ اطلاع پا کر جملہ اقوام عرب کی طرف امداد کے لئے اپنے قاصد و سراء دوڑائے مگر صرف بنی فوارہ ان کی امداد کے نام سے آئے۔ وہ بھی موقع پا کر مسلمانوں کے اوپنیوں کے گلوٹ کروائیں بھاگ گئے اور یہود تباہ رہ گئے۔ بڑی خون ریز جنگ ہوئی، آخر اللہ پاک نے اپنے پچ سو رسول ﷺ کو پنج بین عطا فرمائی۔ اور یہودیوں کو شکست فاش ہوئی۔ اطراف میں بھی یہودیوں کے مختلف مواضع تھے۔ وطبعاً سلامہ ندک وغیرہ وغیرہ، ان کے باشندوں نے خود بخود اپنے آپ کو رسول کریم ﷺ کے حوالہ کر دیا اور معانی کے خواتین گار ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے نہایت فیاضی سے سب کو معانی دے دی ان کی جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ میں کوئی دست اندازی نہیں کی گئی۔ ان کو پوری مذہبی آزادی بھی دے دی گئی۔ اور زمین کی نصف پیدا اور پر ان کی خانقلت کا ذمہ اٹھایا گیا، اور وہاں سے غلہ کی وصولی کے لئے ایک شخص کو تحصیل دار مقرر کیا گیا۔ اسی کا ذکر اس حدیث میں مذکور ہے اور یہ پنج کا معاملہ بھی اس تحصیلدار صاحب سے متعلق ہے۔ مزید تحصیل اپنے مقام پر آئے گی۔

۹۰۔ بَابُ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أَبْرَتْ،  
بَابُ جَسْ نَے نَيْوَنْدَ لَگَائی ہوئی کھجوریں یا کھیتی کھڑی ہوئی  
زمین پیچی یا ٹھیکہ پر دی تو میوه اور انانچ بالع کا ہو گا  
اوْ أَرْضًا مَزْرُوعَةً، اوْ بِإِجَارَةٍ

(۲۲۰۳) ابو عبد اللہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا کہ مجھ سے ابراہیم نے کہا، انسیں ہشام نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے ابن ابی طیکہ سے تھا، وہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام مانع سے خبر دیتے تھے کہ جو بھی سمجھور کا درخت پوند لگانے کے بعد بچا جائے اور یعنی وقت پھلوں کا کوئی ذکر نہ ہوا ہو تو پھل اسی کے ہوں گے جس نے پوند لگایا ہے۔ غلام اور کھیت کا بھی یہی حال ہے۔ مانع نے ان تینوں چیزوں کا نام لیا تھا۔

۲۲۰۴ - قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : وَقَالَ لِي إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبْنُ حُرَيْبٍ جَرْجِيجَ قَالَ : سَمِعْتُ أَبْنَ أَبِي مُلَكَةَ يَحْبِرَ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبْنِ عَمَرَ : ((أَنَّ أَيْمَانَ نَخْلٍ بَيْعَتْ فَذَ أَبْرَتْ لَمْ يَذْكُرْ الشَّمْرَ فَالشَّمْرُ لِلَّذِي أَبْرَاهَا، وَكَذَلِكَ الْعَبْدُ وَالْحَرْثُ، سَمِيَ لَهُ نَافِعٌ هَوْلَاءُ النَّالَّاتِ)).

[اطرافہ فی: ۲۲۰۴، ۲۲۰۶، ۲۳۷۹]

[۲۷۱۶]

یعنی اگر ایک غلام بچا جائے اور اس کے باس مال ہو تو وہ مال بائع ہی کا ہو گا۔ اسی طرح لوڈی اگر کبے تو اس کا پچھہ جو پیدا ہو چکا ہو وہ بائع ہی کا ہو گا۔ بیٹ کا پچھہ مشتری کا ہو گا لیکن اگر خریدار پہلے ہی ان پھلوں یا لوڈی غلام سے متعلق چیزوں کے لینے کی شرط پر سودا کرے اور وہ مالک اس پر راضی بھی ہو جائے تو پھر وہ پھل یا لوڈی غلاموں کی وہ جملہ اشیاء اسی خریدار کی ہوں گی۔ شریعت کا فتحاء یہ ہے کہ لین دین کے معاملات میں فریقین کا باہمی طور پر جملہ تفصیلات طے کر لیتا اور دونوں طرف سے ان کا محفوظ کر لینا ضروری ہے۔ اگر آگے چل کر کوئی جھڑا فساد پیدا نہ ہو۔

(۲۲۰۴) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو امام مالک نے خبر دی، انسیں مانع نے، انسیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کسی نے سمجھور کے ایسے درخت پیچے ہوں جن کو پوند نہ کیا جاچکا تھا تو اس کا پھل بیچنے والے ہی کا رہتا ہے۔ البتہ اگر خریدار نے والے نے شرط لگادی ہو۔ (کہ پھل سمیت سودا ہو رہا ہے تو پھل بھی خریدار کی ملکیت میں آجائیں گے)

[راجح: ۲۲۰۴] حدیث میں لفظ غلام بھی آیا ہے۔ جس کا مطلب یہ کہ اگر کوئی شخص اپنا غلام پیچے تو اس وقت ہتھا مال غلام کے پاس ہے۔ اصل مالک ہی کا سمجھا جائے گا اور وہ خریدار نے والے کو صرف خالی خدم نہیں کیا۔ ہیں اگر خریدار یہ شرط کر لے کہ میں غلام کو اس کے جملہ الملاک سمیت خریدتا ہوں تو پھر جملہ الملاک خریدار کے ہوں گے۔ یہ آئیں کی محلہ داری پر موقوف ہے۔ ارض مزروعہ کی بیع کے لئے بھی یہی اصول ہے۔ حافظ فرماتے ہیں وہا کہ عدد اطلاق بیع التخل من هبہ عرض للعمارة فان شرطها المشتری بان قال اشتريت النخل بشرطها كانت للمشتري و ان هر عطها البائع لنفسه قبل العاير كانت له یعنی یہ مطلبه خریدار پر موقوف ہے اگر اس نے پھلوں سمیت کی شرط پر سودا کیا ہے تو پھل اسے ملیں گے اور اگر بائع نے اپنے لئے ان پھلوں کی خریداری ہے تو بائع کا حق ہو گا۔

اس حدیث سے پھلوں کا پوند نہیں بنتا بھی چائز ثابت ہوں جس میں ماہرین فن زردرختوں کی شاخ کاٹ کر مارہ درخند کی شاخ کے ساتھ باندھ دیتے ہیں۔ اور قدرت خداوندی سے وہ ہر دو شاخیں مل جاتی ہیں۔ پھر وہ پوند نہیں درخت بکھرت پھل دیتے لگتے جائیں گے۔

آج کل اس نوں لے بست کافی ترقی کی ہے۔ اور اب تو تجویزات جدیدہ نے صرف درختوں پر لگہ غلہ جلت سک کے پوروں میں اس عمل سے کامیابی حاصل کی ہے حتیٰ کہ اعضاۓ حیوانات پر یہ تجویزات کے جاری ہے ہیں۔

### ۹۱۔ بَابُ بَيْعِ الزَّرْعِ بِالطَّقَامِ كَيْلًا بَابُ بَيْعِ الزَّرْعِ كَا أَثْلَاجِ جَوَابِجِي درختوں پر ہوماپ کی رو سے غلہ کے عوض بیچنا

(۳۲۰۵) ہم سے قتبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، کہ نبی کرم ﷺ نے مزادہ سے منع فرمایا۔ یعنی باغ کے پھلوں کو اگر وہ کھجور ہیں تو نوٹی ہوئی کھجور کے بد لے ناپ کر بیچا جائے۔ اور اگر انگور ہیں تو اسے خشک انگور کے بد لے ناپ کر بیچا جائے۔ اور اگر وہ کھیت ہے تو ناپ کر غلہ کے بد لے بیچا جائے۔ آپ نے ان تمام قسموں کے لین دین سے منع فرمایا ہے۔

۲۴۰۵ - حدثنا قتيبة قال حدثنا الليث عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: ((نهى رسول الله ﷺ عن المزابدة: أن يبيع ثمر حاتمه إن كان نخلاً بضربي كيلاً، وإن كان كرفاً أن يبيعه بزبيب كيلاً، أو كان زرعاً أن يبيعه بكتيل طعام، ونهى عن ذلك كله)) [راجع: ۲۱۷۱]

**لشیخ** حافظ فرماتے ہیں۔ اجمع العلماء علی انه لا یجوز بيع الرزع قبل ان يقطع بالطعام لانه بيع مجهول بمعلوم واما بيع رطب ذالك بیاسے بعد القطع و امکان المعاشرة فالجمهوर لا یحزوں بيع لشنى من ذالك یعنی اس پر علماء کا اجماع ہے کہ کھیت کو اس کے کائنسے سے پلے غلہ کے ساتھ بیچنا درست نہیں۔ اس لئے کہ وہ ایک معلوم غلہ کے ساتھ مجبول چیز کی بیع ہے۔ اس میں ہر دو کے لئے نقصان کا اختلال ہے۔ ایسے ہی تر کائنسے کے بعد خشک کے ساتھ بیچنا جسور اس قسم کی تمام یوں کو ناجائز کہتے ہیں۔ ان سب میں نفع و نقصان ہردو اختلالات ہیں۔ اور شریعت محمدیہ ایسے جملہ ممکن نقصانات کی یوں کو ناجائز قرار دیتی ہے۔

### ۹۲۔ بَابُ بَيْعِ النَّخْلِ بِأَصْنَلِهِ بَابُ بَيْعِ الْمُسْمِيتِ بِبَيْنِهِ

(۳۲۰۶) ہم سے قتبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے نافع نے، اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے بھی کسی کھجور کے درخت کو کھیم لٹھیٹ نے فرمایا جس شخص نے بھی کسی کھجور کے درخت کو پوندی بنا لیا۔ پھر اس درخت ہی کو بچ دیا تو (اس موسم کا پھل) اسی کا ہو گا جس نے پوندی کیا ہے۔ لیکن اگر خریدار نے پھلوں کی بھی شرط لگا دی ہے۔ (تو یہ امر دیگر ہے)

۲۴۰۶ - حدثنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا الليث عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: ((آيما الله عنهما أن النبي ﷺ قال: (إِيمَـا أَمْرَـا أَبْرَـا نَخْلـا ثُمَّ بَاعَ أَصْنَلَـا فَلَلَــي أَبْرَـا أَبْرَـا نَخْلـا إِلَـا أَنْ يَشْرَطَـا الْمُبَتَــع)). [راجع: ۲۲۰۳]

معلوم ہوا کہ یہاں بھی معاملہ خریدار پر موقوف ہے۔ اگر اس نے کوئی شرط لگا کر وہ بیع کی ہے تو وہ شرط ناہذ ہو گی اور اگر بغیر شرط سودا ہوا ہے تو اس موسم کا پھل پلے مالک ہی کا ہو گا۔ جس نے ان درختوں کو پوندی کیا ہے۔ حدث سے درخت کا اصل جر سیت بیچنا ممکن نہ ہوا۔

### ۹۳۔ بَابُ بَيْعِ الْمُخَاضِرَةِ كَا بَيْان

بَابُ بَيْعِ الْمُخَاضِرَةِ كَا بَيْان

میہد یا اتھج پکنے سے پہلے بچنا، کچے پن کی حالت میں جب وہ بزر ہو اسی کو کچھ غاضب کرنے ہے۔

(۲۲۰۷) ہم سے اسحاق بن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عمر بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے اسحاق بن ابی طلحہ انصاری نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخالفہ، مخاضرہ، ملامسہ، متابذہ اور مزابدہ سے منع فرمایا ہے۔

۲۲۰۷ - حدیثی إسحاق بن وہب قال : حدیثی أبی طلحة الأنصاری عن آنس بن مالک رضي الله عنه آنہ آنہ قال : ((نهی رسول الله ﷺ ، عن المخالفۃ والمخاضرۃ والملامسۃ والمتابذۃ والمزابدۃ)).

حافظ فرماتے ہیں۔ والمراد بیع الفمارو الحبوب قبل ان یہدو صلاحہا یعنی غاضب کے سنبھلنے سے پہلے یعنی فعل کو کہیت میں بچنا ہے اور یہ ناجائز ہے مخالفہ کا مفہوم بھی ایسی ہے۔ دیگر وارده اصطلاحات کے معانی ان کے مقولات پر مفصل بیان ہو چکے ہیں۔

(۲۲۰۸) ہم سے قتبیہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے انس بن مالک نے کہ نبی کرم نے درخت کی کھجور کو زہو سے پہلے نوٹی ہوئی کھجور کے بد لے بینچے سے منع فرمایا۔ ہم نے پوچھا کہ زہو کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ پک کے سرخ ہو جائے یا زرد ہو جائے۔ تم ہی بتاؤ کہ اگر اللہ کے حکم سے پھل نہ آسکا تو تم کس چیز کے بد لے اپنے بھائی (خریدار) کامال اپنے لئے حلال کرو گے۔

۲۲۰۸ - حدیث فتنۃ قاتل حدیث فتنۃ قاتل

اسماعیل بن جعفر عن حمید عن آنس رضي الله عنه ((أن النبي ﷺ نهى عن بيع ثمر بالتمر حتى يزهو. فقلنا لآنس : ما زهوها؟ قال : تخمر وتصفر)).

أرأيت إن متع الله الشمرة بم تستحل مال أخيك؟). [راجع: ۱۴۸۸]

**لشیخ** حدیث اپنے معانی میں زیاد تشریع کی محتاج نہیں ہے۔ کوئی بھی ایسا پھلو جس میں خریدنے والے یا بیچنے والے کے لئے نقصان ہونے کا احتمال ہو، شریعت کی نہادوں میں ناپسندیدہ ہے۔ ہاں جائز طور پر سودا ہونے کے بعد لفظ نقصان یہ قسم کا معاملہ ہے۔ تجارت لفظ یعنی کے لئے کی جاتی ہے۔ لیکن بعض وفعہ گھٹا بھی ہو جاتا ہے۔ اللہ ایک کوئی چیز نہیں۔ آجکل ریس وغیرہ کی مخلوقوں میں جو وضدے چل رہے ہیں، شرعاً یہ سب حرام اور ناجائز بلکہ سود خوری میں داخل ہیں۔ حدیث کے آخری جملہ کا مطلب ظاہر ہے کہ تم نے پیا کچا بلاغ کسی بھائی کو بیچ دا اور اس سے طے شدہ روپیہ بھی وصول کر لیا۔ بعد میں بلاغ پھل نہ لاسکا۔ آفت زدہ ہو گیا۔ یا کم پھل لایا تو اپنے خریدار بھائی سے جو رقم تم نے وصول کی ہے وہ تمہارے لئے کس جنس کے عوض حلال ہو گی۔ پھر ایسا سودا ہی نہ کرو۔

#### باب کھجور کا گام جھانی پچنا یا کھانا

(جو سفید سفید اندر سے لکھا ہے)

(۲۲۰۹) ہم سے ابوالولید شام بن عبد الملک نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے مجاهد نے، اور ان سے عبد اللہ بن عمر نے کہ میں رسول کرم ﷺ کی خدمت

۲۲۰۹ - حدیث أبو الوليد هشام بن عبد الملک قال حدیث أبو عوانة عن أبي بشر عن مجاهد عن ابن عمر رضي الله عنهما

میں حاضر تھا۔ آپؐ کبھور کا گنجائش کا حارہ ہے تھے۔ اسی وقت میں آپؐ نے فرمایا کہ درختوں میں ایک درخت مرد مومن کی مثال ہے میرے دل میں آیا کہ کہوں کہیے کبھور کا درخت ہے۔ لیکن حاضرین میں میں ہی سب سے چھوٹی عمر کا تھا (اس لئے بطور ادب میں چپ رہا) پھر آپؐ نے خود ہی فرمایا کہ وہ کبھور کا درخت ہے۔

یہ حدیث پسلے پارے کتاب الحلم میں بھی گذر چکی ہے۔ اور جب کھانا درست ہوا تو اس کا بیچنا بھی درست ہو گا۔ پس ترجمہ باب کل آیا۔ بعض نے کہا کہ کبھور کے درخت پر گوند کل آتا تھا جو چبی کی طرح سفید ہوتا تھا۔ وہ کھلایا جاتا تھا۔ مگر اس گوند کے لئے کے بعد وہ درخت پھل نہیں دیتا تھا۔

### باب خرید و فروخت اور اجارے میں ہر ملک کے دستور کے موافق

حکم دیا جائے گا اسی طرح مال اور تول اور دوسرے کاموں میں ان کی نیت اور رسم و رواج کے موافق اور قاضی شریع نے سوت بیچنے والوں سے کہا ہے تم لوگوں کا رواج ہے اسی کے موافق، حکم دیا جائے گا۔ اور عبدالوہاب نے ایوب سے روایت کی، انہوں نے محمد بن سیرن سے کہ دس کامل گیارہ میں بیچنے میں کوئی قباحت نہیں۔ اور جو خرچہ پڑا ہے اس پر بھی کسی نفع لے۔ اور آخرحضرت ﷺ نے ہندہ (ابوسفیان کی عورت) سے فرمایا، تو اپنا اور اپنے بچوں کا خرچ دستور کے موافق کل لے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کوئی محتاج ہو وہ (شیم کے مال میں سے) نیک نیت کے ساتھ کمالے۔ اور امام حسن بصریؓ نے عبد اللہ بن مرواد سے گدھا کرنے پر لیا تو ان سے اس کا کرایہ پوچھا، تو انہوں نے کہا کہ دو دانت ہے (ایک دانت درہم کا چھٹا حصہ ہوتا ہے) اس کے بعد وہ گدھے پر سوار ہوئے۔ پھر دوسری مرتبہ ایک ضرورت پر آپؐ آئے اور کہا کہ مجھے گدھا چاہتے۔ اس مرتبہ آپؐ اس پر کرایہ مقرر کئے بغیر سوار ہوئے۔ اور ان کے پاس آدھا درہم بیچج دیا۔

مثلاً کسی ملک میں سورپہیہ بھر کا یہ مروج ہے تو جس نے سیر بھر غلہ بیچا، اس کو اسی یہ سے دینا ہو گا۔ اسی طرح ملک میں جس روپے پسیے کا رواج ہے اگر عقد میں دوسرے سکہ کی شرط نہ ہو تو وہی رائج سکے مراد ہو گا۔ الخوف جہاں جیسا دستور ہے اسی دستور کے

عنهماً قائل: ((كَتَتْ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَاكُلُ جَمَارًا، فَقَالَ: ((مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةٌ كَالرُّجْلِ الْمُؤْمِنِ)), فَأَرْذَتْ أَنَّ الْقُولَ هِيَ النَّخْلَةُ، فَإِذَا آتَى أَخْدَهُمْ، قَالَ: ((هِيَ النَّخْلَةُ)). [راجع: ۶۱]

٩٥ - بَابُ مَنْ أَخْرَى أَمْرَ الأَمْصَارِ  
عَلَى مَا يَتَعَارَفُونَ بِنَهْمٍ فِي الْبَيْوِعِ  
وَالْإِجَارَةِ وَالْمِكْيَالِ وَالْأَوْزَنِ وَسُنْتَهِمْ  
عَلَى بَيْانِهِمْ وَمَدَاهِيهِمْ الْمَشْهُورَةِ وَقَالَ  
شَرِيفُ لِلْغَزَالِينَ: سُتَّكُمْ بِيَنْكُمْ رِبْخَا.  
وَقَالَ عَبْدُ الْوَهَابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ:  
لَا يَأْسَ الْعُشَرَةُ بِأَحَدٍ وَلَا يَأْخُذُ لِلنَّفْقَةِ رِبْخَا.  
وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْمُهَنْدِسِ: ((خُذْ يَمَّا مَا يَكْفِيكَ  
وَوَلَدُكَ بِالْمَعْرُوفِ)). وَقَالَ تَعَالَى:  
﴿وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾.  
وَأَخْتَرِي الْحَسَنَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرْدَأَسِ  
حَمَارًا فَقَالَ: بِكُمْ؟ قَالَ: بِذَانَفَنِ، فَرَكَبَهُ،  
ثُمَّ جَاءَ مَرْءَةً أُخْرَى فَقَالَ الْحَمَارُ الْحَمَارُ،  
فَرَكَبَهُ وَلَمْ يَشَارِطْهُ فَبَعْثَ إِلَيْهِ بِنَصْفِ  
دِرْهَمٍ.

موافق بیع و شراء کی جائے گی۔ دائق درہم کا چھٹا حصہ ہوتا ہے۔ حضرت حسن بصری رض نے دستور موجہ پر عمل کیا کہ ایک گدھے کا کرایہ دو دائق ہوتا ہے۔ ایک دائق اسے زیادہ دے دیا، تاکہ احسان کا اعتراف ہو۔ («فَلِجَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ») (الرجمن: ۲۰)

(۲۲۱۰) - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ خَمِيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ  
بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((حَجَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو طَيْبَةَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ، وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخَفِّفُوا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ)).

کام کے خبردی، انہیں حمید طویل نے اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو طیبہ نے پہچنا لگایا۔ تو آپ نے انہیں ایک صاع کھجور (مزدوری میں) دینے کا حکم فرمایا۔ اور اس کے مالکوں سے فرمایا کہ وہ اس کے خرچ میں کچھ کی کر دیں۔

[راجح: ۲۱۰۲]

تشییخ اس حدیث سے بہت سے امور پر روشنی پڑتی ہے۔ مثلاً یہ کہ پہچنا لگوانا جائز ہے۔ اور وہ حدیث جس میں اس کی ممانعت وارد ہے وہ منسوخ ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نوکروں، خادموں، غلاموں سے ان کی طاقت کے موافق خدمت لینی چاہئے۔ اور ان کی مزدوری میں بخل نہ ہونا چاہئے۔ اور یہ بھی کہ اجرت میں نقدی کے علاوہ اجتناس بھی دینی درست ہیں بشرطیکہ مزدور پند کرے۔ خراج سے یہاں وہ نیک مراد ہے جو اسکے آقاں سے روزانہ وصول کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں کمی کر دیں۔

(۲۲۱۱) - حَدَّثَنَا أَبُو نُعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِيَّاً عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ((قَالَتْ هِنْدٌ أُمُّ مَعَاوِيَةَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَبَا سَفِيَّاً رَجُلًا شَحِيقًا، فَهُلْ عَلَيْيَ جُنَاحٌ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ سِرًا؟ قَالَ: ((خَلَدِي أَنْتِ وَبَنُوكِ مَا يَكْفِيكِ بِالْمَعْرُوفِ))).

[اطرافہ فی: ۲۴۶۰، ۳۸۲۵، ۵۳۵۹]

[۷۱۶۱، ۶۶۴۱، ۵۳۷۰، ۵۳۶۴]

تشییخ حضرت ہندہ بنت عتبہ زوج ابو سفیان والدہ حضرت معاویہ رض ہیں۔ اس حدیث سے یہوں کے حقوق پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ اگر خاوند ہان نقدہ نہ دیں یا بھل سے کام لیں تو ان سے وصول کرنے کے لئے ہر جائز راست اختیار کر سکتی ہیں۔ مگر نیک نیت کو محفوظ رکھنا ضروری ہے اور اگر محض فساد اور خانہ خرابی میں نظر ہے تو پھر یہ رخصت ختم ہو جاتی ہے۔

(۲۲۱۲) - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ نَمِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ فَرَقَةَ قَالَ:

ہشام بن عروہ سے نہ اپنے باپ سے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے عائشہؓ سے نہ اپنی زیر پورش تیم کامل ہضم کرنے سے اپنے کو بچائے اور ہو وہ (اپنی زیر پورش تیم کامل ہضم کرنے سے) اپنے کو بچائے۔ اور جو فقیر ہو وہ نیک نیتی کے ساتھ اس میں سے کھا لے۔” یہ آیت تیمیوں کے ان سرپرستوں کے متعلق بازیل ہوئی تھی جو ان کی اور ان کے مال کی مگر انی اور دیکھ بھال کرتے ہوں کہ اگر وہ فقیر ہیں تو (اس خدمت کے عوض) یہک نیتی کے ساتھ اس میں سے کھا سکتے ہیں۔

باب ایک ساجھی اپنا حصہ دوسرے ساجھی

کے ہاتھ پنج سکلتا ہے

(۲۲۱۳) ہم سے محمود نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابو سلمہ نے اور انہیں جابر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعت کا حق ہر اس مال میں قرار دیا تھا جو تقسیم نہ ہوا ہو۔ لیکن جب اس کی حد بندی ہو جائے اور راستے بھی پھیر دیئے جائیں تو اب شفعت کا حق بقیٰ نہیں رہا۔

سبعہٗ هشام بن غزوہَ يَحْدُثُ عَنْ أَيْنَهُ  
أَنَّهُ ((سَمِعَ عَابِثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ :  
هُوَمَنْ كَانَ غَيْرًا فَلَيَسْتَعْفِفَ وَمَنْ كَانَ  
فَقِيرًا فَلَيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ بِهِ أَنْزَلْتِ فِي وَالِّي  
الْتِيمِ الَّذِي يَقِيمُ عَلَيْهِ وَيَصْلُحُ لِي مَالِهِ  
إِنْ كَانَ فَقِيرًا أَكَلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ)).

[طرفاہ فی : ۲۷۶۵، ۴۵۷۵].

۹۶- بَابُ نَيْعَ الشَّرِيكِ مِنْ شَرِينِكِهِ

۲۲۱۳ - حَدَّثَنِي مَعْمُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْهُ  
الرَّازِّاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا مَغْمُرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ  
أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :  
((جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الشُّفْفَةَ فِي كُلِّ  
مَالٍ لَمْ يَقْسُمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ  
وَصَرُفتِ الظُّرُفُقُ فَلَا شُفْفَةَ)).

[اطراہ فی : ۲۲۱۴، ۲۲۵۷، ۲۴۹۵]

. [۶۹۷۶، ۲۴۹۶]

**لَشِيقَةٍ** مال سے مراد غیر منقولہ ہے۔ جیسے مکان، زمین، باغ وغیرہ کیوں نکہ جانید اور مقولہ میں بلا جماع شفعت نہیں ہے۔ اور عطااء کا قول شاذ ہے جو کہتے ہیں ہر چیز میں شفعت ہے۔ یہاں تک کہ کپڑے میں بھی۔ یہ حدیث شافعیہ کے مذهب کی تائید کرتی ہے کہ ہسالیہ کو شفعت کا حق نہیں ہے صرف شریک کو ہے۔ یہاں امام بخاری نے یہ حدیث لا کر باب کا مطلب اس طرح سے تلاک کہ جب شریک کو شفعت کا حق ہوا تو وہ دوسرے شریک کا حصہ خرید لے گا۔ پس ایک شریک کا پناہ حصہ دوسرے شریک کے ہاتھ پنج کرنا بھی جائز ہوا۔ اور یہی ترجمہ باب ہے۔

شفعت اس حق کو کجا جاتا ہے جو کسی پڑوی یا کسی ساجھی کو اپنے دوسرے پڑوی یا ساجھی کی بائیہدا میں اس وقت لگتے ہیں جو بتاتے ہے جب تک وہ ساجھی یا پڑوی اپنی اس جانیداد کو فروخت نہ کر دے۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ اسی جانیداد کی خرید و فروخت میں حق شفعت رکھنے والا اس کا مجاز ہے کہ جانیداد اگر کسی غیر نے خرید لی ہو تو وہ اس پر دعویٰ کرے اور وہ پنج اول کو فتح کر کر خود اسے خرید لے۔ ایسے معاملات میں اولیت حق شفعت رکھنے والے ہی کو حاصل ہے۔ ہلکی اس سلسلہ کی بہت سی تفصیلات ہیں۔ جن میں سے کوئی حضرت امام سنناری رحلیج نے یہاں احادیث کی روشنی میں بیان بھی کر دی ہیں۔ موجود مuron لاء (ہمارت) میں بھی اسکی بہت سی صورتیں ذکر ہیں۔

## باب زمینِ مکان، اسباب کا حصہ اگر تقسیم نہ ہوا ہو تو اس کا بچنا درست ہے

(۲۲۱۳) ہم سے محمد بن محبوب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا، ان سے معمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے ابوالسلہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایسے مال میں شفعت کا حق قائم رکھا جو تقسیم نہ ہوا ہو۔ لیکن جب اس کی حدود قائم ہو گئی ہوں اور راستہ بھی پھیر دیا گیا ہو تو اب شفعت کا حق باقی نہیں رہا۔

ہم سے مسدود نے اور ان سے عبد الواحد نے اسی طرح بیان کیا، اور کہا کہ ہر اس چیز میں (شفعہ ہے) جو تقسیم نہ ہوئی ہو۔ اس کی متابعت ہشام نے معمر کے واسطے سے کی ہے اور عبد الرزاق نے یہ لفظ کہ کہ ”ہر مال میں“ اس کی روایت عبد الرحمن بن اسحاق نے زہری سے کی ہے۔

## باب کسی نے کوئی چیز دوسرے کے لئے اس کی اجازت کے بغیر خریدی پھر وہ بھی راضی ہو گیا تو یہ معاملہ جائز ہے۔

(۲۲۱۵) ہم سے یعقوب بن ابراء یتم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو عامش نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو ان جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے مویں بن عقبہ نے خبر دی، انہیں ثانع نے اور انہیں عبد اللہ بن عمر بن عقبہ نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا، تین غصہ کہیں باہر جا رہے تھے کہ اچانک بارش ہونے لگی۔ انہوں نے ایک پہاڑ کے غار میں جا کر پہنہ لی۔ اتفاق سے پہاڑ کی ایک چنان اورپر سے لڑکی (اوہ اس غار کے منہ کو بند کر دیا جس میں یہ تینوں پہاڑ لئے ہوئے تھے) اب ایک نے دوسرے سے کہا کہ اپنے سب سے اچھے عمل کا جو تم نے کیجی کیا ہو، نام لے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، اس پر ان میں سے ایک نے یہ دعا کی ”اے اللہ! میرے مل باپ بہت ہی بور ہے تھے۔ میں ہمارے چار

۹۷ - بَابُ نَيْعَةِ الْأَرْضِ وَالدُّورِ  
وَالْمَرْوِضِ مُشَاعَةً غَيْرَ مَقْسُومٍ

۲۲۱۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَغْمُرٌ عَنِ  
الرُّهْرَيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
عَنْ جَابِرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
قَالَ : ((فَقَضَى النَّبِيُّ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ  
مَالٍ يُفَسَّمٌ فَإِذَا وَقَعَتِ الْخُلُوذُ  
وَصَرَفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ)).

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بِهَذَا  
وَقَالَ : ((فِي كُلِّ مَا لَمْ يُفَسَّمٌ)). تَابَعَهُ  
هِشَامٌ عَنْ مَغْمُرٍ. قَالَ عَبْدُ الرَّزَاقِ : ((فِي  
كُلِّ مَالٍ)) وَ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ  
إِسْحَاقَ عَنِ الرُّهْرَيِّ. [راجع: ۲۲۱۳]

۹۸ - بَابُ إِذَا اشْتَرَى شَيْئًا لِغَيْرِهِ  
بِغَيْرِ إِذْنِهِ فَرَضِيَ

۲۲۱۵ - حَدَّثَنَا يَقْوُبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ  
حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبْنُ جُرْجِيجَ  
قَالَ : أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عَفْعَةَ عَنْ نَافِعٍ  
عَنْ أَبْنِ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ  
ﷺ قَالَ : ((خَرَجَ ثَلَاثَةٌ يَمْشُونَ فَأَصَابَهُمْ  
السَّطَرُ، فَلَدَخَلُوا فِي غَارٍ فِي جَبَلٍ،  
فَانْحَطَتْ عَلَيْهِمْ صَخْرَةٌ. قَالَ : فَقَالَ  
بَعْضُهُمْ لِغَصِّهِ ادْعُوا اللَّهَ بِالْفَضْلِ عَنِ  
عَمَلِنَا. فَقَالَ أَخْدُهُمْ : اللَّهُمَّ إِنِّي كَانَ  
لِي أَبُو إِنْ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ، فَكُنْتُ أَخْرُجُ

اپنے سعیٰ چاتا تھا۔ پھر جب شام کو واپس آتا تو ان کا دودھ نکالتا اور برتن میں پسلے اپنے والدین کو پیش کرتا۔ جب میرے والدین پیچتے تو پھر بچوں کو اور اپنی بیوی کو پلاتا۔ اتفاق سے ایک رات واپسی میں دیر ہو گئی۔ اور جب میں گھر لوٹا تو والدین سوچ کے تھے۔ اس نے کہا کہ پھر میں نے پسند نہیں کیا کہ انہیں جگاؤں بنچے میرے قدموں میں بھوکے پڑے رور ہے تھے۔ میں برابر دودھ کا پالا لئے والدین کے سامنے اسی طرح کھڑا رہا یہ مل تک کہ صبح ہو گئی۔ اے اللہ! اگر تیرے نزدیک بھی میں نے یہ کام صرف تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کیا تھا، تو ہمارے لئے اس چنان کو ہٹا کر اتنا راستہ تو بنا دے کہ ہم آسان کو تو دیکھ سکیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ چنانچہ وہ پھر کچھ ہٹ گیا۔ دوسرے شخص نے دعا کی ”اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ مجھے اپنے بیپا کی ایک لڑکی سے اتنی زیادہ محبت تھی جتنی ایک مرد کو کسی عورت سے ہو سکتی ہے۔ اس لڑکی نے کام تم مجھ سے اپنی خواہش اس وقت تک پوری نہیں کر سکتے جب تک مجھے سوا اشیٰ نہ دے دو۔ میں نے ان کے حاصل کرنے کی کوشش کی، اور آخراتی اشرافی جمع کر لی۔ پھر جب میں اس کی دونوں رانوں کے درمیان بیٹھا۔ تو وہ بولی، اللہ سے ڈر، اور مر کو تباہ تر طریقے پر نہ توڑ۔ اس پر میں کھڑا ہو گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ اب اگر تیرے نزدیک بھی میں نے یہ عمل تیری ہی رضا کے لئے کیا تھا۔ تو ہمارے لئے (نکلنے کا) راستہ بنا دے۔“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ چنانچہ وہ پھر دو تسلی ہٹ گیا۔ تیرے شخص نے دعا کی۔ ”اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے ایک مزدور سے ایک فرق جوار پر کام کرایا تھا۔ جب میں نے اس کی مزدوری اسے دے دی تو اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ میں نے اس جوار کو لے کر بودیا (کھینچنے) جب کئی تو اس میں اتنی جوار پیدا ہوئی کہ اس سے میں نے ایک بیل اور ایک چروہا خرید لیا۔ کچھ عرصہ بعد پھر اس نے آکر مزدوری مانگی، کہ خدا کے بندے مجھے میرا حق دے دے۔ میں نے کہا کہ اس بیل اور اس کے چروہے کے پاس جاؤ کہ یہ تمہارے ہی ملک ہیں۔ اس

فائزگی، ثمْ أجيءَ فَأَخْلُبُ، فَأَجِيءَ  
بِالنِّحَلَابِ فَأَتَيْ بِهِ أَبُوئِي فِيشَرَبَانِ، ثُمَّ  
أَسْتَيْ الصَّيْةَ وَأَهْلِي وَأَمْرَائِي. اخْبَسْتَ  
لِبَلَةَ فَجَعْتَ، فَلَاذَا هُمَا نَائِمَانِ، قَالَ  
لَكَرِهْتَ أَنْ أُوقَطُهُمَا، وَالصَّيْةَ يَضْنَاغُونَ  
عِنْدَ رِجْلِي، فَلَمْ يَرْزَلْ ذَلِكَ ذَلِيلِي وَذَاهِبُهُمَا  
حَتَّى طَلَعَ الْفَغْرُ. اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ  
أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ عَنْ فُرْجَةِ  
نَرِي مِنْهَا السَّمَاءَ. قَالَ: فَفَرَّجَ عَنْهُمْ.  
وَقَالَ الْآخِرُ: اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي  
كُنْتَ أَحِبُّ امْرَأَةً مِنْ بَنَاتِ عَمِّي كَاشِدَةً  
مَا يُحِبُّ الرِّجْلُ النِّسَاءَ، فَقَالَتْ لَا تَنَالَ  
ذَلِكَ مِنْهَا حَتَّى تُنْفِطِهَا مِائَةً دِينَارًا،  
فَسَعَيْتُ فِيهَا حَتَّى جَمَعْتُهَا، فَلَمَّا قَدِنْتُ  
بَنَنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ: أَتَقْ أَللَّهُ وَلَا تَنْفَضُ  
الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ، فَقُمْتُ وَتَرَكْتُهَا، فَإِنَّ  
كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ  
لِلْفَرْجِ عَنْ فُرْجَةِ  
الظَّفَنِينِ. وَقَالَ الْآخِرُ: اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ  
تَعْلَمُ أَنِّي اسْتَأْجَرْتُ أَجِيزَا بِفِرَقِ مِنْ ذَرَقَةِ  
فَاغْتَيْتُهُ وَأَبِي أَنْ يَأْخُذَهُ، فَعَمِدْتُ إِلَيْ  
ذَلِكَ الْفِرَقِ فَزَرَعْتُهُ حَتَّى اشْتَرَتْهُ مِنْهُ  
بَقْرًا وَرَاعِيَهَا، ثُمَّ جَاءَ لِقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ  
أَغْطِيَتِي حَقِّي، فَقُلْتُ: اغْلِقْ إِلَيْ تِلْكَ  
الْتَّقْرِ وَرَاعِيَهَا فِيهَا لَكَ، لِقَالَ:  
أَسْتَهْزِيَهُ بِي؟ قَالَ: فَقُلْتُ: مَا أَسْتَهْزِيَ  
بِكَ، وَلَكِنْهَا لَكَ، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ

آنی فَعَلْتُ ذَلِكَ ابِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرَجْ  
عَنِّا. فَكَشِفْ عَنْهُمْ).  
واقعی یہ تمہارے ہی ہیں۔ تو اے اللہ! اگر تیرے نزدیک یہ کام میں  
نے صرف تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کیا تھا تو یہاں ہمارے لئے  
(اس چٹاں کو ہٹا کر) راستہ بنادے۔ چنانچہ وہ غار پورا کھل گیا۔ اور وہ  
تینوں شخص باہر آگئے۔

**لَتَشْرِيفَ** حضرت امام بخاری رض اس باب میں ہو یہ حدیث لائے۔ اس سے مقصود آخر شخص کا بیان ہے کیونکہ بغیر مالک سے پوچھے  
اس بوار کو دوسرے کام میں صرف کیا۔ اور اس سے نفع کمیا، اور بیع کو بھی اس پر قیاس کیا۔ تو بیع فضولی نکاح فضولی کی  
طرح صحیح ہے اور مالک کی اجازت پر نافذ ہو جاتی ہے۔

اس حدیث طویل سے اعمال صالح کو بطور وسیلہ اللہ کے سامنے پیش کرنا بھی ثابت ہوا۔ کہ اصل وسیلہ ایسے ہی اعمال صالح کا ہے۔  
اور آیت کریمہ وَابْنُو الْوَسِيلَةِ کا یہی مفہوم ہے۔ جو لوگ قبروں، مزاروں اور مردہ بزرگوں کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں، وہ غلطی پر ہیں۔  
اور ایسے وسائل بعض دفعہ شرکیات کی حد میں داخل ہو جاتے ہیں۔

حدیث میں چوایہ کا واقعہ ہے جس سے بچوں پر ظلم کا شہر ہوتا ہے کہ وہ رات بھر بھوکے بلباتے رہے مگر یہ ظلم نہیں ہے۔ یہ  
ان کی نیک نیتی تھی کہ وہ پسلے والدین کو پلانا چاہتے تھے۔ اور آیت کریمہ «وَيَنْهَا عَنِ الْقَبْرَيْنَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْكَانَ بِهِمْ خَاصَّةٌ» (المحشر: ۹) کا  
ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے جو یہاں مذکور ہے۔ وہنا طریقہ اخیر فی الجواز و هو انه صلی اللہ علیہ وسلم ذکر هذه القصة فی مععرض  
المدح والثناء علی فاعلها واقرہ علی ذالک و لو کان لا يجوز لیبیه یعنی باب کے مضمون مذکورہ کا جواز یوں ہیں ثابت ہوا کہ آنحضرت  
علیہ السلام نے اس قصہ کو اور اس میں اس مزدور کے متعلق امر و اقدہ کو بطور مرح و شاذ کر فرمایا۔ اسی سے مضمون باب ثابت ہوا، اگر یہ فعل  
ناجاائز ہوتا تو آپ اسے بیان فرمادیتے۔

## باب مشرکوں اور حربی کافروں کے ساتھ خرید و فروخت کرنا

### ۹۹- بَابُ الشَّرَاءِ وَالْبَيْعِ مَعَ الْمُشْرِكِينَ وَأَهْلِ الْحَرْبِ

حربی کافروں جو اسلامی حکومت سے جنگ برپا کئے ہوئے ہوں اور سلسلہ حرب مابین مطابق قواعد شرعی جاری ہو۔  
۲۲۱۶- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا  
مُعْتَمِرُ بْنُ سَلَيْمانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ  
عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيهِ بَخْرِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كُنَا مَعَ النَّبِيِّ  
نَّبِيَّهُ، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْغَلٌ طَوِيلٌ  
بِعِنْمٍ يَسْوُقُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَنْعَأُ أَمْ  
عَطِيَّةً - أَوْ قَالَ: أَمْ هَبَّةً)) - قَالَ: لَا،  
بَلْ بَيْعَ، فَاشْتَرَى مِنْهُ شَاةً)).

بکری خردی:

[طوفانی : ۲۶۱۸، ۵۳۸۲]

**لشیخ** حافظ فرماتے ہیں:- معاملة الکفار جائز إلا بع ما يستعين به اهل الحرب على المسلمين واختلف العلماء في مبایحة من غالب ماله الحرام وحجة من رخص قوله صلى الله عليه وسلم للمشرك "ابي اام هبة" وفي جواز بيع الکفار والباب ملکه على ما في بدء و جواز قبول الهدية منه (فتح) یعنی کفار سے معاملہ داری کرنا جائز ہے مگر ایسا معاملہ درست نہیں جس سے وہ الہ اسلام کے ساتھ جنگ کرنے میں مدد پا سکیں۔ اور اس حدیث کی رو سے کافر کی بیع کو نافذ نہیں بھی ثابت ہوا۔ اور یہ بھی کہ اپنے مال میں وہ اسلامی قانون میں مالک ہی نہیں مانا جائے گا۔ اور اس حدیث سے کافر کا بدیہی قبول کرنا بھی جائز ثابت ہوا۔ یہ جملہ قانونی امور ہیں جن کے لئے اسلام میں ہر ممکن گنجائش رکھی گئی ہے۔ مسلمان جب کہ ساری دنیا میں آباد ہیں، ان کے بست سے لین دین کے معاملات غیر مسلمون کے ساتھ ہوتے رہتے ہیں۔ لہذا ان سب کو قانونی صورتوں میں تلایا گیا اور اس سلسلہ میں بست فراخندی سے کام لیا گیا ہے۔ جو اسلام کے دین فطرت اور عالمگیر ذہب ہونے کی واضح دلیل ہے۔

## باب حربی کافر سے غلام لوئڈی خریدنا اور اس کا آزاد کرنا اور ہبہ کرنا

اور نبی کریم ﷺ نے سلمان فارسی بن بشیر سے فرمایا تھا کہ اپنے (یہودی) مالک سے "مکاتبت" کر لے۔ حالانکہ سلمان بن بشیر اصل میں پسلے ہی سے آزاد تھے۔ لیکن کافروں نے ان پر ظلم کیا کہ بیع دیا۔ اور اس طرح وہ غلام بنا دیے گئے۔ اسی طرح عمار، چہیب اور بلال رجیسٹھ بھی قید کر کے (غلام بنالے گئے تھے اور ان کے مالک مشرک تھے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "اللہ تعالیٰ ہی نے تم میں ایک کو ایک پر فضیلت دی ہے رزق میں۔ پھر جن کی روزی زیادہ ہے۔ وہ اپنی لوئڈی غلاموں کو دے کر اپنے برابر نہیں کر دیتے۔ کیا یہ لوگ اللہ کا احسان نہیں مانتے۔"

**لشیخ** کہ اس نے مختلف حالات کے لوگ پیدا کئے۔ کوئی غلام ہے کوئی بادشاہ، کوئی مادر ہے کوئی حاج، اگر سب برابر اور یکساں ہوتے تو کوئی کسی کا کام کا ہے کو کرتا۔ زندگی دو بھر ہو جاتی۔ پس یہ اختلاف حالات اور تفاوت درجات حق تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے۔ اس آیت سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نکالا کہ کافر اپنی لوئڈی غلاموں کے مالک ہیں اور ان کی ملک سمجھ ہے کیونکہ ان کی لوئڈی غلاموں کو ((ملکت ایمانہم)) فرمایا۔ جب ان کی ملک سمجھ ہوئی تو ان سے مول لیتا درست ہو گا۔ (وحیدی)

تکیت اسکو کہتے ہیں کہ غلام مالک کو کچھ روپیہ کتنی قسطوں میں دیا قبول کرے۔ کل روپیہ ادا کرنے کے بعد غلام آزاد ہو جاتا ہے۔

حضرت سلمان بن بشیر کو کافروں نے غلام بنا رکھا تھا۔ مسلمانوں نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔ حدیث سلمان بن بشیر میں مزید تفصیل یوں آئی ہے۔ ثم مریب نفر من كلب تاجر فحملوني معهم حتى اذا قدموا وادي الفرزی ظلموني فباعونی من رجل يهودی الحديث یعنی میں فارسی نسل سے متعلق ہوں۔ ہوا یہ کہ ایک وفعہ بنو کلب کے کچھ سوداگر میرے پاس سے گزرے اور انہوں نے مجھے اٹھا کر اپنے ساتھ لگایا۔ اور آگے پل کر مزید ظلم مجھ پر انہوں نے یہ کیا کہ مجھ کو ایک یہودی کے ہاتھ بیع کر اس کا غلام بنا دیا۔

حضرت عمر بن یاسر رضی اللہ عنہ علی عینی ہیں۔ مگر ان کو اس لئے غلاموں میں شمار کیا گیا کہ ان کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہا قریش کی لوڈنیوں میں سے تھیں۔ ان کے شکم سے پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام یا سر نہیں ہے۔ قریش نے ان سب کے ساتھ غلاموں جیسا معاملہ کیا۔ یا سر نہیں ہی مخدوم کے حليف تھے۔ منیر تفصیل حالات یہ ہیں کہ حضرت عمر بن یاسر رضی اللہ عنہ عینی ہیں۔ عینی مخدوم کے آزاد کردہ اور حليف ہیں۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ حضرت عمر بن یاسر رضی اللہ عنہ کے والد یا سر نہیں کہ میں اپنے دو بھائیوں کے ساتھ جن کا نام حارث اور مالک تھا، اپنے جو تھے گم شدہ بھائی کی تلاش میں آئے۔ پھر حارث اور مالک تو اپنے ملک میں کو واپس چلے گئے۔ مگر یا سر کہ میں مقیم ہو گئے۔ اور ابو حذیفہ بن مغیرہ کے حليف بن گئے۔ ابو حذیفہ نے ان کا نکاح اپنی باندی سمیہ رضی اللہ عنہا کی سے کر دیا۔ جن کے ملنے سے حضرت عمر بن یاسر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ ابو حذیفہ نے حضرت عمر بن یاسر رضی اللہ عنہ کو آزاد کر دیا۔ یہ ابتدائی میں اسلام لے آئے تھے۔ اور ان کموروں مسلمانوں میں سے ہیں جن کو اسلام سے ہٹانے کے لئے بستیا گیا۔ یہاں تک کہ ان کو آگ میں بھی ڈال دیا جس سے انہیں اللہ نے مرنے سے بچایا۔ آخرت میں جب ان کی طرف سے گذرتے ہوئے ان کی تکالیف کو دیکھتے تو آپ کا دل بھر آتا۔ آپ ان کے جسم پر اپنا دست شفت پھیرتے اور دعا کرتے کہ اے آگ تو عمر پر اسی طرح خٹندی اور سلامتی والی ہو جا جس طرح تو حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پر ہو گئی تھی۔ یہ مساجرین اولین میں سے ہیں۔ غزوہ بدرا اور جملہ غزوات میں شریک ہوئے۔ جنگ میں حضرت علی بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ۹۳ سال کی عمر میں ۷۳ھ میں جنگ میں شہید ہوئے۔

حضرت صہیب بن سنان عبد اللہ بن جدعان تھی کے آزاد کردہ ہیں۔ کنیت ابو سعید، شرموصل کے باشندے تھے۔ رومنوں نے ان کو بچپن ہی میں قید کر لیا تھا۔ لہذا نشووناروم میں ہوئی۔ رومنوں سے ان کو ایک شخص کلب نامی خرید کر کہ لے آیا۔ جمل ان کو عبد اللہ بن جدعان نے خرید کر آزاد کر دیا۔ پھر یہ عبد اللہ بن جدعان ہی کے حليف بن گئے تھے۔ آخرت میں جب دار ارم میں تھے تو عمر بن یاسر نے اور انہوں نے ایک ہی دن اسلام قبول کیا۔ کہ شریف میں ان کو بھی بست تکلیف دی گئی، لہذا یہ مسٹنے کو بھرت کر گئے۔ ۸۰ھ میں بعمر ۹۰ سال مسٹنے ہی میں انتقال فرمایا۔ اور جنت الواقع میں دفن کئے گئے۔

حضرت بلاں بن یاسر کے والد کا نام بجا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ مشہور معزز صحابی بلکہ مؤذن رسول اللہ عنہ ہیں۔ یہ بھی مسٹنے اولین میں سے ہیں۔ مکہ میں سخت تکالیف برداشت کیسی مگر اسلام کا ناشہ نہ اترा، بلکہ اور زیادہ اسلام کا اطمینان کیا۔ تمام غزوتوں نبوی میں شریک رہے۔ ان کو ایسا پہنچانے والا امیہ بن خلف تھا جو بے حد سنگدلی سے ان کو قسم کم کے عذابوں میں جلا کیا کرتا تھا۔ اللہ کی مشیت دیکھنے کے جنگ بدر میں امیہ بن خلف ملعون، حضرت بلاں بن یاسر کے ہاتھوں سے قتل ہوا۔ عمر کا آخری حصہ شام میں گزارا۔ ۲۳ سال کی عمر میں ۲۰ھ میں دمشق میں انتقال ہوا اور باب الصیرہ میں دفن ہوئے۔ بعض حلب میں انتقال تھاتے اور باب الاربعین میں مدفن ہونا لکھتے ہیں۔ ان کے مناقب بہت زیادہ ہیں۔ ان کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ تابعین کی ایک کثیر جماعت ان سے روایت کرتی ہے۔

(۷) ۲۲۱) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ابراہیم رضی اللہ عنہ نے سارہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ (نمرود کے ملک سے) بھرت کی تو ایک ایسے شرمنی پسچے جمال ایک بادشاہ رہتا تھا (یہ فرمایا کہ) ایک ظالم بادشاہ رہتا تھا۔ اس سے ابراہیم رضی اللہ عنہ کے متعلق کسی نے کہہ دیا کہ وہ ایک نمائیت ہی

۲۲۱) - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزَّنَادَ عَنِ الْأَغْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَاجَرَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِسَارَةً، فَدَخَلَ بَهَا قَرْيَةً فِيهَا مَلَكٌ مِنَ الْمُمْلُوكِ - أَوْ جَهَازٌ مِنَ الْجَاهِيرَةِ. فَقَيْلَ:

خوبصورت عورت لے کر یہاں آئے ہیں۔ بادشاہ نے آپ سے پچھوا بھیجا کہ ابراہیم! یہ عورت جو تمہارے ساتھ ہے تمہاری کیا ہوتی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ میری بیٹی ہے۔ پھر جب ابراہیم ﷺ سارہ بنت خدا کے یہاں آئے تو ان سے کہا کہ میری بات نہ جھٹلانا، میں تمہیں اپنی بیٹی کہ آیا ہوں۔ خدا کی تھم! آج روئے زمین پر میرے اور تمہارے سوا کوئی مومن نہیں ہے۔ چنانچہ آپ نے سارہ بنت خدا کو بادشاہ کے یہاں بھیجا، یا بادشاہ حضرت سارہ بنت خدا کے پاس گیا۔ اس وقت حضرت سارہ بنت خدا و ضوکر کے نماز پڑھنے کھڑی ہو گئی تھیں۔ انہوں نے اللہ کے حضور میں یہ دعا کی کہ ”اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول (ابراہیم ﷺ) پر ایمان رکھتی ہوں، اور اگر میں نے اپنے شوہر کے سوا اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہے تو تو مجھ پر ایک کافر کو مسلط نہ کر۔“ اتنے میں وہ بادشاہ تھرا یا اور اس کا پاؤں زمیں میں دھنس گیا۔ اعرج نے کہا کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو ہریرہ بن بشیر نے بیان کیا کہ حضرت سارہ بنت خدا نے اللہ کے حضور میں دعا کی کہ اے اللہ! اگر یہ مرگیا تو لوگ کہیں گے کہ اسی نے مارا ہے۔ چنانچہ وہ پھر چھوٹ گیا اور حضرت سارہ بنت خدا کی طرف بڑھا۔ حضرت سارہ بنت خدا و ضوکر کے پھر نماز پڑھنے لگی تھیں اور یہ دعا کرتی جاتی تھیں ”اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان رکھتی ہوں اور اپنے شوہر (حضرت ابراہیم ﷺ) کے سوا اور ہر موقع پر میں نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہے تو تو مجھ پر اس کافر کو مسلط نہ کر۔“ چنانچہ وہ پھر تھرا یا کامبا اور اس کے پاؤں زمیں میں دھنس گئے۔ عبد الرحمن نے بیان کیا کہ ابو سلمہ نے بیان کیا ابو ہریرہ بن بشیر سے کہ حضرت سارہ بنت خدا نے پھر وہی دعا کی کہ اے اللہ! اگر یہ مرگیا تو لوگ کہیں گے کہ اسی نے مارا ہے۔“ اب دوسری مرتبہ یا تیسرا مرتبہ بھی وہ بادشاہ چھوڑ دیا گیا۔ آخر وہ کہنے لگا کہ تم لوگوں نے میرے یہاں ایک شیطان بھیج دیا۔ اسے ابراہیم (ﷺ) کے پاس لے جاؤ اور انہیں آجر (حضرت ہاجرہ) کو بھی دے دو۔ پھر حضرت سارہ ابراہیم ﷺ کے

دخل ابراہیم باعمرۃ هی من احسن النساء۔ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنَّ يَا إِبْرَاهِيمَ مَنْ هَذِهِ الْأُنْيَاءِ مَلْكُ؟ قَالَ : أَخْنَى. ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهَا فَقَالَ : لَا تُكَذِّبِي حَدِيثِي، فَإِنِّي أَخْبُرُهُمْ أَنِّكِ أَخْنَى، وَاللَّهُ إِنْ عَلَى الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرِكِ. فَأَرْسَلَ بَهَا إِلَيْهِ فَقَامَ إِلَيْهَا، فَقَامَتْ تَوَضَّأْتَ وَتَصَلَّيَ فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ آمِنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ وَأَخْصَنْتُ فَرْجِي إِلَّا عَلَى زَوْجِي فَلَا تُسْلِطْ عَلَى الْكَافِرِ. فَعَطَهُ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ - قَالَ الْأَغْرِجَ : قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنْ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَتْ: اللَّهُمَّ إِنْ يَمْتَنَعَ فَيُقَالُ هِيَ قَاتِلَةُ فَأَرْسَلَ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأْتَ وَتَصَلَّيَ وَتَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ آمِنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ وَأَخْصَنْتُ فَرْجِي إِلَّا عَلَى زَوْجِي فَلَا تُسْلِطْ عَلَى هَذَا الْكَافِرِ، فَعَطَهُ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ - قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنَ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ - فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنْ يَمْتَنَعَ فَيُقَالُ هِيَ قَاتِلَةُ فَأَرْسَلَ فِي التَّالِيَةِ أُوْزَ في التَّالِيَةِ فَقَالَ : وَاللَّهِ مَا أَرْسَلْتُمْ إِلَيَّ إِلَّا شَيْطَانًا، ارْجِعُوهَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَأَنْظِعُوهَا آجَرَ، فَرَجَعَتْ إِلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَتْ: أَشْفَعْتُ أَنَّ اللَّهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَأَخْدَمَ وَلِيَدَهُ).

[اطرافہ فی : ۷۶۳۵، ۳۳۵۷، ۳۳۵۸]

۶۹۵۰، ۵۰۸۴]

پاس آئیں اور ان سے کہا کہ دیکھتے نہیں اللہ نے کافر کو کس طرح  
ذلیل کیا اور ساتھ میں ایک لڑکی بھی دلوادی۔

**لَشْبِحَ** زمین کنخان سے مصر کا یہ سفر اس لئے ہوا کہ کنخان ان دونوں سخت قحط سالی کی زمین آگیا تھا۔ حضرت ابراہیم ﷺ مجبوہ ہو کر اپنی بیوی حضرت سارہ بنت خنا اور سختی لوط علیہ السلام اور بھیر بکریوں سیست مصر میں بیٹھ گئے۔ ان دونوں مصر میں فرعون رقیون ناہی حکمرانی کر رہا تھا۔ ابراہیم ﷺ کی بیوی سارہ بنت خنا بے حد حسین تھیں۔ اور وہ بادشاہ ایسی حسین عورتوں کی ججو میں رہا کرتا تھا۔ اس لئے حضرت سارہ بنت خنا نے حضرت سارہ بنت خنا کو ہدایت فرمائی کہ وہ اپنے آپ کو ابراہیم ﷺ کی بنت نظاہر کریں۔ جب فرعون مصر نے حضرت سارہ بنت خنا کے حسن کا چچا ساتھ انہوں نے ان کو بلوا بھیجا اور فعل بد کا ارادہ کیا مگر حضرت سارہ بنت خنا کی بد دعا سے وہ برائی پر قادر نہ ہو سکا۔ بلکہ زمین میں غرق ہونے لگا۔ آخر اس کے دل پر ان کی عظمت نقش ہو گئی اور حضرت ابراہیم ﷺ سے مخالف مانگی اور حضرت سارہ بنت خنا کو داپس کر دیا اور اپنے خلوص اور عقیدت کے اطمینان میں اپنی بیٹی ہاجرہ بنت خنا کو ان کی نذر کر دیا تاکہ وہ سارہ بنت خنا جیسی خدا ریبدہ خاتون کی خدمت میں زہ کر تعلیم اور تربیت حاصل کرے اور کسی وقت اس کو حضرت ابراہیم ﷺ جیسے نبی کی بیوی بننے کا شرف حاصل ہو۔ یہودیوں کی کتاب بریثیث لیا میں ذکر ہے کہ ہاجرہ شاہ مصر کی بیٹی تھی۔ ایسا یہ طبری، خیس اور قسطلانی نے ذکر کیا ہے مگر یہ امر نہایت ہی قابل افسوس ہے کہ بعض بد باطن یہود کی حادسہ تحریرات میں ان کو لووڈی کہا گیا ہے اور کچھ لوگوں نے ان تحریروں سے متاثر ہو کر اس حدیث میں واردہ لفظ "ولیدہ" کا ترجمہ لووڈی کر دیا ہے حالانکہ قرآن و حدیث کی اصطلاح عام میں غلام اور لووڈی کے لئے ملک بیین کا لفظ ہے جیسا کہ آیت قرآنی وما ملکت ایمانکم سے ظاہر ہے لفظ عرب میں جاریہ اور ولیدہ کے الفاظ عام لڑکی کے معنوں میں آتے ہیں۔ عربی کی باتیل میں سب جگہ حضرت ہاجرہ کے واسطے جاریہ کا لفظ استعمال ہوا ہے انگریزی باتیل میں سب مقامات پر مید کا لفظ ہے جس کے معنی وہی ہیں جو "جاریہ" اور "ولیدہ" کے ہیں یعنی لڑکی۔

ابی سلمہ راحیق جو ایک یہودی عالم ہیں وہ پیدائش ۱۲۔ ۱ میں لکھتے ہیں کہ جب فرعون مصری نے نبی کی کرامتوں کو جو سارہ کی وجہ سے ظاہر ہوئیں، دیکھا تو اس نے کہا کہ بہتر ہے میری بیٹی اس کے گھر میں خاومہ ہو کر رہے وہ اس سے بہتر ہو گی کہ کسی دوسرے گھر میں وہ ملکہ بن کر رہے۔ چنانچہ حضرت ہاجرہ نے ابراہیم گھرانے میں پوری تربیت حاصل کی اور پچاسی سال کی عمر میں جب کہ آپ اولاد سے مایوس ہو رہے تھے حضرت سارہ نے ان سے خود کہا کہ ہاجرہ سے شادی کرو لشاید اللہ پاک ان ہی کے ذریعہ تم کو اولاد عطا کرے چنانچہ ایسا یہ ہوا کہ شادی کے بعد حضرت ہاجرہ حاملہ ہو گئیں اور ان کو خواب میں فرشتہ نے بشارت دی کہ تو ایک بیٹا بنے گی اس کا نام اسماعیل رکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا دکھ سن لیا۔ وہ عربی ہو گا اس کا ہاتھ سب کے خلاف ہو گا اور سب کے ہاتھ اس کے برخلاف ہوں گے اور وہ اپنے سب بھائیوں کے سامنے بودو باش کرے گا۔ (تورات پیدائش ۱۲۔ ۱۱۔ ۱۲)

خداؤند نے یہ بھی فرمایا کہ دیکھ ہاجرہ کے بطن سے پیدا ہونے والے بچے اسماعیل کے حق میں میں نے تیری دعا سن لی دیکھو میں اس کو برکت دوں گا اور اسے آبرو مند کروں گا اور اسے بہت بڑھاؤں گا اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا۔ (تورات پیدائش ۱۷۔ ۱۵۔ ۲۰)

حضرت ابراہیم کی چھیاں سال کی عمر تھی کہ ان کے بیٹے حضرت اسماعیل پیدا ہوئے۔ حضرت اسماعیل کے حق میں یہ بشارت توراة سفر گنوں باب کے ادرس ۲۰ میں موجود ہے۔

یہودیوں نے حضرت ہاجرہ بنت خنا کے لووڈی ہونے پر حضرت سارہ بنت خنا کے اس قول سے دلیل لی ہے جو توراة میں مذکور ہے کہ جب حضرت سارہ بنت خنا حضرت ہاجرہ بنت خنا سے ناراض ہو گئیں تو انہوں نے اس ڈر سے کہ کسیں حضرت ہاجرہ کا فرزند اسماعیل ﷺ ان کے فرزند اسحاق ﷺ کے ساتھ ابراہیم ترک کا وارث نہ بن جائے یہ کہا کہ اس لووڈی کو اور اس کے بچے کو یہاں سے نکال دے۔ یہ

لطف حضرت سارہ بنت خالد نے خالی کے طور پر استعمال کیا تھا ورنہ ان کو معلوم تھا کہ شریعت ابراہیم میں لونڈی غلام مالک کے ترک میں وارث نہیں ہوا کرتے ہیں۔ اگر حضرت ہاجرہ بنت خالدی لوونڈی ہوتی تو حضرت سارہ بنت خالدی اسکی غلط بیانی کیوں کرتی جب کہ وہ ابراہیم شریعت کے احکامات سے پورے طور پر واقف تھیں۔

پس خود تورۃ کے اس بیان سے واضح ہے کہ حضرت ہاجرہ بنت خالدی نہ تھی بلکہ آزاد تھی۔ اسی لئے حضرت سارہ کو ان کے لڑکے کے وارث ہونے کا خطرہ ہوا اور ان کو دور کرنے کا مطالبہ کیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ہاجرہ ملیما السلام شاہ مصر کی بیٹی تھی ہے بطور خادمہ تعلیم و تربیت حاصل کر کے حرم نبوت میں بیوی بنانے کے لئے حضرت سارہ بنت خالد کیا گیا تھا۔

حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کے معتقدہ باب میں جس کے تحت یہ حدیث آئی ہے کہنی باتیں مخطوط کی گئی ہیں جس کی تشریع علامہ قسطلانی یوں فرماتے ہیں۔ اجر بہمزة ممنودہ بدل الہاء و جسم مفتوحة فراء و کان ابو آجر من ملوک القبط لستنی آجر بہمزة ممنودہ کے ساتھ ہا کے بدله میں ہے اور جسم مفتودہ کے بعد را ہے۔ اور آجر کا باپ فرعون مصر بقطی بادشاہوں میں سے تھا، میں علامہ قسطلانی نے صاف لفظوں میں بتایا ہے کہ حضرت ہاجرہ فرعون مصر کی بیٹی تھی۔ ولیدہ کی تحقیق میں آپ فرماتے ہیں۔ والولیدہ الجاریہ للخدمۃ سواء كانت کبیرۃ او صغیرۃ و فی الاصل الولید لطفل والانثی ولیدہ والجمع ولا ند والمراد بها آجر المذکورہ یعنی لطف ولیدہ لڑکی پر بولا جاتا ہے جو بطور خادمہ ہو عمر میں وہ صغیرہ ہو یا کبیرہ اور دراصل ولیدہ لڑکی کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع ولا ند آتی ہے۔ اور میں اس لڑکی سے مراد آجر مذکورہ ہیں جو ہاجرہ ملیما السلام سے مشهور ہیں۔

آگے علامہ فرماتے ہیں وہ موضع الترجمۃ اعطوا آجر و قبول سارہ منه و امضاء ابراہیم ذالک ففیہ صحۃ هبة الكافر و قبول هدیۃ السلطان الظالم و ابتلاء الصالحين لرفع درجاتهم و فیہ اباحت المعارض و انہا مندوحة عن الكذب و هذا الحديث اخرجه ايضاً فی الہبة والاکراه و احادیث الانبیاء (فسطلانی) یعنی میں ترجمۃ الباب الفاظ اعطوا آجر سے نکلتا ہے کہ اس کافر بادشاہ نے اپنی شزادی ہاجرہ ملیما السلام کو بطور عطیہ پیش کرنے کا حکم دیا اور سارہ ملیما السلام نے اسے قبول کر لیا اور حضرت ابراہیم پیغمبر نے بھی اس معاملہ کو منظور فرمایا۔ لذرا ثابت ہوا کہ کافر کسی چیز کو بطور بہہ کسی کو دے تو اس کا یہ ہے کہنا صحیح مانا جائے گا اور ظالم بادشاہ کا ہدیہ قبول کرنا بھی ثابت ہوا۔ اور یہ لوگوں کا ظالم بادشاہوں کی طرف سے ابتلا میں ڈالا جانا بھی ثابت ہوا۔ اس سے ان کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ایسے آزمائشی موقع پر بعض غیر مبالغ کنیات و تصریفات کا استعمال مبالغ ہو جاتا ہے۔ اور ان کو جھوٹ میں شار نہیں کیا جاسکتا۔ سید الحدیثین حضرت امام بخاری نے اس حدیث کو اپنی جامع الحکیم میں اور بھی کئی مقالات پر نقل فرمایا ہے اور اس سے بہت سے مسائل کا استنباط کیا ہے۔

خلاصہ المرام یہ کہ حدیث ہذا میں وارده لطف ولیدہ لوونڈی کے معنی میں نہیں، بلکہ لڑکی کے معنی میں ہے۔ حضرت ہاجرہ ملیما السلام شاہ مصر کی بیٹی تھی۔ جسے اس نے حضرت سارہ بنت خالد کو برکت کے لئے دے دیا تھا۔ لذرا یہود کا حضرت اسماعیل پیغمبر کو لوونڈی کا پچھہ کہنا محض جھوٹ اور الزام ہے۔

میں سر سید نے خطبات احمدیہ میں ٹکلتے کے ایک مناظر کا ذکر کیا ہے جو اسی موضوع پر ہوا جس میں علماء یہود نے بالاتفاق تسلیم کیا تھا کہ حضرت ہاجرہ لوونڈی نہ تھیں بلکہ شاہ مصر کی بیٹی تھیں۔ حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم نے میں لطف ولیدہ کا ترجمہ لوونڈی کیا ہے جو لڑکی ہی کے معنوں میں ہے، ہندوستان کے بعض مقالات پر لڑکی کو لوونڈیاں اور لڑکے کو لوونڈا بولتے ہیں۔

ترجمۃ الباب میں چونکہ لطف بہہ بھی آیا ہے لذرا معلوم ہوا کہ بہہ لغوی طور پر مطلق بخشش کو کہتے ہیں۔ اللہ اکاں کا ایک صفاتی نام دہاب بھی ہے یعنی بے حساب بخشش کرنے والا۔ شرع محمدی میں بہہ کی تعریف یہ ہے کہ کسی جانیداد متوسلہ یا غیر متوسلہ کو برضاء رغبت اور بلا معاوضہ منتقل کر دینا۔ منتقل کرنے والے کو واحب اور جس کے نام منتقل کیا جائے اسے موصوب لہ کہتے ہیں۔ ضروری ہے کہ اس

انقل کو خود موبوب لہ یا اس کی طرف سے کوئی اس کا ذمہ دار آدی و اہب کی زندگی ہی میں قبول کر لے۔ نیز ضروری ہے کہ بہر کرنے والا عاقل بالغ ہو۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ شے موبوب اس شخص کے فضلہ میں وی جائے جس کے نام پر بہر کیا جا رہا ہے۔ بہر کے بارے میں بہت سی شرعی تفصیلات ہیں جو کتب فقہ میں تفصیل سے موجود ہیں۔ اردو زبان میں آزیبل مولوی سید امیر علی صاحب ائم' اے بیرونی شرایط لاء نے جامع الاحکام فی فقہ الاسلام کے نام سے ایک مفصل کتاب مسلمانوں کے قوانین مذہبی پر لکھی ہے اس میں بہر کے متعلق پوری تفصیلات حوالہ قلم کی گئی ہیں۔ اور عدالت ہندیہ میں جو پرشیل لا آف دی جمنس مسلمانوں کے لئے منظور شدہ ہے ہر ہر جزوی میں پوری وضاحت سے احکام بہر کو بتالیا گیا ہے۔

۲۲۱۸ - حدثنا قُتيبةَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّهُ  
عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: ((اختصَّ  
سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ وَعَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ فِي  
غَلَامٍ، فَقَالَ سَعْدٌ: هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ  
أَخِي عَثْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ، عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ  
ابْنَهُ، انْظُرْ إِلَيْ شَهِيمَةَ، وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ:  
هَذَا أَخِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَدُ عَلَى فَوَاسِ  
أَبِي مِنْ وَلِيَّدَتِهِ: فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ  
إِلَى شَهِيمَةَ فَرَأَى شَهِيمَةَ بَيْنَ بَعْثَةَ، فَقَالَ: ((هُوَ  
لَكَ يَا عَبْدُ، الْوَلَدُ لِلْفَرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ  
الْحَجَرِ، وَحَجَبِيِّ مِنْهُ يَا سَوْدَةَ بِنْتَ  
زَمْعَةَ، فَلَمْ تَرَهُ سَوْدَةَ قَطُّ)).

**لشیخ** حلالکہ از روئے قاعدہ شرعی آپ نے اس پچ کو زمود کا بینا قرار دیا، تو امام المؤمنین سودہ بنت زمود اس کی بنی ہو گئیں۔ مگر احتیاط ان کو اس پچ سے پرده کرنے کا حکم دیا۔ اس لئے کہ اس کی صورت عتبہ سے ملتی تھی۔ اور گمان غالب ہوتا تھا کہ وہ عتبہ کا بینا ہے۔ حدیث سے یہ لکھا کہ شرعی اور باقاعدہ ثبوت کے مقابل مختلف گلان پر کچھ نہیں ہو سکتا۔ باب کی مطابقت اس طرح پر ہے کہ آپ نے زمود کی ملک مسلم رکھی، حالانکہ زمود کافر تھا، اور اس کو اپنی لوٹی پر وہی حق ملا جو مسلمانوں کو ملتا ہے تو کافر کا تصرف بھی اپنی لوٹی غلاموں میں جیسے بیچ بہر وغیرہ نہ لاذ ہو گا۔ (وحیدی)

۲۲۱۹ - حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ  
حدثنا غندر قَالَ حدثنا شعبۃ عن سعد  
عَنْ أَبِيهِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنَ بْنُ عَوْفٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِصُهُيبٍ: أَتَقَ اللَّهُ وَلَا

نہ بن۔ صہیب بیشوخ نے کہا کہ اگر مجھے اتنی اتنی دولت بھی مل جائے تو بھی میں یہ کہنا پسند نہیں کرتا۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ میں تو بچپن ہی میں چرا لایا گیا تھا۔

تَدْعُ إِلَى غَيْرِ أَيْنِكَ. فَقَالَ صَهِيبٌ : مَا يَسْرُونِي أَنْ لِي كَذَا وَكَذَا وَأَنِي قُلْتُ ذَلِكَ، وَلَكِنِي سُرْفَتُ وَأَنَا صَبِيٌّ).

**تَدْعُ إِلَى غَيْرِ أَيْنِكَ** ہوا یہ تھا کہ صہیب بیشوخ کی زبان روئی تھی، مگر وہ اپنا باپ ایک عرب سنان بن مالک کو بتاتے تھے۔ اس پر عبدالرحمن بیشوخ نے ان سے کہا، خدا سے ذر اور دوسروں کو اپنا باپ نہ بنا۔ صہیب بیشوخ نے حواب دیا کہ میری زبان روئی اس وجہ سے ہوئی کہ بچپنے میں روئی لوگ حملہ کر کے مجھ کو قید کر کے لے گئے تھے۔ میں نے ان ہی میں پرورش پائی، اس لئے میری زبان روئی ہو گئی۔ ورنہ میں دراصل عربی ہوں۔ میں جھوٹ بول کر کی اور کاہینا نہیں بنتا۔ اگر مجھ کو ایسی ایسی دولت ملتے۔ تب بھی میں یہ کام نہ کروں۔ اس حدیث سے امام بخاری بیشوخ نے یہ نکلا کہ کافروں کی ملک سمجھ اور مسلم ہے۔ کیونکہ ابن جدعان نے صہیب بیشوخ کو خرید کیا اور آزاد کیا۔ حضرت صہیب بیشوخ کے مناقب بست کچھ ہیں۔ جن پر مستقل بیان کسی جگہ ملتے گا۔ یہ بہت ہی کھانا کھلانے والے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں نے آخر پرست شہید کی یہ حدیث سکی ہے کہ تم میں بہتر وہ ہے جو حق داروں کو بکھرنا کھلانے۔

(۲۲۲۰) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی، انسیں زہری نے، کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور انسیں حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے خبر دی، کہ انہوں نے پوچھا، یا رسول اللہ! ان یک کاموں کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے، جنہیں میں جاہلیت کے زمانہ میں صلدہ رحمی، غلام آزاد کرنے اور صدقہ دینے کے سلسلہ میں کیا کرتا تھا۔ کیا ان اعمال کا بھی مجھے ثواب ملے گا؟ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنی نیکیاں تم پہلے کرچکے ہو ان سب کے ساتھ اسلام لائے ہو۔

لَكَ مِنْ خَيْرٍ). [راجع: ۱۴۳۶] شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرْنِي غُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حَزَامَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ : ((بِإِيمَانِ رَسُولِ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ أُمُورًا كَفُوتَ أَنْتَ هُنَّ - أَوْ أَتَحْتَ - بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صَلَةٍ وَعَافَةٍ وَصَدَقَةٍ، هَلْ لَيْ فِيهَا أَجْرٌ؟ قَالَ حَكِيمٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ)). [راجع: ۱۴۳۶]

یعنی وہ تمام نیکیاں قائم رہیں گی اور ضرور ان کا ثواب ملے گا۔ آخر میں یہ حدیث لا کر حضرت امام بخاری بیشوخ نے غالباً یہ اشارہ کیا ہے کہ جائز حدود میں اسلام لانے سے پہلے کے معاملات لین دین اسلام قبول کرنے کے بعد بھی قائم رہیں گے۔ اور ان میں کوئی ردود بدل نہ ہو گا۔ یا فریقین میں سے ایک فرقہ مسلمان ہو گیا ہے اور جائز حدود میں اس کا لین دین کا کوئی سلسلہ ہے جس کا تعلق دور جاہلیت سے ہے تو وہ اپنے دستور پر اسے جا لوار کھے سکے گا۔

بابِ رباغت سے پہلے مردار کی کھال (کا بیچنا جائز ہے یا نہیں؟)

(۲۲۲۱) ہم سے زہری بن حرب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے بیان کیا، ان سے صلح نے بیان کیا، کہ مجھ سے ابن شاب نے بیان کیا، انسیں عبید اللہ بن

تَدْعُ إِلَى جُلُودِ الْمَيْتَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْعَ

تَدْعُ إِلَى جُلُودِ الْمَيْتَةِ قَبْلَ أَنْ يَقْتُلَهُ بْنُ حَزَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَقْتُلُهُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبْنُ شَهَابٍ أَنَّ

عبداللہ بن عبد اللہ الخبرة آن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک مردہ بکری پر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے چڑے سے تم لوگوں نے کیوں نہیں فائدہ اٹھایا؟ صحابہ نے عرض کیا کہ وہ تو مردار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مردار کا صرف کھانا منع ہے۔

غَيْبَةُ الَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَخْبَرَةُ آنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ : (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، مَرَّ بِشَاةً مِنْتَهَىَ قَفَالَ : هَلَا أَسْتَمْتَقْعُمْ بِإِهَابِهَا؟ قَالُوا: إِنَّهَا مِنْتَهَىٰ فَقَالَ : إِنَّمَا حَرَمَ أَكْلَهَا). [۱۴۹۲] (راجع: ۱۴۹۲)

**تَشْبِيهُ** حلاںکہ قرآن شریف میں «خِزْمَةٌ عَلَيْكُمُ الْمُنْفَعَةُ» (المائدة: ۳) مطلق ہے۔ اس کے سب اجزاء کو شامل ہے، مگر حدیث سے اس کی تخصیص ہو گئی کہ مردار کا صرف کھانا حرام ہے۔ زبری نے اس حدیث سے دلیل لی، اور کماکہ مردار کی کھانے سے مطلقاً نفع اٹھانا درست ہے۔ دیاغت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ لیکن دیاغت کی قید دوسری حدیث سے نکال گئی ہے اور جسمور علاء کی وہی دلیل ہے۔ اور امام شافعی **تَشْبِيهُ** نے مرداروں میں کتنے اور سور کا اشتھاء کیا ہے۔ اس کی کھانہ دیاغت سے بھی پاک نہ ہو گی۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ **تَشْبِيهُ** نے صرف سور اور آدمی کی کھانہ کو مستثنی کیا ہے۔

باب سور کامارڈالنا۔ اور جابر بن عبد اللہ نے کماکہ نبی کریم ﷺ نے

نے سور کی خرید فروخت حرام قرار دی ہے  
بیان کیا، ان سے این شبہ نے این کیا، کماکہ ہم سے لیٹ نے  
بیان کیا، ان سے این شبہ نے، ان سے این مسیب نے اور انہوں  
نے ابو ہریرہ **تَشْبِيهُ** کو یہ فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس  
ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ زمانہ آئے والا ہے  
جب این مریم (عیسیٰ ﷺ) تم میں ایک عادل اور منصف حاکم کی  
حیثیت سے اتریں گے۔ وہ صلیب کو توڑا لیں گے، سوروں کو مار  
ڈالیں گے اور جزیہ کو ختم کر دیں گے۔ اس وقت مال کی اتنی زیادتی ہو  
گی کہ کوئی لینے والا نہ رہے گا۔

۱۰۲ - بَابُ قَتْلِ الْخَتْنَيْرِ

وَقَالَ جَابِرٌ: حَرَمَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْعُ الْخَتْنَيْرِ  
۲۲۲۲ - حَدَّثَنَا قَتْبَيْهُ بْنُ سَعْدِ بْنِ قَالَ  
حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ ابْنِ  
الْمُسَبِّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَالَّذِي  
نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكُنَّ أَنْ يَنْزَلَ فِيْكُمْ ابْنُ  
مَرِيمٍ حَكَمًا مُفْسِطًا، فَيُكْسِرُ الصَّلَبَ،  
وَيَقْتُلُ الْخَتْنَيْرَ، وَيَضْطَعُ الْجَرِيَّةَ، وَيَفْسِدُ  
الْمَالَ حَتَّى لا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ)).

[اطرافہ فی : ۳۴۷۶، ۳۴۴۸، ۳۴۴۹]

**تَشْبِيهُ** اس حدیث سے امام عماری **تَشْبِيهُ** نے یہ نکلا کہ سور بخس العین ہے اس کی بیع جائز نہیں ورشہ حضرت میں **تَشْبِيهُ** اسے قتل کیوں کرتے۔ اور نیست و مہدوہ کیوں کرتے۔ حضرت میں **تَشْبِيهُ** فرمائیں گے با مسلمان ہو یا قتل ہو۔ جزیہ قبول نہ کریں گے۔

اس حدیث سے صاف حضرت میں **تَشْبِيهُ** کا قیامت کے قریب اتنا اور حکومت کرنا اور صلیب توڑنا، جزیہ موقوف کرنا یہ سب باقی ثابت ہوتی ہیں۔ اور تجھب ہوتا ہے اس شخص کی عقل پر جو قادری مرتزا کو سمجھ مسحود سمجھتا ہے۔ اللهم لتنا على الحق و جنبنا من  
الفن ما ظهر منها و ما بطن (وحیدی)

قتل خنزیر سے مراد یہ ہے کہ یامر باعد امامہ مبالغہ فی تحریم اکله و فیہ توبیخ عظیم للنصاری الذین یدعون لهم على طریقہ عمنی

نہ مسحولون اکل الخنزیر و بیالغون فی معجنه یعنی حضرت عیسیٰ ﷺ اپنے دور حکومت میں خنزیر کی نسل کو ختم کرنے کا حکم جاری کر دیں گے۔ اس میں اس کے کھانے کی حرمت میں مبالغہ کا بیان ہے اور اس میں ان عیسائیوں کے لئے بڑی ذات ہے جو حضرت عیسیٰ ﷺ کے پیروکار ہونے کے مدعا ہیں، پھر خنزیر کھلا طالب جانتے ہیں اور اس کی محبت میں مبالغہ کرتے ہیں۔

آیات قرآنیہ اور احادیث صحیح کی بنا پر جملہ اہل اسلام کا از سلف تاختف یہ اعتقاد رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ ﷺ بن مریم طیہما السلام آسمان پر زندہ ہیں اور وہ قیامت کے قریب دنیا میں نازل ہو کر شریعت محمدیہ کے پیروکار ہوں گے اور اس کے تحت حکومت کریں گے۔ حدیث مذکورہ میں آنحضرت ﷺ نے طلاقیہ بیان فرمایا ہے کہ وہ بالاضر نازل ہوں گے۔ چونکہ آج کل فرقہ قاویانیہ نے اس بارے میں بہت کچھ وجل پھیلا کر بعض نوجوانوں کے دماغوں کو مسوم کر رکھا ہے۔ لہذا چند دلائل کتاب و سنت سے یہ مل پیش کئے جاتے ہیں جو اہل ایمان کی تسلی کے لئے کافی ہوں گے۔

قرآن مجید کی آیت شریقه نص قطعی ہے جس سے حیات سچ ﷺ روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ (وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا  
لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ فَقَدْ مَرَّ بِهِ وَيَوْمُ الْقِيَمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا) (النساء : ۱۵۹) یعنی جب حضرت عیسیٰ ﷺ آسمان سے نازل ہوں گے تو کوئی اہل کتاب یہودی اور عیسائی ایسا بلقی نہ رہے گا جو آپ پر ایمان نہ لے آئے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوں گے۔ حیات سچ کے لئے یہ آئت قطعی الدلالۃ ہے کہ وہ قرب قیامت نازل ہوں گے اور جملہ اہل کتاب ان پر ایمان لا سکیں گے۔

دوسری آیت یہ ہے (وَمَا قَاتَلُوهُ وَمَا ضُلَّبُوهُ وَلَكُنْ شَهِيدُهُمْ) (النساء : ۱۵۷) (وَمَا قَاتَلُوهُ يَهُدُّنَا بِلِ رَفْعَةِ اللَّهِ إِنَّهُ وَكَانَ اللَّهُ  
عَزِيزًا حَكِيمًا) (النساء : ۱۵۸) یعنی یہودیوں نے نہ حضرت عیسیٰ ﷺ کو قتل کیا ہے ان کو چھاؤنی دی، یقیناً ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھایا۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ رفع سے مراد رفع مع الجد ہے یعنی جسم مع روح، اللہ نے ان کو آسمان پر اٹھایا اور اب وہ وہاں زندہ موجود ہیں۔ یہ آیت بھی حیات سچ پر قطعی الدلالۃ ہے۔

تیسرا آیت یہ ہے (إِذَا قَاتَلَ اللَّهُ بِعْنَاسِي إِنَّ مُتَقْبِلَكُ إِلَى وَمَظْهَرِكَ مِنَ الْبَيْنَ كَفَرُوا وَخَاعِلُ الَّذِينَ آتَيْتُمُونَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ  
إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ) (آل عمران : ۵۵) یعنی جس وقت کما اللہ نے، اے عیسیٰ تحقیق لینے والا ہوں میں تھجھ کو اور اٹھانے والا ہوں تھجھ کو اپنی طرف اور پاک کرنے والا ہوں تھجھ کو ان لوگوں سے کہ کافر ہوئے۔ اور کرنے والا ہوں ان لوگوں کو کہ پیروی کریں گے تیری اور ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے قیامت کے دن سک۔

یہ ترجیح شاہ عبدالقدار رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ آگے فائدہ میں لکھتے ہیں کہ یہود کے علموں نے اس وقت کے بادشاہ کو برکایا کہ یہ شخص مدد ہے تورات کے حکم سے خلاف ہلاتا ہے اس نے لوگ بھیجے کہ ان کو پکڑ لاویں، جب وہ پہنچے حضرت عیسیٰ ﷺ کے یار سرگ گئے۔ اس مشبلی میں حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ ﷺ کو آسمان پر اٹھایا۔ اور ایک صورت ان کی رہ گئی۔ اس کو پکڑ کر لائے پھر سولی پر چڑھایا۔ تو فی کے اصل و حقیقی سنتے اخذ الشفی و الہا کے پیسے جیسا کہ بیانوی و قسطلانی اور رازی وغیرہم نے لکھا ہے۔ اور موت توفی کے معنی مجازی ہیں نہ حقیقی، اسی واسطے بغیر قیام قبریہ کے موت کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا۔ اور ہمارے کوئی قبریہ موت کا قائم نہیں ہے اس لئے اصل و حقیقی معنی اخذ الشفی و الہا مراد لئے جائیں گے۔ اور انسان کا وافیا لیتا یہی ہے کہ مع روح و جسم کے لیا جائے۔ وہ مطلوب۔ اللہ ایہ آئت بھی حیات سچ پر قطعی الدلالۃ ہے۔

چہ تھی آیت (وَإِنَّهُ لَيَعْلَمُ لِلْمَسَاعَةِ فَلَا تَمْتَرَّنَ بِهَا وَلَيَعْلَمُنَّ هَذَا صِرَاطُ الْمُسْتَقِيمِ) (الزخرف : ۷۱) اور تحقیق وہ عیسیٰ قیامت کی نشانی ہے۔ پس مت ٹک کرو ساتھ اس کے اور پیروی کرو میری یہ ہے راہ سیدمی۔ اس آیت کے ذیل میں تفسیر ابن کثیر میں ہے۔ المراد بدلاک نزولہ قبل یوم القیامۃ قال مجاهد وانه لعلم للمساعۃ ای آیۃ للمساعۃ خروج عیسیٰ بن مریم قبل یوم القیامۃ و هکذا روی عن ابی هريرة و ابن عباس وابی العالية وابی مالک و عکرمة والحسن وفادة وضحاک وغیرهم وقد تواترت الاحادیث عن رسول الله صلی اللہ

علیہ وسلم انه اخیر بنزول عیسیٰ ابن مریم عليه السلام قبل يوم القيمة اماماً عادلاً و حکماً مقصداً (ابن کھنوجی) یعنی میں صاریح تھیں۔ وہ قیامت کے قریب نازل ہوں گے۔ جلہل نے کہا کہ وہ قیامت کی نشانی ہوں گے۔ یعنی قیامت کی علامت۔ قیامت سے قبل حضرت عیسیٰ پیغمبر کا آسمان سے نازل ہونا ہے اور ابو ہریرہ بن عباس پیغمبر اور ابوالحاییہ اور ابوالمالک اور عکرمہ اور حسن اور قادہ اور شحاذ وغیرہ نے بیان فرمایا ہے اور رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں متواتر احادیث مجھے موجود ہیں کہ حضرت عیسیٰ پیغمبر قیامت کے قریب امام عادل اور حاکم منصف بن کر نازل ہوں گے۔ آیات قرآنی کے علاوہ ان جملہ احادیث مجھے کے لئے دفترکی ضرورت ہے۔ ان عین میں سے ایک یہ حدیث بخاری بھی ہے جو میں مذکور ہوئی ہے۔ پس حیات صحیح کا عقیدہ جملہ الہ اسلام کا عقیدہ ہے۔ اور یہ کتاب اللہ و احادیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے جو اس کا انکار کرے وہ قرآن و احادیث کا انکاری ہے۔ ایسے مکروہ کے اتفاقات پر ہرگز توجہ نہ کرنی چاہئے۔ تفصیل کے لئے بہت سی کتبیں اس موضوع پر موجود ہیں۔ مزید طوالت کی مجبائز نہیں۔ الہ ایمان کے لئے اس قدر بھی کافی ہے۔

### ۳۰۳ - بَابُ لَا يُدَابُ شَحْمُ الْمُبَيْتَةِ،

وَلَا يُبَاغَ وَدَكَهُ

رَوَاهُ جَابِرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۲۲۲۳ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا

سَفِيَانٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَفْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ:

أَخْبَرَنِي طَاؤُسٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَبْنَ عَبَاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُونَ: بَلَغَ عُمَرَ أَنَّ فُلَانًا بَاعَ

خَمْرًا فَقَالَ: قَاتَلَ اللَّهُ فُلَانًا، أَلَمْ يَقْلِمْ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ،

حُرْمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَجَمَلُوهَا

فَبَاعُوهَا)). [طرفہ فی: ۳۴۶۰]

**لشیخ** واقعہ یہ ہے کہ عمد فاروقی میں ایک عامل نے ایک ذی سے جو شراب فروش تھا اور وہ شراب لے کر جارہا تھا اس شراب پر نیکیں وصول کر لیا۔ حضرت عمر بن الخطاب اس واقعہ کی اطلاع پا کر خوا ہو گئے۔ اور زجر و توعیہ کے لئے آپ نے اسے یہ حدیث سنائی۔ معلوم ہوا کہ شراب سے متعلق ہر حکم کا کاروبار ایک مسلمان کے لئے قطعاً حرام ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ محربات منصوصہ کو حلال ہنانے کے لئے کوئی حیلہ بہانہ تراشنا یہ فعل یہود ہے، اللہ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے۔ آئین۔ خدا کرے کہ کتاب الحکم کا مطالعہ فرمائے وालے معزز حضرات بھی اس پر غور فرمائیں۔

۲۲۲۴ - حَدَّثَنَا عَبْدَهُ أَنَّهُ أَخْبَرَنَا عَنْهُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبْنَ شَهَابٍ

أَنَّهُ أَخْبَرَ أَبَا يُونُسٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ سَمِعَتْ سَعِيدَ بْنَ الْمُسْتَبَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ یہودیوں کو بتاہ کرے، ظالموں پر چوبی حرام کر دی گئی تھی، لیکن انہوں نے اسے بیچ کر اس کی قیمت کھائی۔

رضی اللہ عنہ آن رَسُولُ اللّٰهِ قَالَ: ((قَاتَلَ اللّٰهُ يَهُودَ، حُرْمَتْ عَلَيْهِمُ الشَّحُومُ فِي أَغْوَهَا وَأَكْلُوا أَنْسَانَهَا)).

انہوں نے حیله کر کے اسے اپنے لئے حلال بنا لیا، اس حرکت کی وجہ سے ان پر یہ بد دعا کی گئی۔ معلوم ہوا کہ حیله بمانہ کر کے کسی شرعی حکم میں رو بدل کرنا احتیال جرم ہے اور کسی حلال کو حرام کر لیتا اور حرام کو کسی حیله سے حلال کرنا یہ لعنت کا موجب ہے۔ مگر صد افوس کے فتحیے کرام نے مستقل کتاب الحل لکھ دیا ہے جس میں کتنے ہی تواجدب خلیے بمانے تراشنے کی تدابیر تلاوتی گئی ہیں، اللہ رحم کرے۔

### باب غیر جاندار چیزوں کی تصویر بینچنا اور اس میں کون سی تصویر حرام ہے

(۲۲۲۵) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، انہوں نے کما کر ہم سے یزید بن زریج نے بیان کیا، انہیں عوف بن ابی حمید نے خبر دی، انہیں سعید بن ابی حسن نے کما کر میں ابن عباس رض کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا، اور کما کہ اے ابو عباس! میں ان لوگوں میں سے ہوں، جن کی روزی اپنے ہاتھ کی صنعت پر موقوف ہے اور میں یہ مورتیں بناتا ہوں۔ ابن عباس رض نے اس پر فرمایا کہ میں تمہیں صرف وہی بات بتاؤں گا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسیع النعمان سے سکھی ہے۔ انہوں نے کما کر میں نے آپ کو یہ فرماتے ساتھ کہ جس نے بھی کوئی مورت بتائی تو اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک عذاب کرتا رہے گا جب تک وہ شخص اپنی مورت میں جان تھے ڈال دے اور وہ کبھی اس میں جان نہیں ڈال سکتا (یہ سن کر) اس شخص کا سامنہ پڑھ گیا اور چہرہ زرد پڑ گیا۔ ابن عباس رض نے فرمایا کہ افسوس! اگر تم مورتیں بنانی چاہتے ہو تو ان درختوں کی اور ہر اس چیز کی جس میں جان نہیں ہے مورتیں بنائتے ہو۔ ابو عبد اللہ امام بخاری نے کما کر سعید بن ابی عرب نے نفر بن انس سے صرف یہی ایک حدیث سنی ہے۔

٤ - بَابُ بَيْعِ التَّصَاوِيرِ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا رُوْحٌ، وَمَا يُكْرَهُ مِنْ ذَلِكَ

٤ - حدثنا عبد الله بن عبد الوهاب قال: حدثنا يزيد بن ذرية قال: أخبرنا عوف عن سعيد بن أبي الحسن قال: ((كنت عند ابن عباس رضي الله عنهما إذ آتاه رجل فقال: يا أبا عباس إني إنسان إنما معيشتي من صنعة يدي، وإنني أصنع هذه الصناعة، فقال ابن عباس: لا أحدثك إلا ما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((من صور صورة فإن الله معدنه حتى ينفع فيها الروح، ولئن ينافخ فيها أبداً)). فربما الرجل زبونة شديدة وأصفر وجهه، فقال: ((ويحلك إن أتيت إلا أن تصنع فعليك بهذا الشجر: كل شيء ليس فيه روح)). قال أبو عبد الله: سمع سعيد بن أبي عروبة من القضرى بن أنس هذا الواحد. [طرفاه في : ۵۹۶۳ ، ۷۰۴۲].

امام بخاری نے اس کو کتاب الہدایہ میں عبد اللہ علی میں سے 'انہوں نے سعید بن ابی عرب سے'، 'انہوں نے نظر سے'، 'انہوں نے ابن

عباس بن علی سے نکلا۔ اس حدیث سے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے سورتوں کی کراہت اور حرمت نکل۔  
۱۰۵- بَابُ تَحْرِيمِ التِّجَارَةِ فِي الْخَمْرِ

وَقَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : حَرَمَ النَّبِيُّ  
بَيْنَ الْخَمْرِ.

اور جابر بن عبد الله نے بیان کیا ہے کہ کرم شعبیم نے شراب کا پیچنا حرام فرمادیا  
ہے  
(۲۲۳۶) ہم سے مسلم بن ابراهیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم  
سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے امش نے بیان کیا، ان سے ابو عینی  
نے، ان سے سروق نے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ  
جب سورۃ بقرہ کی تمام آیتیں نازل ہو چکیں تو نبی کرم صلی اللہ علیہ و  
سلیم باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ شراب کی سوداگری حرام قرار دی  
گئی ہے۔

### باب آزاد شخص کو بچنا کیسا گناہ ہے؟

(۲۲۲۷) مجھ سے بشر بن مرحوم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے مجی بن  
سلیم نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن امیہ نے، ان سے سعید بن ابی  
سعید نے، اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ شعبیم نے فرمایا،  
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تین طرح کے لوگ ایسے ہوں گے جن کا  
قیامت کے دن میں مدی بنوں گا، ایک وہ شخص جس نے میرے نام پر  
عد کیا اور وہ توڑ دیا، وہ شخص جس نے کسی آزاد انسان کو بچ کر اس کی  
قیمت کھائی اور وہ شخص جس نے کوئی مزدور اجرت پر رکھا، اس سے  
پوری طرح کام لیا، لیکن اس کی مزدوری نہیں دی۔

۲۲۲۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَّابَةُ  
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الصُّحَى عَنْ  
مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا:  
((لَمَّا نَزَّلَتْ آيَاتُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ عَنْ  
آخِرِهَا خَرَجَ النَّبِيُّ  
فَقَالَ: ((حَرَمَتِ  
الْتِجَارَةُ فِي الْخَمْرِ)).

### ۱۰۶- بَابُ إِثْمٍ مِنْ بَاعِ حُرَّاً

۲۲۲۷- حَدَّثَنِي بَشْرٌ بْنُ مَرْحُومٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلَيْمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ  
أُمِيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ  
فَقَالَ: ((قَالَ اللَّهُ: ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصَّهُمْ بِيَوْمِ  
الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أَغْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ  
بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ  
أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَخْرَهُ)).  
[طرفة بن: ۲۲۷۰]

باب یہودیوں کو جلاوطن کرتے وقت نبی کرم شعبیم کا انہیں  
اپنی زمین بچ دینے کا حکم۔ اس سلسلے میں مقبری کی روایت  
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے

۱۰۷- بَابُ أَفْرَمِ النَّبِيِّ  
إِلَيْهُودَ بَيْنَ أَرْضِهِمْ حِينَ أَجْلَاهُمْ  
فِيهِ الْمُقْبَرَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

باب ایہاد میں یہ حدیث آری ہے جس میں مذکور ہے کہ آپ نے ہونے نصیر کے یہودیوں سے فرمایا تھا کہ میں تم کو (تمہاری  
سلسل غداریوں کی وجہ سے) مہینے سے جلاوطن کرنا چاہتا ہوں۔ اور تم کو اختیار دیتا ہوں کہ تم جانید اور بچ سکتے ہو۔ اپنی  
زمینیں بچ کر یہاں سے لکنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ گویا حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے زمین کی بیچ کو بھی عام اموال کی بیچ کی مثل قرار دیا۔

یہل بعض شخوں میں یہ عبارت نہیں ہے۔

### ۱۰۸ - بَابُ نَيْعَ الْعَبْدِ وَالْحَيَّانِ

#### بِالْحَيَّانِ نَسِيْفَةٌ

## باب غلام کو غلام کے بد لے اور کسی جانور کو جانور کے بد لے ادھار پیچنا

اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک اوٹھ چار اوٹھوں کے بد لے میں خریدا تھا۔ جن کے متعلق یہ طے ہوا تھا کہ مقام ربذہ میں وہ انہیں اسے دے دیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کبھی ایک اوٹ، دو اوٹھوں کے مقابلے میں بھی بہتر ہوتا ہے۔ رافع بن خدیجہ رضی اللہ عنہ نے ایک اوٹ دو اوٹھوں کے بد لے میں خریدا تھا۔ ایک تو اسے دے دیا تھا، اور دوسرے کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ کل انشاء اللہ کسی تاخیر کے بغیر تمہارے حوالے کر دوں گا۔ سعید بن مسیب نے کہا کہ جانوروں میں سود نہیں چلتا۔ ایک اوٹ دو اوٹھوں کے بد لے، اور ایک بکری دو بکریوں کے بد لے ادھار پیچی جاسکتی ہے۔ ابن سیرین نے کہا کہ ایک اوٹ دو اوٹھوں کے بد لے ادھار پیچنے میں کوئی حرج نہیں۔

**لَشَرِيقَ** ربذہ ایک مقام کہ اور منہہ کے درمیان ہے۔ پیغ کے وقت یہ شرط ہوئی کہ وہ اوٹھی پائی کے ذمہ اور اس کی حفاظت میں رہے گی۔ اور پائی ربذہ کیجی کراسے مشتری کے حوالہ کر دے گا۔ حضرت ابن عباس کے اثر کو امام شافعی نے وصل کیا ہے۔ طاؤس کے طریق سے یہ معلوم ہوا کہ جانور کو جانور بد لے میں کی اور بیشی اسی طرح ادھار بھی جائز ہے۔ اور یہ سود نہیں ہے گو ایک ہی جنس کا دو نوں طرف ہو۔ اور شافعیہ مکہ جبور علماء کا یہی قول ہے۔ لیکن امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا ہے۔ ان کی دلیل سرہ دھنلوہ کی حدیث ہے جسے اصحاب سنن نے نکلا ہے۔ اور امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اگر جنس غلط ہو تو جائز ہے۔

(۲۲۲۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قیدیوں میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ پہلے تو وہ دیسہ کلبی رضی اللہ عنہ کو ملیں پھر نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آئیں۔

**لَشَرِيقَ** اس حدیث سے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے یہ نکلا کہ جانور سے جانور کا تبدل درست ہے اسی طرح غلام کا غلام سے 'لوہڑی' کا لوہڑی سے۔ کیونکہ یہ سب جوان ہی تو ہیں۔ اور ہر جیوان کا کیسی حکم ہو گا۔ بعض نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس حدیث میں کسی اور زیادتی کا ذکر نہیں ہے اور نہ ادھار کا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس کو امام مسلم نے نکلا۔ اس میں یہ ہے کہ آپ نے صفیہ رضی اللہ عنہ کو سات لوہڑیاں دے کر خریدا۔ ابن بطل نے

۲۲۲۸ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَزَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادَ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ فِي السُّنْتِ صَفِيَّةُ فَصَارَتْ إِلَى دِجْنَةَ الْكَلْبِيِّ، ثُمَّ صَارَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ)). [راجیع: ۳۷۱]

کما جب آپ نے دیجہ بھٹھ سے فرمایا، کہ تو صفیہ بنی خدا کے بدل اور کوئی لوٹدی قیدیوں میں سے لے لے تو یہ حق ہوئی لوٹدی کی بیوی

لوٹدی کے ادھار اور اس کا کسی مطلب ہے۔ (وجیدی)

حضرت دیجہ کلبی بھٹھ خلیفہ کلبی کے بیٹے ہیں۔ بلند مرتبہ والے صحابی ہیں۔ غزوہ احمد اور بعد کے جملہ غزوات میں شرک ہوئے۔ ۶۵ میں آخر پرست مسیح ہمینے ان کو قیصر شاہ روم کے دربار میں نامہ مبارک دے کر بھیجا تھا۔ قیصر نے مسلمان ہونا چاہا اگر انہی میسلنی رعلما کے ذر سے اسلام قبول نہیں کیا۔ یہ دیجہ بھٹھ وہی صحابی ہیں کہ حضرت جبریل پھر اکثر ان کی طبل میں آخر پرست مسیح ہمینے پاس تعریف لایا کرتے تھے۔ آخر میں حضرت دیجہ بھٹھ کلبی ملک شام میں پڑے گئے تھے اور عمد محالویہ تک وہیں رہے۔ بتتے ہیں انہیں نے ان سے روایت کی ہے۔ حدیث صفیہ بنی خدا میں ان عی کا ذکر ہے۔

### باب لوٹدی غلام بیچنا

(۲۲۲۹) ۲۲۲۹) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے ابن محیز نے خبر دی اور انہیں ابو سعید خدری بھٹھ نے خبر دی، کہ وہ نبی کریم مسیح ہمینکی خدمت میں حاضر تھے۔ ایک انصاری صحابی نے نبی کریم مسیح ہمینکی سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! لڑائی میں ہم لوٹدیوں کے پاس جماع کے لئے جاتے ہیں۔ ہمارا ارادہ انہیں بیچنے کا بھی ہوتا ہے۔ تو آپ عزل کر لینے کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ اس پر آپ نے فرمایا، اچھا تم لوگ ایسا کرتے ہو؟ اگر تم ایسا نہ کرو پھر بھی کوئی حرج نہیں۔ اس لئے کہ جس روح کی بھی پیدائش اللہ تعالیٰ نے قسم میں لکھ دی ہے وہ پیدا ہو کری رہے گی۔

### ۱۰۹ - بَابُ بَيْعِ الرَّقِيقِ

۲۲۲۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ : ((بَيْنَمَا جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نُصَبِّبُ مَسِيَّةً فَتَحِبُّ الْأَمَانَ فَكَيْفَ تَرَى فِي الْغَزْلِ؟ فَقَالَ : (أَوَ إِنْكُمْ تَفْعَلُونَ ذَلِكَ؟ لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا ذَلِكُمْ، فَإِنَّهَا لَيْسَتْ نَسْمَةً كَبَّابَ اللَّهِ أَنْ تَخْرُجَ إِلَّا هِيَ خَارِجَةً)).

(اطرافہ فی: ۲۵۴۲، ۴۱۳۸، ۵۲۱۰، ۷۴۰۹، ۶۶۰۳)

**لَئِنْ شَاءَ مِنْهُ** عزل کرنے ہیں جماع کے دوران اذال کے قریب ذکر کو فرج سے باہر نکل لیتا، تاکہ عورت کو حمل نہ رہ سکے۔ آخر پرست مسیح ہمینے گویا ایک طرح سے اسے پہنڈ فرمایا۔ اور ارشاد ہوا کہ تمہارا یہ عمل باطل ہے۔ جو جان پیدا ہونے والی مقدار ہے وہ تو اس صورت میں بھی ضرور پیدا ہو کر رہے گی۔ اس حدیث سے لوٹدی غلام کی حق ثابت ہوئی۔

### باب میر کا بیچنا کیسا ہے؟

### ۱۱۰ - بَابُ بَيْعِ الْمُدَبِّرِ

میر وہ غلام ہے جس کو مالک کہ دے کہ تو میرے مرنسے کے بعد آزاد ہے۔ شافعی اور الحدیث کے ہیں اس کی حق ہاتھ ہے جیسا کہ حدیث ذیل میں ذکر ہے۔ ایک شخص مر گیا تھا۔ اس کی کچھ جانیداد نہ تھی۔ صرف یہی غلام میر ہے تھا۔ اور وہ قرضدار تھا۔ آپ نے وہی میر غلام آٹھ سو رہم کو قرض کر اس کا قرض ادا کر دیا۔ اکثر روایات میں لکھی ہے کہ اس شخص کی زندگی میں آخر پرست مسیح ہمینے ان کا قرض ادا کرنے کے لئے ان کے اس میر غلام کو غلام فرمایا تھا۔ اور ان کے قرض خواہوں کو قارغ کیا تھا۔ اس سے اندازہ کیا جائے گا کہ قرض کا معاملہ کتنا خطرناک ہے کہ اس کے لئے غلام میر کو غلام کیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ وہ غلام میر اپنے مالک کے مرے کے بعد

آزاد ہو جاتا ہے۔

(۲۲۳۰) ہم سے ابن نمیر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے بیان کیا، ان سے سلمہ بن کبیل نے، ان سے عطاء نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ساختھا کہ مدیر غلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچا تھا۔ (تفصیل پیچھے گزر جکی ہے)

(۲۲۳۱) ہم سے قتبہ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، انہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ساختھا کہ مدیر غلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچا تھا۔ (تفصیل پیچھے گزر جکی ہے)

(۲۲۳۲) مجھ سے زہر بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے یعقوب نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے صالح نے بیان کیا کہ ابن شاب نے بیان کیا، انہیں عبید اللہ نے خبر دی، انہیں زید بن خالد اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ ان دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ سے غیر شادی شدہ باندی کے متعلق جو زنا کر لے سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا کہ اسے کوڑے لگاؤ، پھر اگر وہ زنا کر لے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ اور پھر اسے بیچ دو، آخری جملہ آپ نے تیری یا چوتھی مرتبہ کے بعد (فرمایا تھا)۔

**لئے پڑھنے** اس حدیث کی مطابقت ترجیح باب سے مشکل ہے، حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ لکھا کہ لوڈی جب زنا کرے تو اس کو بیع ذاتی اور یہ عام ہے اس لوڈی کو بھی شامل ہے جو مدد ہے۔ تو مدبر کی بیع کا جواز لکھا، یعنی نے اس پر یہ اعتراض کیا کہ حدیث میں جواز بیع کمر سے کر زنا کرانے پر موقف رکھا گیا ہے اور ان لوگوں کے نزدیک تو مدبر کی بیع ہر حال میں درست ہے خواہ وہ زنا کرائے یا نہ کرائے، تو اس سے استلال صحیح نہیں بوسکتا۔ میں کہتا ہوں یعنی کا اعتراض فاسد ہے۔ اس لئے کہ مدبر لوڈی اگر بکر سے کر زنا کرائے تو اس کے پیچے کا جواز اس حدیث سے لکھا اور جو لوگ مدبر کی بیع کو جائز نہیں سمجھتے وہ زنا کرنے کی صورت میں بھی اس کے جواز کے قائل نہیں ہیں۔ اپنی یہ حدیث ان کے قول کے خلاف ہوئی اور موافق ہوئی ان کے جو مدبر کی بیع کے جواز کے قائل ہیں، اور گوئی کا حکم اس حدیث میں زنا کے مکر سے کر ہونے پر دیا گیا ہے، اگر قبیہ دلالت کرتا ہے کہ بیع اس پر موقف نہیں ہے اس لئے کہ جو لوڈی مطلق زنا نہ کرائے یا ایک ہی بار کرائے اس کا بھی پیچا درست ہے اب یعنی کا یہ کہنا کہ یہ دلالت جبارۃ النص ہے یا اشارۃ النص یا دلالۃ النص اس کے جواب میں یہ کہیں گے کہ یہ دلالۃ النص ہے کیونکہ حدیث میں مطلق لوڈی کا ذکر ہے

۲۲۳۰ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ الْمُقْتَدِرُ فَالْمُؤْمِنُ حَدَّثَنَا وَكَفِيْعُ فَالْمُؤْمِنُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهْنَى عَنْ عَطَاءَ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَالْمُؤْمِنُ قَالَ : ((بَأَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ لِهِ الْمُؤْمِنُ)).

[راجح: ۲۱۴۱]

۲۲۳۱ - حَدَّثَنَا قَتْبَيْهُ فَالْمُؤْمِنُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَرٍ وَسَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ : ((بَأَعْلَمُ رَسُولُ اللَّهِ)).

[راجح: ۲۱۴۱]

۲۲۳۲ ، ۲۲۳۳ - حَدَّثَنِي زَهْنِي بْنُ حَزَبٍ فَالْمُؤْمِنُ يَقُولُ فَالْمُؤْمِنُ حَدَّثَنَا أَنِي عَنْ مَالِكٍ قَالَ : حَدَّثَ أَبْنُ شَهَابٍ أَنَّ عَيْنَدَ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُسَأَلُ عَنِ الْأُمَّةِ تَرْكِيْ وَلَمْ تُخْصِنْ، قَالَ : ((أَخْلَذُوهَا، ثُمَّ إِنْ زَانَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ بَيْغُوهَا بَعْدَ التَّائِلَةِ أَوِ الْوَابِعَةِ)).

[راجح: ۲۱۵۲]

اور وہ مدیرہ کو شال ہے (وحیدی)

٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
قَالَ: أَخْبَرَنِي الْيَتُمُّ عَنْ سَعِيدِ عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ ((إِذَا زَانَ أَمْهَدَ  
أَحَدَكُمْ فَبَيْنَ زِنَاهَا فَلِيَجْلِدُهَا الْحَدُّ وَلَا  
يُشَرِّبَ عَلَيْهَا، ثُمَّ إِذْ زَانَ فَلِيَجْلِدُهَا  
الْحَدُّ وَلَا يُشَرِّبَ، ثُمَّ إِذْ زَانَ الثَّالِثَةَ  
فَبَيْنَ زِنَاهَا فَلِيَعْنِهَا وَلَا يَحْنِلَ مِنْ شَعْرِ))۔

[راجع: ۲۱۵۲]

(۲۲۳۳) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے لیٹ نے خردی، انہیں سعید نے، انہیں ان کے والد نے، اور ان سے ابو ہریرہ بن یحییٰ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے خود سنائے کہ جب کوئی باندی زنا کرائے اور وہ ثابت ہو جائے تو اس پر حد زنا جاری کی جائے، البتہ اسے لعنت ملامت نہ کی جائے۔ پھر اگر وہ زنا کرائے تو اس پر اس مرتبہ بھی حد جاری کی جائے لیکن کسی قسم کی لعنت ملامت نہ کی جائے۔ تیری مرتبہ بھی اگر زنا کرے اور زنا ثابت ہو جائے تو اسے تقاضا لے خواہ بال کی ایک رسی کے پہلے ہی کیوں نہ

ہو۔

اسلئے کہ ایسی فاحشہ سعورت ایکہ مسلمان کے گھر میں نہیں رہ سکتی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا («الغیبات للخيشين والخيشون للغيشات») (النور: ۲۶) یعنی غیثت زانی عورتیں بدکار زانی مردوں کیلئے اور غیثت زانی عورتوں کے لئے ہیں۔

۱۱۱- بَابُ هُلُّ يُسَافِرُ بِالْجَارِيَةِ بَابَ أَكْرَكَوْنَى لَوْنَذِي خَرِيدَ تَوَاسِبَرَاءِ رَحْمَ سَبَلَے اَسَكَنَ

سَفَرْمِ لَے جَاسَكَتَہِ یا نہیں؟

استبراء کہتے ہیں لوئذی کا رحم پاک کرنے کو، یعنی کوئی نئی لوئذی خریدے، تو جب تک حیض نہ آئے اس سے صحبت نہ کرے۔ اور سفرمیں لے جانے کا ذکر اس لئے آیا کہ آخرین حضرت ﷺ نے حضرت صفیہ بنت ابی حیان کو جو شروع میں ہبھیت لوئذی کے آئی تھیں، سفرمیں اپنے ساتھ رکھا۔

آگے روایت میں سد الروحاء کا ذکر آیا ہے جو مدینہ کے قریب ایک مقام تھا۔ یہیں کاذکر آیا ہے، جو ولیہ میں تیار کیا گیا تھا۔ یہ سمجھی، بکھور اور نیبر سے ملا کر بنا جاتا تھا۔ باب کے آخر میں حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے سورہ مومنون کی ایک آیت کا حصہ نقل کیا۔ اور اس کے اطلاق سے یہ لکا کر یوں اور لوئذیوں سے مطلقاً خلاف دوست ہے۔ صرف جماع استبراء سے پہلے ایک حدیث کی رو سے منع ہوا تو دوسرا عیش بدستور دوست رہیں گے۔

اور امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ ایسی باندی کا (اس کا مالک) بوسے لے لے یا اپنے جسم سے لگائے۔ اور این عمری بیٹا نے کہا کہ جب ایسی باندی جس سے وطنی کی جا چکی ہے، یہہ کی جائے یا پیچی جائے یا آزاد کی جائے تو ایک حیض تک اس کا استبراء رحم کرنا چاہئے۔ اور کنواری کے لئے استبراء رحم کی ضرورت نہیں ہے۔ عطا نے کہا کہ اپنی حاملہ باندی سے شرمگاہ کے سواباتی جسم سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ مومنون میں فرمایا، «مگر اپنی الحاصلِ ما دُونَ الْفَرْجِ». وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مُلْكَتْ أَيْمَانُهُمْ﴾۔

(۲۲۳۵) ہم سے عبدالغفار بن داؤد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے یعقوب بن عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے عمرو بن ابی عمرو نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم خیر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ نے قلعہ فتح کرادیا تو آپ کے سامنے صفیہ بنت حبیبہ بن اخطب رضی اللہ عنہما کے حسن کی تعریف کی گئی۔ ان کا شورہ قتل ہو گیا تھا۔ وہ خود ابھی دلمن تھیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے لئے پسند کر لیا۔ پھر رواگی ہوئی۔ جب آپ سدا الرؤاء پنجے تو پڑا ہوا۔ اور آپ نے وہیں ان کے ساتھ خلوت کی۔ پھر ایک چھوٹے دستخوان پر صیہ تیار کر کے رکھوایا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ اپنے قریب کے لوگوں کو ولیہ کی خبر کر دو۔ صفیہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ نکاح کا یہی ولیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ پھر جب ہمینہ کی طرف چلے تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباء سے صفیہ رضی اللہ عنہما کے لئے پردہ کرایا۔ اور اپنے اونٹ کو پاس بٹھا کر اپنا نخنچہ بچھادیا۔ صفیہ رضی اللہ عنہما اپنا پاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خنچے پر رکھ کر سوار ہو گئیں۔

۲۲۴۵۔ حدثنا عبد الغفار بن ذاود قال حدثنا يعقوب بن عبد الرحمن عن عمرو بن أبي عمرو وعن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: ((قدم النبي صلى عليه وآله وسنه خير، فلما فتح الله عليه الحصن ذكر له جمال صفية بنت حبيبي بن أخطب - وقد قيل زوجها وكانت عروسها - فاصطفاها رسول الله صلى عليه فخرج بها، حتى بلغنا سدة الروحاء حللت فلبني بها، ثم صنعت حينها في نطع صغير، ثم قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسنه ((آذن من حولك)), فكانت تلك زينة رسول الله صلى صفية. ثم خرجنا إلى المدينة، قال: فرأيت رسول الله صلى الله عليه وآلة وزراءه بعاءة، ثم يجلس عند بعيره فيضع زينته، فلضع صفية رجالها على زكته حتى تركب)). [راجع: ۳۷۱]

**لشیخ** حضرت صفیہ بنی انتیجی بن اخطب کی بیٹی ہیں۔ یہ کنانہ رئیس خیر کی بیوی تھی اور یہ کنانہ وہی یہودی ہے جس نے بتائی سے خزانے زیر زمین دفن کر رکھے تھے۔ اور فتح خیر کے موقع پر ان سب کو پوشیدہ رکھنا چاہا تھا۔ مگر آنحضرت ﷺ کو وہی اتنی سے اطلاع مل گئی۔ اور کنانہ کو خود اسی کے قوم کے اصرار پر قتل کر دیا گیا۔ کیونکہ اکثر غربائے یہود اس سرمایہ دار کی رکتوں سے ملاں تھے اور آج بمشکل ان کو یہ موقع ملا تھا۔ صفیہ بنی انتیجہ نے پہلے ایک خواب دیکھا تھا کہ چاند میری گود میں ہے۔ جب انہوں نے یہ خواب اپنے شورہ کنانہ سے بیان کیا تو اس کی تعبیر کنانہ نے یہ سمجھ کر کہ یہ نبی موعود ﷺ کی بیوی بنے گی ان کے منہ پر ایک زور کا ٹھانچہ مارا تھا۔ خیر فتح ہوا تو یہ بھی قیدیوں میں تھی اور حضرت وجہہ بن خلیفہ کلبی کے حصہ غیمت میں لگادی گئی تھی۔

بعد میں آنحضرت ﷺ کو ان کی شرافت نبی معلوم ہوئی کہ یہ حضرت ہارون ﷺ کے خاندان سے ہیں تو آپ نے حضرت وجہہ کلبی رہنماؤں کے عوض سات غلام دے کر ان سے واپس لے کر آزاد فرا دیا۔ اور خود انہوں نے اپنے پرانے خواب کی بنا پر آپ سے شرف زوجیت کا سوال کیا، تو آنحضرت ﷺ نے اپنے حرم محترم میں ان کو داخل فرمایا۔ اور ان کا مران کی آزادی کو قرار دے

دیا۔ حضرت صنیفہ رضی اللہ عنہ میں قادر اور علم دوست ثابت ہوئیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی شرافت کے پیش نظر ان کو عزت خاص عطا فرمائی۔ اس سفری میں آپ نے اپنی عبادت مبارک سے ان کا پرده کرایا اور اپنے اونٹ کے پاس بیٹھ کر انہا نجس بچا دیا۔ جس پر حضرت صنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنا پاؤں رکھا۔ اور اونٹ پر سوار ہو گئیں۔ مدد میں انہوں نے وقت پالی اور جنت البقیع میں پر درخاک کی گئیں۔

حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے بت سے مسائل کا اتحاراج فرماتے ہوئے کہیں جگہ اسے مختصر اور مطول نقل فرمایا ہے۔ یہاں آپ کے پیش نظر وہ جملہ مسائل ہیں جن کا ذکر آپ نے ترجمہ الباب میں فرمایا ہے اور وہ سب اس حدیث سے تجھی ثابت ہوتے ہیں کہ حضرت صنیفہ رضی اللہ عنہ کی حیثیت میں آئی تھیں۔ آپ نے ان کو آزاد فرمایا اور سفر میں اپنے ہمراہ برکھا۔ اسی سے باب کا مقصود ثابت ہوا۔

### باب مردار اور بتوں کا بیچنا

### ۱۱۲- بَابُ بَيْعِ الْمِيَةِ وَالْأَصْنَامِ

حرمت مراد ہے یعنی مردار اور بتوں کی تجارت حرام ہے۔

۲۲۳۶- حَدَّثَنَا قَيْمَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ

عَنْ يَزِيدِ بْنِ أَبِي حَيْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي

رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَلَّا مُتَحَمِّلاً سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ يَقُولُ

وَهُوَ بِمُكْتَةٍ غَامَ الْفَتْحُ : ((إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولُهُ

حَرَمَ بَيْعَ النَّحْمَرِ وَالْمِيَةِ وَالْأَخْنَافِ

وَالْأَصْنَامِ). فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ

شَحُومَ الْمِيَةِ فَلِهَا يُطْلَى بِهَا السُّفْنُ

وَيَذْهَنُ بِهَا الْجَلُودُ وَيَسْتَضْبَحُ بِهَا

النَّاسُ، فَقَالَ: لَا، هُوَ حَرَامٌ. ثُمَّ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ عَنْدَ ذَلِكَ : ((فَأَتَى اللَّهُ

أَنْتَهُو، إِنَّ اللَّهَ لَمَّا حَرَمَ شَحُومَهَا

جَمَلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثُمَّنَهُ)). قَالَ أَبُو

عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عَنْدَ الْحَمِينِ قَالَ حَدَّثَنَا

يَزِيدٌ: كَبَبَ إِلَيْيَ عَطَاءَ سَمِعَتْ جَابِرًا

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ .

[طرفہ فی : ۴۲۹۶ ، ۴۶۳۳] .

**لشیخ** مکہ ۸۰ھ میں فتح ہوا ہے۔ مردار کی چینی، اکثر علماء نے اس کے متعلق یہ تعلیما ہے کہ اس کا پھیٹا حرام ہے اور اس سے نفع اخلاقا درست ہے۔ مثلاً کشتیوں پر لگاتا اور چراغ جلاتا۔ بعض نے کہا کوئی نفع اخلاقا جائز نہیں سوا اس کے جس کی صراحت حدیث میں آگئی ہے۔ یعنی چڑا جب اس کی دیاغت کرنی جائے، اگر کوئی پاک چیز نیپاک ہو جائے جیسے لکڑی یا کپڑا تو اس کی بیع جسور علماء کے نزدیک جائز ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مرحوم فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ان الله و رسوله حرم بيع الخمر و الميتة والختنبر والاصنام يعني اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب، مردار، سور اور بتوں کی تجارت کو حرام قرار دیا ہے اور نیز آپ نے فرمایا۔ ان الله اذا حرم شيئا حرم ثمته بـ شک خداوند تعالیٰ نے جس چیز کو حرام قرار دے دیا تو اس کی قیمت کو بھی حرام کیا ہے۔ یعنی جب ایک چیز سے نفع اخلاقی کا طریق مقرر ہے مثلاً شراب پینے کے لئے ہے۔ اور بت صرف پرستش کے لئے۔ پس اللہ نے ان کو حرام کر دیا۔ اس نے اس کی حکمت کا تقاضا ہوا کہ ان کی بیع بھی حرام کی جائے۔ اور نیز آپ نے فرمایا مهر البغی خبیث یعنی زانی کی اجرت خبیث ہے۔ اور آنحضرت ﷺ نے کہا ہن کو اجرت دینے سے منع فرمایا اور آنحضرت ﷺ نے مخفیہ کے کسب سے نیز فرمائی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ جس مال کے حاصل کرنے میں گناہ کی آمیزش ہوتی ہے، اس مال سے نفع حاصل کرنا بدو وجہ حرام ہے۔ ایک تو یہ کہ اس مال کے حرام کرنے اور اس سے انتقال نہ حاصل کرنے میں معصیت سے باز رکھتا ہے۔ اور اس قسم کے معاملے کے دستور جاری کرنے میں فساد کا جاری کرنا اور لوگوں کو اس گناہ پر آبادہ کرنا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ لوگوں کی دانست میں اور ان کی سمجھ میں شن میج سے حیلہ پیدا ہوتا ہے اور اس عمل کی خیانت ان کے علوم میں اس ملن اور اس اجرت کے اندر سرایت کر جاتی ہے اور لوگوں کے نفوس میں بھی اس کا اثر ہوتا ہے۔ اسی لئے آپ نے شراب کے باب میں اس کے نجور نے والے اور پھر والے والے اور پینے والے اور لے جانے والے اور جس کے پاس لے جا رہا ہے ان سب پر لعنت فرمائی ہے۔ کیونکہ معصیت کی اعانت اور اس کا پھیلانا اور لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کرنا بھی معصیت اور زمن میں فساد پر پا کرنا ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رض جو اس حدیث کے روایی ہیں، ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، انصار میں سے ہیں۔ قبیلہ سلم کے رہنے والے ہیں۔ ان کا شمار ان مشور مکاحب میں ہوتا ہے جنہوں نے حدیث کی روایت کرثت سے کی ہے۔ بدرا اور جملہ غزوہات میں جن کی تعداد اخبارہ ہے، یہ شریک ہوئے۔ شام اور مصر میں تبلیغی و تعلیمی سفر کئے۔ آخر عمر میں بیانی جاتی رہی تھی۔ ان سے جماعت کشیوں نے احادیث کو نقل کیا ہے۔ ۹۳ سال کی عمر میں ۲۷ جمادیت المنورہ میں وفات پائی۔ جب کہ عبدالملک بن مروان کی حکومت کا زمانہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ محلہ رض میں سب سے آخر میں وفات پانے والے یہی بزرگ ہیں۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ آئین۔

ماہ رمضان المبارک ۸۰ھ مطابق ۱۲۳۰ء میں کہ شریف فتح ہوا، اس وقت نبی کریم ﷺ کے ساتھ دس ہزار محلہ کرام رض تھے۔ اس طرح کتب مقدسہ کی وہ پیش گوئی پوری ہوئی، جس کا ترجیح یہ ہے۔

”خداؤند سینا سے آیا اور شیری سے طوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے ان پر چکا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اس کے دائیں ہاتھ میں ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی۔ وہ قوم کے ساتھ کمال اخلاص سے محبت رکھتا ہے۔ اس کے سارے مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں اور وے تیرے قدموں کے نزدیک ہیں اور تیری تعلیم کو مانیں گے۔“ (تورات استثناء ۲۳۲/۲۳۲)

اس تاریخی عظیم فتح کے موقع پر آپ نے ایک خطاب عام فرمایا۔ جس میں شراب، مردار، سور اور بتوں کی تجارت کے متعلق بھی یہ احکامات صادر فرمائے جو یہاں میان ہوئے ہیں۔

(نوٹ) تورات مطبوع کلکتہ ۱۸۴۲ء سامنے رکھی ہوئی ہے، اسی سے یہ پیش گوئی نقل کر رہا ہوں (رازا)

## ۱۱۳ - بَابُ ثَمَنِ الْكَلْبِ

امام شافعی رضی اللہ عنہ اور جسور علماء کا یہ قول ہے کہ مطلقاً کسی کتے کی بیع جائز نہیں، سکھلایا ہوا ہو یا بن سکھلایا ہوا۔ اور اگر کوئی اس کو مار ڈالے تو اس پر ضمان لازم نہیں آتا۔ اور امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک ضمان لازم ہو گا۔ اور حضرت امام ابو حنفیہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک شکاری اور فائدہ مند کتے کی بیع درست ہے۔

(۷) ۲۲۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شاہب نے، انہیں ابی بکر بن عبد الرحمن نے اور انہیں ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، زانیہ کی اجرت اور کاہن کی اجرت سے منع فرمایا تھا۔

۲۲۳۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي مَسْعُودِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : ((إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغْيِ، وَحُلُونَ الْكَاهِنِ)).

[اطرافہ فی: ۲۲۸۲، ۲۲۴۶، ۵۲۴۶، ۵۷۶۱].

عرب میں کاہن لوگ بہت تھے جو آئندہ کی باتیں لوگوں کو بتایا کرتے تھے۔ آج کل بھی ایسے دعویدار بہت ہیں۔ ان کو اجرت دینا یا تیرنی پیش کرنا قطعاً جائز نہیں ہے نہ ان کا بیسہ کھانا جائز ہے۔

(۸) ۲۲۳۸) ہم سے حاج بن منہال نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عون بن ابی جحیف نے خبر دی، کہا کہ میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ ایک پچھنا گانے والے (غلام) کو خرید رہے ہیں۔ اس پر میں نے اس کے متعلق ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت، کتے کی قیمت، باندی کی (باجائز) کمالی سے منع فرمایا تھا۔ اور گودنے والیوں اور گدوانے والیوں سود لینے والوں اور دینے والوں پر لعنت کی تھی، اور تصویر بنا نے والے پر بھی لعنت کی تھی۔

۲۲۳۸ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالَ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَوْنُ بْنُ أَبِي جَحِيفَةَ قَالَ: ((رَأَيْتُ أَبِي اشْتَرَى حَجَّاماً، فَأَمَرَ بِمَحَاجِمَةِ فَكَسَرَتْ فَسَأَلْتَهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدُّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ، وَكَسْبِ الْأُمَّةِ. وَعَنِ الْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشَمَةِ، وَأَكْلِ الرَّبَّا وَمُؤْكَلَةَ، وَعَنِ الْمُصَوَّرِ)).

[راجع: ۲۰۸۶]

**لِسْبِيْحَ** خون کی قیمت سے پچھنا گانے والے کی اجرت مراد ہے۔ اس حدیث سے عدم جواز ظاہر ہوا مگر دوسری حدیث جو نہ کور ہوئی اس سے یہ حدیث منسوخ ہو چکی ہے۔ اس حدیث میں صاف ذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خود پچھنا گلوایا اور اس پچھنا گانے والے کو اجرت ادا فرمائی۔ جس سے جواز ثابت ہوا۔ کتے کی قیمت کے متعلق ابو داؤد میں مرفوعاً موجود ہے کہ جو کوئی تم سے کتے کی قیمت طلب کرے اس کے باہم میں مٹی ڈال دو، مگر نہائی میں جابر بن عبد اللہ کی روایت ہے کہ آپ نے شکاری کتے کو مستثنیٰ فرمایا کہ اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔ زانیہ کی اجرت جو وہ زنا کرنے پر حاصل کرتی ہے، اس کا کھانا بھی ایک مسلمان کے لئے قطعاً حرام ہے، مجازاً یہاں اس اجرت کو لفظ مرے تعبیر کیا گیا۔ کاہن سے مراد فال کھونے والے، باہم دیکھنے والے، غیب کی خبریں بتلانے والے اور

اس حرم کے سب وہ لوگ شامل ہیں جو ایسے پاکنڈوں سے پیسہ حاصل کرتے ہیں۔ وہ حرام بالاجماع لئا فیہ من اخذ العوض علی امر باطل یہ جھوٹ پر اجرت لیتا ہے جو بالاجماع حرام ہے۔ گودنے والیاں اور گدوانے والیاں جو انلی جسم پر سوتی ہے گود کر اس میں رنگ بھر دیتی ہیں۔ یہ پیشہ بھی حرام اور اس کی آمنی بھی حرام ہے۔ اس لئے کہ کسی مسلمان مرد، عورت کو زیاد نہیں کہ وہ اس کا مرکب ہو۔ سود لینے والوں پر، اسی طرح دینے والوں پر، ہر دو پر لعنت کی گئی ہے۔ بلکہ گواہ اور کاتب اور خامنہ تک پر لعنت وارد ہوئی ہے کہ سود کا حصہ اتنا یہ رہا ہے۔ تصویر بنانے والوں سے جانبداروں کی تصویر بنانے والے لوگ مراد ہیں۔ ان سب پر لعنت کی گئی اور ان کا پیشہ ناجائز قرار دیا گیا۔

٣٥-كتاب السلام

## کتاب بیع سلم کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یعنی سلم اسکو کتے ہیں کہ ایک شخص دوسرے شخص کو نقد روپیہ دے اور کہے کہ اتنی مدت کے بعد مجھ کو تم ان روپوں کے بدل میں اتنا غلہ یا چاول فلاں قلم دالے دینا۔ یہ بلا جملع مژووں ہے۔ عام بول چال میں اسے بدھنی کہتے ہیں۔ جو روپیہ دے اسکو رب النلم اور جس کو دے اسے مسلم الیہ اور جو مال دنا ٹھہرائے اسے مسلم فیہ کہتے ہیں۔ یعنی سلم پر لفظ سلف کا بھی اطلاق ہوا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ لفظ سلف الیں عراق کی لفظ ہے اور لفظ سلم الیں حجاز کی لفظ ہے ایسی یعنی کو عام محاورہ میں لفظ بدھنی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

بَابِ مَاقْرُورٍ كَمْ سَلَمَ كَرَنَا

(۲۲۳۹) ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو اسماعیل بن علیہ نے خبر دی، انہیں ابن الیخج نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن کثیر نے، انہیں ابو منہال نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو (مدینہ کے) لوگ پھلوں میں ایک سال یا دو سال کے لیے بیچ سلم کرتے تھے۔ یا انہوں نے یہ کہا کہ دو سال اور تین سال (کے لئے کرتے تھے) تینک اسماعیل کو ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھی

١ - بَابُ السَّلْمِ فِي كَيْلِ مَعْلُومٍ  
٢٢٣٩ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زَرَّارَةَ قَالَ  
أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيَّةَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبْنُ  
أَبِي نَجِيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي  
الْمِنْهَالِ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
قَالَ: (فَلَمَّا كَانَ الْمَدِينَةُ)  
وَالنَّاسُ يُسْلِفُونَ فِي الشَّمْرِ الْعَامِ وَالْعَامِينِ  
- أوَ قَالَ عَامِينَ أَوْ ثَلَاثَةَ، شَكْ إِسْمَاعِيلُ

کھبور میں بعض سلم کرے، اسے مقررہ پیانا یا مقررہ وزن کے ساتھ کرنی چاہئے۔

ہم سے محمد نے بیان کیا، کما کہ ہم کو اساعیل نے خبر دی، ان سے ابن ابی الحجج نے بیان کیا کہ بعض سلم مقررہ پیانا اور مقررہ وزن میں ہونی چاہئے۔

- فَقَالَ : ((مَنْ سَلَفَ لِي تَغْزِي فَلَيُسْلِفَ  
فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ)).

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلٌ عَنِ  
ابْنِ أَبِي نَجِيْحٍ بَهْدَاءً . . ((فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ  
وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ)).

[اطرافہ فی : ۲۲۴۰، ۲۲۵۳، ۲۲۵۳].

**تَشْرِيح** جائز نہ ہو گی الفرض اس بعض کے لئے ضروری ہے کہ وزن مقرر ہو اور مدت مقرر ہو ورنہ بہت سے مفاسد کا خطرہ ہے۔ اسی لئے حدیث ہذا میں اس کے لئے یہ تأکید کی گئی۔

### باب بعض سلم مقررہ وزن کے ساتھ جائز ہے

(۲۲۳۰) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، انسیں سفیان بن عینیہ نے خبر دی، انسیں ابن ابی الحجج نے خبر دی، انسیں عبد اللہ بن کثیر نے، انسیں ابو منہال نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لائے تو لوگ کھبور میں دو اور تین سال تک کے لئے بعض سلم کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسیں ہدایت فرمائی کہ جسے کسی چیز کی بعض سلم کرنی ہے، اسے مقررہ وزن اور مقررہ مدت کے لئے تمہرا کر کرے۔

- بَابُ السَّلَمِ فِي وَزْنٍ مَعْلُومٍ

۲۲۴۰ - حَدَّثَنَا صَدَقَةً قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ  
عِينِيَّةَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيْحٍ عَنْ عَبْدِ  
اللهِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنْ ابْنِ  
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((قَلِيمُ  
النَّبِيِّ ﷺ، الْمَدِينَةُ وَهُمْ يُسْلِفُونَ بِالْتَّغْزِي  
السَّتَّيْنِ وَالثَّلَاثَةِ، فَقَالَ : ((مَنْ أَسْلَفَ  
فِي شَيْءٍ فَهُنَّ كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ  
إِلَى أَجْلٍ مَعْلُومٍ)).

مثلاً سورا پے کا اتنے وزن کا غلد آج سے پورے تین ماہ بعد تم سے وصول کروں گا۔ یہ طے کر کے خریدار نے سورا پہ اسی وقت ادا کر دیا۔ یہ بعض سلم ہے، جو جائز ہے۔ اب مدت پوری ہونے پر وزن مقررہ کا غلد اسے خریدار کو ادا کرنا ہو گا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِيَّانَ  
قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي نَجِيْحٍ وَقَالَ :  
((فَلَيُسْلِفَ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجْلٍ  
مَعْلُومٍ)). [راجع: ۲۲۳۹]

۲۲۴۱ - حَدَّثَنَا قُتْبَيْهُ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِيَّانَ  
عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ  
عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ: سَمِعْتَ ابْنَ عَبَّاسٍ

(۲۲۳۱) ہم سے قتبیہ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابن ابی الحجج نے، ان سے عبد اللہ بن کثیر نے، اور ان سے ابو منہال نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے

شما، انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ) تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کہ مقررہ وزن اور مقررہ مدت تک کے لئے (بیع سلم) ہونی چاہئے۔

کلیل اور وزن سے ماپ اور قول مراد ہیں۔ اس میں جس چیز سے وزن کرتا ہے کلو یا قدیم سیر من۔ یہ بھی جملہ باقیں طے ہونی ضروری ہیں۔

(۲۲۴۳، ۲۲۴۲) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابن ابی محلد نے (تیری سنہ) اور ہم سے بیجی نے بیان کیا، ان سے وکیع نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے محمد بن ابی محلد نے۔ (دوسری سنہ) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے محمد اور عبداللہ بن ابی محلد نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن شداد اور ابن البارہ میں بیع سلم کے متعلق باہم اختلاف ہوا۔ تو ان حضرات نے مجھے ابن ابی اوپنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ چنانچہ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے زمانوں میں گیوں، جو، منقی اور کھجور کی بیع سلم کرتے تھے۔ پھر میں نے ابن ابی زیمی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے بھی کیا جواب دیا۔

رضی اللہ عنہما یقُولُ: قَدِيمَ النَّبِيُّ ﷺ  
وَقَالَ : ((فِي كَنْيَلِ مَغْلُومٍ وَوَزْنٍ مَغْلُومٍ  
إِلَى أَجْلٍ مَغْلُومٍ)). [راجح: ۲۲۳۹]

حدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ ابْنِ أَبِي الْمَحَالِدِ حَدَّثَنَا وَكِبْيَعٌ وَكِبْيَعٌ عَنْ شَعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْمَحَالِدِ . قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ أَوْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْمَحَالِدِ قَالَ: ((اَخْتَلَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَادِ بْنِ الْهَادِ وَأَبْوَ بَرْزَدَةَ فِي السُّلْفِ، فَعَطَّلُونِي إِلَى ابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: إِنَّا كَنَا نُسَلِّفُ عَلَى عَبْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فِي الْجِنْطَةِ وَالشَّعْبَرِ وَالزَّبِيبِ وَالثَّمْرِ)) وَسَأَلْتُ ابْنَ أَبِي زِيَّٰ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ .

[طرفہ فی : ۲۲۴۴، ۲۲۵۵].

[طرفہ فی : ۲۲۴۵، ۲۲۵۴].

**لَشْنُكَرَم** حافظ فرماتے ہیں۔ اجمعوا علی انه ان کان فی السلم ما يکل او یوزن فلا بد فيه من ذکر الكيل المعلوم والوزن المعلوم فان کان فيما لا يکل ولا یوزن فلا بد فيه من عدد معلوم یعنی اس امر پر اجماع ہے کہ بیع سلم میں جو چیزیں ماپ یا وزن کے قابل ہیں ان کا وزن مقرر ہونا ضروری ہے اور جو چیزیں محض عدد سے تعلق رکھتی ہیں ان کی تعداد کا مقرر ہونا ضروری ہے۔ حدیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ مدینہ میں اس قسم کے لین دین کا عام رواج تھا۔ فی الحقيقة کاشکاروں اور صناعوں کو پیشگی سرمایہ کی شرورت ہوتی ہے جو اگر نہ ہو تو وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

سنہ میں حضرت وکیع بن جراح کا نام آیا۔ اور ان سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔ کوفہ کے باشندے ہیں۔ بقول بعض ان کی اصل نیشاپور کے قریب سے ہے۔ انہوں نے شام بن عروہ اور اوزانی اور ثوری وغیرہ اساتذہ حدیث سے حدیث کی ساعت کی ہے۔ ان کے تلافہ میں اکابر حضرات مثلاً حضرت عبداللہ بن مبارک، امام احمد بن حبل، بیجی بن معین اور علی بن مدینی بھی نظر آتے ہیں۔ بغداد میں رونق افروز ہو کر درس حدیث کا حلقة قائم فرمایا۔ فن حدیث میں ان کا قول قتل اعتماد تسلیم کیا گیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن الی اوفی رحمۃ اللہ علیہ صحابی ہیں، صدیقیہ اور خبریں اور اس کے بعد تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ اور یہی شہادت میں قیام فرمایا۔ یہاں تک کہ آخری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا خلاصہ سامنے آگیا۔ اس کے بعد آپ کوفہ تشریف لے گئے: ۷۸ھ میں کوفہ میں ہی انتقال فرمایا۔ کوفہ میں انتقال کرنے والے یہ سب سے آخری صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان سے امام شعبی وغیرہ نے روایت کی ہے۔

امام شعبی عامر بن شرحبیل کوئی مشورہ ذی علم اکابر میں سے ہیں۔ حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ کے دور خلافت میں پیدا ہوئے۔ بست سے صحابہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے پانچ سو صحابہ کرام رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ حفظ حدیث کا یہ ملکہ خدا واد تھا کہ کبھی کوئی حرف کافر پر نوٹ نہیں فرمایا۔ جو بھی حدیث سنی اس کو اپنے حافظ میں محفوظ کر لیا۔ امام زہری کما کرتے تھے کہ دور حاضرہ میں حقیقی علماء تو چار ہی دیکھے گئے ہیں۔ یعنی ابن مسیب بدینہ میں، شعبی کوفہ میں، حسن بصریہ میں اور کھول شام میں۔ یعنی ۸۲ سال ۱۰۳ھ میں انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ رحمة واسعة آمین۔

### ۳- بَابُ السَّلْمِ إِلَى مَنْ لَيْسَ عِنْدَهُ أَصْلُ مَا لَهُ بَابُ اسْخَنْسَ سَلْمَ كَرْنَاجَسَ كَهْ پَاسَ اَصْلَ مَا لَهُ مَوْجُودَهُ هُوَ

مثلاً ایک شخص کے پاس کھبور نہیں ہے اور کسی نے اس سے کھبور لینے کے لئے سلم کیا۔ بعض نے کما اصل سے مراد اس کی بنا ہے، مثلاً غلام کی اصل بحث ہے اور سیوے کی اصل درخت ہے۔ اس باب سے یہ غرض ہے کہ سلم کے جواز کے لئے اس مال کا مسلم الیہ کے پاس ہونا ضروری نہیں۔

(۲۵) ۲۲۳۳ھ سے موی بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا، ان سے شیبلی نے بیان کیا، ان سے محمد بن الی محلد نے بیان کیا، کما کہ مجھے عبد اللہ بن شداد اور ابو بردہ نے عبد اللہ بن الی اوفی رضی اللہ عنہما کے یہاں بھیجا اور ہدایت کی کہ ان سے پوچھو کر کیا جی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ کے زمانے میں گیوں کی بیع سلم کرتے تھے؟ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہم شام کے ابناط (ایک کاشتکار قوم) کے ساتھ گیوں، جوار، زیتون کی مقررہ وزن اور مقررہ خدمت کے لئے سودا کیا کرتے تھے۔ میں نے پوچھا کیا صرف اسی شخص سے آپ لوگ یہ بیع کیا کرتے تھے جس کے پاس اصل مال موجود ہوتا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ ہم اس کے متعلق پوچھتے ہی نہیں تھے۔ اس کے بعد ان دونوں حضرات نے مجھے عبد الرحمن بن ابی زیمی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ میں نے ان سے بھی پوچھا۔ انہوں نے بھی کیا کہا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ کے عمد مبارک میں بیع سلم کیا کرتے تھے اور ہم یہ بھی نہیں پوچھتے تھے کہ ان کے بحث

۴- ۲۲۴۵ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْهُ الْوَاحِدُ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْمَجَالِدِ قَالَ ((بَعَثَنِي عَنْهُ اللَّهُ بْنُ شَدَادٍ وَأَبُوبُرْدَةَ إِلَى عَنْهُ اللَّهُ بْنُ أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: سَلْهُ هَلْ كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ يَسْلَفُونَ فِي الْحِجْنَةِ؟ قَالَ عَنْهُ اللَّهُ: كَمَا نَسَّلَفَ أَهْلُ الشَّامِ فِي الْحِجْنَةِ وَالشَّعْبِرِ وَالرَّقِبَتِ فِي كَيْلِ مَغْلُومٍ إِلَى أَجْلِ مَغْلُومٍ. قَلَّتْ : إِلَى مَنْ كَانَ أَصْلَهُ عِنْدَهُ؟ قَالَ: مَا كَمَا نَسَّلَهُمْ عَنْ ذَلِكَ. ثُمَّ بَعْثَانَيَ إِلَى عَنْدَ الرَّخْمَنِ بْنِ أَبْرَزِ فَسَائِلَةَ، فَقَالَ: كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ يَسْلَفُونَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، وَلَمْ نَسَّلَهُمْ أَهْلُمْ حَرَثَ

بھی ہے یا نہیں۔ ہم سے احلاق بن شاہین نے بیان کیا، کماکہ ہم سے خلد بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے شبیانی نے، ان سے محمد بن ابی مجالد نے کسی حدیث۔ اس روایت میں یہ بیان کیا کہ ہم ان سے گیوں اور جو میں بیع سلم کیا کرتے تھے۔ اور عبد اللہ بن ولید نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے شبیانی نے بیان کیا، اس میں انہوں نے زینون کا بھی نام لیا ہے۔ ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، ان سے جریر نے بیان کیا، ان سے شبیانی نے اور اس میں بیان کیا کہ گیوں، جو اور منقی میں (بیع سلم کیا کرتے تھے)

ام لا۔) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ  
بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ  
أَبِي مُجَالِدِ بِهَذَا وَقَالَ: ((فَتَسْلِفُهُمْ فِي  
الْجِنْطَةِ وَالشَّعْفِ)). وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ  
الْوَلِيدِ عَنْ سَفِيَّانَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ وَقَالَ:  
((وَالزَّيْتِ)). حَدَّثَنَا فَتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا  
جَرِيزٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ وَقَالَ: ((فِي الْجِنْطَةِ  
وَالشَّعْفِ وَالزَّيْبِ)).

[راجح: ۲۲۴۳، ۲۲۴۲]

**لشیخ** میں سے ترجیح ہاب بکھاتا ہے یعنی اس بات کو ہم دریافت نہیں کرتے تھے کہ اس کے پاس مال ہے یا نہیں۔ معلوم ہوا سلم ہر شخص سے کرنا درست ہے۔ مسلم فہری اس کی اصل اس کے پاس موجود ہوانہ ہو اتنا ضرور معلوم ہونا چاہئے کہ محالہ کرنے والا ادا کرنے اور وقت پر بازار سے خرید کریا اپنی کھٹکی یا مزدوری وغیرہ سے حاصل کر کے اس کے ادا کرنے کی قدرت رکھتا ہے یا نہیں۔ اگر کوئی شخص قلاش غصہ ہو اور وہ بیع سلم کر رہا ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس دھوکہ سے اپنے بھائی مسلمان کا پیسہ ہڑپ کرنا چاہتا ہے۔ اور آج کل عام طور پر ایسا ہوتا رہتا ہے۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ادا گلکی کی نیت خالص رکھنے والے کی اللہ بھی مدد کرتا ہے کہ وہ وقت پر ادا کر رہتا ہے۔ اور جس کی حضم کرنے ہی کی نیت ہو تو تدقیقی امداد بھی اس کو جواب دے دیتی ہے۔

لنظ اباط کی تحقیق میں علامہ شوکرانی فرماتے ہیں۔ جمع نبیط و ہم قوم معروفون کانویا ینزلون بالبطان من العارفين قاله الجوهري  
وائلهم قوم من العرب دخلوا في الصعم واختلطت انسابهم و فسدت السنتهم ويقال لهم البط - بفتحين والنبيط بفتح او له و كسر ثانية و  
زيادة تحثانة و انما سموا بذلك لمعرفتهم بابتاط الماء اي استغراجه لكثرة معالجهم الفلاحة و قيل لهم نصارى الشام و هم العرب  
دخلوا في الروم و نزلوا بوادي الشام و يدل على هذا قوله من اباط الشام و قيل لهم طافغان طافقة اختلطت بالمعجم و نزلوا البطان و طافقة  
اختلطت بالروم و نزلوا الشام (ليل الا و طار یعنی لفظ اباط نبیط کی جمع ہے۔ یہ لوگ الہ عراق کے پھر میلے میدانوں میں سکونت پذیر ہوا  
کرتے تھے، اصل میں یہ لوگ علی تھے۔ مگر عمیم میں جانے سے ان کے انبال اور ان کی زبانیں سب مخلوط ہو گئیں۔ بیل بھی ان ہی کو  
کہا گیا ہے اور نبیط بھی۔ یہ اس لئے کہ یہ قوم کھٹکی کیاری کے فن میں بڑا تجربہ رکھتی تھی۔ اور پانی نکالنے کا ان کو خاص ملک تھا۔ اباط  
پانی نکالنے ہی کو کہتے ہیں۔ اسی نسبت ان کو قوم اباط کہا گیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ شام کے فضائی تھے جو نسل ارب تھے۔ گر روم میں  
جا کر وادی شام میں مقیم ہو گئے۔ روایت میں بھی لفظ اباط الشام اس پر ولالت کر رہا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے دو گروہ تھے۔  
ایک گروہ بھیوں کے ساتھ اختلط کر کے عراقی میدانوں میں سکونت پذیر تھا۔ اور دوسرا گروہ رومیوں سے مخلوط ہو کر شام میں قیام پذیر  
ہو گیا تھا۔ برعکس یہ لوگ کاشکار تھے، اور گندم کے ذخیرے کر ملک عرب میں فروخت کیلئے آیا کرتے تھے۔ خاص طور پر مسلمان  
منہ سے ان کا تجارتی تعلق اس درجہ بڑھ گیا تھا کہ یہاں ہر جائز نقد اور حار سودا کرنا ان کا معمول تھا۔ جیسا کہ حدیث ہذا سے ظاہر ہے۔

۲۲۴۶ - حَدَّثَنَا آدُمُ بْنُ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ  
نے بیان کیا، انہیں عمرو نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے  
قالَ أَخْبَرَنَا عَمْرُو قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا

ابوالختری طائی سے نہ انسوں نے کماکہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کھجور کے درخت میں پیغمبر کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ درخت پر پھل کو بیچتے سے آنحضرت ﷺ نے اس وقت تک کے لئے منع فرمایا تھا جب تک وہ کھانے کے قابل نہ ہو جائے یا اس کا وزن نہ کیا جاسکے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ کیا چیزوں کی جائے گی۔ اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قریب ہی بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کماکہ مطلب یہ ہے کہ اندازہ کرنے کے قابل ہو جائے اور معاذ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو نے کہ ابوالختری نے کماکہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ناکہ نبی کریم ﷺ نے منع کیا تھا۔

پھر کسی حدیث بیان کیا۔

[طرفہ فی : ۲۲۴۸، ۲۲۵۰].

لشیح اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک اس کی پیچگی نہ کھل جائے اس وقت تک سلم جائز نہیں کیوں کہ یہ سلم خاص درختوں کے پھل پر ہوئی۔ اگر مطلق کھجور میں کوئی سلم کرے تو وہ جائز ہے۔ کو درخت پر پھل لٹکے بھی نہ ہوں۔ یا مسلم الیہ کے پاس درخت بھی نہ ہوں۔ اب بعض نے کماکہ یہ حدیث در حقیقت بعد والے باب سے متعلق ہے۔ بعض نے کماکہ باب سے متعلق ہے۔ اور مطابقت یوں ہوتی ہے کہ جب معین درختوں میں باوجود درختوں کے سلم جائز نہ ہوئی تو معلوم ہوا کہ درختوں کے وجود سے سلم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور اگر درخت نہ ہوں جو مال کی اصل ہیں جب بھی سلم جائز ہوئی باب کا یہ مطلب ہے۔

#### ۴- بَابُ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ

یعنی جس صورت میں کہ ہم کو بھروسہ ہو جائے کہ درخت یقیناً پھل دیں گے بلکہ پھل اب پختہ ہونے کے قریب ہی آیا ہے تو ان حالات میں درخت پر لکھی ہوئی کھجوروں میں پیغمبر کرنا

(۳۲۸) ۲۲۳ءے ۲۲۴ءے ۲۲۴ءے ابوالولید نے بیان کیا، کماکہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے ابوالختری نے بیان کیا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کھجور میں جب کہ وہ درخت پر لگی ہوئی ہو یہ پیغمبر کے متعلق پوچھا تو انسوں نے کماکہ جب تک وہ کسی قتل نہ ہو جائے اس کی پیغام سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح چاندی کو ادھار، نذر کے بدالے بیچنے سے بھی منع فرمایا۔ پھر میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کھجور کی درخت پر پیغمبر کے متعلق پوچھا تو آپ نے بھی یہی کماکہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تک کھجور کی پیغام سے منع فرمایا تھا جب تک وہ کھانی نہ جاسکے یا (یہ فرمایا کہ) جب

آنحضرتی الطائی رضی اللہ عنہما قائل: ((سَأَلَتْ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّخْلِ فَقَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يُؤْكَلُ مِنْهُ وَحْتَى يُوْزَنْ. فَقَالَ الرَّجُلُ: وَأَيُّ هُنَاءٍ يُوْزَنْ؟ قَالَ رَجُلٌ إِلَى جَاهِدٍ: حَتَّى يُحَرَّزُ). وَقَالَ مَعَاذٌ: حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ عَمْرِو قَالَ أَبُو الْبَخْرِيٍّ سَمِعْتَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: (نَهَى النَّبِيُّ ﷺ) مِظْلَةً.

[طرفہ فی : ۲۲۴۸، ۲۲۵۰].

۲۴۷- ۲۴۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ عَمْرِو عَنْ أَبِي الْبَخْرِيٍّ قَالَ: ((سَأَلَتْ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّخْلِ فَقَالَ: نَهَى عَنِ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يَصْلُحَ، وَعَنِ بَيْعِ الْوَرْقِ نَسَاءَ بِنَاجِزٍ. وَسَأَلَتْ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّخْلِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يُؤْكَلُ مِنْهُ أَوْ يَأْكُلَ مِنْهُ وَ حَتَّى يُوْزَنْ)). [راجح: ۱۴۸۶، ۲۲۴۶].

تک وہ اس قاتل نہ ہو جائے کہ اسے کوئی کھا سکے اور جب تک وہ تو نے کے قاتل نہ ہو جائے۔

(۲۲۵۹) ۵۰ ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا کہ ہم سے غدر نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے ابو الحیرہ نے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کھجور کی درخت پر بیع سلم کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے پھل کو اس وقت تک بیچنے سے منع فرمایا ہے جب تک وہ نفع اٹھانے کے قاتل نہ ہو جائے، اسی طرح چاندی کو سونے کے بد لے بیچنے سے جب کہ ایک ادھار اور دوسرا نقد ہو منع فرمایا ہے۔ پھر میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے کھجور کو درخت پر بیچنے سے جب تک وہ کھانے کے قاتل نہ ہو جائے۔ اسی طرح جب تک وہ وزن کرنے کے قاتل نہ ہو جائے منع فرمایا ہے۔ میں نے پوچھا کہ وزن کے جانے کا کیا مطلب ہے؟ تو ایک صاحب نے جو ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ اس قاتل نہ ہو جائے کہ وہ اندازہ کی جاسکے۔

### باب سلم یا قرض میں ضمانت دینا

(۲۲۵۱) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا کہ ہم سے بیعلی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امشش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نے، ان سے اسود نے بیان کیا ان سے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے ادھار غلہ خریدا اور اپنی ایک لوہے کی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

تو وہ بطور ضمانت یہودی کے پاس رہی، معلوم ہوا سلم یا قرض میں اگر دوسرا کوئی شخص سلم والے یا قرض دار کا ضامن ہو تو

### باب بیع سلم میں گروی رکھنا

(۲۲۵۲) ہم سے محمد بن محبوب نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، ان سے امشش نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم نے

۲۲۴۹ - ۲۲۵۰ - حدیثنا محمد بن بشار قال حدثنا عبد الله بن عمر و عن أبي البخاري: (سألت ابن عمر رضي الله عنهما عن السلم في النخل فقال: نهى النبي ﷺ عن بيع الشمر حتى يصلح، ونهى عن الورق بالذهب نساء بناجز. وسألت ابن عباس فقال: نهى النبي ﷺ عن بيع النخل حتى يأكل أو يؤكل و حتى يوزن. فلت: وما يوزن؟ قال رجل عنده: حتى يخرز). [راجع: ۱۴۸۶، ۲۲۴۶]

### ۵- باب الكفيل في السلم

۲۲۵۱ - حدثنا محمد قال حدثنا يغلبي قال حدثنا الأغمس عن إبراهيم عن الأسود عن عائشة رضي الله عنها قالت: ((اشترى رسول الله ﷺ طعاماً من يهودي بنسية، ورهنه درعاً له من حديني)). [راجع: ۲۰۶۸]

تو وہ زرہ بطور ضمانت یہودی کے پاس رہی، معلوم ہوا سلم یا قرض میں اگر دوسرا کوئی شخص سلم والے یا قرض دار کا ضامن ہو تو یہ درست ہے۔

### ۶- باب الرهن في السلم

۲۲۵۲ - حدثني محمد بن محبوب قال حدثنا عبد الواحد قال حدثنا الأغمس

ابراہیم نجی کے سامنے بیتِ سلم میں گروئی رکھتے کا ذکر کیا، تو انہوں نے کہا کہ ہم سے اسود نے بیان کیا، اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے ایک مقررہ مدت کے لئے غله خریدا اور اس کے پاس اپنی بوہے کی زرہ گروئی رکھ دی تھی۔

قال: ((قَدْ أَكْرَنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ الرُّهْنُ فِي السَّلْفِ فَقَالَ: ((حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَشْتَرَى مِنْ يَهُودِي طَعَامًا إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ، وَارْتَهَنَ مِنْهُ دِرْغًا مِنْ حَدِيدَةٍ)).

[راجح: ۲۰۶۸]

**لشیخ** یہ مسئلہ تو قرآن شریف سے ثابت ہے۔ (اذا تدايتم بدين الى اجل مسمى فاكتبوه) (ابقرۃ: ۲۸۲) آخر تک۔ پھر فرمایا (فرهان مقبولۃ) (ابقرۃ: ۲۸۳) یعنی جب کسی مقررہ وقت کے لئے قرض لو تو کوئی پیز بطور ضمان گروئی رکھ لوا۔

## باب سلم میں میعاد معین ہونی چاہئے

ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور اسود اور امام حسن بصری نے یہی کہا ہے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہا نے کہا اگر غله کا نرخ اور اس کی صفت بیان کر دی جائے تو میعاد معین کر کے اس میں بیتِ سلم کرنے میں قباحت نہیں۔ اگر یہ غله کسی خاص کیتی کا نہ ہو، جو ابھی پکانہ ہو۔

۷- بَابُ السَّلْمِ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ  
وَبِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبْو سَعِيدٍ وَالْأَسْوَدَ  
وَالْحَسَنُ. وَقَالَ ابْنُ عَمْرٍ: لَا يَأْسَ فِي  
الطَّعَامِ الْمَوْصُوفِ بِسِغْرٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ  
مَعْلُومٍ مَا لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ فِي ذَرْعٍ لَمْ يَنْدِ  
صَلَاحَةً.

**لشیخ** یعنی اگر کسی خاص کیتی کے غله میں یا کسی خاص درخت کے میوه میں سلم کرے اور ابھی وہ غله یا میوه تیار نہ ہو اس تو سلم درست نہ ہو گی۔ لیکن تیار ہونے کے بعد خاص کیتی اور خاص پیداوار میں بھی سلم کرنا درست ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک غله یا میوه پختی پر نہ آیا تو اس کا کوئی بھروسہ نہیں ہو سکتا کہ غله یا میوه اترے گایا نہیں۔ احتمال ہے کہ کسی آفت ارضی یا سماوی سے یہ غله اور میوه تباہ ہو جائے پھر دونوں میں جھٹڑا ہو۔ (ویدی)

حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے یہ باب لا کر شافعیہ کارو دیکیا جو سلم کو بن میعاد یعنی نقد بھی جائز رکھتے ہیں۔ خنیہ اور مالکیہ امام بخاری کے موافق ہیں۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ کم سے کم مدت کیا ہونی چاہیے۔ پندرہ دن سے لے کر آدھے دن تک کی مدت کے مختلف کے مختلف اقوال ہیں۔ طحاوی نے تین دن کو کم سے کم مدت قرار دیا ہے۔ امام محمد رضی اللہ عنہ نے ایک مہینہ مدت ٹھرائی ہے۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ بن کاہیاں ذکر ہے ابو الحسن کے بیٹے ہیں۔ ان کی کنیت ابو سعید ہے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں ان کے والد ابو الحسن کا نام یا رہے یہ قبلہ بنی مسلمان سے ہیں۔ یہاں کو ریچ بنت نفرنے آزاد کیا تھا۔ امام حسن بصری: بہ کہ خلافت عمری کے دو سال باقی تھے۔ عالم و بودو میں آئے۔ مدینہ منورہ مقام ولادت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے سمجھو رہا میں چبا کر ان کے تالو سے لگائی۔ ان کی والدہ امام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کی خدمت کرتی تھیں۔ بسا اوقات ان کی والدہ کہیں چل جائیں تو حسن بصری کو بہلانے کے لئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ اپنی چھاتی ان کے منہ میں دے دیا کرتی تھیں یہاں تک کہ ان کی والدہ لوٹ کر آتیں تو امام المؤمنین کے دودھ بھر آتا اور یہ حضرت اسے پی لیا کرتے تھے۔ اس لحاظ سے یہ امام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے رضائی فرزند ثابت ہوئے۔ لوگ کہتے ہیں جس علم و حکمت پر امام حسن بصری رضی اللہ عنہ پہنچ یہ ابی کا طفیل ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شادت کے بعد یہ بصرہ چلے آئے۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ اور کہا گیا ہے کہ مدینہ میں یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی

لے۔ لیکن بصرہ میں ان کا حضرت علی بن ابی طیخ سے ملتا صحیح نہیں ہے۔ ان لئے کہ حضرت حسن بصری جس وقت بصرہ کو جاری ہے تھے تو وہ وادی قریعہ میں تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس وقت بصرہ میں تشریف لا پکے تھے۔ انہوں نے حضرت ابو موسیٰ اشتری، حضرت انس بن مالک اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور دوسرے اکابر صحابہ سے اکابر صحابہ سے روایت کی ہے۔ اور ان سے بھی ایک بڑی جماعت تابعین اور تبع تابعین نے روایات کی ہیں۔ وہ اپنے زمانہ میں علم و فن، نہد و تقویٰ و عبادت اور ورع کے امام تھے۔ رجب اللہ عزوجلہ میں وفات پائی۔ حشرنا اللہ معهم و جمع الله بیننا و بینهم فی اعلیٰ علیین۔ آمين

(۲۲۵۳) ہم سے ابو قیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان بن عبیینہ نے بیان کیا، ان سے ابن ابی نجح نے، ان سے عبد اللہ بن کثیر نے، ان سے ابوالمنبال نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو لوگ پھلوں میں دو اور تین سال تک کے لئے بیع سلم کیا کرتے تھے۔ آپ نے انہیں ہدایت کی کہ پھلوں میں بیع سلم مقررہ پیانے اور مقررہ مدت کے لئے کیا کرو۔ اور عبد اللہ بن ولید نے کہا، ہم سے سفیان بن عبیینہ نے کہا، ان سے ابن ابی نجح نے بیان کیا، اس روایت میں یوں ہے کہ ”پیانے اور وزن کی تعین کے ساتھ“ (بیع سلم ہونی چاہئے)

۲۲۵۴ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ عَنْ أَبْنِ أَبِي نَجِيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِيمُ النَّبِيِّ ﷺ الْمَدِيْنَةُ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي الْعَمَارِ السَّتِينِ وَالثَّلَاثَةِ. فَقَالَ: ((أَسْلَفُوا فِي الْعَمَارِ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجْلٍ مَعْلُومٍ)). وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَزِيْبِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي نَجِيْحٍ وَقَالَ: ((فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ)).

[راجح: ۲۲۳۹]

(۲۲۵۴، ۵۵) ہم سے محمد بن مقائل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو عبد اللہ بن خبردی، انبیاء سلیمان شبیانی نے، انہیں محمد بن ابی جمال نے، کہا کہ مجھے ابو بردہ اور عبد اللہ بن شداد نے عبد الرحمن بن ابی ابڑی اور عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بھیجا۔ میں نے ان دونوں حضرات سے بیع سلم کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں غیمت کامال پاتے، پھر شام کے انباط (ایک کاشتکار قوم) ہمارے ہیں آتے تو ہم ان سے گیوں، جو اور منقی کی بیع سلم ایک مدت مقرر کر کے کر لیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں نے پوچھا کہ ان کے پاس اس وقت یہ چیزیں موجود بھی ہوتی تھیں یا نہیں؟ اس پر انہوں نے کہا کہ ہم اس کے متعلق ان سے کچھ پوچھتے

۲۲۵۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفِيَّانَ عَنْ سَلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي مُجَاهِدٍ قَالَ: ((أَرْسَلَنِي أَبُو بُرْذَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ شَدَّادَ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْرَزَى وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُونَى فَسَأَلْتُهُمَا عَنِ السَّلْفِ فَقَالَا: كَتَنَا نُصِيبُ الْمَفَاقِمَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَكَانَ يَأْتِنَا أَنْبَاطٌ مِنْ أَنْبَاطِ الشَّامِ، فَنُسْلِفُهُمْ فِي الْجِنْطَةِ وَالشَّعْفِرِ وَالرَّبِيبِ إِلَى أَجْلٍ مَسَمَّى. قَالَ: قُلْتُ: أَكَانَ لَهُمْ رَزْعٌ، أَوْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ

رَزْعٌ؟ فَالْتَّسْجُعُ مَا كَانَ نَسَأَلْهُمْ عَنْهُ نَمِيلٌ تَحْتَهُ.

[ذلک]). [راجع: ۲۲۴۳، ۲۲۴۲]

**۸- بَابُ السَّلْمِ إِلَى أَنْ تُتْسَجِعَ النَّافَةُ**  
یہ جالیت کا رواج تھا۔ میں اور دن تو سین نہ کرتے، جات اس درجہ کی تمی کہ اوپنی کے جنے کو وعدہ نہ رہا۔ گو اوپنی اکثر قریب قریب ایک سال کی مدت میں جنتی ہے۔ مگر پھر بھی آگے بیچے کئی دن کا فرق ہو جاتا ہے اور نیز زمان کا باعث ہو گا، اس لئے اسی مدت لگانے سے منع فرمایا۔

(۲۲۵۶) ہم سے موئی بن اسماعیل نے بیان کیا، انہیں جو پیری نے خبر دی، انہیں تلفظ نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگ اونٹ وغیرہ حمل کے حمل ہونے کی مدت تک کے لئے بیچتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔ تلفظ نے حمل الجبلت کی تفسیر یہ کی ”یہاں تک کہ اوپنی کے پیٹ میں ہو کچھ ہے وہ اسے جن لے۔“

[۲۲۵۶] - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ أَخْبَرَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانُوا يَبَأِيُّونَ الْجَزُورَ إِلَى حَبْلِ الْعَبْلَةِ فَهَمَّ الْبَيْ بِهِ عَنْهُ)). فَسُرَّةُ نَافِعٍ: إِلَى أَنْ تُتْسَجِعَ النَّافَةُ مَا فِي بَطْنِهَا. [راجع: ۲۱۳۳]

پھر اس کا پچہ بڑا ہو کر وہ پچہ جنے چیزے دوسری روایت میں اس کی تصریح ہے۔ اس میعاد میں جات کیمی۔ دوسرے دو کر تھا کہ معلوم نہیں وہ کب پچہ جنتی ہے۔ پھر اس کا پچہ زندہ بھی رہ جاتا ہے یا مر جاتا ہے۔ اگر زندہ رہے تو کب حمل رہتا ہے، کب دفعہ حمل ہوتا ہے۔ ایسی میعاد اگر سلم میں لگائے تو سلم جائز نہ ہو گی۔ گو عاد غاس کا وقت معلوم بھی ہو سکے۔

### ۳۶۔ گھاپ الشہزادی

### کتاب شفعہ کے بیان میں

بَابُ الشُّفْعَةِ فِيمَا لَمْ يُقْسَمْ،  
فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ فَلَا شُفْعَةٌ

**۱- بَابُ الشُّفْعَةِ فِيمَا لَمْ يُقْسَمْ،**  
بَاب شفعہ کا حق اس جائیداد میں ہوتا ہے جو تقسیم نہ ہوئی  
**فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ فَلَا شُفْعَةٌ**

شفعہ کرتے ہیں شریک یا ہمسایہ کا حصہ وقت بیچ کے اس کے شریک یا ہمسایہ کو جبراً خلل ہوتا۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ ہر جنہیں شفعہ ہے اور امام احمد رضیتھ سے روایت ہے کہ جائز میں ہے اور کسی متوالہ جائیداد میں نہیں اور شافعیہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ شفعہ صرف جائیداد وغیرہ متوالہ میں ہو گا۔ اور شافعیہ کے نزدیک شفعہ صرف شریک کو ملے گا۔ امام ہمسایہ کو اور امام ابو حییہ رضیتھ کے نزدیک ہمسایہ کو بھی حق شفعہ ہے اور الحدیث نے اس کو اختیار کیا ہے۔ وہی ماخوذۃ لغہ من الشفع و هو الزوج و قبل من الزبادۃ و قبل

من الاعانة و في الشرع انتقال حصة شريك الى شريك كانت انتقلت الى ايجي بممثل العرض المسمى و لم يختلف العلماء في مشروعيتها (فتح) اور وہ شفع سے مخوذ ہے جس کے معنی جوڑا کے ہیں۔ کما ایک زیادتی کے معنی میں ہے۔ بعض نے کامات کے معنی میں ہے۔ شرع میں ایک کے حصہ کو اس کے دوسرے شریک کے حوالہ کرتا، جب کہ وہ کچھ قیمت پر کسی ایجی کی طرف منتقل ہو رہا ہو۔ اس کی مشروعیت پر علماء کا اتفاق ہے۔

(۲۲۵۷) ہم سے مدد نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا، ان سے معمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس چیز میں شفعہ کا حق دیا تھا جو ابھی تقسیم نہ ہوئی ہو۔ لیکن جب حدود مقرر ہو گئیں اور راستے بدلتے دیئے گئے تو پھر حق شفعہ باقی نہیں رہتا۔

**لشیخ** قسطلانی نے کما کہ امام ابو حیفہ رضی اللہ عنہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ اور امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر شریک نے شفعہ کو بیع کی خبر دی اور اس نے بیع کی اجازت دی تو شفعہ کو حق شفعہ نہ پہنچے گا اور اس میں اختلاف ہے کہ بائی کو شفعہ کا خبر دیا واجب ہے یا مستحب۔

### باب شفعہ کا حق رکھنے والے کے سامنے پہنچنے سے پہلے شفعہ پیش کرنا

حکم نے کما کہ اگر بیچنے سے پہلے شفعہ کا حق رکھنے والے نے بیچنے کی اجازت دے دی تو پھر اس کا حق شفعہ ختم ہو جاتا ہے۔ شعبی نے کما کہ حق شفعہ رکھنے والے کے سامنے جب مال بیچا گیا اور اس نے اس بیع پر کوئی اعتراض نہیں کیا تو اس کا حق شفعہ باقی نہیں رہتا۔

(۲۲۵۸) ہم سے ملک بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ ہم کو ابن جریر نے خبر دی، انہوں نے کما جو کو ابراہیم بن میسرہ نے خبر دی، انہیں عمرو بن شرید نے کما کہ میں سعد بن ابی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا تھا کہ سورہ بن مخرمہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اپنا ہاتھ میرے شانے پر رکھا۔ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ بھی آگئے اور فرمایا کہ اے سعد! تمہارے قبلے میں جو میرے دو گھر ہیں، انہیں تم خرید لو۔ سعد رضی اللہ عنہ بولے کہ بخدا میں تو

۲۲۵۷ - حَدَّثَنَا مُسَدْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَنِ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ((فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَا لَمْ يَقْسُمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحَدُودُ وَصَرَفَتِ الْطُّرُقَ فَلَا شُفْعَةَ)). [راجح: ۲۲۱۳]

**لشیخ** خبر دی اور اس نے بیع کی اجازت دی پھر شریک نے حق شفعہ نہ پہنچے گا اور اس میں اختلاف ہے کہ بائی کو شفعہ کا خبر دیا واجب ہے یا مستحب۔

### ۲- بَابُ عَرْضِ الشُّفْعَةِ عَلَى صَاحِبِهَا قَبْلَ النَّبِيِّ

وَقَالَ الْحَكْمُ: إِذَا أَذِنَ لَهُ قَبْلَ النَّبِيِّ فَلَا شُفْعَةَ لَهُ۔ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: مَنْ بَيَعَتْ شُفْعَةً وَهُوَ شَاهِدٌ لَا يُغَيِّرُهَا فَلَا شُفْعَةَ لَهُ۔

۲۲۵۸ - حَدَّثَنَا الْمَكْتُومُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبْنُ جُرَيْجَ قَالَ أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَسِيرَةَ عَنْ عُمَرِ بْنِ الشَّرِيدِ قَالَ: ((وَقَفَتْ عَلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصِ فَجَاءَ الْمَسْوُزُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى مَنْكِبِي، إِذْ جَاءَ أَبُو رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ هَذَا فَقَالَ: يَا سَعْدَ ابْنَيْ مَنْيَيْ فِي

ڈارک. فَقَالَ سَعْدٌ وَاللَّهُ مَا أَنْتَاعُهُمَا. قَالَ  
الْمُسْنَوُرُ وَاللَّهُ لِتَبْنَاهُمَا. فَقَالَ سَعْدٌ:  
وَاللَّهِ لَا أُرِيدُكُ عَلَى أَرْبَعَةِ آلَافِ مَنْجَةٍ  
أَوْ مَقْطَعَةٍ. قَالَ أَبُو رَافِعٍ : لَقَدْ أَغْطَيْتَ  
بِهَا خَمْسَمَائَةً دِينَارٍ، وَلَوْلَا أَنِّي سَعْفَتَ  
السَّبِيلَ لَمْ يَقُولُ : ((الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقِيَهٖ مَا  
أَغْطَيْتُكُهُ بِأَرْبَعَةِ آلَافٍ وَأَنَا أَغْطِيُ بِهَا  
خَمْسَمَائَةً دِينَارٍ، فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ)).

[اطرافہ فی : ۶۹۷۷، ۶۹۷۸، ۶۹۸۰، ۶۹۸۱]

یہ حدیث ظاہر حنفیہ کی دلیل ہے کہ ہمسایہ کو شفع کا حق ہے۔ شافعیہ اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ مراد وہ ہمسایہ ہے جو جائزیادہ میعاد میں بھی شریک ہوتا کہ حدیشوں میں اختلاف بلی نہ رہے۔

### باب کون پڑوں زیادہ حق دار ہے

علوم ہوا کہ حضرت امام ابو حنفیہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ متفق ہیں کہ ہمسایہ کو حق شفعہ ثابت ہے۔  
۲۲۵۹— حدثنا حجاج قال حدثنا شعبة  
ح. و حدثني علي بن عبد الله قال حدثنا شعبة  
شابة قال حدثنا شعبة حدثنا أبو عمران  
قال: سيف طلحة بن عبد الله عن  
عائشة رضي الله عنها: ((قلت يا رسول  
الله إن لي جارين فلالي أيهما أهدي؟  
قال: ((إلى أقربهما منك بابا)).

[طرفاہ فی : ۲۵۹۵، ۶۰۲۰]

**قطلانی** نے کہا اس سے شفعہ کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ حافظ نے کہا کہ ابو رافع کی حدیث ہمسایہ کے لئے حق شفعہ ثابت کرتی ہے۔ اب اس حدیث سے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے یہ نکلا کہ اگر کوئی ہمسایہ ہوں تو وہ ہمسایہ حق شفعہ میں مقدم سمجھا جائے گا جس کا دروازہ تجوہ سے زیادہ قریب ہو۔

## ۲۳۔ کتاب الاجارہ

# کتاب اجرت کے مسائل کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

### باب کسی بھی نیک مرد کو مزدوری پر لگانا اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا

۱ - بَابُ اسْتِئْجَارِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ،  
وَقُولِ اللّٰهِ تَعَالٰى:

﴿إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرَنَّ الْفَوْيِيْلَ الْأَمِينَ﴾  
والخازن الأمين، ومن لم يستعمل من  
أراده.

کہ اچھا مزدور جس کو تو رکھے ہے جو زور دار، امانت دار ہو، اور  
امانت دار خراچی کا ثواب اور اس کا بیان کہ جو شخص حکومت کی  
درخواست کرے اس کو حاکم نہ بنایا جائے۔

اجارہ کے معنی مزدوری کے ہیں اصطلاح میں یہ کہ کوئی شخص کسی مقررہ اجرت پر مقررہ مدت کیلئے اپنی ذات کا کسی کو مالک بنا  
دے۔

(۲۲۶۰) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کما کہ ہم سے سفیان  
ثوری نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ یزید بن عبد اللہ نے کما کہ میرے  
دادا، ابو بردہ عامر نے مجھے خبر دی اور انہیں ان کے باپ ابو موسیٰ  
اشعریؑ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، امانت دار خراچی جو  
اس کو حکم دیا جائے، اس کے مطابق دل کی فراخی کے ساتھ (صدقہ ادا  
کر دے) وہ بھی ایک صدقہ کرنے والوں ہی میں سے ہے۔

۲۲۶۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ  
حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ عَنْ أَبِي بُرْذَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي  
جَدِّي أَبُو بُرْذَةَ عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوسَى  
الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ  
النَّبِيُّ ﷺ: ((الخازنُ الْأَمِينُ الَّذِي يُؤْذَى  
مَا أُمِرَّ بِهِ طَيْبَةً نَفْسَهُ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ)).

[راجح: ۱۴۳۸]

(۲۲۶۱) ہم سے مدد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے یحییٰ بن سعید قطان  
نے بیان کیا، ان سے قرۃ بن خالد نے کما کہ مجھ سے حمید بن ہلال نے  
بیان کیا، ان سے ابو بردہ نے بیان کیا اور ان سے ابو موسیٰ اشعریؑ نے  
کہ میں رسول کرم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ میرے ساتھ

۲۲۶۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى  
عَنْ قُرَّةِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حَمْيَدُ بْنُ  
هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْذَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى  
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ

(میرے قبیل) اشعر کے دو مرد اور بھی تھے۔ میں نے کماکہ مجھے نہیں معلوم کہ یہ دونوں صاحبان حاکم بننے کے طلب گاریں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ جو شخص حاکم بننے کا خود خواہش مند ہو، اسے ہم ہرگز حاکم نہیں بنائیں گے۔ (یہاں رادی کو شک ہے کہ آنحضرت ﷺ نے لفظ لیلۃ استعمال فرمایا)

[اطرافہ فی : ۴۳۴۴، ۴۳۴۱، ۶۹۲۳، ۷۱۴۹، ۶۱۲۴، ۷۱۵۷، ۷۱۷۲] .

**الله مَعِي رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيَّينَ، فَقُلْتُ مَا عَلِمْتُ أَنْهُمَا يَطْلَبُانِ الْعَمَلَ.** فَقَالَ: لَنْ -  
أَوْ لَا - **نَسْتَغْفِلُ عَلَى عَمَلِنَا مِنْ أَرَادَةٍ**).  
[اطرافہ فی : ۴۳۴۴، ۴۳۴۱، ۶۹۲۳، ۷۱۴۹، ۶۱۲۴، ۷۱۵۷، ۷۱۷۲] .

**لطف "اجارات" اجراء کی تجھیز ہے۔ اجراء لفظ میں اجرت یعنی اس مزدوری کو کہتے ہیں جو کسی مقررہ خدمت پر جو مقررہ مدت تک انجام دی گئی ہو، اس کام کے کرنے والے کو وہ نقد یا جنس جس مقررہ صورت میں ہو۔ مزدوری پر اگر کسی نیک اچھے امانت دار آدمی کو رکھا جائے تو کام کرنے والے کی یہ عین خوش قسمتی ہے کہ مزدور اللہ سے ڈر کر پورا حق ادا کرے گا اور کسی کوتیاں سے کام نہ لے گا۔ باب استیجار الرجل الصالح متفقہ کرنے سے حضرت امام بخاری رض کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ نیک لوگوں کے لئے مزدوری کرنا کوئی شرم اور عار کی بات نہیں ہے اور نیک صالح لوگوں سے مزدوری پر کام کرنا بھی کوئی بری بات نہیں ہے بلکہ ہر دو کے لئے باعث برکت اور اجر و ثواب ہے۔**

اس سلسلہ میں امام بخاری رض نے آیت «ان خیر من استاجرت» نقل فرما کر اپنے مقصد کے لئے مزید وضاحت فرمائی ہے اور بتلایا ہے کہ مزدوری کے لئے کوئی طاقتور آدمی جو امانت دار بھی ہو مل جائے تو یہ بہتر ہے۔ باری تعالیٰ نے آیت مذکورہ میں حضرت شیعیب رض کی صاحبزادی کی زبان پر فرمایا ہے کہ انہوں نے اپنے والد سے گھر پہنچ کر یہ کماکہ بیا جان! ایسا زبردست اور امانت دار نوکر اور کوئی نہیں ملے گا۔ حضرت شیعیب رض نے پوچھا کہ تجھے کیوں نکر معلوم ہوا۔ انہوں نے کہا وہ پھر جس کو دس آدمی مشکل سے اخھاتے تھے، اس جوان یعنی حضرت موسیٰ رض نے اکیلے اٹھا کر پھینک دیا۔ اور میں اس کے آگے چل رہی تھی۔ حیا دار اتنا ہے کہ میرا کپڑا ہوا سے اڑنے لگا تو اس نے کماکہ میرے پیچے ہو کر چلو۔ اور اگر میں غلط راستے پر چلنے لگوں تو پیچے سے ایک کنکری سیدھے راستے پر پھینک دیتا۔ اس سے سمجھ کر سیدھا راستہ جان لوں گا اور اسی پر چلوں گا۔

حضرت موسیٰ رض کا یہ عین عالم شب تھا اور حیا اور شرم کا یہ عالم اور خدا ترسی کا یہ حال کہ دختر شیعیب رض کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا بھی مناسب نہ جاتا۔ اسی بنا پر اس لڑکی نے حضرت شیعیب رض سے حضرت موسیٰ رض کا ان شاندار لفظوں میں تعارف کرایا۔ بہر حال امیر الحمد شیخ امام بخاری رض نے بہ سلسلہ کتاب البيوع اجرات یعنی مزدوری کرنے سے متعلق جملہ مسائل تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔

باب کے آخر میں ایک قاعدہ کلیہ بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص از خود نوکر یا حاکم بننے کی درخواست کرے۔ اور اس کے حاصل کرنے کے لئے وسائل ڈھونڈئے، بادشاہ اور حاکم وقت کا فرض ہے کہ ایسے حریص آدمی کو ہرگز حاکم نہ بنائے اور جو نوکری سے بھاگے اس کو اس نوکری پر مقرر کرنا چاہئے بشرطیکہ وہ اس کا اہل بھی ہو۔ وہ ضرور ایمانداری اور خیر خواہی سے کام کرے گا۔ لیکن یہ اصول صرف اسلامی پاکیزہ ہدایات سے متعلق ہے جس کو عمد خلافت راشدہ ہی میں شاید دفاتر کی خاک چھانا ایک عام فیشن ہو گیا ہے۔ خویش پوری کو ملاحظہ رکھا جاتا ہے۔ اور اس زمانہ میں تو نوکری کا حاصل کرنا اور اس کیلئے دفاتر کی خاک چھانا ایک عام فیشن ہو گیا ہے۔ مسلم شریف کتاب الامارت میں یہی حدیث مزید تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ علامہ نووی رض اس کے ذیل میں فرماتے ہیں۔ قال العلماء والحكمة في انه لا يولي من سال الولاية انه يوكل اليها ولا تكون معه اعانة كما صرخ به في حدیث عبدالرحمن بن سمرة السابق و

اذالم تکن معہ اعانت لم یکن کفتا ولا یولی غیرالکف ولا ن فہ نہمہ للطالب والعریض (نووی) یعنی طلب گار کو امارت نہ دی جائے، اس میں حکمت یہ ہے کہ وہ امارت پر مقرر کیا جائے گا مگر اس کو اعانت حاصل نہ ہو گی جیسا کہ حدیث عبد الرحمن بن سروہ میں صراحت ہے۔ اور جب اس کو اعانت نہ ملے گی تو اس کا مطلب یہ کہ وہ اس کا اہل ثابت نہ ہو گا۔ اور ایسے آدمی کو امیرتہ بیایا جائے اور اس میں طلب گار کے لئے خود تھمت بھی ہے اور اظہار حرص بھی۔ علماء نے اس کی صراحت کی ہے۔

حدیث ہذا کے آخر میں خزانچی کا ذکر آیا ہے۔ جس سے حضرت امام بخاری رض نے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ خزانچی بھی ایک حُم کا نوکری ہے۔ وہ امانت داری سے کام کرے گا تو اس کو بھی اجر و ثواب اتنا ہی ملے گا جتنا کہ مالک کو ملے گا۔ خزانچی کا امین ہوتا بت عی اہم ہے ورنہ بت سے نقصانات کا احتمال ہو سکتا ہے۔ اس کی تفصیل کسی دوسرے مقام پر آئے گی۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وقد روی ابن حیر من طریق شعیب الجبئی انه قال اسم المرأة التي تزوجها موسی صفوره و اسم اختتها لیا و کذاروی من طریق ابن اسحاق الا انه قال اسم اختتها شرقا و قيل لها و قال غيره ان اسمهما صفورا و عبرا و انهمما کانتا تواما و روی من طریق علی ابن ابی طلحہ عن ابن عباس فی قوله ان خیر من استاجرتو القمری الا مین قال قوی فيما ولی امین فيما استودع وروی من طریق ابن عباس و مجاهد فی آخرین ان اباها سالها عمارات من قوته و امانته فذکرت قوته فی حال السقی و امانته فی غض طرفه عنهما و قوله لها امشی خلفی و دلینی علی الطریق و هذا اخرجه البیهقی باسناد صحیح عن عمر بن الخطاب و زادیه فروجہ اقام موسی و معہ یکفیہ او یعمل له فی رعایة غنمہ (فتح الباری)

حضرت شعیب رض کی تفصیلات کے ذیل حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس عورت سے حضرت موسی علیہ السلام نے شادی کی تھی اس کا نام صفورہ تھا اور اس کی دوسری بنت کا نام "لیا" تھا۔ بعض نے دوسری بنت کا نام شرقا بتلایا ہے اور بعض نے "لیا" اور بعض نے کوئی اور نام بتلایا ہے۔ اور بعض کی تحقیق یہ کہ پہلی کا نام صفورہ اور دوسری بنت کا نام عبرا تھا۔ اور یہ دونوں بوڑ کے ساتھ یہک وقت پیدا ہوئی تھیں۔ حضرت ابن عباس رض نے آیت شریفہ (ان خیر من استاجرتو القمری) کی تفسیر میں یہ فرمایا ہے کہ قوی (طاقوتو) ان امور کے لئے جن کا ان کو ذمہ دار والی بتلایا جائے۔ اور امین (امانت دار) ان چیزوں کے لیے جو اس کو سونپی جائیں۔ ادویں عباس رض اور مجاہد سے یہ بھی منقول ہے کہ اس کے والد نے اپنی لڑکی سے پوچھا کہ تم نے اس کی قوت اور امانت کے متعلق کیا دیکھا۔ تو انہوں نے بکریوں کو پانی پلانے کے سلسلہ میں ان کی قوت کا بیان کیا۔ اور امانت کا ان کی آنکھوں کے نیچا کرنے کے سلسلہ میں جب کہ وہ آگے چل رہی تھیں اور قدم کا بعض حصہ حضرت موسی علیہ السلام کو نظر آگیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میرے پیچے پیچے چلو اور راستے سے مجھ کو مطلع کرتی چلو پس حضرت شعیب رض نے اس لڑکی کا حضرت موسی علیہ السلام سے نکاح کر دیا۔ اور حضرت موسی علیہ السلام کو اپنے ساتھ اپنی خدمات کیلئے نیز بکریاں چرانے کیلئے تھمراہی۔ جیسا کہ آٹھ سال کے لئے طے کیا گیا تھا۔ موسی علیہ السلام نے دو سال اور اپنی طرف سے بڑھا دیئے۔ اس طرح پورے دس سال حضرت موسی علیہ السلام کو شعیب رض کی خدمت میں مقیم رہنے کا شرف حاصل ہوا۔

حدیث عقبہ بن منذر میں مروی ہے۔ قال کنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ان موشی اجر نفسه ثمان سنين او عشر سنين على عفة فرجه و طعام بطنه اخرجه ابن هاجة وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے آپ نے فرمایا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے آٹھ سال یا دس سال کے لئے اپنے نفس کو حضرت شعیب رض کی ملازمت کے سپرد کر دیا۔ تاکہ آپ شکم پری کے ساتھ ازدواجی زندگی میں عفت کی زندگی گذار سکیں۔

المجموع شرح المهدب للاستاذ المحقق محمد نجیب المطبعی میں کتاب الاجارہ کے ذیل میں لکھا ہے۔ یجوز عقد الاجارہ علی المنافع المباحة والدلیل علیہ قوله تعالیٰ فان ارضعن لكم فاتوهن اجور هن (الجزء الرابع عشر، ص: ۲۵۵) یعنی منافع مباح کے اور مزدوری کرنا جائز ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے اگر وہ مطلقاً عورتیں تمہارے پیوں کو دودھ پلائیں تو ان کو ان کی مزدوری ادا کر دو۔

علوم ہوا کہ مزدوری کرنے کا ثبوت کتب اللہ و سنت رسول اللہ سے ہے اور یہ کوئی ایسا کام نہیں ہے کہ اسے شرافت کے خلاف سمجھا جائے جیسا کہ بعض غلط قسم کے لوگوں کا تصور ہوتا ہے اور آج تو مزدوروں کی دنیا ہے، ہر طرف مزدوروں کی تنظیم ہیں۔ مزدور آج کے دور میں دنیا پر حکومت کر رہے ہیں جیسا کہ مشاہدہ ہے۔

## باب چند قیراط کی مزدوری پر بکریاں چڑھانا

۲- بَابُ رَغْيِ الْفَنَمِ عَلَى قَرَارِنِطَ

(۲۲۶۲) ہم سے احمد بن محمد کی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عمرو بن سعید نے بیان کیا، ان سے احمد بن سعید بن عمرو نے اور ان سے ابو ہریرہ بن ٹیغہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں سمجھا جس نے بکریاں نہ چڑھائی ہوں۔ اس پر آپؐ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے پوچھا، کیا آپؐ نے بھی بکریاں چڑھائی ہیں؟ فرمایا کہ ہاں! کبھی میں بھی مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط کی تنخواہ پر چڑھایا کرتا تھا۔

۲۲۶۲ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكْتَبِيُّ قَالَ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يَحْيَى عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ قَالَ (مَا بَعْثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْفَنَمَ) فَقَالَ أَصْحَابُهُ : وَأَنْتَ؟ فَقَالَ : (نَعَمْ، كُنْتُ أَرْغَافًا عَلَى قَرَارِنِطَ لِأَهْلِ مَكَّةِ).

**تَشْبِيهُ** امیرالمحدثین حضرت امام بخاری رض کا مقدمہ باب یہ ہے کہ مزدوری کے طور پر بکریاں چڑھانا بھی ایک حلال پیشہ ہے۔ بلکہ انبیاء علیم السلام کی سنت ہے۔ بکریوں پر گائے بھیں، بھیزوں اور اونزوں کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ان کو مزدوری پر چڑھانا چکانا جائز اور درست ہے۔ ہر پیغمبر نے بکریاں چڑھائیں اس میں حکمت یہ ہے کہ بکریوں پر رحم اور شفقت کرنے کی ان کو ابتدائے عمری سے صادت ہو اور رفتہ رفتہ نی نوع انسان کی قیادت کرنے سے بھی وہ متعارف ہو جائیں۔ اور جب اللہ ان کو یہ منصب جلیلہ بخش تر حرجت اور شفقت سے وہ این آدم کو راہ راست پر لا سکیں۔ اس اصول کے تحت جملہ انبیاء کرام کی زندگیوں میں آپؐ کو رحمت اور شفقت کی جھلک نظر آئے گی۔

حضرت موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرعون کی بہایت کے لئے سمجھا جا رہا ہے۔ ساتھ ہی تاکید کی جا رہی ہے «فَقَذَلَ اللَّهُ فَقَذَلَ اللَّهُ بِنَذْكَرِ أَوْ بِنَخْشِي» (اط: ۳۳) یعنی دونوں بھائی فرعون کے ہاں جا کر اس کو نہایت ہی نزی سے سمجھانا۔ شاید وہ فتحت پکڑ سکے یادہ اللہ سے ڈر سکے۔ اسی نزی کا نتیجہ تھا کہ حضرت موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جادو گروں پر فتح عظیم حاصل فرمائی۔ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے بچپن میں مکہ والوں کی بکریاں اجرت پر چڑھائی ہیں۔ اس لئے بکری چڑھانا ایک طرح سے ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی ہے۔ آپؐ اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط اجرت پر چڑھایا کرتے تھے۔ قیراط آدمیے دافن کو کہتے ہیں جس کا وزن ۵ جو کے برابر ہوتا ہے۔

الحمد للہ! آج کہ شریف کے اطراف میں وادی میں بیٹھ کر یہ سطرس لکھ رہا ہوں۔ اور اطراف کی پہاڑیوں پر نظر ڈال رہا ہوں اور یاد کر رہا ہوں کہ ایک زمانہ میں بھی تھا جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان پہاڑیوں میں مکہ والوں کی بکریوں چڑھایا کرتے تھے۔ کاش! میں اتنی طاقت رکھتا کہ ان پہاڑیوں کے چپے چپے پر پیدل چل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش الدام کی یادگاری کر سکتا۔ صلی اللہ علیہ وسلم علی آللہ واصحابہ وسلم۔

بعض لوگوں نے کہا کہ اطراف کے میں قراریط نام سے ایک موضع تھا۔ جمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ والوں کی بکریاں چڑھایا کرتے تھے۔ حافظ فرماتے ہیں لکن رجح الاول لان اہل مکہ لا یعرفون بہا مکانا یقان لہ قراریط یعنی قول اول کہ قراریط سے درہم اور دینار کے بعض اجزاء مراد ہیں اسی کو ترجیح حاصل ہے اس لئے کہ مکہ والے کسی ایسے مکان سے ناواقف تھے جسے قراریط کے نام سے پکارا جاتا ہو۔

وقال العلماء العحكمة في الهمام الانبياء من رعى الفتن قبل النبوة ان يحصل لهم التعمرون برعها على ما يتكلفونه من القيام بامر امتهن يعني علماء نے کہا ہے کہ انہیاء کو بکری چرانے کے الامام کے بارے میں حکمت یہ ہے کہ ان کو نبوت سے پہلے ہی ان کو چراکرامت کی تیادت کے لئے مشق ہو جائے۔

بکری خود ایک ایسا بابرکت جانور ہے کہ اللہ پاک کا فضل ہو تو بکری پالنے میں چند ہی دنوں میں وارے کے نیارے ہو جائیں۔ اسی لئے فتنوں کے زمانوں میں ایک ایسے شخص کی تعریف کی گئی ہے جو سب فتنوں سے دور رہ کر جنگلوں میں بکریاں پالے۔ اور ان سے گذران کر کے جنگلوں ہی میں اللہ کی عبادت کرے۔ ایسے وقت میں یہ بہترین قسم کا مسلمان ہے۔ اس وقت مسجد نبوی روضۃ من ریاض الجنه میں منورہ میں ہے سلسلہ نظر ہائی اس مقام پر پہنچتا ہوا حرمین شریفین کے ماحول پر نظر ڈال کر حدیث ہدایہ غور کر رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس عظیم ملک میں بکریوں کے مزاج کے موافق کتنے موقع پیدا کر رکھے ہیں۔ کہ شریف میں ایک تخلص دوست کے ہاں ایک بکری دیکھی جو ۲ کلو وزن سے زیادہ دوڑھ دیتی تھی۔ (صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبی الا رعنی الفتن) آج ۹۹۰ھ مفترضہ مقام مبارک نہ کوہہ میں یہ چند الفاظ لکھے گئے۔

**باب جب کوئی مسلمان مزدور نہ ملے تو ضرورت کے وقت**

الصَّرْوَرَةُ، أَوْ إِذَا لَمْ يُوجَدْ أَهْلُ  
الإِسْلَامِ وَعَامِلَ النَّبِيِّ ﷺ يَهُودَ خَيْرَ

مشکوں سے مزدوری کرنا جائز ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خبر کے یہودیوں سے کام لیا تھا (ان سے بٹائی پر معاملہ کیا تھا)

اس باب کے مضمون سے معلوم ہوا کہ بلا ضرورت مسلمان کو چھوڑ کر کافر کو نوکر رکھنا، اس سے مزدوری لیتا ملت ہے۔ کافر حربی ہو یا ذی امام بخاری رضی اللہ عنہ بہبی ہے۔ اور آخرت میں نے خیر کے یہودیوں کو کاشتکاری کے کام پر اس وجہ سے قائم رکھا کہ اس وقت مسلمان کاشتکار ایسے موجود نہ تھے جو خیر کو آباد رکھتے۔ اگر آپ یہودیوں کو فوراً نکال دیتے تو خیر اجازہ ہو جاتا۔ اور خود مسلمانوں کی آمدن میں برا نقصان ہوتا۔ مگر افسوس کہ خیر کے یہودیوں نے جو بظاہر وفاواری کا دم بھر کر اسلامی نہیں پر کاشت کر رہے تھے اپنی اندر وطنی سازشوں اور مسلمانوں کے خلاف خیہ کوششوں سے خلاف اسلامی کو پریشان کر رکھا تھا۔ چنانچہ ان حالات سے مجبور ہو کر حضرت عمر بن الخطاب نے اپنے عمد خلافت میں ان یہودیوں کی اندر وطنی سازشوں کو ختم کرنے اور ان کی پلاک کوششوں کو خاک میں ملانے کے لئے ان کو خیر سے جلاوطن کر دیا اور وہاں مسلمانوں کو آباد کر دیا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر غیر مسلم فائدہ سازی نہ ہوں تو مسلمان ان سے حسب ضرورت اپنی نوکری کر سکتے ہیں۔ اسی طرح مسلمان کے لئے اگر غیر مسلم کے ہاں اپنے مذهب کی ذلت اور خواری کا احتلال ہو تو مناسب نہیں کہ وہ ایسی جگہ نوکری کرے۔

قال ابن بطال عامۃ الفقهاء یجیزوون استجارہم عند الضرورة الخ (فتح الباری)، یعنی عام فناء نے غیر مسلموں سے مزدوری کرنے کو بوقت ضروری جائز قرار دیا ہے۔

صاحب المذب لکھتے ہیں۔ وانختلفوا في الكافر اذا استاجر مسلما اجرة معينة لعنهم من قال فيه قوله لا ونه عقد يتضمن حبس المسلم فصار كبيع العبد المسلم منه ومنهم من قال يصح قوله واحدا لان عليا كرم الله وجهه كان يستنقى الماء لامرا تهودية۔ (المذهب جزء رابع عشر، ص: ۳۵۹)

الشرح خبر على رواه احمد و جود الحافظ ابن حجر اسناده و لفظه جمع مرة جو عاش ديدا فغيرت لطلب العمل في عوالي المدينة

فإذا أنا بامرأة قد جمعت مدرافظتها تربى بله فقاطعها كل ذنوب على تعره فمددت ستة عشر ذنوبي حتى مجلت يداي ثم أتيتها فعدت لي ست عشر تمرة فاتيت النبي (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فأخبرته فاكل معنى منها وهذا الخبر يدل دلالة يعجز القلم من استقصاء ما تحرى به من بيان ما كانت الصحابة عليه من الحاجة وشدة الفاقة والصبر على الجوع وبذل الوسع واتعب النفس في تحصيل القوام من العيش للتغافف عن السوال وتحمل المتن وان تاجر النفس لا يعد دنانة وان كان المستاجر غير شريف او كافر او الاجير من اشراف الناس وعظماء هم وقد اورده صاحب المتن ليستدل به على جواز الاجارة معاودة يعني ان يفعل الاجير عددا معلوما من العمل بعدد معلوم من الاجرة (كتاب مذكور ٢٩١) يعني علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ کوئی کافر کسی مسلمان کو بطور مزدور رکھے تو کیا فتویٰ ہے۔ اس بارے میں دو قول ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ مسلمان کو ایک طرح سے قید کرنا، گویا اس مسلمان بندے کو بطور غلام بیٹھانا ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ جائز ہے اس لئے کہ حضرت علی بن بشیر نے ایک یہودی عورت کے ہاں مزدوری پر پانی کھینچتا تھا۔ خود ان کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ ایک دفعہ مجھ کو سخت بھوک نے ستایا تو میں اطراف مدینہ میں مزدوری کرنے لگا۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا وہ کچھ مٹی کو گیلا کرنا چاہتی تھی۔ میں نے اس سے ہر ایک ڈول کے بدلتے ایک کھور پر معاملہ طے کر لیا۔ اور میں نے یہ سولہ ڈول کھینچ ڈالے یہاں تک کہ میرے ہاتھوں میں چھالے ہو گئے۔ پھر میں اس عورت کے پاس آیا۔ اور اس نے مجھ کو سولہ عدد کھور دے دیں جن کو لے کر میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اور میں نے آپ کو جملہ تفصیلات سے آگاہ کیا۔ چنانچہ ان کھوروں میں سے میرے ساتھ آپ نے بھی چند کھوروں کو تادول فرمایا۔ صحابہ کرام ابتدائے اسلام میں کس قدر تکالیف میں جاتا تھا۔ اور وہ بھوک پر کس قدر سبکرتے تھے اور وہ سوال سے بچ کر اپنی علم پرپری کے لئے کیسی کیسی سخت مزدوری کرنے کے لئے تیار ہو جاتے تھے، یہ اس خبر سے واضح ہے۔

اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شریف نفس کو کسی کی مزدوری میں ڈال دنا کوئی ذیل پیش نہیں ہے۔ اگرچہ مزدوری کرانے والا خود ذیل بھی کیوں نہ ہو یا کافر بھی کیوں نہ ہو۔ اور اگرچہ مزدوری کرنے والا برا شریف آدمی یعنی کیوں نہ ہو۔ صاحب متنی نے اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ مزدوری مقررہ کام کے ساتھ مقررہ اجرت پر کرنا جائز ہے۔

آج یکم محرم ۱۴۹۰ھ کو کعبہ شریف میں بوقت تجدید نوث کھا گیا۔ اور ۲ مغروہ ۹۰ھ یوم جمعہ میں مسجد نبوی میں بیٹھ کر اس پر نظر عالی کی گئی۔

(٢٣٦٣) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم کوہ شام بن عروہ نے خردی، انہیں معمر نے، انہیں زہری نے، انہیں عروہ بن زین نے اور انہیں عائشہ بنت خڑیج نے کہ نبی کشم شیخیل اور ابو بکر بن شیخ نے (بجھت کرتے وقت) بنو دیل کے ایک مرد کو نوکر رکھا جو بنو عبد بن عدی کے خاندان سے تھا۔ اور وہ بطور ماہر را بہر مزدوری پر رکھا تھا (حدیث میں لفظ) خریت کے معنی را بہری میں ماہر کے ہیں۔ اس نے اپنا ہاتھ پانی وغیرہ میں ڈبو کر عاصی بن واٹل کے خاندان سے عمد کیا تھا۔ اور وہ کفار قریش یعنی کے دین پر تھا۔ لیکن آنحضرت شیخیل اور ابو بکر بن شیخ کو اس پر بخروس تھا۔ اس لئے اپنی سواریاں انہوں نے اسے دے دیں۔ اور غار اثر پر تین رات کے بعد اس سے ملنے کی تائید کی تھی۔

٤٤٦ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ الْوَهْرَيِّ عَنْ عَرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : وَاسْتَأْجَرَ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبْوَبَكْرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيلِ ثُمَّ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًّا خَرِبَتَا - الْخَرِبَتَ : الْمَاهِرُ بِالْهَدَايَةِ - قَدْ غَمَسَ يَمِينَ حَلْفِي فِي آلِ الْعَاصِيِّ بْنَ وَائِلٍ، وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارٍ قُرْيَشٍ؛ فَأَمِنَاهُ، فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتِهِمَا، وَوَاعَدَاهُمَا غَارَ ثَورٍ بَعْدَ ثَلَاثَ لَيَالٍ، فَلَاتَاهُمَا

وہ شخص تین راتوں کے گزرتے ہی صبح کو دونوں حضرات کی سواریاں لے کر وہاں حاضر ہو گیا۔ اس کے بعد یہ حضرات وہاں سے عامر بن فہیرہ اور اس دلیلی راہبر کو ساتھ لے کر چلے۔ یہ شخص ساحل کے کنارے سے آپ کو لے کر چلا تھا۔

**باب کوئی شخص کسی مزدور کو اس شرط پر رکھے کہ کام تین دن یا ایک مہینہ یا ایک سال کے بعد کرنا ہو گا تو جائز ہے اور جب وہ مقررہ وقت آجائے تو دونوں اپنی شرط پر قائم رہیں گے**

اس باب کے لانے سے حضرت امام بخاری رض کی غرض یہ ہے کہ اجراء میں یہ امر ضروری نہیں ہے کہ جس وقت سے اجراء شروع ہو اسی وقت سے کام کرے۔ جیسا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی دلیل کے مقرر کردہ نور کرے تین رات بعد غار ثور پر آئے کا وعدہ لیا تھا۔

(۲۲۶۳) ہم سے بھی بن کیرنے بیان کیا، کما کہ ہم سے لیٹ نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ ہم سے عقیل نے کہ ابن شاہنے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی، اور ان سے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بندیل کے ایک ماہر راہبر سے مزدوری طے کر لی تھی۔ وہ شخص کفار قریش کے دین پر تھا۔ ان دونوں حضرات نے اپنی دونوں اوٹھنیاں اس کے حوالہ کر دی تھیں اور کہہ دیا تھا کہ وہ تین راتوں کے بعد صبح سورے ہی سواریوں کے ساتھ غار ثور پر آجائے۔

اس حدیث میں رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھرت سے متعلق ایک جزوی ذکر ہے کہ آپ اور حضرت ابو بکر صدیق رض نے شب لشیخ بھرت میں سفر شروع کرنے سے پہلے ایک ایسے شخص کو بطور راہبر مزدور مقرر فرمایا تھا جو کفار قریش کے دین پر تھا اور یہ بندیل میں سے تھا۔ آخر بھرت رض اور حضرت صدیق اکبر رض کو اس پر اختدام تھا۔ اس لئے اپنی ہر دو سواریوں کو اس کے حوالہ کرتے ہوئے اس سے وعدہ لے لیا کہ وہ تین گزر جانے کے بعد دونوں سواریوں کو لے کر غار ثور پر چلا آئے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اور آپ ہر دو نے سفر شروع کیا۔ یہ شخص بطور ایک ماہر راہبر کے تھا۔ اور عامر بن فہیرہ کو ہر دو سواریوں کے لئے گران کے طور پر مقرر کیا تھا۔ اگلے باب میں مذکور ہے کہ آخر بھرت رض نے اس شخص کو اس شرط پر مزدور مقرر کیا کہ وہ اپنا مقررہ کام تین گزر نے کے بعد انجام دے۔ اسی طرح اگر ایک ماہ بعد یا ایک سال بعد کی شرط پر کسی کو مزدور رکھا جائے اور ہر دو فریق راضی ہوں تو ایسا معاملہ کرنا درست ہے۔

بِرَاحْلَتِهِمَا صَبَّحَتْ لَيَالٍ ثَلَاثَةَ فَارْتَحَلُوا  
وَانْطَلَقُ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فَهْيَرَةَ وَالدَّلِيلُ  
الدَّلِيلُ فَأَخْذَ بِهِمْ أَسْفَلَ مَكَّةَ وَهُوَ  
((طَرِيقُ السَّاحِل)). [راجح: ۴۷۶]

**۴- بَابٌ إِذَا اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا لِيَعْمَلَ**

**لَهُ بَعْدَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ**  
- أَوْ بَعْدَ شَهْرٍ أَوْ بَعْدَ سَنَةً - جَازَ وَهُمَا  
عَلَى شَرْطِهِمَا الَّذِي اشْتَرَطَهُ إِذَا جَاءَ الْأَجَلُ

**لَشِیخ**  
اس باب کے لانے سے حضرت امام بخاری رض کی غرض یہ ہے کہ جس وقت سے اجراء شروع ہو اسی وقت سے کام کرے۔ جیسا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی دلیل کے مقرر کردہ نور کرے تین رات بعد غار ثور پر آئے کا وعدہ لیا تھا۔

۲۲۶۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا الْيَتْمَةُ عَنْ عَقِيلٍ قَالَ أَبْنُ شَهَابٍ  
فَأَخْبَرَنِي عَزْرُوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ ((وَاسْتَأْجَرَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي  
الدَّلِيلِ هَادِيًّا حِرَيْتَا وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارٍ  
فَرَيْتُشِ، فَدَفَعَاهُ إِلَيْهِ رَاحْلَتِهِمَا، وَوَاعَدَاهُ  
غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثَ لَيَالٍ، فَأَتَاهُمَا  
بِرَاحْلَتِهِمَا صَبَّحَ ثَلَاثَ)). [راجح: ۴۷۶]

اس حدیث سے بھی ضرورت کے وقت کسی معتمد غیر مسلم کو بطور مزدور رکھ لیتا جائز ثابت ہوا۔ وہاں ہو المراد۔ الحمد للہ کہ کعبہ شریف میں غار ثور کی طرف بیٹھے ہوئے یہ حدیث اور اس کی یہ تشریح حالہ قلم کر رہا ہوں چودہ سو سال گذر رہے ہیں۔ مگر حیات طیبہ کا ایک ایک ورق ہر طرح سے اتنا محفوظ ہے کہ اس نے زیادہ ممکن نہیں۔ یہی وہ غار ہے جس کو آج جبل الثور کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اسی میں آنحضرت ﷺ نے اپنے یار غار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تین راتوں تک قیام فرمایا تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس باب کے ذیل حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم کا تشریحی نوٹ یہ ہے کہ اس باب کے لانے سے حضرت امام بخاری ﷺ کی غرض یہ ہے کہ اجارہ میں یہ امر ضروری نہیں کہ جس وقت سے اجارہ شروع ہو اسی وقت سے کام شروع کرے۔ اسامیل نے یہ اعتراض کیا ہے کہ باب کی حدیث سے یہ نہیں لکھا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آنحضرت ﷺ نے اس شخص سے یہ شرط لگائی تھی کہ وہ تین دن کے بعد اپنا کام شروع کرے۔ مگر یہ اعتراض صحیح نہیں کیونکہ حدیث مذکورہ میں باب کی مطالبہ واضح طور پر موجود ہے۔

بہ شوتوت اجارہ صاحب المذہب لکھتے ہیں۔ فقد ثبت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر استاجر عبد اللہ بن الاریقط الدیلی و کان خربتا و ہوا خبر بمسالک الصحراہ والوہاد العالم بجغرافیہ بلاد العرب علی الطبیعہ لیکون هادیا و مرشدہ لہما فی هجرتہمما من مکہ الی المدینہ۔ تحقیق ثابت ہو گیا کہ رسول کرم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن اریقط دیلی کو مزدور بنایا۔ وہ محرومی راستے کا بہت بڑا ماہر تھا۔ وہ بلاد عرب کے طبعی جغرافیہ سے پورے طور پر واقف تھا۔ اس کو اس لئے مزدور رکھا تھا۔ تاکہ وہ بوقت ہجرت کہ سے مدینہ تک آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے رہنمائی کا فرض انجام دے۔ جس سے غیر مسلم کو جس پر اعتماد ہو مزدور بنا کر رکھنا ثابت ہوا۔

آن ۲۹ ذی الحجه ۸۹ھ کو بوقت مغرب مقام ابراہیم کے پاس بیٹھ کر یہ نوٹ لکھا گیا۔ الحمد للہ علی ذالک اور ۲ صفر یوم جمعہ کو مسجد نبوی جنت کی کیاری میں بیٹھ کر اس پر نظر ٹانی کی گئی۔ الحمد للہ علی ذالک۔

**غار ثور پر حاضری:** اس حدیث کو لکھتے ہوئے دل میں خیال تھا کہ مکہ المکرمہ میں موجود ہونے پر مناسب ہو گا کہ ہجرت نبوی کی اوپرین منزل یعنی غار ثور کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر عبرت حاصل کی جائے اگرچہ ہمارا جانشہ کوئی رکن ج ہے نہ اس کے لئے کوئی شرعی حکم ہے مگر (سرواہی الارض) کے تحت تاریخ ۲۹ جرم ۹۰ھ کے بعد غار ثور پر رفتے جان کرام کے ہمراہ شروع کر لیا۔ حرم شریف سے کمی میل کا فاصلہ ہے۔ اور وہاں جانے پر چاروں طرف پہاڑوں کے خوفناک مناظر سامنے آتے ہیں۔ چنانچہ ہندوستانی نائم کے مطابق اندازاً دن کے گیارہ بجے ہمارا قافلہ دامن کوہ ثور میں پہنچ گیا۔ پہاڑ کی چوٹی پر نظر ڈالی گئی تو ہمت نے جواب دے دیا۔ مگر رفتائے کرام کے عزم کو دیکھ کر چڑھائی شروع کی گئی۔ حال یہ تھا کہ جس قدر اپر چڑھتے جاتے وہ مقام دور ہی نظر آتا جا رکھا تھا۔ آخر بیٹھ بیٹھ کر بعد مشکل تغیریات ہندری محنت کے بعد غار ثور تک رسالی ہو سکی۔ یہاں اس قسم کے کمی غار ہیں جن کے اپر عظیم پہروں کی چھٹ قدرتی طور پر نبی ہوئی ہیں۔ ایک غار پر غار ثور لکھا ہوا تھا۔ یہی وہ غار ثور ہے جس کے اندر بیٹھ کر رسول کرم ﷺ نے اپنے یار غار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا۔ ماظنک بالذین اللہ تالہمہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دشمنوں کا خوف محسوس ہوا تو آنحضرت ﷺ نے آپ کو مذکورہ بالا لفظوں میں تسلی ولائی تھی کہ اے ابو بکر! تم سارا ان دونوں کے بارے میں کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیرا خود اللہ پاک ہے (اللہ پاک کے خود ساتھ ہونے سے اس کی مدد و نصرت مراد ہے۔ جب کہ وہ خود اپنی ذات سے عرش عظیم پر ہے) مطلب یہ تھا کہ خود اللہ ہمارا حافظ و ناصر ہے۔ پھر ہم کو دشمنوں کی طرف سے کیا غم ہو سکتا ہے۔ یہی ہوا کہ دشمن اس غار کے اطراف میں پھرتے رہے اور ان کو آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا علم نہ ہو سکا۔ اور اللہ پاک نے اپنے ہر دو محبوب بندوں کو بچایا۔

غار میں اندر دو آدمیوں کے بیٹھنے لیئے کی جگہ ہے۔ ایک طرف سے بیٹھ کر داخل ہوا جا سکتا ہے۔ میں اور ہمارے رفق اندر داخل

ہوئے اور سارا منتظر دیکھا۔ اور بار بار قدرت الہی یاد آتی رہی۔ اور تاریخ اسلام کے عظیم واقعہ کی یاد تازہ ہوتی رہی۔ چند لفاظ یادداشت غار کے اندر ہی بیٹھ کر حوالہ قلم کئے گئے۔ جی چاہتا تھا کہ یہاں کافی دیر ٹھہرا جائے کیونکہ منتظرِ بت ہی روح افرزا تھا۔ مگر نیچے گاڑی والا منتظر تھا۔ اس لئے دوستوں کے ساتھ واپسی کا مرحلہ طے کیا گیا۔ غار اونچائی اور راستہ پر خطرو ہونے کے لحاظ سے اس قاتل نہیں ہے کہ ہر شخص وہاں تک جاسکے۔ چہتنا بھی خطرناک اور اتنا اس سے زیادہ خطرناک ہے۔ چنانچہ اتنے میں دو گناہ وقت صرف ہوا۔ اور نماز ظہر کا وقت بھی اترتے ارتے ہی ہو گیا۔ بعد مشکل نیچے اتر کر گاڑی پکڑی اور ہرم شریف میں ایسے وقت حاضری ہوئی کہ ظہر کی نماز ہو چکی تھی مگر الحمد للہ کہ زندگی کی ایک حرست تھی کہ رسول کریم ﷺ کی بھرت کی اولین منزل کو دیکھا جائے سو اللہ پاک نے یہ موقع فریباً والحمد لله اولاً و آخر والصلوة والسلام على رسول الله و على صاحب الصدیق رضي الله عنه۔

(محترم حاجی اللہ بخش صاحب یہجا پوری اور محترم حاجی فتحی حقین اللہ صاحب ناظم درسہ دارالحدیٰ یوسف پور، یوپی ساتھ تھے جن کی ہمت سے مجھ ہی سے ضعیف کمزور نے بھی اس منزل تک رسالی حاصل کی۔ جزاهم اللہ)

### باب جہاد میں کسی کو مزدور کر کے لے جانا

(۲۲۶۵) ہم سے یعقوب بن ابراءٰہیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اساعیل بن علیہ نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں ابن جرتج نے خردی، کہا کہ مجھے عطاء بن ابی رباح نے خردی، انہیں صفوان بن یعلیٰ نے، ان کو یعنی بن امیہ ٹھہر نے، انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ جیش عسرہ (غزوہ تیوک) میں گیا تھا یہ میرے زدیک میرا سب سے زیادہ قاتل اعتمادیک عمل تھا۔ میرے ساتھ ایک مزدور بھی تھا۔ وہ ایک شخص سے جھگڑا اور ان میں سے ایک نے دوسرے مقلوب والے کی انگلی چباؤالی۔ دوسرے نے جو اپنا ہاتھ زور سے کھینچا تو اس کے آگے کے دانت بھی ساتھ ہی کھینچے چلے آئے اور گر گئے۔ اس پر وہ شخص اپنا مقدمہ لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پکخا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے دانت (ٹوٹنے کا) کوئی قصاص نہیں دلوایا۔ بلکہ فرمایا کہ کیا وہ اپنی انگلی تمارے منہ میں چبانے کے لئے چھوڑ دیتا۔ راوی نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ نے یوں بھی فرمایا۔ جس طرح اونٹ چالایا کرتا ہے۔

(۲۲۶۶) ابن جرتج نے کہا اور مجھ سے عبد اللہ بن ابی طیکہ نے بیان کیا اور ان سے ان کے دادا نے بالکل اسی طرح کا واقعہ بیان کیا کہ ایک شخص نے ایک دوسرے شخص کا ہاتھ کاٹ کھلایا۔ (دوسرے نے اپنا ہاتھ کھینچا تو اس کاٹنے والے کا دانت ٹوٹ گیا۔ اور ابو بکر ٹھہر نے

### ۵- بَابُ الْأَجِيرِ فِي الْغَزْوِ

۲۲۶۵- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلَيَّةَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبْنُ حُرَيْبَيْجَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءُ عَنْ صَفْوَانَ بْنَ يَعْلَى عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمِّيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ جِنِّشَ الْفَسْرَةَ، فَكَانَ مِنْ أَوْنَقِ أَغْمَالِي فِي نَفْسِي، فَكَانَ لِي أَجِيرٌ، فَقَاتَلَ إِنْسَانًا، فَعُصِّنَ أَحَدُهُمَا إِصْبَعَ صَاحِبِهِ، فَأَنْطَلَقَ إِلَى إِصْبَعِهِ فَأَنْدَرَ ثَيْنَتَهُ فَسَقَطَتْ، فَأَنْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَأَنْدَرَ ثَيْنَتَهُ وَقَالَ: ((أَفَيَدْعُ إِصْبَعَهُ فِي فَيْكَ تَقْصِيمُهَا؟)) قَالَ: أَخْسِبَهُ قَالَ - : ((كَمَا يَقْصُمُ الْفَحْلَ)).

[راجع: ۱۸۴۷]

۲۲۶۶- قَالَ أَبْنُ حُرَيْبَيْجَ: وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي مُلِيْكَةَ عَنْ جَدِّهِ بِمِثْلِ هَذِهِ الصَّفَّةِ: ((أَنَّ رَجُلًا عَضَّ رَجْلِ فَأَنْدَرَ ثَيْنَتَهُ، فَأَنْدَرَهَا أَبُوبَكْرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ)).

اس کا کوئی قصاص نہیں دلوایا۔

**لشیخ** باب کا مضمون اس سے ظاہر ہے کہ حضرت یحییٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ نے جنگ توبک کے سفر میں اپنے ساتھ ایک اور آدمی کو بلور مزدور ساتھ لے گالیا تھا۔ حدیث میں جنگ توبک کا ذکر ہے جس کو بیش الحسرہ بھی کہا گیا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین نبی مسیح کر یہ نوٹ لکھ رہا ہوں۔ یہاں سے توبک کئی سو میل کے فاصلہ پر اورون کے راستے پر واقع ہے۔ اور حکومت سعودیہ ہی کا یہ ایک ضلع ہے۔ شام کے عیسائیوں نے یہاں مرصد پر اسلام کے خلاف ایک جنگی منصوبہ بنایا تھا جس کی بروقت اطلاع آنحضرت ﷺ کو ہو گئی۔ اور آپ نے مدافت کے لئے پیش کی تدبیحی۔ جس کی خربہ کار عیسائیوں کے حوالے پت ہو گئے۔

یہ سفر میں موسم گرم کا شہاب میں کیا گیا۔ جس کی وجہ سے مسلمان مجہدین کو بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ سورہ توبہ کی کئی آیات میں اس کا ذکر ہے۔ ساتھ ہی ان منافقین کا بھی جو اس امتحان میں میلے بہانے کر کے پیچھے رہ گئے تھے۔ جن کے متعلق آیت ﴿يَقْتَلُونَ إِنْكُمْ إِذَا زَجَّعْتُمُ الْأَيْمَنَ﴾ (التوبہ : ۹۳) نازل ہوئی۔ مگر چند مغلص موبین بھی تھے جو پیچھے رہنے والوں میں رہ گئے تھے۔ بعد میں ان کی توبہ قول ہوئی۔ الحمد للہ آج ۲ صفر کو مسجد نبوی میں بیٹھ کر یہ نوٹ لکھا گیا۔

**۶۔ باب إذا استأجرَ أجيرًا فَيَئِنَّ لَهُ الأجلَ، وَلَمْ يُبَيِّنِ الْعَمَلَ**  
باب ایک شخص کو ایک میعادو کے لئے نوکر رکھ لیتا اور کام بیان نہ کرنا

سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ نے (حضرت شیعیب رضی اللہ عنہ کا قول یوں) بیان فرمایا ہے کہ ”میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دلوڑیوں میں سے کسی کا تم سے نکاح کروں“ آخر آیت (وَاللهُ عَلَى مَا مَنَقُولٌ وَكَبِيلٌ) تک۔ عربوں کے ہاں یا جو فلاٹ ابول کر مراد ہوتا ہے، یعنی فلاں کو وہ مزدوری دیتا ہے۔ اسی لفظ سے مشتق تعریت کے موقعہ پر یہ لفظ کہتے ہیں اجرک الله۔ (اللہ تجھ کو اس کا اجر عطا کرے)

حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ یہاں باب کا مقصود بیان کرنے کے لئے صرف آیت قرآنی لائے جس میں حضرت شیعیب رضی اللہ عنہ کی نہان سے مذکور ہے کہ انہوں نے حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ سے یوں فرمایا کہ میں اپنی دلوڑیوں سے ایک کا آپ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ اس شرط پر کہ آپ آنھو سال میرے ہاں نوکری کریں۔ یہاں حضرت شیعیب رضی اللہ عنہ نے نوکری کے کام مقرر نہیں فرمائے۔ اسی سے مقصود باب ثابت ہوا۔ آیت مذکورہ میں لفظ تاجری نہ کوئی نہیں کیا گیا۔ اس کی لغوی و معنویات حضرت امام نے یوں فرمائی کہ عربوں میں یہ بھر لانا کا مکملہ مزدوری کو مزدوری دینے پر مستعمل ہے آیت میں لفظ تاجری اسی سے مشتق ہے۔

**۷۔ باب إذا استأجرَ أجيرًا عَلَى أَنْ يَقْيِيمَ حَائِطًا يُرِينَدُ أَنْ يُنْقَضُ جَازٌ**  
باب اگر کوئی شخص کسی کو اس کام پر مقرر کرے کہ وہ گرتی ہوئی دیوار کو درست کر دے تو جائز ہے۔

ای سے معماری یعنی مکان تعمیر کرنے کا پہلی بھی ثابت ہوا۔ اور یہ کہ معماری کا پہلی حضرت غفرانؑ کی حدیث ہے  
۲۲۶۷ - حدیثیٰ إِنَّ رَاهِيْمَ بْنَ مُوسَى قَالَ (۷۲) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے یہاں کیا کہا کہ ہم کو خامین  
آخرتاً هشام بن یوسفَ أَنَّ أَنَّ جَرَیْجَ يُوسُفَ لَهُ خُرُودٌ كَمَا كَهْجَهَ جَلَّ بْنَ

مسلم اور عمرو بن دنار نے سعید سے بخوبی۔ یہ دونوں حضرات (سعید بن جبیر سے اپنی روایتوں میں) ایک دوسرے سے کچھ زیادہ روایت کرتے ہیں۔ ابن حجر تجھے نے کامیں نے یہ حدیث اوروں سے بھی سنی ہے۔ وہ بھی سعید بن جبیر سے نقل کرتے تھے کہ مجھ سے ابن عباس بن حبیب نے کہا، اور ان سے ابی بن کعب بن حبیب نے کہا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ پھر وہ دونوں (موسیٰ اور خضر میلہما السلام) چلے۔ تو انہیں ایک گاؤں میں ایک دیوار می، جو گرنے والی تھی۔ سعید نے کہا خضر میلہما نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا اور ہاتھ اٹھایا، وہ دیوار سیدھی ہو گئی۔ سعید نے کہا میرا خیال ہے کہ سعید نے کہا، خضر میلہما نے دیوار کو اپنے ہاتھ سے چھوڑا، اور وہ سیدھی ہو گئی۔ تب موسیٰ میلہما بولے کہ اگر آپ چاہتے تو اس کام کی مزدوری لے سکتے ہیں۔ سعید نے کہا کہ (حضرت موسیٰ میلہما کی مراد یہ تھی کہ) کوئی ایسی چیز مزدوری میں (آپ کوئی چاہئے تھی) جسے ہم کھا سکتے (کیونکہ بستی والوں نے ان کو کھانا نہیں کھلایا تھا)

**تفسیر** حضرت موسیٰ میلہما اور حضرت خضر میلہما کا یہ واقعہ قرآن مجید میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہوا ہے، اسی جگہ یہ دیوار کا واقعہ بھی ہے جو گزنتے ہی والی تھی کہ حضرت خضر میلہما نے اس کو درست کر دیا۔ اسی سے اس قسم کی مزدوری کرنے کا جواز ثابت ہوا۔ کیونکہ حضرت موسیٰ میلہما کا خیال تھا کہ حضرت خضر میلہما کو اس خدمت پر گاؤں والوں سے مزدوری لئی چاہئے تھی۔ کیونکہ گاؤں والوں نے بے مرمت کا ثبوت دیتے ہوئے ان کو کھانا نہیں کھلایا تھا حضرت خضر میلہما نے اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے الہام الی سے معلوم کر لیا تھا کہ یہ دیوار میتم پہلوں کی ہے اور اس کے نیچے ان کا خزانہ دفن ہے۔ اس لئے اس کا سیدھا کرنا ضروری ہوا تاکہ تمہوں کی امداد بایں طور پر ہو سکے اور ان کا خزانہ ظاہر نہ ہو کہ لوگ لوٹ کر لے جائیں۔

آج ۳ صفر کو محترم حاجی عبدالرحمن سندی کے مکان واقع باب مجیدی مدینہ منورہ میں یہ نوث لکھ رہا ہوں۔ اللہ پاک محترم کو دونوں جہاں کی برکتیں حطا کرے۔ بہت ہی نیک شخص اور کتاب و سنت کے دلدادہ ذی علم بزرگ ہیں۔ جزاہ اللہ خیران الدارین۔ امید ہے کہ قارئین بھی ان کے لئے دعاۓ خیر کریں گے۔

### ۸- باب الإِجَارَةِ إِلَى نَصْفِ النَّهَارِ

**تفسیر** حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کی غرض ان بابوں کے لانے سے یہ ہے کہ اجارے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ کم سے کم ایک دن کی مدت ہو بلکہ اس سے کم مدت بھی درست ہے۔ جیسا کہ حدیث باب میں وہ برکت پھر عمر سے مغرب تک مزدوری کرنے کا ذکر ہے۔ مزدوری کا معاملہ مزدور اور مالک پر موقوف ہے وہ جس طور پر جن شرائط کے تحت معاملہ طے کر لیں درست ہو گا۔

(۲۳۶۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، ان سے حملہ بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے نافع نے، ان سے ابن عمر بن حنبل نے کہ جی کرم ملکیت نے فرمایا، تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثل ایسی ہے کہ کسی شخص نے کئی مزدور کام پر لگائے اور کہا کہ میرا کام ایک قیراط پر صحیح سے دوپہر تک کون کرے گا؟ اس پر یہودیوں نے (صحیح سے دوپہر تک) اس کا کام کیا۔ پھر اس نے کہا کہ آدھے دن سے عصر تک ایک قیراط پر میرا کام کون کرے گا؟ چنانچہ یہ کام پھر نصاریٰ نے کیا، پھر اس شخص نے کہا کہ عصر کے وقت سے سورج ڈوبنے تک میرا کام دو قیراط پر کون کرے گا؟ اور تم (امت محمدیہ) ہی وہ لوگ ہو (جن کو یہ درجہ حاصل ہوا) اس پر یہود و نصاریٰ نے برا مانا، اور وہ کہنے لگے کہ کام تو ہم زیادہ کریں اور مزدوری ہمیں کم ٹلے۔ پھر اس شخص نے کہا کہ اچھا یہ بتاؤ کیا تمہارا حق تھیں پورا نہیں ملا؟ سب نے کہا کہ ہمیں تو ہمارا حق پورا مل گیا۔ اس شخص نے کہا کہ پھر یہ میرا فضل ہے، میں جسے چاہوں زیادہ دوں۔

[راجع: ۵۵۷]

تم کو اعتراض کرنے کا کیا حق ہے۔ اس سے اہل سنت کا ردِ جب ثابت ہوا کہ اللہ کی طرف سے ثواب ملنے طریق احسان کے ہے۔ امت محمدیہ پر یہ خدا کا کرم ہے کہ وہ جو بھی نیکی کرے اس کو دس گناہ بلکہ بعض وفع اور بھی زیادہ ثواب ملتا ہے۔ وہ پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہیں۔ مگر ثواب پچاس وقت کا دیا جاتا ہے۔ یہ اس امت مرعومہ کی خصوصیات میں سے ہے۔

### باب عصر کی نماز تک مزدور لگانا

### ۹- باب الإِجَارَةِ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ

لشیخ یعنی عصر کی نماز شروع ہونے یا ختم ہونے تک۔ اب یہ استدلال صحیح نہ ہو گا کہ عصر کا وقت دو شل تک رہتا ہے۔ ملاحظے نے کہا وہ سری روایت میں جو امام بخاری محدث نے توجیہ میں نکال ہے یوں ہے کہ ایسا کہنے والے صرف یہودی تھے۔ اور ان کا وقت مسلمانوں کے وقت سے زیادہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اسلامی نے کہا کہ اگر دونوں فرقوں نے یہ کہا ہو تو بھی جتنی کا استدلال چل نہیں سکتا۔ کس لئے کہ نصاریٰ نے اپنا عمل جو زیادہ قرار دیا وہ یہود کا زمانہ ملا کر رہے۔ کیونکہ نصاریٰ حضرت موسیٰ محدث اور حضرت عیسیٰ دونوں پر ایمان لائے تھے۔ حافظ نے کہا ان تاویلات کی ضرورت نہیں، کس لئے کہ ظہر سے لے کر عصر تک کا زمانہ اس سے زیادہ ہوتا ہے جتنا عصر اور مغرب کے بیچ میں ہوتا ہے۔ (وحیدی)

احادیث صحیح واردہ کی ہنا پر عصر کا وقت سلیمانی ایک مثل کے برابر ہو جانے پر شروع ہو جاتا ہے۔ الحمد للہ آج بھی کہ شریف اور مدینہ شریف میں یہی معمول ہے۔ ہر دو جگہ عصر کی نماز ایک مثل پر ہو رہی ہے۔ اور پوری دنیا نے اسلام جو صحیح کے لئے لاکھوں کی تعداد میں حرمین شریفین آتی ہے ان ایام میں یہاں اول وقت ہی عصر کی نماز پڑھتی ہے۔ پھر بعض متقبہ احتجاج کا نتیجہ کے ساتھ اس کا اعلان

۲۲۶۸ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَزَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ أَيُوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ قَالَ: ((مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ أَهْلِ الْكِتَابَ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ أَجْرًا فَقَالَ: مَنْ يَغْفِلُ لِي مِنْ عَذَوَةٍ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ؟ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ. فَمَّا قَالَ: مَنْ يَغْفِلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيرَاطٍ؟ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى. فَمَّا قَالَ: مَنْ يَغْفِلُ لِي مِنْ النَّهَارِ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيرَاطٍ؟ فَعَمِلَتِ الْمُسْلِمُونَ. فَمَّا قَالَ: مَنْ يَغْفِلُ لِي مِنْ الشَّمْسِ عَلَى قِيرَاطٍ؟ فَلَّا تَنْتَهُمْ هُنْ. فَعَصَبَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَقَالُوا: مَا لَنَا أَكْثَرُ عَمَلاً وَأَقْلَلُ عَطَاءً؟ قَالَ: هَلْ نَقْصَتُكُمْ مِنْ حَقَّكُمْ؟ قَالُوا: لَا. قَالَ: فَذَلِكَ فَضْلِي أُوتِيهِ مِنْ أَشَاءِ)).

کرتا اور ایک مثل پر عصر کی نماز کا پڑھنا ناروا جانتا انتہی جود کا ثبوت رہتا ہے۔ اسی کو انہی تقلید کہا گیا ہے جس میں ہمارے یہ محترم و معزز متعقب بھائی گرفتار ہیں۔ پھر عجیب بات یہ ہے کہ مذاہب اور بعد کو برحق بھی کہتے ہیں اور عملی طور پر اس شدت کے ساتھ اس قول کا البث بھی کرتے ہیں۔ جب کہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل وغیرہ رحمہم اللہ ایک مثل پر عصر کی نماز کے قائل ہیں اور ظاہر ہے کہ انہے اربعہ میں ان اماموں کا بھی اہم مقام ہے۔ خلاصہ یہ کہ عصر کی نماز کا اول وقت ایک مثل سے شروع ہو جاتا ہے۔ اس میں شک و شبہ کی مطلق منجاش نہیں ہے۔ تفصیل اپنے مقام پر گذر چکی ہے۔ الحمد للہ مدینہ طیبہ حرمنبوی میں یہ نوٹ لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ فلہ الحمد للہ الفکر۔

یہ حدیث حضرت مجتبی مطلق امام الاممہ امام بخاری رض نے کئی جگہ نقل فرمائے کہ اس سے مختلف مسائل کا اثبات فرمایا ہے۔ اس میں یہود و نصاریٰ اور اہل اسلام کا ایک قتلہ تسلی طور پر دکھلایا گیا ہے۔ دین آسمانی کی امانت پہلے یہود کو سونپی گئی، مگر انہوں نے اپنے دین کو بدل کر منع کر دیا۔ اور پاہنی حسد و بغش میں گرفتار ہو کر دین کی برداشت کے موجب ہوئے۔ اس طرح گویا انہوں نے حفاظت دین کا کام بالکل بھی میں چھوڑ دیا اور وہ ناکام ہو گئے۔ پھر نصاریٰ کا نمبر آیا اور ان کو اس دین کا حافظ بنا لایا گیا۔ مگر انہوں نے دین عیسوی کو اس قدر منع کیا کہ آسمانی تعلیمات کی اصلیت کو جزاً اور بنیادوں سے بدل دیا۔ اور تسلیت اور صلیب پرستی میں ایسے گرفتار ہوئے کہ یہود کو بھی مات کر کے رکھ دیا۔ ان کے بعد مسلمانوں کا نمبر آیا۔ اور اللہ پاک نے اس امت کو خیرامت قرار دیا۔ اور قرآن مجید اور سنت نبوی کو ان کے حوالہ کیا گیا۔ الحمد للہ قرآن مجید آج تک محفوظ ہے۔ اور سنت کاظمہ محدثین کرام رحمہم اللہ کے ہاتھوں اللہ نے قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا۔ یہی کام کا پورا کرنا ہے۔ جس پر امت کو دو گناہ جرلمے گا۔

مسلمانوں میں بھی اہل بدعت نے جو غلو اور افراط و تفریط سے کام لیا ہے وہ اگرچہ یہود و نصاریٰ سے بھی بڑھ کر شرمناک حرکت ہے کہ اللہ کے پچھے محبوب رسول اللہ ﷺ کی ذات ستودہ صفات کے متعلق بے حد باطل اور گمراہ کن عقائد ایجاد کر لئے۔ اپنے خود ساختہ ائمہ کو مطلق مطلق کا درج دے دیا، اور یہروں، شہیدوں، بزرگوں کے مزارات کو کعبہ و قبلہ بنا لایا، یہ حرکتیں یہود و نصاریٰ سے کم نہیں ہیں۔ مگر اللہ کا شکر ہے کہ ایسے غالی اہل بدعت کے ہاتھوں سے نوادرات کو کعبہ و قبلہ بنا لایا، یہ حرکتیں صیحہ کی مثل میں محفوظ ہے۔ یہی وہ عظیم کارنامہ ہے جس پر اس امت کو اللہ نے اپنی نعمتوں سے نوازا۔ اور یہود و نصاریٰ پر فوقیت عطا فرمائی۔ اللہ پاک ہم کو اس فضیلت کا مصدقہ بنائے۔ آمین۔ سفرج سے واپسی پر نظر ثانی کرتے ہوئے ۲۳ اپریل کو یہ نوٹ حوالہ قلم کیا گیا۔ والحمد للہ علی کل حال۔

۲۲۶۹ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُويسٍ  
قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ  
مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غَمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
غَمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا مَثَلُكُمْ  
وَالْيَهُودُ وَالنَّصَارَى كَرَجْلٍ اسْتَعْمَلَ عَمَالًا  
فَقَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نَصْفِ النَّهَارِ  
عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ؟ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ عَلَى

فِيَرَاطٍ فِيَرَاطٍ ثُمَّ عَمِلَتِ النَّصَارَى عَلَى  
فِيَرَاطٍ فِيَرَاطٍ، ثُمَّ أَنْتُمُ الَّذِينَ تَعْمَلُونَ مِنْ  
صَلَاةَ الْقُصْرِ إِلَى مَغَارِبِ الشَّمْسِ عَلَى  
فِيَرَاطِينَ فِيَرَاطِينَ. فَغَضِبَتِ الْيَهُودُ  
وَالنَّصَارَى وَقَالُوا: نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلاً وَأَقْلَ  
عَطَاءً، قَالَ: هَلْ ظَلَمْنَاكُمْ مِنْ حَقَّكُمْ  
شَيْئاً؟ قَالُوا: لَا. قَالَ: فَذَلِكَ فَضْلِي أُوفِيَ  
مِنْ أَشَاءُ). [راجع: ۵۰۷]

اس روایت میں گویہ صراحت نہیں کہ نصاریٰ نے عصر تک کام کیا، مگر یہ مضمون اس سے نکلتا ہے کہ تم مسلمانوں نے عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک کام کیا۔ کیونکہ مسلمانوں کا عمل نصاریٰ کے عمل کے بعد شروع ہوا ہو گا۔ اس میں امت محمدیہ کے خاتم الامم ہونے کا بھی اشارہ ہے۔ اور یہ بھی کہ ثواب کے حاظہ سے یہ امت سابقہ جملہ امم پر فوقیت رکھتی ہے۔

## باب اس امر کا بیان کہ مزدور کی مزدوری

مار لینے کا گناہ کرتا ہے۔

(۲۲۷۰) ہم سے یوسف بن محمد نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے بھی بن سلیم نے بیان کیا، ان سے اساعیل بن امیری نے، ان سے سعید بن الی سعید نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کافر میان ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جن کا قیامت میں میں خود مدعی بنوں گا۔ ایک تو وہ شخص جس نے میرے نام پر عمد کیا، اور پھر وعدہ خلافی کی۔ دوسرا وہ جس نے کسی آزاد آدمی کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی۔ اور تیسرا وہ شخص جس نے کسی کو مزدور کیا، پھر کام تو اس سے پورا لیا، لیکن اس کی مزدوری نہ دی۔

۲۲۷۰ - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْتَى بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنَ أَمِيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ثَلَاثَةُ أَنَا حَضَمْتُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أَغْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُغْطِهِ أَجْرَهُ)).

[راجع: ۲۲۲۷]

**تَسْبِيح** قرآن مجید میں باری تعالیٰ نے اکثر مقلبات پر اوصاف اہل ایمان بیان کرتے ہوئے ایقاعے عدد کا وصف نمایاں بیان کیا ہے۔ پھر جو وعدہ اور قسم اللہ تعالیٰ کا پاک نام درمیان میں ڈال کر کیا جائے، اس کا توڑنا اور پورا نہ کرنا بہت بڑا اخلاقی جرم ہے۔ جس کے لئے قیامت کے دن خود اللہ پاک مدعا بنے گا۔ اور وہ غدار بندہ مدعا علیہ ہو گا۔ جس کے پاس کوئی جواب نہ ہو گا۔ اور وہ مغضض اس عظیم جرم کی بنا پر دوزخ میں دھکیلا جائے گا۔ اس لئے ایک حدیث میں وعدہ خلافی کو غافق کی ایک علامت بتایا گیا ہے۔ جس کے ساتھ اگر آدمی خیانت کا بھی عادی ہو اور جھوٹ بھی اس کی گھٹنی میں داخل ہو تو پھر وہ از روئے شرع محمدی پکا منافق شمار کیا جاتا ہے۔

اور نور ایمان سے اس کا دل قطعاً خالی ہو جاتا ہے۔

دوسرा جرم کسی آزاد آدمی کو غلام بنا کر اسے بھیت کرنا اس میں نبوار تین جرم شامل ہیں۔ اول تو کسی آزاد کو گلام بنانا ہی جرم ہے۔ پھر اسے ناحن بیچنا جرم، پھر اس کی قیمت کھانا۔ یہ اور بھی ڈبل جرم ہے۔ ایسا ظالم انسان بھی وہ ہے جس پر قیامت کے دن اللہ پاک خود مدعی بن کر کھڑا ہو گا۔ تیرا جرم جس نے کسی مزدور سے پورا پورا کام کرایا مگر مزدوری ادا کرتے وقت اس کو دھکار دیا۔ اور وہ غریب لکیج موس کر رہا گیا۔ یہ بھی بہت ہی بڑا ظلم ہے۔ حکم یہ ہے کہ مزدور کی مزدوری اس کا پیدا شد ہوئے سے پہلے ادا کر دی جائے۔ سرمایہ داروں کے ایسے ہی پے در پے مظالم نے مزدوروں کی تنظیم کو جنم دیا ہے جو آج ہر ملک میں محظی نبیادوں پر قائم ہیں اور مزدوروں کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔ اسلام نے ایک زمانہ قبل ہی اس قسم کے مفاد کے خلاف آواز بلند کی تھی، جو اسلام کے مزدور اور غریب پرور ہونے کی اصل دلیل ہے۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

## باب عصر سے لے کرات تک

### مزدوری کرنا

(۱) ہم سے مذکورین علاء نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابواسامة نے بیان کیا، ان سے یزید بن عبد اللہ نے، ان سے ابوبردہ نے اور ان سے ابو مویشی اشعری بن شوشن نے، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مسلمانوں کی اور یہود و نصاریٰ کی مثل ایسی ہے کہ ایک شخص نے چند آدمیوں کو مزدور کیا کہ یہ سب اس کا ایک کام صحیح سے رات تک مقررہ اجرت پر کریں۔ چنانچہ کچھ لوگوں نے یہ کام دوپر تک کیا۔ پھر کہنے لگے کہ ہمیں تمہاری اس مزدوری کی ضرورت نہیں ہے جو تم نے ہم سے طے کی ہے۔ بلکہ جو کام ہم نے کر دیا وہ بھی غلط رہا۔ اس پر اس شخص نے کہا کہ ایسا نہ کرو۔ اپنا کام پورا کرلو، اور اپنی پوری مزدوری لے جاؤ۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ اور کام چھوڑ کر چلے گئے۔ آخر اس نے دوسرے مزدور لگائے۔ اور ان سے کہا کہ باقی دن پورا کرلو تو میں تمہیں وہی مزدوری دوں گا جو پہلے مزدوروں سے طے کی تھی۔ چنانچہ انہوں نے کام شروع کیا، لیکن عصر کی نماز کا وقت آیا تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ ہم نے جو تمہارا کام کر دیا ہے وہ بالکل بیکار رہا۔ وہ مزدوری بھی تم اپنے پاس ہی رکھو جو تم نے ہم سے طے کی تھی۔ اس شخص نے ان کو سمجھایا کہ اپنا باقی کام پورا کرلو۔ دن بھی اب تھوڑا ہی باقی رہ گیا ہے۔ لیکن وہ نہ مانے۔ آخر اس شخص نے دوسرے مزدور لگائے

### ۱۱- بَابُ الْإِجَارَةِ مِنَ الْعَصْرِ إِلَى

### اللَّيْلِ

۲۲۷۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ عَنْ بُرْيَدَةَ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ ((مَثَلُ الْمُسْلِمِينَ وَالْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَمَثَلِ رَجُلٍ إِسْتَأْجَرَ قَوْمًا يَغْمَلُونَ لَهُ عَمَلًا يَوْمًا إِلَى الْلَّيْلِ عَلَى أَجْرٍ مَعْلُومٍ فَعَمِلُوا لَهُ نِصْفَ النَّهَارِ، فَقَالُوا: لَا حَاجَةُ لَنَا إِلَى أَخْرَكِ الْأَنْدِي شَرَطْتَ لَنَا وَمَا عَمِلْنَا بَاطِلٌ. فَقَالَ لَهُمْ: لَا تَفْعَلُوا، أَكْمِلُوا بَقِيَّةَ عَمَلِكُمْ وَخُذُوا أَجْرَكُمْ كَامِلًا، فَأَبْوَا وَتَرْكُوا. وَاسْتَأْجَرَ أَجْيَرَتِينَ بَعْدَهُمْ فَقَالَ: أَكْمِلُوا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ هَذَا وَلَكُمُ الَّذِي شَرَطْتَ لَهُمْ مِنَ الْأَجْرِ فَعَمِلُوا، حَتَّى إِذَا كَانَ حِينَ صَلَةُ الْعَصْرِ قَالُوا: لَكَ مَا عَمِلْنَا بَاطِلٌ، وَلَكَ الْأَجْرُ الَّذِي جَعَلْتَ لَنَا فِيهِ. فَقَالَ لَهُمْ أَكْمِلُوا بَقِيَّةَ عَمَلِكُمْ فَإِنَّ مَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ شَيْءٌ يَسِيرٌ، فَأَبْوَا،

کہ یہ دن کا جو حصہ باقی رہ گیا ہے اس میں یہ کام کر دیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے سورج غروب ہونے تک دن کے باقیہ حصہ میں کام پورا کیا۔ اور پہلے اور دوسرے مزدوروں کی مزدوری بھی سب ان ہی کو ملی۔ تو مسلمانوں کی اور اس نور کی جس کو انہوں نے قبول کیا، یہی مثال ہے۔

فَاسْتَأْجِرْ قَوْمًا أَنْ يَعْمَلُوا لَهُ بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ،  
فَعَمِلُوا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ،  
وَاسْتَكْمَلُوا أَجْرَ الْفَرِيقَيْنِ كَلَيْهِمَا، فَذَلِكَ  
مَثَلُهُمْ وَمَثَلُ مَا قَبْلُوا مِنْ هَذَا النُّورِ)).

[راجع: ۵۵۸]

**تشریح** یہ بظاہر حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی حدیث کے خلاف ہے۔ جس میں یہ ذکر ہے کہ اس نے صبح سے لے کر وہر تک کے لئے مزدور لگائے تھے۔ اور یہ درحقیقت دو الگ الگ قصے ہیں۔ لذباہی طور پر دونوں حدیثوں میں کوئی تناقض نہیں ہے۔ ان احادیث میں یہود و نصاریٰ اور اہل اسلام کی ایک تمثیل ذکر کی گئی ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنی شرعی ذمہ داریوں کو پورے طور پر ادا نہیں کیا۔ بلکہ وہ وقت سے پہلے ہی اپنا کام چھوڑ کر بھاگ نکلے گر مسلمانوں نے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کیا۔ اور اس کا نتیجہ ہے کہ قرآن مجید آج تک لفظ ب لفظ موجود ہے۔ اور جب تک اللہ چاہے گا موجود رہے گا۔ جس میں ایک شوشتہ کی بھی روبدل نہیں ہوئی۔ اور قرآن مجید کے ساتھ اسوہ رسالت بھی پورے طور پر محفوظ ہے۔ اس طور پر کہ انبیاء سابقہ میں ایسی مثال ملنی ناممکن ہے کہ ان کی زندگی اور ان کی ہدایات کو بیان طور پر محفوظ رکھا گیا ہو۔

حدیث مذکورہ کے آخری الفاظ سے بغضون نے یہ نکلا کہ اس امت کی بقا ہزار برس سے زیادہ رہے گی۔ اور الحمد للہ یہ امر اب پورا ہو رہا ہے کہ امت محمدی پر چودھویں صدی پوری ہونے والی ہے اور مسلمان دنیا میں آج بھی کوڑبھاکی تعداد میں موجود ہیں۔ اس دنیا کی عمر کتنی ہے یا یہ کہ امت مسلمہ کتنی عمر لے کر آئی ہے، شریعت اسلامیہ نے ان باتوں کو علم الہی پر موقوف رکھا ہے۔ اتنا ضرور بتالیا گیا ہے کہ امت مسلمہ سے قبل جو بھی انسانی دور گذر پکا ہے وہ مدت کے لحاظ سے ایسا ہے جیسا کہ مجرمے عصر تک کا وقت ہے۔ اور امت مسلمہ کا دور ایسے وقت میں شروع ہو رہا ہے کہ گویا اب عصر سے دن کا باقی حصہ شروع ہو رہا ہے۔ اس لئے اس امت کو آخری امت اور اس دین کو آخری دین اور قرآن مجید کو آخری کتاب اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی و خاتم الرسل کما گیا ہے۔ اب علم الہی میں دنیا کی عمر کا جتنا بھی حصہ باقی رہ گیا ہے آخر وقت تک یہی دین آسمانی رہے گا۔ یہی شریعت آسمانی شریعت رہے گی۔ اور اس کے خلاف جو بھی مدعا ہو وہ خواہ اسلام ہی کا دعوے دار کیوں نہ ہو وہ کذاب، مکار، دجال، سمجھا جائے گا۔ جیسا کہ ایسے دجالہ کی بھوت مثالیں موجود ہیں۔ نظر ثانی میں یہ نوٹ حرم نبوی کے نزدیک مدینۃ المنورہ میں حوالہ قلم کیا گیا۔

**باب اگر کسی نے کوئی مزدور کیا اور وہ مزدور اپنی اجرت لئے بغیر چلا گیا پھر** (مزدور کی اس چھوڑی ہوئی رقم یا جنس سے) مزدوری لینے والے نے کوئی تجارتی کام کیا۔ اس طرح وہ اصل مال بڑھ گیا۔ اور وہ شخص جس نے کسی دوسرے کے مال سے کوئی کام کیا اور اس میں نفع ہوا (ان سب کے بارے میں کیا حکم ہے)

(۲۲۷۲) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے خبر دی، ان سے سالم بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے

۱۲ - بَابُ مَنْ اسْتَأْجَرَ أَجْبِرًا فَتَرَكَ أَجْرَهُ، فَعَمِلَ فِيهِ الْمُسْتَأْجَرُ فَزَادَ أَوْ مَنْ عَمِلَ فِي مَالٍ غَيْرِهِ فَاسْتَفْضَلَ

۲۲۷۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ شَعِيبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ

نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نا، آپ نے فرمایا کہ پہلی امت کے تین آدمی کمیں سفر میں جا رہے تھے۔ رات ہونے پر رات گزارنے کے لئے انہوں نے ایک پہاڑ کے غار میں پناہی، اور اس میں اندر داخل ہو گئے۔ اتنے میں پہاڑ سے ایک چٹان لڑکی اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا۔ سب نے کہا کہ اب اس غار سے تمہیں کوئی چیز نکلنے والی نہیں، سو اس کے کہ تم سب، اپنے سب سے زیادہ اچھے عمل کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ اس پر ان میں سے ایک شخص نے اپنی دعا شروع کی کہ اے اللہ! میرے ماں باپ بست بوڑھے تھے۔ اور میں روزانہ ان سے پہلے گھر میں کسی کو بھی دودھ نہیں پلاتا تھا۔ نہ اپنے ماں بچوں کو، اور نہ اپنے غلام وغیرہ کو، ایک دن مجھے ایک چیز کی تلاش میں رات ہو گئی۔ اور جب میں گھر واپس ہوا تو وہ (میرے ماں باپ) سوچ کر تھے۔ پھر میں نے ان کے لئے شام کا دودھ نکالا۔ جب ان کے پاس لایا تو وہ سوئے ہوئے تھے۔ مجھے یہ بات ہرگز اچھی معلوم نہیں ہوئی کہ ان سے پہلے اپنے ماں بچوں یا اپنے کسی غلام کو دودھ پلاوں، اس لئے میں ان کے سرہانے کھڑا رہا۔ دودھ کا پیالہ میرے ہاتھ میں تھا۔ اور میں ان کے جانے کا انتظار کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ اب میرے ماں باپ جا گئے اور انہوں نے اپنا شام کا دودھ اس وقت پیا، اے اللہ! اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کیا تھا تو اس چٹان کی آفت کو ہم سے ہٹا دے۔ اس دعا کے نتیجہ میں وہ غار تھوڑا سا محل کیا۔ مگر نکلنا اب بھی ممکن نہ تھا۔ رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر دوسرے نے دعا کی، اے اللہ! میرے بچا کی ایک بڑی تھی؛ جو سب سے زیادہ مجھے محبوب تھی۔ میں نے اس کے ساتھ برا کام کرنا چاہا، لیکن اس نے نہ ملتا۔ اسی زمانہ میں ایک سال قحط پڑا۔ تو وہ میرے پاس آئی۔ میں نے اسے ایک سو بیس دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ خلوت میں مجھ سے برا کام کرائے۔ چنانچہ وہ راضی ہو گئی۔ اب میں اس پر قابو پا چکا تھا۔ لیکن اس نے کہ تمہارے لئے میں جائز نہیں کرتی کہ اس مرکوم تم حق کے بغیر

عنهما قال : سمعتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
يَقُولُ ((انْطَلَقَ ثَلَاثَةُ رَهْبَاطٌ مِّنْ كَانَ  
قَبْلَكُمْ حَتَّى أَوْرُوا الْمَيْتَ إِلَى غَارٍ  
فَدَخَلُوهُ، فَإِنْحَدَرَتْ صَحْرَاءٌ مِّنَ الْجَبَلِ  
فَسَدَّتْ عَلَيْهِمُ الْغَارُ، فَقَالُوا: إِنَّهُ لَا  
يُنْجِيْكُمْ مِّنْ هَذِهِ الصَّحْرَاءِ إِلَّا أَنْ تَدْعُوا  
اللَّهَ بِصَالِحِ أَعْمَالِكُمْ). فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ:  
اللَّهُمَّ كَانَ لِي أَبُوَانِ شِيَخَانَ كَبِيرَانِ،  
وَكُنْتُ لَا أَغْبُقُ قَبْلَهُمَا أَهْلًا وَ مَالًا، فَنَأَى  
بِي فِي طَلَبِ شَيْءٍ يَوْمًا فَلَمْ أَرِخْ عَلَيْهِمَا  
حَتَّى نَامَ، فَخَانَتْ لَهُمَا غُوفَهُمَا  
فَوَجَدْتُهُمَا نَائِمِينَ، وَكَرِهْتُ أَنْ أَغْبُقَ  
قَبْلَهُمَا أَهْلًا أَوْ مَالًا، فَلَبَثْتُ وَالْفَدَحَ عَلَى  
يَدِي أَنْتَظَرْ اسْتِيقَاظَهُمَا حَتَّى بَرَقَ الْفَجْرُ،  
فَاسْتَيقَظَ، فَشَرَبَا غُوفَهُمَا. اللَّهُمَّ إِنْ  
كُنْتُ فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَفَرَّجْ  
عَنِّي مَا نَخَرْ فِيهِ مِنْ هَذِهِ الصَّحْرَاءِ،  
فَانْفَرَجَتْ شَيْئًا لَا يَسْتَطِعُونَ الْخُرُوجَ.  
قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: وَقَالَ الْآخَرُ: اللَّهُمَّ كَانَتْ  
لِي بُنْتُ عَمٌ كَانَتْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ،  
فَأَرَدَّتْهَا عَنْ نَفْسِهَا فَامْتَعَتْ مِنْيَ، حَتَّى  
أَلَمَتْ بِهَا سَنَةً مِّنَ السَّنِينِ فَجَاءَتِنِي  
فَأَغْطَيْتُهَا عِشْرِينَ وَمِائَةً دِينَارَ عَلَى أَنْ  
تُخْلِيَ بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِهَا، فَفَعَلَتْ، حَتَّى  
إِذَا فَدَرَتْ عَلَيْهَا قَالَتْ: لَا أَحِلُّ لِكَ أَنْ  
تُفْضِيَ الْحَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ، فَتَحَرَّجَتْ مِنْ  
الْوُقُوعِ عَلَيْهَا، فَانْصَرَفَتْ عَنْهَا وَهِيَ

توڑو۔ یہ سن کر میں اپنے بے ارادے سے باز آگیا۔ اور وہاں سے چلا آیا۔ حالانکہ وہ مجھے سب سے بڑھ کر محبوب تھی۔ اور میں نے اپنا دیا ہوا سونا بھی واپس نہیں لیا۔ اے اللہ! اگر یہ کام میں نے صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہماری اس مصیبت کو دور کر دے۔ چنانچہ چمٹان ذرا سی اور کھسکی۔ لیکن اب بھی اس سے باہر نہیں نکلا جاسکتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اور تیرے شخص نے دعا کی۔ اے اللہ! میں نے چند مزدور کئے تھے۔ پھر سب کو ان کی مزدوری پوری دے دی۔ مگر ایک مزدور ایسا نکلا کہ وہ اپنی مزدوری ہی چھوڑ گیا۔ میں نے اس کی مزدوری کو کاروبار میں لگادیا۔ اور بہت کچھ نفع حاصل ہو گیا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد وہی مزدور میرے پاس آیا اور کہنے لگا اللہ کے بندے! مجھے میری مزدوری دے دے۔ میں نے کہا یہ جو کچھ تو دیکھ رہا ہے۔ اونٹ گائے، بکری اور غلام، یہ سب تمہاری مزدوری ہی ہے۔ وہ کہنے لگا۔ اللہ کے بندے! مجھ سے مذاق نہ کر۔ میں نے کما میں مذاق نہیں کرتا۔ چنانچہ اس شخص نے سب کچھ لیا اور اپنے ساتھ لے گیا۔ ایک چیز بھی اس میں سے باقی نہیں چھوڑی۔ تو اے اللہ! اگر میں نے یہ سب کچھ تیری رضامندی حاصل کرنے کے لئے کیا تھا تو ہماری اس مصیبت کو دور کر دے۔ چنانچہ وہ چٹل ہٹ گئی، اور وہ سب باہر نکل کر چلے گئے۔

أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيْيَّ، وَتَرَكَ الْذَّهَبَ الَّذِي أَغْطَيْتُهَا، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُخْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ، فَانفَرَجَتِ الصُّخْرَةُ، غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِعُونَ الْخُرُوجَ مِنْهَا. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ التَّالِثُ: اللَّهُمَّ إِنِّي اسْتَأْجِرْنَتُ أَجْرَاءَ فَأَغْطَيْتُهُمْ أَجْرَهُمْ، غَيْرَ رَجْلٍ وَاحِدٍ تَرَكَ الَّذِي لَهُ وَذَهَبَ فَفَمَرَّتْ أَجْرَهُ حَتَّى كُثُرَتْ مِنْهُ الْأَمْوَالُ، فَجَاءَنِي بَعْدَ حِينٍ فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ أَدْ إِلَيَّ أَجْرِي، فَقَلَّتْ لَهُ كُلُّ مَا تَرَى مِنْ أَجْرِكَ مِنَ الْإِبْلِ وَالْبَقَرِ وَالْفَنَمِ وَالرَّقْبَقِ. فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ لَا تَسْهَرْزِيَّةً بِي. فَقَلَّتْ: إِنِّي لَا أَسْهَرْزِيَّةً بِكَ، فَأَخَذَهُ كُلُّهُ فَاسْتَأْفَهَ فَلَمْ يَرُكْ مِنْهُ شَيْئًا. اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتُ فَعَلْتَ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُخْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ. فَانفَرَجَتِ الصُّخْرَةُ، فَخَرَجُوا يَمْشُونَ). [راجع: ۲۲۱۵]

**لکھنوج** اس حدیث سے ہست سے مسائل ثابت ہوتے ہیں اور باب کامکله بھی ثابت ہوتا ہے جو حدیث مذکورہ میں تیرے شخص سے متعلق ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اعمال صالح کو بطور وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔ آیت کریمہ (وابتغوا لیه الوسیلة) کا یہی مطلب ہے۔ کہ اس اللہ کی طرف یہک اعمال کا وسیلہ ڈھونڈو۔ جو لوگ بزرگوں، یلوں کا وسیلہ ڈھونڈھتے ہیں یا شخص ذات نبوی کو بعد وفات بطور وسیلہ پیش کرتے ہیں، وہ ایسا عمل کرتے ہیں۔ جس پر کتاب و سنت سے کوئی واضح دلیل موجود نہیں ہے۔ اگر بعد وفات آنحضرت ﷺ کی ذات القدس کو بطور وسیلہ پیش کرنا جائز ہو تو حضرت عمر بن الخطاب ایک استقاء کی دعا کے موقع پر ایسا نہ کہتے کہ یا اللہ! ہم رسول کریم ﷺ کی زندگی میں دعا کرنے کے لئے آپ کو پیش کیا کرتے تھے۔ اب اللہ کے نبی دینا سے چلے گئے اور آپ کے محترم بچپا حضرت عباس بن علی کی ذات گرامی موجود ہے لہذا دعا کرنے کے لئے ہم ان کو پیش کرتے ہیں۔ تو ان کی دعائیں ہمارے حق میں قبول فرمائیں گے۔

### باب جس نے اپنی پیٹھ پر بوجھ اٹھانے کی

۱۳ - بَابُ مَنْ آجَرَ نَفْسَهُ لِيَحْمِلَ

## مزدوری کی یعنی حمال کی اور پھر اسے صدقہ کر دیا اور حمال کی اجرت کا بیان

عَلَى ظَهْرِهِ، ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهِ، وَأَجْرَةُ  
الْحَمَالِ

(۲۲۷۳) ہم سے سعید بن یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، کہ ماں مجھ سے میرے باپ (یحییٰ بن سعید قریشی) نے بیان کیا، ان سے اعش نے بیان کیا، ان سے شفیق نے اور ان سے ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کشم سعید بن جب ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا، تو بعض لوگ بازاروں میں جا کر بوجہ اٹھاتے جن سے ایک مد مزدوری ملتی (وہ اس میں سے بھی صدقہ کرتے) آج ان میں سے کسی کے پاس لاکھ لامہ (درہم یا دینار) موجود ہیں۔ شفیق نے کہا، ہمارا خیال ہے کہ ابو مسعود بن شری نے کسی سے اپنے ہی تین مراد لیا تھا۔

اس نے یہ بھی ثابت ہوا کہ عدد نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مخت مزدوری بخوبی کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ حمال بھی کرتے پھر جو مزدوری ملتی اس میں سے صدقہ بھی کرتے۔ اللہ پاک ان کو امت کی طرف سے بے شمار جزا میں عطا کرے کہ اس مخت سے انہوں نے شجر اسلام کی آبیاری کی، آج الحمد للہ وہی مدینہ ہے جن کے باشدے فراخی اور کشادگی میں بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ آج مدینہ میں کتنے ہی عظیم محلات موجود ہیں۔

## باب دلائلی کی اجرت لینا

اور ابن سیرین اور عطاء اور ابراہیم اور حسن بصری رحمہم اللہ ولی پر اجرت لینے میں کوئی برائی نہیں خیال کرتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر کسی سے کہا جائے کہ یہ کپڑا اتنی قیمت میں بچ لا۔ جتنا زیادہ ہو وہ تمہارا ہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ابن سیرین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ اتنے میں بچ لا، جتنا نفع ہو گا وہ تمہارا ہے یا (یہ کہا کر) میرے اور تمہارے درمیان تقسیم ہو جائے گا۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ نبی کشم سعید بن جحش نے فرمایا کہ مسلمان اپنی طے کردہ شرائط پر قائم رہیں گے۔

**لشیخ** ابن سیرین اور ابراہیم کے قول کو بھی ابن الیثیہ نے اور عطاء کے قول کو بھی ابن الیثیہ نے وصل کیا اور حسن کے قول کو نہ حافظ نے بیان کیا، قطلانی نے کہ کس نے وصل کیا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کو بھی ابن الیثیہ نے وصل کیا عطاء سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، جمورو علماء نے اس کو جائز نہیں رکھا۔ کیونکہ اس میں دلائلی کی اجرت مجھول ہے۔ اور انہیں عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو اس وجہ سے جائز رکھا ہے کہ یہ ایک مضاربت کی صورت ہے۔ ابن سیرین کے اس درسے قول کو بھی ابن الیثیہ

۲۲۷۳ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ  
سَعِيدِ الْقَرْشَيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا  
الْأَعْمَشُ عَنْ شَفِيقٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ  
الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَمْرَ بِالصَّدَقَةِ انْطَلَقَ  
أَحَدُنَا إِلَى السُّوقِ فَيَحَمِّلُ، فَيَصِيبُ  
الْمُدْ، وَإِنْ يَعْضُمْ لِمَائَةَ أَلْفٍ. قَالَ: مَا  
نَرَاهُ إِلَّا نَفْسَهُ)).

## ۱۴ - بَابُ أَجْرِ السَّمْسَرَةِ

وَلَمْ يَرَ أَبْنُ سِيرِينَ وَعَطَاءَ وَإِبْرَاهِيمَ  
وَالْحَسَنَ بِأَجْرِ السَّمْسَرَةِ بِأَسَا. وَقَالَ أَبْنُ  
عَبَّاسٍ: لَا يَأْسَ أَنْ يَقُولَ بِعَنْ هَذَا التُّوبَةِ،  
فَمَا زَادَ عَلَى كَذَا وَكَذَا فَهُوَ لَكَ.  
وَقَالَ أَبْنُ سِيرِينَ: إِذَا قَالَ بَعْدَ بِكَذَا، فَمَا  
كَانَ مِنْ رِبْحٍ فَهُوَ لَكَ أَوْ يَنْبَغِي وَيَنْبَغِي،  
فَلَا يَأْسَ بِهِ. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْمُسْلِمُونَ  
عِنْدَ شُرُوطِهِمْ)).

شیبے نے وصل کیا ہے۔ فرمانِ رسالتِ المسلمين عدن شروطہم کو اسحاق نے اپنی مند میں عمرو بن عوف منی سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور ابو داؤد اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ بن بیٹھے سے۔ (وجیدی)

سیدنا حضرت ابو ہریرہ بن بیٹھے کا نام آیا تو ایک تاریخ سامنے آگئی۔ اس لئے کہ حرم نبوی مدینہ طیبہ میں اصحاب صد کے چھوڑہ پر بیٹھ کر یہ چند حروف لکھ رہا ہوں۔ یہی وہ چھوڑہ ہے جہاں اصحاب صد بھوکے پیاسے علومِ رسالت حاصل کرنے کے لئے پرواہ وار قیام فرمایا کرتے تھے۔ اسی چھوڑہ کی تعلیم و تربیت سے حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس رض جیسے افضلِ اسلام پیدا ہوئے۔ اللہ پاک ان سب کو ہماری طرف سے بے شمار جزا میں عطا کرے۔ ان کی قبروں کو نور سے بھروسے۔

وہی اصحاب صد کا چھوڑہ ہے جہاں آج شلبانہ نحلات باث ہیں۔ غالباً چھوڑ پر غالباً بچھے ہوئے ہیں، ہر وقت عطر سے فضام عطر رہتی ہے۔ کتنے ہی بندگان خدا اس چھوڑہ پر تلاوتِ قرآن مجید میں مشغول رہتے ہیں۔ الحمد للہ میں تاچیر عاذِ گنہگار اس چھوڑہ پر بیٹھ کر بخاری شریف کا مقتضی پڑھ رہا ہوں اور ترجمہ و تشریحات لکھ رہا ہوں۔ اس امید پر کہ قیامت کے دن اللہ پاک میرا خشن بھی اپنے ان نیک بندوں کے ساتھ کرے اور ان کے جوار میں فردوس برسیں میں جگدے۔ مجھ کو، میری آل اولاد کو، جملہ معاونین اشاعت بخاری شریف کو اللہ پاک یہ درجاتِ نصیب فرمائے اور لواء الحمد کے بیچے حشر فرمائے۔ آج ۲ صفر ۱۴۹۰ھ کو حرم نبوی میں اصحاب صد کے چھوڑہ پر یہ چند لفظ لکھے گئے۔

(۲۲۷۳) ہم سے مدد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، ان سے عمر نے بیان کیا، ان سے ابن طاؤس نے، ان سے ان کے باپ نے، اور ان سے ابن عباس رض نے کہ نبی کریم ﷺ نے (تجاری) قافلوں سے (متذی سے آگے جا کر) ملاقات کرنے سے منع فرمایا تھا۔ اور یہ کہ شری دیساتی کمال نہ بچیں، میں نے پوچھا، اے ابن عباس رض! ”شری دیساتی کمال نہ بچیں“ کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ ان کے دلال نہ بنیں۔

## باب کیا کوئی مسلمان دارالحرب میں کسی مشرک کی مزدوری کر سکتا ہے؟

(۲۲۷۵) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا، ان سے امش نے بیان کیا، ان سے مسلم بن صحیح نے، ان سے مسروق نے، ان سے خباب بن ارت بن بیٹھ نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ میں لوہار تھا، میں نے عاص بن واکل (مشرک) کا کام کیا۔ جب میری بست سی مزدوری اس کے سرچڑھ گئی، تو میں اس کے پاس تقاضا کرنے آیا، وہ کہنے لگا کہ خدا کی فتح! میں تمہاری

٢٢٧٤ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَبْنَى طَاؤُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبْنَى عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ((نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَن يَتَلَقَّى الرُّكْبَانَ، وَلَا يَبْيَغِ حَاضِرًا لِيَادِهِ أَبْنَى عَبَّاسٌ: مَا قَوْلُهُ لَا يَبْيَغِ حَاضِرًا لِيَادِهِ)) قَالَ : لَا يَكُونُ لَهُ سِيمَسَارًا)).

[راجع: ۲۲۱۵۸]

## ١٥ - بَابُ هَلْ يُؤَاجِرُ الرَّجُلُ نَفْسَهُ مِنْ مُشْرِكٍ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ؟

٢٢٧٥ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ حَدَّثَنَا حَبَّابٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَتَبَ رَجُلٌ قَبْنَا، فَعَمِلَتْ لِلنَّعَاصِ بْنِ وَالِيلِ، فَاجْتَمَعَ لِي عِنْدَهُ، فَأَتَيْتُهُ أَتْقَاضَاهُ فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ لَا أَقْبِنُكَ حَتَّى

مزدوری اس وقت تک نہیں دوں گا جب تک تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے نہ پھر جاؤ۔ میں نے کہا، خدا کی قسم! یہ تو اس وقت تک بھی نہ ہو گا جب تو مر کے دوبارہ زندہ ہو گا۔ اس نے کہا، کیا میں مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا؟ میں نے کہا کہ ہاں! اس پر وہ بولا پھر کیا ہے۔ وہیں میرے پاس مال اور اولاد ہو گی، اور وہیں میں تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔ اس پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی ”اے پیغمبر! کیا تو نے اس شخص کو دیکھا، جس نے ہماری آئیتوں کا انکار کیا۔ اور کہا کہ مجھے ضرور وہاں مال اولاد دی جائے گی۔“

تکفیر بِمُحَمَّدٍ فَقَلَتْ: أَمَا وَاللَّهُ حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبَعَثُ فَلَا. قَالَ: وَإِنِّي لَمِيتُ ثُمَّ مَبْعُوثٌ؟ قَلَتْ: نَعَمْ. قَالَ: فَإِنَّهُ سَيَكُونُ لِي ثُمَّ مَالٌ وَوَلَدٌ، فَأَفْصِيلُكَ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ((أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ: لَا وَتَنِينٌ مَالًا وَوَلَدًا)). [راجح: ۲۰۹۱]

حضرت خباب بن ثابت نے عاص بن واکل کی مزدوری کی، حالانکہ وہ کافر اور دار الحرب کا باشندہ تھا۔ اسی سے ترجیت الباب ثابت ہوا۔ عاص بن واکل نے حضرت خباب بن ثابت کی بات سن کر بطور مذاق ایسا کہا۔ اللہ پاک نے اسی کی مذمت میں آیت مذکورہ نازل فرمائی۔ کہ ”اے! نبی! تو نے اس کافر کو بھی دیکھا جو ہماری آئیتوں کے ساتھ کفر کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ میں مرنے کے بعد ضرور مال اور اولاد دیا جاؤں گا۔“ گویا اس نے اللہ کے یہاں سے کوئی عمد حاصل کر لیا ہے۔

## ۱۶ - بَابُ مَا يُعْطَى فِي الرُّثْقَةِ عَلَى أَجْبَاءِ الْعَرَبِ بِفَاتِحةِ الْكِتَابِ

اس کو خود امام مختاری رض نے طب میں وصل کیا ہے۔ جمورو علماء نے اس سے یہ دلیل لی ہے کہ تعلیم قرآن کی اجرت لینا درست ہے۔ مگر حنفیہ نے اس کو ناجائز رکھا ہے۔ البتہ اگر دم کے طور پر اس کو پڑھے تو ان کے نزدیک بھی اجرت لے سکتا ہے لیکن تعلیم کی نہیں لے سکتا کیونکہ وہ عبادت ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَحَقُّ مَا أَخْدَلْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللَّهِ)).

وَقَالَ الشَّفَعِيُّ: لَا يَشْرِطُ الْمُعْلَمُ، إِلَّا أَنْ يُعْطَى شَيْئًا فَلِنَقْبَلَهُ. وَقَالَ الْحُكْمُ: لَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا كَرِهَ أَجْرَ الْمُعْلَمِ وَأَغْطَى الْحَسَنَ ذَرَاهِمَ عَشْرَةً. وَلَمْ يَرَ ابْنُ سِيرِينَ بِأَجْرِ الْقَسَامِ بِأَسْأَأْ.

وَقَالَ: كَانَ يُقَالُ السُّخْتُ: الرُّشْوَةُ فِي الْحُكْمِ، وَكَانُوا يُغْطُونَ عَلَى الْخَرْصِ.

اور ابن عباس رض نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ کتاب اللہ سب سے زیادہ اس کی مسحت ہے کہ تم اس پر اجرت حاصل کرو۔ اور شعبی رض نے کہا کہ قرآن پڑھانے والا پسلے سے طے نہ کرے۔ البتہ جو کچھ اسے بن مالکے دیا جائے لے لیتا چاہئے۔ اور حکم رض نے کہا کہ میں نے کسی شخص سے یہ نہیں ناکہ معلم کی اجرت کو اس نے ناپسند کیا ہو۔ اور حسن رض نے (اپنے معلم کو) دس درہم اجرت کے دیئے۔ اور ابن سیرین رض نے قسام (بیت المال کا ملازم جو تقسیم پر مقرر ہو) کی اجرت کو برائیں سمجھا۔ اور وہ کہتے تھے کہ (قرآن کی آیت میں) سخت فیصلہ میں رשות لینے کے معنی میں ہے۔ اور لوگ (اندازہ لگانے والوں کو) اندازہ لگانے کی اجرت دیتے تھے۔

**لِتَشْرِيفِهِ** حضرت ابن عباس رضي الله عنهما والی روایت کو ابن الی شیبہ نے وصل کیا ہے۔ حکم کے قول کو بغوی نے جدیات میں وصل کیا ہے اور حسن کے قول کو ابن سعد نے طبقات میں وصل کیا، اور ابن الی شیبہ نے حسن سے نکلا کہ کتابت کی اجرت لینے میں قباحت نہیں ہے۔ اور ابن سیرین کے قول کو ابن الی شیبہ نے نکلا لیکن عبد بن حید وغیرہ نے ابن سیرین سے اس کی کراہیت نقل کی اور ابن سعد نے ابن سیرین سے یوں نکلا کہ اجرت کی اگر شرط کرے تو تکرہ ہے ورنہ نہیں، اور اس روایت سے دونوں میں جمع ہو جاتا ہے۔ قرآن میں جس محنت کا ذکر ہے، وہ حرام ہے اس سے رشوت ہی مراد ہے۔ اور ابن مسعود اور زید بن ثابت سے بھی محنت کی یہی تفسیر مذکور ہے۔ (وحیدی)

(۲۲۷۶) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے بیان کیا، ان سے ابوالمتوکل نے بیان کیا اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم سفر میں تھے۔ دوران سفر میں وہ عرب کے ایک قبیلہ پر اترے۔ صحابہ نے چاہا کہ قبیلہ والے انہیں اپنا مہمان بنالیں۔ لیکن انہوں نے مہمانی نہیں کی، بلکہ صاف انکار کر دیا۔ اتفاق سے اسی قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا، قبیلہ والوں نے ہر طرح کی کوشش کر دیا، لیکن ان کا سردار اچھا نہ ہوا۔ ان کے کسی آدمی نے کہا کہ چلو ان لوگوں سے بھی پوچھیں جو یہاں آکر اترے ہیں۔ ممکن ہے کوئی دم جهاڑے کی چیزان کے پاس ہو۔ چنانچہ قبیلہ والے ان کے پاس آئے اور کہا کہ، بھائیو! ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ اس کے لئے ہم نے ہر قسم کی کوشش کر دیا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز دم کرنے کی ہے؟ ایک صحابی نے کہا کہ قسم اللہ کی میں اسے جهاڑوں گا۔ لیکن ہم نے تم سے میزبانی کے لئے کما تھا اور تم نے اس سے انکار کر دیا۔ اس لئے اب میں بھی اجرت کے بغیر نہیں جهاڑ سکتا، آخر بکریوں کے ایک گلے پر ان کا معاملہ طے ہوا۔ وہ صحابی وہاں گئے۔ اور الحمد للہ رب العالمین پڑھ پڑھ کر درم کیا۔ ایسا معلوم ہوا جیسے کسی کی رسی کھول دی گئی ہو۔ وہ سردار اٹھ کر چلنے لگا، تکلیف و درد کا نام و نشان بھی باقی نہیں تھا۔ بیان کیا کہ پھر انہوں نے طے شدہ اجرت صحابہ کو ادا کر دی۔ کسی نے کہا کہ اسے تقسیم کرلو۔ لیکن جنہوں نے

۲۲۷۶ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِّرٍ عَنْ أَبِي الْمُؤْكَلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((أَنْطَلَقَ نَفْرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، فِي سَفَرَةٍ سَافَرُوهَا، حَتَّى نَزَّلُوا عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوهُمْ فَأَبْوَا أَنْ يُضَيِّفُوهُمْ، فَلَدَعَ سَيِّدُ ذَلِكَ الْحَيِّ فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ، لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ. فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ أَتَيْتُمْ هَؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ نَزَّلُوا لَعْلَهُ أَنْ يَكُونُ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ. فَأَتَوْهُمْ فَقَالُوا: يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لَدُغَ، وَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ، فَهُلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: نَعَمْ وَاللَّهُ، إِنِّي لَأَرْقِي، وَلَكِنْ وَاللَّهُ لَقَدْ اسْتَضْفَنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُونَا، فَمَا أَنَا بِرَاقِ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُمَعاً. فَصَالَ حُوَّهُمْ عَلَى قَطْبِيْعِ مِنَ الْفَنَمِ. فَأَنْطَلَقَ يَنْفَلُ عَلَيْهِ وَيَقْرَأُ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)) فَكَانَمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ، فَأَنْطَلَقَ يَمْشِي وَمَا بِهِ قَلْبَةٌ. قَالَ: فَأَوْنُوْهُمْ جَعَلُهُمُ الَّذِي صَالَ حُوَّهُمْ

بِحَمْرَأْتِهِ وَهُوَ بُولَى كَمْ بَنِيَ كَرِيمٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ كَيْ خَدْمَتْ مِنْ حَاضِرٍ  
هُوَ كَرِيمٌ بَنِيَ آپَ سَعَى إِلَيْهِ اسْكَانَهُ كَمْ كَيْ لَيْلَى. اسْكَانَهُ كَمْ كَيْ دِيْكَيْهِنَّ كَمْ كَيْ  
آپَ كَيْ حَكْمَ دِيْتَهُ هُنَّ. چَنَانِجَ سَبَ حَفَرَاتَ رَسُولَ كَرِيمٌ مُلَيْكِيَمَ كَيْ  
خَدْمَتْ مِنْ حَاضِرٍ هُنَّ. آپَ سَعَى إِلَيْهِ اسْكَانَهُ كَمْ كَيْ كَيْ. آپَ نَفَلَيْا يَهِ  
تَمَ كَيْ مَعْلُومٌ هُوَ كَمْ سَورَةَ فَاتِحَةَ بَحْرٍ أَيْكَ رَقِيَّهُ هُنَّ؟ اسْكَانَهُ كَمْ كَيْ  
آپَ نَفَلَيْا كَمْ تَمَ نَهِيكَ كَيْ. اسْكَانَهُ تَقْسِيمَ كَرِيمَ اورَ أَيْكَ مِيرَاحَهِ  
بَحْرٍ لَّاَكَوْ. يَهِ فَرَمَا كَرِيمٌ مُلَيْكِيَمَ هُنَّ پُرَّ. شَعْبَهُ نَهَى كَماَ كَ  
أَبُوا بَشَرَ نَهَى هُنَّ سَيَّانَ كَيْ. اسْكَانَهُ نَهَى أَبُوا المُوتَكَلِّ سَيَّانَهُ سَيَّانَهُ.

عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَفْسِمُوا. فَقَالَ الَّذِي  
رَقِيَ: لَا تَفْعِلُوا حَتَّى تَأْتِيَ النَّبِيُّ ﷺ  
فَذَكَرَ لَهُ الَّذِي كَانَ فَسَطَرَ مَا يَأْمُرُنَا.  
فَقَدِيمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَذِكْرُوا  
لَهُ فَقَالَ: ((وَمَا يُذَرِّيْكُ أَنْهَا رَقِيَّةً؟)) ثُمَّ  
قَالَ: ((فَذَأَصْبَثُمْ، أَفْسِمُوا وَأَصْرِبُوا لِي  
مَعْكُمْ سَهْمَمَا)). فَفِسْحَكَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ شَعْبَهُ:  
حَدَّثَنَا أَبُو بَشَرٍ سَمِعَتْ أَبَا الْمُؤْكَلِ  
بِهَذَا.

[أَطْرَافُهُ فِي : ٥٠٠، ٥٧٣٦، ٥٧٤٩].

**تَسْخِيْح** مجتهد مطلق، امام الحمد شين حضرت امام بخاري رض نے اس باب اور روایت کردہ حدیث کے تحت یہ سے مسائل جمع فرمائے ہیں۔ اصحاب نبوی چونکہ سفر میں تھے اور اس زمانے میں ہولوں کا کوئی دستور نہ تھا۔ عربوں میں مہمان نوازی ہی سب سے بڑی خوبی تھی۔ اسی لئے صحابہ کرام رض نے ایک رات کی مہمانی کے لئے قبلہ والوں سے درخواست کی۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا اور یہ اتفاق کی بات ہے کہ اسی اثنامیں ان قبلیہ والوں کا سردار سانپ یا پچھو سے کاتا گیا۔ حافظ ابن حجر رض نے ایک قول نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سردار کی عقل میں فور آگیا تھا۔ برعکس جو بھی صورت ہو وہ قبلیہ والے صحابہ کرام رض کے پاس آ کر دم جهاز کے لئے متمنی ہوئے۔ اور حدیث ہذا کے راوی حضرت ابو سعید رض نے آدمی ظاہر فرمائی اور اجرت میں تم بکریوں پر معاملہ طے ہوا۔ چنانچہ انہوں نے اس سردار پر سات بار یا تین بار سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔ اور وہ سردار اللہ کے حکم سے تدرست ہو گیا۔ اور قبلیہ والوں نے بکریاں پیش کر دیں جن کی اطلاع صحابہ کرام رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کی۔ اور آپ نے ان کی تائید فرمائی اور ساتھ ہی ان کی بوجوئی کے لئے بکریوں کی تقسیم میں اپنا حصہ مقرز کرنے کا بھی ارشاد فرمایا۔ شعبہ کی روایت کو تنفسی نے دصل کیا ہے اس لفظ کے ساتھ۔ اور حضرت امام بخاری رض نے بھی طب میں عنده کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا قرآن پر اجرت لینے کا جواز ثابت کیا ہے۔ صاحب المذب لکھتے ہیں۔ ومن ادلة الجواز حدیث میں صاف مذکور ہے لا باس بالرقی مالم یکن. فیه شرکیہ الفاظ نہ ہوں تو دم جهازا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مگر جو لوگ شرکیہ لفظوں سے اور پیروں فقیروں کے ناموں سے منتر جنتز کرتے ہیں، وہ عند اللہ مشرک ہیں۔ ایک موحد مسلمان کو ہرگز ایسے ڈھکلوں میں نہ آتا چاہئے۔ اور ایسے مشرک و مکار تعلیم و منزروں سے دور رہنا چاہئے کہ آج کل ایسے لوگوں کے ہتھیں ہے بہت کثرت کے ساتھ چل رہے ہیں۔

اس حدیث سے بعض علماء نے تعلیم قرآن پر اجرت لینے کا جواز ثابت کیا ہے۔ صاحب المذب لکھتے ہیں۔ ومن ادلة الجواز حدیث عمر المتقدم فی كتاب الرَّكْوَةِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ مَا أَنْتَ مِنْ هَذَا الْعَالَمِ مِنْ غَيْرِ مُسْلِمٍ وَلَا اشْرَافٌ نَفْسٌ فَخَذْهُ وَمِنْ ادلة الجواز حديث الرقية المشهور الذي اخرجه البخاري عن ابن عباس وفيه ان ما اخذتم عليه اجر اكتاب الله. (ص ۲۶۸)

اور جواز کے دلائل میں سے حدیث عمر بن حیثہ ہے جو کتاب الزکوٰۃ میں گذر چکی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا تھا کہ اس مال میں سے جو تمہارے پاس بغیر سوال کئے اور بغیر تاکہ جھانکے خود آئے، اس کو قبول کرو اور جواز کی دلیل وہ حدیث بھی ہے جس میں دم کرنے کا واقعہ مذکور ہے جس کو امام بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نکلا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ بلا شک جس پر تم بطور اجر لینے کا حق رکھتے ہو وہ اللہ کی کتاب ہے۔

صاحب لمحات لکھتے ہیں وہ دلیل ان الرقیۃ بالقرآن و اخذ الاجرة علیہا جائز بلا شہہ یعنی اس میں اس پر دلیل ہے کہ قرآن مجید کے ساتھ دم کرنا اور اس پر اجرت لیتا بلا شہہ جائز ہے۔

ایسا یہ واقعہ مند امام احمد اور ابو داؤد میں خارجہ بن صلت عن عمه کی روایت سے مذکور ہے راوی کہتے ہیں اقبلنا من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتینا علی حی من العرب فقلوا انا ابینا انکم قد جنتم من عند هذا الرجل بخیر فهل عندكم من دواء او رقیۃ فان عدننا متعوہا فی القیود فقلنا نعم فجحاوا بمعنوہ فی القیود فقرات علیہ بفاتحة الكتاب ثلاثة ایام غدوہ و عشیہ اجمع برازقی ثم انفل قال فکانما انشط من عقال فاعطونی جعلا لاحتی اسال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال كل فلعمرى لمن اکل برقة باطل لقد اکلته برقة حق (رواہ احمد و ابو داؤد)

مختصر مطلب یہ کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت سے جدا ہو کر ایک عرب قبیلہ پر سے گزرے۔ ان لوگوں نے ہم سے کہا کہ ہم کو معلوم ہوا ہے تم اس آدمی کے پاس سے کچھ نہ کچھ خیر لے کر آئے ہو۔ یعنی رسول کریم ﷺ سے قرآن مجید اور ذکر اللہ سیکھ کر آئے ہو۔ ہمارے ہاں ایک دیوانہ بیڑوں میں مقید ہے۔ ہمارے پاس کوئی دوایادم جھاڑا ہوتا مہمانی کرو۔ ہم نے کہا کہ ہاں! ہم موجود ہیں۔ پس وہ زنجیوں میں جکڑے ہوئے ایک آدمی کو لائے۔ اور میں نے اس پر صبح و شام تین روز تک برابر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔ میں یہ سورہ پڑھ پڑھ کر اپنے منہ میں تھوک جمع کر کے اس پر دم کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ مریض اتنا آزاد ہو گیا کہ جتنا اونٹ اس کی ری کھونے سے آزاد ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ تدرست ہو گیا۔ پس ان قبیلہ والوں نے مجھ کو اجرت دینی چاہی تو میں نے آنحضرت ﷺ سے اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ لوگ تو جھوٹ موت فریب دے کر دم جھاڑا سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں، تم نے تو حق اور سچا دم کیا ہے جس پر کھاتا حق کے اوپر کھانا ہے جو حلال ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جھاڑ پھونک کے بناہ سے غلط قسم کے لوگوں کی کثرت بھی پہلے ہی سے چلی آ رہی ہے اور بہت سے نادان لوگ اپنی طبی کمزوری کی بنا پر ایسے لوگوں کا شکار بننے پڑے آ رہے ہیں۔ تاریخ میں اقوام قدیم کلدانیوں، مصریوں، سامیوں وغیرہ وغیرہ کے حلات پڑھنے سے معلوم ہو گا کہ وہ لوگ بیشتر تعداد میں دم، جھاڑ، پھونک چاہک مفتر جنتر کرنے والوں کے زبردست معتقد ہوتے تھے۔ اکثر قمتوت و حیات تک کو ایسے ہی مکار دم جھاڑ کرنے والوں کے ہاتھوں میں جانتے تھے۔ صد افسوس کہ امت مسلمہ بھی ان بیماریوں سے نہ فیکر کی اور ان میں بھی مفتر جنتر کے ناموں پر کتنے عی شرکیہ طور طریقہ جاری ہو گئے۔ اور اب بھی کثیرت عوام ایسے ہی مکار لوگوں کا شکار ہیں۔ کتنے ہی نقش و تعویذ لکھنے والے صرف ہندسوں سے کام چلاتے ہیں۔ جن کو خود ان ہندسوں کی حقیقت کا بھی کوئی علم نہیں ہوتا۔ کتنے ہی صرف پیروں، درویشوں، فوت شدہ پورگوں کے نام لکھ کر دے دیتے ہیں۔ کتنے یا جریئل یا میکائیل یا عزرائیل لکھ کر استعمال کرتے ہیں۔ کتنے من گھڑت شرکیہ دعا میں لکھ کر خود مشرک بنتے اور دوسروں کو مشرک بناتے ہیں۔ کتنے حضرت پیر بندادی رضیحہ کے نام کی دہائی لکھ کر لوگوں کو بہکاتے رہتے ہیں۔ الغرض مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد ایسے ہمچکنیوں کی شکار ہے۔ پھر ان تعویذوں کی قیمت چار آنہ، روپیہ، سواروپیہ سے آگے بڑھتی ہی چل جاتی ہے۔ اس طرح خوب دکانیں چل رہی ہیں۔ ایسے تعویذ گذہ کرنے والے اور لوگوں کا مال اس دھوک فریب سے کھلنے والے غور کریں کہ وہ اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کو قیامت کے دن کیا منہ دکھلائیں گے۔

آج ۲۹ ذی الحجه ۸۹۳ھ کو مقام ابراہیم کے قریب بوقت مغرب یہ نوٹ لکھا گیا۔ اور بعون تعالیٰ صفر ۹۰۳ھ کو مدینہ منورہ پہنچ

نبوی میں اصحاب صفة کے چھوڑہ پر بیٹھ کر نظر ہانی کی گئی۔

## باب غلام لوئڈی پر روزانہ ایک رقم

مقرر کرو دینا

۱۷- بَابُ ضَرِيْبَةِ الْعَبْدِ، وَتَعَاهْدِ

ضَرَائِبُ الْإِمَامِ

عدم غلامی میں آقا اپنے غلاموں لوئڈیوں پر روزانہ یا ہفتہ وار یا ماہانہ ایک تیکس مقرر کر دیا کرتے تھے۔ اس کے لئے حدیث میں خراج غلہ اجر ضریبہ وغیرہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ باب کی حدیث میں صرف ابو طیبہ بن شریعت کا ذکر ہے جو غلام تھا۔ لیکن لوئڈی کو غلام پر قیاس کیا۔ اب یہ احتمال کہ شاید لوئڈی زنا کر کے کمائے غلام میں بھی چل سکتا ہے کہ شاید وہ چوری کر کے کمائے۔ اور امام بخاری وغیرہ اور سعید بن منصور نے حدیثے بن شریعت سے نکلا۔ انہوں نے کہا اپنی لوئڈیوں کی کمائی پر نگاہ رکھو۔ اور ابو داؤد نے رافع بن خدیج بن شریعت سے مرفوع انکلاکہ آپ نے لوئڈی کی کمائی سے منع فرمایا جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے کس ذریعہ سے کمایا ہے۔

(۲۲۷۷) ۲۲۷۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ سفیان بن عبیینہ نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے اور ان سے انس بن مالک بن شریعت نے کہ ابو طیبہ حجام نے نبی کریم ﷺ کے پچھنا لگا کیا، تو آپ نے انہیں اجرت میں ایک صاع یا دو صاع غلہ دینے کا حکم دیا اور ان کے مالکوں سے سفارش کی کہ جو محصول اس پر مقرر ہے، اس میں کچھ کمی کر دیں۔

## باب پچھنا لگانے والے کی اجرت کا بیان

(۲۲۷۸) ۲۲۷۸- موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کما کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا، کما کہ ہم سے این طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے این عباس بن شریعت نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے پچھنا لگوایا اور پچھنا لگانے والے کو اجرت بھی دی۔ اگر پچھنا لگوانا ناجائز ہو تو آپ نے پچھنا لگواتے نہ اجرت دیتے۔

(۲۲۷۹) ۲۲۷۹- مسدونے بیان کیا، کما کہ ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے عمرہ نے اور ان سے این عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے پچھنا لگوایا اور پچھنا لگانے والے کو اجرت بھی دی، اگر اس میں کوئی کراہت ہوتی تو آپ کاہے کو دیتے۔

حضرت این عباس بن شریعت نے گویا اس شخص کا روکیا، جو حجام کی اجرت کو حرام کرتا تھا۔ جس دور کا یہی مذہب ہے کہ وہ حلال ہے۔ حدت خون میں پچھنا لگاتا ہے مفید ہے۔ عربوں میں یہ علاج اس مرض کے لئے عام تھا۔

حدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَمِيدِ الطَّوَيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : (( حَجَّمَ أَبُو طَيْبَةَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ أَوْ صَاعَيْهِ مِنْ طَعَامٍ ، وَكَلَمَ مَوَالِيهِ فَخَفَّفَ عَنْ غَلَبِهِ أَوْ ضَرِيْبِهِ )). [راجع: ۲۱۰۲]

## ۱۸- بَابُ خَرَاجِ الْحَجَّامِ

۲۲۷۸- حَدَّثَنَا مُوسَىٰ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَّ طَاؤِسَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَنَّ عَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : (( اخْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَغْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ )). [راجع: ۱۸۳۵]

۲۲۷۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرْئِيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ أَنَّ عَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : (( اخْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَغْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ ، وَلَوْ عَلِمَ كَرَاهِيَّةَ لَمْ يُغْطِهِ )). [راجع: ۱۸۳۵]

۴۲۸۰ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَمْرُو بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَّهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْتَجِمُ، وَلَمْ يَكُنْ يَظْلِمُ أَحَدًا أَجْزِه)). [راجح: ۲۱۰۲]

باب کی احادیث سے حضرت امام فخاری نے یہ ثابت فرمایا کہ جام یعنی پچھنا گانے والے کی اجرت حلال ہے اور یہ پیشہ بھی جائز ہے۔ اگر یہ پیشہ ناجائز ہوتا تو نہ آپ پچھنا گواتے نہ اس کو اجرت دیتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے کاموں کو بنظر خوارت دیکھنے والے غلطی پر ہیں۔

۱۹ - بَابُ مَنْ كَلَمَ مَوَالِيَ الْعَبْدِ أَنْ يُخْفِفُوا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ  
باب اس کے متعلق جس نے کسی غلام کے مالکوں سے غلام  
کے اوپر مقررہ نیکیں میں کی کے لئے سفارش کی۔

یعنی بر سبیل تفضل اور احسان، نہ یہ کہ بطور وجوہ کے حکم دیتا۔ بعض نے کہا کہ اگر غلام کو اس کی ادائیگی کی طاقت نہ ہو تو حاکم تخفیف کا حکم بھی دے سکتا ہے۔

۴۲۸۱ - حَدَّثَنَا آدُمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوَّابِ عَنْ أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((ذَعَا النَّبِيُّ ﷺ غُلَامًا حَجَّامًا فَحَجَّمَهُ وَأَمَرَ لَهُ بِصَاعَ أَوْ صَاعَيْنِ، أَوْ مَدْ أَوْ مَدَيْنِ، وَكَلَمَ فِيهِ فَحَفَّفَ مِنْ ضَرِيْبِهِ)). [راجح: ۲۱۰۲]

پچھلی حدیث میں پچھنا گانے والے غلام کی کنتیت ابو طیبہ بن عوف مذکور ہے۔ ان کا نام فتح بن طیبہ گیا ہے۔ ملاحظہ نے اسی کو صحیح نہیں۔ ادنیں حداء نے کہا کہ ابو طیبہ نے ۳۳۲ میں کی عمر پائی تھی۔ حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ غلام یا لوٹی کے اوپر مقررہ نیکیں میں کی کرنے کی سفارش کرنا درست ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اب اسلام کی برکت سے غلامی کا یہ بدترین دور تقویادیا سے ختم ہو چکا ہے مگر اب غلامی کے دوسرے طریقے ایجاد ہو گئے ہیں جو اور بھی بدتر ہیں۔ اب قوموں کو غلام بھیجا جاتا ہے جن کے لئے اقیمت اور اکھڑت کی اصطلاحات موجود ہو گئی ہیں۔

۲۰ - بَابُ كَسْبِ الْبَغْيِ وَالإِمَاءَ وَكَرَهَ إِبْرَاهِيمُ أَجْرَ النَّائِحَةِ وَالْمُغْنَيَةِ وَقَوْلُ إِلَهٖ تَعَالَى: هُوَ لَا تُكَرِّهُوا فَتَيَّاتُكُمْ  
باب رنگی اور فاحشہ لوٹی کی خرچی کا بیان  
اور اہم ایم نجی نے نوجہ کرنے والیوں اور گانے والیوں کی اجرت کو  
مکروہ قرار دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا (سورہ نور میں) یہ فرمان کہ ”انہی

باندیوں کو جب کہ وہ پاک دامنی چاہتی ہوں، زنا کے لئے مجبور نہ کروتا کہ تم اس طرح دنیا کی زندگی کا سامان ڈھوندو۔ لیکن اگر کوئی شخص انسیں مجبور کرتا ہے، تو اللہ ان پر جبر کے جانے کے بعد (انسیں) معاف کرنے والا، ان پر رحم کرنے والا ہے۔ (قرآن کی آیت میں لفظ) فَيَا إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ فَيَأْكُمْ :

فَيَأْكُمْ إِمَاءَكُمْ کے معنی میں ہے۔ (یعنی تمہاری باندیوں)

(۲۲۸۲) ہم سے قتبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے این شاب نے بیان کیا، ان سے ابو بکر بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام عن أبي مسعود

الصادري رضي الله عنه نے بیان کیا کہ رسول کرم صلی الله علیہ وسلم نے کتنے کی قیمت، زانیہ (کے زنا) کی خرچی اور کاہن کی مزدوری سے منع فرمایا۔

عَلَى الْبِلَاءِ إِنْ أَرَذْنَ تَحْصُنَا لِتَبْغُوا عَرَضَنَ  
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، وَمَنْ يُكْرِهُهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ  
بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ فَيَأْكُمْ :  
إِمَاءَكُمْ۔

(۲۲۸۲) - حَدَّثَنَا قَيْثَيْهُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ  
عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ  
الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ ہِشَامٍ عَنْ أَبِي  
مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: (أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَىٰ عَنِ ثَمَنِ الْكَلْبِ،  
وَمَهْرِ الْبَغْيِ، وَخْلُوانِ الْكَاهِنِ).

[راجح: ۲۲۳۷]

(۲۲۸۳) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن ججاد نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی الله عنہ نے کہ نبی ﷺ نے باندیوں کی زنا کی کمائی سے منع فرمایا تھا۔

(۲۲۸۳) - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ  
حَدَّثَنَا شَبَّةُ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ جَحَادَةَ عَنْ  
أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: ((نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ كَسْبِ الْإِمَاءَ))

[طرفة فی: ۵۳۴۸].

آئت قرآنی اور ہر دو احادیث سے حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ثابت فرمایا کہ رعیٰ کی کمالی اور لوعیٰ کی کمالی حرام ہے۔ عمد جالیت میں لوگ اپنی لوعیوں سے حرام کمالی حاصل کرتے اور ان سے بالبرپیشہ کرتے۔ اسلام نے نمایت تھنی کے ساتھ اسے روکا اور اسی کمالی کو لئے حرام قرار دیا۔ اسی طرح کہانت کا پیشہ بھی حرام قرار پایا۔ نیز کتنے کی قیمت سے بھی منع کیا گیا۔

## باب نر کی جفتی (پر اجرت) (لینا۔

(۲۲۸۴) ہم سے مسدود بن سہد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد الوارث اور اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے علی بن حکم نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کرم شلیل نے نزد انس کی اجرت لینے سے منع فرمایا۔ (حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے)

باب اگر کوئی زمین کو ٹھیک کر لے پھر ٹھیک دینے والا یا لینے

## ۲۱ - بَابُ عَسْبِ الْفَحْلِ

(۲۲۸۴) - حَدَّثَنَا مُسْدُدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ  
الْوَارِثِ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلَيِّ  
بْنِ الْحَكَمِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ  
عَسْبِ الْفَحْلِ)).

۲۲ - بَابُ إِذَا اسْتَأْجَرَ أَرْضًا فَمَاتَ

## والامر حاکم

اور ابن سیرین نے کہا کہ زمین والے بغیر مدت پوری ہوئے ٹھیک دار کو (یا اس کے وارثوں کو) بے دخل نہیں کر سکتے۔ اور حکم، حسن اور ایاس بن معاویہ نے کہا اجراء مدت ختم ہونے تک بالی رہے گا۔ اور عبد اللہ بن عمر بن حنفیہ نے کہا آنحضرت ﷺ نے خبر کا اجراء آدموں آدھ بیانی پر یہودیوں کو دیا تھا۔ پھر یہی ٹھیکہ آنحضرت ﷺ اور ابو بکر بن حوشہ کے زمانہ تک رہا۔ اور حضرت عمر بن حوشہ کے بھی شروع خلافت میں۔ اور کہیں یہ ذکر نہیں ہے کہ ابو بکر اور عمر بن حنفیہ نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد نیا ٹھیک کیا ہو۔

(۲۲۸۵) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے جو یہ بن اسماء نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن حوشہ نے کہ رسول کشم ﷺ نے (یہودیوں کو) خیبر کی زمین دے دی تھی کہ اس میں مخت کے ساتھ کاشت کریں۔ اور پیداوار کا آدھا حصہ خود لے لیا کریں۔ ابن عمر بن حنفیہ نے نافع سے یہ بیان کیا کہ زمین کچھ کراپیہ پر بدی جاتی تھی۔ نافع نے اس کراپیہ کی تعین بھی کروی تھیں لیکن وہ مجھے یاد نہیں رہا۔

(۲۲۸۶) اور رافع بن خدیج بن حوشہ نے بیان کیا کہ نبی کشم ﷺ نے زمینوں کو کراپیہ پر بدینے سے منع فرمایا تھا۔ اور عبید اللہ نے نافع سے بیان کیا، اور ان سے ابن عمر بن حنفیہ نے کہ (خیبر کے یہودیوں کے ساتھ وہاں کی زمین کا معاملہ برابر چلتا رہا) یہاں تک کہ حضرت عمر بن حوشہ نے انسیں جلاوطن کر دیا۔

## أَحَدُهُمَا

وَقَالَ أَبْنُ سِيرِينَ: لَيْسَ لِأَهْلِهِ أَنْ يَغْرِجُوهُ إِلَى تَمَامِ الْأَجَلِ۔ وَقَالَ الْحَكَمُ وَالْحَسَنُ وَإِيَّاسُ بْنُ مَعَاوِيَةَ: تُمْضِي الْإِجَارَةَ إِلَى أَجْلِهَا۔ وَقَالَ أَبْنُ عُمَرَ: أَغْطِي النَّبِيَّ ﷺ، خَيْرَ بِالشَّطَرِ فَكَانَ ذَلِكَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، وَأَنِي بَخْرُ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ، وَلَمْ يُذْكُرْ أَنْ أَبْا بَخْرٍ وَعَمَرَ جَدَّاً الْإِجَارَةَ بَعْدَ مَا قِبَضَ النَّبِيُّ ﷺ.

— ۲۲۸۵ — حدثنا موسى بن إسماعيل قال: حدثنا جونيزة بن أسماء عن نافع عن عبد الله رضي الله عنه قال: أغطي رسول الله ﷺ، خيبر اليهود أن يغسلوها ويترعرعواها ولهم شطر ما يخرج منها. وأن ابن عمر حدثه أن المزارع كانت تُحرى على شيء سماه نافع لا أحفظه). [اطرافه في: ۲۲۲۸، ۲۳۲۹، ۲۳۳۱، ۲۷۲۰، ۲۴۹۹، ۲۳۳۸، ۲۲۳۱]

. [۴۲۴۸، ۳۱۵۲]

— ۲۲۸۶ — وأن رافع بن خديج حدث: ((أن النبي ﷺ نهى عن كراء المزارع)). و قال عبيدة الله عن نافع عن ابن عمر ((حتى أجلأهم عمر)). [اطرافه في: ۲۲۷، ۲۳۳۲، ۲۳۴۴، ۲۷۲۲]

**تشریح** حضرت امام بخاری رضي الله عنه عن انبیاء باب یہ ہے کہ رسول کشم ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے زمین کی بیانی کا ٹھیک طے فرمایا جو حیات نبوی تک جاری رہا۔ بعد میں آپؐ کا انتقال ہو گیا تب اسی معاملہ کو حضرت صدیق اکبر بن حوشہ نے ظیفہ اسلام ہوئے

کی جیشیت میں جاری رکھا، حتیٰ کہ ان کا بھی وصال ہو گیا۔ تو حضرت عمر بن الخطب نے بھی اپنی شروع خلافت میں اس معاملہ کو جاری رکھا۔ بعد میں یہودیوں کی مسلسل شرارتیں دیکھ کر ان کو خیر سے جلاوطن کر دیا۔ پس ثابت ہوا کہ دو معاملہ کرنے والوں میں سے کسی ایک کی موت ہو جانے سے وہ معاملہ ختم نہیں ہو جاتا، بلکہ ان کے وارث اسے جاری رکھیں گے۔ ہل اگر کسی معاملہ کو فرقیین میں سے کسی ایک کی موت کے ساتھ مشروط کیا ہے تو پھر یہ امر دینگر ہے۔

روایت میں زمینوں کو کرایہ پر دینے کا بھی ذکر ہے۔ اور یہ بھی کہ فالتو زمین پڑی ہو جیسا کہ اسلام کے ابتدائی دور میں حالات تھے، تو ایسے حالات میں مالکان زمین یا تو فالتو زمینوں کی خود کاشت کریں یا پھر بجائے کرایہ پر دینے کے اپنے کسی حاجت مند بھائی کو مفت دے دیں۔

## ۲۸۔ کتاب الحوالات

# کتاب حوالہ کے مسائل کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## ۱۔ بَابُ الْحَوَالَةِ وَهَلْ يَرْجِعُ

### فِي الْحَوَالَةِ

وَقَالَ الْخَيْرُ وَقَنَادُهُ: إِذَا كَانَ يَوْمُ أَخَالَ عَلَيْهِ مُلِيًّا جَازَ وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَعْخَارُجُ الشَّرِيكَانِ وَ أَهْلَ الْمِيرَاثِ فَيَأْخُذُ هَذَا عِنْهُ وَ هَذَا دِينًا، فَإِنْ تَوَيِّ لَأَخْدِهِمَا لَمْ يَرْجِعْ عَلَى صَاحِبِهِ.

## باب حوالہ یعنی قرض کو کسی دوسرے پر اترنے کا بیان

اور اس کا بیان کہ حوالہ میں رجوع کرنا درست ہے یا نہیں

اور حسن اور قلادہ نے کہا کہ جب کسی کی طرف قرض منتقل کیا جا رہا تھا تو اگر اس وقت وہ مالدار تھا تو رجوع جائز نہیں حوالہ پورا ہو گیا۔ اور ابن عباس رض نے کہا کہ اگر سامنیوں اور وارثوں نے یوں تقسیم کی کسی نے نقد مال لیا کسی نے قرضہ پھر کسی کا حصہ ڈوب گیا تو اب وہ دوسرے سامنی یا وارث سے کچھ نہیں لے سکتا۔

شیعی یعنی جب محتال نے حوالہ قبول کر لیا تو اب پھر اس کو محیل سے موافخہ کرنا اور اس سے اپنے قرض کا تقاضا کرنا درست ہے یا نہیں۔ حوالہ کئتے ہیں قرض کا مقابلہ دوسرے پر کر دینے کو جو قرض دار حوالہ کرے اس کو محیل کئتے ہیں اور جس کے قرض کا حوالہ کیا جائے اس کو محتال نہ اور جس پر حوالہ کیا جائے اس کو محتال علیہ کئتے ہیں در حقیقت حوالہ دین کی بیع ہے بعض دین کے مگر ضرورت سے جائز رکھا گیا ہے۔

**نَسْخَةٌ** قادہ اور حسن کے اثروں کو ابن الی شیبہ اور اثرم نے وصل کیا، اس سے یہ لکھتا ہے کہ اگر محتال علیہ حوالہ ہی کے وقت مفلس تھا تو محتال نہ پھر محیل پر رجوع کر سکتا ہے۔ اور امام شافعی حدیثیہ کا یہ قول ہے کہ محتال کسی حالت میں حوالہ کے بعد پھر محیل پر رجوع نہیں کر سکتا۔ خفیہ کا یہ مذہب ہے کہ توی کی صورت میں محتال نہ محیل پر رجوع کر سکتا ہے۔ توی یہ ہے کہ محتال علیہ حوالہ ہی سے منکر ہو جائے۔ اور حلف کھالے اور گواہ نہ ہوں۔ یا افلاس کی حالت میں مر جائے۔ امام احمد حدیثیہ نے کہا محتال محیل پر جب رجوع کر سکتا ہے کہ محتال علیہ کے مالداری کی شرط ہوئی ہو پھر وہ مفلس نہ کلے۔ مالکیہ نے کہا اگر محیل نے دھوکہ دیا ہو مٹلا وہ جانتا ہو کہ محتال علیہ دیوالیہ ہے لیکن محتال کو خبر نہ کی اس صورت میں رجوع جائز ہو گا ورنہ نہیں۔ (دحیدی)

۲۲۸۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ (۲۲۸۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کما کہ ہم کو امام مالک حدیثیہ نے خبر دی، انہیں ابو الزناد نے، انہیں اعرج نے، اور انہیں ابو ہریرہ بن عثمان نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا (قرض ادا کرنے میں) مالدار کی طرف سے ثال مثول کرنا ظلم ہے۔ اور اگر تم میں سے کسی کا قرض کسی مالدار پر حوالہ دیا جائے تو اسے قبول کرے۔

اس سے یہی لکھتا ہے کہ حوالہ کے لئے محیل اور محتال کی رضامندی کافی ہے۔ محتال علیہ کی رضامندی ضروری نہیں۔ جس سور کا یہی قول ہے اور خفیہ نے اس کی رضامندی بھی شرط رکھی ہے۔

## ۲- بَابُ إِذَا حَالَ عَلَى مَلِيٍّ كَرَنَا جَازَ نَهْنِي

فَلَيْسَ لَهُ رَدٌ

۲۲۸۸ - حم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کما کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے ابن ذکوان نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ بن عثمان نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مالدار کی طرف سے (قرض ادا کرنے میں) ثال مثول کرنا ظلم ہے۔ اور اگر کسی کا قرض کسی مالدار کے حوالہ کیا جائے تو وہ اسے قبول کرے۔

مطلوب یہ ہے کہ کسی مالدار نے کسی کا قرض اگر اپنے سر لے لیا تو اسے ادائیگی میں ثال مثول کرنا ظلم ہو گا۔ چاہئے کہ اسے فرو ادا کر دے، نیز جس کا قرض حوالہ کیا گیا ہے اسے بھی چاہئے کہ اس کو قبول کر کے اس مالدار سے اپنا قرض دصوں کر لے اور ایسے حوالہ سے اکارنہ کرے۔ ورنہ اس میں وہ خود نقصان اٹھائے گا۔

## ۳- بَابُ إِذَا حَالَ دِينَ الْمَيْتِ عَلَى رَجُلِ جَازٍ

(۲۲۸۹) ہم سے کعب بن ابراہیم نے بیان کیا، کما کہ ہم سے یزید بن عبدی نے بیان کیا، ان سے سلمہ بن اکوع بن عثمان نے کہ ہم نبی کریم ﷺ

أَخْبَرَنَا مَالِكُ عَنْ أَبِي الرَّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هَرِيرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، فَإِذَا أَتَيْتُمْ أَحَدَكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلَيْتَهُ))

۲۲۸۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي ذَكْوَانَ الْأَعْرَجَ عَنْ أَبِي هَرِيرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ ((مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، وَ مَنْ أَتَيْتُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلَيْتَهُ))

کی خدمت میں موجود تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ اس کی نماز پڑھا دیجئے۔ اس پر آپ نے پوچھا، کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ نہیں کوئی قرض نہیں ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ میت نے کچھ مال بھی چھوڑا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کوئی مال بھی نہیں چھوڑا۔ آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد ایک دوسرا جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ان کی نماز جنازہ پڑھا دیجئے۔ آخر صرفت ملکیت نے دریافت فرمایا، کسی کا قرض بھی میت پر ہے؟ عرض کیا گیا کہ ہے۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا، کچھ مال بھی چھوڑا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ تم دینار چھوڑے ہیں۔ آپ نے ان کی بھی نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کی نماز پڑھا دیجئے۔ آخر صرفت ملکیت نے ان کے متعلق بھی وہی دریافت فرمایا، کیا کوئی مال ترک چھوڑا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا، اور اس پر کسی کا قرض بھی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں تم دینار ہیں۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ پھر اپنے ساتھی کی تم ہی لوگ نماز پڑھ لو۔ ابو قتادہ بن شویب بولے، یا رسول اللہ! آپ ان کی نماز پڑھا دیجئے، ان کا قرض میں ادا کروں گا۔ تب آپ نے اس پر نماز پڑھائی۔

الأكْوَع رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كُنْ جَلُونَسَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَيَ بِحَجَازَةٍ فَقَالُوا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَلْ عَلَيْهِ دِينٌ؟)) قَالُوا لَا. قَالَ: ((فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟)) قَالُوا: لَا. فَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَيَ بِحَجَازَةٍ أُخْرَى فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَيَ بِحَجَازَةٍ أُخْرَى قَالَ: ((هَلْ عَلَيْهِ دِينٌ؟)) قَيْلَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟)) ثَلَاثَةٌ دَنَانِيرٌ فَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَيَ بِالثَّالِثَةِ فَقَالُوا: صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَيَ بِالثَّالِثَةِ شَيْئًا؟)) قَالُوا: لَا. قَالَ: ((فَهَلْ عَلَيْهِ دِينٌ؟)) قَالُوا: ثَلَاثَةٌ دَنَانِيرٌ. قَالَ: ((صَلَّوَا عَلَى صَاحِبِكُمْ)). قَالَ أَبُوقَتَادَةُ: صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَيَ دِينَهُ، فَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

**شیخ** این ماجہ کی روایت میں یوں ہے میں اس کا ضامن ہوں۔ حاکم کی روایت میں یوں ہے آخر صرفت ملکیت نے یوں فرمایا، وہ اشرفان تجھ پر ہیں اور میت بری ہو گئی۔ جسور علماء نے اس سے استدلال کیا ہے کہ ایسی کفالت صحیح ہے اور کفیل کو پھر میت کے مال میں رجوع نہیں پہنچتا۔ اور امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک اگر رجوع کی شرط کر لے تو رجوع کر سکتا ہے۔ اور اگر ضامن کو یہ معلوم ہو کہ میت نادار ہے تو رجوع نہیں کر سکتا۔ حضرت امام ابو حیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر میت بقدر قرض کے جانیداد چھوڑ گیا ہے۔

تب تو مہانت درست ہو گی ورنہ مہانت درست نہ ہو گی۔ امام صاحب کا یہ قول صراحتاً حدیث کے خلاف ہے۔ (وہیدی) اور خود حضرت امام رضی اللہ عنہ کی وصیت ہے کہ حدیث نبوی کے خلاف میرا کوئی قول ہو اسے چھوڑ دو۔ جو لوگ حضرت امام ابو حیفہ رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کے خلاف کرتے ہیں وہ سوچیں کہ قیامت کے دن حضرت امام رضی اللہ عنہ کیا منہ دلکھائیں گے۔

هر مسلمان کو یہ اصول ہیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ و رسول کے بعد جملہ ائمہ دین، مجتہدین، اولیائے کاملین، فقیہائے کرام، بزرگان اسلام کا ماتحتائی ہے کہ ان کا احترام کامل دل میں رکھا جائے۔ ان کی عزت کی جائے، ان کی شان میں گستاخی کا کوئی لفظ نہ نکالا جائے۔ اور ان کے کلمات و ارشادات جو کتاب و سنت سے نہ تکرائیں، وہ سر آنکھوں پر رکھ جائیں۔ ان کو دل و جان سے تلیم کیا جائے۔ اور اگر خدا نخواست ان کا کوئی فرمان ظاہر آیت قرآنی یا حدیث صحیح معرفع کے خلاف معلوم ہو تو خود ان ہی کی وصیت کے تحت اسے

چھوڑ کر قرآن و حدیث کی اتباع کی جائے۔ یہی راہ نجات اور صراط مستقیم ہے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا اور ان کے کلمات ہی کو بغایاد دین تھمرا لیا گیا تو یہ اس آئیت کے تحت ہو گا۔ «أَمْ لَهُمْ شُرٌّ كَوْنُ شَرٌّ غَوْلٌ هُمْ بِالَّذِينَ مَا لَمْ يَأْذِنْ بِهِ اللَّهُ» (الشوری: ۲۱) کیا ان کے ایسے بھی شریک ہیں (جو شریعت سازی میں خدا کی شرکت رکھتے ہیں۔ کیونکہ شریعت سازی دراصل مختص ایک اللہ پاک کا کام ہے) جنہوں نے دین کے نام پر ان کے لئے ایسی ایسی چیزوں کو شریعت کا نام دے دیا ہے جن کا اللہ پاک نے کوئی اذن نہیں دیا۔

صد افسوس کہ امت اس مرض میں ہزار سال سے بھی زائد عرصہ سے گرفتار ہے اور ابھی تک اس وباء سے شفائے کامل کے آثار نظر نہیں آتے۔ اللهم ارحم علی امت حبیبک صلی اللہ علیہ وسلم۔

خود ہندو پاکستان میں دیکھ لجئے! کونے کونے میں نئی نئی بدعات، عجیب عجیب رسومات نظر آئیں گی۔ کہیں محرم میں تعریف سازی ہو رہی ہے تو کہیں کافغذی گھوڑے دوڑائے جا رہے ہیں۔ کہیں بقول پر غلافوں کے جلوس نکل رہے ہیں تو کہیں علم اخلاقیے جا رہے ہیں۔ تجب مزید یہ کہ یہ سب کچھ اسلام کے نام پر ہو رہا ہے۔ اس طرح اسلام کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ علماء ہیں کہ منہ میں لگام لگائے بیٹھے ہیں۔ کچھ جواز تلاش کرنے کی دھن میں لگے رہتے ہیں کیونکہ اس طرح با آسانی ان کی دکان چل سکتی ہے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

حافظ ابن حجر کہتے ہیں۔ زاد الحاکم فی حدیث جابر فقال هما علیک و فی مالک والمبیت منهما بری قال نعم فصلی علیہ فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا لقى ابا قاتدة يقول ما صنعت الدیناران حتى کان اخر ذالک ان قال قد قضيتما يا رسول اللہ قال الان

حین بردت علیہ جلدہ وقد وقعت هذه القصة مرة اخري فروي

الدارقطنی من حدیث علی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی بجنازة لم یسال عن شئی من عمل الرجل و یسال عن دینه فان قیل علیه دین کف و ان قیل لیس علیه دین صلی فاتی بجنازة فلما قام لیکبر سال هل علیه دین؟ فقلوا دیناران فعل عنہ فقال علی هما علی یا رسول اللہ و هو بیری منهما فصلی علیه ثم قال لعلی جزاک اللہ خيرا و فک اللہ رهانک (فتح الباری)

یعنی حدیث جابر میں حاکم نے یوں زیادہ کیا ہے کہ میت کے قرض واسی وہ دو دینار تیرے اور پر تیرے مال میں سے ادا کرنے واجب ہو گئے۔ اور میت ان سے بری ہو گئی۔ اس صحابی نے کہا، ہاں یا رسول اللہ واقعہ یہی ہے۔ پھر آپ نے اس میت پر نماز جنازہ پڑھائی۔ پس جب بھی رسول کریم ﷺ ابو قادہ سے ملاقات فرماتے آپ دریافت کرتے تھے کہ اے ابو قادہ! تمہارے ان دو دیناروں کا وعدہ کیا ہوا؟ یہاں تک کہ ابو قادہ نے کہہ دیا کہ حضور ان کو میں ادا کر چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا اب تم نے اس میت کی کھال کو ٹھہڈا کر دیا۔ ایسا ہی واقع ایک مرتبہ اور بھی ہوا ہے جسے دارقطنی نے حضرت علی بن ابی طہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس جو کوئی جنازہ لایا جاتا آپ اس کے کسی عمل کے بارے میں کچھ نہ پوچھتے مگر قرض سے متعلق ضرور پوچھتے۔ اگر اسے مقروض بتالیا جاتا تو آپ اس کا جنازہ نہ پڑھتے اور اگر اس کے خلاف ہوتا تو آپ جنازہ پڑھا دیتے۔ پس ایک دن ایک جنازہ لایا گیا۔ جب آپ نماز کی تکمیل کرنے لگے تو پوچھا کیا یہ مقروض ہے؟ کہا گیا کہ ہاں دو دینار کا مقروض ہے۔ پس آپ جنازہ پڑھانے سے رک گئے۔ یہاں تک کہ حضرت علی بن ابی طہ نے کہا کہ حضور وہ دو دینار میرے ذمہ ہیں۔ میں ادا کر دوں گا اور یہ میت ان سے بری ہے۔ پھر آپ نے نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا کہ اے علی! اللہ تم کو جزائے خیر دے، اللہ تم کو بھی تمہارے رہنم سے آزاد کرے یعنی تم کو جنت عطا کرے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی میت مقروض ہو اور اس وجہ سے اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھائی جائی ہو تو اگر کوئی مسلمان اس کی مدد کرے اور اس کا قرضہ اپنے سر لے لے تو یہ بہت بڑا کارثہ اور باعث رضاۓ خدا و رسول ہے۔ اور اس حدیث کے ذیل میں داخل ہے کہ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی مدد کرے گا اللہ اس کی مدد کرے گا۔ خاص طور پر جب کہ وہ ذمیا سے کوچ کر رہا ہے۔ ایسے وقت ایسی امداد بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ مگر بعض نام نہاد مسلمانوں کی عقولوں کا یہ حال ہے کہ وہ ایسی امداد پر ایک کوڑی خرچ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ ویسے نام نہاد کے لئے مردہ کی فاتحہ، تجبہ، چالیسوائیں من گھڑت رسول پر کتنا ہی روپیہ پانی کی طرح بہادستیتے ہیں۔ حالانکہ یہ وہ

رسوم ہیں جن کا قرآن و حدیث و آقاں صحابہ حتیٰ کہ امام ابو حیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی کوئی ثبوت نہیں ہے۔ مگر علم پور علامے نے ایسی رسوم کی جمایت میں ایک طوفان جدال کھڑا کر رکھا ہے۔ اور ان رسوم کو عین خوشنودی خدا و رسول ﷺ کی قرار دیتے ہیں اور ان کے اثبات کے لئے آیات قرآنی و احادیث نبوی میں وہ وہ تاویلیات فاسدہ کرتے ہیں کہ دیکھ کر جیت ہوتی ہے۔ حق ہے۔ خود بدلتے نہیں قرآن کو بدلتے ہیں۔

رسول کریم ﷺ نے صاف لفظوں میں فرمایا تھا۔ من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو رد جو ہمارے امر دین میں ایسی نئی چیز نکالے جس کا ثبوت ہماری شریعت سے نہ ہو، وہ مردود ہے۔ ظاہر ہے کہ رسوم موجود نہ عمد رسالت میں تھیں نہ عمد صحابہ و تابعین میں جب کہ ان زمانوں میں بھی مسلمان وفات پاتے تھے، شہید ہوتے تھے مگر ان میں کسی کے بھی تجھے چالیسویں کا ثبوت نہیں تھی کہ خود حضرت امام ابو حیفہ رضی اللہ عنہ کے لئے بھی ثبوت نہیں کہ ان کا تجھے چالیسوں کیا گیا ہو۔ نہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا تجھے فاتحہ ثابت ہے۔ جب حقیقت یہ ہے کہ تو اپنی طرف سے شریعت میں کمی میشی کرنا خود لعنت خداوندی میں گرفتار ہونا ہے، ابا زانا اللہ منہ، آمین۔

## ۳۹۔ کتاب الکفالة

### کفالت کے مسائل کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

#### ۱۔ بَابُ الْكَفَالَةِ فِي الْقَرْضِ وَالدُّيُونِ بِالْأَبْدَانِ وَغَيْرِهَا

شریعت میں یہ دونوں درست ہیں۔ ضامن کو بدینہ والے زعیم اور مصروف والے محیل اور عراق والے کفیل کہتے ہیں۔

۲۲۹۰۔ وَ قَالَ أَبُو الْوَنَادَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرَو الْأَسْلَمِيِّ (۲۲۹۰) اور ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے محمد بن حمزہ بن عمرو الاسلامی نے اور ان سے ان کے والد (حمزة) نے کہ حضرت عمر بن الخطوب نے (اپنے عمد خلافت میں) انہیں زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ (جمال وہ زکوٰۃ وصول کر رہے تھے وہاں کے) ایک شخص نے اپنی بیوی کی باندی سے ہم بستری کر لی۔ حمزہ نے اس کی ایک شخص سے پہلے ضمانت لی، یہاں تک کہ وہ عمر بن الخطوب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عمر بن الخطوب نے اس شخص کو سوکوڑوں کی سزا دی تھی اس آدمی نے جو جرم اس پر لگا تھا، اس کو قبول کیا تھا لیکن جماعت کا اعذر کیا تھا۔ حضرت عمر بن الخطوب نے اس کو معذور رکھا تھا۔ اور جریر اور اشحٹ نے عبد اللہ بن مسعود بن عثیمین سے

وَ عَذْرَةً بِالْجَهَالَةِ ()).

وَقَالَ جَرِيرٌ وَ الأَشْعَثُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ فِي الْمُرْتَدِينَ: اسْتَبِّهُمْ وَ كَفْلُهُمْ فَتَابُوا وَ كَفَلُهُمْ عَشَائِرُهُمْ۔

وَقَالَ حَمَادٌ: إِذَا تَكْفُلَ بِنَفْسِ فَمَاتَ قَاتِلٌ  
شَيْءٌ عَلَيْهِ وَقَالَ الْحُكْمُ: يَضْمِنُ.

مردوں کے بارے میں کماکہ ان سے توبہ کرائے اور ان کی ضمانت طلب کیجئے (کہ دوبارہ مردنہ ہوں گے)۔ چنانچہ انہوں نے توبہ کر لی اور ضمانت خود انہیں کے قبیلہ والوں نے دے دی۔ حملہ کا جس کا حاضر ضامن ہوا گروہ مرجائے تو ضامن پر کچھ تاوان نہ ہو گا۔ لیکن حکم نے کماکہ ذمہ کمال دینا پڑے گا۔

(۲۲۹) ابو عبد اللہ (امام بخاری رضی اللہ عنہ) نے کماکہ لیث نے بیان کیا، ان سے جعفر بن ربعہ نے ان سے عبد الرحمن بن ہرمون نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ انہوں نے بنی اسرائیل کے ایک دوسرے آدمی سے ایک ہزار دینار قرض مانگے۔ انہوں نے کماکہ پہلے ایسے گواہ لاجن کی گواہی پر مجھے اعتبار ہو۔ قرض مانگنے والا بولا کہ گواہ تو بس اللہ ہی کافی ہے پھر انہوں نے کماکہ اچھا کوئی ضامن لا۔ قرض مانگنے والا بولا کہ ضامن بھی اللہ ہی کافی ہے۔ انہوں نے کماکہ تو نے کچی بات کی۔ چنانچہ اس نے ایک مقررہ مدت کے لئے اس کو قرض دے دیا۔ یہ صاحب قرض لے کر دریائی سفر پر روان ہوئے۔ اور پھر اپنی ضرورت پوری کر کے کسی سواری (کشتی وغیرہ) کی ملاش کی تاکہ اس سے دریا پار کر کے اس مقررہ مدت تک قرض دینے والے کے پاس پہنچ سکے جو اس سے طے پائی تھی۔ (اور اس کا قرض ادا کر دے) لیکن کوئی سواری نہیں ملی۔ آخر اس نے ایک لکڑی لی اور اس میں سوراخ کیا۔ پھر ایک ہزار دینار اور ایک (اس مضمون کا) خط کہ اس کی طرف سے قرض دینے والے کی طرف (یہ دینار بھیجے جا رہے ہیں) اور اس کا منہ بند کر دیا۔ اور اسے دریا پر لے آئے۔ پھر کہا، اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار دینار قرض لئے تھے۔ اس نے مجھ سے ضامن مانگا تو میں نے کہہ دیا تھا کہ میرا ضامن اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ اور وہ بھی تجھ پر راضی ہوا۔ اس نے مجھ سے گواہ مانگا تو اس کا بھی جواب میں نے یہی دیا کہ اللہ پاک گواہ کافی ہے۔ تو وہ مجھ پر راضی ہو گیا۔ اور (تو جانتا ہے کہ) میں نے بہت کوشش کی کہ کوئی سواری

۲۲۹۱ - قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَقَالَ الْلَّيْثُ:  
حَدَّثَنِي جَعْفُرُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
بْنِ هُرَمْزَ، عَنْ أَبِيهِ هُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،  
(عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)  
أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ سَأَلَ  
بَعْضَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يُسْلِفَهُ أَلْفَ دِينَارٍ  
فَقَالَ: أَعْتَنِي بِالشَّهَدَاءِ أَشْهِدُهُمْ، فَقَالَ  
كَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا. قَالَ: فَأَعْتَنِي بِالْكَفِيلِ،  
قَالَ: كَفَى بِاللَّهِ كَفِيلًا. قَالَ: صَدَقْتَ  
فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلَى أَجْلِ مُسَمًّى. فَعَرَجَ فِي  
الْبَحْرِ فَقَضَى حَاجَتَهُ، ثُمَّ أَتَمَ مَرْسَكَهُ  
يَرْكَبُهَا يَقْدُمُ عَلَيْهِ لِلأَجْلِ الَّذِي أَجْلَهُ فَلَمْ  
يَجِدْ مَرْسَكًا، فَأَخَذَ حَشَبَةً فَقَرَرَهَا فَأَدْخَلَ  
فِيهَا أَلْفَ دِينَارٍ وَصَحِيفَةً مِنْهُ إِلَى صَاحِبِهِ  
ثُمَّ زَجَّ مَوْضِعَهَا، ثُمَّ أَتَى بَهَا إِلَى الْبَحْرِ  
فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي تَعْلَمُ أَنِّي كُنْتُ تَسْلِفْتُ  
فُلَانًا أَلْفَ دِينَارٍ فَسَأَلَنِي كَفِيلًا فَقُلْتُ  
كَفَى بِاللَّهِ كَفِيلًا، فَرَضَيْتُ بِكَ. وَسَأَلَنِي  
شَهِيدًا فَقُلْتُ: كَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا، فَرَضَيْ  
بِذَلِكَ: وَإِنِّي جَهَدْتُ أَنْ أَجِدْ مَرْسَكًا  
أَبْعَثُ إِلَيْهِ الَّذِي لَهُ فَلَمْ أَقْدِرْ وَإِنِّي  
أَسْوَدْعَكُها. فَرَمَى بَهَا فِي الْبَحْرِ حَتَّى

مط جس کے ذریعہ میں اس کا قرض اس تک (مدت مقررہ میں) پہنچا سکوں۔ لیکن مجھے اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ اس لئے اب میں اس کو تیرے ہی حوالے کرتا ہوں (کہ تو اس تک پہنچا دے) چنانچہ اس نے وہ لکڑی جس میں رقم تھی دریا میں بھادی۔ اب وہ دریا میں تھی اور وہ صاحب (قرض دار) واپس ہو چکے تھے۔ اگرچہ فکر اب بھی یہی تھا کہ کسی طرح کوئی جہاز ملے۔ جس کے ذریعہ وہ اپنے شر میں جا سکیں۔ دوسری طرف وہ صاحب جنوں نے قرض دیا تھا اسی تلاش میں (بند رگاہ) آئے کہ ممکن ہے کوئی جہاز ان کا مال لے کر آیا ہو۔ لیکن وہاں انہیں ایک لکڑی ملی، وہی جس میں مال تھا۔ انہوں نے وہ لکڑی اپنے گھر کے ایندھن کے لئے لے لی۔ لیکن جب اسے چیڑا تو اس میں سے دینار نکلے اور ایک خط بھی نکلا۔ (پچھے دونوں کے بعد جب وہ صاحب اپنے شر آئے تو قرض خواہ کے گھر آئے۔ اور (یہ خیال کر کے کہ شاید وہ لکڑی نہ مل سکی ہو دیوارہ) ایک ہزار دینار ان کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ اور کہا کہ قسم اللہ کی! میں تو برابر اسی کوشش میں رہا کہ کوئی جہاز ملے تو تمہارے پاس تمہارا مال لے کر پہنچوں۔ لیکن اس دن سے پہلے جب کہ میں یہاں پہنچنے کے لئے سوار ہوا۔ مجھے اپنی کوششوں میں کامیابی نہیں ہوئی۔ پھر انہوں نے پوچھا اچھا یہ تو بتاؤ کہ کوئی چیز کبھی تم نے میرے نام بھیجی تھی؟ مفروض نے جواب دیا بتاؤ تو رہا ہوں آپ کو کہ کوئی جہاز مجھے اس جہاز سے پہلے نہیں ملا۔ جس سے میں آج پہنچا ہوں۔ اس پر قرض خواہ نے کہا کہ پھر اللہ نے بھی آپ کا وہ قرض ادا کر دیا۔ جسے آپ نے لکڑی میں بھیجا تھا۔ چنانچہ وہ صاحب اپنا ہزار دینار لے کر خوش خوش واپس لوٹ گئے۔

وَلَجَتْ فِيهِ، ثُمَّ أَنْصَرَفَ وَهُوَ فِي ذَلِكَ يَلْعَمِسُ مَرْكَبًا يَخْرُجُ إِلَى بَلْدِهِ، فَحَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ أَسْلَفَهُ يَنْظُرُ لِعَلَى مَرْكَبًا قَدْ جَاءَ بِمَالِهِ، فَإِذَا بِالْحَسْبَةِ الَّتِي فِيهَا الْمَالُ، فَأَخْدَنَاهَا لِأَهْلِهِ حَطَبًا، فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِيفَةَ، ثُمَّ قَدِيمَ الَّذِي كَانَ أَسْلَفَهُ فَاتَّى بِالْأَلْفِ دِينَارٍ فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا زَلتُ جَاهِدًا فِي طَلَبِ مَرْكَبٍ لَآتَيْكَ بِمَالِكَ فَمَا وَجَدْتُ مَرْكَبًا قَبْلَ الَّذِي أَتَيْتُ فِيهِ، قَالَ: هَلْ كُنْتَ بَعْثَتْ إِلَيْيَ بِشَيْءٍ؟ قَالَ: أَخْبَرُكَ أَنِّي لَمْ أَجِدْ مَرْكَبًا قَبْلَ الَّذِي جَنَّتْ فِيهِ، قَالَ: فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ أَدَى عَنْكَ الَّذِي بَعْثَتْ فِي الْحَسْبَةِ، فَانْصَرَفَ بِالْأَلْفِ الدِّينَارِ رَاشِدًا).

**لَشَرِيقٌ** حضرت عبداللہ بن مسعود بن عثیمین کا قول جو یہاں مذکور ہوا ہے اس کو امام یہیقی نے وصل کیا۔ اور ایک قصہ بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود بن عثیمین سے ایک شخص نے بیان کیا کہ ابن نواحہ کا موزون اذان میں یوں کہتا ہے اشدن مسیلة رسول اللہ۔ انہوں نے ابن نواحہ اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا۔ ابن نواحہ کی تو گردن مار دی اور اس کے ساتھیوں کے باب میں مشورہ لیا۔ عدی بن حاتم نے کہا قتل کرو۔ جریر اور اشعث نے کماں سے توبہ کراؤ اور صفات لو۔ وہ ایک سو ستر آدمی تھے۔ ابن الیثیب نے ایسا ہی نقش کیا ہے۔

ابن منیر نے کہا کہ امام خاری رضی اللہ عنہ نے حدود میں کفالت سے دیون میں بھی کفالت کا حکم ثابت کیا۔ لیکن حدود اور قصاص میں کوئی کفیل ہو اور اصل مجرم یعنی کھول عنہ غائب ہو جائے تو کفیل پر حد یا قصاص نہ ہو گا اس پر اتفاق ہے لیکن قرضہ میں جو کفیل ہو اس کو قرض ادا کرنا ہو گا۔ (وجیدی)

حدیث میں بنی اسرائیل کے جن دو شخصوں کا ذکر ہے ان کی مزید تفصیلات جو حدیث ہڈا میں نہیں ہیں تو اللہ کے حوالہ ہیں کہ وہ لوگ کون تھے، کماں کے باشندے تھے؟ کون سے زمانہ سے ان کا تعلق ہے؟ بہر حال حدیث میں مذکورہ واقعہ اس قاتل ہے کہ اس سے عبرت حاصل کی جائے۔ اگرچہ یہ دنیا دار الاسباب ہے اور یہاں ہر چیز ایک سبب سے وابستہ ہے۔ قدرت نے اس کا رغانہ عالم کو اسی بنیاد پر قائم کیا ہے مگر کچھ چیزیں مستثنی بھی وجود پذیر ہو جاتی ہیں۔

ان ہر حدود میں سے قرض لیتے والے نے دل کی چیختی اور ایمان کی مضبوطی کے ساتھ محض ایک اللہ پاک ہی کا نام بطور حاضر اور کفیل پیش کر دیا۔ کیونکہ اس کے دل میں قرض کے ادا کرنے کا یقینی جذبہ تھا۔ اور وہ قرض حاصل کرنے سے قبل عزم صیم کر چکا تھا کہ اسے کسی نہ کسی صورت یہ قرض بالضرور واپس کرنا ہو گا۔ اسی عزم صیم کی بنا پر اس نے یہ قدم اٹھایا۔ حدیث میں اسی لئے فرمایا گیا کہ جو شخص قرض لیتے وقت ادا سکی کا عزم صیم رکھتا ہے اللہ پاک ضرور اس کی مدد کرتا اور اس کا قرض ادا کر دیتا ہے۔ اسی لئے ادا سکی کے وقت وہ شخص کشتی کی تلاش میں ساحل بحیرہ آیا کہ سوار ہو کر وقت مقررہ پر قرض ادا کرنے کے لئے قرض خواہ کے گھر حاضر ہو جائے۔ مگر اتفاق کہ تلاش بسیار کے باوجود اس کو سواری نہ مل سکی اور مجبوراً اس نے قرض کے دینا ایک لکڑی کے سوراخ میں بند کر کے اور اس کے ساتھ تعاریف پرچہ رکھ کر لکڑی کو دریا میں اللہ کے بھروسہ پر ڈال دیا۔ اس نے یہ عزم کیا ہوا تھا کہ لکڑی کی یہ رقم اگر اس قرض خواہ بھائی کو اللہ وصول کرا دے تو فیما ورنہ وہ جب بھی وطن لوئے گا اس کو دوبارہ یہ رقم ادا کرے گا۔ ادھر وہ قرض دینے والے ساحل بحیرہ کسی آنے والی کشتی کا انتظار کر رہا تھا کہ وہ بھائی وقت مقررہ پر اس کشتی سے آئے گا اور رقم ادا کرے گا۔ مگر وہ بھی ناکام ہو کر جاہی رہا تھا کہ اچانک دریا میں اس بھائی کو نظر جا پڑی اور اس نے ایک عمہ لکڑی جان کر ایندھن وغیرہ کے خیال سے اسے حاصل کر لیا۔ مگر لے جانے پر اس لکڑی کو کھولا، تو حقیقت حال سے اطلاع پا کر اور اپنی رقم وصول کر کے مسرور ہوا چونکہ ادا کرنے والے حضرت کو وصول کرنے کی اطلاع نہ تھی وہ احتیاط وطن آئے پر دوبارہ یہ رقم لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تفصیلات سے ہر دو کو علم ہوا اور دونوں بے انتہا مسرور ہوئے۔

یہ توکل علی اللہ کی وہ منزل ہے جو ہر کسی کو نہیں حاصل ہوتی۔ اسی لئے آخرت میں نے ایک صحابی سے فرمایا تھا کہ اپنے اونٹ رات کو خوب مضبوط پاندھ کر اللہ پر بھروسہ رکھو کہ اسے کوئی نہیں چرائے گا۔

**گفت پیغمبر یا آواز بلند بر توکل زانوے اشتربہ بند**

آج بھی ضرورت ہے کہ قرض حاصل کرنے والے مسلمان اس عزم صیم و توکل علی اللہ کا مظاہرہ کریں کہ وہ اللہ کی توفیق سے ضرور ضرور قرض کی رقم جلد ہی واپس کریں گے۔ وہ ایسا کریں گے تو اللہ بھی ان کی مدد کرے گا اور ان سے ان کا قرض ادا کر دے گا۔ ان دونوں شخصوں کا نام معلوم نہیں ہوا۔ حافظ نے کہا محمد بن ریج نے سند صحابہ میں عبد اللہ بن عمرو بن میثا سے نکلا کہ قرض دینے والا تجاشی تھا۔ اس صورت میں اس کو بنی اسرائیل فرمانا اس وجہ سے ہو گا کہ وہ بنی اسرائیل کا تحقیق تھا نہ یہ کہ ان کی اولاد میں تھا۔ علامہ عینی نے اپنی عادت کے موافق حافظ صاحب پر اعتراض کیا اور حافظ صاحب کی وسعت نظر اور کثرت علم کی تعریف نہ کی۔ اور کہا کہ یہ روایت ضعیف ہے اس پر اعتقاد نہیں کیا جا سکتا حالانکہ حافظ صاحب نے خود فرمادیا ہے کہ اس کی سند میں ایک مجمل ہے۔ (وجیدی)

اس حدیث کے ذیل حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:-

و فی الحديث جواز الاجل فی المرض وجوب الرفاء به و فیه التحدث عما كان فی بنی اسرائیل وغيرهم من العجائب للاعظام والانسآء و فیه التجارة فی البحر و جواز رکوبه و فیه بداة الكاتب بنفسه و فیه طلب الشهود فی الدين و طلب الكفیل به و فیه فضل التوکل علی الله و ان من صح توکله تکفل الله بنصره و عنونه الخ (فتح)

یعنی اس حدیث میں جواز ہے کہ قرض میں وقت مقرر کیا جائے اور وقت مقرر پر ادائیگی کا وجوب بھی ثابت ہوا اور اس سے بنی اسرائیل کے عجیب واقعات کا بیان کرنا بھی جائز ثابت ہوا تاکہ ان سے عبرت حاصل کی جائے اور ان کی اقتداء کی جائے اور اس سے دریائی تجارت کا بھی ثبوت ہوا اور دریائی سواریوں پر سوار ہونا بھی اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کاتب شروع میں اپنا نام لکھے اور اس سے قرض کے متعلق گواہوں کا طلب کرنا اور اس کے کفیل کا طلب بھی ثابت ہوا۔ اور اس سے توکل علی اللہ کی فضیلت بھی نکلی اور یہ بھی کہ جو حقیقی صحیح توکل ہو گا اللہ پاک اس کی مدد اور نصرت کا ذمہ دار ہو گا۔

خود قرآن پاک میں ارشاد باری ہے۔ «وَمِنْ يَتَوَكَّلُ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسِيبٌ» (العلق: ۳) جو اللہ پر توکل کرے گا اللہ اس کے لئے کافی و دافی ہے۔ اس قسم کی بستی آیات قرآن مجید میں وارد ہیں۔ مگر اس سلسلہ میں یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ با赫ر چھوڑ کر بیٹھے جانے کا نام توکل نہیں ہے۔ بلکہ کام کو پوری قوت کے ساتھ انجام دینا اور اس کا نتیجہ اللہ کے حوالے کر دینا اور غیر کے لئے اللہ سے پوری پوری امید رکھنا یہ توکل ہے۔ جو ایک مسلمان کے لئے داخل ایمان ہے۔ حدیث قدیم میں فرمایا ہے اناعدۃ ظن عبدی بی میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں۔ وہ میرے متعلق جو بھی گمان قائم کرے گا۔ مطلب یہ کہ بندہ اللہ پر جیسا بھی بھروسہ کرے گا، اللہ اس کے ساتھ وہی معاملہ کرے گا۔ اسرائیلی مومن نے اللہ پر پورا بھروسہ کر کے ایک ہزار اشرافیوں کی خطیر رقم کو اللہ کے حوالہ کر دیا۔ اللہ نے اس کے گمان کو صحیح کر کے دکھلایا۔

شرع میں ابوالزناد کی روایت سے جو واقعہ مذکور ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ اس شخص نے اپنی بیوی کی لوغڑی کو اپناہی مال سمجھ کر اس سے بوجہ نادانی صحبت کر لی۔ یہ مقدمہ حضرت عمر بن الخطاب کی عدالت عالیہ میں آیا تو آپ نے اس کی نادانی کے سبب اس پر رجم کی سزا معاف کر دی گر بطور تعمیر سو کوڑے لگوائے۔ پھر جب حضرت حمزہ اسلامی دہاں زکوہ وصول کرنے بطور تحصیلدار گئے تو ان کے سامنے بھی یہ معاملہ آیا۔ ان کو حضرت عمر بن الخطاب کے فیضے کا علم نہ تھا۔ لوگوں نے ذکر کیا تھی ان کو یقین نہ آیا۔ اس لئے قبیلہ والوں میں سے کسی نے اپنی صفات پیش کی کہ آپ حضرت عمر بن الخطاب سے اس کی تقدیم فرمائیں۔ چنانچہ انہوں نے یہ صفات قبول کی اور حضرت عمر بن الخطاب سے اس واقعہ کی تصدیق چاہی۔ حضرت امام بخاری و مسلم نے اس سے حاضر صفات کو ثابت فرمایا ہے۔

## بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى

بَابُ الصَّلَوةِ الْمُؤْكَلَةِ كَا (سُورَةُ نَسَاءٍ مِّنْ) يَهِ ارْشَادُكَ  
۲ - بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى  
﴿وَالَّذِينَ غَافَلُتَ أَيْمَانَكُمْ فَاتُوهُمْ﴾  
”جِنْ لَوْكُوں سے تم نے قسم کھا کر عمد کیا ہے، ان کا حصہ  
ان کو ادا کرو۔“  
نَصِيبُهُمْ﴾

(۳۲۹۲) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابو اسماء نے بیان کیا، ان سے اور لیں نے، ان سے طلحہ بن مصرف نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس عیاشی نے کہ (قرآن مجید کی آیت) (لکل جعلنا موالی) کے متعلق ان بن عباس نے فرمایا کہ (موالی کے معنی) درش کے ہیں۔ اور (والذین عقدت ایمانکم) (کا

حدَّثَنَا الصَّلَوةُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ  
حدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ عَنْ إِذْرِيسَ عَنْ طَلْحَةَ  
بْنِ مُصْرَفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبَّيرٍ عَنْ أَبِي  
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ﴿وَلَكُلِّ جَعْلَنَا  
مَوَالِيٍ﴾ قَالَ: وَرَثَةُ ﴿وَالَّذِينَ غَافَلُتَ أَيْمَانَكُمْ﴾

قصہ یہ ہے کہ) مهاجرین جب مدینہ آئے تو مهاجر انصار کا ترکہ پاتے تھے۔ اور انصاری کے نایاب داروں کو پکجھ نہ ملتا۔ اس بھائی پنپے کی وجہ سے جو نبی کریم ﷺ کی قائم کی ہوئی تھی۔ پھر جب آیت و لکل جعلنا موالی نازل ہوئی تو پہلی آیت والذین عقدت ایمانکم منسوخ ہو گئی۔ سوا امداد، تعاون اور خیر خواہی کے۔ البتہ میراث کا حکم (جو انصار و مهاجرین کے درمیان موافقہ کی وجہ سے تھا) وہ منسوخ ہو گیا۔ اور وصیت جتنی چاہیے کی جاسکتی ہے۔ (جیسی اور شخصوں کے لئے بھی ہو سکتی ہے۔ تمامی ترکہ میں سے وصیت کی جاسکتی ہے۔ جس کا نفاذ کیا جائے گا)

أَيْمَانُكُمْ فَقَالَ: كَانَ الْمُهَاجِرُونَ لَمَّا  
قَدِمُوا الْمَدِينَةَ: يَرْثُ الْمُهَاجِرُ الْأَنْصَارِيَ  
ذُونَ ذَوِي رَحْمَةٍ، لِلأَخْوَةِ الَّتِي آخَى  
البَيْتَ بَيْنَهُمْ، فَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ لِكَلْ  
جَعَلَنَا مَوَالِيَ نَسَخَتْ. ثُمَّ قَالَ:  
(وَالَّذِينَ عَاقَدُتِ أَيْمَانُكُمْ) إِلَّا النَّصْرَ  
وَالرُّفَادَةَ وَالنُّصِيْحَةَ - وَقَدْ ذَهَبَ  
الْمِيرَاثُ - وَيُوصَى لَهُ)).

[طرفاه في: ٤٥٨٠، ٦٧٤٧]

**لشیخ** یعنی مولی المولاۃ سے عرب لوگوں میں دستور تھا کسی سے بہت دوستی ہو جاتی تو اس سے معالیہ کرتے اور کہتے کہ تمرا خون ہمارا خون ہے۔ اور تو جس سے لے رہے ہم اس سے لڑیں، تو جس سے صلح کرے ہم اس سے صلح کریں۔ تو ہمارا وارث ہم تمیرے وارث، تمیرا قرضہ ہم سے لیا جائے گا ہمارا قرضہ تجھے سے، تمیری طرف سے ہم دیتے دیں تو ہماری طرف سے۔

شروع زمانہ اسلام میں ایسے شخص کو ترکہ کا چھٹا ملنے کا حکم ہوا تھا۔ پھر یہ حکم اس آیت سے منسوخ ہو گیا۔ («وَأُولُو الْأَذْخَامِ بَعْضُهُمْ أُولَى بِنَفْسِهِ فِي كَفِيلٍ اللَّهُمَّ») (الافق: ۲۵) ابن منیر نے کماں کا نالٹ کے باب میں امام تخاری رضی اللہ عنہ اس کو اس لئے لائے کہ جب حلف سے جو ایک عقد تھا، شروع زمانہ اسلام میں ترکہ کا استحقاق پیدا ہو گیا تو کمال کرنے سے بھی مال کی ذمہ داری کفیل پر پیدا ہو گی کیونکہ وہ بھی ایک عقد ہے۔

عربوں میں جاہلی دستور تھا کہ بلاحق و ناحق دیکھے کسی اہم موقع پر بعض قبائلی عصیت کے تحت قسم کا بیٹھتے کہ ہم ایسا ایسا کریں گے۔ خواہ حق ہوتا یا ناحق، اسی کو حلف جاہلیت کہا گیا۔ اور بتلایا کہ اسلام میں ایسی غلط قسم کی قسموں کا کوئی مقام نہیں ہے۔ اسلام سراسر عدل کی ترجیب دیتا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا ہے «وَلَا يَنْهَاكُنَّ مِنْهُمْ فَتَأْتُنَّ قَوْمًا عَلَىٰ أَلَا تَعْدِلُوا إِنَّ الْعُذُولَةَ هُوَ أَفْرَطُ لِلظُّفُرِ» (الماکہ: ۸) بعض قومی عصیت کی بنا پر ہرگز قلم پر کرنہ پابند ہو۔ انصاف کرو کے تقویٰ سے انصاف ہی قریب ہے۔

قال الطبرى ما استدل به انس على اثبات الحلف لا ينافي حديث جبیر بن مطعم فى نفيه فان الاعنة المذکور كان فى اول الهجرة و كانوا يتوارثون به ثم نسخ من ذالك الميراث وبقى مالم يبطله القرآن وهو التعاون على الحق والنصر والأخذ على يد الظالم كما قال ابن عباس الانصر والنصيحة والرقة والرأفة ويروصى له وقد ذهب الميراث (فتى)

یعنی طبری نے کہا کہ اثبات حلف کے لئے حضرت انس بن مالک نے جو استدال کیا وہ جبیر بن مطعم کی نفی کے خلاف نہیں ہے۔ اخاء مذکور یعنی اس قسم کا بھائی چارہ شروع بھرت میں قائم کیا گیا تھا۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث بھی ہوا کرتے تھے۔ بعد میں میراث کو منسوخ کر دیا گیا۔ اور وہ پڑی اپنی حالت پر باقی رہ گئی۔ جس کو قرآن مجید نے باطل قرار نہیں دیا۔ اور وہ باہمی حق پر تعاقون اور انداد کرنا اور ظالم کے باہم کپڑتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میراث تو پھی گمراہ ایک دوسرے کی مدد کرنا اور آپس میں ایک دوسرے کی خیر خواہی کرنا یہ چیز باقی رہ گئی ہیں۔ بلکہ اپنے بھائیوں کے لئے وصیت بھی کی جا سکتی ہے۔

واقعہ مواعظات اسلامی تاریخ کا ایک شاندار باب ہے۔ صہابہ جو اپنے گھر بار و طلن چھوڑ کر مدینہ شریف پڑھ آئے تھے ان کی دلخوشی

بہت ضروری تھی۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے مسیہ کے باشندگان انصار میں ان کو تقسیم فرمادیا۔ انصاری بھائیوں نے جس خلوص اور رفاقت کا ثبوت دیا اس کی نظر تاریخ عالم میں ملنی ناممکن ہے۔ آخر یہی مہاجر مسیہ کی زندگی میں گھل مل گئے۔ اور اپنے بیرون پر کھڑے ہو کر خود انصار کے لئے باعث تقویت ہو گئے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

آج مسیہ طیبہ ہی میں بیٹھ کر انصار مسیہ اور مہاجرین کرام یعنی کایہ ذکر خیر یہاں لکھتے ہوئے دل پر ایک رقت آمیز اثر محسوس کر رہا ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ انصار و مہاجر قصر اسلام کے دو اہم ترین ستون ہیں جن پر اس عظیم قدر کی تغیری ہوتی ہے۔ آج بھی مسیہ کی فضا ان بزرگوں کے چھوڑے ہوئے تاثرات سے بھر پور نظر آ رہی ہے۔ مسجد نبوی حرم نبوی میں مختلف ممالک کے لاکھوں مسلمان جمع ہو کر عبادات اللہ و صلواۃ و سلام پڑھتے ہیں اور سب میں مواخات اور اسلامی بحث کی ایک غیر محسوس لبردوڑتی ہوتی نظر آتی ہے۔ اگر مسلمان یہاں سے جانے کے بعد بھی یا ہمیں مواغات کو ہر ہر جگہ قائم رکھیں تو دنیا انسانیت کے لئے وہ ایک بہترن نمونہ بن سکتے ہیں۔ ۲ صفر ۱۳۹۰ھ کو محترم بھائی حاجی عبدالرحمن سندی باب مجیدی مسیہ منورہ کے دولت کردہ پر یہ الفاظ نظر ہاتھی کرتے ہوئے لکھے گئے۔ بہ سلسلہ اشاعت بخاری شریف مترجم اردو حاجی صاحب موصوف کی مజہد انہ کوششوں کے لئے امید ہے کہ ہر مطالعہ کرنے والا بھائی وعائے خیر کرے گا۔

(۲۲۹۳) ہم سے قتبیہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے اُس رضی اللہ عنہ نے کہ جب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہمارے یہاں آئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بھائی چارہ سعد بن ریفع رضی اللہ عنہ سے کرایا تھا۔

۲۲۹۳ - حَدَّثَنَا قَيْثَيَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، فَأَخْرَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسِينَةً وَيَسِينَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ.

[راجح: ۲۰۴۹]

(۲۲۹۳) ہم سے محمد بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن زکریا نے بیان کیا، ان سے عاصم بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اُس بیٹھو سے پوچھا، کیا آپ کو یہ بات معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا، اسلام میں جاہلیت والے (غلط قسم کے) عمد و بیان نہیں ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے تو خود انصار اور قریش کے درمیان میرے گھر میں عمد و بیان کرایا تھا۔

۲۲۹۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاجِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَبْلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَا جَلْفَ فِي الإِسْلَامِ؟ فَقَالَ: قَدْ حَالَفَ النَّبِيَّ ﷺ، بَنِي قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِيْ).

[طرفہ فی : ۶۰۸۳ ، ۷۳۴۰]

معلوم ہوا کہ عمد و بیان اگر حق اور عدل کی بنا پر ہو تو وہ مذموم نہیں ہے بلکہ ضروری ہے مگر اس عمد و بیان میں صرف بآہی عمد و خیر خواہی مد نظر ہوگی۔ اور ترکہ کا ایسے بھائی چارہ سے کوئی تعلق نہ ہو گا۔ کہ وہ وارثوں کا حق ہے۔ یہ امر دیگر ہے کہ ایسے موقع پر حسب قائدہ شرعی مرنے والے کو صیست کا حق حاصل ہے۔

۳- بَابُ مَنْ تَكَفَّلَ عَنْ مَيْتٍ دَيْنًا بَابُ جو شخص کسی میت کے قرض کا ضامن بن جائے تو اس

## کے بعد اس سے رجوع نہیں کر سکتا، حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا۔

(۲۲۹۵) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے، ان سے سلمہ بن اکو عرضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے یہاں نماز پڑھنے کے لئے کسی کاجنازہ آیا۔ آپ نے دریافت فرمایا، کیا اس میت پر کسی کا قرض تھا؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھا دی۔ پھر ایک اور جنازہ آیا۔ آپ نے دریافت فرمایا، میت پر کسی کا قرض تھا؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں تھا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا، کہ پھر اپنے ساتھی کی تم ہی نماز پڑھ لو، ابو قادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ان کا قرض میں ادا کروں گا۔ تب آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَرْجِعَ وَبِهِ قَالَ الْحَسْنُ

۲۲۹۵ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عَبِيدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْنَوْعَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى بِجَنَازَةً لِيَصْلِيَ عَلَيْهَا فَقَالَ: ((هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دِيْنٍ؟)) قَالُوا: لَا، فَصَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ أَتَى بِجَنَازَةً أُخْرَى فَقَالَ: ((هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دِيْنٍ؟)) قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: ((صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ)). قَالَ أَبُو قَاتَدَةَ: عَلَيَّ دِيْنُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَصَلَّى عَلَيْهِ)).

[رجوع: ۲۲۸۹]

اس حدیث سے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے یہ نکلا کہ صاف من اپنی صفات سے رجوع نہیں کر سکتا۔ جب وہ میت کے قرضے کا صاف من ہو۔ کیونکہ آخر پر حضرت شیعیہ نے صرف ابو قادہ کی صفات کے سبب اس پر نماز پڑھ لی۔ اگر رجوع جائز ہوتا تو جب تک ابو قادہ رضی اللہ عنہ یہ قرض ادا نہ کر دیتے آپ اس پر نماز نہ پڑھتے۔

(۲۲۹۶) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، انہوں نے محمد بن علی باقر سے سنا، اور ان سے جابر بن عبد اللہ عیاشی نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بحرین سے (جزیرہ کا) مال آیا تو میں تمیں اس طرح دونوں لپ بھر کر دوں گا لیکن بحرین سے مال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک نہیں آیا پھر جب اس کے بعد وہاں سے مال آیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اعلان کر دیا کہ جس سے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی وعدہ ہو یا آپ پر کسی کا قرض ہو وہ ہمارے یہاں آجائے۔ چنانچہ میں حاضر ہوں۔ اور میں نے عرض کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ وہ باتیں فرمائی تھیں جسے سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک لپ بھر کر دیا۔ میں نے اسے شمار کیا تو وہ پانچ سو کی رقم تھی۔ پھر فرمایا کہ اس کے دو گنا اور لے لو۔

۲۲۹۶ - حَدَّثَنَا عَلَيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّاً ثُمَّ حَدَّثَنَا عَمْرُو سَمْعَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلَيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ أَغْطَيْنَكُمْ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا)، فَلَمْ يَجِدْهُ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتَّى قَبَضَ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُوبَكْرَ قَنَادِي: مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ عِدَّةً أَوْ دِيْنَ فَلْيَأْتِنَا، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا، فَحَتَّى لِي خَشِّيَّةً، فَعَدَدْتُهَا، فَإِذَا هِيَ خَمْسِينَةً وَقَالَ: حُذْ مَظْلِمَاهَا.

[اطرافہ فی : ۲۵۹۸، ۲۶۸۳، ۳۱۲۷، ۴۲۸۳، ۳۱۶۴]

سب تین اپ ہو گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین اپ بھر دیئے کا وعدہ فرمایا تھا جیسے دوسری روایت میں ہے جس کو امام بخاری رضی اللہ عنہ نے شادات میں نکلا، اس کی تصریح ہے۔ باب کا مطلب اس سے یوں نکلا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور جانشیں ہوئے تو گویا آپ کے سب معاملات اور وعدوں کے وہ کفیل غیرے اور ان کو ان وعدوں کا پورا کرنا لازم ہوا۔ (قطلانی)

#### باب نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو (ایک مشرک کا) امان دینا اور اس کے ساتھ آپ کا عہد کرنا

جو حدیث اس باب میں لائے اس کی مطابقت اس طرح ہے کہ پناہ دینے والے نے جس کو پناہ دی، گویا اس کی عدم ایذا کا مکلف ہوا۔ اور اس پر اس کفالت کا پورا کرنا لازم ہوا۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ عدم ایذا دستی اور سلامی کی ضمانت کرنا درست ہے۔ جیسے ہمارے زمانہ میں راجح ہے۔ (وجیدی)

(۷) ۲۲۹ (۲۲۹) ہم سے سعیٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے کہ ابن شاہب نے بیان کیا، اور انہیں عروہ بن زیر نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا تو اپنے والدین کو اسی دین اسلام کا پیرو کار پایا۔ اور ابو صالح سليمان نے بیان کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا۔ ان سے یونس نے، اور ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زیر نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے جب ہوش سنبھالا تو اپنے والدین کو دین اسلام کا پیرو کار پایا۔ کوئی دن ایسا نہیں گذرتا تھا جب رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں صبح و شام دونوں وقت تشریف نہ لاتے ہوں۔ پھر جب مسلمانوں کو بہت زیادہ تکلیف ہونے لگی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت جب شہ کا ارادہ کیا۔ جب آپ پرک الغمام پہنچے تو ہاں آپ کی ملاقات قارہ کے سردار مالک ابن الدغنه سے ہوئی۔ اس نے پوچھا، ابو بکر! کہاں کا ارادہ ہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔ اور اب تو یہی ارادہ ہے کہ اللہ کی زمین میں سیر کروں اور اپنے رب کی عبادت کرتا رہوں۔ اس پر مالک ابن الدغنه

#### ۴ - بَابُ جَوَارٍ أَبِي بَكْرٍ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَعَقْدِهِ

۲۲۹۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُتْبَرُ عَنْ عَقِيلٍ قَالَ إِنَّ شِهَابَ فَأَخْبَرَنِي غُرُوفَةُ بْنُ الرَّبِّيرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: ((لَمْ أَعْقِلْ أَبُوئِي إِلَّا وَهُمَا يَدِينَا بِالْدِينِ)).

وقال أبو صالح: حدثني يحيى بن بكر قال: حدثنا المتبّر عن عقيل قال ابن شهاب فأخبرني غروفه بْنُ الرَّبِّيرَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: ((لَمْ أَعْقِلْ أَبُوئِي إِلَّا وَهُمَا يَدِينَا بِالْدِينِ)).

وقال أبو صالح: حدثني يحيى بن بكر عن يونس عن الزهري قال: أخبرني غروفه بْنُ الرَّبِّيرَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: ((لَمْ أَعْقِلْ أَبُوئِي قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَا بِالْدِينِ)).

يأتنا فيه رسول الله ﷺ طرف في النهار بکرہ وعشیة. فلما ابتلی المسلمين خرج أبو بکر مهاجرًا قبل الحجۃ حتى إذا بلغ برک العمال لقيه ابن الدغنة وهو سید القراءة فقال: أین ترینڈ یا آبا بکر؟ فقال أبو بکر: آخر جنی قومی، فانا أرینڈ

نے کہا کہ آپ جیسا انسان (اپنے وطن سے) نہیں نکل سکتا اور نہ اسے نکلا جا سکتا ہے۔ کہ آپ تو محتاجوں کے لئے کماتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں۔ مجبوروں کا بوجھ اپنے سر لیتے ہیں۔ مسلمان نوازی کرتے ہیں۔ اور حادثوں میں حق بات کی مدد کرتے ہیں۔ آپ کو میں امان دیتا ہوں۔ آپ چلے اور اپنے ہی شر میں اپنے رب کی عبادت کیجیے۔ چنانچہ ابن الدغۃ اپنے ساتھ ابو بکر بن ثابت کو لے آیا اور مکہ پہنچ کر کفار قریش کے تمام اشراف کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ ابو بکر جیسا نیک آدمی (اپنے وطن سے) نہیں نکل سکتا اور نہ اسے نکلا جا سکتا ہے۔ کیا تم ایسے شخص کو بھی نکال دو گے جو محتاجوں کے لئے کماتا ہے اور جو صلہ رحمی کرتا ہے اور جو مجبوروں اور کمزوروں کا بوجھ اپنے سر پر لیتا ہے اور جو مسلمان نوازی کرتا ہے اور جو حادثوں میں حق بات کی مدد کرتا ہے۔ چنانچہ قریش نے ابن الدغۃ کی امان کو مان لیا۔ اور حضرت ابو بکر بن ثابت کو امان دے دی۔ پھر ابن الدغۃ سے کہا کہ ابو بکر کو اس کی تائید کرونا کہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر ہی میں کر لیا کریں۔ وہاں جس طرح چاہیں نماز پڑھیں، اور قرآن کی تلاوت کریں۔ لیکن ہمیں ان چیزوں کی وجہ سے کوئی ایذا نہ دیں۔ اور نہ اس کا اظہار کریں۔ کیونکہ ہمیں اس کا ذرہ ہے کہ کہیں ہمارے پنج اور ہماری عورتیں فتنہ میں نہ پڑ جائیں۔ ابن الدغۃ نے یہ باتیں جب حضرت ابو بکر بن ثابت کو سنائیں۔ تو آپ اپنے رب کی عبادت گھر کے اندر ہی کرنے لگے۔ نہ نماز میں کسی قسم کا اظہار کرتے اور نہ اپنے گھر کے سوا کسی دوسری جگہ تلاوت کرتے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق بن ثابت نے کچھ دنوں بعد ایسا کیا کہ آپ نے اپنے گھر کے سامنے نماز کے لئے ایک جگہ بنای۔ اب آپ ظاہر ہو کر وہاں نماز پڑھنے لگے اور اسی پر تلاوت قرآن کرنے لگے۔ پس پھر کیا تھا، مشرکین کے بچوں اور ان کی عورتوں کا مجمع لگنے لگا۔ سب حیرت اور تعجب کی نکاہوں سے انہیں دیکھتے۔ ابو بکر بن ثابت ہر بڑے ہی روئے والے تھے۔ جب قرآن پڑھنے لگتے تو آنسوؤں پر قابو نہ رہتا۔ اس صورت حال سے اکابر مشرکین قریش

آن اُسیتِ فی الْأَرْضِ وَأَغْبَدَ رَبَّیٍ۔ قَالَ أَبْنُ الدُّغْنَةِ: إِنَّ مِثْلَكَ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرُجُ۔ فَإِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَصْلِي الرَّحْمَ، وَتَحْمِلُ الْكُلَّ، وَتَفْرِي الصَّيْفَ، وَتَعْنِي عَلَى نَوَابِ الْحَقِّ، وَأَنَا لَكَ جَازَ، فَازْجَعَ فَاغْبَدَ رَبَّكَ بِلَادِكَ، فَارْتَحَلَ أَبْنُ الدُّغْنَةِ فَرَجَعَ مَعَ أَبِيهِ بَكْرٍ فَطَافَ فِي أَشْرَافِ كُفَّارٍ فَرِيشَ فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلَهُ وَلَا يُخْرُجُ، اتَّخِرُ جُونَ رَجَلًا يَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَيَصْلِي الرَّحْمَ، وَيَحْمِلُ الْكُلَّ، وَيَفْرِي الصَّيْفَ، وَيَعْنِي عَلَى نَوَابِ الْحَقِّ؟ فَانْفَدَتْ قُرْيَشٌ جَوَارَ أَبْنِ الدُّغْنَةِ، وَأَمْنُوا أَبَا بَكْرٍ، وَقَالُوا لِأَبْنِ الدُّغْنَةِ: مَرْأَةُ أَبِيهِ فَلَيَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ، فَلَيُصَلِّ وَلَيُقْرَأُ مَا شَاءَ وَلَا يُؤْذِنَا بِذَلِكَ، وَلَا يَسْتَعْلِمَ بِهِ، فَإِنَا قَدْ خَشِينَا أَنْ يَقْتُلَنَا أَبْنَاءُنَا وَنِسَاءُنَا، قَالَ: ذَلِكَ أَبْنُ الدُّغْنَةِ لِأَبِيهِ بَكْرٍ، فَلَطَقَنَ أَبُو بَكْرٍ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ وَلَا يَسْتَعْلِمَ بِالصَّلَاةِ وَلَا الْقِرَاءَةِ فِي غَيْرِ دَارِهِ، ثُمَّ بَدَا لِأَبِيهِ بَكْرٍ فَانْتَشَ مَسْجِدًا بَيْنَاءَ دَارِهِ، وَبَرَزَ، فَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ، فَيَتَصَصُّفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ وَأَبْنَاءُهُمْ يَعْجِبُونَ وَيَنْظَرُونَ إِلَيْهِ، وَكَانَ أَبُوبَكْرٍ رَجَلًا بَكَاءً لَا يَمْلِكُ ذَبْعَةً حِينَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، فَأَفْرَغَ ذَلِكَ أَشْرَافَ قُرْيَشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَأَنْسَلُوا إِلَى أَبِيهِ بَكْرٍ قَدِيمًا عَلَيْهِمْ فَقَالُوا لَهُ: إِنَا

گھبرائے۔ اور سب نے ابن الدغنه کو بلا بھیجا۔ ابن الدغنه ان کے پاس آیا تو ان سب نے کہا کہ ہم نے تو ابو بکر کو اس لئے امان دی تھی کہ وہ اپنے رب کی عبادت گھر کے اندر رہی کریں گے۔ لیکن وہ تو زیادتی پر اتر آئے اور گھر کے سات نماز پڑھنے کی ایک جگہ بنالی ہے۔ نماز بھی سب کے سامنے ہی پڑھنے لگے ہیں اور تلاوت بھی سب کے سامنے کرنے لگے ہیں۔ ڈرہمیں اپنی اولاد اور عورتوں کا ہے کہ کہیں وہ فتنہ میں نہ پڑ جائیں۔ اس لئے اب تم ان کے پاس جاؤ۔ اگر وہ اس پر تیار ہو جائیں کہ اپنے رب کی عبادت صرف اپنے گھر کے اندر رہی کریں، پھر تو کوئی بات نہیں۔ لیکن اگر انہیں اس سے انکار ہو تو تم ان سے کوئی کہ وہ تمہاری امان تمہیں واپس کر دیں۔ کیونکہ ہمیں یہ پسند نہیں کہ تمہاری امان کو ہم توڑیں۔ لیکن اس طرح انہیں انظمار اور اعلان بھی کرنے نہیں دیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس کے بعد ابن الدغنه حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کو معلوم ہے وہ شرط جس پر میرا آپ سے عمد ہوا تھا۔ اب یا آپ اس شرط کی حدود میں رہیں یا میری امان مجھے واپس کر دیں۔ کیونکہ یہ میں پسند نہیں کرتا کہ عرب کے کانوں تک یہ بات پہنچے کہ میں نے ایک شخص کو امان دی تھی لیکن وہ امان توڑ دی گئی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہاری امان تمہیں واپس کرتا ہوں۔ میں تو بس اپنے اللہ کی امان سے خوش ہوں، رسول کشم شلیلہ ان دونوں مکہ ہی میں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے تمہاری بھرت کا مقام دکھلایا گیا ہے۔ میں نے ایک کھاری نمکین زمین دیکھی ہے، جمال کھجور کے باغات ہیں اور وہ دو پتھریلے میدانوں کے درمیان میں ہے۔ جب رسول اللہ شلیلہ نے اس کا انظمار فرمادیا تو جن مسلمانوں نے بھرت کرنی چاہی وہ پسلے ہی مدینہ بھرت کر کے چلے گئے۔ بلکہ بعض وہ صحابہ بھی جو بھرث بھرت کر کے چلے گئے تھے وہ بھی مدینہ آگئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی بھرت کی تیاریاں کرنے لگے تو رسول اللہ شلیلہ نے ان سے فرمایا، جلدی نہ کرو، امید ہے کہ مجھے بھی جلدی اجازت

کُنَّا أَجْرَنَا أَبَابِكْرٌ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي  
دَارِهِ، وَإِنَّهُ جَاءَرَ ذَلِكَ فَانْتَيَ مَسْجِدًا  
بِفَنَاءِ دَارِهِ، وَأَعْلَمَ الصَّلَاةَ وَالْفِرَاءَ، وَقَدْ  
خَشِيَّنَا أَنْ يَقْعِنَ أَبْنَاءَنَا وَإِنْسَاءَنَا، فَأَيُّهُ، فَإِنَّ  
أَحَبَّ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي  
دَارِهِ فَعَلَّ، وَإِنَّ أَنِّي إِلَّا أَنْ يَغْلِبَ ذَلِكَ  
فَسْلَهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْكَ ذَمَّكَ، فَإِنَّا كَرِهُنَا أَنْ  
نُخْفِرَكَ، وَلَسْنًا مُقْرِنَ لَأَبِي بَكْرٍ  
الِإِسْتِغْلَالَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَنِّي أَبْنَ الدَّعْةِ  
أَبَابِكْرٌ فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتَ الَّذِي عَقَدْتَ  
لَكَ عَلَيْهِ، فَإِنَّمَا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَى ذَلِكَ، وَإِنَّمَا  
أَنْ تَرُدَّ إِلَيْيَ ذَمَّتِي؛ فَأَنِّي لَا أَحَبُّ أَنْ  
تَسْمَعَ الْأَغْرَبُ أَنِّي أَخْفِرْتُ فِي رَجُلٍ  
عَقَدْتَ لَهُ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَأَنِّي أَرُدُّ إِلَيْكَ  
جَوَازَكَ وَأَرْضَيَ بِجَوَازِ اللَّهِ وَرَسُولِ اللَّهِ  
بِكَلِيمَةِ بِمَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
(قَدْ أَرِيْتَ دَارَ هِجْرَتِكُمْ، رَأَيْتَ سَبَقْتَهُ  
ذَاتَ نَحْلٍ بَيْنَ لَابَنِ، وَهُمَا الْحَرَثَانِ).  
فَهَاجَرَ مِنْ هَاجَرَ قَبْلَ الْمَدِينَةِ حِينَ ذَكَرَ  
ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَرَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ  
بعضُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ إِلَى أَرْضِ الْحَسَنَةِ.  
وَتَجَهَّزُ أَبُوبِكْرٌ مَهَاجِرًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ  
الله ﷺ: عَلَى رِسْلِكَ، فَأَنِّي أَرْجُو أَنْ  
يُؤَذَّنَ لِي. قَالَ أَبُوبِكْرٌ: هَلْ تَرْجِبُ ذَلِكَ  
بَأَبِي أَنْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَحَبَسَ أَبُوبِكْرٌ  
نَفْسَهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِيُصْنَحَّهُ،  
وَعَلَّفَ رَاحِلَتِنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السُّمْرَ

أربعة أشهر)). [راجع: ٤٧٦]

مل جائے گی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں؟ کیا آپ کو اس کی امید ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں ضرور اچنچھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگے، تاکہ آپ کے ساتھ بھرت کریں۔ ان کے پاس دو اونٹ تھے، انہیں چار مینے تک وہ بول کے پتے کھلاتے رہے۔

**تشریح:** یہ حدیث واقعہ بھرت سے متعلق بہت سی معلومات پر مشتمل ہے، نیز اس سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا استقلال اور توکل علی اللہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ ایک وقت تھا کہ اسی شرک مک میں (جل بیٹھ کر کعبہ مقدس میں یہ سڑس لکھ رہا ہوں) آنحضرت رضی اللہ عنہ اور آپ کے جان شارون کو انتہائی ایسا ائمہ دی جا رہی تھیں۔ جن سے مجبور ہو کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ مقدس شریح چوڑے پر مجبور ہو گئے تھے۔ اور بھرت جب شرک کے ارادے سے برک الفخاد نامی ایک مقام قریب کہ میں پہنچ چکے تھے۔ کہ آپ کو قارہ قبیلے کا ایک سردار مالک بن دغنه ملا۔ قارہ بنی اہون قبیلہ کی شاخ تھی جو تیر اندازی میں مشور تھے۔ اس قبیلے کے سردار مالک بن دغنه نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب حالت سفر میں کوچ کرتے دیکھا تو فوراً اس کے منہ سے نکلا کہ آپ جیسا شریف آدمی جو غریب پرور ہو، صدق حجی کرنے والا ہو، جو دوسروں کا بوجھ اپنے سر پر اخالیتا ہو اور جو مہمان نوازی میں بے نظر خوبیوں کا مالک ہو، ایسا یہ تین انسان ہرگز کہ سے نہیں نکل سکتا، نہ وہ نکلا جا سکتا ہے۔ آپ بیرونی پناہ میں ہو کر واپس کہ تعریف لے چلے اور وہیں اپنے رب کی عبادت کیجئے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ کہ واپس آگئے۔ اور ابن دغنه نے کہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لئے امن دینے کا اعلان عام کر دیا۔ تھے قریش نے بھی منظور کر لیا۔ مگر یہ شرط تمہراں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ علائیہ نماز نہ پڑھیں، نہ تلاوت قرآن فرمائیں، نہیں سن کر ہمارے نوجوان بگز جاتے ہیں۔ کچھ دنوں بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مسیح مسیح فرمایا ہر دلائل میں بیٹھنا اور قرآن شریف پڑھنا شروع فرمادیا۔ اسی پر کفار قریش نے شکوہ شکاریوں کا سلسلہ شروع کر کے ابن دغنه کو در غلبایا اور وہ اپنی پناہ واپس لینے پر تیار ہو گیا۔ جس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صاف فرمایا کہ انی اردک الیک جوارک وارہی بجوار اللہ یعنی اے ابن دغنه! میں تمہاری پناہ تم کو واپس کرتا ہوں اور میں اللہ پاک کی امان پر راضی ہوں۔ اس وقت رسول کرم رضی اللہ عنہ کہ شریف ہی میں موجود تھے، آپ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات فرمائی تو تھا لیا کہ جلد ہی بھرت کا واقعہ سامنے آئے والا ہے۔ اور اللہ نے مجھے تمہاری بھرت کا مقام بھی دکھلایا ہے۔ جس سے آپ کی مراد میں طبیب سے تھی۔ اس بشارت کو سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لے اپنی اونٹیوں کو سفر کے لئے تیار کرنے کے خیال سے بول کے پتے بھرت کھلانے شروع کر دیئے۔ تاکہ وہ تیز رفتاری سے بھرت کے وقت سفر کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ آپ چار ماہ تک لکھا تار ان سواریوں کو سفر بھرت کے لئے تیار فرماتے رہے یہاں تک کہ بھرت کا وقت آگیا۔

اس حدیث سے باب کی مطابقت یوں ہے کہ ابن دغنه نے گویا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہمات کی تھی، کہ ان کو مالی اور بدینی اپنیاں پہنچے۔ حافظ فرماتے ہیں۔ والفرض من هذا الحديث هنا رضا ابی بکر بجوار ابن المخدا و تقریر النبی صلی اللہ علیہ وسلم له علی ذالک ووجه دخوله فی الکفالة انه لائق بکفالة الابدان لان الذی اجاره کانه تکفل بنفس المغاران لا بھام قاله ابن الصیر (فتح) یعنی یہاں اس حدیث کے درج کرنے سے غرض یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ابن دغنه کی پڑوس اور اس کی پناہ دینے پر راضی ہو گئے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو ثابت رکھا۔ اور اس حدیث کو باب الکفالة میں داخل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے ایدان کا ثابت میں دینا جائز ثابت ہوا۔ گویا جس نے ان کو پناہ دی وہ ان کی جان کے کفیل بن گئے کہ ان کو کوئی تکلیف نہیں دی جائے گی۔

اللہ کی شان ایک وہ وقت تھا وہ ایک وقت آج ہے کہ مکہ مطہرہ ایک عظیم اسلامی مرکز کی حیثیت میں دنیاۓ اسلام کے ستر کروڑ انسانوں کا قبلہ و کعبہ بنا ہوا ہے۔ جہاں ہر سال بر تقریب ۲۰-۲۵ لاکھ مسلمان جمع ہو کر صداقت اسلام کا اعلان کرتے ہیں۔ الحمد لله اللہ الی صدق و عده و نصر عبده و هزم الاحزاب و حده فلاشی بعدہ

آج ۲۲ ذی الحجه ۱۴۳۸ھ کو بعد مغرب مطاف مقدس میں بیٹھ کر یہ نوٹ حوالہ قلم کیا گیا۔ رہنا تقبل منا انک انت السمعیع العلیم

### باب قرض کا بیان

### ۵۔ بَابُ الدِّينِ

(۲۲۹۸) ہم سے بھی بن کیرنے بیان کیا، کما کہ ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ان شباب نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ وغیرہ نے کہ رسول کرم ﷺ کے پاس جب کسی ایسی میت کو لایا جاتا جس پر کسی کا قرض ہوتا تو آپؐ فرماتے کہ کیا اس نے اپنے قرض کے ادا کرنے کے لئے بھی کچھ چھوڑا ہے؟ پھر اگر کوئی آپؐ کو بتارتا کہ ہاں اتنا مال ہے جس سے قرض ادا ہو سکتا ہے تو آپؐ اس کی نماز پڑھاتے، ورنہ آپؐ مسلمانوں ہی سے فرمادیتے کہ اپنے ساتھی کی نمازو پڑھ لو، پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر فتح کے دروازے کھول دیئے تو آپؐ نے فرمایا کہ میں مسلمانوں کا خود ان کی ذات سے بھی زیادہ مستحق ہوں۔ اس لئے اب جو بھی مسلمان وفات پا جائے اور جو وہ مقرض رہا ہو تو اس کا قرض ادا کرنا میرے ذمے ہے۔ اور جو مسلمان مال چھوڑ جائے وہ اس نکے وارثوں کا حق ہے۔

۲۲۹۸ - حدثنا يحيى بن بكير قال  
حدثنا الليث عن عقبى عن ابن شهاب  
عن أبي سلمة عن أبي هريرة رضي الله عنه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يزور بالرجل الموثق عليه الدين، فيسأل: هل ترك لدنيه فضلاً؟ فإن حدث أنه ترك لدنيه وفاء صلي، وإن قال للمسلمين: ((صلوا على صالحكم)). فلما فتح الله عليه الفتح قال: ((أنا أولى بالمؤمنين من أنفسهم، فمن توقي من المؤمنين فترك ديننا فعل قضاء، ومن ترك مالا فلورثته)).

[اطراف: ۲۳۹۸، ۲۳۹۹، ۴۷۸۱]

۵۳۷۱، ۶۷۳۱، ۶۷۴۵، ۶۷۶۳.]

علوم ہوا کہ قرض داری بری بلا ہے۔ آنحضرت نے اس کی وجہ سے نماز نہیں پڑھائی، اسی لئے قرض سے بھیشہ بچنے کی دعا **تسبیح** کرنا ضروری ہے۔ اگر مجبوراً قرض لینا پڑے تو اس کی اوایلی کی کامل نیت رکھنا چاہئے، اس طرح اللہ پاک بھی اس کی مدد کرے گا۔ اور اگر دل میں بے ایمانی ہو تو پھر اللہ بھی ایسے ظالم کی مدد نہیں کرتا ہے۔

## ۳۵۔ کتاب الوکالۃ

# کتاب وکالت کے مسائل کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
الْحُجَّۃُ

لغت میں وکالت کے معنی پردازنا اور شریعت میں وکالت اس کو کہتے ہیں کہ آدمی اپنا کوئی کام کسی کے پرداز کر دے بشرطیکہ اس کام میں نیابت اور قائم مقامی ہو سکتی ہو۔ آج یوم عاشورہ کو کعبہ شریف میں وقت تجدیہ نوٹ لکھا گیا۔

**۱ - بَابُ وَكَالَةِ الشَّرِيكِ الشَّرِيكِ**      **بَابُ تَقْسِيمٍ وَغَيْرِهِ** کے کام میں ایک ساجھی کا اپنے دوسرے ساجھی کو وکیل بنادینا  
فِي الْقِسْمَةِ وَغَيْرِهَا

اور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی بن محبث کو اپنی قربانی کے جانور میں شریک کر لیا پھر انہیں حکم دیا کہ فقیروں کو بانت دیں۔

(۲۲۹۹) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے ابن ابی نجح نے بیان کیا، ان سے مجاهدہ نے، ان سے عبد الرحمن بن ابی سلیمان نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ ان قربانی کے جانوروں کے جھول اور ان کے چڑے کو میں خیرات کر دوں جنہیں قربانی کیا گیا تھا۔

اس روایت میں گو شرکت کا ذکر نہیں، مگر حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کی روایت کی طرف اشارہ کیا جس کو کتاب الشرکہ میں نکلا ہے۔ اس میں صاف یوں ہے کہ آپ نے حضرت علی بن محبث کو قربانی میں شریک کر لیا تھا۔ گویا آنحضرت ﷺ نے ان امور کے لئے حضرت علی بن محبث کو وکیل بنایا۔ اسی سے وکالت کا جواز ثابت ہوا جو باب کا مقصد ہے۔

(۲۳۰۰) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، ان سے لیث نے بیان کیا، ان سے زید نے، ان سے ابو الحیرہ نے، اور ان سے عقبہ بن عامر بن محبث

وَقَدْ أَشْرَكَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهَا فِي هَذِهِ ثُمَّ أَمْرَهُ بِقِسْمَتِهَا

۲۲۹۹ - حدثنا قبيصة قال حدثنا سفيان عن ابن أبي نجح عن مجاهد عن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن علي رضي الله عنه عنه قال ((أمرني رسول الله ﷺ أن أصدق بحال البدن التي نحرت وبخلودها)). [راجع: ۱۷۰۷]

۲۳۰۰ - حدثنا عمرو بن خالد قال حدثنا الليث عن يزيد عن أبي الخير عن

نے کہ بنی کریم رضی اللہ عنہ نے کچھ بکریاں ان کے حوالہ کی تھیں تاکہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کو تقسیم کر دیں۔ ایک بکری کا پچھہ باقی رہ گیا۔ جب اس کا ذکر انہوں نے آخرت رضی اللہ عنہ سے کیا، تو آپ نے فرمایا کہ اس کی تو قربانی کر لے۔

عَفْيَةُ بْنُ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَمَّا يَقْسِمُهَا عَلَى صَحَابَتِهِ،  
فَبَقَى عَنْهُ دَوْدٌ، فَذَكَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((ضَعْ  
أَنْتَ)).

[اطرافہ فی : ۲۵۰۰، ۵۵۴۷، ۵۵۵۵]

اس سے بھی وکالت ثابت ہوئی۔ اور یہ بھی کہ وکیل کے لئے ضروری ہے کہ کوئی بات سمجھ میں نہ آسکے تو اس کی اپنے موکل سے تحقیق کر لے۔

## باب اگر کوئی مسلمان دارالحرب یا دارالاسلام میں کسی حربی کافر کو اپناو کیل بنائے تو جائز ہے؟

- ۱- بَابُ إِذَا وَكَلَ الْمُسْلِمُ خَرْبِيًّا  
فِي دَارِ الْحَرْبِ
- أَوْ فِي دَارِ الإِسْلَامِ - جَازَ

(۲۳۰۱) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یوسف بن ماجشوں نے بیان کیا، ان سے صالح بن ابراهیم بن عبد الرحمن بن عوف نے، ان سے ان کے باپ نے، اور ان سے صالح کے دادا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے امیہ بن خلف سے یہ معاہدہ اپنے اور اس کے درمیان لکھوا یا کہ وہ میرے بال بچوں یا میری جائیداد کی جو مکہ میں ہے، حفاظت کرے اور میں اس کی جائیداد کی جو مدینہ میں ہے، حفاظت کرو۔ جب میں نے اپنا نام لکھتے وقت رحمن کا ذکر کیا تو اس نے کہا کہ میں رحمن کو کیا جاؤں۔ تم اپنا وہی نام لکھوا جو زمانہ جاہلیت میں تھا۔ چنانچہ میں نے عبد عمرو لکھوا یا۔ بد ر کی لڑائی کے موقع پر میں ایک پیاری کی طرف گیا، تاکہ لوگوں سے آنکھ بچا کر اس کی حفاظت کر سکوں، لیکن بلاں رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا اور فوراً ہی انصار کی ایک مجلس میں آئے۔ انہوں نے مجلس والوں سے کہا کہ یہ دیکھو امیہ بن خلف (کافر و شمن اسلام) اور ہر موجود ہے۔ اگر امیہ کافر فوج نکلا تو میری ناکامی ہو گی۔ چنانچہ ان کے ساتھ انصار کی ایک جماعت ہمارے پیچے ہوئی۔ جب مجھے خوف ہوا کہ اب یہ لوگ ہمیں آئیں گے، تو میں نے اس کے ایک لڑکے کو آگے کر دیا

۲۳۰۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
قَالَ: حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ عَنْ  
صَالِحٍ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ  
عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ أَيْمَهُ عَنْ جَدِهِ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: ((كَاتَبَتْ أُمِّيَّةُ بْنَ خَلْفَ كِتَابًا بِأَنَّ  
يَحْفَظَنِي فِي صَاغِيَتِي بِمِنْكَةٍ وَأَخْفَظَهُ فِي  
صَاغِيَتِهِ بِالْمَدِينَةِ، فَلَمَّا ذَكَرْتُ  
((الرَّحْمَنَ)) قَالَ: لَا أَغْرِفُ الرَّحْمَنَ،  
كَاتَبَنِي بِإِسْمِكَ الَّذِي كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ،  
فَكَاتَبَتْهُ (عَبْدُ عَمْرُو). فَلَمَّا كَانَ فِي يَوْمِ  
بَذِ حَرَجَتْ إِلَيْيَ جَبَلٌ لِأَحْرَزَهُ حِينَ نَامَ  
النَّاسُ، فَبَأْصَرَهُ بِلَالٌ، فَخَرَجَ حَتَّى وَقَفَ  
عَلَى مَجْلِسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أُمِّيَّةُ بْنُ  
خَلْفٍ، لَا تَجُوتْ إِنْ نَجَأَ أُمِّيَّةُ. فَخَرَجَ  
مَعَهُ فَرِيقٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي آثَارِنَا، فَلَمَّا

تاکہ اس کے ساتھ (آنے والی جماعت) مشغول رہے۔ لیکن لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔ اور پھر بھی وہ ہماری ہی طرف بڑھنے لگے۔ امیہ بت بھاری جسم کا تھا۔ آخر جب جماعت انصار نے ہمیں آیا تو میں نے اس سے کہا کہ زمین پر لیٹ جا۔ جب وہ زمین پر لیٹ گیا تو میں نے اپنا جسم اس کے اوپر ڈال دیا۔ تاکہ لوگوں کو روک سکوں۔ لیکن لوگوں نے میرے جسم کے نیچے سے اس کے جسم پر تکوار کی ضربات لگائیں اور اسے قتل کر کے ہی چھوڑا۔ ایک صحابی نے اپنی تکوار سے میرے پاؤں کو بھی زخمی کر دیا تھا۔ عبدالرحمن بن عوف بن شہر اس کا نشان اپنے قدم کے اوپر ہمیں دکھایا کرتے تھے۔

حَسِّيْنَ أَذْ يَلْهُقُونَا حَلْفَتُ لَهُمْ أَبْدَهْ  
لَا شَغَلُهُمْ فَقَتْلُوْهُ، ثُمَّ أَبْوَا حَتَّى يَعْمُوْنَا -  
وَكَانَ رَجَلًا تَفِيلًا - فَلَمَّا أَذْرَكُنَا قُلْتُ  
لَهُ : أَبْرُوكَ، فَبَرَكَ، فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهِ نَفْسِي  
لَا مَنْعَهُ، فَتَخَلَّلَوْهُ بِالسُّيُوفِ مِنْ تَخْيَيْ  
حَتَّى قَتْلُوْهُ، وَأَصَابَ أَحَدُهُمْ رِجْلَيْ  
بِسَيْفِهِ، وَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنَ بْنُ عَوْفَ  
يُرِينَا ذَلِكَ الْأَثْرَ فِي ظَهْرِ قَدْمِهِ).

[طرفة في : ٣٩٧١].

**لَشَيْخِ** اس کا نام علی بن امیہ تھا۔ اس کی مزید شرح غزوہ بدر کے ذکر میں آئے گی۔ ترجمہ باب اس حدیث سے یوں نکلا کہ امیہ کافر جبی تھا اور دارالحرب یعنی مکہ میں مقیم تھا۔ عبدالرحمن بن شہر مسلمان تھے لیکن انہوں نے اس کو وکیل کیا۔ اور جب دارالحرب میں اس کو وکیل کرنا جائز ہوا تو اگر وہ امان لے کر دارالاسلام میں آئے جب بھی اس کو وکیل کرنا بطرق اولی جائز ہو گا۔ ابن منذر نے کہا اس پر علماء کا اتفاق ہے۔ کسی کا اس میں اختلاف نہیں کہ کافر جبی مسلمان کو وکیل یا مسلمان کافر جبی کو وکیل بنائے، دونوں درست ہیں۔

حضرت بالا بن شہر پہلے اسی امیہ کے غلام تھے۔ اس نے آپ کو بے انتہا تکالیف دی تھیں، تاکہ آپ اسلام سے پھر جائیں۔ مگر حضرت بالا بن شہر آخر تک ثابت قدم رہے یہاں تک کہ بدر کا معزز کہ ہوا۔ جس میں حضرت بالا بن شہر نے اس ملعون کو دیکھ کر انصار کو بلایا۔ تاکہ ان کی مدد سے اسے قتل کیا جائے۔ مگر چونکہ حضرت عبدالرحمن بن عوف بن شہر کی اور اس ملعون امیہ کی باہمی خط و کتابت تھی اس لئے حضرت عبدالرحمن بن عوف بن شہر نے اسے چھانا چلایا۔ اور اس کے لئے کو انصار کی طرف دھکیل دیا۔ تاکہ انصار اسی کے ساتھ مشغول رہیں۔ مگر انصار نے اس لئے کو قتل کر کے امیہ پر حملہ آور ہونا چاہا کہ حضرت عبدالرحمن بن شہر اس کے اوپر لیٹ گئے۔ تاکہ اس طرح اسے بچا سکیں مگر انصار نے اسے آخر قتل کر ہی دیا۔ اور اس جھڑپ میں حضرت عبدالرحمن بن شہر کا پاک بھی زخمی ہو گیا۔ جس کے نشانات وہ بعد میں دکھایا کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر بن شہر اس حدیث پر فرماتے ہیں:- ووجه اخذ الترجمة من هذا الحديث ان عبدالرحمن بن عوف و هو مسلم في دارالاسلام فوض الى امية بن خلف و هو كافر في دارالحرب ما يتعلقب بأموره والظاهر اطلاع النبى صلى الله عليه وسلم ولم يذكره وقال ابن المنذر توکيل المسلم حربيا مستامنا و توکيل الحربي المستامن مسلما لا خلاف في جوازه یعنی اس حدیث سے ترجمة الباب اس طرح ثابت ہوا کہ عبدالرحمن بن عوف بن شہر نے جو مسلمان تھے اور دارالاسلام میں تھے انہوں نے اپنا مال دارالحرب میں امیہ بن خلف کافر کے حوالہ کر دیا اور ظاہر ہے کہ یہ واقعہ آخر حضرت شیخ زین الدین کے علم میں تھا۔ مگر آپ نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔ اس لئے ابن منذر نے کہا ہے کہ مسلمان کا کسی امانت دار جبی کافر کو وکیل بنانا اور کسی جبی کافر کا کسی امانت دار مسلمان کو اپنا وکیل بنالیتاً، ان کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

باب صرافي اور مامپ قول میں وکیل کرنا

۳۔ باب الوکالة في الصرف

وَالْمُيَزَانِ وَقَدْ وَكَلَ عُمَرُ وَأَنْفُ عُمَرٌ  
فِي الصَّرْفِ  
اور حضرت عمر بن الخطاب اور عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے صرفی میں  
وکیل کیا تھا۔

صرفی بعید صرف کو کہتے ہیں۔ یعنی روپوں، اشیوں کو بدلتا۔ حضرت عمر بن الخطاب کے اثر کو سعید بن منصور نے اور ابن عمر پریسٹ کے اثر کو بھی انہیں نے دصل کیا ہے۔ حافظ نے کہا اس کی اسناد صحیح ہیں۔

(۲۳۰۲) ۲۳۰۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ  
بْنِ سَهْلٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ  
سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ  
الْخُدْرَى وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا:  
(أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى  
خَيْرٍ، فَجَاءَهُمْ بَتَّمْ جَنِيبٌ فَقَالَ: ((أَكُلُّ  
تَمْ خَيْرٍ هَكَذَا؟)) فَقَالَ: إِنَا لَنَا خُذُ  
الصَّاغَ مِنْ هَذَا بِالصَّاعِينَ وَالصَّاعِينَ  
بِالثَّلَاثَةِ. فَقَالَ ((لَا تَفْعَلْ، بِعِ الْجَمْعِ  
بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَغِ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا)). وَقَالَ  
فِي الْمُيَزَانِ مِثْلَ ذَلِكَ)).

[راجع: ۲۲۰۱، ۲۲۰۲]

حافظ نے کہا کہ خیر پر جس کو عامل مقرر کیا گیا تھا اس کا نام سواد بن غزیہ تھا۔ معلوم ہوا کہ کوئی جنس خواہ گھٹیا ہی کیوں نہ ہو وزن  
میں اسے بڑھایا کے برابر ہی وزن کرنا ہو گا۔ ورنہ وہ گھٹیا چیز الگ بچ کر اس کے پیسوں سے بڑھایا جس خرید لی جائے۔

باب چرانے والے نے یا کسی وکیل نے کسی بکری کو مرتبے  
ہوئے یا کسی چیز کو خراب ہوتے دیکھ کر (بکری کو) فزع کر دیا  
جس چیز کے خراب ہو جانے کا ذر تھا اسے ٹھیک کر دیا، اس

بارے میں کیا حکم ہے؟

ابن منیر نے کہا امام بخاری رض کی غرض اس باب سے یہ نہیں ہے کہ وہ بکری حلال ہو گی یا حرام بلکہ اس کا مطلب یہ ہے  
تشییع کہ ایسی صورت میں چڑا ہے پر حملہ نہ ہو گا، اسی طرح وکیل پر اور یہ مطلب اس باب کی حدیث سے نکلا ہے کہ کعب  
بن مالک رض نے اس لوئڈی سے مواقدہ نہیں کیا۔ بلکہ اس کا گوشت کھانے میں ترد دیا۔ مگر بعد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ و آله و سلم سے پوچھ کر وہ  
گوشت کھلایا گیا۔

۴ - بَابُ إِذَا أَبْصَرَ الرَّاعِي أَوْ  
الْوَكِيلُ شَاةً تَمُوتُ أَوْ شَيْئًا يَفْسُدُ  
ذَبْحَ أَصْلَحَ مَا يَخَافُ عَلَيْهِ الْفَسَادَ

(۲۳۰۳) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے معتر سے سنا، انہوں نے کہا کہ ہم کو عبید اللہ نے خبر دی، انہیں تافع نے، انہوں نے ابن کعب بن مالک بن ہشتو سے سنا، وہ اپنے والد سے بیان کرتے تھے کہ ان کے پاس بکریوں کا ایک ریوڑ تھا۔ جو سلح پہاڑی پر چڑھنے جاتا تھا (انہوں نے بیان کیا کہ) ہماری ایک باندی نے ہمارے ہی ریوڑ کی ایک بکری کو (جب کہ وہ چڑھتی تھی) دیکھا کہ مرنے کے قریب ہے۔ اس نے ایک پھر توڑ کر اس سے اس بکری کو ذبح کر دیا۔ انہوں نے اپنے گھروں والوں سے کہا کہ جب تک میں نبی کریم ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھنے لوں اس کا گوشت نہ کھانا۔ یا (یوں کہا کہ) جب تک میں کسی کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس کے بارے میں پوچھنے کے لئے نہ بھیجوں، چنانچہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا، یا کسی کو (پوچھنے کے لئے) بھیجا۔ اور نبی کریم ﷺ نے اس کا گوشت کھانے کے لئے حکم فرمایا۔ عبید اللہ نے کہا کہ مجھے یہ بات عجیب معلوم ہوئی کہ باندی (عورت) ہونے کے باوجود اس نے ذبح کر دیا۔ اس روایت کی متابعت عبید اللہ نے عبید اللہ کے واسطے سے کی ہے۔

**لشیخ** سند میں تافع کی ساعت ابن کعب بن مالک بن ہشتو سے مذکور ہے۔ مزید نے اطراف میں لکھا ہے کہ ابن کعب سے مراد عبید اللہ ہیں۔ لیکن ابن وہب نے اس حدیث کو اسامہ بن زید سے روایت کیا۔ انہوں نے ابن شاب سے انہوں نے عبد الرحمن بن کعب بن مالک سے۔ حافظ نے کہا کہ ظاہر ہے کہ وہ عبد الرحمن ہیں۔

اس حدیث سے کہی ایک مسائل کا ثبوت ملتا ہے کہ بوقت ضرورت مسلمان عورت کا ذیجہ بھی حلال ہے اور عورت اگر باندی ہو تو بھی اس کا ذیجہ حلال ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ چاقو، چھری پاس نہ ہونے کی صورت میں تیز دھار پتھر سے بھی ذیجہ درست ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ کوئی حلال جانور اگر اچانک کسی حادث کا شکار ہو جائے تو مرنے سے پہلے اس کا ذبح کر دینا ہی بہتر ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی مسئلہ کی تحقیق مزید کر لیتا بہر حال بہتر ہے۔ یہ بھی ظاہر ہوا کہ ریوڑ کی بکریاں سلح پہاڑی پر چڑھنے کے لئے ایک عورت (باندی) بھیجی جایا کرتی تھی۔ جس سے بوقت ضرورت جگلوں میں پر وہ اور ادب کے ساتھ عورتوں کا جانا بھی ثابت ہوا۔ عبید اللہ کے قول سے معلوم ہوا کہ اس دور میں بھی باندی عورت کے ذیجہ پر اٹھار تجہب کیا جایا کرتا تھا کیونکہ دستور عام ہر قرن میں مردوں ہی کے ہاتھ سے ذبح کرنا ہے۔ سلح پہاڑی مدینہ طیبہ کے مقابلہ دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ ابھی ابھی مسجد قیف و بر عثمان بن ہشتو وغیرہ پر جانا ہوا تو ہماری موڑ سلح پہاڑی ہی کے دامن سے گزری تھی۔ الحمد للہ کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم کے صدقہ میں عمر کے اس آخری حصہ میں پھر ان مقالات مقدسہ کی دید سے مشرف فرمایا، فلذ الحمد والشکر۔

## باب حاضر اور غائب دونوں کو وکیل بنانا

٤- ۲۳۰- حدثنا إسحاق بن إبراهيم  
سمع المعمور أباانا عبيد الله عن نافع  
أنه سمع ابن كعب بن مالك يحدث عن  
أبيه أنه كانت لهم غنم ترعاى بسلع  
فاصررت حجرًا فدبختها به، فقال لهم:  
لا تأكلوا حتى أسألكم سؤال رسول الله ﷺ - أو  
أرسل إلى النبي ﷺ من يسألة - وأنه  
فأمره بالكلام). قال عبيد الله: فيعجبني  
أنها أمة وأنها ذبحت. تابعة عبده عن  
عبيد الله.

[اطرافہ فی: ۵۵۰۱، ۵۵۰۲، ۵۵۰۴].

جائزہ

وَكَتَبَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرُو إِلَيْ فَهْرَمَانِي  
وَهُوَ غَابٌ عَنْهُ أَنْ يُزْكَى عَنْ أَهْلِهِ  
الصَّفِيرُ وَالْكَبِيرُ.

اور عبد الله بن عمرو بن معاذ نے اپنے وکیل کو جوان سے غائب تھا یہ لکھا  
کہ چھوٹے بڑے ان کے تمام گھروں کی طرف سے وہ صدقہ فطر  
نکال دیں۔

**لئے گی** این بطال نے کما جسور علماء کا یہ قول ہے کہ جو شخص شر میں موجود ہو اور اس کو کوئی عذر نہ ہو وہ بھی وکیل کر سکتا ہے۔ لیکن حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بیماری کے عذر یا سفر کے عذر سے ایسا کرنا درست ہے یا فریق مقابل کی رضا مندی سے اور امام مالک رضی اللہ عنہ نے کما اس شخص کو وکیل کرنا درست نہیں جس کی فریق مقابل سے دشمنی ہو۔ اور طحاوی تے جسور کے قول کی تائید کی ہے اور کہا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حاضر کو وکیل کرنا بلا شرط بالاتفاق جائز رکھا ہے اور عائب کی وکالت وکیل کے قول پر موقوف رہے گی بالاتفاق اور جب قول پر موقوف رہی تو حاضر اور غائب ہر دو کا حکم برابر ہے۔ (فتح الباری) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے اثر کے بارے میں حافظ نے یہ بیان نہیں کیا کہ اس اثر کو کس نے نکلا۔ لیکن یہ کہا کہ مجھ کو اس وکیل کا نام معلوم نہیں ہوا۔

(۲۳۰۵) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے سلمہ بن کمیل نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم ﷺ پر ایک شخص کا ایک خاص عمر کا اونٹ قرض تھا۔ وہ شخص تقاضا کرنے آیا تو آپ نے (اپنے صاحبہ الرحمٰن سے) فرمایا کہ ادا کرو۔ صحابہ الرحمٰن نے اس عمر کا اونٹ تلاش کیا لیکن نہیں ملا۔ البتہ اس سے زیادہ عمر کا (مل سکا) آپ نے فرمایا کہ یہی انہیں دے دو۔ اس پر اس شخص نے کہا کہ آپ نے مجھے پورا پورا حق دے دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی پورا بدلہ دے۔ پھر نبی کرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو قرض وغیرہ کو پوری طرح ادا کر دیتے ہیں۔

٢٣٠ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا  
سُفِيَّاً عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ لِرَجُلٍ  
عَلَى النَّبِيِّ ﷺ جَمِيلٌ سِنٌّ مِنَ الْأَيَّلِ،  
فَجَاءَهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ : ((أَعْطُوهُ)) ، فَطَلَّبُوا  
سِنَّهُ فَلَمْ يَجِدُوا لَهُ إِلَّا سِنًا فَوَقَاهَا، فَقَالَ :  
((أَعْطُوهُ)) ، فَقَالَ : أَوْفِتَنِي أَوْفَى اللَّهُ بِكَ،  
قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِنَّ خَيْرَكُمْ أَحْسَنُكُمْ  
قَصَاءً)) .

أطراfe في : ٦ ، ٢٣٩٠ ، ٢٣٩٢ ، ٢٣٩٤

. ۲۶.۹، ۲۶.۷، ۲۴.۱، ۲۳۹۳

محب ہے کہ قرض ادا کرنے والا قرض سے بہتر اور زیادہ مال قرض دینے والے کو ادا کرے، تاکہ اس کے احسان کا بدلہ ہو۔ کیونکہ اس نے قرض حسنہ دیا۔ اور بلا شرط جو زیادہ دیا جائے وہ سود نہیں ہے۔ بلکہ وہ «**هُلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ**» (الرَّحْمَن: ۲۰) کے تحت ہے۔

ماں قرض ادا کرنے کے لئے کسی کو وکیل کرنا۔

(۲۳۰۶) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا۔ ان سے سلمہ بن کمیل نے بیان کیا، انہوں نے ابو سلمہ

٦ - بَابُ الْمَكَالَةِ فِي قَضَاءِ الدُّرُجَاتِ

٤٣٠ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهْفِيلٍ قَالَ

بن عبد الرحمن سے سنا اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (اپنے قرض کا) تقاضا کرنے آیا، اور سخت سنت کئے لگا۔ صحابہ کرام غصہ ہو کر اس کی طرف بڑھے لیکن آپ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو۔ کیونکہ جس کا کسی پر حق ہو تو وہ کہنے سننے کا بھی حق رکھتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس کے قرض والے جانور کی عمر کا ایک جانور اسے دے دو۔ صحابہ رضی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا یا رسول اللہ؟ اس سے زیادہ عمر کا جانور تو موجود ہے۔ (لیکن اس عمر کا نہیں) آپ نے فرمایا کہ اسے وہی دے دو۔ کیونکہ سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو دوسروں کا حق پوری طرح ادا کرے۔

سمعت أبا سلمة بن عبد الرحمن عن أبي هريرة رضي الله عنه: أنَّ رجلاً أتى النبي ﷺ يَقْاتِلُهُ فَأَغْلَظَهُ فَهُمْ يَهُ أَصْحَابُهُ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: ((أَغْطُوهُ سِنًا مِثْلَ سِنِّهِ)), قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ لَا نَجِدُ إِلَّا أَمْثَلَ مِنْ سِنِّهِ، فَقَالَ: ((أَغْطُوهُ، فَإِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ أَخْسَنُكُمْ فَضَاءً)). [راجع: ۲۳۰۵]

لشیعہ میں سے باب کا مطلب لکھتا ہے۔ کیونکہ آپ نے جو حاضر تھے دوسروں کو اونٹ دینے کے لئے وکیل کیا۔ اور جب حاضر کو وکیل کرنا جائز ہوا حالانکہ وہ خود کام کر سکتا ہے تو غائب کو بطریق اولیٰ وکیل کرنا جائز ہو گا۔ حافظ ابن حجر نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ اور علامہ عینی پر تجرب ہے کہ انہوں نے ناقن حافظ صاحب پر اعتراض جنمایا کہ حدیث سے غائب کی وکالت نہیں لکھتی، اولیت کا تو کیا ذکر ہے۔ حالانکہ اولیت کی وجہ خود حافظ صاحب کے کلام میں مذکور ہے۔ حافظ صاحب نے انتقاد الاعتراض میں کہا جس شخص کے فهم کا یہ حال ہواں کو اعتراض کرنا کیا زیب دیتا ہے۔ نعوذ بالله من العصب و سوء الفهم (وحیدی)

اس حدیث سے اخلاق محمدی پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ قرض خواہ کی سخت گوئی کا مطلق اثر نہیں لیا، بلکہ وقت سے پہلے ہی اس کا قرض احسن طور پر ادا کر دیا۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو یہ اخلاق حسنہ عطا کرے۔ آئین۔

۷۔ بَابُ إِذَا وَهَبَ شَيْئًا لِوَكِيلٍ أَوْ بَابُ أَكْرَكَوْيَ چِيزَكَسِيْ قَوْمَ كَوْكِيلِ يَا سَفَارَشِيْ كُوْهِبِهِ كِيْ جَائِيْ  
شَفْعِيْ قَوْمِ جَازِيْ تو درست ہے۔

لشیعہ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ ہوازن کے وفد سے فرمایا، جب انہوں نے غیمت کامال واپس کرنے کے لئے کہا تھا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”میرا حصہ تم لے سکتے ہو۔“

لشیعہ حافظ نے کہا یہ حدیث کا تکڑا ہے جس کو ابن اسحاق نے مغازی میں عبد اللہ بن عمرو بن عاصی رضی اللہ عنہ سے نکلا ہے۔ ہوازن قیر کے ایک قبیلے کا نام تھا۔ ابن نیر نے کہا گو بظاہر یہ بہ ان لوگوں کے لئے تھا، جو اپنی قوم کی طرف سے وکیل اور سفارشی بن کر آئے تھے۔ مگر وہ حقیقت سب کے لئے ہے تھا، جو حاضر تھے ان کے لئے بھی اور جو غائب تھے ان کے لئے بھی۔ خطاب نے کماں سے یہ لکھتا ہے کہ وکیل کا اقرار موکل پر نافذ ہو گا۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ و شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کما وکیل کا اقرار موکل پر نافذ نہ ہو گا۔ (وحیدی)

اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضل اور آپ کی انسان پروری پر روشنی پڑتی ہے کہ آپ نے از راه مہیانی جملہ سیاسی قیدیوں کو معافی دے کر سب کو آزاد فرمادیا۔ اور اس حدیث سے صحابہ کرام کے ایثار اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی معلوم کر کے ایثار کا بے مثال نمونہ پیش کر دیا کہ اس زمانہ میں غلام قیدی بڑی دولت سمجھے جاتے

لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِوَفْدِ هَوَازِنَ حِينَ سَأَلُوهُ الْمَفَاجِمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: نَصِيبُكُمْ.

تھے۔ مگر آنحضرت ﷺ کا اشارہ پا کر وہ سب اپنے قیدیوں کو آزاد کر دینے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ اور دنیاوی نفع نقصان کا ذرہ برا بری بھی خیال نہیں کیا۔

حضرت امام الدینی فی الحدیث کا مثالیے باب یہ ہے کہ جب کوئی اجتماعی معاملہ در پیش ہو تو انفرادی طور پر بات چیت کرنے کے بعدے اجتماعی طور پر قوم کے نمائندے طلب کرنا اور ان سے بات چیت کرنا مناسب ہے۔ کسی قوم کا کوئی بھی قوی مسئلہ ہو اسے ذمہ دار نمائندوں کے ذریعہ اسے حل کرنا مناسب ہو گا۔ وہ نمائندے قوی و کیل ہوں گے اور کوئی قوی امانت وغیرہ ہو تو وہ ایسے ہی نمائندوں کے حوالہ کی جائے گی۔

(۸) ۲۳۰ هم سے سعید بن غفاری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ کو یہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا کہ عروہ یقین کے ساتھ بیان کرتے تھے اور انہیں مروان بن حکم اور مسون بن محمرہ ﷺ نے خبر دی تھی کہ نبی کرم ﷺ کی خدمت میں (غزوہ حین کے بعد) جب قبلہ ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر حاضر ہوا تو انہوں نے درخواست کی کہ ان کے مال و دولت اور ان کے قیدی انہیں واپس کر دیئے جائیں، اس پر نبی کرم ﷺ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ کچی بات مجھے سب سے زیادہ پیاری ہے۔ تمہیں اپنے و مطالبوں میں سے صرف کسی ایک کو اختیار کرنا ہو گا۔ یا قیدی واپس لے لو یا مال لے لو۔ میں اس پر غور کرنے کی وفاد کو مملت بھی دیتا ہوں۔ چنانچہ رسول کرم ﷺ نے طائف سے واپسی کے بعد ان کا (جعرانہ میں) تقریباً دس رات تک انتظار کیا۔ پھر جب قبلہ ہوازن کے وکیلوں پر یہ بات واضح ہو گئی کہ آپ ان کے مطالبہ کا صرف ایک ہی حصہ تسلیم کر سکتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم صرف اپنے ان لوگوں کو واپس لینا چاہتے ہیں جو آپ کی قید میں ہیں۔ اس کے بعد رسول کرم ﷺ نے مسلمانوں کو خطاب فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق حمد و شاہیان کی، پھر فرمایا، "ما بعد! یہ تمہارے بھائی توبہ کر کے مسلمان ہو کر تمہارے پاس آئے ہیں۔ اس لئے میں نے مناسب جانا کہ ان کے قیدیوں کو واپس کر دوں۔ اب جو شخص اپنی خوشی سے ایسا کرنا چاہے تو اسے کر گزرے۔ اور جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کا حصہ بالی رہے اور ہم اس کے اس حصہ کو (قیمت کی

۲۳۰۷ - ۲۳۰۸ - حدثنا سعيد بن غفار  
قال : حدثني الليث قال: حدثني غليل  
عن ابن شهاب قال: وَرَأْتُمْ غَرْوَةَ أَنَّ  
مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمَ وَالْمَسْوَرَ بْنَ مَعْرِمَةَ  
أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَامَ حِينَ جَاءَهُ  
وَفَدَ هَوَازِنَ مُسْلِمِينَ فَسَأَلَهُ أَنَّ يَرَأَ  
إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَيِّدِهِمْ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ  
اللَّهِ : ((أَحَبُّ الْحَدِيثَ إِلَيَّ أَصْدَفَهُ  
فَاخْتَارُوا إِحْدَى الطَّافِقَتَيْنِ: إِمَّا السَّيِّ  
وَإِمَّا الْأَمَالِ). وَقَدْ كُنْتُ أَسْأَلَتِهِمْ بِهِمْ)) -  
وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ انتَظَرُهُمْ بِضَعْ  
عَشْرَةَ لَيْلَةَ حِينَ قَفلَ مِنَ الطَّافِيفِ - فَلَمَّا  
بَيْنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ غَيْرُ رَادِ  
إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّافِقَتَيْنِ قَالُوا: فَإِنَا  
نَخْتَارُ سَيِّنَا. فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ، فِي  
الْمُسْلِمِينَ فَاثْنَيْ عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ  
ثُمَّ قَالَ : ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْرَانَكُمْ هُنْ لَا  
قَدْ جَاءُونَا تَائِيْنِ، وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنَّ أَرْدَ  
إِلَيْهِمْ سَيِّدِهِمْ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَن  
يُطِيبَ بِذَلِكَ فَلَيَقْعُلْ، وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ  
أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُقْطِيْهُ إِيَّاهُ مِنْ

شل میں اس وقت واپس کر دیں جب اللہ تعالیٰ (آج کے بعد) سب سے پہلا مال غنیمت کمیں سے ولادے تو اسے بھی کر گذرا رہا چاہے۔ یہ سن کر سب لوگ بول پڑے کہ ہم بخوبی رسول کرم ﷺ کی خاطر ان کے قیدیوں کو چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح ہم اس کی تیز نہیں کر سکتے کہ تم میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی ہے۔ اس لئے تم سب (اپنے اپنے ڈیروں میں) واپس جاؤ اور وہاں سے تمہارے وکیل تمہارا فیصلہ ہمارے پاس لائیں۔ چنانچہ سب لوگ واپس چلے گئے۔ اور ان کے سرداروں نے (جو ان کے نمائندے تھے) اس صورت حال پر بات کی۔ پھر وہ رسول کرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو بتایا کہ سب نے بخوبی دل سے اجازت دے دی ہے۔

أَوْلَ مَا يُفْهِيَ اللَّهُ عَلَيْنَا فَلَيَفْعَلَنَ). فَقَالَ النَّاسُ: قَدْ طَيَّبَنَا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ. لَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّا لَا نَنْدِرُ إِنَّمَا مِنْ أَذْنِنَا مِنْكُمْ فِي ذَلِكَ مِمْنَ لَمْ يَأْذِنَ، فَأَرْجُواهُ حَتَّى يَرْفَعُوا إِلَيْنَا عَرْفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ)، فَرَجَعَ النَّاسُ، فَكَلَّمُهُمْ عَرْفَاؤُهُمْ، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذْنُوا). [اطرافہ فی : ۲۵۳۹، ۲۵۸۴، ۲۶۰۷، ۳۱۲۱، ۴۳۱۸، ۷۱۷۶]. [اطرافہ فی : ۲۵۴۰، ۲۵۸۳، ۲۶۰۸، ۳۱۳۲، ۴۳۱۹، ۷۱۷۷].

**غزوہ حین فتح** کے بعد ۸ھ میں واقع ہوا۔ قرآن مجید میں اس کا ان افظουں میں ذکر ہے۔ («وَيَوْمَ حَتَّىٰ إِذَا أَغْبَيْنَاكُمْ كُثْرَتُكُمْ فَلَمْ يُنْعَنْ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَافَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا زَحْبَتْ ثُمَّ وَلَيْسَ مَدْبِرِينَ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ (الی آخر الایات)» (التوبہ: ۲۵-۲۶)).

یعنی حین کے دن بھی ہم نے تمہاری مدد کی؛ جب تمہاری کشت نے تم کو گھنڈی میں ڈال دیا تھا۔ تمہارا گھنڈ تمہارے کچھ کام نہ آیا۔ اور زمین کشادہ ہونے کے باوجود تم پر نگہ ہو گئی اور تم منہ پھیر کر بھاگنے لگے۔ مگر اللہ پاک نے اپنے رسول ﷺ کے دل پر اپنی طرف سے تسلیم نازل کی اور ایمان والوں پر بھی، اور ایسا لٹکر نازل کیا ہے تم نہیں دیکھ رہے تھے اور کافروں کو اللہ نے عذاب کیا۔ اور کافروں کا یہی بد لہ مناسب ہے۔

ہوا یہ تھا کہ فتح کے بعد مسلمانوں کو یہ خیال ہو گیا تھا کہ عرب میں ہر طرف اسلامی پر چم لمرا رہا ہے اب کون ہے جو ہمارے مقابلے پر آئے، ان کا یہ غور اللہ کو ناپسند آیا۔ ادھر حین کے بعد اور لوگ جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے اسلام کے مقابلہ پر آگئے۔ اور میدان جگ میں انہوں نے بے تحاشا تیر بر سانے شروع کئے تو مسلمانوں کے قدم اکٹھ گئے اور وہ بڑی تعداد میں راہ فرار اختیار کرنے لگے۔ حتیٰ کہ رسول کرم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ ارشاد ہوا۔ انا النبی لاذکب انا ابن عبدالمطلب میں اللہ کا سچا نبی ہوں جس میں مطلق جھوٹ نہیں ہے۔ اور میں عبدالمطلب جیسے ہمور بہار قریش کا بیٹا ہوں۔ پس میدان چھوڑتا میرا کام نہیں ہے۔

ادھر بھاگنے والے صحابہ کو جو آواز دی گئی تو وہ ہوش میں آئے۔ اور اس طرح جوش خروش کے ساتھ رسول کرم ﷺ کے جھنڈے تلتے جمع ہونے کو واپس لوئے۔ کہ میدان جگ کا نقشہ پلٹ گیا اور مسلمان بڑی شان کے ساتھ کامیاب ہوئے اور ساتھ میں کلی تعداد میں لوہنی غلام اور مال حاصل کر کے لائے۔ بعد میں لڑنے والوں میں سے قبیلہ ہوازن نے اسلام قبول کر لیا اور یہ لوگ رسول کرم ﷺ کی خدمت القدس میں اپنے اموال اور لوہنی غلام حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ اور طائف میں آنحضرت ﷺ کی خدمت القدس میں شرف باریانی حاصل کیا۔ آپ نے فرمایا، کہ ہر دو مطالبات میں سے ایک پر خور کیا جا سکتا ہے۔ یا تو اپنے آدمی

و اپس لے لو یا اپنے اموال حاصل کرو۔ آپ نے ان کو جواب کے لئے صلت دی۔ اور آپ دس روز تک جماعت میں ان کا انتظار کرتے رہے۔ یہی جماعت نامی مقام ہے۔ جہاں سے آپ اسی اثناء میں احرام باندھ کر عمرہ کے لئے مکہ تشریف لائے تھے۔ جماعت حد حرم سے باہر ہے۔

اس دفعہ کے حج ۱۴۸۹ھ میں اس حدیث پر پہنچا تو خیال ہوا کہ ایک دفعہ جماعت میں جا کر دیکھنا چاہئے۔ چنانچہ جانا ہوا۔ اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ تشریف واپسی ہوئی۔ اور عمرہ کر کے احرام کھول دیا۔ یہاں اس مقام پر اب عظیم الشان مسجد نبی ہوئی ہے۔ اور پالی وغیرہ کا معمول انظام ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے مطابق کے مطابق کے مطابق میں اپنے حصہ کے قیدی و اپس کر دینے اور دوسرا جملہ مسلمانوں سے بھی وابس کر دینے۔ اسلام کی یہی شان ہے کہ وہ ہر حال میں انسان پروری کو مقدم رکھتا ہے، آپ نے یہ معاملہ قوم کے وکلاء کے ذریعہ طے کرایا۔ اسی سے مجتہد مطلق حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کا مقصود باب ثابت ہوا۔ اور یہ بھی کہ اجتماعی قوی معاملات کو حل کرنے کے لئے قوم کے نمائندگان کا ہوتا ضروری ہے۔ آج کل کی اصطلاح میں ان کو چودھری شخص یعنی ممبر کہا جاتا ہے: قدمی زمانے سے دنیا کی ہر قوم میں ایسے اجتماعی نظام چلے آ رہے ہیں کہ ان کے چودھری شخص جو بھی فیصلہ کر دیں وہی قوی فیصلہ مانا جاتا ہے۔ اسلام ایسی اجتماعی تنظیموں کا حاوی ہے بشرطیکہ معاملات حق و انصاف کے ساتھ حل کے جائیں۔

**باب ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کو کچھ دینے کے لئے وکیل کیا، لیکن یہ نہیں بتایا کہ وہ کتنا دے، اور وکیل نے لوگوں کے جانے ہوئے دستور کے مطابق دے دیا**

(۲۳۰۹) ہم سے کی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ان جرائم نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح اور کئی لوگوں نے ایک دوسرا کی روایت میں زیادتی کے ساتھ۔ سب راویوں نے اس حدیث کو جابر بن عبد اللہ علیہ السلام تک نہیں پہنچایا۔ بلکہ ایک راوی نے ان میں مرسل روایت کیا۔ وہ حضرت جابر بن عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا، میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا اور میں ایک ست اونٹ پر سوار تھا۔ اور وہ سب سے آخر میں رہتا تھا۔ اتفاق سے نبی کریم ﷺ کا گذر میری طرف سے ہوا تو آپ نے فرمایا، یہ کون صاحب ہیں؟ میں نے عرض کیا، جابر بن عبد اللہ! آپ نے فرمایا، کیا بات ہوئی، (کہ اتنے پیچھے رہ گئے ہو) میں بولا کہ ایک نہایت ست رفتار اونٹ پر سوار ہوں۔ آپ نے فرمایا، تمہارے پاس کوئی چھڑی بھی ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ مجھے دے دے۔ میں نے آپ کی خدمت میں وہ پیش کر دی۔ آپ

۸- **بَابُ إِذَا وَكَلَ رَجُلٌ أَنْ يُعْطِي  
شَيْئًا وَلَمْ يُبَيِّنْ كَمْ يُعْطِي،  
فَأَعْطَى عَلَى مَا يَتَعَارَفُهُ النَّاسُ**

۲۳۰۹- حَدَّثَنَا الْمُكَيْ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جَرِيْجٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ وَغَيْرِهِ - يَزِيدُ بْنُ عَضْنَهُمْ عَلَى بَعْضِهِ، وَلَمْ يُلْعَغْهُ كُلُّهُمْ، رَجُلٌ وَاحِدٌ مِنْهُمْ - عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَكُنْتُ عَلَى جَمْلٍ ثَقَالَ إِنَّمَا هُوَ فِي آخِرِ الْقَوْمِ، فَمَرَّ بِي النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ هَذَا؟)) قُلْتُ: جَابِرٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: ((مَا لَكَ؟)) قُلْتُ: إِنِّي عَلَى جَمْلٍ ثَقَالٍ، قَالَ: ((أَمْعَكَ فَصَبِّ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَعْطِنِي فَصَبِّيْ؟)) فَأَعْطَيْتُهُ فَصَبِّيَ فَزَجَرَهُ، فَكَانَ مِنْ ذَلِكَ الْمَكَانَ مِنْ أَوَّلِ الْقَوْمِ.

نے اس چھٹری سے اونٹ کو جو مارا اور داشا تو اس کے بعد وہ سب سے آگے رہنے لگا۔ آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا کہ یہ اونٹ مجھے فروخت کر دے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ تو آپؐ ہی کا ہے، لیکن آپؐ نے فرمایا کہ اسے مجھے فروخت کر دے۔ یہ بھی فرمایا کہ چار دینار میں اسے میں خریدتا ہوں دیسے تم مدینہ تک اسی پر سوار ہو کر چل سکتے ہو۔ پھر جب مدینہ کے قریب ہم پہنچے تو میں (دوسری طرف) جانے لگا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ کہاں جا رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے ایک بیوہ عورت سے شادی کر لی ہے آپؐ نے فرمایا کہ کسی باکہ سے کیوں نہ کی کہ تم بھی اس کے ساتھ کھلیتے اور وہ بھی تمہارے ساتھ کھلتی۔ میں نے عرض کیا کہ والد شادت پاچکے ہیں اور گھر میں کئی بھنسیں ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ کسی ایسی خاتون سے شادی کروں جو بیوہ اور تجربہ کار ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر تو ٹھیک ہے۔ پھر مدینہ پہنچنے کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ بلال! ان کی قیمت ادا کر دو اور کچھ بڑھا کر دے دو۔ چنانچہ انہوں نے چار دینار بھی دیئے، اور فالتو ایک قیراط بھی دیا۔ جابر بن عبد اللہ کما کرتے تھے کہ بنی کرم ﷺ کا یہ انعام میں اپنے سے کبھی جدا نہیں کرتا، چنانچہ نبی کریم ﷺ کا وہ قیراط جابر بن عبد اللہ کی میشیل میں محفوظ رکھا کرتے تھے۔

**تذکرہ** ترجمہ باب اس سے نکلا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو صاف یہ نہیں فرمایا کہ اتنا زیادہ دے دو۔ مگر حضرت بلال بن عبد اللہ نے اپنی رائے سے زمانہ کے روان کے مطابق ایک قیراط جعلتا ہوا سونا زیادہ دیا۔ الفاظ فلم یکن القیراط بفارق جراب جابر بن عبد اللہ کا ترجمہ بعض نے یوں کیا کہ ان کی تکوar کی نیام میں رہتا۔ امام مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب حہ کے دن یزید کی طرف سے شام والوں کا ملوہ مدینہ منورہ پر ہوا تو انہوں نے یہ سوتا حضرت جابر بن عبد اللہ سے چھین لیا تھا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ کے اس عمل سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کوئی اپنے کسی بزرگ کے عطیہ کو یا اس کی اور کسی حقیقی یادگار کو تاریخی طور پر اپنے پاس محفوظ رکھے تو کوئی گناہ نہیں ہے۔

اس حدیث سے آیت قرآنی (لقد جاءك من رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم) کی تفسیر بھی سمجھ میں آئی کہ رسول کریم ﷺ کسی مسلمان کی ادنیٰ تکلیف کو بھی دیکھنا گوارا نہیں فرماتے تھے۔ آپؐ نے حضرت جابر بن عبد اللہ کو جب دیکھا کہ وہ اس سے اونٹ کی وجہ سے تکلیف محسوس کر رہے ہیں تو آپؐ کو خود اس کا احسان ہوا۔ اور آپؐ نے اللہ کا نام لے کر اونٹ پر جو چھٹری ماری اس سے وہ اونٹ تیز رفتار ہو گیا۔ اور حضرت جابر بن عبد اللہ کی مزید دل جوئی کے لئے آپؐ نے اسے خرید بھی لیا۔ اور مدینہ تک اس پر سواری کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ آپؐ نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے شادی کی بابت بھی گفتگو فرمائی۔ معلوم ہوا کہ اس قسم کی گفتگو معیوب نہیں

ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ کے پارے میں بھی معلوم ہوا کہ تعلیم و تربیتِ محیٰ نے ان کے اخلاق کو کس قدر بلندی بخش دی تھی کہ مخفی بہنوں کی خدمت کی خاطر یہ عورت سے شادی کو ترجیح دی اور باکہ کوپنڈ نہیں فرمایا جب کہ عام جوانوں کا رحمان طبع ایسا ہی ہوتا ہے۔ حدیث اور باب میں مطابقت اور بیان کی جا چکی ہے۔

مسلم شریف کتاب الحیوں میں یہ حدیث مزید تفصیلات کے ساتھ موجود ہے جس پر علامہ نووی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فیہ حدیث جابر و هو حدیث مشہور احتجج به احمد و من والفقہ فی جواز بیع الدابة و یشتّرط البائع لنفسه رکوبها۔ یعنی حدیث مذکورہ جابر کے ساتھ امام احمد رضی اللہ عنہ اور آپ کے موافقین نے دلیل پکوئی ہے کہ جانور کا بیچنا اور بیخنے والے کا اس کی وقت سواری کے لئے شرط کر لینا جائز ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ جواز اس وقت ہے جب کہ مسافت قریب ہو۔ اور یہ حدیث اسی معنی پر محول ہے۔  
اسی حدیث جابر کے ذیل علامہ نووی دوسری چکر فرماتے ہیں۔

واعلم ان في حدیث جابر هذا فوائد كثيرة أخذها هذه المعجزة الظاهرة لرسول الله صلى الله عليه وسلم في انبساط جمل جابر واسراءه بعد اعيانه الثانية جواز طلب البيع لمن لم يعرض سلعة للبيع الثالثة جواز المماكسة في البيع الرابعة استحباب سوال الرجل الكبير اصحابه عن احوالهم والا شارة عليهم بمصالحهم الخامسة استحباب نكاح البكر السادسة استحباب ملاعبة الزوجين السابعة فضيلة جابر في انه ترك حظ نفسه من نكاح البكر و اختار مصلحة اخواته بنكاح ثيب تقوم بمصالحهن الثامنة استحباب الابتداء بالمسجد وهصلاة ركعتين فيه عند القدوم من السفر الناسعة استحباب الدلالة على الخير المعاشرة استحباب ارجاح الميزان فيما يدفعه الحادية عشرة ان اجرة وزن الشمن على البائع الثانية عشرة التبرك بآثار الصالحين لقوله لا تفارقہ زیادۃ رسول الله صلى الله عليه وسلم الثالثة عشرة جواز تقدم بعض الجيش الراجعين باذن الامیر الرابعة عشرة جواز الوکالة في اداء الحقوق و نحوها وفيه غير ذلك مما سبق والله اعلم (نووی)

یعنی یہ حدیث بہت سے فائد پر مشتمل ہے۔ ایک تو اس میں ظاہر مجذہ بھوی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے فعل سے تھکھے ہوئے اونٹ کو چست و چھالاک بنا دیا۔ اور وہ خوب چلنے لگ گیا۔ دوسرا امر یہ بھی ثابت ہوا کہ کوئی شخص اپنا سالمان نہ بیچتا چاہے تو بھی اس سے اسے بیخنے کے لئے کام جاسکتا ہے۔ اور یہ کوئی عیب نہیں ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ کوئی ثابت بیچنا نہیں چاہتے تھے۔ مگر آنحضرت ﷺ نے خود ان کو یہ اونٹ بیخ دینے کے لئے فرمایا۔ تیرے بیچ میں شرط کرنے کا جواز بھی ثابت ہوا۔ چوتھے یہ استحباب ثابت ہوا کہ بڑا آدمی اپنے ساتھیوں سے ان کے خانگی احوال دریافت کر سکتا ہے اور ان کے حسب مقاضائے وقت ان کے فائدے کے لئے مشورے بھی دے سکتا ہے۔ پانچوں کوواری عورت سے شادی کرنے کا استحباب ثابت ہوا۔ چھٹے میاں یوں کا خوش طبع کرنے کا جواز ثابت ہوا۔ ساتوں حضرت جابر بن عبد اللہ کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ انہوں نے اپنی بہنوں کے فائدے کے لئے اپنی شادی کے لئے ایک یہودی عورت کو پسند کیا۔ آٹھواں یہ امر بھی ثابت ہوا کہ سفر سے واپسی پر پہلے مسجد میں جانا اور درکعت شکران کی ادا کرنا متعجب ہے۔ نواس امر یہ ثابت ہوا کہ نیک کام کرنے کے لئے رغبت دلانا بھی متعجب ہے۔ دوسرا امر یہ ثابت ہوا کہ کسی حق کا ادا کرتے وقت ترازو کو جھکا کر زیادہ (یا بصورت نقد کچھ زیادہ) دینا متعجب ہے۔ گیارہواں امر یہ ثابت ہوا کہ توئیے والے کی اجرت بیخنے والے کے سر ہے۔ بارہواں امر یہ ثابت ہوا کہ آثار صالحین کو تبرک کے طور پر حفظ رکھنا جیسا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ نے رسول کرم ﷺ کے امر کے مطابق زیادہ پلیا ہوا سونا اپنے پاس عرصہ دراز تک حفظ رکھا۔ تیرہواں امر یہ بھی ثابت ہوا یعنی اسلامی لٹکر کو مقدم رکھا جاسکتا ہے جو امیر کی اجازت سے مراجعت کرنے والے ہوں۔ چودھواں امر اداۓ حقوق کے سلسلہ میں وکالت کرنے کا جواز ثابت ہوا۔ اور بھی کئی امور ثابت ہوئے جو گذر چکے ہیں۔

آثار صالحین کو تبرک کے طور پر اپنے پاس حفظ رکھنا، یہ نازک معاملہ ہے۔ پہلے تو یہ ضروری ہے کہ وہ حیثیتی صحیح طور پر آثار

صالحین ہوں، جیسا کہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ کو یقیناً معلوم تھا کہ یہ قیاط مجھ کو آنحضرت ﷺ نے خود از رہ کرم فال تو دلایا ہے۔ ایسا عقین کامل حاصل ہونا ضروری ہے ورنہ غیر ثابت شدہ اشیاء کو صالحین کی طرف منسوب کر کے ان کو بطور تبرک رکھنا یہ کذب اور افراط بھی بن سکتا ہے۔ اکثر مقلات پر دیکھا گیا ہے کہ لوگوں نے کچھ بال محفوظ کر کے ان کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ پھر ان سے تبرک حاصل کرنا شرک کی حدود میں داخل ہو گیا ہے۔ ایسی مخلوق چیزوں کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کرنا بڑی ذمہ داری ہے۔ اگر وہ حقیقت کے خلاف ہیں تو یہ منسوب کرنے والے زندہ وزنی بن جاتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ایسا افراط کرنے والوں کو زندہ دوزخ تھا یہ بصورت دیگر اگر ایسی چیز تاریخ سے صحیح ثابت ہے تو اسے چومنا چاہنا، اس کے سامنے سرجھانا، اس پر نذر و نیاز چھانا، اس کی تعظیم میں حد اتدال سے آگے گزر جانا یہ جملہ امور ایک مسلمان کو شرک چیز فتنگ میں داخل کر دیتے ہیں۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ اس کو ایک تاریخی یادگار کے طور پر اپنے پاس رکھا۔ گریئے ثابت نہیں کہ اس کو چومنا چاہنا ہو، اسے نذر و نیاز کا حق دار گردانا ہو۔ اس پر پھول ڈالے ہوں یا اس کو وسیلہ بنا لیا ہو۔ ان میں سے کوئی بھی امر ہرگز ہرگز حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے ثابت نہیں ہے۔ پس اس بارے میں بہت سروچ سمجھ کی ضرورت ہے۔ ہر شرک ایک بدترین گناہ ہے اور باریک بھی اس قدر کہ کتنے ہی دیداری کا دعویٰ کرنے والے امور شرکیہ کے مرکب ہو کر عند اللہ دوزخ میں خلوٰد کے مستحق بن جاتے ہیں۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو ہر قسم کے شرک غنی و جلی، صیغروں کیسرے محفوظ رکھے، آمين ثم آمين۔

## ۹۔ بَابُ وِكَالَّةِ الْمَرْأَةِ إِلَيْهِمْ فِي

### النکاح

(۲۳۱۰) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو امام مالک جنہیں نے خردی، انسیں ابو حازم نے، انسیں سل بن سعد بن عبد اللہؓ نے انسوں نے بیان کیا کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے خود کو آپ کو بخش دیا۔ اس پر ایک صحابی نے کہا کہ آپ میرا ان سے نکاح کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمara انکاح ان سے اس مرکے ساتھ کیا جو تمیں قرآن یاد ہے۔

۲۳۱۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِيهِ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ لَكَ مِنْ نَفْسِي. فَقَالَ رَجُلٌ: زَوْجِيَّهَا. قَالَ: ((قَدْ زَوْجَنَاكُهَا بِمَا مَعَكَ مِنْ الْقُرْآنِ)).

[اطرافہ فی : ۵۰۲۹، ۵۰۳۰، ۵۰۸۷، ۵۱۴۱، ۵۱۴۹، ۵۱۵۰، ۵۸۷۱، ۵۱۲۶، ۵۱۳۲، ۵۱۳۵، ۵۱۲۱، ۷۴۱۷]

یہ دکالت امام بن حاری بن عبد اللہؓ نے عورت کے اس قول سے نکلی کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخش دی۔ داؤدی نے کہا حدیث میں دکالت کا ذکر نہیں ہے۔ اور آنحضرت ﷺ ہر مومن اور مومنہ کے ولی ہیں بوجب آئت (اللہ اولی بالمومنین) الخ اور اسی ولادت کی وجہ سے آپ نے اس عورت کا نکاح کر دیا۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مہر میں قطیم قرآن بھی داخل ہو سکتی ہے اور کچھ اس کے پاس مہر میں پیش کرنے کے لئے نہ ہو۔ حضرت موسیٰؓ نے دفتر حضرت شیعہؓ کے مہر میں اپنی جان کو دس سل کے لئے بطور خالد پیش فرمایا تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

## باب کسی نے ایک شخص کو وکیل بنایا

پھر وکیل نے (معاملہ میں) کوئی چیز (خود اپنی رائے سے) چھوڑ دی، اور بعد میں خبر ہونے پر موکل نے اس کی اجازت دے دی تو جائز ہے۔ اسی طرح اگر مقررہ مدت تک کیلئے قرض دے دیا تو یہ بھی جائز ہے۔

(۱۳۲) اور عثمان بن یحیٰ ابو عمرو نے بیان کیا کہ ہم سے عوف نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے، اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے رمضان کی زکوٰۃ کی حفاظت پر مقرر فرمایا۔ (رات میں) ایک شخص اچانک میرے پاس آیا اور غلہ میں سے لپ بھر بھر کر اٹھانے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ قسم اللہ کی؟ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے چلوں گا۔ اس پر اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں بہت محتاج ہوں۔ میرے بال پنچے ہیں اور میں سخت ضرورت مند ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا (اس کے اظہار معدترت پر) میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا، اے ابو ہریرہ! گذشہ رات تمارے قیدی نے کیا کیا تھا؟ میں نے کہا، یا رسول اللہ! اس نے سخت ضرورت اور بال پچوں کا رونارویا، اس لئے مجھے اس پر رحم آگیا۔ اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تم سے جھوٹ بول کر گیا ہے۔ ابھی وہ پھر آئے گا۔ رسول کریم ﷺ کے اس فرمانے کی وجہ سے مجھ کو یقین تھا کہ وہ پھر ضرور آئے گا۔ اس لئے میں اس کی تاک میں لگا رہا۔ اور جب وہ دوسری رات آکے پھر غلہ اٹھانے لگا تو میں نے اسے پھر پکڑا اور کہا کہ تجھے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر کروں گا۔ لیکن اب بھی اس کی وہی التجھی کہ مجھے چھوڑ دے، میں محتاج ہوں۔ بال پچوں کا بوجھ میرے سر پر ہے۔ اب میں کبھی نہیں آؤں گا، مجھے رحم آگیا اور میں نے اسے پھر چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا، اے ابو ہریرہ! تمارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے کہا، یا رسول اللہ! اس نے پھر اسی سخت ضرورت اور بال پچوں کا رونارویا۔ جس پر مجھے رحم آ

۱۰۔ بَابُ إِذَا وَكَلَ رَجُلًا فَتَرَكَ  
الْوَكِيلُ شَيْنًا فَأَجَازَهُ الْمُوَكَلُ فَهُوَ  
جَائزٌ وَإِنْ أَفْرَضَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمَّى  
جَازَ

۲۳۱۔ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمَ أَبُو  
عُمَرٍ وَحَدَّنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
((وَكَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكَاةَ  
رَمَضَانَ، فَلَمَّا أَتَيَ فَجَعَلَ يَخْتُو مِنَ  
الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ وَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَأَرْفَعَنَكَ  
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: إِنِّي مُحْتَاجٌ  
وَعَلَيَّ عِيَالٌ، وَلِيَ حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ، قَالَ :  
فَخَلَّتْ عَنْهُ، فَاصْبَحْتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ  
((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْأَبْارِحَةَ؟))  
قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ شَكَّ حَاجَةً  
شَدِيدَةً وَعِيَالًا، فَرَحِمْتَهُ فَخَلَّتْ سِيَّلَةً.  
قَالَ: (أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ، وَسَيُؤْذَدُ).  
فَعَرَفَتْ اللَّهُ سَيِّعُودُ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ  
إِنَّهُ سَيِّعُودُ، فَرَصَدَتْهُ، فَجَاءَ يَخْتُو مِنَ  
الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ وَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَكَ إِلَى  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: ذَغَنِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ  
وَعَلَيَّ عِيَالٌ، لَا أَغُوذُ، فَرَحِمْتَهُ فَخَلَّتْ  
سِيَّلَةً، فَاصْبَحْتُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ؟))  
قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ شَكَّ حَاجَةً شَدِيدَةً  
وَعِيَالًا، فَرَحِمْتَهُ فَخَلَّتْ سِيَّلَةً، قَالَ:

گیا۔ اس لئے میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا کہ وہ تم سے جھوٹ بول کر گیا ہے۔ اور وہ پھر آئے گا۔ تیری مرتبہ پھر میں اس کے انتظار میں تھا کہ اس نے پھر تیری رات اُکر غلہ اخانا شروع کیا، تو میں نے اسے پکڑ لیا، اور کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچانا اب ضروری ہو گیا ہے۔ یہ تیرا موقع ہے۔ ہر مرتبہ تم یقین دلاتے رہے کہ پھر نہیں آؤ گے۔ لیکن تم باز نہیں آئے۔ اس نے کہا کہ اس مرتبہ مجھے چھوڑ دے تو میں تمیں حمیں ایسے چند کلمات سکھا دوں گا جس سے اللہ تعالیٰ تمہیں فائدہ پہنچائے گا۔ میں نے پوچھا، وہ کلمات کیا ہیں؟ اس نے کہا، جب تم اپنے بستر پر لیٹئے لو تو آیت الکرسی ﴿اللہ لا اله الا هو العی القیوم﴾ پوری پڑھ لیا کرو۔ ایک نگران فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برا بر تمہاری حفاظت کرتا رہے گا۔ اور صبح تک شیطان تمہارے پاس کبھی نہیں آسکے گا۔ اس مرتبہ بھی پھر میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول کشمیر ﷺ نے دریافت فرمایا، گذشتہ رات تمہارے قیدی نے تم سے کیا معاملہ کیا؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اس نے مجھے چند کلمات سکھائے اور یقین دلایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے فائدہ پہنچائے گا۔ اس لئے میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے دریافت کیا کہ وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ اس نے بتایا تھا کہ جب بستر پر لیٹو تو آیت الکرسی پڑھ لو، شروع ﴿اللہ لا اله الا هو العی القیوم﴾ سے آخر تک۔ اس نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر (اس کے پڑھنے سے) ایک نگران فرشتہ مقرر رہے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب بھی نہیں آسکے گا۔ صحابہ خیر کو سب سے آنے گے بڑھ کر لینے والے تھے۔ نبی کشمیر ﷺ نے (ان کی یہ بات حق کہہ گیا ہے۔ اے ابو ہریرہ! تم کو یہ بھی معلوم لیکن تم سے یہ بات حق کہہ گیا ہے۔ اے ابو ہریرہ!) تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ تمین راتوں سے تمہارا معاملہ کس سے تھا؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ آخر خبرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔

((أَمَّا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ، وَسَيَعُوذُ)). فَرَضَدَتْهُ النَّاثَةُ، فَجَاءَ يَخْتُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخْذَتْهُ فَقَلَتْ: لَا رَفِعْتُكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهَذَا آخِرُ ثَلَاثَ مَرَاتٍ، إِنَّكَ تَرْغُمُ لَا تَعُودُ ثُمَّ تَعُوذُ. قَالَ: ذَغَنِي أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهَا. قَلَتْ: مَا هُنَّ قَالَ: إِذَا أَوْتَتِ إِلَيْيِ فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْنَسِيَّ ﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ حَتَّى تَخْتِمِ الْآيَةَ فَإِنْكَ لَنْ يَرَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ، وَلَا يَقْرِبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ فَحَلَّتْ سَيِّلَةً. فَأَصْبَحَتْ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْأَبَارَةَ؟)) قَلَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ زَعَمَ أَنَّهُ يَعْلَمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللَّهُ بِهَا فَحَلَّتْ سَيِّلَةً. قَالَ: ((مَا هِيَ؟)) قَلَتْ: قَالَ لِي إِذَا أَوْتَتِ إِلَيْيِ فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْنَسِيَّ مِنْ أُولَئِكَهَا حَتَّى تَخْتِمَ ﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ وَقَالَ لِي: لَنْ يَرَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرِبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ، وَكَانُوا أَخْرَصُ شَيْءَ عَلَى الْخَيْرِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَّا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ. تَعْلَمُ مَنْ تَخَاطِبُ مِنْذُ ثَلَاثَيَالِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟)) قَالَ: لَا. قَالَ: ((ذَاكَ شَيْطَانٌ)). [طرفاہ فی : ۳۲۷۵، ۵۰۱۰].

ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے صدقہ کی کھجور میں ہاتھ کا نشان دیکھا تھا۔ جیسے اس میں سے کوئی اخنا کر لے گیا ہو۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا کیا تو اس کو پکڑنا چاہتا ہے؟ تو یوں کہ سیحان من سخنگ ل محمد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کرتے ہیں کہ میں نے یہی کہا تو کیا رکھ کر ہوں کہ وہ میرے سامنے کھڑا ہوا ہے۔ میں نے اس کو پکڑ لیا۔ (وحیدی)

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور امن الرسول سے آخر سورۃ تک۔ اس میں یوں ہے کہ صدقہ کی کھجور آنحضرت رضی اللہ عنہ نے میری حفاظت میں دی تھی۔ میں جو دیکھوں تو روز بروز وہ کم ہو رہی ہے۔ میں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ سے اس کا لفکوہ کیا، آپ نے فرمایا یہ شیطان کا کام ہے۔ پھر میں اس کو ہاتھ رہتا۔ وہ ہاتھ کی صورت میں نہودار ہوا۔ جب دروازے کے قریب پوچھا تو دراڑوں میں سے صورت بدلت کر اندر چلا آیا اور کھجوروں کے پاس آ کر اس کے لئے لگانے لگا۔ میں نے اپنے کپڑے مغبوط باندھے اور اس کی کمر پکڑی، میں نے کما اللہ کے دشمن تو نے صدقہ کی کھجور اڑا دی۔ دوسرا لوگ تھے سے زیادہ اس کے حقدار تھے۔ میں تو تھجھ کو پکڑ کر آنحضرت رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤں گا۔ وہاں تیری خوب فضیحت ہو گی۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ میں نے پوچھا تو میرے گھر میں کھجور کھلانے کے لئے کیوں گھسا۔ کہنے لگا میں بوڑھا، محجاج، عیالدار ہوں۔ اور نصیبین سے آ رہا ہوں۔ اگر مجھے کہیں اور کچھ مل جاتا تو میں تیرے پاس نہ آتا۔ اور ہم تمہارے ہی شر میں رہا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ تمہارے پیغمبر صاحب ہوئے۔ جب ان پر یہ دو آئیں اتریں تو ہم بھاگ گئے۔ اگر تو مجھ کو چھوڑ دے تو میں وہ آئیں تھجھ کو سکھلا دوں گا۔ میں نے کما اچھا۔ پھر اس نے آیت الکری اور امن الرسول سے سورۃ البقرہ کے اخیر تک بتلائی۔ (فتح)

نائلی کی روایت میں الی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یوں روایت ہے۔ میرے پاس کھجور کا ایک تھیلا تھا۔ اس میں سے روز کھجور کم ہو رہی تھی۔ ایک دن میں نے دیکھا، ایک جوان خوبصورت لڑکا وہاں موجود ہے۔ میں نے پوچھا تو آدمی ہے یا جن ہے۔ وہ کہنے لگا میں جن ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا۔ ہم تم سے کیسے بچپن؟ اس نے کما آیت الکری پڑھ کر۔ پھر آنحضرت رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر آیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس خبیث نے بچ کما۔ معلوم ہوا جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس میں شیطان شریک ہو جاتے ہیں اور شیطان کا دیکھنا ممکن ہے جب وہ اپنی غلطی صورت بدلتے۔ (وحیدی)

حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ وَ فِي الْحَدِيثِ مِنَ الْفَوَادِ غَيْرِ مَانِقَدِمِ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَعْلَمُ مَا يَنْتَفِعُ بِهِ الْمُؤْمِنُ وَ إِنَّ الْحُكْمَ قَدْ يَتَلَاقَهَا الْفَاجِرُ فَلَا يَنْتَفِعُ بِهَا وَ تَوْخِذُهُ فَيَنْتَفِعُ بِهَا وَ إِنَّ السَّخْنَاءَ قَدْ يَعْلَمُ الشَّيْءَ وَ لَا يَعْلَمُ بِهِ وَ إِنَّ الْكَافِرَ قَدْ يَصْدِقُ بِعَصْبَعِ مَا يَصْدِقُ بِهِ الْمُؤْمِنُ وَ لَا يَكُونُ بِذَلِكَ مُوْمِنًا وَ بِإِنَّ الْكَذَابَ قَدْ يَصْدِقُ وَ بِإِنَّ الشَّيْطَانَ مِنْ شَانَهُ أَنْ يَكْذِبَ وَ إِنَّ مِنْ أَقِيمَ فِي حَفْظِ شَنِيْسِيْمِ وَ كِيلَا وَ إِنَّ الْعَنْ يَا كَلُونَ مِنْ طَعَمِ الْأَنْسَ وَ إِنَّهُمْ يَظْهَرُونَ لِلْأَنْسِ لَكِنْ بِالشَّرْطِ الْمَذْكُورِ وَ إِنَّهُمْ يَكْلُمُونَ بِكَلَامِ الْأَنْسِ وَ إِنَّهُمْ يَسْرُقُونَ وَ يَخْدُعُونَ وَ فِي فَضْلِ آيَةِ الْكَرْسِيِّ وَ فَضْلِ آخِرِ سُورَةِ الْبَقْرَةِ وَ إِنَّ الْجَنَّ يَصْبِيُونَ مِنَ الطَّعَمِ الَّذِي لَا يَذَكُرُ أَسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ الْخَ (فتح الباری)

یعنی اس حدیث میں بتتے سے فوائد ہیں۔ جن میں سے ایک یہ کہ شیطان ایسی باتیں بھی جانتا ہے جن سے مومن فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اور کبھی حکمت کی باتیں فاجر کے منہ سے بھی نکل جاتی ہیں۔ وہ خود تو ان سے فائدہ نہیں اٹھاتا مگر دوسرا سے اس سے سبق حاصل کر سکتے ہیں اور نفع حاصل کر سکتے ہیں۔ اور بعض آدمی کچھ اچھی بات جانتے ہیں، مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے۔ اور بعض کافر ایسی قائل تصدیق بات کہ دیتے ہیں جیسی اہل ایمان مگر وہ کافراس سے مومن نہیں ہو جاتے۔ اور بعض وفہ جھوٹوں کی بھی تصدیق کی جاسکتی ہے اور شیطان کی شان عی یہ ہے کہ اسے جھوٹا کہا جائے اور یہ کہ نہیں کسی چیز کی حفاظت پر مقرر کیا جائے اسے وکیل کہا جاتا ہے اور یہ کہ جنات انسانی غذا میں کھاتے ہیں اور وہ انسانوں کے سامنے ظاہر بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس شرط کے ساتھ جو مذکور ہوئی اور یہ بھی کہ وہ انسانی زبانوں میں کلام بھی کر سکتے ہیں۔ اور وہ چوری بھی کر سکتے ہیں اور وہ دھک کے مازی بھی کر سکتے ہیں۔ اور اس میں آیت

الکری کی اور آخر سورہ بقرہ کی بھی فضیلت ہے۔ اور یہ بھی کہ شیطان اس غذا کو حاصل کر لیتے ہیں۔ جس پر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا۔ آج ۲۹ ذی الحجه ۱۴۳۸ھ میں بوقت مغرب مقام ابراہیم کے پاس یہ نوث لکھا گیا۔ نیز آج ۵ صفر ۱۴۳۹ھ کو مدینہ طیبہ حرم نبوی میں بوقت فجر اس پر نظر ٹانی کی گئی۔ رینا تقبل منا و اغفرلنا ان نسینا و اخبطانا آمين

### باب اگر وکیل کوئی ایسی بیع کرے جو فاسد ہو تو وہ بیع واپس کی جائے گی

باب کی حدیث میں اس کی صراحت نہیں کہ وہ واپس ہو گی۔ مگر امام بخاری رض نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا۔ جس کو امام مسلم نے نکلا۔ اس میں یوں ہے۔ یہ سود ہے اس کو پھیر دے۔ (وحیدی)

۲۳۱۲ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعَاوِيَةُ هُوَ أَبُنْ يَحْيَى بْنُ عَنْ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ عَفْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْعَافِرِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدَ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((جَاءَ بِلَانٌ إِلَيَّ النَّبِيِّ ﷺ بِتَمْرٍ بَرْنَيٍّ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((مِنْ أَيْنَ هَذَا؟)) قَالَ بِلَانٌ: كَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ رَدِيعٌ، فَبَعْثَتْنَا مِنْهُ صَاعِينَ بِصَاعِ يَطْعَمُ النَّبِيُّ ﷺ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَنَا ذَلِكَ: ((أَوَهُ أَوْهُ، عَيْنُ الرَّبَّا، عَيْنُ الرَّبَّا لَا تَتَعْلَمُ، وَلَكِنْ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَشْرِيَ فِي التَّمْرِ بَيْعَ آخرَ ثُمَّ اشْتَرِ بِهِ)).

لشیخ معلوم ہوا کہ ایک ہی جنس میں کی ویشی سے لین دین سود میں داخل ہے۔ اس کی صورت یہ بتائی گئی کہ گھیا جنس کو الگ نقد بیع کر اس کے روپوں سے وہی بڑھیا جس خریدی جائے۔ حضرت بلاں رض کی یہ بیع فاسد تھی۔ آنحضرت رض نے اسے واپس کر دیا۔ جیسا کہ مسلم کی روایت میں ہے۔

حضرت مولانا وحید الزمال نے مسلم شریف کی جس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ باب الرباء میں حضرت ابو سعید رض عی کی روایت سے مقول ہے۔ جس میں یہ الفاظ ہیں۔ فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم هذه الربا فردوه۔ الحديث رض یہ سود ہے لہذا اس کو واپس لوٹا دو۔ اس پر علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :- هذا دليل على ان المقبول بيع فاسد يergus رده على باائعه و اذا رد الشعن فان قيل فلم يذكر في الحديث السابق انه صلی اللہ علیہ وسلم امر بردہ فالجواب ان الظاهر انها قضية واحدة و امر فيها بردہ فبعض الرواة حفظ ذالک و بعضهم لم يحفظه فقبلنا زیادة الثقة ولو ثبت انہما قضیتان لحملت الاولی علی انه ایضا امرہ و ان لم یبلغنا ذالک ولو ثبت انه لم یا مربہ مع انہما قضیتان لحملناها علی انه جھل باائعه و لا يمكن معرفته فصار ملا ضائع ملمن علیہ دین بقیمتہ و هو التصر الذى

فِيْهِ فَحَصَلَ أَنَّهُ لَا إِشْكَالٌ فِي الْحَدِيثِ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ (نووی)

یعنی یہ اس امر پر دلیل ہے کہ ابی قبضہ میں لی ہوئی بعج بھی فاسد ہو گی۔ جس کا باائع پر لوٹالینا واجب ہے اور جب وہ بعج رو ہو گئی تو اس کی قیمت خود رو ہو گئی۔ اگر کما جائے کہ حدیث سابق میں یہ مذکور نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کے رد کرنے کا حکم فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ظاہر یہی ہے اور اس میں آپ نے واپسی کا حکم فرمایا۔ بعض راویوں نے اس کو یاد رکھا اور بعض نے یاد نہیں رکھا۔ پس ہم نے شے راویوں کی زیادتی کو قبول کیا۔ اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ دو قصیٰ ہیں۔ تو پہلے کو اس پر محول کیا جائے گا کہ آپ نے یہی حکم فرمایا تھا اگرچہ یہ ہم تک نہیں پہنچ سکا۔ اور اگر یہ ثابت ہو کہ آپ نے یہ حکم نہیں فرمایا باوجود یہ کہ یہ دو قصیٰ ہیں۔ تو ہم اس پر محول کریں گے کہ اس کا باائع محول ہو گیا اور وہ بعد میں پچھاتا نہ جا سکا۔ تو اس صورت میں وہ مال ضائع ہو گیا اس شخص کے لئے جس نے اس کی قیمت کا بوجھ اپنے سر پر رکھا اور یہ وہی سمجھو رہی ہے جو اس نے قبضہ میں لی ہے۔ پس حاصل ہوا کہ حدیث میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

الحمد لله آن ۵ صفر ۹۰۳ھ کو حرم نبوی مدینہ طیبہ میں بوقت فجرہ سلسلہ نظر ہانی یہ نوٹ لکھا گیا۔

## ۱۲ - بَابُ الْوِكَالَةِ فِي الْوَقْفِ

وَنَفْقَتِهِ، وَأَنْ يُطْعِمَ صَدِيقًا لَهُ وَيَأْكُلُ

بِالْمَغْرُوفِ

باب وقف کے مال میں وکالت  
اور وکیل کا خرچہ اور وکیل کا اپنے دوست کو کھلانا  
اور خود بھی دستور کے موافق کھانا

(۲۳۳۱۴) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، کما کہ ہم سے سفیان بن عبیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، انہوں نے کما کہ حضرت عمر بن عثمان نے صدقہ کے باب میں جو کتاب لکھوائی تھی اس میں یوں ہے کہ صدقے کا متولی اس میں سے کھا سکتا ہے اور دوست کو کھلا سکتا ہے۔ لیکن روپیہ نہ جمع کرے۔ اور عبداللہ بن عمر بن عثمان اپنے والد حضرت عمر بن عثمان کے صدقے کے متولی تھے۔ وہ مکہ والوں کو اس میں سے تحفہ بھیجتے تھے۔ جمال آپ قیام فرمایا کرتے تھے۔

۲۳۱۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِيَّاً عَنْ عَمْرِو، قَالَ فِي صَدَقَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : ((لَيْسَ عَلَى الْوَلِيِّ جَنَاحٌ أَنْ يَأْكُلَ وَيَؤْكِلَ صَدِيقًا لَهُ غَيْرَ مَتَّالٍ مَالًا. فَكَانَ أَبْنُ عُمَرَ هُوَ يَلِي صَدَقَةَ عُمَرَ، يُهَدِّي لِلنَّاسِ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ كَانَ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ)).

[اطرافہ فی: ۲۱۳۷، ۲۷۶۴، ۲۷۷۲، ۲۷۷۳، ۲۷۷۷، ۲۷۷۸].

یہاں وکیل سے ناظر، متولی مراد ہے۔ اگر واقف کی اجازت ہے تو وہ اس میں سے اپنے دوستوں کو بوقت ضرورت کھا بھی سکتا ہے اور خود بھی کھا سکتا ہے۔

## باب حد لگانے کے لئے کسی کو وکیل کرنا

(۲۳۳۱۵) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ ہم کو ایث بن سعد نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، اتنیں عبد اللہ نے،

۱۳ - بَابُ الْوِكَالَةِ فِي الْحُدُودِ

۲۳۱۵ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ أَخْبَرَنَا الْلَّيْثُ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبِيدٍ

انہیں زید بن خالد اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے این ضحاک اسلمی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اے انہیں! اس خاتون کے یہاں جا۔ اگر وہ زنا کا اقرار کر لے تو اسے سنگار کر دے۔

اللہ عن زید بن خالد و آئی هریزۃ رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ قال: ((وَأَغْدُ يَا أَنِیسُ عَلی امْرَأَةٍ هَذَا، فَإِنْ اغْتَرَتْ فَأَرْجِعْهَا)).

[اطرافہ فی : ۲۶۴۹، ۲۶۹۶، ۲۱۲۵، ۶۸۶۰، ۶۸۴۳، ۷۱۹۴، ۷۲۰۹، ۶۶۳۴، ۶۸۲۸، ۶۸۳۱، ۲۸۳۶، ۷۲۷۹].

ترجمہ باب اس سے ٹکتا ہے کہ آخرت میں نے انہیں کو حد لگانے کے لئے وکیل مقرر فرمایا۔ اس سے قانونی پسلویہ بھی لٹکا کر مجرم خود اگر جرم کا اقرار کر لے تو اس پر قانون لاگو ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں گواہوں کی ضرورت نہیں ہے۔ اور زنا پر حد شرعی سنگاری بھی ثابت ہوتی۔

(۲۳۱۲) ہم سے ابن سلام نے بیان کیا، کما کہ ہم کو عبد الوہاب ثقفی نے خبر دی، انہیں ایوب نے، انہیں ابن الی ملیکہ نے اور ان سے عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حیمان یا ابن حیمان کو آخرت میں ہم کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ انہوں نے شراب پی لی تھی۔ جو لوگ اس وقت گھر میں موجود تھے رسول اللہ ﷺ نے انہیں سے انہیں مارنے کے لئے حکم فرمایا۔ انہوں نے بیان کیا میں بھی مارنے والوں میں تھا۔ ہم نے جو توں اور چھڑیوں سے انہیں مارا تھا۔

۲۳۱۶ - حدثنا ابن سلام قال أخبرنا عبد الوهاب الثقفي عن أيبوب عن ابن أبي ملينكة عن عقبة بن الحارث قال: ((جيء بالنعمان - أو ابن النعمان - شاربا، فامر رسول الله ﷺ من كان في النبي أن يضره، قال فكنت أنا فيمن ضربه، فضربيه بالتعال والجريد)).

[طرفہ فی : ۶۷۷۴، ۶۷۷۵].

**شیخ بن حنبل** حیمان یا ابن النعمان کے بارے میں روایت میں نہیں یا حیمان مذکور ہے۔ حافظ نے کہ اس کا نام حیمان بن عمرو بن رفقاء الصاری تھا۔ بدرا کی لڑائی میں شریک تھا۔ اور بڑا خوش مزاج آدمی تھا۔ رسول کرم ﷺ نے گمراہوں کو حد مارنے کا حکم فرمایا۔ اس سے ترجمہ باب ٹکتا ہے۔ کیونکہ آپ نے گمراہے موجود لوگوں کو حد مارنے کے لئے وکیل مقرر فرمایا۔ اسی سے حدود میں وکالت ثابت ہوئی اور یہی ترجمہ الیب ہے۔

#### باب قربانی کے اونٹوں میں وکالت اور ان کی گرفتاری کرنے

#### ۱۴ - باب الوکالة في البذر

#### وتعاهدها

وکالت تو اس سے ثابت ہوئی کہ آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہ قربانیاں روانہ کر دیں، اور گرفتاری اس سے کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے ان کے گلوں میں ہارڈا لے۔

(۲۳۱۷) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن الی مکن حرم نے، انہیں عمرو قال: حدثنا مالك عن عبد الله بن أبي عمرو

بَنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ نَسْبَةً إِلَيْهِ مِنْ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: ((قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَا فَلَتْ قَلَابِدَهُ هَذِي رَسُولُ اللَّهِ تَعَالَى يَبْدِيهِ، ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللَّهِ تَعَالَى يَبْدِيهِ، ثُمَّ بَعَثَ بَهَا مَعَ أَبِيهِ، فَلَمْ يَخْرُمْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ تَعَالَى شَيْءَ أَخْلَهُ اللَّهُ لَهُ حَتَّى نُجُورَ الْهَدْنِي)).

بَنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ نَسْبَةً إِلَيْهِ مِنْ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: ((قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَا فَلَتْ قَلَابِدَهُ هَذِي رَسُولُ اللَّهِ تَعَالَى يَبْدِيهِ، ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللَّهِ تَعَالَى يَبْدِيهِ، ثُمَّ بَعَثَ بَهَا مَعَ أَبِيهِ، فَلَمْ يَخْرُمْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ تَعَالَى شَيْءَ أَخْلَهُ اللَّهُ لَهُ حَتَّى نُجُورَ الْهَدْنِي)).

[راجع: ۱۶۹۶]

**حَسَنَةٌ** حضرت رسول کرم ﷺ کے قربانی کے اوثنوں کے لئے حضرت عائشہؓ نے قلادہ بنٹھا نے قلادہ بنٹھا میں آپ کی وکالت فرمائی۔ **حَسَنَةٌ** حضرت عائشہ صدیقة ام المؤمنین رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ ان کی والدہ ماجدہ کا نام ام روان بنت عامر بن عوییر ہے۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ان کی شادی مانوبی میں کہ شریف ہی میں ہوئی۔ شوال ۲۰ھ میں ابجرت سے ۱۸۰ھ بعد رخصتی عمل میں آئی۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ یہ ۹ سال رہی ہیں۔ کیونکہ وصال نبوی کے وقت حضرت عائشہؓ نے ﷺ کی عمر اخبارہ سال کی تھی۔ حضرت عائشہؓ نے بہت بڑی فیضی فیضی عالیہ فاضلہ تھیں۔ حضور ﷺ سے بکفر احادیث آپ نے نقل کی ہیں۔ وقارعہ عرب و محاربات و اشعار کی زبردست واقف کار تھیں۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام کے ایک بڑے طبقے نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔ مدینہ طیبہ میں ۷۵ھ یا ۵۸ھ میں شب سہ شنبہ میں آپ کا انتقال ہوا۔ وصیت کے مطابق شب میں بقعی غرقد میں آپ کو دفن کیا گیا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جوان دنوں معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں مدینہ میں مروان کے ماتحت تھے۔

بقعی غرقد مدینہ کا پرانا قبرستان ہے، جو مسجد نبوی سے تموجے ہی فاصلہ پر ہے۔ آج کل اس کی جانب مسجد نبوی سے ایک وسیع سڑک کا کل دی گئی ہے۔ قبرستان کو چاروں طرف ایک اونچی فصل سے گھیر دیا گیا ہے۔ اندر پرانی قبریں بیشتر بہرہ دھوکی ہیں، اہل بدعت نے پہلے دور میں یہاں بعض صحابہ و دیگر بزرگان دین کے ہاموں پر بڑے بڑے قبے بنا رکھے تھے۔ اور ان پر غلاف، پھول ڈالے جاتے۔ اور وہاں نذر نیازیں چڑھائی جاتی تھیں۔ سعودی حکومت نے حدیث نبوی کی روشنی میں ان سب کو مسار کر دیا ہے۔ پختہ قبریں ہنانا شریعت اسلامیہ میں قطعاً منع ہے اور ان پر چادر پھول مدد ملت و بدعتات ہیں۔ الشپاک مسلمانوں کو ایسی بدعتات سے بچائے۔ آئین۔

۱۵ - بَابِ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لَوْكِيلِهِ: بَابِ أَغْرِكَسِيْ نَفِإِنْ وَكِيلِيْ سَهِيْ كَمَا كَمَا كَهْ جَهَلَ مَنَاصِبَ جَانَوْ  
صَفَقَهُ حِيْثُ أَرَاكَ اللَّهُ وَقَالَ الْوَكِيلُ:

مَيْنَ نَسِيْ لِيَا قَذَ سَمِعْتُ مَا قَلْتَ

یعنی وکیل نے اپنی رائے سے اس مال کو کسی کام میں خرچ کیا تو یہ جائز ہے۔ آنحضرت ﷺ کو ابو علیؑ نے وکیل کیا کہ بیڑ جاء کو آپ جس کا رخیر میں ہاں صرف کریں۔ آپ نے ان کو یہ رائے دی کہ اپنے ہی نات و داروں کو بات دیں۔ (وacidی)

۲۳۱۸ - حَدَّثَنِي يَحْتَى بْنُ يَحْتَى قَالَ (۲۳۱۸) مجھ سے یحیی بن یحیی نے بیان کیا، کما کہ میں نے امام مالک کے سامنے قرأت کی بواسطہ اسحاق بن عبد اللہ کے کہ انسوں نے انس

بن مالک رضی اللہ عنہ سے نہ ہے میان کرتے تھے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سب سے مالدار لوگوں میں سے تھے۔ ”بیر حاء“ (ایک باغ) ان کا سب سے زیادہ محظوظ مال تھا جو مسجد نبوی کے بالکل سامنے تھا۔ رسول کرم رضی اللہ عنہ بھی وہاں تشریف لے جاتے اور اس کا نامیت یعنی عمرہ پانی پیتے تھے۔ پھر جب قرآن کی آیت (لَنْ تَنَالُوا الْبَرَ حَتَّىٰ تَنْفَعُوا مِمَّا تَحْبُّونَ) اتری (تم نیکی ہرگز نہیں حاصل کر سکتے جب تک نہ خرج کرو اللہ کی راہ میں وہ چیز جو تمہیں زیادہ پسند ہو) تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے (لَنْ تَنَالُوا الْبَرَ حَتَّىٰ تَنْفَعُوا مِمَّا تَحْبُّونَ) اور مجھے اپنے مال میں سب سے زیادہ پسند میرا می باغ بیر حاء ہے۔ یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ اس کی نیکی اور ذخیرہ و تواب کی امید میں صرف اللہ تعالیٰ سے رکھتا ہوں۔ پس آپ جمل مناسب سمجھیں اسے خرج فرمادیں۔ آپ نے فرمایا، واه! یہ تو بڑا ہی نفع والا مال ہے۔ بہت ہی مفید ہے۔ اس کے بارے میں تم نے جو کچھ کہا وہ میں نے سن لیا۔ اب میں تو یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے تو اپنے رشتہ داروں ہی میں تقسیم کر دے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ یہ کنوں انہوں نے اپنے رشتہ داروں اور چچا کی اولاد میں تقسیم کر دیا۔ اس روایت کی متابعت اسماعیل نے مالک سے کی ہے۔ اور روح نے مالک سے (اظہر رائے کے بجائے) رائی نقل کیا ہے۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیر حاء کے بارے میں آخر نظرت میں کو دیکھ کر دینے کا حکم فرمایا۔ اسی سے ترجمہ الباب ثابت ہوا۔ چونکہ رشتہ داروں کا حق مقدم ہے اور وہی صاحب میراث بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے آخر نظرت میں انہی کی بہت ہی بڑی دور انہی کا ثبوت ہے۔ یہ کنوں عینہ شریف میں حرم نبوی کے قریب اب بھی موجود ہے اور میں نے بھی وہاں حاضری کا شرف حاصل کیا ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔

### باب خزانی کا خزانہ میں وکیل ہونا

(۲۳۱۹) ہم سے محمد بن علاء نے میان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو

۱۶ - بَابُ وَكَالَةِ الْأَمِينِ فِي  
الْخَزَانَةِ وَتَحْوِهَا

۲۳۱۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّفِلِ أَخْلَقَ فَالْأَنْوَارَ

اسلامہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے برید بن عبد اللہ نے انسوں نے کہا کہ ہم سے ابو بردہ نے بیان کیا اور ان سے ابو موسیٰ امام شعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، امانت دار خراچی جو خرچ کرتا ہے۔ بعض دفعہ یہ فرمایا کہ جو دنیا ہے حکم کے مطابق کامل اور پوری طرح جس چیز (کے دینے) کا اے حکم ہو اور اسے دیتے وقت اس کا دل بھی خوش ہو، تو وہ بھی صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہے۔

حدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ عَنْ بُرْزَدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ  
عَنْ أَبِي بُرْزَدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((الْخَازِنُ الْأَمِينُ  
الَّذِي يُنْفِقُ)) - وَرَبِّمَا قَالَ: ((الَّذِي  
يُغْطِي)) - مَا أَمِرَ بِهِ كَامِلًا مُؤْفِرًا طَيْبًا  
نَفْسَهُ إِلَى الَّذِي أَمِرَ بِهِ أَحَدُ  
الْمُتَصَدِّقِينَ)). [راجع: ١٤٣٨]

یعنی اس کو مالک کے برابر ثواب ملے گا کہ اس نے بخوبی مالک کا حکم بجا لیا اور صدقہ کر دیا۔ اور مالک کی طرف سے مالک کے حکم کے مطابق وہ مال خرچ کرنے میں وکیل ہوا۔ یہی مثالے باب ہے۔

## ٢١- كتاب الحرف والمزاج

# کتاب کھیتی بارٹی اور بٹانی کا بیان

باب کھیت بونے اور درخت لگانے کی فضیلت جس میں سے لوگ کھائیں۔

اور (سورہ واقعہ میں) اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ”یہ تو بتاؤ“ جو تم بوتے ہو۔ کیا اسے تم اگاتے ہو، یا اس کے اگانے والے ہم ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اسے چورا چورا بناوں۔“

١٠ - بَابُ فَضْلِ الزَّرْعِ وَالغَرْسِ إِذَا أُكِلَّ مِنْهُ . وَقَوْلُهُ تَعَالَى :

﴿أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ، إِنَّكُمْ تَرْجِعُونَهُ أَمْ  
نَحْنُ نَرْجِعُكُمْ﴾ [الواقعة: ٦٣-٦٥]

**لشیخ** مزارعہ باب مقابلہ کا مصدر ہے جس کا مأخذ زرع ہے، امام الجہدین و سید المحدثین حضرت امام خواری رضی اللہ عنہ نے یہاں بھی فضائل زراعت کے سلسلہ میں پہلے قرآن پاک کی آئیت نقل فرمائی۔ جس میں ارشاد باری ہے ((اُفْرِ يَعْمَلُ مَا لَهُ عِنْ  
قُرْبَوْهُ إِمْ نَحْنُ الْأَزَارُونَ)) (الواقد: ۲۶۳) لہنی اے کاشکارو! تم جو کھنی کرتے ہو، کیا تم کھنی کرتے ہو یا درحقیقت کھنی کرنے

وائلہ ہم ہیں۔ ہم چاہیں تو تیار کمی کو برباد کر کے رکھ دیں۔ پھر تم ہم کا بکا ہو کر رہ جاؤ۔  
حافظ ابن حجر عسقلان فرماتے ہیں :-

ولاشک ان الایة تدل على اباحة الزرع من جهة الامتنان به والحديث يدل على فضله بالقيد الذي ذكره المصنف وقال ابن المنبر اشار الى اباحة الزرع وان من نهى عنه كما ورد عن عمر لم محله ما اذا شغل الحرش عن الحرب ونحوه من الامور المطلوبة وعلي ذالك يحمل حديث ابى امامۃ المذکور في الباب الذى بعده لينى كوى شک وشبه نيسى كى آتت قرآنی کمی کے مباح ہونے پر دلالت کرہی ہے اس طور پر بھی کہ یہ خدا کا بنا بخاری گرم ہے اور حدیث بھی اس کی فضیلت پر دال ہے، اس قید کے ساتھ ہے مصنف نے ذکر کیا ہے۔ ابن منیر کہتے ہیں کہ امام بخاری ہشیخ نے کمی کے مباح ہونے پر اشارہ کیا ہے۔ اور اس سے جو ممانعت وارد ہوئی ہے اس کا محل جب ہے کہ کمی مسلمان کو جلد اور امور شرع سے غافل کر دے۔ ابوالمسد کی حدیث جو بعد میں کمی کی مذمت میں آرہی ہے وہ بھی اسی پر محمول ہے۔ مولانا وحید الزماں ہشیخ فرماتے ہیں، 'امام بخاری ہشیخ نے اس آتت ((المرء يتم ماتعترفون)) سے یہ ثابت کیا کہ کمی کرنا مباح ہے اور جس حدیث میں اس کی ممانعت وارد ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کمی میں ایسا مشغول ہونا منع ہے کہ آدمی جہاد سے باز رہے یا دین کے دوسرے کاموں سے۔ (وحیدی)

٢٣٢٠ - حَدَّثَنَا قَيْثَيْةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ (٢٣٢٠) ہم سے قتبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، (دوسری سند) اور مجھ سے عبدالرحمن بن مبارک نے بیان کیا، ان سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے قادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیت میں بیج بوئے، پھر اس میں سے پرندیا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے مسلم نے بیان کیا کہ ہم سے بیان نے بیان کیا، ان سے قادہ نے بیان کیا اور ان سے انس ہشیخ نے نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے۔

[طرفة فی : ٦٠١٢].

**لئے گئے** اس حدیث کا شان درود امام مسلم نے یوں بیان کیا ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای نخل لام مبشر امراۃ من الانصار فقال من غرس هذا النخل امسلم ام کافر فقالوا مسلم لا يغرس مسلم غرسا فلما كمل منه انسان او طير او دابة الا كان له صدقة لينى رسول اللہ ہشیخ نے ایک انصاری عورت ام بہتر نای کا لگایا ہوا کبھر کا درخت دیکھا، آپ نے پوچھا کہ یہ درخت کسی مسلمان نے لگایا ہے یا کافرنے لوگوں نے بتایا کہ یہ مسلمان کے ہاتھ کا لگایا ہوا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ جو مسلمان کوئی درخت لگائے پھر اس سے آدمی یا پرندے یا جانور کھائیں تو یہ سب کچھ اس کی طرف سے صدقہ میں لکھا جاتا ہے۔ حدیث انس روایت کردہ امام بخاری میں مزید وسعت کے ساتھ لفظ او بزرع زرع، بھی موجود ہے لینی بالغ لگائے یا کھیت کرے۔ تو اس سے جو بھی آدمی، جانور فائدہ اٹھائیں اس کے مالک کے ثواب میں بطور صدقہ لکھا جاتا ہے۔ حافظ فرماتے ہیں و فی الحديث فضل الفرس والزرع والمعض على عمارة الارض لینی اس حدیث میں باغیلی اور زراعت اور زمین کو آباد کرنے کی فضیلت مذکور ہے۔

فی الواقع کھتی کی بڑی اہمیت ہے کہ انسان کی شکم پری کا بڑا ذریعہ کھتی ہی ہے۔ اگر کھتی نہ کی جائے تو غلہ کی پیداوار نہ ہو سکے۔ اسی لئے قرآن و حدیث میں اس فن کا ذکر بھی آیا۔ مگر جو کاروبار یاد خدا اور فرانش اسلام کی ادائیگی میں حارج ہو، وہ اٹاوال بھی بن جاتا ہے۔ کھتی کا بھی بھی کسی حال ہے کہ پیشتر کھتی باڑی کرنے والے یادِ اللہ سے غافل اور فرانش اسلام میں ست ہو جاتے ہیں۔ اس حالت میں کھتی اور اس کے آلات کی نہ موت بھی وارد ہے۔ بہر حال مسلمان کو دنیاوی کاروبار کے ساتھ ہر حال میں اللہ کو یاد رکھنا اور فرانش اسلام کو ادا کرنا ضروری ہے۔ واللہ ہو الموقن۔

الحمد لله حديث پلا کے پیش نظر میں نے بھی اپنے کھتوں واقع موضع روپہ میں کئی درخت لگوائے ہیں۔ جو جلد ہی سالیہ دینے کے قتل ہونے والے ہیں۔ امسال عزیزی نذیر احمد رازی نے ایک بڑا پودا نصب کیا ہے۔ جسے وہ ولی سے لے گئے تھے۔ اللہ کے کہ وہ پروان چڑھ کر صدھا سالوں کے لئے ذخیرہ حنات بن جائے اور عزیزان طیل احمد و نذیر احمد کو توفیق دے کہ وہ کھتی کا کام ان ہی احادیث کی روشنی میں کریں جس سے ان کو برکات دارین حاصل ہوں گی۔

آج یوم عاشرہ محرم ۱۴۹۰ھ کو کعبہ شریف میں یہ درخواست رب کعبہ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ آمين یا رب العالمین۔

### باب کھتی کے سالمان میں بہت زیادہ مصروف رہنا

یاحد سے زیادہ اس میں لگ جانا،

اس کا نجمام برائے

(۲۳۲۱) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عبداللہ بن سالم گھمی نے بیان کیا، ان سے محمد بن زیاد الحنفی نے بیان کیا، ان سے ابو امامہ بالطی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، آپ کی نظر چالی اور کھتی کے بعض دوسرے آلات پر پڑی۔ آپ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کشمی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنائے۔ آپ نے فرمایا کہ جس قوم کے گھر میں یہ چیز داخل ہو جاتی ہے تو اپنے ساتھ ذلت بھی لاتی ہے۔

٢٣٢١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَالِمَ الْحَمْصِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادِ الْأَلْهَانِيُّ عَنْ أَبِي أَمَامَةَ الْأَبَاهِلِيِّ قَالَ - وَرَأَى سَكَّةً وَشَيْنَا مِنْ آلَةِ الْحَرْثِ فَقَالَ - سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَدْخُلُ هَذَا بَيْتَ قَوْمٍ إِلَّا أَذْخَلَهُ اللَّذُلُ))

**لشیخ** حضرت امام بخاری نے منعقدہ باب میں احادیث آمده درمیح زراعت و درزم زراعت میں تقطیق پیش فرمائی ہے۔ جس کا **لشیخ** خلاصہ یہ کہ کھتی باڑی اگر حد اعتماد میں کی جائے، کہ اس کی وجہ سے فرانش اسلام کی ادائیگی میں کوئی تسلیل نہ ہو تو وہ کھتی قتل تعریف ہے۔ جس کی فضیلت حدیث واروہ میں نقل ہوئی ہے۔ اور اگر کھتی باڑی میں اس قدر مشغولیت ہو جائے کہ ایک مسلمان اپنے دینی فرانش سے بھی غافل ہو جائے تو پھر وہ کھتی قتل تعریف نہیں رہتی۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس پر جو تصریف فرمایا ہے وہ یہ ہے۔

هذا من اخباره صلی الله عليه وسلم بالمعیبات لان المشاهد الان ان اكثر الظلم انما هو على اهل العرث وقد اشار البخاري بالترجمة الى الجمع بين حدیث ابی امامۃ والحدیث العاضی فی فعل الزرع والفرس وذاك باحد الامرين اما ان يحمل ماورد من الذم على عالیة ذلك و محله اذا اشتغل به القبیع بسببه ما امر بحفظه و اما ان يحمل على ما اذا لم يضع الا انه جاوز الحد فيه والذی يظهر ان کلام ابی امامۃ محمول على من يتعاطی ذلك بنفسه امامن له عمال يعملون له و ادخل داره الاله المذکورة لحفظ لهم فليس مراد

لوبمک العمل علی عمومه لفان الذل شامل لکل من ادخل نفسه ما يستلزم مطالبة اخوله و لا سیما اذا كان المطالب من الولاية و عن الداودی هذا لمن يقرب من العلوفانه اذا اشتغل بالحرث لا يستغل بالفروسيه فینا سد عليه العلوفونهم ان يستغلوا بالفروسيه و على غيرهم امدادهم بما يحتاجون اليه (فتح الباری)

یعنی یہ حدیث آخرضرت ﷺ کی ان خبروں میں سے ہے جن کو مشاہدہ نے بالکل صحیح ثابت کر دیا۔ کیونکہ اکثر مظالم کا شکار کاشکار ہی ہوتے چلے آ رہے ہیں اور حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے باب سے حدیث ابی امامہ اور حدیث سابقة بابت فضیلت زراعت و باغیانی میں تقطیع پر اشارہ فرمایا ہے اور یہ دو امور میں سے ایک ہے۔ اول تو یہ کہ جو نہست وارد ہے اسے اس کے انجام پر محول کیا جائے، اگر انجام میں اس میں اس قدر مشغول ہو گئی کہ اسلامی فرائض سے بھی غافل ہونے لگا۔ دوسرا یہ بھی کہ فرائض کو تو ضائع نہیں کیا مگر حد احتقال سے آگے تجاوز کر کے اس میں مشغول ہو گیا تو یہ پیشہ اچھا نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ابو امامہ والی حدیث ایسے ہی شخص پر وارد ہو گی جو خود اپنے طور پر اس میں مشغول ہو اور اس میں حد احتقال سے تجاوز کر جائے۔ اور جس کے نوکر چاکر کام انجام دیتے ہوں اور حفاظت کے لئے آلات زراعت اس کے گھر میں رکے جائیں تو ذم سے وہ شخص مراد نہ ہو گا۔ حدیث ذم عموم پر بھی محول کی جاسکتی ہے کہ کاشکاروں کو بسا اوقات ادائے مالیہ کے لئے حکام کے سامنے ذمیل ہونا پڑتا ہے۔ اور داؤدی نے کماکر یہ ذم اس کے لئے ہے جو دشمن سے قریب ہو، کہ وہ کھیتی باڑی میں مشغول رہ کر دشمن سے بے خوف ہو جائے گا اور ایک دن دشمن ان کے اپر چڑھ پیشے گا۔ پس ان کے لئے ضروری ہے کہ سپاہ گری میں مشغول رہیں اور حاجت کی اشیاء سے دوسرے لوگ ان کی مدد کریں۔

زراعت باغیانی ایک بہترن فن ہے۔ بہت سے انبیاء اولیاء علماء زراعت پیشہ رہے ہیں۔ زمین میں قدرت نے اجتناس اور پھلوں سے ہونے تیس پوشیدہ رکھی ہیں ان کا نکالتا یہ زراعت پیشہ اور باغان حضرات ہی کا کام ہے۔ اور جاندار تکوں کے لئے جو اجتناس اور چارنے کی ضرورت ہے اس کا میا کرنے والا بعونہ تعالیٰ ایک زراعت پیشہ کاشکار ہی ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید میں مختلف پبلوؤں سے ان فنوں کا ذکر آیا ہے۔ سورہ بقرہ میں مل جوتے والے بیل کا ذکر ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس فن کی شرافت میں کوئی شب نہیں ہے مگر دیکھا گیا ہے کہ زراعت پیشہ قمیں زیادہ تمکنیں اور غربت اور ذلت کا شکار رہتی ہیں۔ بھر ان کے سروں پر مالیانے کا پہاڑ ایسا خطرناک ہوتا ہے کہ بسا اوقات ان کو ذمیل کر کے رکھ دیتا ہے۔ احادیث مختلفہ ذمتوں میں یہی پہلو ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو یہ فن بہت قتل تعریف اور باعث رفع درجات دارین ہے۔ آج کے دور میں اس فن کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ جب کہ آج نہایت مسئلہ بنی نوع انسان کے لئے ایک اہم ترین اقتصادی مسئلہ ہے ہر حکومت زیادہ سے زیادہ اس فن پر توجہ دے رہی ہے۔

ذلت سے مراد یہ ہے کہ حکام ان سے بیسہ وصول کرنے میں ان پر طرح طرح کے ظلم توڑیں گے۔ حافظ نے کماکر آخرضرت ﷺ نے جیسا فرمایا تھا وہ پورا ہوا۔ اکثر ظلم کا شکار کاشکار لوگ ہی بنتے ہیں۔ بعض نے کماذلت سے یہ مراد ہے کہ جب رات دن کھیتی باڑی میں لگ جائیں گے تو سپاہ گری اور فون جنگ بھول جائیں گے اور دشمن ان پر غالب ہو جائے گا۔

علماء نووی احادیث زراعت کے ذیل فرماتے ہیں:- فی هذه الاحادیث فضیلۃ الفرس و فضیلۃ الزرع و ان اجر فاعلی ذالک مستمر مادام الفراس والزرع و ما تولد منه الى يوم القيمة وقد اختلاف العلماء في اطيب المكاسب والفضلها فقل التجارة و قليل الصنعة باليد و قليل الزراعة و هو الصعب و قد بسطت ايضاً في اخر باب الاطعمة من شرح المذهب وفي هذه الاحادیث ايضاً ان الشواب والاجر في الاخرة مختص بالمسلمين و ان الانسان يتاب على ماسرق من ماله او اتلفته دابة او طائر و نحو هما (النوعي)

یعنی ان احادیث میں درخت لگانے اور کھیت کرنے کی فضیلت وارد ہے۔ اور یہ کہ کاشکار اور باغان کا ثواب یہیش جاری رہتا ہے جب تک بھی اس کی وہ کھیت یا درخت رہتے ہیں۔ ثواب کا یہ سلسہ قیامت تک جاری رہ سکتا ہے۔ علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے

کہ بتیرن کب کون سا ہے۔ کہا گیا ہے کہ تجارت ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دستکاری، بتیرن کب کھیتی باڑی ہے اور یہی صحیح ہے۔ اور میں نے باب الاطعہ شرح مندب میں اس کو تفصیل سے لکھا ہے۔ اور ان احادیث میں یہ بھی ہے کہ آخرت کا اجر و ثواب مسلمانوں ہی کے لئے خاص ہے اور یہ بھی ہے کہ کاشتکار کی کھیتی میں سے کچھ چوری ہو جائے یا جانور پر ندے کچھ اس میں نقصان کر دیں تو ان سب کے بد لے کاشتکار کو ثواب ملتا ہے۔

یا اللہ! مجھ کو اور میرے بچوں کو ان احادیث کا مصدقہ بنائے۔ جب کہ اپنا آہمی پیشہ کاشتکاری ہی ہے، اور یا اللہ! اپنی برکتوں سے ہیشہ نوازیوں اور ہر قسم کی ذلت، معمیت، پریشانی، تک حالی سے بچائے، آمین ثم آمین۔

### ۳۔ باب افتقاء الكلب للحرث

اس باب سے امام بخاری نے کھیت کی اباحت ثابت کی کیونکہ جب کھیت کے لیے کتاب رکھنا جائز ہوا تو کھیت کرنا بھی درست ہو گا۔ حدیث باب سے کھیت یا شکار کی حفاظت کے لیے کتاب لئے کا جواز تکلا۔ حافظ نے کما اسی قیاس پر اور کسی ضرورت سے بھی کتبے کا رکھنا جائز ہو گا۔ لیکن بلا ضرورت جائز نہیں۔

(۲۳۴۲) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہشام نے بیان کیا، ان سے بھی بن الی کیش نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے کوئی کتاب رکھا، اس نے روزانہ اپنے عمل سے ایک قیراط کی کمی کر لی۔ البتہ کھیت یا مویشی (کی حفاظت کے لیے) کے اس سے الگ ہیں۔ این سیرین اور ابو صالح نے ابو ہریرہ رضی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا بحوالہ نبی کریم ﷺ کے بکری کے رویہ، کھیت اور شکار کے کتے الگ ہیں۔ ابو حازم نے کما ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ شکاری اور مویشی کے کتے (الگ ہیں)۔

۲۳۴۲ - حَدَّثَنَا مَعَاذُ بْنُ فَضَّالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِّنْ عَمَلِهِ قِيرَاطًا، إِلَّا كَلْبٌ حَرَثٌ أَوْ مَاشِيَةً)). قَالَ أَبْنُ سَيِّدِنَا وَأَبْوَ صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِلَّا كَلْبٌ غَنِمٌ أَوْ حَرَثٌ أَوْ صَنِيدٌ)). وَقَالَ أَبُو حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((كَلْبٌ صَنِيدٌ أَوْ مَاشِيَةٌ)). [طرفة في : ۲۳۴۲]

**لشیخ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھیت کی حفاظت کے لیے بھی کتاب لانا منع ہے۔ اس لیے کہ اس سے بہت سے خطرات ہوتے ہیں۔ برا خطرہ یہ کہ ایسے کتے موقع پاتے ہی برتوں میں منہ ڈال کر ان کو گندہ کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ آئنے جانے والوں کو ستاتے بھی ہیں۔ ان کے کائے کاڑور ہوتا ہے۔ اسی لئے گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں داخل ہوتے جس میں یہ موذی جانور رکھا گیا ہو۔ ایسے مسلمان کی نیکیوں میں سے ایک قیراط نیکیاں کم ہوتی رہتی ہیں جو بے منفعت کتے کو پالتا ہو۔

حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ قبیل سبب نقصان امتاع الملکۃ من دخول بیته او مایلحق المارین من الاذى اولان بعضها شیاطین اوعقوبة لمخالفۃ النہی او لو لو عنه لفی الاولی عند غفلة صاحبها فربما یتجسس الطاهر منها فاذَا استعمل فی العبادة لم یقع موقع الطاهر الخ۔

وَلِيَ الْحَدِيثُ الْحَثُ عَلَى تَكْفِيرِ الْأَعْمَالِ الصَّالِحةِ وَالْمُحَدِّرِ مِنَ الْعَمَلِ بِمَا يَنْقُصُهَا وَالْتَّبِيهِ عَلَى اسْبَابِ الزِّيَادَةِ فِيهَا وَالْنَّقْصُ مِنْهَا  
لِتَجْتَبَ أَوْ تَرْتَكِبَ وَبِيَانِ لَطْفِ اللَّهِ تَعَالَى بِخَلْقِهِ فِي إِبَاةِ مَالِهِ بِنَفْعٍ وَتَبْلِيغِ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرُ مَعَاشِهِمْ وَمَعَادِهِمْ وَلِهِ  
تَرْجِيعِ الْمُصْلِحَةِ الرَّاجِعَةِ عَلَى الْمُفْسِدَةِ لِوقْعِ اسْتِنَاءِ مَا يَنْتَفِعُ بِهِ مَعَاصِمِ الْخَادِهِ (فتح الباري)

لیکن نیکیوں میں سے ایک قیراط کم ہونے کا سبب ایک تو یہ کہ رحمت کے فرشتے ایسے گمراہیں داغل نہیں ہوتے، یا یہ کہ اس کے  
کی وجہ سے آئے جانے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ یا اس لئے بھی کہ بعض کے شیطان ہوتے ہیں۔ یا اس لئے کہ باوجود نبی کے لئے  
رکھا گیا، اس سے نیکی کم ہوتی ہے۔ یا اس لئے کہ وہ برتوں میں مدد ذاتے رہتے ہیں۔ جملہ گمراہی سے ذرا غلط ہوئی اور کتنے  
فوراً پاک پانی کو پتاپاک کر ڈالا۔ اب اگر عبادت کے لئے وہ استعمال کیا گیا، تو اس سے پاکی حاصل نہ ہوگی۔ الغرض یہ جملہ وجوہ ہیں جن کی  
 وجہ سے محض شویقہ کتاب پائیے والوں کی نیکیاں روزانہ ایک قیراط کم ہوتی رہتی ہیں۔ گر تخفیب مغرب کا براہو آج کل کی نئی  
تہذیب میں کتاب پانی بھی ایک فیشن بن گیا ہے۔ امیر گرانوں میں محض شویقہ پٹنے والے کتوں کی اس قدر خدمت کی جاتی ہے کہ ان کے  
نشانے دھلانے کے لئے خاص ملازم ہوتے ہیں۔ ان کی خوراک کا غامیں اہتمام ہوتا ہے۔ استغفار اللہ! مسلمانوں کو اپنے فضول بے ہودہ  
فضول خرچی کے کاموں سے بہر حال پر ہیز لازم ہے۔

حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ حدیث ہذا بست سے فائدہ پر مشتمل ہے جن میں سے اعمال صالح کی کثرت پر رغبت دلانا بھی ہے اور  
ایسے اعمال بد سے ڈرانا بھی جن سے نیکی برپا درکاہ لازم آتے۔ حدیث ہذا میں ہر دو امور کے لئے تنبیہ ہے کہ نیکیاں بکھرت کی جائیں اور  
برائیوں سے بکھرت پر ہیز کیا جائے۔ اور یہ بھی کہ اللہ کی اپنی حقوق پر مہربانی ہے کہ جو چیز اس کے لئے نفع بخش ہے وہ مباح قرار دی  
ہے اور اس حدیث میں تبلیغ نبوی بات امور معاش و معاد بھی مذکور ہے۔ اور اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہے کہ بعض چیزوں حرام ہوتی  
ہیں جیسا کہ کتاب پانا، مگر ان کے نفع بخش ہونے کی صورت میں ان کو مصلحت کی بنا پر مستثنی بھی کر دیا جاتا ہے۔

(۲۳۲۴) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ  
ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہمیں یزید بن خسین نے،  
ان سے سائب بن یزید نے بیان کیا کہ سفیان بن زہیر نے ازو شنوہ  
قبیلے کے ایک بزرگ سے نا، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی  
تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھا  
کہ جس نے کتابلا، جو نہ کھیت کے لئے ہے اور نہ مویشی کے لئے تو  
اس کی نیکیوں سے روزانہ ایک قیراط کم ہو جاتا ہے۔ میں نے پوچھا گیا  
آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے؟ تو انہوں نے  
کہا ہاں ہاں! اس مسجد کے رب کی قسم! (میں نے ضرور آپ سے یہ  
سنا ہے۔

أخْبَرَنَا مَالِكُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصِيفَةِ أَنَّ  
السَّابِقَ بْنَ يَزِيدَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سَفِيَّانَ  
بْنَ أَبِي رَهْبَنَرَ - رَجُلًا مِنْ أَزْدِ شَوْءَةِ،  
وَكَانَ مِنْ أَصْنَابِ النَّبِيِّ ﷺ - قَالَ:  
سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ افْتَنَنِي كُلُّنَا  
لَا يَغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْغًا نَفْعًا كُلُّ  
يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطٌ)). قَلَّتْ: أَنْتَ  
سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ:  
إِنِّي وَرَبِّ هَذَا الْمَسْجِدِ).

[طرفة فی: ۲۳۲۵].

قیراط یہاں عند اللہ ایک مقدار معلوم ہے۔ مراد یہ کہ بے حد نیکیاں کم ہو جاتی ہیں۔ جس کی وجہ بست ہیں۔ ایک تو یہ کہ ایسے گمراہیں  
میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے، دوسرے یہ کہ ایسا کتاباگزرنے والوں اور آئے جانے والے مسلمانوں پر حملہ کے لئے دوڑتا ہے جس کا

گناہ کتابلے والے پر ہوتا ہے۔ تیرے یہ کہ وہ گھر کے برتاؤں کو منہ ڈال کر پلاک کرتا رہتا ہے۔ چوتھے یہ کہ وہ نجاتیں کھا کما کر گھر پر آتا ہے اور بدبو اور دیگر امراض اپنے ساتھ لاتا ہے۔ اور بھی بستی وجوہ ہیں۔ اس لئے شریعت اسلامی نے گھر میں کے کارکتا رکھنے کی ختنی کے ساتھ صافعت کی ہے۔ شکاری کے اور تربیت دینے ہوئے دیگر ملاحظات کے اس سے الگ ہیں۔

### باب کھیتی کے لئے بدل سے کام لینا۔

(۲۳۲۲) ہم سے محمد بن یثار نے بیان کیا، کما کہ ہم سے غدر نے بیان کیا، کما ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابی ایم نے، انہوں نے ابو سلمہ سے سنا اور انہوں نے ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (نی اسرائیل میں سے) ایک شخص بدل پر سوار ہو کر جراحتا کر اس بدل نے اس کی طرف دیکھا اور اس سوار سے کما کہ میں اس کے لئے نہیں پیدا ہوا ہوں، میری پیدائش تو کھیت جوتنے کے لئے ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس پر ایمان لایا اور ابو بکر و عمر بھی ایمان لائے۔ اور ایک دفعہ ایک بھیڑیے نے ایک بکری پکڑ لی تھی تو تگذریے نے اس کا چیخ کیا۔ بھیڑیا بولا، آج تو تو سے بچا ہا ہے۔ جس دن (مدینہ اجازت ہو گا) درندے ہی درندے رہ جائیں گے۔ اس دن میرے سوا کون بکریوں کا چرانے والا ہو گا۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس پر ایمان لایا اور ابو بکر و عمر بھیستا بھی۔ ابو سلمہ نے کہا کہ ابو بکر و عمر بھی اس محل میں موجود نہیں تھے۔

**لشیخ** حضرت امام بخاریؓ نے باب کے تحت اس حدیث کو درج فرمایا۔ جس میں ایک اسرائیلی مرد کا اور ایک بدل کا مکالہ مذکور ہوا ہے۔ وہ اسرائیلی بدل کو سواری کے کام میں استعمال کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بدل کو انسانی زبان میں بولنے کی طاقت دی اور وہ کہنے لگا کہ میں کھیتی کے لئے پیدا ہوا ہوں، سواری کے لئے پیدا نہیں ہو۔ چونکہ یہ بولنے کا واقعہ خرق عادات سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اللہ پاک اس پر قادر ہے کہ وہ بدل میسے جانور کو انسانی زبان میں گھنٹکو کی طاقت بخش دے۔ اس لئے اللہ کے محبوب رسول ﷺ نے اس پر اظہار ایمان فرمایا۔ بلکہ ساتھ ہی حضرات شیخین کو بھی شاہل فرمایا کہ آپ کو ان پر احتدا کمال تھا حالانکہ وہ ہر دو وہاں اس وقت موجود بھی نہ تھے۔ وانما قال ذاتک رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقة بهما العلمة بصدق ایمانہما و قوۃ بقینہما و کمال معرفتہما بقدرة اللہ تعالیٰ (عینی) یعنی آخر حضرت ﷺ نے یہ اس لئے فرمایا کہ آپؐ کو ان ہر دو پر اعتماد تھا۔ آپؐ ان کے ایمان اور یقین کی صداقت اور قوت سے واقف تھے۔ اور جانتے تھے کہ ان کو بھی قدرت اللہ کی معرفت بدرجہ کمال حاصل ہے۔ اس لئے آپؐ نے اس ایمان میں ان کو بھی شریک فرمایا۔ رضی اللہ عنہما و ارضہما۔

حدیث کا دوسرا حصہ بھیڑیے سے متعلق ہے جو ایک بکری کو پکڑ کر لے جا رہا تھا کہ چہ وابے نے اس کا چیخ کیا اور اللہ نے بھیڑیے کو انسانی زبان میں بولنے کی طاقت عطا فرمائی اور اس نے چہ وابے سے کہا کہ آج تو تم نے اس بکری کو مجھ سے چھڑا لیا۔ مگر اس

### ۴- باب استغماں الْبَقْرِ لِلْحَرَاثَةِ

۲۳۲۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ حَدَّثَنَا غَنَّمَرٌ، قَالَ حَدَّثَنَا شَبَّقَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَبْيَسَمَا رَجُلٌ رَأَيْكَ عَلَى بَقْرَةِ الْتَّفْتَتِ إِلَيْهِ فَقَالَتْ: لَمْ أُخْلُقْ لِهَا، خَلَقْتُ لِلْحَرَاثَةِ. قَالَ: أَمْنَتْ بِهِ أَنَا وَأَبْوَبِنِي وَعُمْرُ. وَأَخَذَ الدَّنْبَ شَاهَ فَبَعَثَهَا الرَّاعِي، فَقَالَ الدَّنْبُ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السُّبْعِ، يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِي؟ قَالَ: أَمْنَتْ بِهِ أَنَا وَأَبْوَبِنِي وَعُمْرُ). قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: وَمَا هُمَا يَوْمَنِي فِي الْقَوْمِ.

[اطرافہ فی: ۳۶۹۰، ۳۶۶۳، ۳۴۷۱]

دن ان بکپیوں کو ہم سے کون چھڑائے گا جس دن میں اجڑا ہو جائے کا اور بکپیوں کا چڑا ہمارے سوا کئی نہ ہو گ۔ قال القرطی کانہ پیشور إلى حدیث ابی هریرۃ المرفووع بعتر کون المدینۃ علی خبر ما کانت لا يهشأها الا العوالی بین بد السیاع والطیر قربی نے کما کہ اس میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جو مرفوعاً حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ میں کو خیرت کے ساتھ چھوڑ جائیں گے۔ وہی پر دیکھیں گے کہ وہ سارا شر درندوں، چندوں اور پرندوں کا مسکن ہنا ہوا ہے۔ اس بھیڑیے کی آواز پر بھی آخر حضرت مسیح نے اطمینان فرماتے ہوئے حضرات صاحبوں کو بھی شریک فرمایا۔

خلاصہ یہ کہ حضرت امام بخاری رض نے جو باب منفرد فرمایا تھا وہ حدیث میں بدل کے مکالہ والے حصہ سے ثابت ہوتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان جب سے عالم شور میں آکر زراعت کی طرف متوجہ ہوا تو زمین کو قتل کاشت بنانے کے لئے اس نے زیادہ تر بدل عی کا استعمال کیا ہے۔ اگرچہ گدھے، گھوڑے، اونٹ، بیسے بھی بعض بعض طکون میں ہلوں میں جوتے جاتے ہیں۔ مگر عموم کے لحاظ سے بدل عی کو قدرت نے اس خدمت جلیلیہ کا اہل بنایا ہے۔ آج اس مشینی دور میں بھی بدل بخیر چارہ نہیں جیسا کہ مشاہدہ ہے۔

۵- بَابُ إِذَا قَالَ أَكْفَنِي مَوْنَةً  
النَّخْلُ أَوْ غَيْرُهُ وَتُشَرِّكُنِي فِي الشَّمْرِ  
بَلْ بَلْغُ الْأَكْسِي سَكَّيْ كَهْ تُوسِبُ دَرْخَنْتُونَ وَغَيْرُهُ كَيْ دِيكَه  
بَحَالٍ كَرْ تُواورِي مِنْ بَحَلِ مِنْ شَرِيكِ رَبِّيْنَ كَه

**لشیخ** چونکہ مسائل زراعت کا ذکر ہو رہا ہے اسلئے ایک صورت کاشتکاری کی یہ بھی ہے جو باب میں تلاٹی گئی کہ کمیت یا باغ والا کسی کو شریک کرے اس شرط پر کہ اس کے کمیت یا باغ میں کل محنت وہ صرف کرے گا اور پیداوار نصف تقسیم ہو جائے گی۔ یہ صورت شرعاً جائز ہے جیسا کہ حدیث باب میں ذکور ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ میہ شریف لائے تو انصار نے از راہ ہدودی و اخوت اپنی زمینوں پاگوں کو مهاجرین میں تقسیم کرنا چاہا۔ مگر آنحضرت ﷺ نے اس صورت کو پسند نہیں فرمایا۔ بلکہ شرکت کار کی تجویز پر اتفاق ہو گیا کہ مهاجرین ہمارے کھتوں یا کھجور کے پاگوں میں کام کریں اور پیداوار تقسیم ہو جیا کرے۔ اس پر سب نے آنحضرت ﷺ کی اطاعت اور فرماداری کا اقرار کیا۔ اور معمنا و اطعناء سے ائمہ رضا مندی فرمایا۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ ابتدائی اسلامی سے عام طور پر مسلمانوں کا یہ رجحان طبع رہا ہے کہ وہ خود اپنے مل بوتے پر زندگی گذاریں اور اللہ کے سوا اور کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کریں۔ اور رزق حلال کی تلاش کے لئے ان کو جو بھی دشوار سے دشوار راستہ اختیار کرنا پڑے، وہ اسی کو اختیار کر لیں۔ مسلمانوں کا یہی جذبہ تھا جو بعد کے زمانوں میں بھل تجارت اشاعت اسلام کے لئے ایک بہترین ذریعہ ثابت ہوا۔ اور اہل اسلام نے تجارت کے لئے دنیا کے کوئے کوئے کو نے کو چھان مارا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ جملے گئے اسلام کی زندہ جنتی جاتی تصویریں بن کر گئے۔ اور دنیا کے لئے پیغامِ رحمت ثابت ہوئے۔ صد افسوس کہ آج یہ ہائی خوب و خیال بن کر رہ گئی ہیں۔ الاماشاء اللہ، رحم اللہ علینا۔ آمین۔

ان حقائق پر ان مغرب زدہ نوہوانوں کو بھی غور کرنے کی ضرورت ہے جو اسلام کو محض ایک خانگی معاملہ کہے کر سیاستِ معیشت سے الگ سمجھ بیٹھے ہیں جو بالکل غلط ہے۔ اسلام نے نوع انسانی کی ہر ہر شعبہ زندگی میں پوری پوری رہنمائی کی ہے، اسلام فطری قوانین کا ایک بہترن مجموعہ ہے۔

(٢٣٢٥) ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار نے نبی کرم ﷺ سے کہا کہ

قال: ((قَالَ الْأَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَفَسِمْ يَئِنَّا وَيَئِنَّا إِخْوَانًا التَّعْجِلُ: قَالَ: لَا فَقَالُوا: تَكْفُونَا الْمُؤْوَنَةُ وَنُنْهِيُّ كُمْ فِي الْثَّمَرَةِ. قَالُوا: سَمِعْنَا وَأَعْطَنَا)).

[طرفہ فی : ۲۷۱۹، ۳۷۸۲].

علوم ہوا یہ صورت جائز ہے کہ باغ یا زمین ایک شخص کی ہو اور کام اور مخت دوسرا شخص کرے، دونوں پیداوار میں شریک ہوں۔ اس کو مساقات کہتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے جو انصار کو زمین تقسیم کر دینے سے منع فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو یقین تھا کہ مسلمانوں کی ترقی بہت ہو گی، بہت سی زمینیں ملیں گی۔ تو انصار کی زمین انہی کے پاس رہنا آپ نے مناسب سمجھا۔

باب میوه دار درخت اور کھجور کے درخت کاٹنا۔  
اور حضرت انس بن مالک نے کہا کہ نبی کرم ﷺ نے کھجور کے درختوں کے متعلق حکم دیا اور وہ کاٹ دیئے گئے۔

یہ اس حدیث کا لکھا ہے جو باب المساجد میں اوپر موصولة گزر پچھی ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی ضرورت سے یادشنا کا نقصان کرنے کے لئے جب اس کی حاجت ہو تو میوه دار درخت کاٹنا یا کھیتی یا باغ جلاسواد رست ہے۔

(۲۳۶۲) ہم سے موی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہ ہم سے جو یہ نے بیان کیا، ان سے نافع نہ اور ان سے عبداللہ بن عمر بن حفیظ نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے نبی نصیر کے کھجوروں کے باغ جلا دیئے اور کاٹ دیئے۔ ان نبی کے باغات کا نام بویرہ تھا۔ اور حسان بن مالک کا یہ شعر اسی کے متعلق ہے۔

بنی لوی (قریش) کے سرداروں پر (غلبہ کو) بویرہ کی آگ نے آسان بنا دیا جو ہر طرف پھیلتی ہی جا رہی تھی۔

## ٦- بَابُ قَطْعِ الشَّجَرِ وَالنَّحْلِ

وَقَالَ أَنَّسٌ: أَمْرَ النَّبِيِّ ﷺ بِنَسْخِ الْفَطْرِ فَقَطَعَ.

(۲۳۶) - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوبَرْيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ حَرَقَ نَغْلَ بْنَيَ النَّصِيرِ وَقَطَعَ، وَهِيَ الْبَوَيْرَةُ، وَلَهَا يَقُولُ حَسَانٌ:)

وَهَاهُنَّ عَلَى سَرَّاً وَبَنِيَ لَوْ  
يَحْرِيقَ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيرٌ

[اطرافہ فی : ۴۰۲۱، ۴۰۳۱، ۴۰۳۲] .

[۴۸۸۴]

بنی لوی قریش کو کہتے ہیں۔ اور سراہ کا ترجمہ عمانہ اور ممزین۔ بویرہ ایک مقام کا نام ہے جوں بنی نصیر بودیوں کے باغات تھے۔ ہوا یہ تھا کہ قریش ہی کے لوگ اس جاہی کے باعث ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے بنی قریظہ اور بنی نصیر کو بھڑکا کر آنحضرت ﷺ سے مدد لٹکنی کرائی۔ بعض نے کہا آپ نے یہ درخت اس لئے جلوائے کہ جگ کے لئے صاف میدان کی ضرورت تھی۔ تاکہ دشمنوں کو چھپ رہئے کا اور کہیں گاہ سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کا موقع نہ مل سکے۔ بحالت جگ، بہت سے امور سامنے آتے ہیں۔ جن میں قیارت کرنے والوں کو بہت سوچتا ہوتا ہے۔ کھیتوں اور درختوں کا کائنات اگرچہ خود انسانی اقتداری نقصان ہے مگر بعض شدید ضرورتوں

کے تحت یہ بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔ آج کے نام نہاد مذہب لوگوں کو دیکھو گئے کہ جنگ کے دونوں میں وہ کیا کیا حرکات کر جاتے ہیں۔ بھارت کے غدر ۱۸۵۷ء میں انگریزوں نے ہو مظالم بیان ڈھالئے وہ تاریخ کا ایک سیاہ ترین باب ہے۔ جنگ عظیم میں یورپی اقوام نے کیا کیا حرکتیں کیں۔ جن کے تصور سے جمپ پر لورہ طاری ہو جاتا ہے۔ اور آج بھی دنیا میں اکثریت اپنی اقیتوں پر جو ظلم کے پہاڑ توڑ رہی ہے، وہ دنیا پر روشن ہے۔ بہر حال حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔

### باب

### ۷۔ باب

اس میں کوئی ترجمہ نہ کور نہیں ہے کویا یہ باب پلے باب کی ایک فصل ہے اور مناسبت یہ ہے کہ جب یہاں ایک معاد کے لئے جائز ہوئی تو مدحت گزرنے کے بعد زمین کا مالک یہ کہہ سکتا ہے کہ اپنا درخت یا ہمیشہ اکھاڑے لے جاؤ۔ پس درخت کا کاشنا ثابت ہوا۔ اگلے باب کا یہ مطلب تھا۔

(۷) ۲۳۲ هم سے محمد نے بیان کیا، کہا تم کو عبد اللہ نے خردی، کہا تم کو حبیب بن سعید نے خوبی، انہیں حنظله بن قیس انصاری نے، انہوں نے رافع بن خدیج بن حوشہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ مدینہ میں ہمارے پاس کھیت اوروں سے زیادہ سنتھے۔ ہم کھیتوں کو اس شرط کے ساتھ دوسروں کو جو تنے اور بونے کے لئے دیا کرتے تھے کہ کھیت کے ایک مقررہ حصے (کی پیداوار) مالک زمین لے گا۔ بعض رفعہ ایسا ہوتا کہ خاص اسی حصے کی پیداوار ماری جاتی اور ساری کھیت سلامت رہتا۔ اور بعض دفعہ سارے کھیت کی پیداوار انصاری جاتی اور سیہ خاص حصے تھے جاتا۔ اس لئے ہمیں اس طرح معاملہ کرنے سے روک دیا گیا۔ اور سونا اور چاندی کے بدل ٹھیک دینے کا تو اس وقت رواج ہی نہ تھا۔

نقدی کرایہ کا معاملہ اس وقت نہیں ہوا کرتا تھا۔ اس صورت مذکورہ میں مالک اور کاشکار بہر دو کے لئے نفع کے ساتھ نقصان کا بھی ہر وقت احتیال تھا۔ اس لئے اس صورت سے اس معاملہ کو منع کر دیا گیا۔

### باب آدھی یا کم و زیادہ پیداوار پر مثالیٰ کرنا

(یہ بلا تردود جائز ہے) اور قیس بن سلم نے بیان کیا اور ان سے ابو جعفر نے بیان کیا کہ مدینہ میں مهاجرین کا کوئی گھر ایسا نہ تھا جو تمہیں یا چوچائی یا زراغون حصہ پر کاشکاری نہ کرتا ہو۔ حضرت علی اور سعد بن مالک اور عبد اللہ بن مسعود اور عمر بن عبد العزیز اور قاسم اور عروہ اور حضرت ابو بکر کی اولاد اور حضرت عمر کی اولاد اور حضرت علی کی اولاد اور ابن سیرین رضی اللہ عنہم اعمیں سب یہاں پر کاشت کیا کرتے تھے۔ اور

۲۳۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَنْ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسِ الْأَنْصَارِيِّ سَمِعَ رَافِعَ بْنَ حَدِيجَ قَالَ ((كَمَا أَكْثَرَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مُزَدَّرَعًا، كَمَا نُكْرِيَ الْأَرْضُ بِالنَّاحِيَةِ مِنْهَا مُسْمَى لِسَيِّدِ الْأَرْضِ، قَالَ فَمِمَّا يُصَابُ ذَلِكَ وَتَسْلِيمُ الْأَرْضُ وَمِمَّا يُصَابُ الْأَرْضُ وَيَسْلِمُ ذَلِكَ، فَهِيَا، وَمَا الْذَهَبُ وَالْوَرْقُ فَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِنَ)).

۸۔ بَابُ الْمُزَارَعَةِ بِالشَّطْرِ وَنَحْوِهِ  
وَقَالَ قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ:  
مَا فِي الْمَدِينَةِ أَهْلُ بَيْتٍ هِجْرَةٌ إِلَّا  
يَزَرُّغُونَ عَلَى الْفَلْسِ وَالرَّبْعِ وَزَارَعَ عَلَيْهِ  
وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ  
وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَالْفَاقِسُ وَغَزَوَةُ  
وَآلُ أَبِي بَكْرٍ وَآلُ عُمَرٍ وَآلُ عَلِيٍّ وَآلُ

عبد الرحمن بن اسود نے کماکہ میں عبد الرحمن بن یزید کے ساتھ کھلتی میں ساجھی رہا کرتا تھا اور حضرت عمر بن عثمان نے لوگوں سے کاشت کا معاملہ اس شرط پر طے کیا تھا کہ اگرچہ وہ خود (حضرت عمر بن عثمان) میا کریں تو پیداوار کا آدھا حصہ لیں، اور اگر تم ان لوگوں کا ہو جو کام کریں گے تو پیداوار کے اتنے ہے کے وہ مالک ہوں۔ حسن بصری مولیٰ نے کماکہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ زمین کسی ایک شخص کی ہو اور اس پر خرچ دونوں (مالک اور کاشٹکار) مل کر کریں۔ پھر جو پیداوار ہو اسے دونوں بانٹ لین۔ زہری مولیٰ نے بھی یہی فتویٰ دیا تھا۔ اور حسن نے کماکہ کپاس اگر آدمی (لینے کی شرط) پر چھپ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ابراہیم ابن سیرین، عطاء، حکم، زہری اور قیادہ الرحمن اللہ نے کماکہ (کپڑا بننے والوں کو) دھاماً اگر تملیٰ چوتھائی یا اسی طرح کی شرکت پر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ معرنے کماکہ اگر جاور ایک معین مت کے لئے اس کی تملیٰ یا چوتھائی کملیٰ پر دیا جائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

**لئے جائے** باب کے ذیل میں کئی ایک اثر مذکور ہوئے ہیں جن کی تفصیل یہ کہ ابو جعفر زکریا امام محمد باقر مولیٰ کی کنتیت ہے جو امام جعفر صادق مولیٰ کے والد ہیں۔ حضرت علی اور سعد اور عمر بن عبد العزیز مولیٰ کے اڑوں کو این ابی شیبہ نے اور قاسم کے اثر کو عبد الرزاق نے اور عاصم کے اثر کو سعید بن منصور نے کامیں نے ابو بکر اور عمر اور علی سب کے خاندان والوں کو یہ کرتے دیکھا ہے۔ اور این سیرین کے اثر کو سعید بن منصور نے وصل کیا اور عبد الرحمن بن اسود کے اثر کو این ابی شیبہ اور نسلیٰ نے وصل کیا اور حضرت عمر بن عثمان کے اثر کو این ابی شیبہ اور یعنی اور مخلوی نے وصل کیا۔

امام بخاری مولیٰ کا مطلب اس اثر کے لانے سے یہ ہے کہ مزارعت اور خاجہ دونوں ایک ہیں۔ بعض نے کما جب حرم زمین کا مالک دے تو وہ مزارعت ہے اور جب کام کرنے والا حرم اپنے پاس سے ڈالے تو وہ خاجہ ہے۔ بہر حال مزارعت اور خاجہ امام احمد اور خزینہ اور این منذر اور خطابی کے نزدیک درست ہے اور ہلی علماء نے اس کو تاجراز کیا ہے۔ لیکن صحیح ذہب امام احمد کا ہے کہ یہ جائز ہے۔ حسن بصری کے اثر کو سعید بن منصور نے وصل کیا اور زہری کے اثر کو این ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے وصل کیا اور ابراہیم کے قول کو ابو بکر اثر میں نے اور این سیرین کے قول کو این ابی شیبہ نے اور عطا اور قیادہ اور حکم اور زہری کے بھی اقوال کو انسوں ہی نے وصل کیا۔ (خلاصہ ازو حیدری)

مطلب یہ ہے کہ مزارعت کی مختلف صورتیں ہیں۔ مثلاً فی دیگر لفاظ بصورت روپیہ مقرر کرایا جائے، یہ صورت بہر حال جائز ہے۔ ایک صورت یہ ہے کہ مالک زمین کا کوئی قطعہ اپنے لئے خاص کر لے کہ اس کی پیداوار خاص میری ہو گی یا مالک ملہ ملے کر لے کہ پیداوار کچھ بھی ہو، میں اتنا غلطہ لوں گا۔ یہ صورتیں اس لئے تاجراز ہیں کہ محلہ کرتے وقت دونوں فرقیں ناقص ہیں۔ مستقبل میں ہر دو

سینین۔ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَمْوَادِ: كَنْتُ أَشَارِكُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَوْنَدَ فِي الرَّوْزَعِ، وَعَاقَلَ عَمَرَ النَّاسَ عَلَى إِنْ جَاءَ عَمَرَ بِالْمُلْكِ مِنْ عِنْدِهِ فَلَهُ الشَّطَرُ، وَإِنْ جَازُوا بِالْمُلْكِ لَهُمْ كَذَا. وَقَالَ الْخَيْرُ: لَا يَأْمُنَ أَنْ تَكُونَ الْأَرْضُ لِأَخْدِيمًا لِفِقَافَ جَمِيعًا، فَمَا خَرَجَ فَهُوَ يَتَهَمَّا. وَرَأَى ذَلِكَ الزُّهْرِيُّ. وَقَالَ الْخَيْرُ: لَا يَأْمُنَ أَنْ يَجْتَنِي الْقُطْنُ عَلَى النَّصْفِ. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ وَابْنُ سِيرِينَ وَعَطَاءَ وَالْحَكَمَ وَالزُّهْرِيُّ وَقَادَةُ: لَا يَأْمُنَ أَنْ يَغْطِيَ النَّوْلُ بِالْكُلْثُ وَالرَّتِيعُ وَنَحْوُهُ: وَقَالَ مَغْفِرُ: لَا يَأْمُنَ أَنْ تَكُونَ الْمَاهِيَّةُ عَلَى الْكُلْثُ وَالرَّتِيعِ إِلَى أَجْلٍ مُسْمَى.

کے لئے نفع و نفعان کا احتمال ہے۔ اس لئے شریعت نے ایسے دھوکے کے معاملے سے روک دیا۔ ایک صورت یہ ہے کہ تماں یا چوتھائی پر معاملہ کیا جائے یہ صورت بہر حال جائز ہے۔ اور یہاں اسی کا بیان مقصود ہے۔

حافظ صاحب فرماتے ہیں : .. والحق ان البارى انما اراد بسیاق هذه الاثار الاشارة الى ان الصحابة لم ينفل عنهم خلاف في الجواز خصوصاً أهل المدينة فيلزم من يقدم عملهم على الاخبار المعرفة ان يقولوا بالجواز على قاعدتهم (فتح البارى) یعنی حضرت امام بخاری ہدیث نے ان آثار کے یہاں ذکر کرنے سے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ صحابہ کرام سے جواز کے خلاف کچھ منقول نہیں ہے خاص طور پر مدینہ والول سے۔

(۲۳۲۸) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ عمری نے، ان سے نافع نے اور انسیں عبد اللہ بن عمر بن حنفیہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے (خیر کے یہودیوں سے) وہاں (کی زمین میں) پھل کھتی اور جو بھی پیداوار ہو اس کے آدمی ہے ہے پر معاملہ کیا تھا۔ آپ اس میں سے اپنی یہودیوں کو سو وسق دیتے تھے۔ جس میں اسی وسق کبھر ہوتی اور بیش وسق جو۔ پھر حضرت عمر بن حنفیہ نے (اپنے عمد خلافت میں) جب خیر کی زمین تقسیم کی تو ازواج مطررات کو آپ نے اس کا اختیار دیا کہ (اگر وہ چاہیں تو) انسیں بھی وہاں کا پانی اور قطعہ زمین دے دیا جائے۔ یا وہی پھلی صورت بتائی رکھی جائے۔ چنانچہ بعض نے زمین لیتا پسند کیا۔ اور بعض نے (پیداوار سے) وسق لیتا پسند کیا۔ حضرت عائشہؓ نے زمین ہی لیتا پسند کیا تھا۔

۲۳۲۸ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَّسُ بْنُ عَيَّاضٍ عَنْ عَبِيدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ ((عَنِ النَّبِيِّ ﷺ)) عَامِلٌ خَيْرٌ بِشَطْرٍ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ، فَكَانَ يَغْطِي أَزْوَاجَهُ مِائَةً وَسَقِّ. ثَمَانُونَ وَسَقَ تَمَرٌ، وَعِشْرُونَ وَسَقَ شَعْبَرٌ. فَقَسَمَ عُمَرُ خَيْرٌ فَخَيْرٌ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَقْطَعَ لَهُنَّ مِنَ الْمَاءِ وَالْأَرْضِ أَوْ يَمْضِي لَهُنَّ؟ فَمِنْهُنَّ مَنْ اخْتَارَ الْأَرْضَ وَمِنْهُنَّ مَنْ اخْتَارَ الْوَسْقَ، وَكَانَتْ عَائِشَةُ اخْتَارَتِ الْأَرْضَ). [راجع: ۲۲۸۵]

ترجمہ باب اس سے ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خیر و اتوں سے نصف پیداوار پر معاملہ کیا۔ رسول کرم ﷺ نے ازواج مطررات کے لئے فخر و سبق غله مقرر فرمایا تھا۔ یہی طریقہ عمد صدقی میں رہا۔ گرہ عمد فاروقی میں یہودیوں سے معاملہ ختم کر دیا گیا۔ اس لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ازواج مطررات کو غله یا زمین ہر دو کا اختیار دے دیا تھا۔ ایک وسق چار من اور ہارہ سیر وزن کے برابر ہوتا ہے۔

بذریل حدیث ان النبي صلی اللہ علیہ وسلم عامل خیر بشرط ما یخرج منها حافظ صاحب فرماتے ہیں۔

هذا الحديث هو عمدة من اجزاء المزارعة والمخابرة لتقرير النبي صلی اللہ علیہ وسلم کذاك واستمراره على عهد ابی بکر الی ان اجلهم عمر كما سیانی بعد ابواب استدل بہ علی جواز المساقات فی التخل والکرم و جمیع الشجر الذی من شانه ان یشم بجزء معلوم یجعل للعامل من الشرفة و به قال العمصور (فتح الباری) یعنی یہ حدیث عمد دلیل ہے اس کی جو مزارعہ اور تجارتیہ کو جائز قرار دیتا ہے اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے اسی طریق کار کو قائم رکھا۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی یہی دستور رہا۔ یہاں تک کہ حضرت عمر بن حنفیہ کا زمانہ آیا۔ آپ نے بعد میں ان یہود کو خیر سے جلا وطن کر دیا تھا۔ کھتی کے علاوہ جملہ پھل دار درختوں میں بھی یہ معاملہ جائز قرار دیا گیا کہ کارکنان کے لئے مالک ہم لوں کا کچھ حصہ مقرر کر دیں۔ جمیور کا یہی فوائد ہے۔

اس میں کھیت اور باغ کے مالک کا بھی فائدہ ہے کہ وہ بغیر محنت کے پیداوار کا ایک حصہ حاصل کر لیتا ہے اور محنت کرنے والے کے لئے بھی سولت ہے کہ وہ زینیت سے اپنی محنت کے نتیجہ میں پیداوار لے لیتا ہے۔ محنت کش طبقہ کے لئے یہ وہ اعتدال کا راستہ ہے جو اسلام نے پیش کر کے ایسے مسائل کو حل کر دیا ہے۔ توڑ پھوڑ، قند، فلو، تحریب کاری کا وہ راستہ جو آج کل بعض جماعتوں کی طرف سے محنت کش لوگوں کو ایمان کے لئے دنیا میں جاری ہے، یہ راستہ شرعاً پاک کل غلط اور قطعاً ناجائز ہے۔

### ۹۔ بَابُ إِذَا لَمْ يَشْتَرِطِ السَّيْنَينَ فِي الْمَزَارِعَةِ مَقْرَرَةٌ كَرِئَةٌ

**لئے پڑھئے** امام بخاری رض نے یہ صراحت نہیں کی کہ وہ جائز ہے یا ناجائز۔ کیونکہ اس میں اختلاف ہے کہ مزارعت میں جب میعادنہ ہو تو وہ جائز ہے یا نہیں؟ ابن بطال نے کہا کہ امام مالک رض اور ثوری رض اور شافعی رض اور ابو ثور رض نے اس کو مکروہ کہا ہے۔ لیکن صحیح مذهب اہل حدیث کا ہے کہ یہ جائز ہے۔ اور دلیل ان کی یہی حدیث ہے۔ ایسی صورت میں زین کے مالک کو اختیار ہو گا کہ جب چاہے کاشکار کو نکال دے۔ (وہیدی)

(۲۳۲۹) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سیگی بن سعید نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے، ان سے نافع نے، اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر کے پھل اور انہیں کی آدمی پیداوار پر وہاں کے رہنے والوں سے معاملہ کیا تھا۔

۲۳۲۹ - حَدَّثَنَا مُسْنَدُ دَعَى أَنَّهُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافعٌ عَنْ أَبْنِ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((عَامِلُ النَّبِيِّ ﷺ خَيْرٌ بِشَفَرٍ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ شَمْرٍ أَوْ زَرْعٍ)).

[راجح: ۲۲۸۵]

### باب:-

(۲۳۳۰) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ عمرو بن دینار نے کہا کہ میں نے طاؤس سے عرض کیا، کاش! آپ بیان کا معاملہ چھوڑ دیتے تھے، کیوں کہ ان لوگوں (رافع بن خدنج اور جابر بن عبد اللہ رض وغیرہ) کا کہا ہے کہ نبی کرم رض اس سے منع فرمایا ہے۔ اس پر طاؤس نے کہا کہ میں تو لوگوں کو زین دیتا ہوں اور ان کا فائدہ کرتا ہوں۔ اور صحابہ میں جو بڑے عالم تھے انہوں نے مجھے خردی ہے۔ آپ کی مراد ابن عباس رض سے تھی کہ نبی کرم رض اس سے نہیں روکا۔ بلکہ آپ نے صرف یہ فرمایا تھا کہ اگر کوئی شخص اپنے بھائی کو (انپی زمین) مفت دے دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا مخصوص ہے۔

۲۳۳۰ - حَدَّثَنَا عَلَيٌّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُقِيَّاً قَالَ عَمْرُو: قُلْتُ لِطَاؤسٍ: لَوْ تَرَكْتَ الْمُخَابَرَةَ: فَلَأَنَّهُمْ يَزْعَمُونَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْهُ. قَالَ: أَيْ عَمْرُو، إِنِّي أَعْظِمُهُمْ وَأَعْيَهُمْ. وَإِنَّ أَعْلَمُهُمْ أَخْبَرَنِي - يَعْنِي أَبْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ، وَلَكِنْ قَالَ: ((أَنَّ يَمْنَعَ أَخْدُوكُمْ أَخَاهَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهِ خَرْجًا مَغْلُومًا)).

[طرفہ فی: ۲۳۴۲، ۲۶۳۴] .

امام طحاوی نے زید بن ثابت بھتو سے لکلا۔ انہوں نے کہا، اللہ رافع بن خدیج کو بخشئے، میں ان سے زیادہ اس حدیث کو جانتا ہوں۔ ہوا یہ تھا کہ دو انصاری آدمی آنحضرت ﷺ کے پاس لڑتے آئے۔ آپ نے فرمایا اگر تمہارا یہ حال ہے تو کھبتوں کو کرایہ پر مت دیا کرو۔ رافع نے یہ لفظ سن لیا کہ کھبتوں کو کرایہ پر مت دیا کرو۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ نے کرایہ پر دینے کو منع نہیں فرمایا۔ بلکہ آپ نے یہ برا سمجھا کہ اس کے سبب سے لوگوں میں فساد اور جھگڑا پیدا ہو۔ ہاں یہ مفہوم بھی درست ہے کہ اگر کسی کے پاس فالتو زمین بیکار پڑی ہوئی ہے تو بتھر ہے کہ وہ اپنے کسی بھائی کو بطور بخشش دے دے کہ وہ اس زمین سے فائدہ حاصل کر سکے۔ ویسے قانونی حیثیت میں تو بھر حال وہ اس کا مالک ہے۔ اور بیٹائی یا کرایہ پر بھی دے سکتا ہے۔

لفظ خابرہ بیٹائی پر کسی کے کھیت کو جوختے اور بونے کو کہتے ہیں۔ جب کہ بچ بھی کام کرنے والے ہی کا ہو۔ عام اصطلاح میں اسے بیٹائی کہا جاتا ہے۔ خبرہ حصہ کو بھی کہتے ہیں، اسی سے مخابرہ لکلا ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ لفظ خبر سے ماخوذ ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے خبر والوں سے یہی معاملہ کیا تھا کہ آدمی پیدا اوارہ لے لیں آدمی آپ کو دیں۔ بعض نے کہا کہ یہ لفظ خبار سے لکلا ہے جس کے معنی زم زمین کے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ فلسفتنا فی خبار من الارض یعنی ہم زم زمین میں پھینک دیئے گئے۔ نووی نے کہا کہ خابرہ اور مزارع میں یہ فرق ہے کہ خابرہ میں ختم عالی کا ہوتا ہے نہ کہ مالک زمین کا۔ اور مزارع میں ختم مالک زمین کا ہوتا ہے۔

## ۱۱- بَابُ الْمَزَارِعَةِ مَعَ الْيَهُودِ

اس باب کے لانے سے حضرت امام بخاری ﷺ کی غرض یہ ہے کہ مزارعت جیسی مسلمانوں میں آپس میں درست ہے ویسی ہی مسلمان اور کافر میں بھی درست ہے اور پوچھنے کا ذکر تھا۔ اللہ اور رب جسم باب میں ان ہی کو بیان کیا۔ اور جب یہود کے ساتھ مزارعت کرنا جائز ہوا تو ہر ایک غیر مسلم کے ساتھ جائز ہو گا۔ اس حتم کے دنیاوی، تمدنی، معاشرتی، اقتصادی معاملات میں اسلام نے مذہبی تغیر نظری سے کام نہیں لیا ہے۔ بلکہ ایسے جملہ امور میں صرف مفاد انسانی کو سامنے رکھ کر مسلم اور غیر مسلم ہر دو کا باہمی معاملہ جائز رکھا ہے۔ ہاں عدل ہر جگہ ہر شخص کے لئے ضروری ہے۔ (إِنَّهُ لَا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ) (المائدہ: ۸) کا یہی مفہوم ہے کہ عدل کرو یہی تقوی سے زیادہ قریب ہے۔ عدل کا مطلبہ مسلم اور غیر مسلم سب سے یکساں ہے۔ آج کے زمانہ میں اہل اسلام زمین کے ہر حصے پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اور بسا اوقات غیر مسلم لوگوں سے ان کے دنیاوی معاملات لین دین وغیرہ کا تعلق رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آج سے چودہ سو سال قبل ایسے حالات کا اندازہ تھا۔ اس لئے دنیاوی امور میں مذہبی تصب سے کام نہیں لیا گیا۔

۲۳۳۱- حدثنا بنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عبدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْيَدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَعْطَى خَيْرَ الْيَهُودَ عَلَىٰ أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَنْزَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرٌ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا)). [راجح: ۲۲۸۵]

عبدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْيَدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَعْطَى خَيْرَ الْيَهُودَ عَلَىٰ أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَنْزَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرٌ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا)). [راجح: ۲۲۸۵]

## ۱۲- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الشُّرُوطِ

### فِي الْمَزَارِعَةِ

۲۳۳۲- حدثنا صدقة بن الفضل قال

باب بیٹائی میں کون سی شرطیں لگانا مکروہ ہے۔

صدقة بن فضل نے بیان کیا کہا کہ ہم کو سفیان بن

أخبرَنَا ابنُ عَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى سَمِعَ حَنْظَلَةَ الرُّرْقَيِّ عَنْ رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((كَنَا أَكْثَرُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ حَفَلًا، وَكَانَ أَحَدُنَا يُنْكِرِي أَرْضَهُ فَيَقُولُ: هَذِهِ الْفِطْعَةُ لِي وَهَذِهِ لَكُ، فَرُبَّمَا أَخْرَجْتَ ذَهَوْلَمْ تُخْرِجُ ذَهَوْلَمْ، فَنَهَا مُحَمَّدُ النَّبِيُّ ﷺ)).

[راجع: ۲۲۸۶]

عینہ نے خردی، انہیں سمجھی بن سعید النصاری نے، انہوں نے حظله زرقی سے شاکہ رافع بن خدچہ بنو شوہ نے کہا ہمارے پاس مدینہ کے دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں زمین زیادہ تھی۔ ہمارے یہاں طریقہ یہ تھا کہ جب زمین بصورت جنس کرایہ پر دیتے تو یہ شرط لگاتی تھے کہ اس حصہ کی پیداوار تو میری رہے گی۔ اور اس حصہ کی تمہاری رہے گی۔ پھر کبھی ایسا ہوتا کہ ایک حصہ کی پیداوار خوب ہوتی اور دوسرے کی نہ ہوتی۔ اس لئے نبی کرم ﷺ نے لوگوں کو اس طرح معاملہ کرنے سے منع فرمادیا۔

یہیں سے ترجمہ باب نکلا ہے۔ کیونکہ یہ ایک فاسد شرط ہے کہ یہاں کی پیداوار میں لوں گاہاں کی تو نہیں۔ یہ سراسر نزاع کی صورت ہے۔ اسی لئے ایسی شرطیں لگاتا مکروہ قرار دیا گیا۔

**بابِ حب کسی کے مال سے ان کی اجازت بغیر ہی کاشت کی  
اور اس میں ان کا ہی فائدہ رہا ہو۔**

۱۳ - بَابُ إِذَا زَرَعَ بِمَالِ قَوْمٍ بِغَيْرِ  
إِذْنِهِمْ، وَكَانَ فِي ذَلِكَ صَلَاحٌ لَهُمْ

حضرت امام تخاری رضی اللہ عنہ نے اس باب میں وہی تین آدمیوں کی حدیث بیان کی جو اپر ذکر ہو چکی ہے اور ترجمہ باب تیرے مخصوص کے بیان سے نکلا کہ اس نے مزور کی بے اجازت اس کے مال کو کام میں لگایا اور اس کے لئے فائدہ کیا، اور اگر ایسا کرنا آنہ ہوتا تو یہ شخص اس کام کو دفع بیا کا دیلہ کیوں نہیں۔ (وحیدی)

۲۳۳۳ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَبْيَنُمَا ثَلَاثَةُ نَفْرٍ يَمْشُونَ أَحَدَهُمُ الْمَطَرُ، فَأَوْرُوا إِلَى غَارٍ فِي جَبَلٍ، فَأَنْجَطْتُ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةً مِنَ الْجَبَلِ فَانْطَبَقَتْ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: انْظُرُوا أَغْمَالَأَغْمَالَ عَلِيَّتُمُوهَا صَالِحَةً لِلَّهِ فَادْعُوا اللَّهَ بِهَا لَعْلَةً يُفَرِّجُهَا عَنْكُمْ).

قَالَ أَحَدُهُمْ : اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالْدَانِ شَيْخَانِ كَيْبِرَانِ، وَلِي صَبَّيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ

(۲۳۳۳) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، ان سے ابو ضمرو نے بیان کیا، ان سے مویں بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا، تین آدمی کمیں چلے جا رہے تھے کہ بارش نے ان کو آیا۔ تیوں نے ایک پہاڑ کی غار میں پناہ لے لی، اچانک اپر سے ایک چنان غار کے سامنے آگری، اور انہیں (غار کے اندر) بالکل بند کر دیا۔ اب ان میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ تم لوگ اب اپنے ایسے کاموں کو یاد کرو۔ جنہیں تم نے خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کیا ہو۔ اور انی کام کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ ممکن ہے اس طرح اللہ تعالیٰ تمہاری اس مصیبت کو ٹال دے۔ چنانچہ ایک شخص نے دعا شروع کی۔ اے اللہ! میرے والدین بست بوڑھے تھے۔ اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے جن میں ان کے لئے (جانور) چڑایا کرتا تھا۔ پھر جب واپس

ہوتا تو دودھ دو رہتا۔ سب سے پہلے، اپنی اولاد سے بھی پہلے، میں والدین ہی کو دودھ پلا تھا۔ ایک دن دری ہو گئی اور رات گئے تک گھر واپس آیا۔ اس وقت میرے ماں باپ سوچ کے تھے۔ میں نے معمول کے مطابق دودھ دوہا اور (اس کا پیالہ لے کر) میں ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ میں نے پسند نہیں کیا کہ انہیں جگاؤں۔ لیکن اپنے بچوں کو بھی (والدین سے پہلے) پلانگھے پسند نہیں تھا۔ پچھے صبح تک میرے قدموں پر پڑے ترپتے رہے، پس اگر تیرے نزدیک بھی میرا یہ عمل صرف تیری رضا کے لئے تھا تو (غار سے اس چٹان کو ہٹا کر) ہمارے لئے اتنا راستہ بنا دے کہ آسمان نظر آسکے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے راستہ بنا دیا اور انہیں آسمان نظر آنے لگا۔ دوسرا نے کہا اے اللہ! میری ایک بچا زاد بہن تھی۔ مرد عورتوں سے جس طرح کی انتہائی محبت کر سکتے ہیں، مجھے اس سے اتنی ہی محبت تھی۔ میں نے اسے اپنے پاس بلانا چاہا۔ لیکن وہ سو دنار دینے کی صورت میں راضی ہوئی۔ میں نے کوشش کی اور وہ رقم جمع کی۔ پھر جب میں اس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے مجھ سے کہا اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور اس کی مرکو حق کے بغیر نہ توڑ۔ میں یہ سنتے ہی دور ہو گیا۔ اگر میرا یہ عمل تیرے علم میں بھی تیری رضاہی کے لئے تھا تو (اس غار سے) پتھر کو ہٹا دے۔ پس غار کامنہ کچھ اور کھلا۔ اب تیرا بولا کہ اے اللہ! میں نے ایک مزدور تین فرق چاول کی مزدوری پر مقرر کیا تھا۔ جب اس نے اپنا کام پورا کر لیا۔ تو مجھ سے کہا کہ اب میری مزدوری مجھے دے دے۔ میں نے پیش کر دی لیکن اس وقت وہ انکار کر بیٹھا۔ پھر میں برا بر اس کی اجرت سے کاشت کرتا رہا۔ اور اس کے نتیجے میں بڑھنے سے بیل اور جو واہے میرے پاس جمع ہو گئے۔ اب وہ شخص آیا اور کہنے لگا کہ اللہ سے ڈر! میں نے کہا کہ بیل اور اس کے جو واہے کے پاس جا اور اسے لے لے۔ اس نے کہا اللہ سے ڈر! اور مجھ سے مذاق نہ کر، میں نے کہا کہ میں مذاق نہیں کر رہا ہوں (یہ سب تیراہی ہے، اب تم اسے لے جاؤ۔ پس اس نے ان سب پر قبضہ کر لیا۔ اللہ!

أَرْغَى عَلَيْهِمْ فَإِذَا رُخْتُ عَلَيْهِمْ حَلَبَتْ  
فَبَدَأْتُ بِوَالدِّيْ أَسْقِيَهُمَا قَبْلَ بَيْنِيْ. وَإِنِّي  
أَسْنَاخْرَتْ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ آتِ حَنْيَ  
أَمْسِيَتْ فَوَجَدْنَهُمَا نَامًا، فَحَلَبْتُ كَمَا  
كُنْتُ أَخْلَبُ، فَقَمْتُ عِنْدَ رَوْسِهِمَا وَ  
أَكْنَرَهُ أَنْ أُوقَظَهُمَا، وَأَكْنَرَهُ أَنْ أَسْقِيَ  
الصَّبِيَّةَ وَالصَّبِيَّةَ يَصْنَاعُونَ عِنْدَ قَدْمِيْ حَنْيَ  
طَلَعَ الْفَجْرُ، فَإِنْ كُنْتُ تَعْلَمَ أَنِّي فَعَلْتُهُ  
إِنْتَغَاءً وَجْهَكَ فَافْرَجْ لَنَا فُرْجَةً نَرَى مِنْهَا  
السَّمَاءَ، فَفَرَّجَ اللَّهُ فَرَّأُوا السَّمَاءَ. وَقَالَ  
الْآخَرُ: اللَّهُمَّ إِنَّهَا كَانَتْ لِي بَنْتُ عَمَّ  
أَحْبَبْتُهَا كَأَشَدَّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ،  
فَلَطَّبْتُ مِنْهَا فَأَبْتَ حَتَّى أَتَيْتُهَا بِعِيَانَةِ دِينَارٍ  
فَبَغَيْتُ حَتَّى جَمَعْتُهَا، فَلَمَّا وَقَعْتُ بَيْنَ  
رِجْلَيْهَا قَالَتْ: يَا عَبْدَ اللَّهِ أَتَقِ اللَّهُ وَلَا  
تَفْتَحِ الْعَالَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ، فَقَمْتُ، فَإِنْ  
كُنْتُ تَعْلَمَ أَنِّي فَعَلْتُهُ إِنْتَغَاءً وَجْهَكَ فَافْرَجْ  
عَنَا فُرْجَةً، فَفَرَّجَ. وَقَالَ الْأَكْلَثُ : اللَّهُمَّ  
إِنِّي أَسْتَأْجِرْنَتُ أَجِزَّاً بِفَرْقِ أَرْزِ، فَلَمَّا  
قَضَى عَمَلَهُ قَالَ : أَغْطِنِي حَقِّيْ، فَعَرَضْتُ  
عَلَيْهِ فَرَغَبَ عَنْهُ، فَلَمْ أَرْزَعْهُ حَتَّى  
جَمَعْتُ مِنْهُ بَقْرًا وَرَعِيَّهَا، فَجَاءَنِي فَقَالَ:  
أَتَقِ اللَّهُ؟ فَقَلَّتْ: اذْهَبْ إِلَى ذَلِكَ الْبَقْرَ  
وَرَعِيَّهَا فَحُدُّ. فَقَالَ: أَتَقِ اللَّهُ وَلَا  
تَسْتَهِنْيَنِي. فَقَلَّتْ: إِنِّي لَا أَمْسِهِرُ،  
بَلْ فَحْدُ، فَاحْدَهُ. فَإِنْ كُنْتُ تَعْلَمَ أَنِّي  
فَعَلْتُ ذَلِكَ إِنْتَغَاءً وَجْهَكَ فَافْرَجْتُهُ مَا لَعَنِي.

اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ کام تیری خوشنودی ہی کے لئے کیا تھا  
تو تو اس غار کو کھول دے۔ اب وہ غار پورا کھل چکا تھا۔ ابو عبد اللہ  
(امام بخاری رضی اللہ عنہ) نے کماکہ این عقبہ نے نافع سے (انپی روایت میں  
نبغیت کے بجائے) فیعت نقل کیا ہے۔

فَفَرَّجَ اللَّهُ). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَقَالَ ابْنُ  
عَفْبَةَ عَنْ نَافِعٍ : ((فَسَعَيْتُ)).

[راجح: ۲۲۱۵]

دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ یعنی میں نے محنت کر کے سوا شرفیں جمع کیں۔ این عقبہ کی روایت کو خود امام بخاری نے کتاب  
الادب میں وصل کیا ہے۔

**لَشَبَرْجَنْ** اس حدیث طویل کے ذیل میں حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ اورد فیه حدیث الثلاثۃ الذين انطبق عليهم الغار و سیاتی  
القول فی شرحه فی احادیث الانباء والمقصود منه هنا قول احد الثلاثۃ فعرضت عليه ای على الاجیر حقہ فرغ عنه فلم ازل  
ازرعه حتی جمعت منها بقرا ورعاتها فان الظاهر انه عین له اجرته فلما تركها بعد ان تعینت له ثم تصرف فيها المستاجر بعینها صارت من  
ضمانه قال ابن المنیر مطابقة الترجمة انه قد عين له حقہ و مکنه منه فبرئت ذمته بذلك فلما تركه فلما تركه وضع المستاجر بعینہہ عليه و ضعا  
مستانفاث تصرف فيه بطريق الاصلاح لا بطريق التضييع فاغتفر ذلك و لم يعد تعد يا ولذا ذلك توسل به الى الله عزوجل و جعله من الفضل  
اعماله و القى على ذلك وو قفت له الاجابة الخ (فتح الباري)

یعنی اس جگہ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ان تین اشخاص والی حدیث کو نقل فرمایا جن کو غار نے چھپا لیا تھا۔ اس کی پوری شرح  
کتاب احادیث الانباء میں آئے گی۔ یہاں مقصود ان تینوں میں سے اس ایک شخص کا قول ہے۔ جس نے کما تھا کہ میں نے اپنے مزدور  
کو اس کا پورا حق دینا چاہا۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ پس اس نے اس کی کاشت شروع کر دی؛ یہاں تک کہ اس نے اس کی آمد سے  
بیل اور اس کے لئے ہالی خرید لئے۔ پس ظاہر ہے کہ اس نے اس مزدور کی اجرت مقرر کر کی تھی مگر اس نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر اس  
ناک کے اپنی ذمہ داری پر اسے کاروبار میں لگا دیا۔ ابن منیر نے کما کہ مطابقت یوں ہے کہ اس باغ والے نے اس کی اجرت مقرر کر  
دی اور اس کو دی۔ مگر اس مزدور نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر اس شخص نے اصلاح اور ترقی کی نیت سے اسے بیعتا شروع کر دیا۔ اسی نیت  
خیر کی وجہ سے اس نے اپنا افضل عمل سمجھا اور بطور وسیلہ دربارِ اللہ میں پیش کیا اور اللہ نے اس کے عمل خیر کو بقول فرمایا۔  
اسی سے مقدمہ باب ثابت ہوا۔

اس سے اعمال خیر کو بطور وسیلہ بوقت دعا دربارِ اللہ میں پیش کرنا بھی ثابت ہوا۔ یہی وہ وسیلہ ہے جس کا قرآن مجید میں حکم دیا گیا  
ہے۔ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آتَيْنَا الْقُوَّا اللَّهَ وَاتَّقُوْنَا إِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِيْعُونَ) (المائدہ: ۳۵) اے ایمان والو! اللہ سے ذرو  
اور (اعمال خیر سے) اس کی طرف وسیلہ تلاش کر، اور اللہ کے دین کی اشاعت کے لئے جدوجہد محنت کوشش بصورت جہاد وغیرہ جاری  
رکھو تاکہ تم کو کامیابی حاصل ہو۔ جو لوگ اعمال خیر کو چھوڑ کر بزرگوں کا وسیلہ ڈھونڈھتے ہیں اور اسی خیال باطل کے تحت ان کو اٹھتے  
بیٹھتے پکارتے ہیں وہ لوگ شرک کا ارتکاب کر کے عند اللہ زمرة مشرکین میں لکھے جاتے ہیں۔ ایمیں علیہ البیتہ کا یہ وہ فریب ہے جس  
میں نام نہاد اہل اسلام کی کثیر تعداد گرفتار ہے۔ اسی خیال باطل کے تحت بزرگان دین کی تاریخ خلافت و تاریخ وفاتات پر تقریبات کی جاتی  
ہیں۔ قربانیاں دی جاتی ہیں۔ عرس کے جاتے ہیں۔ ان کے ناموں پر نذریں نیازیں ہوتی ہیں۔ یہ جملہ امور مشرکین قوموں سے سکھے گئے  
ہیں اور جو مسلمان ان میں گرفتار ہیں ان کو اپنے دین و ایمان کی خیر مثالی چاہئے۔

۱۴ - بَابُ أَوْقَافِ أَصْنَابِ النَّبِيِّ      بَابُ صَحَابَةِ كَرَامَ كَأَوْقَافٍ أَوْ خَرَاجٍ زَمِينٍ اُوْرَاسِ كَيِّيَ بَثَانِي  
کا بیان۔ اور نبی کرم شہزادہ نے حضرت عمر بن حفصہ سے فرمایا تھا۔ (جب وہ

وأرض الخراج ومتار عليهم ومعاملتهم  
وقال النبي ﷺ لعمر: ((تصدق بأصله لا  
يُباع، ولكن ينفق ثمنه. فصدق به)).  
انما ایک کھجور کا باغ اللہ وقف کر رہے تھے) اصل زمین کو وقف کر  
دے، اس کو کوئی بچ نہ سکے۔ البتہ اس کا پھل خرچ کیا جاتا رہے۔  
چنانچہ عمر بن الخطاب نے ایسا ہی کیا۔

ابن بطلان نے کماں پاپ کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ آنحضرت ﷺ کے بعد بھی آپؐ کے اوقاف میں اسی طرح مزارعہ کرتے رہے جیسے خیر کے پیوودی کیا کرتے تھے۔

یہ ایک حدیث کا مکمل ہے جس کو امام بخاری و مسلم نے کتاب الوصایا میں نکالا کہ حضرت عمر بن حفظ نے اپنا ایک باغ جس کو شمع کرنے تھے، صدقہ کر دیا۔ اور آخر پرست مسلم سے عرض کیا، میں نے کچھ مال کمیا ہے، میں چاہتا ہوں اس کو صدقہ کروں۔ وہ مال بہت عمده ہے۔ آپ نے فرمایا اس کی اصل صدقہ کر دے نہ وہ بیچ ہو سکے نہ بیہدہ نہ اس میں ترکہ ہو بلکہ اس کا میہو خیرات ہوا کرے۔ پھر حضرت عمر بن حفظ نے اس کو اسی طرح اللہ کی راہ یعنی محلہ دین اور مساکین اور غلاموں کے آزاد کرانے اور مہمانوں اور مسافروں اور ناطلے والوں کے لئے صدقہ کر دیا۔ اور یہ اجازت دی کہ جو اس کا متولی ہو وہ اس میں سے دستور کے موافق کھائے اپنے دوستوں کو کھلائے۔ لیکن اس میں سے دولت جمع نہ کرے۔ باب میں اور حدیث باب میں بخوبی زمین کی آباد کاری کا ذکر ہے۔ طحاوی نے کہا بخوبی زمین جو کسی کی ملک نہ ہو، نہ شہر اور نہ بستی کے متعلق ہو۔ آج کے حالات کے تحت اس تعریف سے کوئی زمین الکی بخوبی نہیں رہتی جو اس باب یا حدیث کے ذیل آسکے۔ اس لئے کہ آج زمین کا ایک ایک چھپ خواہ وہ بخوبی بخوبی کیوں نہ ہو وہ حکومت کی ملکیت میں داخل ہے۔ یا کسی گاؤں بستی سے متعلق ہے تو اس کی ملکیت میں شامل ہے۔

بہر صورت مفہوم حدیث اور باب اپنی جگہ بالکل آج بھی جاری ہے کہ بخربز میتوں کے آباد کرنے والوں کا حق ہے۔ اور موجودہ حکومت یا اہل قریہ کا فرض ہے کہ وہ زمین اسی آباد کرنے والے کے نام منتقل کر دیں۔ اسی سے زمین کی آباد کاری کے لئے ہمت افرادی مقصود ہے۔ اور یہ بخربز ملنہ میں انسانیت کا ایک اہم مسئلہ رہا ہے۔ جس قدر زمین زیادہ آباد ہو گئی تھی نوے انسان کو اس سے زیادہ لفظ پہنچے گا۔ لفظ ”ارضا موافق“ اس بخربز میں پر بولا جاتا ہے جس میں کھتی نہ ہوتی ہو۔ اس کے آباد کرنے کا مطلب یہ کہ اس میں پانی لیا جائے۔ پھر اس میں بلح لگائے جائیں یا کھتی کی جائے تو اس کا حق ملکیت اس کے آباد کرنے والے کے لئے ثابت ہو جاتا ہے۔ جس کا مطلب یہ بھی ہے کہ حکومت یا اہل بھتی اگر ایکی زمین کو اس سے چھین کر کی اور کو دس گے تو وہ عبد اللہ خالم ٹھہر گے۔

٢٣٣٤ - حَدَّثَنَا صَدِيقٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لَوْلَا آخِرُ الْمُسْلِمِينَ مَا فَتَحْتَ قَرْيَةً إِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ أَهْلِهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْرِهِ)).

الرَّحْمَنُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ  
أَبِيهِ قَالَ : ((قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : لَوْ  
لَا آخِرُ الْمُسْلِمِينَ مَا فَتَحْتَ قَرْبَةَ إِلَّا  
قَسَمْتُهَا بَيْنَ أَهْلِهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ ))

[أطراfe في: ٣١٢٥، ٤٢٣٥، ٤٢٣٦].

**لشیخ** مطلب یہ ہے کہ آئندہ ایسے بہت سے مسلمان لوگ پیدا ہوں گے جو محتاج ہوں گے۔ اگر میں تمام مفتوحہ ممالک کو غازیوں میں تقسیم کرتا چلا جاؤں، تو آئندہ محتاج مسلمان محروم رہ جائیں گے۔ یہ حضرت عمر بن الخطبو نے اس وقت فرمایا جب سواد کاملک

فتح ہوا۔

باب اس شخص کا بیان جس نے بخوبی زمین کو آباد کیا۔ اور حضرت علی بن ابی ذئب نے کوفہ میں ویران علاقوں کو آباد کرنے کے لئے یہی حکم دیا تھا۔ اور حضرت عمر بن ابی ذئب نے فرمایا کہ جو کوئی بخوبی زمین کو آباد کرے، وہ اسی کی وجہ پر ہے۔ اور حضرت عمر اور ابن عوف بن ابی ذئب سے بھی یہی روایت ہے۔ البته ابن عوف بن ابی ذئب نے آنحضرت مسیح موعود سے (انپی روایت میں) یہ زیادتی کی ہے کہ بشرطیکہ وہ (غیر آباد زمین) کسی مسلمان کی نہ ہو، اور ظالم رگ والے کا زمین میں کوئی حق نہیں ہے۔ اور اس سلسلے میں جابر بن ابی ذئب کی بھی بنی کریم مسیح موعود سے ایک ایسی ہی روایت ہے۔

(۳۳۳۵) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، ان سے یاث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن ابی جعفر نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبدالرحمن نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے کوئی ایسی زمین آباد کی، جس پر کسی کا حق نہیں تھا تو اس زمین کا وہی حق دار ہے۔ عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں یہی فیصلہ کیا تھا۔

**شیعی** حضرت عمر بن ابی ذئب اور حضرت علی بن ابی ذئب کے ارشادات سے یہ امر ظاہر ہے کہ ایسی بخوبی زمینوں کی آباد کاری، پھر ان کی ملکیت یہ جملہ امور حکومت وقت کی اجازت سے وابستہ ہیں۔ حضرت عمر بن ابی ذئب نے جو فیصلہ کیا تھا آج بھی پیشہ ممالک میں یہی قانون تاذد ہے۔ جو غیر آباد زمینوں کی آباد کاری کے لئے بے حد ضروری ہے۔ عروہ کے اثر کو امام مالک بن ابی ذئب نے موطا میں وصل کیا۔ اور اس کی دوسری روایت میں مذکور ہے جس کو ابو عبید قاسم بن سلام نے کتاب الاموال میں نکالا کہ لوگ حضرت عمر بن ابی ذئب کے زمانہ میں زمینوں کو روکنے لگے، تب آپ نے یہ قانون تاذد کیا کہ جو کوئی نا آباد زمین کو آباد کرے گا وہ اس کی وجہ پر ہو جائے گی۔ مطلب یہ تھا کہ محض قبض کرنے یا روکنے سے ایسی زمین پر حق ملکیت ثابت نہیں ہو سکتا جب تک اس کو آباد نہ کرے۔ حافظ صاحب نے بحوالہ طحاوی نقل فرمایا ہے کہ خرج رجل من اهل البصرة يقال له ابو عبداللہ الى عمر فقال له ابو عبد الله الى ابا لاتصر باحد من المسلمين وليست بارض خراج فلان شلت ان تقطعيها ان بعدها قضيباً و زيتونا لكتب عمر الى ابى موسى ان كانت كذلك فالقطعها اياه (فتح) يعني بصره كباشنه ابو عبد الله نايم حضرت عمر بن ابی ذئب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بتلایا کہ بصرہ میں ایک ایسی زمین پڑی ہوئی ہے کہ جس سے کسی مسلمان کو کوئی ضرر نہیں ہے۔ نہ وہ خراجی ہے۔ اگر آپ اسے مجھے دے دیں تو میں اس میں زيتون وغیرہ کے درخت لگا لوں گا۔ آپ نے عالی بصرہ حضرت ابو موسی اشعری بن ابی ذئب کو لکھا کہ جا کر اس زمین کو دیکھیں۔ اگر واقعہ یہی ہے تو اس شخص کو دے دیں۔ معلوم ہوا کہ

۱۵ - بَابُ مَنْ أَخْيَا أَرْضًا مَوَاتِا  
وَرَأَى ذَلِكَ عَلَيْهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِإِرْضِ  
الْخَرَابِ بِالْكُوفَةِ وَقَالَ عَمْرُ: مَنْ أَخْيَا  
أَرْضًا مِنْتَهَى فَهِيَ لَهُ وَبُرُوَى عَنْ عَمْرِ بْنِ  
عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ فِي غَيْرِ حَقٍّ  
مُسْلِمٌ وَلَيْسَ لِعَرْقِ ظَالِمٍ فِيهِ حَقٌّ  
وَبُرُوَى فِيهِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۲۳۳۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا الْمُتَّبِعُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ  
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَنْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَزْرَوَةَ  
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ  
قَالَ: ((مَنْ أَغْمَرَ أَرْضًا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ فَهُوَ  
أَحَقُّ)). قَالَ عَزْرَوَةُ : قَضَى بِهِ عَمْرُ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ فِي خِلَافَتِهِ.

فَإِنَّ زَمِينَنَا كُوئٰ آبادٌ كَرْنَے کے لئے حُكْمَتِ وَقْتٍ كَيْ اجازَتْ ضُرُورَى هَيْ.

## ۱۶ - بَابٌ

اس باب میں کوئی ترجیح مذکور نہیں ہے۔ گواہی پسے باب ہی کی ایک فصل ہے۔ اور مناسبت باب کی حدیث سے یہ ہے کہ آخرت شیخ ہم نے ذوالحلیفہ کی زمین میں یہ حکم نہیں دیا کہ جو کوئی اس کو آباد کرے تو وہ اس کی ملک ہے۔ کیونکہ ذوالحلیفہ لوگوں کے اتنے کی جگہ ہے۔ ثابت ہوا کہ غیر آباد زمین اگر پڑاؤ وغیرہ کے کام آتی ہو تو وہ کسی کی ملک نہیں، وہاں ہر شخص اتر سکتا ہے۔ وادی عقیق کے لئے بھی یہی حکم لگایا گیا۔ حدیث ذیل کے میں وارد کرنے کا یہی مقصد ہے۔

۲۳۳۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ نَّبَّأَنَا بِيَانَ كَيْاً كَمَا كَهْ هُمْ سَاعِيلُ  
بْنُ جَعْفَرٍ نَّبَّأَنَا بِيَانَ كَيْاً كَمَا كَهْ مُوسَى بْنُ عَقْبَةَ  
عَنْ سَالِمٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَرَى وَهُوَ  
فِي مَعْرُوسِهِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فِي بَطْنِ الْوَادِيِ  
فَقَيْلَ لَهُ: إِنَّكَ بِبَطْحَاءِ مَبَارَكَةٍ. فَقَالَ  
مُوسَى: وَقَدْ أَنَا خَبِيرٌ بِنَا سَالِمٍ بِالْمَنَاطِحِ  
الَّذِي كَانَ عِنْدَ اللَّهِ يُبَيِّنُ بِهِ يَتَحَرَّى  
مَعْرُوسَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَهُوَ أَسْفَلُ مِنَ  
الْمَسْجِدِ الَّذِي بِبَطْنِ الْوَادِيِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ  
الْطَّرِيقِ وَسَطْ مِنْ ذَلِكَ)). [راجح: ۴۸۳]

۲۳۳۷ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ  
أَخْبَرَنَا شَعِيبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَزْرَاعِيِّ  
قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْتَى عَنْ عَكْرَمَةَ عَنْ أَبِيهِ  
عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ  
ﷺ قَالَ: ((الْمَيْلَةُ أَتَانِي أَتَ مِنْ رَبِّي وَهُوَ  
بِالْقُرْبَى أَنْ صَلَّى فِي هَذَا الْوَادِيِ الْمَبَارِكِ  
وَقَلَّ: غُمَرَةٌ فِي حَجَّةٍ)).

[راجح: ۲۱۵۳۴]

لَشَيْءٍ مُّنْجَزٍ مجہد مطلق حضرت امام بخاری لَشَيْءٍ مُّنْجَزٍ اس مسئلہ کو مزید واضح کرنا چاہتے ہیں کہ بخرا اور غیر آباد زمین پر جو کسی کی بھی ملکیت نہ ہو، مل چلانے والا اس کا مالک بن جاتا ہے کیونکہ نبی کرم لَشَيْءٍ مُّنْجَزٍ نے وادی عقیق میں قیام فرمایا جو کسی کی ملکیت نہ تھی۔ اس لئے یہ وادی رسول کرم لَشَيْءٍ مُّنْجَزٍ کے قیام کرنے کی جگہ بن گئی، بالکل اسی طرح غیر آباد اور ناملکیت زمین کا آباد کرنے والا اس کا مالک بن

جاتا ہے۔ آج کل چونکہ زمین کا چھپہ چھپہ ہر لک کی حکومت کی ملکیت مانا گیا ہے اس لیے اسی زمینات کے لیے حکومت کی اجازت ضروری ہے۔

**باب اگر زمین کامالک کاشتکار سے یوں کئے میں تجوہ کو اس وقت تک رکھوں گا جب تک اللہ تجوہ کو رکھے اور کوئی مدت مقرر نہ کرے تو معاملہ ان کی خوشی پر رہے گا (جب چاہیں فتح کر دیں)**

۱۷- بَابُ إِذَا قَالَ رَبُّ الْأَرْضِ  
أَقِرْكَ مَا أَقِرْكَ اللَّهُ وَلَمْ يَذْكُرْ أَجَلًا  
مَغْلُومًا - فَهُمَا عَلَى تَرَاضِيهِمَا

حضرت امام بخاری رض نے یہ میال یہ ثابت فرمایا کہ فتح خیر کے بعد خیر کی زمین اسلامی ملکیت میں آگئی تھی۔ آپ نے اس سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ اگر فرقیین رضا مند ہوں تو پائی کا معاملہ تعین مدت کے بغیر بھی جائز ہے۔ مگر یہ فرقیین کی رضا مندی پر موقوف ہے۔ خیر کی زمین کا معاملہ کچھ ایسا تھا کہ اس کا بیشتر حصہ تو جگ کے بعد فتح ہو گیا تھا۔ جو حسب قادھ شرع اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کی ملکیت میں آگیا تھا۔ کچھ حصہ صلح کے بعد فتح ہوا۔ پھر وہ بھی حسب قادھ جگ مسلمانوں کی ملک قرار دیا گیا۔ حاء اور ارسحاء و مقتسلوں کے نام ہیں جو سمندر کے کنارے بنی طے کے ملک پر واقع ہیں۔ ملک شام کی راہ بیٹیں سے شروع ہوتی ہے۔

(۲۳۳۸) ہم سے احمد بن مقدم نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے موی بن عقبہ نے بیان کیا، انہیں فتح نے خردی، اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (جب خیر پر) فتح حاصل کی تھی (دوسری سند) اور عبد الرزاق نے کہا کہ ہم کو این جرجیج نے خردی، کہا کہ مجھ سے موی بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے فتح نے، ان سے این عمر رضی اللہ عنہما نے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہودیوں اور عیسائیوں کو سرزین جائز سے نکال دیا تھا اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر پر فتح پائی تو آپ نے بھی یہودیوں کو وہاں سے نکانا چاہا تھا۔ جب آپ کو وہاں فتح حاصل ہوئی تو اس کی زمین اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کی ہو گئی تھی۔ آپ کا ارادہ یہودیوں کو وہاں سے باہر کرنے کا تھا۔ لیکن یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ہمیں یہیں رہنے دیں۔ ہم (خیر کی اراضی کا) سارا کام خود کریں گے اور اس کی پیداوار کا نصف حصہ لے لیں گے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۲۳۳۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمَقْدَامِ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَىٰ قَالَ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : (( كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ . . . )). وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَاقِ قَالَ : أَخْبَرَنَا بْنُ جُرَيْجٍ قَالَ : حَدَّثَنِي مُوسَىٰ بْنُ عَقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ : (( إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَجَلَى النَّيْمَادَ وَالصَّارَى مِنْ أَرْضِ الْجَهَنَّمِ ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى خَيْرٍ أَرَادَ إِخْرَاجَ النَّيْمَادَ مِنْهَا ، وَكَانَتِ الْأَرْضُ حِينَ ظَهَرَ عَلَيْهَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ ﷺ وَلِلْمُسْلِمِينَ ، وَأَرَادَ إِخْرَاجَ النَّيْمَادَ مِنْهَا فَسَأَلَتِ النَّيْمَادُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُقْرَهُمْ بِهَا أَنْ يَكْفُوا عَمَلَهَا وَلَهُمْ نِصْفُ الشَّمْرِ ، فَقَالَ لَهُمْ

فرمایا کہ اچھا جب تک ہم چاہیں تمیں اس شرط پر یہاں رہنے دیں گے۔ چنانچہ وہ لوگ وہیں رہے۔ اور پھر عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں تیناء اور ارشاد کی طرف جلاوطن کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ: فَقُولُكُمْ بِهَا عَلَى ذَلِكَ مَا شِئْتُ، فَقَرُوْا بِهَا حَتَّى أَجْلَاهُمْ عُمُرًا إِلَى تَيْمَاءٍ وَأَرْيَخَاءً)). [راجح: ۲۲۸۵]

کیونکہ وہ ہر وقت مسلمانوں کے خلاف خفیہ سازیں کیا کرتے تھے۔

باب نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام  
کہیتی باڑی میں ایک دوسرے کی مدد  
کس طرح کرتے تھے۔

۱۸- بَابُ مَا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ  
النَّبِيِّ ﷺ يُؤَامِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي  
الزَّرَاعَةِ وَالثَّمَرَةِ

کہیت کا کام ہی ایسا ہے کہ اس میں باہمی اشتراک و امداد کی بے حد ضرورت ہے۔ اس بارے میں انصار و مهاجرین کا باہمی اشتراک بتت ہی قتل حسین ہے۔ انصار نے اپنے کمیت اور باغ مهاجرین کے حوالے کر دیئے۔ اور مهاجرین نے اپنی محنت سے ان کو گل و گزار بنا دیا۔ (بیہقی و رضوانہ)

(۳۹۳۳) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہ ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں امام اوزاعی نے خبر دی، انہیں رافع بن خدیج بن خدیج کے غلام ابو جماشی نے۔ انہوں نے رافع بن خدیج بن رافع بن شہر سے سنائے اور انہوں نے اپنے چچا ظہیر بن رافع بن شہر سے ظہیر بن شہر نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ایک ایسے کام سے منع کیا تھا جس میں ہمارا (بظاہر ذاتی) فائدہ تھا۔ اس پر میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ بھی فرمایا وہ حق ہے۔ ظہیر بن شہر نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بیالیا اور دریافت فرمایا کہ تم لوگ اپنے کمیتوں کا معاملہ کس طرح کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہم اپنے کمیتوں کو (بے کے لیے) نمر کے قریب کی زمین کی شرط پر دے دیتے ہیں۔ اسی طرح کھبور اور جو کے چند وسیع پر۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو۔ یا خود اس میں کہیتی کیا کرو یا دوسروں سے کرو، ورنہ اسے یوں خلی عی چھوڑ دو۔ رافع بن شہر نے بیان کیا کہ میں نے کہا (آپ کا یہ فرمان) میں نے سنائے اور میاں لیا۔

قال: دَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: (مَا تَصْنَعُونَ بِمَحَاكِيلِكُمْ؟) فَلَمَّا قَدِمَ رَافِعٌ عَلَى الرَّبِيعِ وَعَلَى الْأُزْوَاقِ مِنَ التَّغْرِيرِ وَالشَّعْبِرِ قَالَ: ((لَا تَقْعُلُوا، أَزْرِعُوهَا، أَوْ أَزْرِعُوهَا، أَوْ أَمْسِكُوهَا). قَالَ رَافِعٌ: فَلَمَّا سَمِعَهُ وَطَاعَهُ)). [طرفاہ فی: ۲۳۴۶، ۴۰۱۲].

**نشیخ** بعض روایتوں میں فقط علی الریبع کی جگہ علی الریبع آیا ہے۔ ابی عاء اسی کی جمع ہے۔ ریبع ہل کو کہتے ہیں۔ اور بعض روایتوں میں علی الریبع ہے۔ جیسا کہ یہاں مذکور ہے۔ یعنی چوتھائی پیداوار پر۔ لیکن ملاحظہ نے کہا تھا علی الریبع۔ بے۔ ا۔ مطلب یہ ہے کہ وہ زمین کا کرایہ یہ ثمراتے کہ تالیوں پر جو پیداوار ہو وہ تو زمین والالے کا اور بالی پیداوار محنت کرنے والے کی ہوں۔

اس پر آخرت بَلِّهٰ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو۔ یا تو خود حکمت کرو، یا کراویا اسے خالی پڑا رہنے دو، یا کاشت کے لیے اپنے کسی مسلم بھائی کو بخش دو۔ زمین کا کوئی خاص قطعہ کمیت والا اپنے لئے مخصوص کر لے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ کیونکہ اس میں کاشتکار کے لیے نقصان کا احتال ہے۔ بلکہ ایک طرح سے کمیت والے کے لئے بھی۔ کیونکہ ممکن ہے اس خاص ٹکڑے سے دوسرے ٹکڑوں میں پیداوار بہتر ہو۔ پس نصف یا تماں چوتھائی تماں پر اجازت دی گئی اور یہی طریقہ آج تک ہر جگہ صریح ہے۔ بصورت نظر روبیہ وغیرہ محصول لے کر زمین کاشتکار کو دے دئے یہ طریقہ بھی اسلام نے جائز رکھا۔ آگے آئے والی احادیث میں یہ جملہ تفصیلات مذکور ہو رہی ہیں۔

(۲۳۴۰) ہم سے عبید اللہ بن موسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو امام اوزاعی نے خبر دی اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صحابہ تماں، چوتھائی یا نصف پر تماں کا معاملہ کیا کرتے تھے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس زمین ہو تو اسے خود بوئے ورنہ دوسروں کو بخش دے۔ اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو اسے یوں ہی خالی چھوڑ دے۔

(۲۳۴۱) اور ریبع بن نافع ابو توبہ نے کہا کہ ہم سے معاویہ بن سلام نے بیان کیا، ان سے مجین بن ابی کثیر نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کے پاس زمین ہو تو وہ خود بوئے ورنہ اپنے کسی (مسلمان) بھائی کو بخش دے، اور اگر یہ نہیں کر سکتا تو اسے یوں ہی خالی چھوڑ دے۔

(۲۳۴۲) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے اس کا (یعنی رافع بن خدیج بْنُ خَدِيجَ کی مذکورہ حدیث کا) ذکر طاؤس سے کیا تو انہوں نے کہا کہ (تمانی وغیرہ پر) کاشت کر سکتا ہے۔ ابن عباس بْنُ عَبَّاسٍ نے فرمایا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں کیا تھا۔ البتہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ اپنے کسی بھائی کو زمین بخش کے طور پر دے دینا اس سے بہتر ہے کہ اس پر اس سے کوئی محصول لے۔ (یہ اس صورت میں کہ زمیندار کے پاس فالتو زمین بیکار پڑی ہو)

(۲۳۴۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم

۲۳۴۰ - حَدَّثَنَا غَيْثَ اللَّهُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءَ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانُوا يَزَرُونَهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبْعِ وَالصَّنْفِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((مَنْ كَانَ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزَرْهَا أَوْ لِيَمْنَحِهَا، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيُمْسِكْ أَرْضَهُ)). [طرفة فی : ۲۶۳۲]

۲۳۴۱ - وَقَالَ الرِّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْتَةَ: حَدَّثَنَا مَعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَىٰ عَنْ أَبِي سَلْمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((مَنْ كَانَ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزَرْهَا أَوْ لِيَمْنَحِهَا أَخَاهُ، فَإِنْ أَبَىٰ فَلَيُمْسِكْ أَرْضَهُ)).

۲۳۴۲ - حَدَّثَنَا قَبِيْصَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ عَنْ عَمْرُو قَالَ: ذَكَرْتُهُ لِطَاؤُسٍ فَقَالَ يُزَرْعُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَنْهِ عَنْهُ، وَلَكِنْ قَالَ: (أَنْ يَمْنَحْ أَجَدُكُمْ أَخَاهَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ هُنَّا مَعْلُومًا)). [راجع: ۲۳۴۰]

۲۳۴۳ - حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ

سے حاد بن زید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے کھیتوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کے عمد میں اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی عمد خلافت میں کرایہ پر دیتے تھے۔

(۲۳۳۴) پھر رافع بن خدچہ کے واسطے سے بیان کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے کھیتوں کو کرایہ پر دینے سے منع کیا تھا۔ (یہ سن کر ابن عمر رضی اللہ علیہ وسلم نے خدچہ کے پاس گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے کھیتوں کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا۔ اس پر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے نبی کریم ﷺ کے عمد میں ہم اپنے کھیتوں کو اس پیداوار کے بدل جو نالیوں پر ہو اور تھوڑی گھاس کے بدل دیا کرتے تھے۔

قانون الگ ہے اور ایثار الگ۔ حضرت رافع بن خدچہ نے قانون نہیں بلکہ احسان اور ایثار کے طریقہ کو بتایا ہے اس کے برخلاف حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جواز اور عدم جواز کی صورت بیان فرمائے ہیں۔ جس کا مقصد یہ کہ مدینہ میں جویہ طریقہ رائج تھا کہ نمر کے قریب کی پیداوار زمین کا مالک لے لیتا اس سے آخھرت ﷺ نے منع فرمایا۔ مطلق بیانی سے منع نہیں فرمایا۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی شخص اپنی زمین بطور بدروی کاشت کے لئے اپنے کسی بھائی کو دے دے۔ آخھرت ﷺ نے اس طرز عمل کی بڑے شاندار لفظوں میں رغبت دلائی ہے۔

(۲۳۳۵) ہم سے بھی بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے، انہیں سالم نے خبر دی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مجھے معلوم تھا کہ زمین کو بیانی پر دیا جاتا تھا۔ پھر انہیں ذرہوا کہ ممکن ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلے میں کوئی نئی ہدایت فرمائی ہو جس کا علم انہیں نہ ہوا ہو۔ چنانچہ انہوں نے (احتیاطاً) زمین کو بیانی پر دینا چھوڑ دیا۔

چچے تفصیل سے گزر چکا ہے کہ پیشتر ماجرین انصار کی زمینوں پر بیانی پر کاشت کیا کرتے تھے۔ پس بیانی پر دینا بلاشبہ جائز ہے۔ یون احتیاط کا معاملہ الگ ہے۔

حدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُوبَ عَنْ نَافِعٍ: ((أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يُنْكَرِي مَزَارِعَهُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَصَدِّرَا مِنْ إِمَارَةِ مُقاوِيَةً)). [طرفة فی: ۲۳۴۵].

۴- ۲۳۴۴ - فَمُمْ حَدَّثَ عَنْ رَافِعِ بْنِ حَدْنِيْجَ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ، فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى رَافِعٍ، فَلَذَهَبَتْ مَعَهُ، فَسَأَلَهُ فَقَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَدْ عِلِمْتُ أَنَّكَ نُكَرِي مَزَارِعَنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَا عَلَى الْأَرْبَعَاءِ وَبِشَيْءٍ مِنَ النَّهَى)). [راجح: ۲۲۸۶]

قانون الگ ہے اور ایثار الگ۔ حضرت رافع بن خدچہ نے قانون نہیں بلکہ احسان اور ایثار کے طریقہ کو بتایا ہے اس کے برخلاف حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جواز اور عدم جواز کی صورت بیان فرمائے ہیں۔ جس کا مقصد یہ کہ مدینہ میں جویہ طریقہ رائج تھا کہ نمر کے قریب کی پیداوار زمین کا مالک لے لیتا اس سے آخھرت ﷺ نے منع فرمایا۔ مطلق بیانی سے منع نہیں فرمایا۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی شخص اپنی زمین بطور بدروی کاشت کے لئے اپنے کسی بھائی کو دے دے۔ آخھرت ﷺ نے اس طرز عمل کی بڑے شاندار لفظوں میں رغبت دلائی ہے۔

۵- ۲۳۴۵ - حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ فَالَّذِي ثَقَلَ عَنْ عَقِيلٍ عَنِ ابْنِ شِيهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَفَتْ أَغْلَمُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّ الْأَرْضَ نُكَرِي). ثُمَّ خَشِيَ عَنْهُ اللَّهُ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ ﷺ، قَدْ أَخَذَتْ فِي ذَلِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُهُ، فَرَأَكَ كِرَاءَ الْأَرْضِ)). [راجح: ۲۳۴۳]

## باب نقدی لگان پر سونے چاندی کے بدل زمین دینا

اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہمانے فرمایا کہ بہتر کام جو تم کرنا چاہو یہ ہے کہ اپنی خلی زمین کو ایک سال سے دوسرے سال تک کرایہ پر دو۔

(۷) ۲۳۳۴۲ ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے لیٹ بن سحد نے بیان کیا، ان سے ربیعہ بن ابی عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے حنظله بن قیس نے بیان کیا، ان سے رافع بن خدنج بن شوہن نے بیان کیا کہ میرے دونوں پچھوں (ظہیر اور میر بن شوہن) نے بیان کیا کہ وہ لوگ نبی کرم مسیح کے زمانے میں زمین کو بیانی پر نہر (کے قریب کی پیداوار) کی شرط پر دیا کرتے۔ یا کوئی بھی ایسا خلط ہوتا ہے مالک زمین (اپنے لیے) چھانٹ لیتا۔ اس لئے نبی کرم مسیح نے اس سے منع فرمادیا۔ حنظله نے کما کہ اس پر میں نے رافع بن خدنج بن شوہن سے پوچھا، اگر درہم و دینار کے بدلے یہ معاملہ کیا جائے تو کیا حکم ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر دینار و درہم کے بدلے میں ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور لیٹ نے کما نبی کرم مسیح نے جس طرح کی بیانی سے منع فرمایا تھا، وہ اسی صورت ہے کہ حلال و حرام کی تیزی رکھنے والا کوئی بھی شخص اسے جائز نہیں قرار دے سکتا۔ کیونکہ اس میں کھلاڑھو کہے۔

[راجح: ۲۳۳۹] [طرفہ فی : ۴۰۱۳].  
اس سے جھوک کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ جس مزارعت میں دھوکہ نہ ہو مثلاً روپیہ وغیرہ کے بدل ہو یا پیداوار کے نصف یا ربع پر ہو تو وہ جائز ہے۔ منع وہی مزارعت ہے جس میں دھوکہ ہو مثلاً کسی خاص مقام کی پیداوار پر۔

## باب

(۸) ۲۳۳۸ ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، کما کہ ہم سے فلیخ نے بیان کیا، ان سے ہلال بن علی نے بیان کیا، (دوسری سند) اور ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ ہم سے ابو عامر نے بیان کیا، ان سے فلیخ نے بیان کیا، ان سے ہلال بن علی نے، ان سے عطاء

## ۱۹- بَابُ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

وقال ابن عباس: إِنَّ أَمْثَلَ مَا أَنْتُمْ صَانِعُونَ أَنْ تَسْتَأْجِرُوا الْأَرْضَ بِالبيضاءِ مِنَ السُّنَّةِ إِلَى السُّنَّةِ.

۲۳۴۶ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْيَتُّ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسِ عَنْ رَافِعِ بْنِ حَدِيفَ قَالَ: ((حَدَّثَنِي عَمَّا يَقُولُ أَهْلُهُ كَانُوا يُكْرُونَ الْأَرْضَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَا يَبْتَدِئُ عَلَى الْأَرْبَاعَاءِ أَوْ شَيْءٍ يَسْتَشْهِي صَاحِبُ الْأَرْضِ، فَهَذِهِ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقِلْتُ لِرَافِعٍ: فَكَيْفَ هِيَ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ؟ فَقَالَ رَافِعٌ: لَيْسَ بِهَا بِأَسْنَ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ)). وَقَالَ الْيَتُ: وَكَانَ الَّذِي نَهَىٰ مِنْ ذَلِكَ مَا لَوْ نَظَرَ فِيهِ ذُوو الْفَهْمِ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ لَمْ يُجِيزْهُ، لِمَا فِيهِ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ.

[راجح: ۲۳۳۹] [طرفہ فی : ۴۰۱۳].

## ۲۰- بَابُ

۲۳۴۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانَ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْخَ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالٌ ح. وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْخَ عَنْ دِلَالِ بْنِ عَلَيٍّ عَنْ

بن یسار نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ بنی کشم رضی اللہ عنہم ایک دن بیان فرمائے تھے۔۔۔ ایک دسمبری بھی مجلس میں حاضر تھا۔۔۔ کہ الٰہ جنت میں سے ایک شخص اپنے رب سے کھتی کرنے کی اجازت چاہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا اپنی موجودہ حالت پر تو راضی نہیں ہے؟ وہ کہے گا، کیوں نہیں؟ لیکن میرا جی کھتی کرنے کو چاہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس نے بیچ ڈالا۔ پاک جھکنے میں وہ اگ بھی آیا۔ پاک بھی گیا اور کاٹ بھی لیا گیا۔ اور اس کے دانے پھاڑوں کی طرح ہوئے۔ اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے ابن آدم! اسے رکھ لے، تجھے کوئی چیز آسودہ نہیں کر سکتی۔ یہ سن کر دسمبری نے کما کر قسم خدا کی وہ توکوئی قربیتی یا انصاریتی ہی ہو گا۔ کیونکہ یہ لوگ کھتی کرنے والے ہیں۔ ہم تو کھتی ہی نہیں کرتے۔ اس بات پر رسول کشم رضی اللہ عنہم کو نہیں آگئی۔

عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَوْمًا يَحْدُثُ - وَعِنْهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ - أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي الزَّرْعِ، فَقَالَ لَهُ: أَلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ؟ قَالَ: بَلَى وَلِكِنْ أَحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ، قَالَ فَبَدَرَ، فَبَادَرَ الْطَّرْفَ بَنَاهُ وَاسْبَوَاهُ وَاسْتَخْصَادَهُ، فَكَانَ أَمْثَالَ الْجَبَلِ، فَيَقُولُ اللَّهُ: ذُونَكَ يَا ابْنَ آدَمَ، فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ، فَقَالَ الْأَغْرِيَابِيُّ: وَاللَّهِ لَا تَجِدُهُ إِلَّا فَرَهِيَا أَوْ أَنْصَارِيَا، فَلِنَهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ، وَأَمَا نَحْنُ فَلَنَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَعِكَ النَّبِيُّ ﷺ). [طرفة في: ۷۵۱۹].

حقیقت میں آدمی ایسا ہی جو اس پر قاعد نہیں کرتا۔ زیادہ طلبی اس کے خیر میں ہے۔ اسی طرح تکون مزاجی، حالانکہ جنت میں سب کچھ موجود ہو گا پھر بھی کچھ لوگ کھتی کی خواہش کریں گے، اش پاک اپنے فضل سے ان کی یہ خواہش بھی پوری کر دے گا جیسا کہ روایت مذکورہ میں ہے۔ جو اپنے معانی اور مطالب کے لحاظ سے حقائق پر منی ہے۔

### باب درخت بونے کا بیان

(۲۳۳۹) ہم سے قبیلہ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یعقوب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو حازم سلمہ بن دینار نے، ان سے سمل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ جمعہ کے دن ہمیں بہت خوشی (اس بات کی) ہوتی تھی کہ ہماری ایک بوڑھی عورت تھیں جو اس چند رکو اکھاڑلاتیں ہے، ہم اپنے باغ کی میٹزوں پر بودا کرتے تھے۔ وہ ان کو اپنی ہاتھی میں پکاتیں اور اس میں تھوڑے سے جو بھی ڈال دیتیں۔ ابو حازم نے کہا میں نہیں جانتا ہوں کہ سمل نے یوں کہا نہ اس میں چوبی ہوتی نہ چکنائی۔ پھر جب ہم جمعہ کی نماز پڑھ لیتے تو ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ وہ اپنا کپو ان ہمارے سامنے کر دیتیں۔ اور اس لیے ہمیں جمعہ کے دن کی خوشی ہوتی تھی۔ ہم دوپر کا کھانا اور قیولہ جمعہ کے بعد

### ۲۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغَرْسِ

۲۳۴۹- حَدَثَنَا قَتْبِيَّةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَثَنَا يَقْتُوْبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ كُنَّا نَفَرَخُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، كَانَتْ لَنَا عَجُوزَةً تَأْخُذُ مِنْ أَصْوُلِ سُلْقٍ لَنَا كُنَّا نَفَرَسَةً فِي أَرْبَاعِنَا فَتَجْعَلُهُ فِي قِدْرٍ لَهَا، فَتَجْعَلُ فِيهِ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيرٍ - لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: لَيْسَ فِيهِ شَخْمٌ وَلَا وَذْكٌ - فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ زُرْنَاهَا فَقَرِبْتُهُ إِلَيْنَا، فَكُنَّا نَفَرَخُ يَوْمَ النَّجْمَعَةِ مِنْ أَجْلِ ذَلِكِ، وَمَا كُنَّا

کیا کرتے تھے۔

نَعْدَىٰ وَلَا نَقِيلٌ إِلَّا بِنَدَاءِ الْجُمُعَةِ۔

[راجع: ۹۳۸]

صحابہ کرام کا اپنے باغوں کی مینڈوں پر چند رنگانا ذکور ہے۔ اسی سے باب کا مضمون ثابت ہوا ایزاس بوڑھی امال کا جذبہ خدمت قائل صدر شیخ ثابت ہوا۔ جو صحابہ رسول کشم سلطنت کی صیافت کے لئے اتنا اہتمام کرتی۔ اور ہر جمعہ کو اصحاب رسول سلطنت کو اپنے ہاں مدعو فرماتی تھی۔ چند رنگ اور جو، ہر دو کا تخطوت ولیہ جو تیار ہوتا اس کی لذت اور لطافت کا کیا کہتا۔ بہرحال حدیث سے بست سے مسائل کا استنباط ہوتا ہے۔ یہ بھی کہ جمعہ کے دن منون ہے کہ دوپر کا کھانا اور قیلولہ جمعہ کی نماز کے بعد کیا جائے۔ خواتین کا بوقت ضرورت اپنے کھیتوں پر جانا بھی ثابت ہوا۔ مگر پردہ شرعی ضروری ہے۔

(۲۳۵۰) ہم سے موکی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ بن عبید اللہ نے، آپ نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں ابو ہریرہ بن عبید اللہ بست حدیث بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ مجھے بھی اللہ سے ملتا ہے (میں غلط بیان کیسے کر سکتا ہوں) یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ مهاجرین اور انصار آخر اس کی طرح کیوں احادیث بیان نہیں کرتے بات یہ ہے کہ میرے بھائی مهاجرین بازاروں میں خرید و فروخت میں مشغول رہا کرتے اور میرے بھائی انصار کو ان کی جانبی ادا (کھیت اور باغات وغیرہ) مشغول رکھا کرتی تھی۔ صرف میں ایک مسکین آدمی تھا۔ پیش بھر لینے کے بعد میں رسول اللہ سلطنت کی خدمت ہی میں برابر حاضر رہا کرتا۔ جب یہ سب حضرات غیر حاضر رہتے تو میں حاضر ہوتا۔ اس لئے جن احادیث کو یہ یاد نہیں کر سکتے تھے، میں انسیں یاد رکھتا تھا۔ اور ایک دن نبی کشم سلطنت نے فرمایا تھا کہ تم میں سے جو شخص بھی اپنے کپڑے کو میری اس تقریر کے ختم ہونے تک پھیلائے رکھے پھر (تقریر ختم ہونے پر) اسے اپنے سینے سے لگائے تو وہ میری احادیث کو کبھی نہیں بھولے گا۔ میں نے اپنی کملی کو پھیلایا۔ جس کے سوا میرے بدن پر اور کوئی کپڑا نہیں تھا۔ جب آنحضرت سلطنت نے اپنی تقریر ختم فرمائی تو میں نے وہ چادر اپنے سینے سے لگائی۔ اس ذات کی قسم جس بنے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر مبعوث کیا! پھر آج تک میں آپ کے اسی ارشاد کی وجہ سے (آپ کی ایسی حدیث نہیں بسولا۔ اللہ گواہ ہے کہ اگر

حدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي شَهَابٍ عَنِ الْأَغْرَاجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((يَقُولُونَ إِنَّ أَبا هُرَيْرَةَ يَكْثُرُ الْحَدِيثَ، وَاللَّهُ أَنْوَعُهُ). وَيَقُولُونَ: مَا لِلْمَهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ لَا يَحْدُثُونَ مِثْلَ أَخَادِيهِ؟ وَإِنَّ إِخْوَتِي مِنَ الْمَهَاجِرِينَ كَانَ يُشْغَلُهُمُ الصَّفَقُ بِالْأَسْوَاقِ، وَإِنَّ إِخْوَتِي مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يُشْغَلُهُمُ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ، وَكَنْتُ أَنْزَلْتُ أَمْرًا مِنْكُنَا أَنْزَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ عَلَى مِلْءِ بَطْنِي، فَأَخْضُرُ حِينَ يَغْبُونَ، وَأَعْيُ حِينَ يَنْسُونَ. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا: : لَنْ يَسْطُطَ أَحَدٌ مِنْكُمْ ثُوبَةً - حَتَّى أَفْضَلَ مَقَالَتِي هَذِهِ - ثُمَّ يَجْمَعَهُ إِلَى صَدْرِهِ فَيُسَيِّرُ مِنْ مَقَالَتِي شَيْئًا أَبْدًا، فَبَسْطَتْ نَعْرَةً لَيْسَ عَلَيَّ ثُوبَ غَيْرِهَا حَتَّى أَفْضَلَ مَقَالَتِي ثُمَّ جَمَعَهُ إِلَى صَدْرِي، فَوَاللَّهِ بَعْدَهُ بِالْحَقِّ مَا نَسِيَتْ مِنْ مَقَالَتِي تِلْكَ إِلَى يَوْمِي هَذَا。 وَاللَّهُ لَوْلَا آتَانَ فِي كِتَابِهِ مَا حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا

أَبَدًا هُوَنَ الَّذِينَ يَكْتَمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ  
الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ - إِلَيْ فَوْلَهُ : -  
الرَّجِيمِ۔ [راجع: ۱۱۸]

قرآن کی دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں تم سے کوئی حدیث کبھی بیان نہ  
کرتا۔ (آیت) (انَّ الَّذِينَ يَكْتَمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ) سے اللہ  
تعالیٰ کے ارشاد الرحیم تک۔ (جس میں اس دین کے چھپانے والے  
پر، جسے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے ذریعہ دنیا میں بھیجا ہے، سخت  
لہنت کی گئی ہے)

یہ حدیث کئی جگہ نقل ہوئی ہے، اور مجتبی مطلق حضرات امام بخاری رض نے اس سے بہت سے مسائل کا استخراج فرمایا ہے؛  
یہ میں اس حدیث کے لانے کا مقصد یہ دکھلانا ہے کہ انصار مسیہ عالم طور پر کھیت پاؤ کیا کرتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کھیتیں  
اور باغوں کو ذریعہ معاش بناتا کوئی امر معیوب نہیں ہے بلکہ باعث اجر و ثواب ہے کہ جتنی خلائق ان سے فائدہ اٹھائے گی اس کے لئے  
اجر و ثواب میں زیادتی کا موجب ہو گا۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ ذَلِكَ۔

## ٣٢۔ کتاب المساقات

# کتاب مساقات کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مساقات و حقیقت مزارعت کی ایک قسم ہے۔ فرق یہ ہے کہ مزارعت نہیں میں ہوتی ہے اور مساقات ورثتوں میں، یعنی ایک  
عفیض کے درخت ہوں وہ دوسرے سے یوں کئے، تم ان کو پانی دو کرو، ان کی خدمت کرتے رہو، پیداوار ہم تم پہنچ لیں گے، اسی  
بارے کے مسائل بیان ہوں گے، مساقات سقی سے مشتق ہے جس کے منسے سیراب کرنا ہے۔ اصطلاح میں یہی کہ باغ یا کھیت کا مالک  
انہا باغ یا کھیت اس شرط پر کسی کو دے دے کہ اس کی آپاشی اور محنت اس کے ذمہ ہو گی اور پیداوار میں دونوں شریک رہیں گے۔

**باب کھیتوں اور باغوں کے لیے پانی میں سے اپنا حصہ لینا**

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ مومون میں فرمایا "اور ہم نے پانی سے ہر جیز کو  
زندہ کیا۔ اب بھی تم ایمان نہیں لاتے۔" اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ  
"وَيَعْلَمُهُمْ نَبَاتُ الْأَرْضِ" اس پانی کو جس کو تم پیتے ہو، کیا تم نے بادلوں سے اسے  
اتا رہے ہے، یا اس کے آثار نے والے ہم ہیں۔ ہم اگر چاہے تو اس کو

وَوَجَعَلْنَا مِنَ النَّمَاءِ كُلُّ شَيْءٍ حَيًّا أَفَلَا  
يَرْقُمُونَهُ وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرَهُ : هُوَ الْفَرَّارُ  
الْمَاءُ الَّذِي تَشَرِّبُونَ أَلَّا تَنْلَعِمُوا مِنَ  
الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنْزَلُونَ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَا

کھاری بنا دیتے۔ پھر بھی تم شکردا نہیں کرتے۔" اجاج (قرآن مجید کی آیت میں) کھاری پانی کے معنی میں ہے۔ اور مزن باول کو کہتے ہیں۔

### باب پانی کی تقسیم

اور جو کہتا ہے پانی کا حصہ خیرات کرنا اور وہ کرنا اور اس کی وصیت کرنا جائز ہے وہ پانی بنا ہوا ہو یا بن مٹا ہو۔ اور حضرت عثمان بن عثمن نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی ہے جو بیڑ رومہ (مدینہ کا ایک مشہور کنوں) کو خرید لے اور اپنا ذوال اس میں اسی طرح ذاتے جس طرح اور مسلمان ذاتیں۔ (یعنی اسے وقف کرو) آخر حضرت عثمان بن عثمن نے اسے خریدا۔

**لئے خرید** رسول کرم ﷺ نے اسے خریدنے اور عام مسلمانوں کے لئے وقف کرنے کی ترغیب دلائی جس پر حضرت سیدنا عثمان غنی بن عثمن نے اسے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ کنوں، نہر، کتاب وغیرہ پانی کے ذخیر کسی بھی فرد کی ملکیت میں آکتے ہیں۔ اس لئے اسلام میں ان سب کی خرید و فروخت وہہ اور وصیت وغیرہ جائز رکھی ہے۔

حضرت عثمان غنی بن عثمن کا یہ کتوں بعد اللہ آج بھی موجود ہے۔ حکومت سعودیہ نے اس پر ایک بھرمن قائم قائم کیا ہوا ہے اور میہدوں سے یہاں آپاشی کی جاتی ہے۔ الحمد للہ کہ ۲۸۹ھ کے حج و زیارت کے موقع پر یہاں بھی جانے کا موقع ملا۔ جو جامعہ اسلامیہ کی طرف ہے اور حرم مدینہ سے ہر وقت موڑیں اور آتی جاتی رہتی ہیں۔ یہاں کا ماحول بے حد خوبصورت ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو یہ ماحول دیکھنا نصیب کرے۔ آمين۔

(۲۳۵) ہم سے سعید بن الی مریم نے بیان کیا، کما کہ ہم سے ابو غسان نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا اور ان سے سل بن سعد بن عثمن نے کہ بنی کرم ﷺ کی خدمت میں دودھ اور پانی کا ایک پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ نے اس کو پیا۔ آپ کی دوائیں طرف ایک تو عمر لڑکا بیٹھا ہوا تھا۔ اور کچھ بڑے بوڑھے لوگ باسیں طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا لڑکے! کیا تو اجازت دے گا کہ میں پسلے یہ پیالہ بہوں کو دے دوں۔ اس پر اس نے کہا یا رسول اللہ! میں تو آپ کے جھوٹے میں سے اپنے حصہ کو اپنے سوا کسی کو نہیں دے سکتا۔ چنانچہ آپ نے وہ پیالہ پسلے اسی کو دے دیا۔

اجاجاً فَلَوْ لَا تَشْكُرُونَ).  
الأجاج : المُزَان السَّحَابُ.

### ۱- بَابُ فِي الشُّرُبِ

وَمَنْ رَأَى صَدَقَةَ الْمَاءِ وَهِبَةَ وَوَصِيَّةَ  
جَائِزَةً ، مَفْسُومًا كَانَ أَوْ غَيْرَ مَفْسُومً. وَقَالَ عَمَّانٌ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((مَنْ  
يَشْتَرِي بِنَرٍ رُومَةً فَيُكُونَ ذَلُوفًا فِيهَا كَذَلِكَ  
الْمُسْلِمِينَ)) فَإِنْ شَرَّا هَا عَثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ.

**لئے خرید** بیڑ رومہ مدینہ کا مشہور کنوں ایک یہودی کی ملکیت میں تھا۔ مسلمان اس سے خرید کر پانی استعمال کیا کرتے تھے۔ اس پر حضرت عثمان غنی بن عثمن کا یہ کتوں بعد اللہ آج بھی موجود ہے۔ حکومت سعودیہ نے اس پر ایک بھرمن قائم قائم کیا ہوا ہے اور میہدوں سے یہاں آپاشی کی جاتی ہے۔ الحمد للہ کہ ۲۸۹ھ کے حج و زیارت کے موقع پر یہاں بھی جانے کا موقع ملا۔ جو جامعہ اسلامیہ کی طرف ہے اور حرم مدینہ سے ہر وقت موڑیں اور آتی جاتی رہتی ہیں۔ یہاں کا ماحول بے حد خوبصورت ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو یہ ماحول دیکھنا نصیب کرے۔ آمين۔

۲۳۵۱ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانٌ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((أَتَيْتَ النَّبِيَّ ﷺ بِقَدْحٍ فَشَرَبَ مِنْهُ، وَعَنْ يَعْبُرِيَّهُ غَلَامٌ أَصْنَعَ الْقَوْمَ وَالْأَشْيَاعَ عَنْ يَسَارِهِ، فَقَالَ يَا غَلَامُ : ((أَتَأَذَنُ لِي أَنْ أَغْطِيَهُ الْأَشْيَاعَ؟)) قَالَ : مَا كُنْتُ لَأُؤْرِي بِفَضْلِي مِنْكَ أَحَدًا يَا رَسُولَ اللَّهِ . فَأَغْطَاهُ إِلَيْهِ)).

[اطرافہ فی : ۲۴۰۱، ۲۴۰۲، ۲۴۶۶]

. [۵۶۲۰]

یہ نو عمر لڑکے حضرت عبد اللہ بن عباس رض تھے اور اتفاق سے یہ اس وقت مجلس میں دائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے۔ دیگر شیخ اور بزرگ صحابہ رض جانب تھے۔ آخر حضرت رض نے جب بالق ماندہ مشروب کو تقسیم فرمانا چلا تو یہ تقسیم دائیں طرف سے شروع ہونی تھی اور اس کا حق حضرت عبد اللہ بن عباس رض کو پہنچا تھا۔ آخر حضرت رض نے دائیں جانب والے بزرگوں کا خیال فرمائ کر عبد اللہ بن عباس رض سے اجازت چاہی لیکن وہ اس لیے تیار نہ ہوئے کہ اس طور پر آخر حضرت رض کا بچالا ہوا پانی کمال اور کب نصیب ہونا تھا۔ اس لیے انہوں نے اس ایثار سے صاف انکار کر دیا۔ اس حدیث کی باب سے مناسبت یوں ہے کہ پانی کی تقسیم ہو سکتی ہے اور اس کے حصے کی ملک جائز ہے۔ ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لڑکے سے اجازت کیوں طلب فرماتے۔ حدیث سے یہ بھی لکھا کر تقسیم میں پہلے داہنی طرف والوں کا حصہ ہے، پھر دائیں طرف والوں کا۔ پس آخر حضرت رض نے اپنا بچا ہوا پانی اس لڑکے پر بہہ فرمادیا۔ اس سے پانی کا بہہ کرونا بھی ثابت ہوا۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حق اور نحق کے مقابلہ میں کسی بڑے سے بڑے آدمی کا بھی لحاظ نہیں کیا جاسکتا۔ حق بہر حال حق ہے۔ اگر وہ کسی چھوٹے آدمی کو پہنچتا ہے تو بہوں کا فرض ہے کہ بہ رضا و رغبت اسے اس کے حق میں خلل ہونے دیں۔ اور اپنی بڑائی کا خیال چھوڑ دیں۔ لیکن آج کے دور میں ایسے ایثار کرنے والے لوگ بہت کم ہیں۔ ایثار اور قیامتی ایمان کا تقاضا ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو یہ توفیق نہیں۔ آمين۔

(۲۳۵۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گمراہ میں پلی ہوئی ایک کمری کا دودھ دوہا گیا، جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی کے گھر میں پلی تھی۔ پھر اس کے دودھ میں اس کنوں کا پانی ملا کر جو انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا، آخر حضرت رض کی خدمت میں اس کا پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے پیا۔ جب اپنے منہ سے پیالہ آپ نے جدا کیا تو بائیں طرف ابو بکر رض تھے۔ اور دائیں طرف ایک دیسانی تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ ڈرے کہ آپ یہ پیالہ دیسانی کو نہ دے دیں۔ اس لیے انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ابو بکر رض کو دے دیجئے۔ آپ نے پیالہ اسی دیسانی کو دیا جو آپ کی دائیں طرف تھا۔ اور فرمایا کہ دائیں طرف والا زیادہ حق دار ہے۔ پھر وہ جو اس کی دائیں طرف ہو۔

۲۳۵۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: ((حَدَّثَنِي أَنَّسُ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهَا حَلْيَةً لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، شَاءَ دَاجِنٌ - وَهُوَ فِي دَارِ أَنَّسٍ بْنِ مَالِكٍ - وَشَيْبَ لَبْنَهَا بِمَاءٍ مِنْ أَبْنِي أَنَّسٍ الَّتِي فِي دَارِ أَنَّسٍ، فَاغْطَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْقَدَحَ فَشَرِبَ مِنْهُ، حَتَّى إِذَا نَزَعَ الْقَدَحَ عَنْ فِيهِ، وَعَلَى يَسَارِهِ أَبُوبَكْرٌ وَعَنْ يَمْينِهِ أَغْرَابِيٌّ، فَقَالَ عُمَرُ - وَخَافَ أَنْ يُعْطِيَهُ أَغْرَابِيٌّ - أَغْطِ أَبَابَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ عِنْدَكَ، فَاغْطَأْهُ أَغْرَابِيٌّ الَّذِي عَلَى يَمْينِهِ ثُمَّ قَالَ: الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ).

[اطرافہ فی : ۲۵۷۱، ۵۶۱۲، ۵۶۱۹۔]

اس حدیث سے بھی پانی کا تقسیم یا بہہ کرنا ثابت ہوا۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اسلام میں حق کے مقابلہ پر کسی کے لیے رعایت نہیں ہے۔ کوئی کتنی ہی بڑی شخصیت کیوں نہ ہو۔ حق اس سے بھی برا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رض کی بزرگی میں کس کو شک ہو سکتا ہے مگر آخر حضرت رض نے آپ کو نظر انداز فرمائ کر دیسانی کو وہ پانی دیا اس لیے کہ قانون دیسانی ہی کے حق میں تھا۔ امام عادل کی یہی شان ہونی چاہئے۔ اور «إغْلِبُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى» (المائدۃ: ۸) کا بھی یہی مطلب ہے۔ یہاں اس دیسانی سے اجازت

بھی نہیں لی گئی جیسے کہ ابن عباس رض سے لی گئی تھی۔ اس ڈر سے کہ کیسی دھمائی بدول نہ ہو جائے۔

**باب اس کے بارے میں جس نے کماکہ پانی کا مالک پانی کا زیادہ حق دار ہے یہاں تک وہ (اپنا کھیت باعثات وغیرہ) سیراب کر لے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ضرورت سے زیادہ جو پانی ہواں سے کسی کو نہ روکا جائے۔**

(۲۳۵۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کماکہ ہم کو امام مالک نے خبر دی، انسین ابو الزناد نے، انہیں اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رض نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچھے ہوئے پانی سے کسی کو اس لئے نہ روکا جائے کہ اس طرح جو ضرورت سے زیادہ گھاس ہو وہ بھی رکی رہے۔

**۲- بَابُ مَنْ قَالَ : إِنَّ صَاحِبَ الْمَاءِ أَحَقُّ بِالْمَاءِ حَتَّى يَرْزُقَ ، لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ : ((لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ))**

۲۳۵۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الرَّنَادِ عَنِ الْأَغْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : (( لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَامُ)).

[طرفah في ۲۳۵۴، ۶۹۶۲]

**لشیخ** اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کا کنوں ایک مقام پر ہو، اس کے ارد گرد گھاس ہو جس میں عام طور پر سب کو چرانے کا حق ہو۔ مگر کنوں والا کسی کے جانوروں کو پانی نہ پینے دے اس غرض سے کہ جب پانی پینے کو نہ ملے گا تو لوگ اپنے جانور بھی وہاں چرانے کو نہ لائیں گے اور گھاس محفوظ رہے گی۔ جسمور کے نزدیک یہ حدیث محظوظ ہے اس کنوں پر جو ملکی زمین میں ہو یا ویران زمین میں بشر طیکہ ملکیت کی نیت سے کھودا گیا ہو اور جو کنوں خلق اللہ کے آرام کے لیے دیران زمین میں کھودا جائے اس کا پانی ملک نہیں ہوتا۔ لیکن کھومنے والا جب تک وہاں سے کوچ نہ کرے اس پانی کا زیادہ حق دار ہوتا ہے۔ اور ضرورت سے یہ مراد ہے کہ اپنے اور بال بچوں اور زراعت اور مویشی کیلئے جو پانی در کار ہو۔ اسکے بعد جو فاضل ہو اسکا روکنا جائز نہیں۔ خطاں نے کماکہ یہ ممانعت تنزیہ ہے مگر اسکی دلیل کیا ہے پس ظاہری ہی ہے کہ نبی تحریکی ہے اور پانی کو نہ روکنا واجب ہے۔ اب اختلاف ہے کہ فاضل پانی کی قیمت لینا اس کو روکنا ہے یا نہیں، ترجیح اسی کو حاصل ہے کہ فاضل پانی کی قیمت نہ لی جائے۔ کیونکہ یہ بھی ایک طرح اس کا روکنا ہے۔

(۲۳۵۳) ہم سے یحییٰ بن بکر نے بیان کیا، کماکہ ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاہب نے، ان سے ابن مسیب اور ابو سلمہ نے، اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فالتوپانی سے کسی کو اس غرض سے نہ روکو کہ جو گھاس ضرورت سے زیادہ ہو اسے بھی روک لو۔

**باب جس نے اپنی ملک میں کوئی کنوں کھودا، اس میں کوئی گر کر مر جائے تو اس پر توان نہ ہو گا**

۲۳۵۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْلَّنْثُ عَنْ عَفَنِيلٍ عَنْ أَبِنِ شَهَابٍ عَنْ أَبْنِ الْمُسَيْبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ، قَالَ : (( لَا تَمْنَعُوا فَضْلَ الْمَاءِ لِتَمْنَعُوا بِهِ فَضْلَ الْكَلَامِ)). [راجع: ۲۳۵۳]

**۳- بَابُ مَنْ حَفَرَ بَنِرًا فِي مِلْكِهِ لَمْ يَضْنَمْ**

امام عماری دھنچہ کے یہ قید لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس بارے میں اہل کوفہ کے ساتھ متفق ہیں کہ اگر یہ کنوں اپنی ملک میں کھودا ہو تب کنوں والے پر ضمانت نہ ہو گا۔ اور جمور کہتے ہیں کہ کسی حال میں ضمانت نہ ہو گا غواہ اپنی ملک میں ہو یا غیر ملک میں۔ مزید تفصیل کتاب الدیات میں آئے گی۔

(۲۳۵۵) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو عصید اللہ بن موسیٰ نے خبر دی، انہیں اسرائیل نے، انہیں ابو حسین نے، انہیں ابو صالح نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کان (میں مرنے والے) کا تادان نہیں، کنوں (میں گر کر مر جانے والے) کا تادان نہیں۔ اور کسی کا جانور (اگر کسی آدمی کو مار دے تو اسکا) تادان نہیں۔ گڑھے ہوئے مال میں سے پانچواں حصہ دینا ہو گا۔

باب کنوں کے بارے میں جھگڑنا  
اور اس کا فصلہ کرنا

(۲۳۵۶) ہم سے عبدالان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو حمزہ نے بیان کیا، ان سے امش نے، ان سے شفیق نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص کوئی ایسی جھوٹی قسم کھائے جس کے ذریعہ وہ کسی مسلمان کے مال پر باحق قبضہ کر لے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر بست زیادہ غصب ناک ہو گا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے (سورہ آل عمران کی یہ) آیت نازل فرمائی کہ ”جو لوگ اللہ کے عمد اور اپنی قسموں کے ذریعہ دنیا کی تھوڑی دولت خریدتے ہیں“ آخر آیت تک۔ پھر ارشاد رضی اللہ عنہ نے تم سے کیا حدیث بیان کی ہے؟ یہ آیت تو میرے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ میرا ایک کنوں میرے بچازاد بھائی کی زمین میں تھا۔ (پھر جھگڑا ہوا تو) آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تو اپنے گواہ لا۔ میں نے عرض کیا کہ گواہ تو میرے پاس نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر فریق مختلف سے قسم لے لے۔ اس پر میں نے کہا، یا رسول اللہ! یہ تو قسم کھائیشے گا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس بارے میں یہ آیت نازل فرمایا کہ اس کی تصدیق کی۔

۲۳۵۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَيْبَةً أَنَّ اللَّهَ عَنِ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي حَصِينِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((الْمُغَدِّثُ جَبَارٌ، وَالْبَنْتُ جَبَارٌ، وَالْجَمِيعُمَا جَبَارٌ وَلِي الرَّكَازُ الْخَمْسُ)). [راجع: ۱۴۹۹]

#### ۴- بَابُ الْحُصُومَةِ فِي الْبَشَرِ ، وَالْقَضَاءِ فِيهَا

۲۳۵۶ - حَدَّثَنَا عَبْدَانَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَفِيقِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَّفَ عَلَى يَمِينٍ يَقْطَعُ بِهَا مَا لَمْ يَمْرِءْ إِلَيْهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ عَذَابٌ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: هُوَ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعِهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثُمَّ نَقْلِلُ لَهُمْ فَلَمَّا سَمِعُوا قَالُوا: مَا حَدَّثْتُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي أَنْزَلْتُ هَذِهِ الْآيَةَ! كَانَتْ لِي بِنْتٌ فِي أَرْضِ ابْنِ عَمِّي لَهُ، فَقَالَ لِي: شَهُودُكَ، قُلْتُ مَا لِي شَهُودٌ، قَالَ: ((فَيَمْنَعُهُ)). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا يَخْلُفُ فَذِكْرَ النَّبِيِّ ﷺ هَذَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ ذَلِكَ تَصْدِيقًا لَهُ).

[اطرافہ فی : ۲۴۱۶، ۲۶۶۶، ۲۵۱۵، ۲۶۷۳، ۲۶۷۶، ۴۵۴۹]

۶۶۶۰، ۴۵۰، ۲۶۷۷، ۶۶۷۰

[۷۴۴۵، ۷۱۸۳، ۶۶۷۶، ۶۶۵۹]

۷۱۸۴، ۶۶۷۷

[۲۶۶۷، ۲۵۱۶، ۲۴۱۷]

## باب اس شخص کا گناہ جس نے کسی مسافر کو پانی سے روک دیا

یعنی جو پانی اس کی ضرورت سے زیادہ ہو جیسے حدیث میں اس کی تصریح ہے اور ضرورت کے موافق جو پانی ہواں کامالک زیادہ حق دار ہے پہ نسبت مسافر کے۔

(۲۳۵۸) ہم سے موئی بن اسما عیل نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا کہ میں نے ابو صالح سے شاہد بیان کرتے تھے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین طرح کے لوگ وہ ہوں گے جن کی طرف قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نظر بھی نہیں اٹھائے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا۔ بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہو گا۔ ایک وہ شخص جس کے پاس راستے میں ضرورت سے زیادہ پانی ہوا اور اس نے کسی مسافر کو اس کے استعمال سے روک دیا۔ دوسرا وہ شخص جو کسی حاکم سے بیعت صرف دنیا کے لئے کرے کہ اگر وہ حاکم اسے کچھ دے تو وہ راضی رہے ورنہ خفا ہو جائے۔ تیسرا وہ شخص جو اپنا (یعنی کام) سامانِ عصر کے بعد لے کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، مجھے اس سامان کی قیمت اتنی اتنی مل رہی تھی۔ اس پر ایک شخص نے اسے چ سمجھا (اور اس کی بتائی ہوئی قیمت پر اس سامان کو خرید لیا) پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ”جو لوگ اللہ کو درمیان میں دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر دنیا کا تھوڑا سا مال مول لیتے ہیں۔“ آخر تک۔

(۲۳۵۸) - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكَّنُهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: رَجُلٌ كَانَ لَهُ فَضْلٌ مَاءٌ بِالطَّرِيقِ، فَمَنَعَهُ مِنْ أَبْنَى السَّبِيلِ. وَرَجُلٌ بَأْيَعَ إِمَامَةً لَا يَبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا، فَإِنْ أَغْطَاهُ مِنْهَا رَضِيَ، وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا سَخِطُهُ. وَرَجُلٌ أَقَامَ سِلْعَةً بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ: وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ لَقَدْ أَغْطَيْتُ بِهَا كَذَا وَكَذَا، فَصَدَّقَهُ رَجُلٌ. ثُمَّ قَرَا: هُوَ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثُمَّ نَقْبَلُهُمْ فَلَمَّا نَقْبَلُهُمْ فَلَمْ يَرْجِعُنَا إِلَيْهِمْ أَنَّمَا مَوْلَانَا))۔

[۷۲۱۲، ۲۳۶۹، ۲۶۷۲]

[۷۴۴۶]

**تَشْبِيهٌ** حدیث میں جن تین ملعون ادمیوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کی جس قدر بھی نہ مت کی جائے کم ہے۔ اول فالتو پانی سے روکنے والا، خاص طور پر پیاسے مسافر کو محروم رکھنے والا۔ وہ انسانیت کا مجرم ہے، اخلاق کا باگی ہے، ہمدردی کا دشمن ہے۔ اس کا دل پھر سے بھی زیادہ سخت ہے۔ ایک پیاسے مسافر کو دل نرم ہونا چاہئے۔ اس کی جان خطرے میں ہے۔ اس کی بقا کے لئے اسے پانی پلانا چاہئے نہ کہ اسے پاسا لوٹا دیا جائے۔ دوسرا وہ انسان جو اسلامی تنظیم میں محض اپنے ذاتی مفاد کے لئے گھس بیٹھا ہے اور وہ

خلاف مخالف ذرا سی بات بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ یکی وہ بدترین انسان ہے جو علمی اتحاد کا دشمن قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور ایسے غدار کی جس قدر بھی ذمہ دار کی جائے کم ہے۔ اس زمانہ میں اسلامی مارس و دیگر تنظیموں میں بکھرت ایسے ہی لوگ بر اقتدار ہیں۔ جو محض ذاتی مختار کے لئے ان سے چھٹے ہوئے ہیں۔ اگر کسی وقت ان کے وقار پر ذرا بھی چوتھپڑی تو وہ اسی مدرسہ کے، اسی تنظیم کے انتہائی دشمن بن کر اپنی ڈیرہ اینٹ کی مسجد الگ بنانے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ حدیث میں حاکم اسلام سے بیعت کرنے کا ذکر ہے۔ مگر ہر اسلامی تنظیم کو اسی پر سمجھا جاسکتا ہے۔ تاریخ اسلامی میں کتنے ہی ایسے غدار ملتے ہیں جنہوں نے اپنے ذاتی نقصان کا خیال کر کے اسلامی حکومت کو سازشوں کی آماجگاہ بنایا کہ آخر میں اس کو تسمہ و بالا کر دیا۔ تیسرا وہ تاجر ہے جو مال نکالنے کے لئے جھوٹ فریب کا ہر ہتھیار استعمال کرتا ہے اور جھوٹ بول بول کر خوب بڑھا چھا کر اپنا مال نکالتا ہے۔

الغرض بغور دیکھا جائے تو یہ تینوں مجرم انتہائی ذمہ دار ہیں۔ اور حدیث ہذا میں جو کچھ ان کے متعلق بتلایا گیا ہے وہ اپنی جگہ پر بالکل صدق اور صواب ہے۔

### باب نصر کا پانی روکنا

(۴۰) ۵۹۲ هم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، ان سے لیٹ نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے ابن شاب نے بیان کیا، ان سے عروہ نے اور ان سے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک انصاری مرد نے زبیر بن عثیمین سے حرب کے نالے میں جس کا پانی مدینہ کے لوگ سمجھو کر درختوں کو دیا کرتے تھے، اپنے جھگڑے کو نبی کرم مسیح پیر کی خدمت میں پیش کیا۔ انصاری بن عثیمین زبیر سے کہنے لگا پانی کو آگے جانے دو لیکن زبیر بن عثیمین کو اس سے انکار تھا۔ اور یہی جھگڑا نبی کرم مسیح پیر کی خدمت میں پیش تھا۔ آنحضرت مسیح پیر نے زبیر بن عثیمین سے فرمایا کہ (پسلے اپنا باغ) سینچ لے پھر اپنے پڑوی بھائی کے لئے جلدی جانے دے۔ اس پر انصاری بن عثیمین کو غصہ آگیا اور انہوں نے کہا، ہاں زبیر آپ کی پھوپھی کے لڑکے ہیں نا۔ بن رسول اللہ مسیح پیر کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ آپ نے فرمایا، اے زبیر! تم سیراب کرلو۔ پھر پانی کو اتنا دیر تک روکے رکھو کہ وہ منڈریوں تک چڑھ جائے۔ زبیر بن عثیمین نے کہا، اللہ کی قسم! میرا تو خیال ہے کہ یہ آیت اسی باب میں نازل ہوئی ہے ”ہرگز نہیں“ تیرے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے، جب تک اپنے جھگڑوں میں تھوڑے کو حاکم نہ تسلیم کر لیں۔ ”آخر تک۔

### ۶۔ باب مسکر الأنهار

۲۳۶۰ - ۲۳۵۹ - حدَّثَنَا عبدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا النَّبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَّ شَهَابَ عَنْ غُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الرَّبِيعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ حَدَّثَهُ : ((أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ خَاصَّمَ الرَّبِيعَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِي شَرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا النَّخْلَ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: سَرَحَ الْمَاءَ يَمْرُ - فَأَتَيَ عَلَيْهِ، فَأَخْتَصَّمَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلرَّبِيعِ: ((اسْقِ يَا زَبِيرَ، ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ)). فَعَصَبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ: إِنْ كَانَ أَبْنَ عَمِّيْكَ فَلَوْلَنْ وَجْهَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: ((اسْقِ يَا زَبِيرَ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَنَدِ)). فَقَالَ الرَّبِيعُ: وَاللهِ إِنِّي لَأَخْبِرُ هَذِهِ الْأَيْةَ نَزَّلَتْ فِي ذَلِكَ: هَفَلَا وَرَبَّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكَّمُوا فِيمَا شَجَرَ بِنَهْمَمَ)).

[اطرافہ فی : ۲۳۶۱، ۲۳۶۲، ۲۳۶۸، ۲۷۰۸]

**تَعْبُدُنِي** یہ حدیث اور آیت کریمہ اطاعت رسول کرم ﷺ کی فرضیت پر ایک زبردست دلیل ہے۔ اور اس امر پر بھی کہ جو لوگ صاف صریح واضح ارشاد نبوی سن کر اس کی تسلیم میں پس و پیش کریں وہ اممان سے محروم ہیں۔ قرآن مجید کی اور بھی مت کی آیات میں اس اصول کو بیان کیا گیا ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہے (مَا كَانَ لِلنَّوْمِينَ وَلَا مُؤْمِنِةً إِذَا لَفَضَنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أَنْ يَكُونُ لَهُمُ الْجَزَاءُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ حَلَالًا مُّبَيِّنًا) (الاحزاب: ۳۶) کی بھی مومن مرد اور عورت کے لئے یہ نیبا نہیں کہ جب وہ اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ سن لے تو پھر اس کے لئے اس بارے میں کچھ اور اختیار بلتی رہ جائے۔ اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلا ہوا گمراہ ہے۔

اب ان لوگوں کو خود فیصلہ کرنا چاہئے جو آیات قرآنی و احادیث نبوی کے خلاف اپنی رائے اور قیاس کو ترجیح دیتے ہیں یا وہ اپنے اماموں، میردوں، مرشدوں کے فتاویٰ کو مقدم رکھتے ہیں۔ اور احادیث صحیح کو مختلف جیلوں بناوں سے مال دیتے ہیں۔ ان کو خود سوچنا چاہئے کہ ایک انصاری مسلمان صحابی نے جب آخرت میں کے ایک قطبی فیصلہ کے خلاف ناراضگی کا انعام کیا تو اللہ پاک نے کس غمبنگاں لجی میں اسے ڈالا اور اطاعت نبوی کے لئے حکم فرمایا۔ جب ایک صحابی انصاری کے لئے یہ قانون ہے، تو اور کسی مسلمان کی کیا وقت ہے کہ وہ کچھ لغتوں میں قرآن و حدیث کی مخالفت کرے۔ اور پھر بھی ایمان کا ٹھیکیندہ ارتبا رہے۔ اس آیت شریفہ میں مذکورین حدیث کو بھی ڈالا گیا ہے۔ اور ان کو بتایا گیا ہے کہ رسول کرم ﷺ جو بھی امور دینی میں ارشاد فرمائیں آپ کا وہ ارشاد بھی وہی الہی میں داخل ہے جس کا تسلیم کرنا اسی طرح واجب ہے جیسا کہ قرآن مجید کا تسلیم کرنا واجب ہے۔ جو لوگ حدیث نبوی کا انعام کرتے ہیں وہ قرآن مجید کے بھی مذکور ہیں، قرآن و حدیث میں باہمی طور پر جسم اور روح کا تعلق ہے۔ اس حقیقت کا انکار اپنی عقل و فہم سے دشمنی کا انعام کرنے والا ہے۔

## ۷- بَابُ شَرْبِ الْأَعْلَىٰ قَبْلَ الْأَسْفَلِ باب جس کا کھیت بلندی پر ہو پہلے وہ اپنے کھیتوں کو پانی پلائے۔

جو نہ سرا نالہ کسی کی ملک نہ ہو اس سے پانی لینے میں پہلے بلند کھیت والے کا حق ہے۔ وہ اتنا پانی اپنے کھیت میں دے سکا ہے کہ اب زمین پانی نہ ہے۔ اور کھیت کی منڈروں تک پانی پڑھ آئے۔ پھر نہیں کھیت والے کی طرف پانی کو چھوڑ دے۔

۲۳۶۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الدَّاَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُهُ  
اللَّهُ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمُوتُ عَنِ الرُّوفِيِّ عَنْ  
عُرْوَةَ قَالَ : ((خَاصَّةُ الرُّبِّيْرِ رَجَلًا مِنَ  
الْأَنْصَارِ، فَقَالَ النَّبِيُّ : ((إِنَّ رُبِّيْرًا أَنْسِي  
نَمْ أَرْسِلَنَ)). فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ : إِنَّهُ أَبْنَ  
عَمِّيْكَ. فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : ((أَنْسِيْ  
رُبِّيْرُ يَنْلَعُ الْمَاءُ الْجَنَزُ نَمْ أَرْسِلَنَ)).  
فَقَالَ الرُّبِّيْرُ فَأَخْسِبَ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَّلَتْ فِي

ذلك: هَلْ لَا وَرَبَّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ  
يُحَكِّمُوكُ فِيمَا شَجَرَ بِيْنَهُمْ). اس وقت تک نومن نہیں ہوں گے جب تک آپ کو اپنے تمام اختلافات میں حکم نہ تسلیم کر لیں۔ ”اسی باب میں نازل ہوئی ہے۔

[راجح: ۲۳۵۹]

علوم ہوا کہ فیصلہ نبوی کے سامنے بلاچوں وچ اسر تسلیم خم کرونا ہی ایمان کی دلیل ہے اگر اس بارے میں ذرہ برابر بھی دل میں تنگی محسوس کی تو پھر ایمان کا خدا ہی حافظ ہے۔ ان مقلدین جادیں کو سچتا ہا ہے جو صحیح حدیث کے مقابلہ پر محض اپنے مکمل تنصیب کی بناء پر خم غموک کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور فیصلہ نبوی کو رد کر دیتے ہیں، ”وض کوثر پر آنحضرت ﷺ کے سامنے یہ لوگ کیا منہ لے کر جائیں گے۔

### باب بلند کھیت والا نخون تک پانی بھر لے

(۲۳۶۲) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو مخدنے خبر دی، کہا کہ مجھے ابن جریر نے خردی، کہا کہ مجھ سے ابن شاہب نے بیان کیا، ان سے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک انصاری مرد نے زبیر رضی اللہ عنہ سے حرہ کی ندی کے بارے میں جس سے کھجوروں کے بلاغ سیراب ہوا کرتے تھے، جھگڑا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”زبیر! تم سیراب کرلو۔ پھر اپنے پڑوی بھائی کے لئے جلد پانی چھوڑ دینا۔ اس پر انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جی ہاں! آپ کی پچھوپھی کے بیٹے ہیں ہاں۔ رسول اللہ ﷺ کا رنگ بدلتا گیا۔ آپ نے فرمایا، ”اے زبیر! تم سیراب کرو، یہاں تک کہ پانی کھیت کی مینڈوں تک پہنچ جائے۔ اس طرح آپ نے زبیر رضی اللہ عنہ کا پورا حق دلوادیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ تم اللہ کی یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی تھی ”ہرگز نہیں“ تیرے رب کی قسم! اس وقت تک یہ ایمان والے نہیں ہوں گے۔ جب تک اپنے جملہ اختلافات میں آپ کو حکم نہ تسلیم کریں۔ ”ابن شاہب نے کہا کہ انصار اور تم لوگوں نے اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کی ہنا پر کہ ”سیراب کرو اور پھر اس وقت تک رک جاؤ، جب تک پانی منڈیوں تک نہ پہنچ جائے“ ایک اندرازہ لگالیا، یعنی پانی نخون تک بھر جائے۔

### ۸- بَابُ شِرِبِ الْأَغْلَى إِلَى الْكَعْبَين

۲۳۶۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْلُودٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شَهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزَّبِيرِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ : ((أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ خَاصَّمَ الزَّبِيرَ فِي شِرَاجٍ مِنَ التَّحْرُّةِ بِسَقْفِي بِهِ النَّخْلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((اسْتَقِيْ يَا زَبِيرُ - فَأَمْرَأَهُ بِالْمَعْرُوفِ - ثُمَّ أَرْسَلَهُ إِلَى جَارِكَ)). فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: أَنَّ كَانَ ابْنُ عَمْتَكَ فَلَوْلَمْ وَجَدْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: ((اسْتَقِيْ ثُمَّ اخْبِرْ حَتَّىٰ يَرْجِعَ الْمَاءُ إِلَى الْجَنَّةِ - وَاسْتَوْعِي لَهُ حَقَّهُ)). فَقَالَ الزَّبِيرُ وَاللَّهُ إِنْ هَذِهِ الْآيَةُ أُنْزَلَتْ لِي ذَلِكَ: هَلْ لَا وَرَبَّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكُ فِيمَا شَجَرَ بِيْنَهُمْ). قَالَ ابْنُ شَهَابٍ: فَقَدَرَتِ الْأَنْصَارُ وَالنَّاسُ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ: ((اسْتَقِيْ ثُمَّ اخْبِرْ حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَى الْجَنَّةِ)) وَكَانَ ذَلِكَ إِلَى الْكَعْبَيْنِ.

[راجح: ۲۳۵۹]

گویا ہائونی طور پر یہ اصول قرار پایا کہ کھیت میں نخون تک پانی کا بھر جانا اس کا سیراب ہوتا ہے۔

## پاپ پانی پلانے کے ثواب کا بیان

(۲۳۴۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا کہ ہم کو امام مالک نے خردی، انہیں کسی نے، انہیں ابو صالح نے اور انہیں ابو ہریرہ بن حوشج نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک شخص جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس گئی۔ اس نے ایک کنویں میں اتر کر پانی پیا۔ پھر ہر آیا تو دیکھا کہ ایک کٹا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے کچڑیاں رہا ہے۔ اس نے (اپنے دل میں) کہا یہ بھی اس وقت ایسی ہی پیاس میں مبتلا ہے جیسے ابھی مجھے لگی ہوئی تھی۔ (چنانچہ وہ پھر کنویں میں اتر اور) اپنے چڑے کے موزے کو (پانی سے) بھر کر اسے اپنے منہ سے کپڑے ہوئے اوپر آیا، اور کتے کو پانی پالایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس کام کو قبول کیا اور اس کی مغفرت فرمائی۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ؟ کیا ہمیں چوپاؤں پر بھی اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا، ہر جاندار میں ثواب ہے۔ اس روایت کی متابعت حماد بن سلمہ اور ریبع بن مسلم نے محمد بن زیاد سے کی ہے۔

٩- بَابُ فَضْلِ سَقْيِ الْمَاءِ  
٢٣٦٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ  
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيْ عنْ أَبِي صَالِحِ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ قَالَ : ((بَيْنَا رَجُلٌ يَمْشِي فَأَشْتَدَّ  
عَلَيْهِ الْعَطْشُ، فَنَزَّلَ بِنَرًا فَشَرِبَ مِنْهَا، ثُمَّ  
خَرَجَ فَلَمَّا هُوَ يَكْلِبُ يَنْهَثُ يَاكُلُ التَّرَى  
مِنَ الْعَطْشِ، فَقَالَ: لَقَدْ بَلَغَ هَذَا مِثْلُ  
الَّذِي بَلَغَ بِي. فَمَلَأَ خُفَّةً ثُمَّ أَفْسَكَهُ بِفِيهِ،  
ثُمَّ رَفِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ  
فَعَفَرَ لَهُ). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنْ لَنَا  
فِي الْأَهْلَامِ أَجْزًا؟ قَالَ: ((فِي كُلِّ كَبِدٍ  
رَطْبَةً أَجْزًا)). تَابَعَهُ حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ  
وَالرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ زَيْدٍ.

[١٧٣: راجع]

ثابت ہوا کہ کسی بھی جاندار کو پانی پلا کر اس کی پیاس رفع کرنے تا ایسا عمل ہے کہ جو مغفرت کا سبب بن سکتا ہے۔ جیسا کہ اس شخص نے ایک پیاس سے کتنے کو پانی پلایا اور اسی عمل کی وجہ سے بچشایا۔ مولانا فرماتے ہیں یہ تو بظاہر عام ہے، ہر جانور کو شامل ہے۔ بعض نے کما مراد اس سے حال چپائے جانور ہیں۔ اور کتنے اور سور وغیرہ میں ثواب نہیں کیونکہ ان کے مارڈائنسے کا حکم ہے۔ میں (مولانا وحید الزماں) کہتا ہوں حدیث کو مطلق رکھنا بہتر ہے۔ کتنے اور سور کو بھی یہ کیا ضروری ہے کہ پیاسا رکھ کر مارا جائے۔ پہلے اس کو پانی پلا دیں پھر مار ڈالیں۔ ابو عبد الملک نے کہا یہ حدیث بنی اسرائیل کے لوگوں سے متعلق ہے۔ ان کو تون کے مارنے کا حکم نہ تھا (وحیدی) حدیث میں لفظ فی، کا، کید طبقہ عام سے جس میں ہر جاندار دا غل، اسی لحاظ سے مولانا وحید الزماں حدیث کی تشریح خوب ہے۔

(۲۳۷۴) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کما کہ ہم سے نافع بن عمر نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیک نے اور ان سے اسماء بنت ابی بکر پندرہ نے کہ نبی کرم مسیح نے ایک دفعہ سورج گرہن کی نماز پڑھی پھر فرمایا (ابھی ابھی) دوزخ مجھ سے اتنی قریب آگئی تھی کہ میں نے چونک کر کما۔ اے رب! کیا میں بھی انہیں میں سے ہوں۔ اتنے میں دوزخ میں میری نظر ایک عورت پر پڑی۔ (اسماء بنت حنفیہ نے بیان کیا)

٢٣٦٤ - حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا  
نَافِعٌ بْنُ عَمْرَو عَنْ أَبْنِ أَبِي مَلِيْكَةِ عَنْ  
أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا:  
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:  
(دَعْتُ مِنِي النَّارَ حَتَّى قُلْتُ أَيُّ رَبٌّ وَآتَانِي  
مَعْهُمْ؟ فَإِذَا امْرَأَةٌ - حَسِيبَتْ أَنَّهُ

مجھے یاد ہے کہ (آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ) اس عورت کو ایک بلی نوج رہی تھی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ اس پر اس عذاب کی کیا وجہ ہے؟ آپ کے ساتھ والے فرشتوں نے کہا کہ اس عورت نے اس بلی کو اتنی دیر تک باندھ رکھا کہ وہ بھوک کے مارے مر گئی۔

تَخْدِيشُهَا هُرَّةٌ قَالَ: مَا شَأْنَ هُرَّةً؟ قَالُوا: حَبَسَتْهَا حَتْنِي مَاتَتْ جُوَاعًا).

[راجع: ۷۴۵]

اس حدیث کو یہاں لانے کا مطلب یہ بھی ہے کہ کسی بھی جاندار کو باوجود قدرت اور آسمانی کے اگر کوئی شخص کھانا پانی نہ دے اور وہ جاندار بھوک پیاس کی وجہ سے مر جائے تو اس شخص کے لئے یہ جرم وزن میں جانے کا سبب بن سکتا ہے ان ہڈے المرأة لاما حبسَتْ هَذِهِ الْهَرَّةَ إِلَى أَنْ مَاتَتْ بِالْجُوعِ وَالْعَطْشِ فَاسْتَحْقَتْ هَذِهِ الْعَذَابَ فَلَوْكَاتَ سَقِيتَهَا لِمَ تَعْذَبَ وَمَنْ هَبَأْ يَعْلَمُ فَضْلَ سَقِيَ المَاءِ وَهُوَ مُطَابِقُ التَّرْجِمَةِ (عینی)

(۲۳۶۵) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ ان سے نافع نے، اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تھا نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک عورت کو عذاب، ایک بلی کی وجہ سے ہو اجسے اس نے اتنی دیر تک باندھ رکھا تھا کہ وہ بھوک کی وجہ سے مر گئی۔ اور وہ عورت اسی وجہ سے وزن میں داخل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا تھا۔۔۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ جانے والا ہے۔۔۔ کہ جب تو نے اس بلی کو باندھ رکھا اس وقت تک نہ تو نے اسے کچھ کھلایا نہ پالیا اور نہ چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے کوڑے ہی کھا کر اپنا پیٹ بھر لیتی۔

۲۳۶۵ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّدَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((عَذَبَتْ اُمْرَأَةٌ فِي هُرَّةٍ حَبَسَتْهَا حَتْنِي مَاتَتْ جُوَاعًا، فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ، قَالَ: فَقَالَ: - وَاللَّهِ أَعْلَمُ - : لَا أَنْتَ أَطْعَمْتَهَا وَلَا سَقَيْتَهَا حِينَ حَبَسَتْهَا، وَلَا أَنْتَ أَرْسَلْتَهَا فَأَكَلَتْ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ)).

[طرفہ فی : ۳۳۱۸، ۳۴۸۲]

اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ بلی کو پانی نہ پلانے سے عذاب ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ پانی پلانا ثواب ہے۔ ابن منیر نے کہا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ بلی کا قتل کرنا درست نہیں۔

لطیفہ: تفسیر المخارجی میں خشاش الارض کا ترجمہ گھماں پھونس کرتے ہوئے بلی کے لئے لکھا ہے کہ نہ اسے چھوڑا کہ وہ زمین سے گھماں پھونس ہی کھا سکے۔ عام طور پر بلی گوشت خور جانور ہے نہ چرندہ کہ وہ گھماں پھونس کھاتی ہو۔ شاید فاضل مترجم کی نظر میں گھماں پھونس کھانے والی ملیاں موجود ہوں ورنہ عموماً ملیاں گوشت خور ہوتی ہیں۔ اسی لئے دوسرے مترجمین بخاری خشاش الارض کا ترجمہ زمین کے کیڑے کوڑے ہی کرتے ہیں۔ خشاش بفتح الخاء اشهر ثلاثۃ و هی هوا و قیل ضعاف الطیر (مجمع البحار لغات

الحدیث لفظ (خ) ص ۳۸)

باب حن کے نزدیک حوض والا اور مشک کا مالک ہی اپنے پانی کا زیادہ حق دار ہے۔

(۲۳۶۶) ہم سے قتبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد العزیز نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے اور ان سے سلیمان بن سعد بن فہر نے کہ رسول

۱۰ - بَابُ مَنْ رَأَى أَنَّ صَاحِبَ الْحَوْضِ وَالْقَرْبَةِ أَحَقُّ بِهِنَّ

۲۳۶۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ

اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک پوالہ پیش کیا گیا اور آپ نے اسے نوش فرمایا۔ آپ کی دائیں طرف ایک لڑکا تھا جو حاضرین میں سب سے کم عمر تھا۔ بڑی عمر والے محلہ آپ کی دائیں طرف تھے۔ آخرت تعالیٰ نے فرمایا، اے لڑکے! کیا تمہاری اجازت ہے کہ میں اس پیالے کا پچا ہوا پانی بوجھوں کو دوں؟ اس نے جواب دیا، یا رسول اللہ؟ میں تو آپ کا جھوٹا اپنے حصہ کا کسی کو دینے والا نہیں ہوں۔ آخر آپ نے وہ پوالہ اسی کو دے دیا۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَتَيَ رَسُولُ اللَّهِ بِكَلَمٍ يَقْدِحُ فِي شَرِبِهِ، وَعَنْ تَبَيِّنِهِ غَلَامٌ هُوَ أَخْدَثُ الْفَوْمِ، وَالْأَهْتِيَّخُ عَنْ يَسَارِهِ، قَالَ: ((يَا غَلَامُ أَنْذِنْ لِي أَنْ أَغْطِي الْأَشْيَاءَ)) فَقَالَ: مَا كُنْتَ لَأُغَرِّ بِنَصْبِي مِنْكَ أَخْدَأْ يَا رَسُولُ اللَّهِ. فَأَغْطَاهُ إِيَّاهُ)).

[راجع: ۲۳۵۱]

ترجمہ باب سے مطابقت اس طرح ہے کہ حوض اور ملک کو پیالے پر قیاس کیا۔ ان منیر نے کہا وجہ متناسب یہ ہے کہ جب داہنی طرف بیٹھنے والا پوالہ کا زیادہ حق دار ہوا صرف داہنی طرف بیٹھنے کی وجہ سے تو جس نے حوض بیٹھا ملک تیار کیا، وہ بطریق اعلیٰ پہلے اس کے پانی کا حق دار ہو گا۔

(۲۳۶۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے غدر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن زیاد نے، انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا کہ رسول اللہ تعالیٰ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں (قیامت کے دن) اپنے حوض سے کچھ لوگوں کو اس طرح باکف دوں گا جیسے اجنبی اونٹ حوض سے ہاںک دیئے جاتے ہیں۔

۲۳۶۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْطَنْ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يُؤْذَنُ عَنْ حَوْضِي كَمَا تَنَادَى الْفَرِيْنَةُ مِنِ الْإِبْلِ عَنِ الْحَوْضِ)).

میں سے باب کا مطلب لکھتا ہے۔ کیونکہ آخرت تعالیٰ نے اس حوض والے پر انکار نہیں کیا، اس امر پر کہ وہ جانوروں کو اپنے حوض سے ہاںک دیتے ہے۔

(۲۳۶۸) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو عبد الرزاق نے خردی، کہا کہ ہم کو سمرنے خردی، انسن الحب اور اشیزین کیش نے، دونوں کی روائتوں میں ایک دوسرے کی پر نسبت کی اور زیادتی ہے، اور ان سے سعید بن جبیر نے کہ انہیں عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کرم تعالیٰ نے فرمایا، اس اعمال کی والدہ (حضرت ہاجرہ علیہ السلام) پر اللہ رحم فرمائے کہ اگر انہوں نے زہم کو چھوڑ دیا ہو تو، یا یوں فرمایا کہ اگر وہ زم زم سے چلو بھر بھر کرنہ لیتیں تو وہ ایک بہت چشمہ ہوتا۔ پھر جب قبلہ جو تم کے لوگ آئے اور (حضرت ہاجرہ علیہ السلام سے) کہا کہ آپ ہمیں اپنے پڑوس میں قیام کی اجازت دیں تو،

۲۳۶۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ أَخْبَرَنَا مَعْنَى عَنْ أَيُوبَ وَكَثِيرَ بْنِ كَثِيرٍ - يَزِيدُ أَخْدُهُمَا عَلَى الْأَغْنَى - عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبَرٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ قَالَ: ((يَرْحَمُ اللَّهُ أَمْ إِسْمَاعِيلَ، لَوْ تَرَكْتَ زَمْرَمَ = أَوْ قَالَ: لَوْ تُغْرِفَ مِنَ الْمَاءِ - لَكَانَتْ عَنْهُ مَيْتَنَا. وَأَقْلَلَ جَرْفَهُمْ لَقَالُوا: أَنَّذَنَنَّ أَنْ تَنْتَلِ عَنْدَكِ؟ قَالَ:

نَعَمْ، وَلَا حَقْ لَكُمْ لِي النَّعَاءِ فَأَلُوَا : انسوں نے اسے قبول کر لیا اس شرط پر کہ پانی پر ان کا کوئی حق نہ ہو گا۔ قبیلہ والوں نے یہ شرط مان لی تھی۔

[اطرافہ فی : ۲۳۶۲، ۲۳۶۳، ۲۳۶۴، ۲۳۶۵]

**لَبِيْرَجَح** حدیث ہذا میں حضرت ہاجرہ ملیما السلام کے ان واقعات کی طرف اشارہ ہے جب کہ وہ ابتدائی دور میں کہہ شریف میں سکونت پذیر ہوئی تھیں۔ جب کہ حضرت ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو حوالہ بخدا کر کے واپس ہو چکے تھے اور وہ پانی کی تلاش میں کہہ صفا اور مروہ کا چکر کاٹ رہی تھیں کہ اچانک ان کو زمزم کا چشمہ نظر آیا۔ اور وہ دوڑ کر اس کے پاس آئیں اور اس کے پانی کے ارد گرد منڈیر لگانا شروع کر دیا۔ اسی کیفیت کا یہاں بیان کیا جا رہا ہے۔

مجموعہ مطلق اس حدیث کو یہ مسئلہ بیان فرمائے کہ لئے لائے ہیں کہ کنویں یا تالاب کا اصل ماں اگر موجود ہے تو ہر حال اس کی ملکیت کا حق اس کے لئے ثابت ہے۔ ترجمہ باب اس سے لکھا کہ حضرت ہاجرہ ملیما السلام کے اس قول پر کہ پانی پر تمہارا (قبیلہ بوجرم) کا کوئی حق نہ ہو گا، اس پر آخر خضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار نہیں فرمایا۔ خطابی نے کہا اس سے یہ لکھا کہ جگل میں جو کوئی پانی نکالے وہ اس کا مالک بن جاتا ہے۔ اور دوسرا کوئی اس میں اس کی رضامندی کے بغیر شریک نہیں ہو سکتا۔

ہاجرہ ملیما السلام ایک فرعون مصر کی بیٹی تھی۔ جسے حضرت ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی پیوی حضرت سارہ ملیما السلام کی کرامات دیکھ کر اس نے اس مبارک خاندان میں شرکت کا خواصیل کرنے کی غرض سے ان کے حوالہ کر دیا تھا۔ اس کا تعصیل بیان پیچے گزر چکا ہے۔

۲۳۶۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ

سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے ابو صالح سمان نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تین طرح کے آدمی ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بات بھی نہ کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر اٹھا کے دیکھے گا۔ وہ شخص جو کسی سلامان کے متعلق قسم کھائے کہ اسے اس کی قیمت اس سے زیادہ دی جا رہی تھی جتنی اب دی جا رہی ہے۔ حالانکہ وہ جموٹا ہے۔ وہ شخص جس نے جھوٹی قسم عمر کے بعد اسلئے کھائی کہ اسکے ذریعہ ایک مسلمان کے مال کو ہضم کر جائے۔ وہ شخص جو اپنی ضرورت سے بچے پانی سے کسی کو روکے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج میں اپنا افضل اسی طرح تمہیں نہیں دوں گا جس طرح تم نے ایک ایسا چیز کے فال تو حصے کو نہیں دیا تھا جسے خود تمہارے ہاتھوں نے بہنیا بھی نہ تھا۔ علی نے کہا کہ ہم سے سفیان نے عمرو سے کئی مرتبہ بیان کیا کہ انہوں نے ابو صالح سے سنا اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک اس حدیث کی سند پہنچاتے تھے۔

حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ أَبِيهِ صَالِحِ السَّمَانِ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ لَا يُكَلِّمُهُمْ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْتَظِرُ إِلَيْهِمْ: رَجُلٌ حَلَفَ عَلَى سُلْطَةٍ لَقَدْ أَغْطَى بِهَا أَكْثَرَ مِنَ أَغْطَى وَهُوَ كَاذِبٌ، وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلَى يَعْمِنِ كَافِرَةً بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْطَعَ بِهَا مَالَ رَجُلٌ مُسْلِمٌ، وَرَجُلٌ مُنَعَّثٌ فَضْلٌ مَائِيَهُ فَيَقُولُ اللَّهُ أَلِيَّمُ أَمْنَفُكَ فَضْلِيَ كَمَا مَنَفَتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَكَ)). قَالَ عَلَيْهِ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ - غَيْرُ مَرْءَهُ - عَنْ عَمْرِو سَمِعَ أَبَا صَالِحٍ يَتَلَمَّعُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ.

[راجح: ۲۳۵۸]

**لشیخ** حدیث میں بیان کردہ مضمون نمبر ۳ سے ترجمہ باب لکھتا ہے کیونکہ ضرورت سے زیادہ پانی روکنے پر یہ سزا ملی تو معلوم ہوا کہ بقدر ضرورت اس کو روکنا جائز تھا۔ اور وہ اس کا حق رکھتا تھا۔ بعض نے کہایہ جو فرمایا جو تمہارا بنا یا ہوانہ تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ پانی اس نے اپنی محنت سے نکلا ہوتا، جیسے کنوں کھودا ہوتا یا منکر میں بھر کر لایا ہوتا تو وہ اس کا حق دار ہوتا۔ (وجیدی)

**۱۱ - بَابُ لَا حِمَىٰ إِلَّا اللَّهُ وَرَسُولُهُ** باب اللہ اور اس کے رسول کے سوا کوئی اور چراگاہ محفوظ نہیں کر سکتا

(۲۳۷۰) ہم سے مجھی بن بکیر نے بیان کیا، کما کہ ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شاہب نے، ان سے عبید اللہ بن عتبہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے صعب بن بشامہ لیشی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، چراگاہ اللہ اور اس کا رسول ہی محفوظ کر سکتا ہے۔ (ابن شاہب نے) بیان کیا کہ ہم تک یہ بھی پہنچا ہے کہ جی کشم ٹھیک نہیں تھیں میں چراگاہ بنوائی تھی۔ اور حضرت عمر بن جہش نے سرف اور ربڑہ کو چراگاہ بنایا۔

۲۳۷۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ عَنْ يُوسُفَ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِهِ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَنَاحَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا حِمَىٰ إِلَّا اللَّهُ وَرَسُولُهُ)). وَقَالَ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَى السَّرَّافَ وَالرَّبَّذَةَ.

[ طرفہ فی : ۳۰۱۳ ]

مطلوب حدیث کا یہ ہے کہ جگل میں چراگاہ روکنا، گھاس اور شکار بند کرنایے کسی کو نہیں پہنچا، سواۓ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے۔ امام اور خلیفہ بھی رسول کا قائم مقام ہے۔ اس کے سوا اور لوگوں کو چراگاہ روکنا اور محفوظ کرنا درست نہیں۔ شافعیہ اور اہل حدیث کا یہ قول ہے۔ تعمیق ایک مقام ہے مدنہ سے میں میل پر، اور سرف اور ربڑہ بھی مقاموں کے نام ہیں۔

**۱۲ - بَابُ شُرْبِ النَّاسِ وَسَقْيِ الدَّوَابِ مِنَ الْأَنْهَارِ**

باب نہروں میں سے آدمی اور جانور سب پانی پی سکتے ہیں

امام بخاری رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ جو نہریں راستے پر واقع ہوں۔ ان میں آدمی اور جانور سب پانی پی سکتے ہیں۔ وہ کسی کے لئے خاص نہیں ہو سکتیں۔

(۲۳۷۱) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا، کما کہ ہم کو امام مالک بن انس نے خبر دی، انہیں زید بن اسلم نے، انہیں ابوصلح سمان نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، گھوڑا ایک شخص کے لئے باعث ثواب ہے، دوسرے کے لئے بچاؤ ہے، اور تیسرے کے لئے وبا ہے۔ جس کے لئے گھوڑا اجر و ثواب ہے، وہ وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ کے لئے اس کو پالے، وہ اسے کسی

۲۳۷۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْخَيْلُ لِرَحْلٍ أَجْرٌ، وَلِرَجْلٍ سِرَّ، وَعَلَى رَحْلٍ وَزَرٍ فَإِنَّمَا الْذِي لَهُ أَجْرٌ

ہر لے میدان میں باندھے (راوی نے کہا) یا کسی باغ میں۔ تو جس قدر بھی وہ اس ہر لے میدان یا باغ میں چڑھے گا۔ اس کی نکیوں میں لکھا جائے گا۔ اگر اتفاق سے اس کی رسی ثوٹ گئی اور گھوڑا ایک یادو مرتبہ آگے کے پاؤں اٹھا کر کودا۔ تو اس کے آثار قدم اور یہ بھی ماں کی نکیوں میں لکھے جائیں گے اور اگر وہ گھوڑا کسی ندی سے گذرے اور اس کا پانی پے۔ خواہ ماں نے اسے پلانے کا راہ نہ کیا ہو تو بھی یہ اس کی نکیوں میں لکھا جائے گا۔ تو اس نیت سے پالا جانے والا گھوڑا انہیں وجوہ سے باعث ثواب ہے دوسرا شخص وہ ہے جو لوگوں سے بے نیاز رہنے اور ان کے سامنے دست سوال بڑھانے سے بچنے کے لئے گھوڑا پالے، پھر اس کی گردان اور اس کی پیٹھ کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے حق کو بھی فراموش نہ کرے تو یہ گھوڑا اپنے ماں کے لئے پرده ہے۔ تیرا شخص وہ ہے جو گھوڑے کو فخر، دکھاوے اور مسلمانوں کی دشمنی میں پالے۔ تو یہ گھوڑا اس کے لئے دبال ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے گدھوں کے متعلق دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کے متعلق کوئی حکم وحی سے معلوم نہیں ہوا۔ سوا اس جامع آیت کے ”جو شخص ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا، اس کا بدله پائے گا اور جو ذرہ برابر ای کرے گا، اس کا بدله پائے گا۔“

لَرْجُلٌ رَّبَطَهَا فِي سَيْلِ اللَّهِ فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ، فَمَا أَصَابَتْ فِي طَيْلَهَا ذَلِكَ مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٌ، وَلَوْ أَنَّهُ افْنَطَ طَيْلَهَا فَاسْتَقْتَ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آفَارَهَا وَأَرَوَانَهَا حَسَنَاتٌ لَهُ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٌ لَهُ، فَهِيَ لِذَلِكَ أَجْزَرٌ وَرَجْلٌ رَّبَطَهَا تَغْيِيْرًا وَتَقْفَقَا ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُورَهَا فَهِيَ لِذَلِكَ سِقْرٌ وَرَجْلٌ رَّبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنَوَاءً لِأَهْلِ الإِسْلَامِ فَهِيَ عَلَى ذَلِكَ وِزْرٌ). وَسَيْلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْحُمْرِ فَقَالَ: ((مَا أَنْزَلْتَ عَلَيْيَ فِيهَا شَيْءًا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْخَامِعَةُ الْفَلَاذَةُ)) فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ، وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًا يَوْمَهُ)).

[اطرافہ فی: ۲۸۶۰، ۳۶۴۶، ۴۹۶۲]

. [۷۳۵۶، ۴۹۶۳]

باب کا مضمون حدیث کے جملہ و لو انہا مرت بہر الخ سے نکلا ہے۔ کیونکہ اگر جانوروں کو نہ سے پانی پی لیتا جائز نہ ہوتا تو اس پر ثواب کیوں ملتا۔ اور جب غیر پلانے کے قدر کے ان کے خود بخوبی پانی پی لینے کے ثواب ملا، تو قصداً پلانا بطریق اولیٰ جائز بلکہ موجب ثواب ہو گا۔

(۲۳۷۲) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے امام ماں نے بیان کیا، ان سے ربیع بن ابی عبدالرحمن نے، ان سے منبعث کے غلام زید نے اور ان سے زید بن خالد بن مبشر نے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور آپ سے لقط (راتست میں کسی کی گم ہوئی چیز جو پا گئی ہو) کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس کی تھیں

۲۳۷۲ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ الْلُّقْطَةِ فَقَالَ: ((اعْرِفْ

اور اس کے بندھن کی خوب جائج کرو۔ پھر ایک سال تک اس کا اعلان کرتے رہو۔ اس عرصے میں اگر اس کا مالک آجائے تو اسے دے دو) ورنہ پھر وہ چیز تمہاری ہے۔ سائل نے پوچھا، اور گشہدہ بکری؟ آپ نے فرمایا، وہ تمہاری ہے یا تمہارے بھائی کی ہے یا پھر بھیریے کی ہے۔ سائل نے پوچھا، اور گشہدہ اونٹ؟ آپ نے فرمایا، تمیں اس نے کیا مطلب؟ اس کے ساتھ اسے سیراب رکھنے والی چیز ہے اور اس کا گھر ہے۔ پانی پر بھی وہ جا سکتا ہے اور درخت (کے پتے) بھی کھا سکتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پا جائے۔

### باب لکڑی اور گھاس پیشنا

عَفَّاصَهَا وَوِكَاءَهَا فُمْ عَرْفَهَا سَنَة، فَلَمَّا  
جَاءَ صَاحِبَهَا وَإِلَّا فَشَانِكَ بِهَا)). قَالَ:  
فَضَّالَةُ النَّفَرِ؟ قَالَ : ((هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخْيَرِ  
أَوْ لِلَّذِبِ)). قَالَ فَضَّالَةُ الْإِبْلِ؟ قَالَ :  
((مَا لَكَ وَلَهَا؟ مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَجِدَارُهَا،  
تَرِدُ النَّمَاءُ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَلْقَاهَا  
رُبُّهَا)). [راجح: ۹۱]

### ۱۳ - بَابُ بَيْعِ الْحَطَبِ وَالْكَلَاءِ

اس باب کی مناسبت کتاب الشرب سے یہ ہے کہ لکڑی پانی گھاس وغیرہ یہ سب مشترک چیزیں ہیں۔ جن سے ہر ایک آدمی نفع اٹھا سکتا ہے۔ حدیث میں جو لکڑی اور گھاس بیان کی گئی ہے اس سے مراد یہی ہے کہ جو غیر ملکی زمین میں واقع ہو۔ ۲۳۷۳ - حَدَّثَنَا مُعْنَىٰ بْنُ أَسْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا  
وَهَبِّٰبٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ الزُّبُرِ بْنِ  
الْمَوَامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ السَّبِيلِ قَالَ:  
((لَا إِنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحْبَلًا فَيَأْخُذَ حَزْمَةً  
مِنْ حَطَبٍ فَيَبْيَعَ فَيَكْفُّ اللَّهُ بِهَا وَجْهَهُ  
خَيْرٌ مِّنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ أَعْطَيَ أَمْ مُنْعَى)).  
[راجح: ۱۴۷۱]

کوئی امید نہ ہو

بڑے ہی ایمان افروز انداز میں مسلمانوں کو تجارت کی ترغیب والی گئی ہے خواہ وہ کتنے تھی چھوٹے پیالے پر ہو۔ ہر حال سوال کرنے سے بہتر ہے خواہ اس کو پہاڑ سے لکڑیاں کاٹ کر اپنے سر پر لاد کر لانی پڑیں۔ اور ان کی فروخت سے وہ گذران کر سکے۔ بیکاری سے یہ بھی بدر جما بہتر ہے۔ روایت میں صرف لکڑی کا ذکر ہے۔ حضرت امام نے گھاس کو بھی باب میں شامل فرمایا ہے۔ گھاس جنگل سے کھوکھ کر لانا اور بازار میں فروخت کرنا، یہ بھی عند اللہ بست ہی محظوظ ہے کہ بندہ کسی مخلوق کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانے۔ آگے حدیث میں گھاس کا بھی ذکر آ رہا ہے۔

۲۳۷۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ بَكْرٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا الْلَّبِيْثُ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ أَبِي شِهَابٍ  
عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ  
عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

فرمایا، اگر کوئی شخص لکڑیوں کا گھٹا اپنی پیشہ پر (بینچنے کے لئے) لئے پھرے تو وہ اس سے اچھا ہے کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔ پھر خواہ اسے کچھ دے یانہ دے [راجح: ۱۴۷۰]

(۵۷) ۲۳۳ ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا تم کو رہشام نے خبر دی، انہیں ابن جریر نے خبر دی، کما کہ مجھے ابن شاب نے خبر دی، انہیں زین العابدین علی بن حسین بن علی مجھے نے، ان سے ان کے والد حسین بن علی مجھے نے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کی لڑائی کے موقع پر مجھے ایک جوان او نئی خیمت میں ملی تھی۔ اور ایک دوسری او نئی مجھے رسول اللہ ﷺ نے عنایت فرمائی تھی۔ ایک دن ایک انصاری صحابی کے دروازے پر میں ان دونوں کو اس خیال سے باندھے ہوئے تھا۔ کہ ان کی پیشہ پر اذخر (عرب کی ایک خوبی دار گھاس جسے سار وغیرہ استعمال کرتے تھے) رکھ کر بینچنے لے جاؤ۔ بنی قینقاع کا ایک سار بھی میرے ساتھ تھا۔ اس طرح (خیال یہ تھا کہ) اس کی آمدی سے فاطمہ بنت ابی اسحاق (جن سے میں نکاح کرنے والا تھا ان) کا ولیہ کروں گا۔ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اسی (النصاری کے) گھر میں شراب پی رہے تھے۔ ان کے ساتھ ایک گانے والی بھی تھی۔ اس نے جب یہ مصرع پڑھا ہاں: اے حمزہ! اٹھو فریہ جوان او نئیوں کی طرف۔ (بڑھ) حمزہ رضی اللہ عنہ جوش میں تکوار لے کر اٹھے اور دونوں او نئیوں کے کوہاں چیڑ دیے۔ ان کے پیٹ پھاڑا لے۔ اور ان کی بیجی نکال لی (ابن جریر نے بیان کیا کہ) میں نے ابن شاب سے پوچھا، کیا کوہاں کا گوشت بھی کاٹ لیا تھا۔ تو انہوں نے بیان کیا کہ ان دونوں کے کوہاں کا گوشت بھی کاٹ لیا تھا۔ گئے۔ ابن شاب نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑی تکلیف ہوئی۔ پھر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی خدمت میں اس وقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ میں نے آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو آپ تشریف لائے۔

يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلَهُ وَسَلَّمَ: ((إِنَّمَا يَحْتَطِبُ أَحَدُكُمْ حَزْمَةً عَلَى ظَهِيرَةِ خَيْرٍ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ أَحَدًا فِي غَطَّيَةٍ أَوْ يَمْعَنَهُ)).  
اس سے بھی لکڑیاں بینچنا ثابت ہوا۔

۲۳۷۵ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجَ أَخْرَجَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شَهَابٍ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ حُسْنِي عَنْ أَبِيهِ حُسْنِي بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِيهِ طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنَّهُ قَالَ: ((أَصَبَّتُ شَارِفًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلَهُ وَسَلَّمَ، فِي مَقْصِمٍ يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ: وَأَعْطَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلَهُ وَسَلَّمَ شَارِفًا أَخْرَى، فَأَنْتَهَهَا يَوْمًا عِنْدَ بَابِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَخْمِلَ عَلَيْهِمَا إِذْ خَرَأَ لِأَيْنِعَةَ، وَمَعَهُ صَائِعٌ مِنْ بَنِي قَبْنَاقَاعَ فَأَسْتَعِنُ بِهِ عَلَى وَلِيَمَةِ فَاطِمَةَ، وَحَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَشَرِّبُ فِي ذَلِكَ الْيَتَمَّ مَعَهُ قَبْنَاقَاعَةَ، فَقَالَتْ: أَلَا يَا حَمْزَةُ لِلشَّرْفِ التَّوَاءِ، فَهَارَ إِلَيْهِمَا حَمْزَةُ بْنِ السَّيْفِ فَجَبَ أَسْمَمَتُهُمَا، وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا، ثُمَّ أَخْذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا - قُلْتُ لِابْنِ شَهَابٍ: وَمِنَ السَّنَامِ، قَالَ: قَدْ جَبَ أَسْمَمَتُهُمَا لِذَهَبَ بِهَا - قَالَ ابْنُ شَهَابٍ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَنَظَرْتُ إِلَى مَنْظَرِ أَفْطَعَنِي، فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللَّهِ وَعِنْدَهُ زَيْدَ بْنَ حَارَثَةَ فَأَخْبَرَتُهُ أَخْرَى، فَخَرَجَ وَمَعَهُ زَيْدٌ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، فَدَخَلَ عَلَى حَمْزَةَ فَتَعَيَّظَ عَلَيْهِ، فَرَفَعَ حَمْزَةُ بَصَرَهُ وَقَالَ: هَلْ أَنْتُمْ

بِالْأَعْيُنِ لَا يَأْبَى! فَرَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
يَفْهَمُ حَتَّى خَرَجَ عَنْهُمْ، وَذَلِكَ قَبْلَ  
تَخْرِيمِ الْحَمْرِ). [راجع: ۲۰۸۹]

زید بنو شہر بھی آپ کے ساتھی تھے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔  
حضور ﷺ جب حضرت حمزہ بنو شہر کے پاس پہنچے اور آپ نے خفگی ظاہر  
فرمائی تو حضرت حمزہ نے نظر انداز کر کہا ”تم سب میرے باپ دادا کے  
غلام ہو۔“ حضور ﷺ ائمہ پاؤں لوٹ کر ان کے پاس سے چلے  
آئے۔ یہ شراب کی حرمت سے پہلے کا قصہ ہے۔

**لشیخ** حدیث ہذا میں بیان کردہ واقعات اس وقت سے متعلق ہیں جب کہ اسلام میں شراب گاتا شنا حرام نہ ہوا تھا۔ بدرا کے اموال غیمت میں سے ایک جوان او نشمی حضرت علی ہنڈو کو بطور مال غیمت ملی تھی۔ اور ایک اور او نشمی آخر حضرت ہنڈو نے ان کو بطور صد رحمی اپنے خاص حصہ میں سے مرحت فرمادی تھی۔ چنانچہ ان کا ارادہ ہوا کہ کیوں نہ ان او نشمیوں سے کام لیا جائے۔ اور ان پر جنگل سے اذخر گھاس جمع کر کے لا د کر لائی جائے اور اسے بازار میں فروخت کیا جائے۔ تاکہ ضروریات شادی کے لئے جو ہونے والی تھی کچھ سرمایہ جمع ہو جائے۔ اس کاروبار میں ایک دوسرے انصاری بھائی اور ایک بیٹی قیقانع کے سارے بھی شریک ہونے والے تھے۔ حضرت علی ہنڈو ان ہی عزائم کے ساتھ اپنی ہر دو سواریوں کو لے کر اس انصاری مسلمان کے گھر پہنچے۔ اور اس کے دروازے پر جا کر ہر دو او نشمیوں کو باندھ دیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس انصاری کے ای گھر میں اس وقت حضرت حمزہ ہنڈو شراب نوشی اور گاتا شنا میں محو تھے۔ گانے والی نے جب ان او نشمیوں کو دیکھا اور ان کی فربی اور جوانی پر نظر ڈالی اور ان کا گوشت بتتی ہی لذیذ تصور کیا، تو اس نے اس عالم مستی میں حضرت حمزہ ہنڈو کو گاتے گاتے یہ مصرع بھی بنا کر سنادیا جو روایت میں مذکور ہے۔ (پورا شعریوں ہے)

الا ياحمّز للشرف النوء و هن معقلات بالفناء

حمزہ! انھو یہ عمر والی موٹی اونٹیاں جو مکان کے صحن میں بندھی ہوئی ہیں، ان کو کانو اور ان کا گوشت بھون کر کھاؤ اور ہم کو کھلاؤ۔

حضرت حمزہ بن بشیر پر مصیت سوار تھی، شعر نئتے ہی فوراً کوار لے کر کھڑے ہوئے اور عالم بے ہوشی میں ان ہر چند اونٹیوں پر حملہ کر دیا اور ان کے لکھجے نکال کر، کوہاں کاٹ کر گوشت کا، بتزرن حصہ کباب کے لئے لے آئے۔ حضرت علی بن بشیر نے یہ جگہ خراش منظر دیکھا تو اپنے محترم پیچا احترام سامنے رکھتے ہوئے وہاں ایک لنظ زبان پر نہ لائے بلکہ سیدھے آنحضرت بن بشیر کی خدمت میں پہنچے۔ اس وقت زید بن حارثہ بن بشیر بھی وہاں موجود تھے۔ چنانچہ آپ نے سارا واحد آنحضرت بن بشیر کو سنایا اور اپنی اس پریشانی کو تفصیل سے بیان کیا۔ جسے سن کر آنحضرت بن بشیر زید بن حارثہ بن بشیر اور آپ کو ہمراہ لے کر فوراً ہی موقع پر معافانہ فرمائے کے لئے جل کھڑے ہوئے اور حضرت حمزہ بن بشیر کے پاس پہنچے جو کہ ابھی تک شراب اور کباب کے نشہ میں چور تھے۔ آنحضرت بن بشیر نے حضرت حمزہ بن بشیر پر اظہار خفی فرمایا اگر حمزہ کے ہوش و حواس شراب و کباب میں گم تھے۔ وہ صحیح غور نہ کر سکے بلکہ اللہ اس پر خود ہی اظہار خفی فرمایا۔ اور وہ الفاظ کے جو روایت میں مذکور ہیں۔

مولانا فرماتے ہیں، 'حضرت حمزہ اس وقت نہ میں تھے۔ اس لئے ایسا کہنے سے وہ گنجائی نہیں ہوئے دوسرے ان کا مطلب یہ تھا کہ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں اور آنحضرت ﷺ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ اور حضرت علی بن ابی طالبؑ کے والد حضرت ابو طالب دونوں ان کے لڑکے تھے اور لڑکا گویا اپنے باپ کا غلام ہی ہوتا ہے۔ یہ حالات دیکھ کر آنحضرت ﷺ خاموشی سے واپس لوٹ آئے۔ اس وقت یہی مناسب تھا۔ شاید حمزہ بچھہ اور کہہ بیٹھتے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ان کا نشہ اترنے کے بعد آپؐ نے ان سے ان اونٹیوں کی قیمت حضرت علی بن ابی طالبؑ اس نقیرے سے لکھتا ہے کہ ان پر اذخر لاو کر لاؤں، اذخر ایک خوبصوردار گھاس ہے (وجہی)

## ٤ - بَابُ الْقَطَائِعِ

### باب قطعات اراضی بطور جاگیر دینے کا بیان

اصل کتاب میں تخلیع کا لفظ ہے۔ وہ مقطعہ اور جاگیر دونوں کو شامل ہے۔ شافعیہ نے کہا، آباد زمین کو جاگیر میں دنادرست نہیں۔ ویران زمین میں سے امام جس کو لاائق سمجھے جاگیر دے سکتا ہے۔ مگر جاگیر دار یا مقطعہ دار اس کا مالک نہیں ہو جاتا، محب طبری نے اسی کا یقین کیا ہے۔ لیکن قاضی عیاض نے کہا کہ اگر امام اس کو مالک بنادے تو وہ مالک ہو جاتا ہے (وجیدی)

(۲۳۷۶) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حمد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ میں نے انس بنثیو سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کرم شیعیہ نے بھریں میں کچھ قطعات اراضی بطور جاگیر (النصار کو) دینے کا ارادہ کیا تو انصار نے عرض کیا کہ ہم جب لیں گے کہ آپ ہمارے مهاجر بھائیوں کو بھی اسی طرح کے قطعات عنايت فرمائیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ میرے بعد (دوسرے لوگوں کو) تم پر ترجیح دی جالیا کرے گی تو اس وقت تم صبر کرنا۔ یہاں تک کہ ہم سے (آخرت میں آکر) ملاقات کرو۔

٢٣٧٦ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ حَزَّبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَرَادَ سَيِّدُ أَنْسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَقْطُعَ مِنَ الْبَخْرِينِ ، فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: حَتَّى تُقْطِعَ لِإِخْرَانِنَا مِنَ الْمَهَاجِرِينَ مِثْلَ الَّذِي تُقْطِعُ لَنَا. قَالَ: ((سَتَرُونَ بَعْدِي أُثْرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي)).

[اطرافہ فی : ۲۳۷۷، ۳۱۶۳، ۳۷۹۴].

آنحضرت شیعیہ نے انصار کو بھریں میں کچھ جاگیریں دینے کا ارادہ فرمایا، اسی سے قطعات اراضی بطور جاگیر دینے کا جواز ثابت ہوا۔ حکومت کے پاس اگر کچھ زمین فالتہ ہو تو وہ پلک میں کسی کو بھی اس کی لی خدمات کے صلے میں دے سکتی ہے۔ یہی مقصد باب ہے۔ مستقبل کے لئے آپ نے انصار کو ہدایت فرمائی کہ وہ فتوں کے دور میں جب عام حق تلفی دیکھیں خاص طور پر اپنے بارے میں ناماز گار حالات ان کے سامنے آئیں تو ان کو چاہئے کہ صبر و شکر سے کام لیں۔ ان کے رفع درجات کے لئے یہ بڑا بھاری ذریعہ ہو گا۔

### باب قطعات اراضی بطور جاگیر دیکھان کی سند لکھ دینا۔

(۲۳۷۷) اور یاث نے یحییٰ بن سعید سے بیان کیا اور انہوں نے انس بنثیو سے کہ نبی کرم شیعیہ نے انصار کو بلا کر بھریں میں انہیں قطعات اراضی بطور جاگیر دینے چاہے تو انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر آپ کو ایسا کرنا ہی ہے تو ہمارے بھائی قریش (مهاجرین) کو بھی اسی طرح کے قطعات کی سند لکھ دیجئے۔ لیکن نبی کرم شیعیہ کے پاس اتنی زمین ہی نہ تھی۔ اس لئے آپ نے ان سے فرمایا "میرے بعد تم دیکھو گے کہ دوسرے لوگوں کو تم پر مقدم کیا جائے گا۔ تو اس وقت تم مجھ سے ملنے تک صبر کئے رہنا۔"

حکومت اگر کسی کو بطور انعام جاگیر عطا کرے تو اس کی سند لکھ دینا ضروری ہے تاکہ وہ آئندہ ان کے کام آئے اور کوئی ان کا حق

## ٥ - بَابُ كِتَابَةِ الْقَطَائِعِ

٢٣٧٧ - وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنْسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ذَعَا النَّبِيُّ ﷺ الْأَنْصَارَ لِيُقْطِعَ لَهُمْ بِالْبَخْرِينِ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَعْلَتْ فَاتَّكَبْ لِإِخْرَانِنَا مِنْ قُرْبَنِي بِعِظَلَاهَا، فَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَرُونَ بَعْدِي أُثْرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي)). [راجح: ۲۳۷۶]

نہ مار سکے۔ ہندوستان میں شہابان اسلام نے اسکی کتنی سندریں تکنے کے پرتوں پر کندہ کر کے بہت سے مندوں کے چھپاریوں کو دی ہیں، جن میں ان کے لئے زمینوں کا ذکر ہے پھر بھی تصب کا بیرا ہو کہ آج ان کی شاندار تاریخ کو سخن کر کے مسلمانوں کے خلاف فضایل اور کی جا رہی ہے۔ اللہ انصار الاسلام والمسلمین آمن

### باب اوٹھنی کوپانی کے پاس وہنا

(۲۳۷۸) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے محمد بن قلعی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا، ان سے ہلال بن علی نے، ان سے عبدالرحمن بن ابی عمرو نے اور ان سے ابوہریرہ بن عوبہ نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا، اونٹ کا حق یہ ہے کہ ان کا دودھ پانی کے پاس وہا جائے۔

### باب بلغ میں سے گذرنے کا حق یا کھجور کے درختوں میں پانی پلانے کا حصہ

اور نبی کرم ﷺ نے فرمایا، اگر کسی شخص نے پیوندی کرنے کے بعد کھجور کا کوئی درخت بیچا تو اس کا پھل بیچنے والے ہی کا ہوتا ہے۔ اور اس بلغ میں سے گذرنے اور سیراب کرنے کا حق بھی اسے حاصل رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا پھل توڑ لیا جائے۔ صاحب عربیہ کو بھی یہ حقوق حاصل ہوں گے۔

**شیخ** امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے اور ایک روایت امام احمد رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے ہی ہے۔ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ اور امام مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر بائی نے اس غلام کو کسی مال کا مالک بنا دیا تو اس مال خریدار کا ہو گیا، مگر یہ کہ بائی شرط کر لے۔

باب کی مناسبت اس طرح ہے کہ جب عربیہ کا رین جائز ہوا تو خواہ خواہ عربیہ والا بلغ میں جائے گا اپنے پھلوں کی خلاقت کرنے کو۔ یہ جو فرمایا کہ اندازہ کر کے اس کے برابر خلک کھجور کے بدلتی ڈالنے کی اجازت دی اس کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص دو تین درخت کھجور کے بطور عربیہ کے لے۔ وہ ایک اندازہ کرنے والے کو بلائے وہ اندازہ کر دے کہ درخت پر جو تازی کھجور ہے وہ سوکھنے کے بعد اتنی رہے گی اور یہ عربیہ والا اتنی سوکھی کھجور کسی شخص سے لے کر درخت کا میوہ اس کے ہاتھ بیچ ڈالے تو یہ درست ہے حالانکہ یوں کھجور کو کھجور کے بدلتی اندازہ کر کے بیچنا درست نہیں کیونکہ اس میں کی بیشی کا احتمال رہتا ہے مگر عربیہ والے اکثر میانج بھوکے لوگ ہوتے ہیں تو ان کو کھانے کے لئے ضرورت پڑتی ہے، اس لئے ان کے لئے یہ بیچ آپ نے جائز فرمادی۔

(۲۳۷۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا، ان سے سالم بن عبد اللہ نے اور ان سے ان کے باپ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

### ۱۶- باب حَلْبِ الْإِبْلِ عَلَى الْمَاءِ

۲۳۷۸ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِلِ  
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي  
عَنْ هَلَالِ بْنِ عَلَىٰ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ  
أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مِنْ حَقِّ الْإِبْلِ أَنْ  
تُحَلِّبَ عَلَى الْمَاءِ)). [راجح: ۱۴۰۲]

### ۱۷- بَابُ الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ مَمْرُّ أَوْ شِرْبٌ فِي حَاطِطٍ أَوْ نَخْلٍ

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ بَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَنْ  
تُؤْتِهِ فَتَمْرُّنَهَا لِلنَّابِعِ، وَلِلنَّابِعِ الْمُنْرُ  
وَالسَّقِيُّ حَتَّى يَرْفَعَ، وَكَذَلِكَ رَبُّ  
الْعَرْبِيَّةِ)).

سے نہ، آپ نے فرمایا تھا کہ پیوند کاری کے بعد اگر کسی شخص نے اپنا  
کھجور کا درخت بیچا تو (اس سال کی فصل کا) پھل بیچنے والے ہی کا رہتا  
ہے۔ ہاں اگر خریدار شرط لگادے (کہ پھل بھی خریدار ہی کا ہو گا) تو یہ  
صورت الگ ہے۔ اور اگر کسی شخص نے کوئی مال والا غلام بیچا تو وہ مال  
بیچنے والے کا ہوتا ہے۔ ہاں اگر خریدار شرط لگادے تو یہ صورت الگ  
ہے۔ یہ حدیث امام مالک سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر  
شیخ سے بھی مردی ہے اس میں صرف غلام کا ذکر ہے۔

(۲۳۸۰) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے  
بیان کیا، ان سے سعید بن سعید نے، ان سے نافع نے، ان سے ابن عمر  
بیان کیا، اور ان سے زید بن ثابت بیٹھا نے بیان کیا، کہ نبی کریم ﷺ نے شیخ  
نے عربی کے سلسلہ میں اس کی رخصت دی تھی کہ اندازہ کر کے  
خیک کھجور کے بدے بیچا جاسکتا ہے۔

(۲۳۸۱) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابن عینہ  
نے بیان کیا، ان سے ابن جریر نے، ان سے عطاء نے، انہوں نے  
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے خابر، محاقولہ اور مزابرہ سے منع فرمایا تھا۔ اسی طرح پھل کو پختہ  
ہونے سے پسلے بیچنے سے منع فرمایا تھا، اور یہ کہ میوه یا غلہ جو درخت پر  
لگا ہو، دینار و درهم ہی کے بدے بیچا جائے۔ البته عربی کی اجازت دی  
ہے۔

قال : سیفیت رسول اللہ ﷺ، یقُولُ  
((مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَنْ تُؤْتَ لَهُ مَرْتَبَهَا  
لِتَبْاعَ إِلَّا أَنْ يَشْرُطَ الْمُبَتَاعَ. وَمَنِ ابْتَاعَ  
عَنْهَا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَهُ إِلَّا أَنْ  
يَشْرُطَ الْمُبَتَاعَ)). وَعَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ  
عَنْ أَبْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ فِي الْعَبْدِ.

[راجح: ۲۶۰۳]

۲۳۸۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ  
حَدَّثَنَا سَفِيَّانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ  
نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ : ((رَجُلٌ أَنْ تَبَاعَ  
أَنْ تَبَاعَ الْمَرْأَةِ بِخَرْصِهَا ثَمَرًا))

[راجح: ۲۱۷۳]

۲۳۸۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا أَبْنُ عَيْنَةَ عَنْ أَبْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءَ  
سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا : ((نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْمُخَابَرَةِ  
وَالْمُحَاكَلَةِ وَعَنِ الْمُزَابَبَةِ وَعَنِ بَيْعِ النَّمَرِ  
حَتَّى يَنْتَهُ صَلَاحَةُ  
بِالدِّينَارِ وَالدِّرْقَمِ، إِلَّا الْعَرَابِيَّ)).

[راجح: ۱۴۸۷]

الفاظ خابر، محاقولہ اور مزابرہ کے معانی بیچے تفصیل سے لکھے جا چکے ہیں۔

(۲۳۸۲) ہم سے سعید بن قرم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے  
امام مالک نے خبر دی، انسیں داؤد بن حصین نے، انسیں ابو احمد کے  
غلام ابو سفیان نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض عربی کی اندازہ کر کے خیک کھجور  
کے بدے پانچ دست سے کم، یا (یہ کہا کہ) پانچ دست کے اندر اجازت

۲۳۸۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ فَرَعَةَ قَالَ  
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ دَاؤُدَ بْنِ حَصَّينِ عَنْ  
أَبِي سَفِيَّانَ مَوْلَى أَبِي أَحْمَدَ عَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((رَجُلٌ  
لَهُ بَيْعٌ الْمَرْأَةِ بِخَرْصِهَا مِنَ الْغَمَرِ

دی ہے اس میں شک داؤد بن حصین کو ہوا۔ (بعض عربیہ کا بیان پیچے  
مفصل ہو چکا ہے)

فِيمَا دُونَ خَمْسَةَ أُونَسٍ، أَوْ فِي خَمْسَةَ  
أُونَسٍ، شَكْ داؤُدُ فِي ذَلِكَ).

[راجح: ۲۱۹]

(۸۳۸۳<sup>۸۳</sup>) ہم سے زکریا بن مجی نے بیان کیا، کما کہ ہم کو ابو اسامہ نے خردی، کما کہ مجھے ولید بن کثیر نے خردی، کما کہ مجھے بن حارثہ کے غلام بشیر بن یسار نے خردی، ان سے رافع بن خدنج اور سل بن ابی حمہ بن شیخ نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض مزایہ  
لیعنی درخت پر لگے ہوئے کھجور کو خشک کی ہوئی کھجور کے بد لے یعنی  
سے منع فرمایا، عربیہ کرنے والوں کے علاوہ کہ انسیں آپ نے اجازت  
دے دی تھی۔ ابو عبد اللہ (حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ) نے کما کہ ابن اسحاق نے کما کہ مجھ سے بشیر نے اسی طرح یہ حدیث بیان کی تھی۔ (یہ  
تعليق ہے کیونکہ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ابن اسحاق کو نہیں پایا۔ حافظ  
نے کما کہ مجھ کو یہ تعليق موصولاً نہیں ملی)

۲۳۸۴ - ۲۳۸۳ - حَدَّثَنَا زَكَرِيَاءُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْوَلِيدُ بْنُ كَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي بُشِّيرُ بْنُ بَسَارٍ مَوْلَى بَنِي حَارِثَةَ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِينَ وَسَهْلَ بْنَ أَبِي حَمْمَةَ حَدَّثَاهُ (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَابَةِ، بَيْعِ الشَّمْرِ بِالْتَّغْرِيرِ، إِلَّا أَصْحَابُ الْعَرَابِيَّةِ فَإِنَّهُ أَذِنَ لَهُمْ). قَالَ أَبُو عَنْدِ اللَّهِ : وَقَالَ أَبْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي بُشِّيرٌ . . مِثْلُهُ.

[راجح: ۲۱۹۱]

تشریحات مفیدہ از خطیب الاسلام فاضل علام حضرت مولانا عبدالرؤوف صاحب رحمانی ناظم جامعہ سراج العلوم جمنڈا گرگنپاں  
ادام اللہ فیوضہ۔

کتاب الزارعۃ اور کتاب المساقۃ کے خاتمہ پر اپنے ناظرین کرام کی معلومات میں مزید اضافہ کے لئے ہم ایک فاضلانہ تبصرہ درج کر رہے ہیں جو فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالرؤوف رحمانی زید مجدد ہم کی داماغی کا دوش کا تبیہ ہے۔ فاضل علامہ نے اپنے اس مقالہ میں مسائل مزارعت کو مزید احسن طریق پر ذہن نشین کرانے کی کامیاب کوشش فرمائی ہے۔ جس کے لئے مولانا موصوف نہ صرف میرے پلکہ جملہ قادرین کرام بخاری شریف کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ پاک اس عظیم خدمت ترجمہ و تشریحات صحیح بخاری شریف میں اس علمی تعاون و اشتراک پر محترم مولانا موصوف کو برکات دارین سے نوازے اور آپ کی خدمات خلیلہ کو قبول فرمائے۔  
مولانا خود بھی ایک کامیاب زمیندار ہیں۔ اس لیے آپ کی بیان کردہ تفصیلات کس قدر جامع ہوں گی، شاہقین مطالعہ سے خود ان کا اندازہ کر سکیں گے۔ محترم مولانا کی تشریحات مفیدہ کا متن درج ذیل ہے۔ (متترجم)

زمین کی آباد کاری کا اہتمام: (۱) ملک کی تمام خام پیداوار اور اشیائے خوردنی کا دارود مدار زمین کی کاشت پر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے بھی زمین کے آباد و گزار رکھنے کی ترغیب دی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا من اشتري قریبة يعمر ها كان حقا على الله عونه يعني جو شخص کسی گاؤں کو خرید کر اس کو آباد کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر طرح سے مدد کرے گا۔ (منتخب کنز العمال جلد دوم ص ۱۲۸)

اسی طرح کتاب الخراج میں قاضی ابو یوسف رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کی ایک حدیث نقل کی ہے فعن احیا ارضامیتا فہی لہ و لبس بمحض حرق بعد ذلك یعنی جس شیخ نے کسی بخود افتادہ زمین کی کاشت کر لی تو وہ اسی کی ملکت ہے۔ اور بلا کاشت کے ہوئے

روک رکھنے والے کامیں سال کے بعد حق ساقط ہو جاتا ہے۔ (کتاب الخراج، ص: ۲۷)

(۲) امام بخاری رض نے ایک حدیث نقی فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر قیامت قائم ہو جانے کی خبر مل جائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کوئی شاخ اور پودا ہو۔ تو اسے ضائع نہ کرے۔ بلکہ اسے زین میں گاڑ اور بٹھا کر دم لے۔ (الادب المفرد ص ۶۹)

ایک روایت اس طرح وارد ہے کہ اگر تم سن لو کہ دجال کا نکل چکا ہے اور قیامت کے دوسرے سب آثار و علامات نمایاں ہو چکے ہیں۔ اور تم کوئی نرم و نازک پودا زمین میں بھٹانا اور لگانا چاہتے ہو تو ضرور لگاؤ۔ اور اس کی دیکھ بھال اور نشوونما کے انتظامات میں سستی نہ کرو۔ کیونکہ وہ بہر حال زندگی کے گذران کے لئے ایک ضروری کوشش ہے۔ (الادب المفرد ص ۶۹)

**انتباہ:** ان روایات میں غور کرنے سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ زمین کی پیداوار حاصل کرنے کے لئے اور پھل دار درختوں اور غلہ والے پودوں کو لگانے کے لئے کس قدر عملی اہتمام مقصود ہے کہ مرتبہ مرتبہ اور قیامت ہوتے ہوئے بھی انسان زراعتی کاروبار اور زینتی پیداوار کے معاملہ میں ذرا بھی بے فکری اور سستی والا پرواہی نہ برتے۔

کیا زراعت کا پیشہ ذیل ہے؟ ان حالات کی موجودگی میں یہ نہیں کام جاسکتا کہ زراعت کا پیشہ ذیل ہے۔ حضرت ابو امامہ بابی رض سے ایک حدیث مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مل اور کھیتی کے بعض آلات دیکھ کر فرمایا کہ لا یدخل هدا بیت قوم الا ادخله اللہ الذل یعنی جس گھر میں یہ داخل ہو گا اس میں ذلت داخل ہو کر رہے گی۔

لیکن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رض کی توجیہ کی روشنی میں اس کا مطلب یہ ہے کہ کھیت کا پیشہ اس قدر ہم وقتی مشغولیت کا طالب ہے کہ جو اس میں منمک ہو گا وہ اسلامی زندگی کے سب سے اہم کام جہاد کو چھوڑ بیٹھے گا اور اس سے بے پروا رہے گا اور ظاہر ہے کہ ترک جہاد، شوکت و قوت کے اعتزال کے متراوف ہے۔ بہر حال اگر کھیت کی نہ مدت ہے تو اس کی ہمہ گیر مصروفیت کے سبب کہ وہ اپنے ساتھ بے حد مشغول رکھ کر دوسرے تمام اہم مقاصد سے غافل و بے نیاز کر دیتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اسی فلسفہ کے ماتحت لکھتے ہیں «فَإِذَا تُرْكُوا الْجِهَادَ وَاتَّبَعُوا أَذْنَابَ الْبَقَرِ احْاطَتْ بِهِمُ الْذَلُّ وَغَلَبَتْ عَلَيْهِمُ الْأَهْلُ سائر الأديان» (بیعت اللہ البالغہ، جلد: ثانی / ص: ۲۳۱) یعنی کاشتکاریوں کی دم میں لگ کر جہاد وغیرہ سے غافل ہو جاتے ہیں اور ان پر ذلت محیط ہو جاتی ہے۔ اور جہاد سے کاشتکاروں اور زمینداروں کی غفلت ان کی رہی سی شوکت و قوت کو ختم کر دیتی ہے۔ اور ان پر تمام ادیان اور مذاہب اپنا تسلط جمایتے ہیں۔ لیکن اگر جہاد یا دین کے دوسرے اہم مقاصد سے صرف نظر نہ ہو تو آبادی زمین اور کاشتکاری خود اہم مقاصد میں سے ہے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی لوگوں کو مختلف زمینوں کو بطور جاگیر عطا فرمایا کہ اسے آبادوں گزار رکھیں اور خلق خدا اور خود اس سے مستفید ہوں۔

### زمین کا آباد رہنا اور عوامی ہونا اصل مقصد ہے:

(۱) حضرت عمر رض نے جب زراعت کی طرف خصوصی توجہ فرمائی تو کچھ لوگوں نے ایسی جاگیروں کے بعض افلاڈہ حصہ کو آباد کر لیا تو اصل مالکان زمین ناٹش کے لئے وہرار فاروقی میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر رض نے فرمایا تم لوگوں نے اب تک غیر آباد چھوڑے رکھا۔ اب ان لوگوں نے جب اسے آباد کر لیا تو تم ان کو بھٹانا چاہتے ہو۔ مجھے اگر اس امر کا احترام پیش نظر نہ ہوتا کہ تم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جاگیریں عنایت کی تھیں تو تم لوگوں کو کچھ نہ دلاتا۔ لیکن اب میرا فیصلہ یہ ہے کہ اس کی آباد کاری اور پرتوی توریانی کا معادوضہ اگر تم دے دو گے تو زمین تمہارے حوالہ ہو جائے گی اور اگر آیا نہ ہو کر سکتے تو زمین کے سفیر آبودالت کی قیمت دے کر وہ لوگ اس

کے مالک بن جائیں گے۔ فرمان کے آخری الفاظ یہ ہیں و ان شتم ردو علیکم نعم ادیم الارض نم ہی لهم (کتاب الاموال، ص: ۳۸۹) اس کے بعد عام حکم دیا کہ جس نے کسی زمین کو تمین بر سر تک غیر آباد رکھا تو جو شخص بھی اس کے بعد اسے آباد کرے گا، اس کی ملکیت تسلیم کر لی جائے گی۔ (کتاب الحجراء، ص: ۲۷)

اس حکم کا خاطر خواہ اثر ہوا اور بکثرت بیکار و مقبوضہ محض زمینیں آباد ہو گئیں۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو ایک لمبی زمین جاگیر کے طور پر عطا فرمائی تھی۔ حضرت عمر بن شوہن نے اس کے آباد کیے ہوئے حصہ کو چھوڑ کر بقیہ غیر آباد زمین اس سے واپس لے لی۔ (کتاب الحجراء، ص: ۲۸)

(۳) حضرت ابو بکر بن شوہن نے حضرت طلحہ بن شوہن کو (قیمع) ایک جاگیر عطا فرمائی تھی اور چند اشخاص کو گواہ بنا کر حکم نامہ ان کے حوالہ کر دیا۔ گواہوں میں حضرت عمر بن شوہن بھی تھے۔ حضرت طلحہ بن شوہن جب دستخط لینے کی غرض سے سیدنا فاروق اعظم بن شوہن کے پاس پہنچتے ہیں، تو فاروق اعظم بن شوہن نے اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا۔ اهذا کله لک دون الناس "کیا یہ پوری جائیداد تھا تم کوں مل جائے گی اور دوسراے لوگ محروم رہ جائیں۔ حضرت طلحہ بن شوہن غصہ میں بھرے ہوئے حضرت ابو بکر صدیق بن شوہن کے پاس پہنچ اور کہنے لگے۔ " والله لا ادری انت الخليفة ام عمر "میں نہیں جانتا کہ اس وقت آپ امیر المؤمنین ہیں یا عمر؟ سیدنا ابو بکر صدیق بن شوہن نے فرمایا (عمر و لکن الطاعة لی) "ہاں ان شاء اللہ العزیز آئندہ عمر فاروق ہی امیر المؤمنین ہوں گے۔ البتہ اطاعت میری ہو گی۔ الغرض سیدنا فاروق اعظم بن شوہن کی مخالفت کی بیان پر وہ جاگیر نہ پاسکے۔ (منتخب کنز العمال جلد چارم، ص: ۳۹۰۔ و کتاب الاموال، ص: ۲۶)

(۴) اس طرح حضرت عبیہ بن حصن بن شوہن کو صدیق اکبر بن شوہن نے ایک جاگیر عطا فرمائی۔ جب دستخط کرنے کی غرض سے حضرت عمر بن شوہن کے پاس آئے تو حضرت فاروق نے دستخط کرنے سے انکار کیا۔ پس نہ کیا بلکہ تحریر شدہ طوروں کو مٹا دیا۔ عبیہ بن شوہن دوبارہ صدیق اکبر بن شوہن کے پاس آئے اور یہ خواہش ظاہر کی کہ دوسرا حکم نامہ ارجام فرمادیا جائے تو حضرت ابو بکر بن شوہن نے بر طلاق فرمایا۔ والله لا اجدد شيئاً رده عمر خدا کی وہ کام دوبارہ نہیں کروں گا جس کو عمر بن شوہن نے روکایا ہو۔ (منتخب کنز العمال، جلد: چارم، ص: ۲۹۱)

ای سلسلہ میں ابن الجوزی نے مزید یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر بن شوہن کے پاس آکر کہنے لگے کہ یہ جاگیر و اراضی جو آپ ان کو دے رہے ہیں، یہ آپ کی ذاتی زمین ہے یا اسے مسلمانوں کی ملکیت ہے؟ حضرت ابو بکر بن شوہن نے فرمایا، یہ سب کی چیز ہے۔ حضرت عمر بن شوہن نے پوچھا، تو پھر آپ نے کسی خاص شخص کے لئے اتنی بڑی جاگیر کو مخصوص کیوں کیا؟ حضرت ابو بکر بن شوہن نے کہا میں نے ان حضرات سے جو میرے پاس پہنچتے ہیں، مہورہ لے کر کیا ہے۔ حضرت عمر بن شوہن نے فرمایا، یہ سب کے نمائندہ نہیں ہو سکتے۔ (سیرت عمر ابن الخطاب، ص: ۳۰۰۔ و اصحاب لابن حجر عسقلانی، جلد: ثالث، ص: ۵۶)

بہر حال ان کے اس شدید انکار کی وجہ حضرت عمر بن شوہن کے ان الفاظ میں تلاش کی جاسکتی ہے۔ اهذا کله لک دون الناس کیا دیگر افراد کو محروم کر کے یہ سب کچھ تمیں کوں مل جائے گا۔ (منتخب کنز العمال، جلد: چارم، ص: ۱۷۳۔ و کتاب الاموال، ص: ۲۷۷)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ مفہوم عامہ کی چیز کسی شخص واحد کے لئے قانوناً مخصوص نہیں کی جاسکتی، کوئی جاگیر یا جائیداد شخص واحد کو صرف اسی قدر ملے گی جتنا وہ سر بزرو شاداب اور آباد رکھ سکے۔ در حقیقت رسول پاک ﷺ اور شیخین محدثین کا مشاعر یہ تھا کہ تقطعت لوگوں کو دے کر زمینوں کو زیر کاشت لایا جائے تاکہ خلق خدا کے لئے زیادہ غلہ میاہو سکے۔ مگر یہ بات ہر وقت طحظ خاطر رہنی چاہئے کہ زمین صرف امراء کے ہاتھوں میں پڑ کر عیش کو شی اور عرشت پسندی کا سبب نہ بن سکے۔ یا بیکار نہ پڑی رہے۔ اس لئے احتیاط ضروری تھی کہ زمین صرف ان لوگوں کو دی جائے جو وال تھے اور صرف اسی قدر دی جائے بھتی وہ بار اور کر سکتے ہوں۔ بہر حال پاک کے فائدہ کے لئے بیکار اور زائد کاشت زمین حکومت اسلامی اپنے لفڑی میں لے لیتی ہے تاکہ اس کو سمعقین میں تقیم کیا جا سکے۔

اگر یہی دور حکومت میں رواج تھا کہ لوگ زمینوں پر سیر خود کاشت لکھا کر اور فرضی ہموں سے اندر آجائ کرایے زمینوں پر قابض رہتے تھے۔ اور اس سے دوسرے لوگوں کا فتح اٹھانا غرض و احمد کی نامزدگی کی وجہ سے ناٹکن تھا۔ ملک میں زرعی زمینوں پر قبضہ الغرض ہونے اور ساری زمینوں کے زیر کاشت نہ آئنے کے باعث قحط اور پیداوار کی کمی بر ای بر چلی آئی رہی۔ اسلام کا فتحا یہ ہے کہ جتنی کاشت تم خود کر سکواتی ہی اراضی پر قابض رہو۔ یا جتنی آبادی مزدوروں اور بلوہوں کے ذریعہ زیر کاشت لائے ہوں اسی پر تصرف رکھو بلی حکومت کے حوالہ کرو۔ اسلامی حکومت کو حق ہے کہ مالک اور زمیندار کو یہ نوش دے دے کہ ان عجزت عن عمارتها عمرنا ہا وزرعنا ہا اگر اس زمین کے آباد کرنے کی صلاحیت تجوہ میں نہیں ہے تو ہم اس زمین کو آباد کریں گے۔ ”حکومت کے نوش کے ان الفاظ کو نقل کر کے علامہ ابو بکر حصال نے لکھا ہے۔ کذالک بفضل الامام عندنا باراضی العاجز عن عمارتها) اپنی زمین کی آبادی سے جو محدود ہوں، ان کی زمینوں کے متعلق امام کو یہی کہنا چاہیے۔ (احکام القرآن، جلد: ۳/ ص: ۵۳۲)

اور اس قسم کے عشتی فرمان حکومت کی طرف سے جاری بھی ہوا کرتے تھے۔ مثلاً عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے فرمان کے الفاظ اسی سلسلہ میں کتابوں میں نقل کئے گئے ہیں کہ اپنے گورنزوں کو لکھا کرتے تھے۔ لا تدعوا الارض خرابا (خلیل ابن حزم، جلد: ۸/ ص: ۲۲) زمین کو ہرگز غیر آباد نہ چھوڑنا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ اسی لئے اپنے عمال کو بار بار تائید کے ساتھ لکھا کرتے تھے کہ نصف محاصل پر کسان کو زمینوں کا بندوبست کرو۔ اگر تیار نہ ہوں تو فاعطوه بالثلث فان لم يزرع فاعطوه حاجتی بلع العشر تملی پر بندوبست کرو۔ اگر پھر بھی آباد نہ ہو تو دوسری حصہ کی شرط پر دے دو اور آخر میں یہ بھی اجازت دے دی جاتی فان لم يزرعها احد فامنهها یعنی پھر بھی کوئی کسی زمین کو آباد نہ کرے تو لوگوں کو یونہی مفت آباد کرنے کو دے دو۔ اور اگر زمین کو مفت لینے پر بھی کوئی آباد نہ ہو تو حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا حکم یہ تھا۔ فان لم يزرع فاتفاق عليهما من بيت مال المسلمين یعنی حکومت کے خزانے سے خرچ کر کے غیر آباد زمینوں کو آباد کرو۔ بہر حال زمین کی آباد کاری کیلئے کوئی ممکن صورت ایسی باتی نہیں رہی جو چھوڑ دی گئی ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نجراں کے سود خوار سرمایہ داروں کو محاوضہ دے کر زرعی زمینوں کو حاصل کر کے مقامی کاشکاروں کے ساتھ بندوبست کر دیا تھا۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے اسی موقعہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان نقل کیا ہے۔ ان جزاوا بالقر والحديد من عندهم فلهم الشنان ولعمر الثلث و ان جاءه عمر بالبلدر من عنده فله الشطر (فتح الباری، جلد: ۵/ ص: ۱۰) اگر تملی اور بلوہ (الل تمل) کسانوں کی طرف سے میا کیا جائے تو ان کو پیداوار کا دو تملی ملتے گا۔ اور عمر (حکومت) کو تملی اور بیچ کا بندوبست اگر عمر (کی حکومت) کرے تو کسانوں کو نصف حصہ ملتے گا۔ اس واقعہ سے آبادی زمین اور انساف و رعایت تین رعلیا کا حال خوب واضح ہوا۔

(۵) ایک زمین قبیلہ مزینہ کے کچھ افراد کو ملی ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے اس جا گیر کو یونہی چھوڑ رکھا تھا۔ تو دوسرے لوگوں نے اس کو آباد کر لیا۔ مزینہ کے لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسکی شکایت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص تین برس تک زمین یونہی چھوڑ رکے گا اور دوسرا کوئی شخص اسے آباد کرے تو یہ دوسرا ہی اس زمین کا حق دار ہو جائے گا۔ (الاحکام السلطانية للماوردي ص: ۱۸۲)

(۶) حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ فخذ منها ماقدر على عمارتها یعنی جو زمین تم کو رسول پاک رضی اللہ عنہ نے عطا فرمائی ہے اس میں سے جس قدر تم آباد رکھ سکتے ہو اسے اپنے پاس رکو۔ لیکن جب وہ پوری اراضی کو آباد نہ کر سکے تو بھلی ماندہ زمین کو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دوسرے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے تم کو اراضی اس مقصد کے پیش نظر دی تھی کہ تم اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تو نہ تھا کہ تم خواہ خواہ قابض ہی رہو۔ (تعلیق کتاب الاموال ص: ۲۹۰، بحوالہ ابو داؤد و مسنون حاکم و خلاصۃ الوفاء ص: ۷۳۳)

(نوٹ) اس بلال رضی اللہ عنہ سے بلال رضی اللہ عنہ موزن رسول مراد نہیں ہیں بلکہ بلال بن ابی رباح ہیں۔ (استیجار)

(۷) حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں بھی اس قسم کا ایک واقعہ پیش آیا تھا کہ ایک شخص نے زمین کو غیر آباد

بھج کر اس کو آباد کر لیا۔ زمین والے کو اس کی اطاعت میں تو ناٹش لے کر حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اس شخص نے جو کچھ زمین کے سلسلہ محنت مزدوری صرف کی ہے اس کا معاوضہ تم ادا کر دو۔ گویا اس نے یہ کام تمارے لئے کیا ہے۔ اس نے کہا اس کے مصارف ادا کرنے کی بھج میں طاقت نہیں ہے۔ تو آپ نے مدعا علیہ سے فرمایا۔ ادفع الہے نہ من ارضہ یعنی تم اس کی قیمت ادا کر کے اس کے مالک بن جاؤ اور اب کھیت کو سر بیزو شاداب رکھو۔ (کتاب الاموال ص ۲۸۹)

یہ فیصلے بتلاتے ہیں کہ ان حضرات کا غشاء یہ تھا کہ زمین کبھی غیر آباد اور بیکار نہ رہنے پائے اور ہر شخص کے پاس اتنی ہی رہے جتنی خود کاشت کر سکے یا کر سکے۔ ان واقعات کی روشنی میں اب گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ زمین کے وہ بڑے بڑے نکلوے جو ایسے زمینداروں کے قبضے میں ہوں جن کی کاشت نہ وہ خود کرتے ہیں، نہ مزدوروں کے ذریعہ ہی کرتے ہیں۔ بلکہ فرضی سرید فرضی خود کاشت کے فرضی اندر ارجات کے ذریعہ ان جاگریوں پر قابل رہتا چاہتے ہوں۔ ایسے زمینداروں کے اس ظالمانہ بقش کے لئے شریعت اسلامیہ میں کوئی جواز نہیں ہے۔ زمینداروں، جاگریوں کے نظام میں پہلے عموماً جاگری دار اور تعلقہ دار ایسی ایسی زمینوں پر قابل رہنے تھے اور پذاری کے کھاتوں میں سرخود کاشت کا فرضی اندر ارج کرتے تھے، حالانکہ درحقیقت ان کی کاشت نہ ہوتی تھی۔

زمین کی آباد کاری کے لیے بلاسودی قرضہ کا انتظام: آج کے دور میں حکومت کاشتکاروں کے سدھار کے لئے بیع وغیرہ کی سوسائٹی کھول کر سودی قرضہ پر بھتی کے آلات، زراعت اور تجارت وغیرہ تقسیم کرتی ہے۔ لیکن خلافت راشدہ میں یہ بات نہ تھی۔ بلکہ وہ غیر مسلم رعایا کو بھی بھتی کی ضروریات و فراہمی آلات کے لئے بلاسودی رقم دیتی تھی۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے عراق، کوفہ و بصرہ کے حکام کے نام فرمان بھیجا تھا کہ بیت المال کی رقم سے ان غیر مسلم رعایا کی امداد کرو جو ہمیں جزیہ دیتے ہیں۔ اور کسی بھلگی و پریشانی کے سبب اپنی زمینوں کو آباد نہیں کر سکتے تو ان کی ضروریات کے مطابق ان کو قرض دو۔ تاکہ وہ زمین آباد کرنے کا سامان کر لیں، میل خرید لیں، اور ختم ریزی کا انتظام کر لیں۔ اور یہ بھی بتا دو کہ ہم اس قرض کو اس سال نہیں لیں گے بلکہ دو سال بعد لیں گے۔ تاکہ وہ اچھی طرح اپنا کام سنبھال لیں (کتاب الاموال ص ۲۵، سیرۃ عمر بن عبد العزیز ص ۶۷)

زمین کی آباد کاری اور پیداوار کے اضافہ کے لیے پانی کا اہتمام: غله کی پیداوار پانی کی فراہمی اور مناسب آب پاشی پر موقوف ہے۔ جب زمین کو چشمتوں اور نہروں کے ذریعہ پانی کی فراوانی حاصل ہوتی ہے۔ تو غلہ سر بیزو شاداب ہو کر پیدا ہوتا ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کا اس اہم ضرورت کا یہیش لحاظ رکھا۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی و قاص کی ماتحتی میں اسلامی فوہوں نے سواد عراق کو فتح کیا تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمان بھیجا کہ جائیداد مقولہ گھوڑے، ہتھیار وغیرہ اور نقد کو لٹکر میں تقسیم کرو، اور جائیداد غیر مقولہ کو مقابی پاشندوں ہی کے قبضے میں رہنے دو، تاکہ اس کی مال گذاری اور خراج سے اسلامی ضروریات اور سرحدی افواج کے مصارف اور آئندہ عسکری تظییموں کے ضروری اخراجات فراہم ہوتے رہیں۔ اس موقع پر آپ نے زمینوں کی شادابی کے خیال سے فرمایا۔ الارض والانهار لعمالہا زمین اور اس کے متعلقہ نہروں کو موجودہ کاشتکاروں ہی کے قبضے میں رہنے دو۔ (کتاب الاموال ص ۵۹، سیرۃ عمر بن عبد العزیز ص ۸۰ مشاہیر الاسلام جلد اول ص ۳۱۴)

غلہ کی پیداوار اور آبپاشی کی اہمیت کے سلسلے میں ایک اور واقعہ بھی قابل ذکر ہے کہ ایک بار حضرت عمر بن عبد العزیز کے سامنے ایک معاملہ پیش ہوا۔ محمد بن مسلمہ، ابن حمّاک کو اپنی زمین میں سے نر لے جانے کی اجازت نہیں دے رہے تھے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے ان سے فرمایا کہ تم کو اجازت دے دینی چاہیے، کیونکہ تمہاری زمین سے ہو کر ان کی زمین میں جائے گی، تو اول و آخر اس سے تم بھی فائدہ اخساکو گے۔ محمد بن مسلمہ نے اپنے فریق مدعی سے کہا کہ خدا کی ختم میں نہیں جانے دوں گا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا، والله لیمرن بہ وہ

لو علی بطن قدم خدا کی وہ نہ بنائی جائے گی جاہے تمارے پیٹ پر سے ہو کر کبھی نہ گزرے۔ حتیٰ کہ نہ جاری کرنے کا حکم دے دیا اور انہوں نے نہ کال لی۔ (مؤطراً امام محمد ص ۳۸۲)

ان واقعات سے ظاہر ہے کہ خلافت راشدہ کے مبارک دور میں زمین کی آپاشی اور پیداوار کے اضافہ ہی کے لئے پانی وغیرہ کے بہر رسانی کا ہر ممکن طور سے انتظام و اہتمام ہوتا رہا۔

**بلا مرضی کاشت:** زمین کی آباد کاری کے سلسلہ میں بلا اجازت کاشت، بیانی، دخل کاری وغیرہ سے متعلق چند ضوری باتیں عرض کی جاتی ہیں۔

اب سب سے پہلے سننے کے زمین والے کی بلا مرضی کاشت کی حقیقت شریعت میں کیا ہے۔ اس سلسلہ میں آخرت میں کارشاد گرامی موجود ہے۔ ”من ذرع ارضنا بغير اذن اهلها ليس له من الزرع شيئاً يعني جس نے کسی کی زمین کو بلا اجازت جوٹ لیا“ تو اس کو اس حقیقت سے کچھ حاصل نہ ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ زمین والے کی حیثیت عین کا احترام شریعت میں مد نظر ہے۔ پس اگر کوئی شخص اس کے غیر افادہ اور آباد زمین پر یونی قبضہ کرے گا تو اس کا تصرف قطعاً باطل ہے۔ لیکن بخود غیر آباد پر قیمتی زمین جو مسلم تین سال تک اگر ماں ک زمین اپنی تصرف و کاشت میں نہ لاسکے، اس کا معاملہ بالکل مختلف ہے۔

**دخل کاری:** اسی طرح دخل کاری کا موجودہ سُنم بھی قطعاً باطل ہے۔ اسلام کبھی کاشتکار کو یہ اجازت نہ دے گا کہ وہ اصل ماں ک زمین پر پڑاواری وغیرہ کی فرضی کاروائیوں کی بنا پر قبضہ جائے۔ کاشتکار کی محنت و شرکت زمین کی ملکیت میں ہے نہ کہ اصل زمین کی ملکیت میں۔ اگر عدالت سے اس کے حق میں فیصلہ بھی ہو جائے، اور فرضی دلائل و شواہد اور پڑاواریوں کے اندر ارجات و کافیذات کے بنا پر کوئی حاکم فیصلہ بھی کرو دے تو وہ شرعاً باطل ہے۔ احادیث میں محنت و عید وارد ہے۔ ارشاد بنوی ہے۔ و انما تختصمون الى ولع بعضكم يكتون العن بحجه من بعض فالقضى له على نحو ما اسعى لمن قضيت له بحق أخيه فلا ياخذه فانا اقطع له قطعة من النار امشكوة جلد ثانی باب الاقضية

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حاکم کے ایسے کافیذات پڑاواری وغیرہ کے فرائم کردہ شواہد کی بنا پر اگر کسی شخص کے لئے ایسی زمین کی ملکیت کا ہنام دخل کاری فیصلہ ہو بھی جائے جو در حقیقت اس کی مملوکہ وزر خرید نہ تھی۔ تو اس حاکم کا فیصلہ ہرگز اس زمین کو دخل کار کے لئے حلال نہیں قرار دے سکتا۔ پڑاواری سے سازباز کر کے ایسی زمینوں پر قبضہ کھانا یا اپنی ملکیت دکھانا بدور حقیقت زمیندار کی زر خرید ہے، اولًا حرام ہے اور ان اکاذب و شادات کاذب کی بنیاد پر اسے حلال سمجھنا حرام در حرام ہے۔

**بیانی:** آخرت میں کسی نے خبر کو فتح کر کے دہل کی زمین کو خیر کے کسانوں کے سپر فرمایا۔ بیانی کے سلسلہ میں ملے ہوا کہ نصف کاشتکار لیں گے اور نصف آخرت میں کسی نے۔ جب کبھوپک کرتیار ہوئی تو آخرت میں حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو کبھو روں کا تجھینہ کرنے بھیجا۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فراخدی کے ساتھ ایسا تجھینہ نکالا کہ اس منصانہ قسم پر یہودی کاشتکار پکارا۔ بھذا قامت السنوات والارض کہ آسمان و زمین اب تک اسی قدم کے عدل و انصاف کی بنا پر قائم ہیں۔ ہمتوں نے پوری پیداوار کو چالیس ہزار و سو نھرایا۔ اور پورے باغ کا دو مساوی حصہ ہنا دیا اور ان کو اختیار دے دیا کہ اس میں سے جس حصہ کو چاہیں لے لیں۔ راوی کا بیان ہے کہ بچل توڑنے کے بعد ایک نصف کی پیداوار دوسرے نصف پر ذرہ برا بر بھی زیادہ نہ فہلی۔ (کتب الاموال ص ۳۸۲)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ نے بھی بیانی کو جائز لکھا ہے، فرماتے ہیں والمراد عدو جائزہ فی اصح فول المعلمہ وہ عمل

ال المسلمين على عهدهن لهم وعهد خلفاء الراشدين وعليها عمل آل أبي بكر وآل عمرو آل عثمان والآل على ثبتهم وغيرهم وهي قول أكابر الصحابة وهي مذهب فقهاء الحديث وأحمد بن حنبل وابن راهويه والبخاري وابن حزم وغيرهم وكان النبي صلى الله عليه وسلم قد عامل أهل خبر بشطر ما يخرج منها من ثعرو زرع حتى مات (الحسبنة في الإسلام ص: ٢٠)

اس کا حاصل یہ ہے کہ یہاں کہتی جائز ہے عمد نبوی و عمد خلافت راشدین و صحابہ کرام نہیں میں اس طرح کا تعامل موجود ہے۔ زین سے شریعت کو پیداوار حاصل کرنا مقصود ہے۔ زین کبھی معطل و بیکار ہاتھوں میں پڑی نہ رہے۔ اس لئے یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مجبوری سے اپنی زین فروخت کرنے لگے تو اپنے دوسرے پڑوی کاشتکار سے سب سے پہلے پوچھے۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ جس شخص کے پاس زین یا کمبوর کے باتفاق ہوں اور ان کو وہ فروخت کرنا چاہتا ہو تو اس کو سب سے پہلے اپنے شریک پر پیش کرے۔ (مسند احمد جلد ۳ ص: ۳۰۷)

ایسی طرح اگر شرکت میں کہتی ہو اور کوئی شخص اپنا حصہ فروخت کرنا چاہے تو اس پر لازم ہے کہ پہلے اپنے شریک کو پیش کرے اس لئے کہ وہ اول حق دار ہے۔ (مسند احمد جلد ۳ ص: ۳۸۱)

یہاں یہ مقصود ہے کہ دوسرا آدمی آلات حرث و انتظامات اور وسائل فرماہم کرے گا۔ ممکن ہے جلد میانہ ہو اور اس کے پڑوی کے پاس جب کہ تمام آلات و اسباب فرماہم ہیں تو زین کے بار آور وزیر کاشت ہو جانے کے لئے یہاں زیادہ اطمینان بخش صورت موجود ہے۔ اس لئے پہلے یہ زین اس پڑوی کو پیش کرنا لازم ہے۔

**کاشتکاری کے لئے ترغیب:** (۱) زین پیداوار کے سلسلہ میں حضرت عمر بن الخطب نے مختلف انداز میں توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ کچھ لوگ یمن سے آئے ہوئے تھے، حضرت عمر بن الخطب نے ان سے پوچھا، تم کون لوگ ہو؟ جواب دیا کہ ہم لوگ متوكل علی اللہ ہیں۔ فرمایا، تم لوگ ہرگز متوكل علی اللہ نہیں ہو سکتے۔ انما المعتوكل رجل القی فی الارض و متوكل علی اللہ متوكل وہ شخص ہے جو زین میں مل چلا کے اسے ملام کر کے اس میں بیٹھ جائے، پھر اس کے نشوونما و برگ و بار کے معاملہ کو خدا کے سپرد کر دے۔ ( منتخب کنز العمال، جلد ۲ ص: ۲۷۲)

مطلوب یہ ہے کہ جو لوگ عمل کریں اور نتیجہ عمل کو خدا کے سپرد کر دیں وہی لوگ دراصل متوكل ہیں۔ کاشتکار کی تمثیل ترغیب پر دلالت کرتی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ حقیقت بھی ہے کہ حقیقی توکل کی مثال کاشتکار کی زندگی و سپردگی میں ملاحظہ کی جاتی ہے۔ بیٹھ کی پرورش ہوا، پانی میں آسان کی طرف نظر، آفات و مابہتاب سے مناسب تمازت و محظوظ کی ملی جل کیفیتوں کا حس قدر احتیاج کسان (کاشتکار) کو ہے اور جس طرح قلبہ رانی کے بعد کسان اپنے تمام معاملات از اول تا آخر خدا کے سپرد کرتا ہے۔ یہ بات کسی شعبہ میں اس حد تک نہیں ہے۔

علامہ فراہی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ کہتی بازی، تجارت و زراعت وغیرہ نے الگ ہونا اور مختلف امور معاش کا اہتمام چھوڑ دیا جام ہے۔ اور اس کا توکل نام رکھنا غلط ہے۔ (احیاء العلوم جلد رابع ص: ۲۶۵)

(۲) زین کی آبادی و کاشتکاری کا حکم حضرت عمر بن الخطب نے بھی دیا ہے۔ ابو نمیان یا ایک شخص سے آپ نے پوچھا کہ تم کو کس قدر وظیفہ بیت المال سے ملتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ڈھانی ہزار درهم۔ آپ نے فرمایا کہ یا ابا ظبیان الخذ من العرش یعنی اسے ابو ظبیان! کہتی کا سلسلہ قائم رکھو۔ وظیفہ پر بھروسہ کر کے کاشتکار سے غفلت نہ کرو۔ (الادب المفرد ص: ۸۳)

(۳) ایک بار حضرت عمر بن الخطب نے قیدیوں کے متعلق فرمایا کہ تحقیقات کر کے کاشتکار و زراعت پیشہ افراد کو سب سے پہلے رہا کرو۔ حکم کے الفاظ یہ ہیں۔ خلوا کل اکار و زراع (منتخب کنز العمال جلد ۲ ص: ۳۳۳)

یہ عام قیدیوں سے صرف کاشکار کی فوری رہائی کا بندوبست اس لئے فرمایا جا رہا ہے کہ ملک کے عوای فلاح کا دار و مدار غلہ و اجتاس کی عام پیداوار پر ہے۔ ہمارے یہاں نیپال میں تمام مقدمات کی کمیت کے زمانہ میں لبی تاریخیں دے کر ملتوی کر دی جاتی ہیں تاکہ کاشکار اپنے مکان پر واپس جا کر فراغت سے کمیت سنبھال سکیں۔

لے اڑی طرز فناں بلیں ٹالاں ہم سے      گل نے یہی روشن چاک گریباں ہم سے

(۱۴) ایک بار حضرت عمر بن بیٹھ نے زید بن مسلمہ کو دیکھا کہ زمین کو آباد کر رہے ہیں تو حضرت عمر بن بیٹھ نے فرمایا۔ اصلت استغن عن الناس یعنی اصول ندینک و اکرم لک علیہم یعنی یہ تم بہت اچھا کر رہے ہو۔ اسی طرح وجہ معاش کا انتظام ہو جانے سے دوسروں سے تم کو استغناہ حاصل ہو جائے گا اور تمہارے دین کی حفاظت ہو گی اور اس طرح لوگوں میں تمہاری عزت بھی ہو گی۔ پہ فرمایا کہ حضرت عمر بن بیٹھ نے یہ شعر پڑھا۔

### فلن ازال علی الزوراء اعمراها      ان الكريم على الاخوان ذومال

(احیاء العلوم جلد ۲ ص ۶۳)

(۱۵) حضرت عثمان بن بیٹھ کے زمانہ میں جب وظائف پر بھروسہ ہونے لگا تو آپ نے بھی حکم دیا و من کان لہ منکم ضرع فلیلتحق بضرعہ و من لہ ذرع فلیلتحق بزرعہ فانا لا نعطی مال الله الا لمن غزاہی سبیلہ (اللامۃ والیاست جلد اول ص ۳۳) یعنی جس کے پاس دو دھنے والے جانور ہوں وہ اپنے ریوڑ کی پرورش سے اپنے معاش کا انتظام کرے۔ اور جس کے پاس کمیت ہو وہ کمیت میں لگ کر اپنی ضرورتوں کا انتظام کر لے۔ وفیقہ پر بھروسہ کرنے کے سب سے سارا نظام معطل ہو جائے گا۔ اس لئے اب یہ مال صرف محلہ و غازی سپاہیوں کے لئے مخصوص رہے گا۔ چنانچہ حضرات ابو بکر صدیق بن بیٹھ بھی سخن ہای مقام میں اپنی زمین داری کا کاروبار کرتے تھے۔ اور حضرت عمر فاروق بن بیٹھ خود بھی کاشت کرتے تھے۔ (بخاری کتاب الزارعہ)  
حضرت عمار بن یاسر بن بیٹھ و حضرت عبد اللہ بن مسعود بن بیٹھ وغیرہ نے بھی مختلف چاکریوں کو بیانی پر دے رکھا تھا۔ (کتاب الخراج ص ۷۳)

## ۳۴۔ کتاب الاستغفار ارض واد آء الاهيون والحجمر والتمامیس

کتاب قرض لینے اور قرض ادا کرنے اور حجر  
کرنے اور مفلسی منظور کرنے کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حجر کا معنی لفظ میں روکنا، منع کرنا اور شرع میں اس کو کہتے ہیں کہ حاکم اسلام کسی شخص کو اپنے مال میں تصرف کرنے سے روک دے۔ اور یہ دو وجہ سے ہوتا ہے۔ یا تو وہ شخص بے وقوف ہو، اپنا مال تباہ کرتا ہو۔ یا دوسروں کے حقوق کی حفاظت کے لیے۔ مثلاً

مددیوں مفلس پر مجرکرنا، قرض خواہوں کے حقوق بچانے کے لئے یا راہن پر یا مرتن پر یا مریض پر اور دارث کا حق بچانے کے لئے۔ تخلیق لغت میں کسی آدمی کا ماتحت مذکور ہو جاتا۔ یہ لفظ فلوس سے مانخوذ ہے اور یہ پیسہ کے معنے میں ہے۔ شرعاً ہے حاکم وقت دیوالیہ قرار دے کر اس کو بقیا الامال میں تصرف سے روک دے تاکہ جو بھی ممکن ہو اس کے قرض خواہوں وغیرہ کو دے کر ان کے معاملات ختم کرائے جائیں۔

### باب جو شخص کوئی چیز قرض خریدنے اور اس کے پاس قیمت نہ ہو یا اس وقت موجود نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

(۲۳۸۵) ہم سے محمد بن یوسف بینندی نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو جریر نے خبر دی، انہیں مغیرہ نے، انہیں شعبی نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک تھا۔ آپ نے فرمایا، اپنے اونٹ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ کیا تم اسے پتچو گے؟ میں نے کہا کہ ہاں، چنانچہ اونٹ میں نے آپ کو پتچ دیا۔ اور جب آپ مددیہ پتچے۔ تو صبح اونٹ کو لے کر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے اس کی قیمت ادا کروی۔

ثابت ہوا کہ معاملہ اور حکم کرنا بھی درست ہے گر شرط یہ کہ وعدہ پر رقم ادا کردی جائے۔

(۲۳۸۶) ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا، ان سے عبدالواحد نے بیان کیا، ان سے امشش نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ ابراہیم کی خدمت میں ہم نے بیع سلم میں رہن کا ذکر کیا، تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے اسود نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے غلہ ایک خاص مدت (کے قرض پر) خریداً اور اپنی لوہے کی زرہ اس کے پاس رہن رکھ دی۔

علوم ہوا کہ بوقت ضرورت کوئی اپنی چیز رہن بھی رکھی جا سکتی ہے۔ لیکن آج کل الاما معاملہ ہے کہ رہن کی چیز از قسم زیور وغیرہ پر بھی مہاجن لوگ سود لیتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ وہ زیور جلدی واپس نہ لیا جائے تو ایک نہ ایک دن سارا سود کی نذر ہو کر ختم ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے جس طرح سود لینا حرام ہے ویسے ہی سود دینا بھی حرام ہے۔ لہذا ایسا گروی معاملہ ہرگز نہ کرنا چاہئے۔

### ۲- باب جو شخص لوگوں کا مال ادا کرنے کی نیت سے لے اور جو ہضم کرنے کی نیت سے لے اذاءہا، اور ابتلاءہا

۱- باب مَنْ اشْتَرَى بِالدِّينِ وَلَيْسَ  
عِنْهُ ثَمَنَهُ، أَوْ لَيْسَ بِحَضْرَتِهِ

۲۳۸۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا حَرْبِيْزَ  
عَنِ الْمُغَيْرَةِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ  
عَنْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((عَرَوْتُ  
مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (كَيْفَ تَرَى بَعْيَرْكَ؟  
أَتَبِعْيَنْيَهُ؟) قُلْتُ نَعَمْ، فَبِعْنَهُ إِيَاهُ، فَلَمَّا قَدِيمَ  
الْمَدِينَةَ غَدَوْتُ إِلَيْهِ بِالْعَيْنِ، فَأَغْطَانِي  
ثَمَنَهُ)). [راجح: ۴۴۳]

۲۳۸۶- حَدَّثَنَا مُعْلَى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا  
عَنْ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ:  
((تَذَكَّرَنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ الرَّهْنَ فِي السَّلْمِ  
لَقَالَ: حَذَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَى طَعَامًا مِنْ  
يَهُودِيَّ إِلَى أَجْلِ وَرَهْنَةٍ درَغَاهُ مِنْ  
حَدِيدِي)). [راجح: ۲۰۸۶]

(۲۳۸۷) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ اویسی نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلاں نے بیان کیا، ان سے ثور بن زید نے، ان سے ابو غیث نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کوئی لوگوں کامال قرض کے طور پر ادا کرنے کی نیت سے لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی طرف سے ادا کرے گا اور جو کوئی نہ دینے کے لیے لے، تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو تباہ کر دے گا۔

حدیث نبوی اپنے مطلب میں واضح ہے۔ جس کی نیت ادا کرنے کی ہوتی ہے اللہ پاک بھی غرور اس کے لئے کچھ نہ کچھ اس باب وسائل بنا دیتا ہے۔ جن سے وہ قرض ادا کر دیتا ہے اور جن کی نیت ادا کرنے کی ہی نہ ہو، اس کی اللہ بھی مدد نہیں کرتا۔ اس صورت میں قرض لینا گویا لوگوں کے مال پر ڈاکہ ڈالتا ہے پھر ایسے لوگوں کی ساکھ بھی ختم ہو جاتی ہے اور سب لوگ اس کی بے ایمانی سے واقف ہو کر اس سے لین دین ترک کر دیتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ قرض لیتے وقت ادا کرنے کی نیت اور فکر ضروری ہے۔

### باب قرضوں کا ادا کرنا

۳- بَابُ أَدَاءِ الْدِّيُونِ ، وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ نساء میں) فرمایا۔  
”اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ انسانیں ان کے مالکوں کو ادا کرو۔ اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو۔ اللہ تمہیں اچھی ہی نصیحت کرتا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ بہت سننے والا، بہت دیکھنے والا ہے۔“

(۲۳۸۸) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کماکہ ہم سے ابو شاہ نے بیان کیا، ان سے امش نے، ان سے زید بن وہب نے اور ان سے ابو ذر بن عوشہ نے بیان کیا کہ میں نبی کرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ نے جب دیکھا، آپ کی مراد احاد پہاڑ (کو دیکھنے) سے تھی۔ تو فرمایا کہ میں یہ بھی پسند نہیں کروں گا کہ احاد پہاڑ سونے کا ہو جائے تو اس میں سے میرے پاس ایک دینار کے برابر بھی تین دن سے زیادہ باقی رہے۔ سوا اس دینار کے جو میں کسی کا قرض ادا کرنے کے لئے رکھ لوں۔ پھر فرمایا، (دنیا میں) دیکھو جو زیادہ (مال) والے ہیں وہی محتاج ہیں۔ سوا ان کے جو اپنے مال و دولت کو یوں اور یوں خرچ کریں۔ ابو شاہ راوی نے اپنے سامنے اور دائیں طرف اور پائیں طرف اشارہ کیا۔ لیکن

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤْتُوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا، وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْقُدْلَى، إِنَّ اللَّهَ يُعْلَمُ بِمَا يَعْمَلُوكُمْ بِهِ، إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾

(۲۳۸۸) - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو شَهَابٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَتَّتْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا أَبْصَرَ - يَعْنِي أَحَدًا - قَالَ : ((مَا أَحْبَبَ أَنْهُ تَحَوَّلَ لِي ذَهَبًا يَمْكُثُ عِنْدِي مِنْهُ دِينَارًا فَوْقَ ثَلَاثَةِ إِلَّا دِينَارًا أَرْصَدُهُ لِدِينِي)). ثُمَّ قَالَ : ((إِنَّ الْأَكْثَرِينَ هُمُ الْأَفْلُونَ، إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هَكَذَا وَهَكَذَا)) - وَأَشَارَ أَبُو شَهَابٍ بَيْنَ يَدَيْهِ وَعَنْ يَمْنِيهِ وَعَنْ شَمَائِلِهِ - ((وَقَلَّلَ

ایسے لوگوں کی تعداد کم ہوتی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا میں ٹھمرے رہو۔ اور آپ تھوڑی دور آگے کی طرف بڑھے۔ میں نے کچھ آواز سنی۔ (جیسے آپ کسی سے باشیں کر رہے ہوں) میں نے چاہا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ لیکن پھر آپ کا فرمان یاد آیا کہ ”میں اس وقت تک ٹھمرے رہنا جب تک میں نہ آ جاؤ۔“ اس کے بعد جب آپ تشریف لائے تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ! بھی میں نے کچھ ساتھی یا (راوی نے یہ کہا کہ) میں نے کوئی آواز سنی تھی۔ آپ نے فرمایا، تم نے بھی سنا! میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل ﷺ آئے تھے اور کہہ گئے ہیں کہ تمہاری امت کا جو شخص بھی اس حالت میں مرے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھراتا ہو، تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ میں نے پوچھا کہ اگرچہ وہ اس اس طرح (کے گناہ) کرتا رہا ہو۔ تو آپ نے کہا کہ ہاں۔

(۳۳۸۹) ہم سے احمد بن شیب بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے یونس نے کہ ابن شلب نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر میرے پاس احمد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہوتا بھی مجھے یہ پسند نہیں کہ تین دن گزر جائیں اور اس (سونے) کا کوئی بھی حصہ میرے پاس رہ جائے۔ سوا اس کے جو میں کسی قرض کے دینے کے لئے رکھ چھوڑوں۔ اس کی روایت صالح اور عقیل نے زہری سے کی ہے۔

ما فہم۔) وَقَالَ : ((مَكَانِكَ)) ، وَقَدْمَهُ غَيْرَ  
بَعْدِهِ فَسَمِعَتْ صَوَّاتِهِ ، فَأَرَدَتْ أَنْ آتِيهِ . ثُمَّ  
ذَكَرَتْ قَوْلَهُ : مَكَانِكَ حَتَّى آتِيَكَ . فَلَمَّا  
جَاءَهُ قَلَّتْ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، الَّذِي سَمِعْتَ  
- أَوْ قَالَ : الصَّوْتُ الَّذِي سَمِعْتَ -  
قَالَ : ((وَهَلْ سَمِعْتَ؟)) قَلَّتْ : نَعَمْ ، قَالَ :  
((أَتَلَيْتِ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ الصَّلَوةَ وَالسَّلَامَ  
فَقَالَ : مَنْ مَاتَ مِنْ أَمْيَلَكَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ  
شَيْئًا ذَخَلَ الْجَنَّةَ ، قَلَّتْ : وَإِنْ فَلَّ كَذَا  
وَكَذَا؟ قَالَ : نَعَمْ ) . [راجح: ۱۲۳۷]

٤٣٨٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَيْبَ بْنِ  
سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ قَالَ أَبْنُ  
شَهَابٍ : حَدَّثَنِي عَبْيَدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ  
عُبَيْدَةَ قَالَ : قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ  
أَحَدٍ ذَهَبَتْ مَا يَسْرُنِي أَنْ يَمْرُ عَلَيَّ فَلَاتَ  
وَعِنْدِي مِنْهُ شَيْءٌ ، إِلَّا شَيْءٌ أَرْصَدْتُهُ  
لِلَّذِينَ )) رَوَاهُ صَالِحٌ وَعَفَّيْلٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ )

[طرفاه في : ۶۴۴۵ ، ۷۲۲۸]

**لشیخ** باب کا مطلب اس فقرے سے ٹلتا ہے۔ مگر وہ دینار تو رہے جس کو میں نے قرضہ ادا کرنے کے لئے رکھ لیا ہو۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرض ادا کرنے کی نکل ہر شخص کو کرنا چاہئے۔ اور اس کا ادا کرنا خیرات کرنے پر مقدم ہے۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ خیرات کرنے کے لئے کوئی شخص بلا ضرورت قرض لے تو جائز ہے یا نہیں۔ اور صحیح یہ ہے کہ ادا کرنے کی نیت ہو تو جائز ہے، بلکہ ثواب ہے۔ عبد اللہ بن جعفرؑ بے ضرورت قرض لیا کرتے تھے۔ لوگوں نے پوچھا، انہوں نے کہا آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اللہ قرض دار کے ساتھ ہے یہاں تک کہ وہ اپنا قرض ادا کرے۔ میں چاہتا ہوں کہ اللہ میرے ساتھ رہے اور تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ جو شخص نیک کاموں میں خرچ کرنے کی وجہ سے قرض دار ہو جائے تو پروردگار اس کا قرض غیب سے ادا کر دیتا ہے۔ مگر انکی کیا صفت شخصیتیں آج کل نایاب ہیں۔ بہ حالات موجودہ قرض کسی حال میں بھی اچھا نہیں ہے۔ یوں مجبوری میں سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔ مگر

غیر خیرات کرنے کے لئے قرض نہ کننا تو آج کل کسی طرح بھی نیا نہیں۔ کیونکہ ادائیگی کا معاملہ بہت ہی پریشان کرنے جاتا ہے۔ پھر ایسا مقروض آدمی دین اور دنیا ہر لحاظ سے گرفتار جاتا ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو قرض سے بچائے۔ اور مسلمان قرضداروں کا غیب سے قرض ادا کرائے۔ آمين۔

### باب اونٹ قرض لیما

(۲۳۹۰) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہیں سلمہ بن کہیل نے خبر دی، کہا کہ میں نے ابو سلمہ سے سنًا وہ ہمارے گھر میں ابو ہریرہؓ سے حدیث بیان کر رہے تھے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے قرض کا تقاضا کیا اور سخت تر کہا۔ صحابہؓ نے اس کو سزا دینی چاہی تو آپؐ نے فرمایا کہ اسے کرنے دو۔ صاحب حق کے لئے کہنے کا حق ہوتا ہے اور اسے ایک اونٹ خرید کر دے دو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس کے اونٹ سے (جو اس نے آپؐ کو قرض دیا تھا) اچھی عمری کا اونٹ مل رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہی خرید کے اسے دے دو۔ کیونکہ تم میں اچھا وہی ہے، جو قرض ادا کرنے میں سب سے اچھا ہو۔ (حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے)

### باب تقاضے میں نرمی کرنا

(۲۳۹۱) ہم سے مسلم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبد الملک نے، ان سے ربیعی بن حراش نے اور ان سے حذیفہؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کرمؓ سے سنًا، آپؐ نے فرمایا کہ ایک شخص کا انتقال ہوا (قبر میں) اس سے سوال ہوا۔ تمہارے پاس کوئی نیکی ہے؟ اس نے کہا کہ میں لوگوں سے خرید و فروخت کرتا تھا۔ اور جب کسی پر میرا قرض ہوتا تو میں مالداروں کو مسللت دیا کرتا تھا اور عک دستوں کے قرض کو معاف کر دیا کرتا تھا۔ اسی پر اس کی بخشش ہو گئی۔ ابو مسعودؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کرمؓ سے سنائے۔

اس سے تقاضے میں نرمی کرنے کی فضیلت ثابت ہوئی۔ اللہ پاک نے قرآن میں فرمایا (وَإِنْ كَانَ ذُؤْغُشَةً فَنَظِرْهُ إِلَى مُنْزَهٍ وَإِنْ تَصْنَعُوا خَيْرًا لَكُمْ) (البقرة: ۲۸۰) یعنی اگر مقروض نکد دست ہو تو اس کو ڈھنیا بھتر ہے اور اگر اس پر صدقی کر دو تو یہ اور ہمیں

### ۴ - بَابُ أَسْيَقْرَاضِ الْإِبْلِ

(۲۳۹۰) حدیثنا أبو الوليد قال حدثنا شعبة قال أخبرنا سلمة بن كهيل قال: سمعت أبا سلمة يعني يحدث عن أبي هريرة رضي الله عنه : أن رجلاً تفاصي رسول الله ﷺ فأغلط له ، فهم أصحابه ، فقال : ((دعوه فإن لصاحب الحق مقلاً)) ، واشتروا له بغيرها فاغطوه إياه . وقالوا : لا نجد إلا أفعى من سيد ، قال : ((اشتروه فأغطوه إياه ، فإن خيراً لكم أحسنكم قضاء )) . [راجع: ۲۳۰۵]

### ۵ - بَابُ حُسْنِ التَّقَاضِ

(۲۳۹۱) حدثنا مسلم قال حدثنا شعبة عن عبد الملك عن ربعي عن حذيفة رضي الله عنه قال : سمعت النبي ﷺ يقول : ((مات رجل فقيل له : ما كنت تقول ؟ قال : كنت أباع الناس فلتجوز عن المؤمير وأخفق عن المفسير . لففر له )) . قال أبو مسعود : سمعته عن النبي ﷺ . [راجع: ۲۰۷۷]

بہتر ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ عمل عند اللہ بست ہی پسندیدہ ہے۔

۶- بَابُ هَلْ يُعْطَى أَكْبَرُ مِنْ سِنِّهِ؟  
باب کیا بدله میں قرض والے اونٹ سے زیادہ عمر والا اونٹ

دیا جاسکتا ہے؟

مراد یہ ہے کہ قرض میں معاملہ کی رو سے کم عمر والا اونٹ دینا ہے۔ مگر وہ نہ ملا اور بڑی عمر والا مل گیا تو اسی کو دیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ دینے والے کو اس میں نقصان بھی ہے۔

(۲۳۹۲) ہم سے مدد نے بیان کیا، ان سے بھی قحطان نے، ان سے سفیان ثوری نے، کہ مجھ سے سلمہ بن کہل نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نبی کرم ﷺ پر ایک شخص (قرض خواہ) نے اپنا قرض کا اونٹ مانگنے آیا۔ تو آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ اسے اس کا اونٹ دے دو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ قرض خواہ کے اونٹ سے اچھی عمر کا ہی اونٹ بل رہا ہے۔ اس پر اس شخص (قرض خواہ) نے کہا مجھے تم نے میرا پورا حق دیا۔ تمہیں اللہ تمہارا حق پورا پورا دے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے وہی اونٹ دے دو۔ کیونکہ بہترین شخص وہ ہے جو سب سے زیادہ بہتر طریقہ پر اپنا قرض ادا کرتا ہو۔

باب قرض اچھی طرح سے ادا کرنا

(۲۳۹۳) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ نبی کرم ﷺ پر ایک شخص کا ایک خاص عمر کا اونٹ قرض تھا۔ وہ شخص آپ نے تقاضا کرنے آیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے اونٹ دے دو۔ صحابہ نے تلاش کیا لیکن ایسا ہی اونٹ مل سکا جو قرض خواہ کے اونٹ سے اچھی عمر کا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ وہی دے دو۔ اس پر اس شخص نے کہا کہ آپ نے مجھے میرا حق پوری طرح دیا اللہ آپ کو بھی اس کا بدله پورا پورا دے۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں بہتر آدمی وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بھی سب سے بہتر ہو۔

علوم ہو اک قرض خواہ کو اس کے حق سے زیادہ دے دینا بہادر ثواب ہے۔

(۲۳۹۴) ہم سے خلاد نے بیان کیا، ان سے معرنے بیان کیا، ان سے محارب بن دثار نے بیان کیا، اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے

۲۳۹۲ - حَدَّثَنَا مُسَيْدَةُ عَنْ يَحْتَىٰ عَنْ سُفِيَّانَ قَالَ : حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ كَهْبٍ عَنْ أَبِيهِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : (أَنَّ رَجُلًا أتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ بَعِيرًا ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((أَغْطُوهُ)). فَقَالُوا : نَجِدُ إِلَّا سِنًّا أَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ ، فَقَالَ رَسُولُ الرَّجُلِ أَوْفِتَنِي أَوْفَاكَ اللَّهُ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((أَغْطُوهُ ، فَإِنَّ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَخْسَنُهُمْ قَضَاءً)). [راجح: ۲۳۰۵]

۷- بَابُ حُسْنِ الْقَضَاءِ

۲۳۹۳ - حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنًّا مِنَ الْإِبْلِ ، فَجَاءَهُ يَتَقَاضَاهُ ، فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((أَغْطُوهُ)). فَطَلَّبُوا سِنًّا فَلَمْ يَجِدُوا لَهُ إِلَّا سِنًّا فَوْقَهَا ، فَقَالَ : ((أَغْطُوهُ)). فَقَالَ أَوْفِتَنِي وَفِي اللَّهِ بَكَ . قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((إِنَّ خَيْرَكُمْ أَخْسَنُكُمْ قَضَاءً)). [راجح: ۲۳۰۵]

علوم ہو اک قرض خواہ کو اس کے حق سے زیادہ دے دینا بہادر ثواب ہے۔

۲۳۹۴ - حَدَّثَنَا خَلَادٌ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ وَقَالَ مُحَارِبُ بْنُ دَثَّارٍ عَنْ جَابِرٍ بْنِ عَنْدِ

بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو تو آپ مجبد بنوی میں تشریف رکھتے تھے۔ صورتے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ انہوں نے چاشت کے وقت کاذک کیا۔ (کہ اس وقت خدمت گبوی میں حاضر ہوا) پھر آپ نے فرمایا کہ دور کعت نماز پڑھ لو۔ میرا آپ پر قرض تھا، آپ نے اسے ادا کیا، بلکہ زیادہ بھی دے دیا۔

ایسے لوگ بہت ہی قاتل تعریف ہیں جو خوش خوش قرض ادا کر کے سبکدوشی حاصل کر لیں۔ یہ اللہ کے نزدیک بڑے پیارے بندے ہیں۔ اچھی ادائیگی کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ واجب حق سے کچھ زیادہ ہی دے دین۔

**باب اگر مقروض قرض خواہ کے حق سے کم ادا کرے**  
جب کہ قرض خواہ اسی پر راضی بھی ہو) یا قرض خواہ اسے معاف کر دے تو جائز ہے۔

(۲۳۹۵) ہم سے عبدالان نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے بیان کیا، ان سے کعب بن مالک نے بیان کیا اور انہیں جابر بن عبد اللہ رض نے خبر دی کہ ان کے والد (عبد اللہ بن عثیمین) احمد کے دن شہید کر دیئے گئے تھے۔ ان پر قرض چلا آ رہا تھا۔ قرض خواہوں نے اپنے حق کے مطالبے میں حق اختیار کی تو میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ وہ میرے باغ کی کھجور لے لیں۔ اور میرے والد کو معاف کر دیں۔ لیکن قرض خواہوں نے اس سے انکار کیا تو نبی کریم ﷺ نے انہیں میرے باغ کا میوہ نہیں دیا۔ اور فرمایا کہ ہم صح کو تمہارے باغ میں آئیں گے۔ چنانچہ جب صح ہوئی تو آپ ہمارے باغ میں تشریف لائے۔ آپ درختوں میں پھرتے رہے اور اس کے میوے میں برکت کی دعا فرماتے رہے۔ پھر میں نے کھجور توڑی اور ان کا تمام قرض ادا کرنے کے بعد بھی کھجور باتی پئی۔

ضمون باب اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے شہید صحابی ربانی کے قرض خواہوں سے کچھ قرض معاف کر دینے کے لئے فرمایا۔ جب وہ لوگ تیار نہ ہوئے تو رسول کریم ﷺ نے حضرت جابر بن عثیمین کے باغ میں دعائے برکت فرمائی۔ جس کی وجہ سے سارا قرض پورا ادا ہونے کے بعد بھی کھجور باتی رہ گئی۔

**باب اگر قرض ادا کرتے وقت کھجور کے بدلتی ہی کھجور زیا**

اللَّهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ  
وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ - قَالَ مَسْعُورٌ: أَرَاهُ  
قَالَ ضَحْنِي - فَقَالَ: ((صَلَّى رَبُّكُمْ  
وَكَانَ لِي عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَنِي)).

[راجع: ۴۴۳]

ایسے لوگ بہت ہی قاتل تعریف ہیں جو خوش خوش قرض ادا کر کے سبکدوشی حاصل کر لیں۔ یہ اللہ کے نزدیک بڑے پیارے بندے ہیں۔ اچھی ادائیگی کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ واجب حق سے کچھ زیادہ ہی دے دین۔

**۸- بَابُ إِذَا قَضَى دُونَ حَقِّهِ أَوْ**  
**خَلَّةُ فَهُوَ جَائزٌ**

(۲۳۹۵) - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ  
اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ:  
حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبٍ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ  
عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ  
فُقْلِلَ يَوْمَ أَحْدَى شَهِينَدَأْ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَأَشَدَّ  
الْغُرْمَاءِ فِي حُقُوقِهِمْ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ  
فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَقْبِلُوا تَمْرَ حَاطِبِي وَيَخْلُلُوا  
أَبِي فَآبِيَا، فَلَمْ يَعْطِهِمُ النَّبِيُّ  
وَرَقَالَ: سَنَغْدُو عَلَيْكَ، فَنَدَدَ عَلَيْنَا حِينَ  
أَصْبَحَ، فَطَافَ فِي النَّبْخِ وَدَعَا فِي تَمْرِهَا  
بِالْبَرَكَةِ، فَجَدَذَتْهَا فَقَضَيَتْهُمْ، وَبَقَى لَنَا مِنْ  
تَمْرِهَا). [راجح: ۲۱۲۷]

**۹- بَابُ إِذَا قَاصَّ ، أَوْ جَازَفَهُ فِي**

الَّذِينَ تَمْرَا بِسَمْرٍ أَوْ غَيْرِهِ

اور کوئی میوه یا انماج کے بدل برابر ناپ قول کریا اندمازہ کر کے  
دے تو درست ہے

(۲۳۹۶) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اُس نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے وہب بن کیمان نے اور انہیں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ جب ان کے والد شید ہوئے تو ایک یہودی کا تمیں وتن قرض اپنے اوپر چھوڑ گئے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے اس سے حملت مانگی، لیکن وہ نہیں مانا۔ پھر جابر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ اس یہودی (ابو شنم) سے (حملت دینے کی) سفارش کرو دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور یہودی سے یہ فرمایا کہ جابر رضی اللہ عنہ کے باغ کے پھل (جو بھی ہوں) اس قرض کے بدلتے میں لے لے، جو ان کے والد کے اوپر اس کا ہے، اس نے اس سے بھی انکار کیا۔ اب رسول کشم صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں داخل ہوئے اور اس میں چلتے رہے۔ پھر جابر رضی اللہ عنہ سے آپ نے فرمایا کہ باغ کا پھل توڑ کے اس کا قرض ادا کرو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپس تشریف لائے تو انہوں نے باغ کی کھجوریں توڑیں اور یہودی کا تمیں وتن ادا کر دیا۔ سترہ وتن اس میں سے نج بھی رہا۔ جابر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ کو بھی یہ اطلاع دیں۔ آپ اس وقت عصر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ فارغ ہوئے تو انہوں نے آپ کو اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی خبر ابن خطاب کو بھی کرو۔ چنانچہ جابر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں تو اسی وقت سمجھ گیا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں چل رہے تھے کہ اس میں ضرور برکت ہوگی۔

لشیخ یہ آپ کا مجرہ تھا۔ عرب لوگوں کو کھجور کا جو درختوں پر ہو ایسا اندمازہ ہوتا ہے کہ توڑ کر تولیں ناپیں تو اندمازہ بالکل صحیح نکلتا ہے۔ سیر دو سیر کی کی بیشی ہو تو یہ اور بات ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ڈیوڑھ سے زیادہ کافر نکلے۔ اگر کھجور پہلے ہی سے زیادہ ہوتی تو یہودی خوشی سے باغ کا سب میوه اپنے قرض کے بدل قبول کر لیتا۔ مگر وہ تمیں وتن سے بھی کم معلوم ہوتا تھا۔ آپ کے دہان پھرنے اور دعا کرنے کی برکت سے وہ ۷۳ وتن ہو گیا۔ یہ امر عقل کے خلاف نہیں ہے حضرت عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کے مجرمات کمر سے کمر غافر ہوتے رہے ہیں۔

### باب قرض سے اللہ کی پناہ مانگنا

(۲۳۹۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہمیں شعیب نے خبر دی، وہ زھری سے روایت کرتے ہیں (دوسری سندا) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالجہید نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے محمد بن ابی عتیق نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا، ان سے عروہ نے بیان کیا، اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دعا کرتے تو یہ بھی کہتے ”اے اللہ! میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ قرض سے اتنی پناہ مانگتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ جب آدمی مکروض ہوتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ اور وعدہ کر کے اس کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

### باب قرض دار کی نماز جنازہ کا بیان

(۲۳۹۸) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ثابت نے، ان سے ابو حازم نے اور ان سے ابو ہریرہ بن عثمان نے کہ بنی کرمہ نے فرمایا جو شخص (اپنے انتقال کے وقت) مال چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے۔ اور جو قرض چھوڑے تو وہ ہمارے ذمہ ہے۔

(۲۳۹۹) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو عامر نے بیان کیا، ان سے فلیخ نے بیان کیا، ان سے ہلال بن علی نے، ان سے عبدالرحمن بن ابی عمرو نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنی کرمہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر مومن کا میں دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ قریب ہوں۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ ”بنی مومنوں سے ان کی جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔“ اس لئے جو مومن بھی انتقال کر جائے اور مال چھوڑ جائے تو چاہئے کہ ورثا اس کے مالک ہوں۔ وہ جو بھی ہوں، اور جو شخص قرض

۱۰ - بَابُ مَنِ اسْتَعَاذَ مِنَ الدِّينِ  
۲۳۹۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعْبَ  
عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ:  
حَدَّثَنِي أَبِي عَيْنَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ  
أَبِي عَيْنَةِ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ عَرْوَةَ أَنَّ  
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ كَانَ يَذْغُو فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ:  
((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْتَمِ  
وَالْمَغْرَمِ)). فَقَالَ قَاتِلُ: مَا أَكْثَرَ مَا  
تَسْتَعِذُنَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنَ الْمَغْرَمِ؟ قَالَ:  
((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غُرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ  
وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ)). [راجح: ۸۳۲]

۱۱ - بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى مَنْ تَرَكَ دِينًا  
۲۳۹۸ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا  
شَعْبَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ، وَمَنْ  
تَرَكَ كَلَامًا فَإِلَيْنَا)). [راجح: ۲۲۹۸]

۲۳۹۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فَلَيْحَةُ عَنْ  
هِلَالِ بْنِ عَلَيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي  
عُمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا  
أَوْنَى بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ). افْرُوا إِنْ  
شِئْتُمْ: هُنَّ الَّذِي أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ  
أَنفُسِهِمْ)، فَإِنَّمَا مُؤْمِنٍ مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا

چھوڑ جائے یا اولاد چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آ جائیں کہ ان کا ولی میں ہوں۔

فَلَيْرَثُهُ عَصَبَتُهُ مِنْ كَانُوا، وَمَنْ تَرَكَ دُنْيَا  
أَوْ ضَيَاعًا فَلَيْلَاتِنِي، فَأَنَا مَوْلَاهُ)).

[راجح: ۲۲۹۸]

**تشیعی** یعنی اس کے بال بچوں کو پرورش کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ یعنی بیت المال میں سے یہ خرچہ دیا جائے گا۔ سبحان اللہ! اس سے زیادہ شفقت اور عنایت کیا ہوگی۔ جو حضرت رسول کریم ﷺ کو اپنی امت سے تھی۔ باپ بھی بیٹے پر اتنا میراں نہیں ہوتا جتنے آخر پرست ﷺ کی مسلمانوں پر میراں تھی۔ یہی وجہ تھی کہ مسلمان بھی سب آپ پر جان و دل سے فدا تھے۔ مسلمانوں کی حکومت کیا تھی، ایک جمہوریت تھی۔ ملک کے انتظام اور آمدی میں مسلمان سب برادر کے شریک تھے۔ اور بیت المال یعنی خزانہ ملک سارے مسلمانوں کا حصہ تھا۔ یہ نہیں کہ وہ بادشاہ کا ذاتی سمجھا جائے کہ جس طرح چاہے، اپنی خواہشوں میں اس کو اڑائے اور مسلمان قاتے مرتے رہیں۔ جیسے ہمارے زمانے میں عموماً مسلمان رئیسوں اور نوابوں کا حال ہے۔ اللہ ان کو ہدایت کرے۔

«الْكَبِيْرُ أَوْلَى بِالنَّفْوِ مِنْ مَنْ لَا يَنْفَهِمُهُمْ»۔ (الاحزاب: ۴) یعنی جتنا ہر مرد میں خود اپنی جان پر آپ میراں ہوتا ہے اس سے زیادہ آخر پرست ﷺ اس پر میراں ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی گناہ اور کفر کر کے اپنے تین ہلاکت ابدي میں ڈالنا چاہتا ہے اور آخر پرست ﷺ اس کو بچانا چاہتے ہیں اور فلاح ابdi کی طرف لے جاتا۔ اس لئے آپ ہر مرد میں پر خود اس کے نفس سے بھی زیادہ میراں ہیں۔ اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ جو نادار غریب مسلمان بحالت قرض انتقال کر جائیں، بیت المال سے ان کے قرض کی ادائیگی کی جائے گی۔ بیت المال سے وہ خزانہ مراد ہے جو اسلامی خلافت کی تحریک میں ہوتا ہے۔ جس میں اموال غنائم، اموال زکوٰۃ اور دیگر قسم کی اسلامی آمدیاں جمع ہوتی ہیں۔ اس بیت المال کا ایک مصرف نادار غریب مسکین کے قرضوں کی ادائیگی بھی ہے۔

### باب ادائیگی میں مالدار کی طرف سے ثال مثول کرنا ظلم ہے

(۲۳۰۰) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد الاعلیٰ نے بیان کیا، ان سے معترنے، ان سے ہمام بن منبه، وہب بن منبه کے بھائی نے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مالدار کی طرف سے (قرض کی ادائیگی میں) ثال مثول کرنا ظلم ہے۔

### باب جس شخص کا حق نکلتا ہو وہ تقاضا کر سکتا ہے

اور نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ (قرض کے ادا کرنے پر) قدرت رکھنے کے باوجود ثال مثول کرنا، اس کی سزا اور اس کی عزت کو حلال کر دیتا ہے۔ سفیان نے کہا کہ عزت کو حلال کرنا یہ ہے کہ قرض خواہ کے "تم صرف ثال مثول کر رہے ہو۔" اور اس کی سزا قید کرنا ہے۔

(۲۳۰۱) ہم سے مدد نے بیان کیا، ان سے سچی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے سلمہ نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ

### ۱۲ - بَابٌ مَطْلُوْلُ الْغَنِيُّ ظُلْمٌ

۲۴۰۰ - حَدَثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَثَنَا عَبْدُ  
الْأَعْلَمِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ بْنِ مُنْبِهِ أَخْيَ  
وَهَبِ بْنِ مُنْبِهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
(مَطْلُوْلُ الْغَنِيُّ ظُلْمٌ). [راجح: ۲۲۸۷]

۱۳ - بَابُ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالٌ  
وَيَذَكُرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَيُ الْوَاجِدُ يَحْلُ  
غَفْوَيْهُ وَغَرَضَهُ)). قَالَ سُفِيَّانُ عِرْضَةُ:  
يَقُولُ مَطْلَقَتِي. وَغَفْوَيْهُ : الْجَبَسُ.

۲۴۰۱ - حَدَثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَثَنَا يَحْتَى  
عَنْ شَبَّةَ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ

رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص قرض مانگنے اور سخت تقاضا کرنے لگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی گوشائی کرنی چاہی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو، حق دار ایسی باتیں کہہ سکتا ہے۔

اس حدیث سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حقوق العباد کے معاملہ میں اسلام نے کس قدر ذمہ داریوں کا احساس دلایا ہے۔ مذکورہ قرض خواہ وقت مقررہ سے پہلے ہی تقاضا کرنے آگیا تھا۔ اس کے باوجود آنحضرت ﷺ نے صرف اس کی سخت کلامی کو برداشت کیا بلکہ اس کی سخت کلامی کو رو رکھا۔

**باب اگر بیع یا قرض یا امانت کمال بجنسہ دیوالیہ شخص کے پاس مل جائے تو جس کا وہ مال ہے دوسرے قرض خواہوں سے زیادہ اس کا حق دار ہو گا**

اور حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب کوئی دیوالیہ ہو جائے اور اس کا (دیوالیہ ہونا حاکم کی عدالت میں) واحد ہو جائے تو نہ اس کا اپنے کسی غلام کو آزاد کرنا جائز ہو گا اور نہ اس کی خرید و فروخت صحیح مانی جائے گی۔ سعید بن میسب نے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا تھا کہ جو شخص اپنا حق دیوالیہ ہونے سے پہلے لے تو وہ اسی کا ہو جاتا ہے اور جو کوئی اپنا ہی سامان اسکے ہاں پہچان لے تو وہی اس کا مستحق ہوتا ہے۔

مثلاً نبی نے عمرو کے پاس ایک گھوڑا امانت رکھایا اس کے ہاتھ ادھار پیجا، یا قرض دیا، اب عمرو نادار ہو گیا، گھوڑا جوں کا توں عمرو کے پاس ملا۔ تو نبی اس کو لے لے گا وہ سرے قرض خواہوں کا اس میں حصہ نہ ہو گا)

(۲۴۰۲) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، ان سے زہیر نے بیان کیا، انہوں نے ان سے بیکی، بن سعید نے بیان کیا، کہما کہ مجھے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے خردی، انہیں عمر بن عبد العزیز نے خردی، انہیں ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام نے خردی، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے تھا، جو شخص ہو بہو اپنا مال کسی شخص کے پاس پالے جب کہ وہ شخص دیوالیہ قرار دیا جا چکا ہو۔ تو صاحب مال ہی اس کا دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ مستحق ہے۔

أبِي هُرَيْثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ يَتَفَاضَاهُ فَأَغْلَظَ لَهُ، فَهُمْ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ: ((دَعْوَةُ فِيَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقْلَلًا)). [راجح: ۲۳۰۵]

**١٤ - بَابُ إِذَا وَجَدَ مَالَهُ عِنْدَ مُفْلِسٍ فِي الْبَيْعِ وَالْقَرْضِ وَالْوَدْعَةِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ**

وَقَالَ الْخَسْنُ : إِذَا أَفْلَسَ وَتَبَيَّنَ لَمْ يَجِدْ عِنْقَةً وَلَا بَيْعَةً وَلَا شَرَاوِهً . وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ : فَضَى عُثْمَانُ مَنِ افْتَضَى مِنْ حَقِّهِ قَبْلَ أَنْ يُفْلِسَ فَهُوَ لَهُ، وَمَنْ عَرَفَ مَتَاعَةً بِعِنْقِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ .

(۲۴۰۲) - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زَهْرَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرٍ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَمْرُو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ عُمَرَ عَبْدَ الْعَزِيزِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هَشَّامَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - أَوْ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ - : ((مَنْ أَذْرَكَ مَالَهُ بِعِنْقِهِ عِنْدَ رَجُلٍ أَوْ إِنْسَانٍ

فَذَلِكَ أَقْرَبُ الْحَقِّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ))۔

**تشریح** اگر وہ چیز بدل گئی، مثلاً سوتا خریدا تھا، اس کا زیور بناڑا تو اب سب قرض خواہوں کا حق اس میں برابر ہو گا۔ حفیہ نے اس حدیث کے خلاف اپنا مذہب قرار دیا ہے اور قیاس پر عمل کیا ہے۔ حالانکہ وہ دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ قیاس کو حدیث کے خلاف ترک کر دینا چاہیے۔

حدیث اپنے مضمون میں واضح ہے کہ جب کسی شخص نے کسی شخص سے کوئی چیز خریدی اور اس پر قبضہ بھی کر لیا۔ لیکن قیمت نہیں ادا کی تھی کہ وہ دیوالیہ ہو گیا۔ پس اگر وہ اصل سالان اس کے پاس موجود ہے تو اس کا مسٹحق بیچنے والا ہی ہو گا اور دوسرے قرض خواہوں کا اس میں کوئی حق نہ ہو گا۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کا یہ مسلک ہے جو حدیث ہذا سے ظاہر ہے۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بھی یہی ہے۔

**باب أَكْرَبُ كُوَّى الْمَدَارِ هُوَ كُلُّ پُرْبُوْنِ تَكْ قَرْضَ اَدَاكْرَنَےِ كَا  
وَعْدَهُ كَرَءَ تَوْيِهِ مَالٍ مَثُولٍ كَرَنَانِيْسِ سَمْجَاجَائِيْسِ**

اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے والد کے قرض کے سلسلے میں جب قرض خواہوں نے اپنا حق مانگنے میں شدت اختیار کی، تو نبی کریم ﷺ نے ان کے سامنے یہ صورت رکھی کہ وہ میرے باغ کا میوه قبول کر لیں۔ انہوں نے اس سے انکار کیا، اس لئے نبی کریم ﷺ نے باغ نہیں دیا اور نہ پھل توڑوائے بلکہ فرمایا کہ میں تمہارے پاس کل آؤں گا۔ چنانچہ دوسرے دن صبح ہی آپؐ ہمارے یہاں تشریف لائے اور پھلوں میں برکت کی دعا فرمائی۔ اور میں نے (اسی باغ سے) ان سب کا قرض ادا کر دیا۔

**باب دِيَالِيهِ يَا مُحْتَاجَ كَمَالٍ بَيْعَ كَرْ قَرْضَ خَواهُوْنَ كُو  
بَانِثَ دِيَنَا يَا خَوَادِسَ كُوْهِي دَيَ دِيَنَا كَه  
أَپِي ذَاتَ پَرْ خَرْجَ كَرَءَ**

(۲۳۰۳) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے حسین معلم نے بیان کیا، ان سے عطاء بن الی ربان نے بیان کیا، اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے اپنا ایک غلام اپنی موت کے ساتھ آزاد کرنے کے لئے کہا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس غلام کو مجھ سے کون خریدتا ہے؟ نعیم بن عبد اللہ نے اسے خرید لیا اور آخر حضرت ﷺ نے اس کی قیمت

**١٥ - بَابُ مَنْ أَحْرَرَ الْغَرَبِينَ إِلَى الْعَدِ  
أَوْ نَخْوِهِ وَلَمْ يَرَ ذَلِكَ مَطْلَأً**

وَقَالَ جَابِرٌ: (اَشْتَدَ الْغَرَمَاءُ فِي حَقْوَقِهِمْ  
فِي دِيَنِ اَبِي، فَسَأَلَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يَقْبَلُوا  
ثَمَرَ حَاطِطيٍ فَأَبَوَا ، فَلَمْ يَغْطِهِمْ الْحَاطِطُ  
وَلَمْ يَكْسِرْهُمْ لَهُمْ وَقَالَ: ((سَأَغْدُو  
عَلَيْنِكُمْ)) غَدًا)، فَقَدَا عَلَيْنَا جِينَ أَصْبَحَ  
فَدَعَا فِي ثَمَرَهَا بِالْبَرَكَةِ، فَقَضَيْتُهُمْ)).

**١٦ - بَابُ مَنْ بَاعَ مَالَ الْمُفْلِسِ  
أَوْ الْمُدْعِمِ فَقَسَمَهُ بَيْنَ الْغَرَمَاءِ، أَوْ  
أَعْطَاهُ حَتَّى يُفْقَدَ عَلَى نَفْسِهِ**

**٤٠٣ - حَدَّثَنَا مُسَدْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ  
بْنُ زُرْبَعَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعْلَمُ قَالَ  
حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ اَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ  
عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((أَعْنَقَ  
رَجُلٌ غَلَامًا لَهُ عَنْ ذَبْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:  
((مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنْيِ؟)) فَاشْتَرَاهُ نَعِيمُ بْنُ**

(آٹھ سو درہم) وصول کر کے اس کے مالک کو دے دی۔

عبدِ اللہ، فَأَخْذَ ثُمَّةً فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ۔)

[راجع: ۲۱۴۱]

ایسے باب کا مضمون ثابت ہوا۔ شخص ذکور مفلس تھا، صرف وہی غلام اس کا سرمایہ تھا اور اس کے لئے اس نے اپنے مرنے کے بعد آزادی کا اعلان کر دیا تھا جس سے دیگر مستحقین کی حق تلفی ہوتی تھی۔ لذا آنحضرت ﷺ نے اسے اس کی حیات ہی میں فروخت کر دیا۔

### باب ایک معین مدت کے وعدہ پر قرض دینا یا بیع کرنا

اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کسی مدت معین تک کے لئے قرض میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ اس کے درہموں سے زیادہ کھرے درہم اسے ملیں۔ لیکن اس صورت میں جب کہ اس کی شرط نہ لگائی ہو۔ عطاہ اور عمربن دینار نے کہا کہ قرض میں، قرض لینے والا اپنی مقررہ مدت کا پابند ہو گا۔

(۲۳۰۳) یاith نے بیان کیا کہ مجھ سے جعفر بن رییم نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن ہرمز نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے کسی اسرائیلی شخص کا تذکرہ فرمایا جس نے دوسرے اسرائیلی شخص سے قرض مانگا تھا۔ اور اس نے ایک مقررہ مدت کے لئے اسے قرض دے دیا تھا۔ (جس کا ذکر پسلے گذر چکا ہے)

### ۱۷ - بَابُ إِذَا أَقْرَضَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمَّى ، أَوْ أَجَلَةً فِي الْبَيْعِ

قالَ ابْنُ عَمْرٍو فِي الْقَرْضِ إِلَى أَجَلٍ : لَا  
بَأْسَ بِهِ ، وَإِنْ أُغْطِيَ أَفْضَلُ مِنْ ذَرَاهِيْهِ  
مَا لَمْ يَشْرُطْ. وَقَالَ عَطَاءُ وَعَمْرُو بْنُ  
دِينَارٍ : هُوَ إِلَى أَجَلِهِ فِي الْقَرْضِ .

۴ - ۲۴۰ - وَقَالَ النَّبِيُّ : حَدَّثَنِي جَعْفُرُ  
بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزَ عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ سَأَلَ  
عَنْهُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يُسْلِفَهُ، فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ  
إِلَى أَجَلٍ مُسَمَّى . الْحَدِيثُ .

[راجع: ۱۴۹۸]

(۲۳۰۵) ہم سے مویں نے بیان کیا کہ ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے مغیرہ نے، ان سے عامر نے، اور ان سے جابر بن شوشن نے بیان کیا کہ (میرے والد) عبداللہ بن شوشن شید ہوئے تو اپنے بیچھے بال پیچے اور قرض چھوڑ گئے۔ میں قرض خواہوں کے پاس گیا کہ اپنا کچھ قرض معاف کر دیں۔ لیکن انہوں نے انکار کیا، پھر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے ان کے پاس سفارش کروائی۔

### ۱۸ - بَابُ الشَّفَاعَةِ فِي وَضْعِ الدِّينِ

۲۴۰ - حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا قَالَ أَبُو  
عَوَادٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ عَامِرِ بْنِ جَابِرِ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((أَصِيبَ عَبْدُ اللَّهِ وَتَرَكَ  
عِيَالًا وَدِينًا، فَطَلَبَتِ إِلَى أَصْحَابِ الدِّينِ  
أَنْ يَقْبَعُوا بَعْضًا مِنْ دِينِهِ فَأَبْوَا، فَأَنْتَ  
النَّبِيُّ ﷺ فَاسْتَشْفَتُ بِهِ عَلَيْهِمْ فَأَبْوَا .

انہوں نے اس کے باوجود بھی انکار کیا۔ آخر آپ نے فرمایا کہ (اپنے باغ کی) تمام کھجور کی قسمیں الگ الگ کرو۔ عذق بن زید الگ، لین الگ اور عجو الگ (یہ سب عمدہ قسم کی کھجوروں کے نام ہیں) اس کے بعد قرض خواہوں کو بلا و اور میں بھی آؤں گا۔ چنانچہ میں نے ایسا کر دیا۔ جب نبی کرم ﷺ تشریف لائے تو آپ ان کے ڈھیر بیٹھ گئے۔ اور ہر قرض خواہ کے لئے ماپ شروع کر دی۔ یہاں تک کہ سب کا قرض پورا ہو گیا اور کھجور اسی طرح باقی رہی جیسے پلے تھی۔ گویا کسی نے اسے چھوڑا تک نہیں ہے۔

(۲۳۰۶) اور ایک مرتبہ میں نبی کرم ﷺ کے ساتھ ایک جماد میں ایک اونٹ پر سوار ہو کر گیا۔ اونٹ تھک گیا۔ اس لئے میں لوگوں سے پیچھے رہ گیا۔ اتنے میں نبی کرم ﷺ نے اسے پیچھے سے مارا اور فرمایا کہ یہ اونٹ مجھے بیج دو۔ مدینہ تک اس پر سواری کی تمیس اجازت ہے۔ پھر جب ہم مدینہ سے قریب ہوئے تو میں نے نبی کرم ﷺ سے اجازت چاہی، عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے ابھی نبی شادی کی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا، ”کواری سے کی ہے یا یوہ سے؟“ میں نے کہا کہ یوہ سے، ”میرے والد عبد اللہ بن عثمن شہید ہوئے تو اپنے پیچھے کئی چھوٹی پچیاں چھوڑ گئے ہیں۔ اس لیے میں نے یوہ سے کی تاکہ انہیں تعلیم دے اور ادب سکھاتی رہے۔ پھر آپ نے فرمایا، ”اچھا اب اپنے گھر جاؤ۔ چنانچہ میں گھر گیا۔ میں نے جب اپنے ماہوں سے اونٹ پیچنے کا ذکر کیا تو انہوں نے مجھے لامت کی۔ اس لیے میں نے ان سے اونٹ کے تھک جانے اور نبی اکرم ﷺ کے واقعہ کا بھی ذکر کیا۔ اور آپ کے اونٹ کو مارنے کا بھی۔ جب نبی کرم ﷺ مدینے پہنچنے تو میں بھی بیج کے وقت اونٹ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے اونٹ کی قیمت بھی دے دی اور وہ اونٹ بھی مجھ کو واپس بخش دیا اور قوم کے ساتھ میرا (مال غیرت کا) حصہ بھی مجھ کو بخش دیا۔

**لشیخ** ماہوں نے اس وجہ سے لامت کی ہو گی کہ انحضرت ﷺ کے باقی اونٹ پہنچا کیا ضرور تھا۔ یوں ہی آپ کو دے دیا ہوتا۔ بعض نے کہ اس بات پر کہ ایک ہی اونٹ ہمارے پاس تھا۔ اس سے گمرا کام کا ج لکھتا تھا، وہ بھی تو نے بیج ڈالا۔ اب

فَقَالَ: ((صَنَفْتُ تَمْرَكَ تَكْلِيْشَ شَنِيعَ مِنْهُ عَلَى حِدَّتِهِ: عَذْقُ ابْنِ زَيْدٍ عَلَى حِدَّةِ، وَاللَّذِينَ عَلَى حِدَّةِ، وَالْغَجْوَةِ عَلَى حِدَّةِ، ثُمَّ أَخْضِرُهُمْ حَتَّى آتَيْنَكُمْ)). فَفَعَلَتْ. ثُمَّ جَاءَ لِكُلِّ رَجُلٍ حَتَّى لَفَقَدَ عَلَيْنَا، وَكَالَّا كَلَّا لِكُلِّ رَجُلٍ حَتَّى اسْتَوْفَى، وَبَقَى التَّمْرُ كَمَا هُوَ كَانَهُ لَمْ يُمْسِ)). [راجح: ۲۱۲۷]

۴۰۶ - ((وَغَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى نَاصِحٍ لَنَا، فَأَزْحَفَ الْجَمَلُ فَتَخَلَّفَ عَلَى لَوْكَرَةِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ خَلْفِهِ. قَالَ: بِعِنْيَهِ وَلَكَ ظَهْرَةً إِلَى الْمَدِّيْنَةِ - فَلَمَّا دَنَوْنَا اسْتَأْذَنْتُ فَلَقْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي حَدَّيْنِيْتُ عَهْدَ بِعْرَسٍ قَالَ ﷺ: (فَإِنَّمَا تَرَوْجُتَ، بِكُرَّا أَمْ نَيْلَا؟) فَلَقْتُ: نَيْلَا، أَصِيبَ عَبْدُ اللَّهِ وَتَرَكَ جَوَارِيَ صِيفَارَا فَتَرَوْجَتْ نَيْلَا تَعْلَمُهُنَّ وَتَرَدَّبُهُنَّ. ثُمَّ قَالَ: (أَنْتَ أَهْلُكَ). فَقَدِيمَتْ فَأَخْبَرْتُ خَالِيَ بَيْتِ الْجَمَلِ، وَبِاللَّذِي كَانَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَوَكِرَهَ إِيَاهُ. فَلَمَّا قَدِيمَ النَّبِيِّ ﷺ غَدَوْتُ إِلَيْهِ بِالْجَمَلِ، فَأَعْطَانِي ثَمَنَ الْجَمَلِ وَالْجَمَلَ وَسَهْمِي مَعَ الْقَوْمِ)). [راجح: ۴۴۳]

تکلیف ہوگی۔ بعض نے کہا مامول سے جد بہ قیس مراد ہے وہ منافق تھا۔

## ۱۹۔ بَابُ مَا يُنْهَىٰ عَنِ إِصْنَاعَةِ الْمَالِ بَابُ مَالٍ كَوْتَابَهُ كَرْبَلَيْحَنِي بَعْدَ جَاءَ سَرَافَ مَنْعَهُ ہے

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا (اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورہ یونس میں کہ) اور اللہ فسادیوں کا منصوبہ چلنے نہیں دیتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ ہود میں) فرمایا ہے۔ کیا تم ساری نماز تھیں یہ بجا تی ہے کہ جسے ہمارے باپ دادا پوچھتے چلے آئے ہیں ہم ان بتوں کو چھوڑ دیں یا اپنے مال میں اپنی طبیعت کے مطابق تصرف کرنا چھوڑ دیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ نساء میں) ارشاد فرمایا اپناروپیہ بے وقوف کے ہاتھ میں مست و اور بے وقوفی کی حالت میں ججر کرنا۔

وَقُولِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿هُوَ اللَّهُ لَا يُحِبُّ  
الْفَسَادَ﴾ وَلَا يُصْلِحُ عَمَلَ  
الْمُفْسِدِينَ، وَقَالَ فِي قَوْلِهِ:  
﴿أَصَلَّوْا نَكْ تَأْمُرُكَ أَنْ تَرْكَ مَا يَعْتَدُ آبَاؤُنَا  
أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُهُ، وَقَالَ  
تَعَالَى: ﴿هُوَ لَا تُنْتَوَا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ﴾  
وَالْحَجَرُ فِي ذَلِكَ، وَمَا يُنْهَىٰ عَنِ  
الْجَدَاعِ.

**لَئِنْ شَاءْتَ مُحَاجِجَ** بے وقوف سے مراد نادان ہیں جو مال کو سنجال نہ سکیں بلکہ اس کو تباہ اور بریاد کر دیں۔ جیسے عورت، بچے، کم عقل جوان بورڈھے دغیرہ، مجرم کا سنت نفت میں روکنا، منع کرنا۔ اور شرع میں اس کو کہتے ہیں کہ حاکم اسلام کسی شخص کو اس کے اپنے مال میں تصرف کرنے سے روک دے۔ اور یہ دو وجہ ہے ہوتا ہے یا تو وہ شخص بے وقوف ہو، اپنامال تباہ کرتا ہو یا وہ سروں کے حقوق کی خلافات کے لیے۔ مثلاً میون مغلس پر مجرم کرنا، قرض خواہوں کے حقوق بچانے کے لئے۔ یا راہین پر یا مہین پر مرتن اور دارث کا حق بچانے کے لئے۔ اس روکنے کو شرعی اصطلاح میں مجرم کہا جاتا ہے۔

آیات قرآنی کے یہ بھی ظاہر ہوا کہ حلال طور پر کلایا ہوا مال بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کا ضائع کرنا یا ایسے نادانوں کو اسے سوچنا جو اس کی خلافت نہ کر سکیں باوجود یہ کہ وہ اس کے حق داہر ہیں۔ پھر بھی ان کو ان کے گزارے سے نیادہ نہ اس مال کو گویا ضائع کرنا ہے جو کسی طرح جائز نہ ہو گا۔

(۲۳۰۷) ہم سے ابو عیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان بن عبیینہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن زیارت نے بیان کیا، انہوں نے ابن عمر شیخیت سے سنائیں، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ خرید و فروخت میں مجھے دھوکا دے دیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب خرید و فروخت کیا کرے، تو کہ دیا کر کہ کوئی دھوکا نہ ہو، چنانچہ پھر وہ شخص اسی طرح کہا کرتا تھا۔

ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور مجھ کو تین دن تک اقتیار ہے۔ یہ حدیث اپر گذر چکی ہے۔ یہاں باب کی مناسبت یہ ہے کہ آخرضرت شیخیت نے مال کو تباہ کرنا برا جانا، اس لیے اس کو یہ حکم دیا کہ بیع کے وقت پہنچ کر کا کرد، دھوکا فریب کا کام نہیں ہے۔

۲۴۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا  
سُفِيَّانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَعَفْتُ  
إِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((قَالَ  
رَجُلٌ لِّنَسِيٍّ ﷺ إِنِّي أَخْدَعُ فِي الْبَيْعِ،  
فَقَالَ: ((إِذَا بَأْيَتَ فَقُلْ: لَا خِلَاقَةَ)).  
فَكَانَ الرُّجُلُ يَقُولُهُ)). [راجح: ۲۱۱۷]

(۲۳۰۸) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، ان سے جریئے

بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے شجی نے، ان سے مخدہ بن شعبہ کے غلام و رادنے اور ان سے مغیرہ بن شعبہ بن شعبہ نے بیان کیا کہ بنی کسم ملٹیپل نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تم پر ماں (اور باپ) کی نافرمانی، لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا (واجب حقوق کی) اداگی نہ کرنا اور (دوسرے) کامل ناجائز طریقہ پر) دبایتہ حرام قرار دیا ہے۔ اور فضول بکواس کرنے، اور کثرت سے سوالات کرنے اور مال ضائع کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

عن مقصود عن الشفیع عن وزاد مؤلم المفیرہ بن شعبہ عن المفیرہ بن شعبہ قال: قال النبي ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ حَرَمَ عَلَيْكُمْ عَفْوَ الْأَمْهَاتِ، وَوَادَ الْبَنَاتِ، وَمَنْعَ وَقَاتِهِاتِ، وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةُ السُّؤَالِ، وَإِصْنَاعَةُ الْمَالِ)). [راجح: ۸۴۴]

لفظ معاوہات کا ترجمہ بعض نے یوں کیا ہے اپنے اوپر پر جو حق واجب ہے جیسے زکوٰۃ، بال بچوں، ناتے والوں کی پورش، وہ نہ دینا۔ اور جس کا لینا حرام ہے یعنی پرایا مال وہ لے لینا، قیل و قال کا مطلب خواہ مخواہ اپنا علم جانے کے لیے لوگوں سے سوالات کرنا۔ یا بے ضرورت حالات پوچھنا، کیونکہ یہ لوگوں کو برا معلوم ہوتا ہے۔ بعض بات وہ بیان کرنا نہیں چاہتے۔ اسکے پوچھنے سے ناخوش ہوتے ہیں۔

**تبیہ** ترجمہ باب لفظ اضاعۃ المال سے نکلتا ہے یعنی مال ضائع کرنے کا مال برباد کرنا یہ ہے کہ کھانے پینے لباس وغیرہ میں بے ضرورت تکلف کرنا۔ باس پر سونے چاندی کا مطلع کرنا۔ دیوار چھست وغیرہ سونے چاندی سے رکنا۔ سعید بن جبیر نے کماں برباد کرنا یہ ہے کہ حرام کاموں میں خرچ کرے اور صحیح یہی ہے کہ خلاف شرع جو خرچ ہو، خواہ دینی یا دینیادی کام میں وہ برباد کرنے میں داخل ہے۔ بہر حال جو کام شرعاً منع ہیں جیسے پنگ بازی، مرغ بازی، آتش بازی، ناج رنگ ان میں تو ایک یہی بھی خرچ کرنا حرام ہے۔ اور جو کام ثواب کے ہیں مثلاً محتابوں، سفاروں، غریبوں، بیاروں کی خدمت، قوی کام جیسے درسے، بل، مسراۓ مسجد، محتاج خانے، شفا خانے بنانا، ان میں جتنا خرچ کرے وہ ثواب ہی ثواب ہے۔ اس کو برباد کرنا نہیں کہ سکتے۔ رہ گیا اپنے نفس کی لذت میں خرچ کرنا تو اپنی حیثیت اور حالت کے موافق اس میں خرچ کرنا اسraf نہیں ہے۔ اسی طرح اپنی عزت یا آبرو بچانے کے لئے یا کسی آفت کو روکنے کے لیے۔ اس کے سوابے ضرورت نفسانی خوبیوں میں مال خرچ کرنا مثلاً بے فائدہ بنتے، کچھے بنا لیتا، یا بست سے گھوڑے رکھنا، یا بہت ساسامان خریدنا یہ بھی اسraf میں داخل ہے۔

۲۰ - بَابُ الْعَبْدِ رَاعِي فِي مَالِ سَيِّدِهِ  
باب غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اس کی اجازت کے  
بغیر اس میں کوئی تصرف نہ کرے

(۲۳۰۹) ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں سالم بن عبد اللہ نے خبر دی اور انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سن، تم میں سے ہر فرد ایک طرح کا حاکم ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس تے سوال ہو گا۔ پس بادشاہ حاکم ہی ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں، اس سے سوال ہو گا۔ ہر انسان اپنے

۲۴۰۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي هَنَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعْيِهِ)) فَالإِمَامُ رَاعٍ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ

گھر کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ خادم اپنے آقا کے مال کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ سب میں نے رسول اللہ ﷺ سے ساتھا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مرد اپنے والد کے مال کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ پس ہر شخص حاکم ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔

**لشیخ** یہ حدیث ایک بہت بڑے تمدنی اصول پر مشتمل ہے۔ دنیا میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جس کی کچھ نہ ذمہ داریاں نہ ہوں۔ ان ذمہ داریوں کو محسوس کر کے صحیح طور پر ادا کرنا یعنی شرعی مطالبه ہے۔ ایک حاکم بادشاہ اپنی رعایا کا ذمہ دار ہے، گھر میں مرد جملہ اہل خانہ پر حاکم ہے۔ عورت گھر کی مالکہ ہونے کی حیثیت سے گھر اور اولاد کی ذمہ دار ہے۔ ایک غلام اپنے آقا کے مال میں ذمہ دار ہے۔ ایک مرد اپنے والد کے مال کا ذمہ دار ہے الفرض اسی سلسلہ میں تقریباً دنیا کا ہر انسان بندھا ہوا ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہر شخص اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرے۔ حاکم کا فرض ہے اپنی حکومت کے ہر کہ رومنہ پر نظر شفقت رکھے۔ ایک مرد کا فرض ہے کہ اپنے جملہ اہل خانہ پر توجہ رکھے۔ ایک عورت کا فرض ہے کہ اپنے شوہر کے گھر کی ہر طرح سے پوری پوری حفاظت کرے۔ اس کی دولت اور اولاد اور عزت میں کوئی خیانت نہ کرے۔ ایک غلام، نوکر، مزدور کا فرض ہے کہ اپنے فرائض مخلقه کی ادائیگی میں اللہ کا خوف کر کے کوتاہی نہ کرے۔ یہی باب کا مقصد ہے۔

## ۳۴۔ کتاب الْحُصُبِ مَاتَ

### کتاب نالشوں اور جھگڑوں کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ

۱۔ بَابُ مَا يُذْكُرُ فِي الْأَشْخَاصِ، بَابُ قِرْضَدَارِ كُوپِكُڈَارِ لَے جاتا اور مسلمان اور یہودی میں

### جھگڑا ہونے کا بیان

(۲۳۱۰) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہ عبد الملک بن میسر نے مجھے خردی، کہا کہ میں نے زوال بن سرہ سے شا، اور انہوں نے عبد اللہ بن سعود بن عثیر سے شا، انہوں نے کہا، کہ میں نے ایک شخص کو قرآن کی ایک آیت اس طرح پڑھتے سن کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے اس کے خلاف سن تھا۔ اس لئے میں ان کا باقاعدہ تھا میں آپ کی خدمت میں لے گیا۔ آپ نے (میرا اعتراض سن کر) فرمایا کہ تم دونوں درست پڑھتے ہو۔ شعبہ نے بیان کیا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اختلاف نہ کیا کرو۔ کیونکہ تم سے پہلے کے لوگ اختلاف ہی کی وجہ سے تباہ ہو گئے۔

وَالْخُصُومَةُ بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالْيَهُودِ  
۲۴۱۰ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا  
شَعْبَةُ قَالَ: عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ أَخْبَرَنِي  
قَالَ: سَمِعْتُ النَّزَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ  
يَقُولُ: سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ آيَةً سَمِعْتُ مِنْ  
الْبَيْهِقِ خَلَا فَهَا، فَأَحَدَذْتُ بِيَدِهِ فَأَتَيْتُ بِهِ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: ((كِلَّا كُمَا  
مُحْسِنٌ)). قَالَ شَعْبَةُ أَظْلَهُهُ قَالَ: ((لَا  
تَخْتَلِفُوا، فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اخْتَلَفُوا  
فَهُلْكُوا)).

[اطرافہ فی : ۳۴۰۸، ۳۴۱۴، ۳۴۷۶،  
۴۸۱۳، ۵۰۶۳، ۶۵۱۷، ۶۵۱۸]

. [۷۴۷۷، ۷۴۲۸]

**تشریح** ترجمہ باب اس سے تلاکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود بن عثیر اس شخص کو پکڑ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ جب قرآن غلط پڑھنے پر پکڑ کر لے جانا درست ٹھہرا تو اپنے حق کے بدلت بھی پکڑ کر لے جانا درست ہو گا۔ جیسے پلا امر ایک مقدمہ ہے ویسا ہی دوسرا بھی۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ اسی چھوٹی باتوں میں لڑنا جھگڑنا، جنگ و جدل کرنا برا ہے۔ عبد اللہ بن عثیر کو لازم تھا کہ اس سے دوسری طرح پڑھنے کی وجہ پوچھتے۔ جب وہ کہتا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے ایسا ہی سنائے تو آپ سے دریافت کرتے۔ اس حدیث سے ان متعصب مقلدوں کو نصیحت لینا چاہیے، جو آئین اور رفع یہ دین اور اسی طرح کی باتوں پر لوگوں سے فساد اور جھگڑا کرتے ہیں۔ اگر دین کے کسی کام میں شبہ ہو تو کرنے والے سے نزی اور اخلاق کے ساتھ اس کی دلیل پوچھتے۔ جب وہ حدیث یا قرآن سے کوئی دلیل بتا دے بن سکوت کرے۔ اب اس سے مفترض نہ ہو۔ ہر مسلمان کو اختیار ہے کہ جس حدیث پر چاہے عمل کرے۔ بشرطیکہ وہ حدیث بالاتفاق منسوخ نہ ہو۔ اس حدیث سے یہ بھی تلاکہ اختلاف یہ نہیں ہے کہ ایک رفع یہ دین کرے، دوسرا نہ کرے۔ ایک پکار کر آئین کے ایک آہستہ۔ بلکہ اختلاف یہ ہے کہ ایک دوسرے سے ناحق جھگڑے، اس کو ستائے کیونکہ آپ نے ان دونوں کی قرأتوں کو اچھا فرمایا۔ اور لڑنے جھگڑنے کو برا کما۔ و قال المظہری الاختلاف في القرآن غير جائز لأن كل لفظ منه اذا جاز قرئاته على وجوهين او اکثر فلو انکر احد امن ذینک الوجهين او الوجه فقد انکر القرآن ولا يجوز في القرآن القول بالرأى لأن القرآن سنة متبعه بل عليهما ان يسالا عن ذالك منعن هو اعلم منها (قسطلانی) یعنی مظہری نے کہا کہ قرآن مجید میں اختلاف کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اس کا ہر لفظ جب اس کی قرأت دونوں طریقوں پر جائز ہو تو ان میں سے ایک قرأت کا انکار کرنا یا دونوں کا انکار یہ سارے قرآن کا انکار ہو گا۔ اور قرآن شریف کے بارے میں اپنی رائے کچھ کہنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ قرآن مجید مسلسل طور پر نقل ہوتا چلا آ رہا ہے۔ پس ان اختلاف کرنے والوں کو لام تھا کہ اپنے سے زیادہ جانے والے سے تحقیق کر لیتے۔

الغرض اختلاف جو موجب اشتغال و افتراق و فساد ہو وہ اختلاف سخت مذموم ہے اور طبعی اختلاف مذموم نہیں ہے۔

حدیث باب سے یہ بھی نکلا کہ دعویٰ اور مقدمات میں ایک مسلم کسی بھی غیر مسلم پر اور کوئی بھی غیر مسلم کسی بھی مسلم پر اسلامی عدالت میں دعویٰ کر سکتا ہے۔ انصاف چاہئے کے لئے مدعا اعلیٰہ کا ہم نہ ہب ہونا کوئی شرط نہیں ہے۔

۲۴۱۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزْعَةَ قَالَ

سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے، ان سے ابو سلمہ اور عبدالرحمن اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دو شخصوں نے جن میں ایک مسلمان تھا اور دوسرا یہودی، ایک دوسرے کو برا بھلا کما۔ مسلمان نے کہا، اس ذات کی قسم! جس نے محمد ﷺ کو تمام دنیا والوں پر بزرگی دی۔ اور یہودی نے کہا، اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام دنیا والوں پر بزرگی دی۔ اس پر مسلمان نے ہاتھ اٹھا کر یہودی کے طماچہ مارا۔ وہ یہودی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مسلمان کے ساتھ اپنے واقعہ کو بیان کیا۔ پھر حضور ﷺ نے اس مسلمان کو بلایا اور ان سے واقعہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے آپ کو اس کی تفصیل بتادی۔ آپ نے اس کے بعد فرمایا۔ مجھے موسیٰ ﷺ پر ترجیح نہ دو۔ لوگ قیامت کے دن بے ہوش کر دیجے جائیں گے۔ میں بھی بے ہوش ہو جاؤں گا۔ لیکن ہوشی سے ہوش میں آنے والا سب سے پہلا شخص میں ہوں گا۔ میں موسیٰ ﷺ کو عرشِ اللہ کا کنارہ پکڑے ہوئے پاؤں گا۔ آپ مجھے معلوم نہیں کہ موسیٰ ﷺ بھی بے ہوش ہونے والوں میں ہوں گے اور مجھ سے پہلے انہیں ہوش آجائے گا، یا اللہ تعالیٰ نے ان کو ان لوگوں میں رکھا ہے جو بے ہوشی سے مستثنی ہیں۔

ایک روایت میں یوں ہے اس یہودی نے کہا یا رسول اللہ! میں ذمی ہوں اور آپ کی امان میں ہوں۔ اس پر بھی اس مسلمان نے مجھ کو تھپڑا کر دیا۔ آپ غصے ہوئے اور مسلمان سے پوچھا تو نے اس کو کیوں تھپڑا کر دیا۔ اس پر اس مسلمان نے یہ واقعہ بیان کیا۔ گر آنحضرت ﷺ نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ کسی نبی کی شان میں ایک رائی برادر بھی تتفیق کا کوئی پہلو اختیار کیا جائے۔

۲۴۱۲ - حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ

(۲۳۱۲)، ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عمرو بن یحیٰ نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ یحیٰ بن عمارہ نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماتھے کہ ایک

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي سَلْمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((اسْتَبِرْ رَجُلًا: رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودَ ، قَالَ الْمُسْلِمُ: وَالَّذِي اصْنَطَفَ مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: وَالَّذِي اصْنَطَفَ مُوسَى عَلَى الْعَالَمِينَ ، فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذَلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ، فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ، فَدَعَاهُ النَّبِيُّ ﷺ الْمُسْلِمَ فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ، فَأَخْبَرَهُ . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تُخِيرُونِي عَلَى مُوسَى، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْنَعُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَصْنَعُ مَعَهُمْ فَأَكُونُ أُولَئِنَّا يُفْيقَ، فَإِذَا مُوسَى بَاطِشُ جَنْبَ الْعَرْشِ، فَلَا أَذْرِي أَكَانَ فِي مَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي، أَوْ كَانَ مِمْنَ أَسْنَنِي اللَّهُ)).

قالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((يَنْمَا رَسُولُ اللَّهِ

یہودی آیا اور کما اے ابوالقاسم! آپ کے اصحاب میں سے ایک نے مجھے طمانچہ مارا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا، کس نے؟ اس نے کما کے ایک النصاری نے۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں بلاو۔ وہ آئے تو آخرت شیخیم نے پوچھا کیا تم نے اسے مارا ہے؟ انہوں نے کما کے میں نے اسے بازار میں یہ قسم کھاتے سن۔ اس ذات کی قسم! جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر بزرگی دی۔ میں نے کما، او خبیث! کیا محمدؐ شیخیم پر بھی! مجھے غصہ آیا اور میں نے اس کے منہ پر تھپڑے مارا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دیکھو انبياء میں باہم ایک دوسرے پر اس طرح بزرگی نہ دیا کرو۔ لوگ قیامت میں بے ہوش ہو جائیں گے۔ اپنی قبر سے سب سے پہلے نکلنے والا میں ہی ہوں گا۔ لیکن میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام کا پایہ پکڑے ہوئے ہیں۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام بھی بے ہوش ہوں گے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آجائیں گے یا انہیں پہلی بے ہوشی جو طور پر ہو چکی ہے وہی کافی ہوگی۔

**فَلَمَّا جَاءَ يَهُودِيًّا فَقَالَ: يَا أَبَا الْفَاسِمِ ضَرَبَ وَجْهِي رَجُلٌ مِّنْ أَخْرَابِكَ.** فَقَالَ: ((مَنْ؟)) قَالَ: رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ. قَالَ: ((إِذْغُوْهُ)). فَقَالَ: ((أَصْرَبْتَهُ؟)) قَالَ: سَمِعْتُهُ بِالسُّوقِ يَخْلُفُ: وَالَّذِي اضْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ، قُلْتَ: أَيْنَ حَيَّثُتُ، عَلَى مُحَمَّدٍ فَلَمَّا فَلَحَدْتَنِي غَضْبَةً ضَرَبْتَ وَجْهَهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تُخَيِّرُوا بَيْنَ الْأَنْبَاءِ، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْنَعُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوْلَى مِنْ تَشْقِقٍ عَنْهُ الْأَرْضَ، فَإِذَا آتَاكُمْ مُوسَى أَخْدُ بِقَانِيَةَ مِنْ قَوَاعِدِ الْعَرْشِ، فَلَا أَذْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ، أَمْ حُوِيبَ بِصَعِقَةَ الْأَوْلَى)).

[اطرافہ فی : ۳۳۹۸، ۴۶۲۸، ۶۹۱۶]

[۷۴۲۷، ۶۹۱۷]

**لَئِنْ يَرَحْ** اس حدیث کے ذیل میں علامہ قسطلانی فرماتے ہیں۔ و مطابقة الحديث للترجمة فی قوله عليه الصلوة والسلام ادعوه فان المراد به اشخاصہ بین بدیہ صلی الله علیہ وسلم یعنی باب اور حدیث میں مطابقت یہ ہے کہ آخرت شیخیم نے فرمایا کہ اس شخص کو یہاں بلاو۔ گویا آخرت شیخیم کے سامنے اس کی حاضری ہی اس کے حق میں سزا تھی۔ اس حدیث کو اور بھی کئی مقالات پر امام بخاری و مسلم نے نقل فرمکر اس سے بہت سے سائل کا استخراج فرمایا ہے۔

ظاہر ہے کہ آخرت شیخیم کی فضیلت جملہ انبياء و رسول علیم السلام پر ایسی ہی ہے جیسی فضیلت چاند کو آسمان کے سارے ستاروں پر حاصل ہے۔ اس حقیقت کے باوجود آپ نے پند نہیں فرمایا کہ لوگ آپ کی فضیلت بیان کرنے کے سلسلے میں کسی دوسرے نبی کی تتفیص شروع کر دیں۔ آپ نے خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت کا اعتراف فرمایا۔ بلکہ ذکر بھی فرمادیا کہ قیامت کے دن میرے ہوش میں آنے سے پہلے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پایہ پکڑے ہوئے نظر آئیں گے۔ نہ معلوم آپ ان میں سے ہیں جن کا اللہ نے اشتفاء فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے **رَفَعَ عَنِ الْمَسْوَتِ وَمَنِ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ** (الزمر: ۲۸) یعنی قیامت کے دن سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے مگر جن کو اللہ چاہے گا بے ہوش نہ ہوں گے۔ یا پہلے طور پر جو ہے ہوشی ان کو لا جن ہو چکی ہے وہ یہاں کام دتے دے گی یا آپ ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کو اللہ پاک نے محاسبہ سے بری قرار دے دیا ہو گا۔ بہر حال آپ نے اس جزوی فضیلت کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی افضلیت کا اعتراف فرمایا۔ اگرچہ یہ سب کچھ محض بطور اظہار اکساری ہی ہے۔ اللہ

پاک نے اپنے عجیب شیخیت کو خاتم النبین کا درجہ بخشنا ہے جملہ انبیاء علیم السلام پر آپ کی افضلیت کے لئے یہ عزت کم نہیں ہے۔

۲۴۱۳ - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : ((أَنَّ يَهُودِيًّا رَضِيَ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ . قَبِيلٌ : مَنْ فَعَلَ هَذَا بِكِ ، أَفَلَانَ أَفْلَانَ ؟ حَتَّىٰ سُمَّيَ الْيَهُودِيُّ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهِ ، فَأَخْذَ الْيَهُودِيُّ فَاغْرَفَ ، فَأَمْرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَرُضَ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ )) .

[اطراfe في : ۲۷۴۶، ۵۲۹۵، ۶۸۷۶، ۶۷۷۷، ۶۸۸۴، ۶۸۸۵] .

**تشریح** علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ مقتول لڑکی انصار سے تھی۔ و عند الطحاوی عدا یہودی فی عهد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم علی جاریۃ فاخذ او ضاجا کانت علیها و رضح راسها و الاوضاح نوع من الحلی عمل من الفضة ولمسلم فرضح رأسها بين حجرین وللتزمدی خرجت جاریۃ علیها او ضاح فاختہا یہودی فرضح راسها و اخذ ما علیها من الحلی قال فادرکت وبهار مق پنے ہوئے تھی۔ یہودی نے اس پنجی کا سردو پھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا اور کڑے اس کے بدن سے اتار لیے چنانچہ وہ پنجی اس حال میں کہ اس میں کچھ جان باقی تھی، آنحضرت شیخیت کی خدمت میں لائی گئی اور اس نے اس یہودی کا یہ ذاکر ظاہر کر دیا۔ اس کی سزا میں یہودی کا بھی سردو پھروں کے درمیان کچل کر اس کو ہلاک کیا گیا۔

احجاج به المالکیۃ والشافعیۃ والحنبلیۃ والجمهور علی ان من قتل بشنى بقتل بمثله (قسطلانی) یعنی مالکیۃ اور شافعیۃ اور حنبلیۃ اور جبور نے اس سے دلیل پکڑی ہے کہ جو شخص جس کسی جیز سے کسی کو قتل کرے گا اسی کے مثل سے اس کو بھی قتل کیا جائے گا۔ قصاص کا تقاضا بھی یہی ہے۔ مگر حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی راستے اس کے خلاف ہے۔ وہ ممائٹ کے قائل نہیں ہیں۔ اور یہاں جو مذکور ہے اسے محض سیایی اور تعریری حیثیت دیتے ہیں۔ قانونی حیثیت میں اسے تسلیم نہیں کرتے مگر آپ کا یہ خیال حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے قاتل قبول نہیں ہے۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمادیا ہے اذا صحت الحديث فهو مذهبی جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میراندہ بہ ہے۔

باب ایک شخص نادان یا کم عقل ہو گو حاکم اس پر پابندی نہ لگائے مگر اس کا کیا ہوا معاملہ روکیا جائے گا

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کا صدقہ رد کر دیا پھر اس کو ایسی حالت میں صدقہ کرنے سے منع فرمادیا، اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر کسی کا کسی دوسرے پر قرض

۲- بَابُ مَنْ رَدَ أَمْرَ السَّقِيمِ  
وَالضَّعِيفِ الْعَقْلِ،

وَإِنْ لَمْ يَكُنْ حَجَرَ عَلَيْهِ الْإِمَامُ  
وَيَذَكُرُ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ  
رَدَ عَلَى الْمُحَصَّدِ قَبْلَ النَّهْيِ، ثُمَّ

ہو اور مقروض کے پاس صرف ایک ہی غلام ہو۔ اس کے سوا اس کے پاس کچھ بھی جائیداد نہ ہو تو اگر مقروض اپنے اس غلام کو آزاد کر دے تو اس کی آزادی جائز نہ ہو گی۔ اور اگر کسی نے کسی کم عقل کی کوئی چیز بچ کر اس کی قیمت اسے دے دی اور اس سے اپنی اصلاح کرنے اور اپنا خال رکھنے کے لئے کما۔ لیکن اس نے اس کے باوجود مال برپا کر دیا تو اسے اس کے خرچ کرنے سے حاکم روک دے گا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مال ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور آپ نے اس شخص سے جو خریدتے وقت دھوکا کھا جیسا کرتا تھا، فرمایا تھا کہ جب تو کچھ خرید و فروخت کرے تو کما کر کر کوئی دھوکے کا کام نہیں ہے۔

رسول پاک ﷺ نے اس کمال اپنے قبضے میں نہ لیا۔

نهادہ۔ وَقَالَ مَالِكٌ: إِذَا كَانَ رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ مَّا نَ وَلَهُ عَنْهُ وَلَا شَيْءٌ لَهُ غَيْرُهُ فَأَغْنَفَهُ لَمْ يَحْزُنْ عَنْهُ. وَبَاعَ عَلَى الظَّمِيفِ وَنَحْوِهِ لَدْفَعَ ثُنَّةً إِلَيْهِ وَأُمْرَةً بِالإِصْلَاحِ وَالْقِيَامِ بِشَأنِهِ فَإِنْ أَفْسَدَ بَعْدَ ثُنَّةٍ، لَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عنِ إِضَاعَةِ الْمَالِ، وَقَالَ الَّذِي يُعَذَّبُ فِي الْيَمِّ: إِذَا تَابَتْ فَلْمَ لا خِلَابَةَ، وَلَمْ يَأْخُذْ النَّبِيَّ ﷺ مَالَهُ.

**تشریح** حضرت جابر بن عبد اللہ والی حدیث کو عبد بن حمید نے نکلا ہے۔ ہوا یہ کہ ایک شخص ایک مرغی کے اٹھے کے برادر سونے کا ایک ڈالے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت شریف میں آیا اور کہنے لگا کہ آپ بطور صدقہ اسے میری طرف سے قبول فرمائیے۔ واللہ! میرے پاس اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اس نے پھر ہی کما۔ آخر آپ نے وہ ڈال اس کی طرف پھینک دیا اور فرمایا تم میں کوئی نادار ہوتا ہے اور اپنا مال جس کے سوا اس کے پاس کچھ اور نہیں ہوتا خیرات کرتا ہے۔ پھر غالی ہو کر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا پھرتا ہے۔ یہ خیرات کسی حالت میں بھی پسندیدہ نہیں ہے۔ خیرات اس وقت کرنی چاہیے جب آدی کے پاس خیرات کرنے کے بعد بھی مال بلقی رہ جائے۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن خزیم نے نکلا ہے۔

یہ حدیث اسلام کے ایک جامع اصل الاصول کو ظاہر کر رہی ہے کہ انسان کا دنیا میں محتاج اور نجک دست بن کر رہنا عند اللہ کی حال میں بھی محبوب نہیں ہے۔ اور خیرات و صدقات کا یہ نظریہ بھی صحیح نہیں کہ ایک آدمی اپنے سارے امثال حیات کو خیرات کر کے پھر خود غالی ہاتھ بن کر بیٹھ جائے اور پھر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا رہے۔ آیت قرآنی ﴿ وَلَا تجعل يدك مغلولة إلی عنقك وَلَا تسطها كُلُّ البَسْط﴾ الایہ اس پر واضح دلیل ہے۔ ہاں بلا شک اگر کوئی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا ایمان و تیقین اور توکل کا مالک ہو تو اس کے لئے سب کچھ جائز ہے۔ مگر یہ قطعاً نمکن ہے کہ امت میں کوئی قیامت تک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مثل پیدا ہو سکے۔ اس موقع پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے الفاظ مبارک ہیں۔ آب زر سے لکھے جائیں گے۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کیا خیرات لے کر آئے اور کیا گھر میں چھوڑ کر آئے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا تھا کہ ترکت اللہ و رسولہ میں گھر میں اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں اور بالق سب کچھ لا کر حاضر کر دیا ہے۔ زبان حال سے گویا آپ نے فرمایا تھا ﴿ إِنَّ صَلَاتِنِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِنِي رَبِّ الْفَلَقِينَ ﴾ (الانعام: ۱۷۷) رضی اللہ عنہ و اوصاه

امت کے ان بدترین لوگوں پر ہزار نفرین جو ایسے فرا اسلام عاشق رسول کریم ﷺ کی شان میں تمرا بازی کرتے اور بے حیائی کی حد ہو گئی کہ اس تمرا بازی کو کار ثواب جانتے ہیں۔ حق ہے۔ (فَاضْلُهُمُ الشَّيْطَانُ بِمَا كَانُوا يَفْسُدُونَ)

اس باب کے ذیل حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ و اشار البخاری بما ذکر من احادیث الباب الى التفصیل بین من ظهرت منه الا ضعاعة فبرد تصریفه فيما اذا كان في الشیء الكثیر او المستغرق و عليه تحمل قصة المدیر و بين ما اذا كان في الشیء اليسير او جعل له شرطا يامن به

من افساد مالہ فلاپرید (فتح الباری) یعنی باب میں مندرجہ احادیث سے مجرم مطلق حضرت امام بخاری و مسلم نے اس تفصیل کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جب مال کیشہ ہو یا کوئی اور چیز جو خاص اہمیت رکھتی ہو اور صاحب مال کی طرف سے اس کے ضائع کر دینے کا خطرہ ہو تو اس کا تصرف حکومت کی طرف سے اس میں روک دیا جائے گا۔ مدیر کا واقعہ اسی پر محمول ہے اور اگر تھوڑی چیز ہو یا کوئی ایسی شرط لگا دی گئی ہو جس سے اس مال کے ضائع ہونے کا ذرہ نہ ہو تو ایسی صورت میں اس کا تصرف قائم رہے گا اور وہ روکنے کیا جائے گا۔ اصل مقصد مال کی حفاظت اور قرض خواہ وغیرہ اہل حقوق کو ان کے حقوق کا ملتا ہے۔ یہ جس صورت ممکن ہو۔ یہ سلطان اسلام کی صوابدید سے متعلق چیز ہے۔

(۲۳۱۳) ہم سے موی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد العزیز بن مسلم نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن عمر بن حیناً سے سنا، آپ نے کہا کہ ایک صحابی کوئی چیز خریدتے وقت دھوکا کھا جیا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ جب تو خریدا کرے تو کہہ دیا کہ کوئی دھوکا نہ ہو۔ پس وہ اسی طرح کہا کرتے تھے۔

۲۴۱۴ - حدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ رَجُلٌ يَخْدُعُ فِي الْبَيْعِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا بَيَّنْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةً)), فَكَانَ يَقُولُهُ)).

[راجح: ۲۱۱۷] اخْفَرْتُ لِلْمُؤْمِنِ لَهُ كَمْ تجَرِيْهُ ہونے کے باوجود اس شخص پر کوئی پابندی نہیں لگائی، حالانکہ سلام خریدنا ان سے نہیں آتا تھا۔ اسی سے مقدمہ باب ثابت ہوا۔

(۲۳۱۵) ہم سے عاصم بن علی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابن ابی ذبب نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ نے کہ ایک شخص نے اپنا ایک غلام آزاد کیا۔ لیکن اس کے پاس اس کے سوا اور کوئی مال نہ تھا۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے اس کا غلام واپس کر دیا۔ اور اسے نعیم بن حمام نے خرید لیا۔

۲۴۱۵ - حدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلَيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : ((أَنَّ رَجُلًا أَعْنَقَ عَبْدًا لَيْسَ لَهُ مَالًا غَيْرُهُ، فَرَدَ النَّبِيُّ ﷺ، فَابْنَاعَةً مِنْهُ نُعِيمُ بْنُ النَّعَامِ)).

[راجح: ۲۱۴۱] دوسری روایات میں ہے کہ یہ شخص مقروض قہار قرض کی ادائیگی کے لیے اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ صرف یہی غلام قہار اسے بھی اس نے مدبر کر دیا تھا۔ آپ نے جب تفصیلات کو معلوم کر لیا تو اس کی آزادی کو رد کر کے اس غلام کو نیلام کر دیا اور اس حاصل شدہ رقم سے اس کا قرض ادا کر دیا۔ واللہ اعلم۔

باب مدعا یادی علیہ ایک دوسرے کی نسبت جو کہیں  
(یہ غبیت میں داخل نہیں ہے) بشرطیکہ ایسا کوئی گلمہ منہ سے نہ نکالیں  
جس میں حدیا تعزیر واجب ہو۔ ورنہ سزا دی جائے گی۔

۴- بَابُ كَلَامِ الْخُصُومِ بَعْضِهِمْ فِي  
بعضِ

باب کے ذیل حافظ مرحوم فرماتے ہیں۔ ای فیما لا یوجب حدا و لا تعزیر فلا یكون ذالک من الغيبة المحرمة ذکر فيه اربع احادیث

یعنی مدعاً اور مدعىٰ علیہ آپس میں ایسا کلام کریں جس پر حد واجب نہ ہوتی ہو اور نہ تعزیر۔ ایسا کلام غیبت حرمہ میں شمار نہیں کیا جائے گا۔ اس باب کے ذیل حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے چار احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ پہلی اور دوسری حدیث ابن مسعود اور اشعشؓؑ کی ہے۔ والغرض منه قوله قلت يا رسول الله اذا يحلف و يذهب بما لى فانه نسبة الى الحلف الكاذب ولم يواخذ بذلك لانه اخبر بما يعلمه منه في حال النظم منه يعني غرض حدیث اشعشؓؑ سے یہ ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے مدعاً علیہ کے بارے میں یہ بیان دیا کہ وہ جھوٹی قسم کھا کر میرا مال تھے اڑے گا۔ آپ نے مدعاً کے اس بیان پر کوئی اعتراض نہیں فرمایا۔ تیسرا حدیث کعب بن مالکؓؑ کی ہے۔ جس میں فارتفعت اصوات ہمما کے الفاظ ہیں۔ اور بعض طرق میں فتحا جا کا لفظ بھی آیا ہے کہ وہ دونوں باہمی طور پر جھگڑنے لگے۔ اس سے مقصود باب ثابت ہوتا ہے۔ چوتھی حدیث ہشام بن حیکم بن حرامؓؑ کے ساتھ حضرت عمرؓؑ کا واقعہ ہے جس میں حضرت عمرؓؑ نے مخفی اسے اجتہاد کی بنا پر حضرت ہشامؓؑ کو رانکار فرمایا تھا۔

مقصد یہ ہے کہ دوران مقدمہ میں عین عدالت میں مدعی اور مدعی علیہ آپس میں بعض دفعہ کچھ سخت کلامی کر گزرتے ہیں اور بعض اوقات عدالت ان پر کوئی نوش نہیں لیتی۔ ہاں اگر حد کے باہر کوئی شخص عدالت کا احترام بالائے طاق رکھ کر سخت کلامی کرے گا تو

(۲۳۴۱ء) ہم سے محمد نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں شقین نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود بن عثیر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے کوئی جھوٹی قسم جان بوجھ کر کھائی تاکہ کسی مسلمان کامال ناجائز طور پر حاصل کر لے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حالت میں حاضر ہو گا کہ اللہ پاک اس پر نہایت ہی غصبناک ہو گا۔ راوی نے بیان کیا اس پر اشاعت بن عثیر نے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھ سے ہی متعلق ایک مسئلے میں رسول کشم ﷺ نے یہ فرمایا تھا۔ میرے اور ایک یہودی کے درمیان ایک زمین کا جھگڑا تھا۔ اس نے انکار کیا تو میں نے مقدمہ نبی کشم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا، کیا تمہارے پاس کوئی گواہ ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے یہودی سے فرمایا کہ پھر تو قسم کھا۔ اشاعت بن عثیر نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! پھر تو یہ جھوٹی قسم کھا لے گا اور میرا مال اڑا لے جائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، بے شک وہ لوگ جو اللہ کے عمد اور اپنی قسموں سے تھوڑی پوچھی خریدتے ہیں، آخر آیت تک۔

٢٤١٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مَعَاوِيَةَ عَنِ الْأَغْمَشِ عَنْ شَفِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَوْمِنِ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لِيَقْطَعَ بِهَا مَا لَهُ امْرَىءٌ مُسْلِمٌ لَقَى اللَّهُ وَهُوَ عَلَيْهِ غَصْبًا)). قَالَ فَقَالَ الْأَشْعَثُ: فِي وَاللَّهِ كَانَ ذَلِكَ كَانَ تَبَّنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضَنِي فَجَحَدَنِي ، فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ((أَلَكَ يَبْنَةً؟)) قُلْتُ : لَا. قَالَ: فَقَالَ لِلْيَهُودِيِّ : ((اَخْلِفْ)). قَالَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا يَخْلُفَ وَيَذْهَبُ بِمَالِي. فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: هُوَ الَّذِينَ يَشْرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثُمَّ نَهَا فَلَيْلَاهُ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ).

[٢٣٥٦، ٢٣٥٧] راجع:

مدئی یعنی اٹھت پیغمبر نے عدالت عالیہ نبویہ میں یہودی کی خانی کو صاف لفظوں میں ظاہر کر دیا۔ باب کا یہ مقصد ہے کہ مقدمہ سے متعلق مدئی اور مدئی علیہ عدالت میں اپنے دلائل واضح کر دیں، اس کا نام غبیت نہیں ہے۔

۲۴۱۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ

عثمان بن عمر نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم کو یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عبد اللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے ابن ابی حدرر رضی اللہ عنہ سے مسجد میں اپنے قرض کا تقاضا کیا۔ اور دونوں کی آوازاتی بلند ہو گئی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی گھر میں سن لی۔ آپ نے اپنے حجرہ مبارک کا پردہ اٹھا کر پکارا اے کعب! انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے قرض میں سے اتنا کم کر دے اور آپ نے آدھا قرض کم کر دینے کا اشارہ کیا۔ انہوں نے کماکہ میں نے کم کر دیا۔ پھر آپ نے ابن ابی حدرر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اٹھا ب قرض او اکر دے۔

حَدَّثَنَا عَمَّانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : ((أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَذْرَدٍ دِينًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَرْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حَجْرَتِهِ فَنَادَى : ((يَا كَعْبُ)) قَالَ: لَيْكَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((ضَعَ مِنْ دِينِكَ هَذَا)) - فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَيْدِي الشَّطَرِ - قَالَ: لَقَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((فُمْ فَاقْضِيهِ)).

[راجع: ۴۷۵]

بھگدا طے کرنے کا ایک بہترین راستہ آپ نے اختیار فرمایا۔ اور بے حد خوش قسمت ہیں وہ دونوں فریق جنہوں نے دل و جان سے آپ کا یہ فیصلہ منظور کر لیا۔ مقروض اگر تک دست ہے تو ایسی رعایت دینا ضروری ہو جاتا ہے اور صاحب مال کو بہر صورت صبر اور شکر کے ساتھ جو ملے وہ لے لینا ضروری ہو جاتا ہے۔

۲۴۱۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَرْوَةَ بْنِ الزُّبَيرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْفَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ بْنَ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَفْرَوْهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَفْرَأَنِيهَا، وَكَذَّتْ أَنَّ أَغْجَلَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَمْهَلَتْهُ حَتَّى انْصَرَفَ، ثُمَّ

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا۔ میں نے آپ سے کہا کہ میں نے انہیں اس قرأت کے خلاف پڑھتے سنائے ہو آپ نے مجھے سکھائی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ پہلے انہیں چھوڑ دے۔ پھر ان سے فرمایا کہ اچھا باب تم قرأت سناؤ۔ انہوں نے وہی اپنی قرأت سنائی۔ آپ نے فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی تھی۔ اس کے بعد مجھ سے آپ نے فرمایا کہ اب تم بھی پڑھو۔ میں نے بھی پڑھ کے سنایا۔ آپ نے اس پر بھی فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی۔ قرآن سات قراؤں میں نازل ہوا ہے، تم کو جس میں آسانی ہو اسی طرح سے پڑھ لیا کرو۔

لَيْسَتِ بِرِّدَائِهِ فَجَنَّتْ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
فَقَلَّتْ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ عَلَيْهِ غَيْرَ مَا  
أَقْرَأْتِنِيهَا. فَقَالَ لِي: ((أَرْسِلْنَاهُ)). ثُمَّ قَالَ  
لَهُ: ((أَقْرَأْهُ)) فَقَرَأَهُ. قَالَ: ((هَكَذَا  
أَنْزَلْتَ)) ثُمَّ قَالَ لِي: ((أَقْرَأْهُ)). فَقَرَأَهُ.  
فَقَالَ: ((هَكَذَا أَنْزَلْتَ، إِنَّ الْقُرْآنَ أَنْزَلْ  
عَلَى سَبْعَةِ أَخْرَفٍ، فَاقْرُأْهُ وَاذْتَبِرْ)).  
[اطرافہ فی: ۴۹۹۲، ۵۰۴۱، ۶۹۳۶]. ۷۵۰.

**لَيْسَتِ بِرِّدَائِهِ** یعنی عرب کے ساتوں قبیلوں کے محاورے اور طرز پر اور کہیں کہیں اختلاف حرکات یا اختلاف حروف سے کوئی ضرر نہیں بشرطیکہ معانی اور مطالب میں فرق نہ آئے۔ جیسے سات قراؤں کے اختلاف سے ظاہر ہوتا ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ قرآن مجید مشور سات قراؤں میں سے ہر قرأت کے موافق پڑھا جاسکتا ہے۔ اس میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ لیکن شاذ قرأت کے ساتھ پڑھنا اکثر علماء نے درست نہیں رکھا۔ جیسے حضرت عائشہؓ کی قرائۃ حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی وصلوۃ العصر یا ابن مسعودؓ کی قرأت فما استمعتم منهن الی اجل مسمی

## باب جب حال معلوم ہو جائے تو مجرموں اور جھگڑے والوں کو گھر سے نکال دینا

اور ابو بکرؓ کی بن ام فردہؓ نے جب وفات صدیقؑ اکبر پر نوحہ کیا تو حضرت عمر فاروقؓ نے انہیں (ان کے گھر سے) نکال دیا۔ تاکہ اس حرکت سے روح صدیقؑ اکبرؓ کو تکلیف نہ ہو۔ اور تمہیز و تحفیز کے کام میں خلل نہ آئے۔ پھر فاروقؓ اعظم کا جلال نوحہ جیسے ناجائز کام کو کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ ام فردہؓ والی روایت کو ابن سعد نے طبقات میں نکلا ہے۔

(۲۲۲۰) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے محمد بن عدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے حمید بن عبد الرحمن نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے تو یہ ارادہ کر لیا تھا کہ نماز کی جماعت قائم کرنے کا حکم دے کر خود ان لوگوں کے گھروں پر جاؤں جو جماعت میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو جلا

۵- باب إِخْرَاجِ أَهْلِ الْمَاعِصِي  
وَالْخُصُومِ مِنَ الْبَيْتِ بَعْدَ الْمَعْرَفَةِ  
وَقَدْ أَخْرَجَ عَمْرُ أُخْتَ أَبِي بَكْرٍ حِينَ  
نَاحَتْ

تاکہ اس حرکت سے روح صدیقؑ اکبرؓ کو تکلیف نہ ہو۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شَعْبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هَرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((لَقَدْ هَمَّتْ أَنْ آمَرَ بِالصَّلَاةِ فَتَقَمَ، ثُمَّ أَخَالَفَ إِلَى مَنَازِلِ قَوْمٍ لَا

یَشَهِدُونَ الصَّلَاةَ فَأَحْرَقَ عَلَيْهِمْ)).

دول۔

[راجع: ٦٤٤]

اس سے بھی ثابت ہوا کہ خطاکاروں پر کس حد تک تعزیر کا حکم ہے۔ خصوصاً نماز باجماعت میں تسلیل برنا اتنی بڑی غلطی ہے جس کے ارتکاب کرنے والوں پر آپ نے اپنے انتہائی غیظ و غصب کا احتصار فرمایا۔ اسی سے باب کامقصدم ثابت ہوا۔

**تشریح** حدیث میں لفظ فاحرق علیہم سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ جب گھر جلائے جائیں گے تو وہ نکل بھاگیں گے۔ پس گھر سے نکالنا جائز ہوا۔ ہمارے شیخ امام ابن قیم نے اس حدیث سے اور کئی حدیثوں سے دلیل لی ہے کہ شریعت میں تعزیر بالمال درست ہے یعنی حاکم اسلام کسی جرم کی سزا میں مجرم کو مالی تباہ کر سکتا ہے۔

پچھلے باب میں مدعی اور مدعاً علیہ کے باہمی ناروا کلام کے بارے میں کچھ نزی تھی۔ مجتهد مطلق حضرت امام بخاری رض نے یہ باب منعقد فرما کر اشارہ کیا کہ اگر حد سے باہر کوئی حرکت ہو تو ان پر سخت گرفت بھی ہو سکتی ہے۔ ان کو عدالت سے باہر نکالا جا سکتا ہے۔ حضرت امام نے حضرت عمر بن الخطو کے اس الجدام سے استدلال فرمایا کہ انہوں نے حضرت ابو بکر بن الخطو کی وفات پر خود ان کی بہن ام فروہ بیٹی کو جب نوحہ کرتے دیکھا تو ان کو گھر میں نکلوا دیا۔ بلکہ بعض دوسرا نوحہ کرنے والی عورتوں کو درے مار کر گھر سے باہر نکالا۔

فثبت مشروعية الاقتصار على اخراج أهل المعصية من باب الولي ومحل اخراج الخصوم اذا وقع منهم من النساء اللدد ما يقتضى ذالك. (فتح البارى)

## ٦- باب دعوى الوصي للميته

(اس باب کے ذیل حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ ای عن الميت في الاستلحاق وغيره من الحقوق ذكر فيه حديث عائشة في قصة سعد و ابن زمعة قال ابن المنبر ملخصه دعوى الوصي عن الموصى عليه لانزعاف فيه و كان المصنف اراد بيان مستند الاجماع وسيأتي مباحث الحديث المذكور في كتاب الفرانص (فتح) يعني مرنة والاجس كوصيت کرجانے وہ اپنا حق حاصل کرنے کے لئے دعوی کر سکتا ہے۔ اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ گویا حضرت امام رض نے یہی اشارہ فرمایا ہے کہ اس پر جمیع علمائے امت کا اجماع ہے۔

٢٤٢١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ  
بَيْانَ كِيَانِيَّ، أَنَّ سَرْعَةَ زَمْعَةَ بْنِ زَمْعَةَ عَنْ الرُّهْبَرِيِّ عَنْ عَزْوَةَ عَنْ  
حَدَّثَنَا سُفيَّانُ عَنِ الرُّهْبَرِيِّ عَنْ عَزْوَةَ عَنْ  
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ((أَنَّ عَبْدَ بْنَ  
زَمْعَةَ وَسَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصِ اخْتَصَمَا إِلَى  
النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسّعہ فِي أَبْنِ أَمَّةِ زَمْعَةَ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا  
رَسُولَ اللَّهِ أَوْصَانِي أَخِي إِذَا قَبِيْمَتْ أَنْ  
أَنْظُرْ أَبْنَ أَمَّةِ زَمْعَةَ فَأَقْبِضْنَهُ فَإِنَّهُ أَبِنِي.  
وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: أَخِي وَابْنُ أَمَّةِ أَبِي،  
وَلَدُ عَلَى فِرَاشِ أَبِي فَرَأَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسّعہ شَهَدا  
يَسِّنَا، فَقَالَ ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ،

واضح مشابہت دیکھی۔ لیکن فرمایا۔ اے عبد بن زمعہ! لڑکا تو تمہاری ہی پروردش میں رہے گا۔ کیونکہ لڑکا "فراش" کے تابع ہوتا ہے۔ اور سودہ بیٹھ تو اس لڑکے سے پرودہ کیا کر۔

حضرت سعد بن عبید اپنے کافر بھائی کی طرف سے وصی تھے۔ اس لیے انہوں نے اس کی طرف سے دعویٰ کیا۔ جس میں کچھ اصلیت تھی۔ مگر قانون کی رو سے وہ دعویٰ صحیح نہ تھا۔ کیونکہ اسلامی قانون یہ ہے الولد للفراش وللعاشر العجر اس لیے آپ نے ان کا دادعی خارج کر دیا۔ مگر اقوال الشبهات "کے تحت حضرت سودہ بیٹھ کو اس لڑکے سے پرودہ کرنے کا حکم فرمادیا۔ بعض دفعہ حاکم کے سامنے کچھ ایسے حقائق آجائتے ہیں کہ ان کو جملہ دلائل سے بالا ہو کر اپنی صوابدید پر فیصلہ کرنا ناگزیر ہو جاتا ہے۔

**باب اگر شرارت کا ذرہ ہو تو ملزم کا بندھنا درست ہے**  
اور عبد اللہ بن عباس رض نے (اپنے غلام) عکرمہ کو قرآن و حدیث اور دین کے فرائض سیکھنے کے لئے قید کیا۔

(۲۳۲۲) ہم سے قتبیہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے لیٹنے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید نے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ویہ کہتے تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سواروں کا ایک لشکر نجد کی طرف بھیجا۔ یہ لوگ بنو حنیفہ کے ایک شخص کو جس کا نام ثماںہ بن اثال تھا اور جواہل یمامہ کا سردار تھا، پکڑ لائے اور اسے مسجد بنوی کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے پوچھا، "ثماںہ! تو کس خیال میں ہے؟" انہوں نے کہا، "اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اچھا ہوں۔ پھر انہوں نے پوری حدیث ذکر کی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ثماںہ کو چھوڑ دو۔

**۷- باب التَّوْقِيْ مِمَّنْ تُخْشِيْ مَعْرَةَ وَقِيْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ عِكْرَمَةَ عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ وَالسُّنْنَ وَالْفَرَائِضِ.**

۲۴۲۲ - حَدَّثَنَا قَتْبَيْهُ قَالَ حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((بَعْثَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَيْلًا قَبْلَ نَجْدٍ، فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِي حَبِيبَةَ يُقَالُ لَهُ ثَمَامَةُ بْنُ أَثَالٍ سَيِّدُ أَهْلِ الْيَمَامَةِ، فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِيِ الْمَسْجِدِ. فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَا عِنْدَكَ يَا ثَمَامَةً؟)) قَالَ: عِنْدِي يَا مُحَمَّدُ خَيْرٌ - فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. قَالَ: ((أَطْلِقُوكَ ثَمَامَةً)).

[راجح: ۴۶۲]

**لَشَنْجَمْ** کئی دفعہ کی گفتگو میں ثماںہ اخلاق نبوی سے حد درجہ متاثر ہو چکا تھا۔ اس نے آپ سے ہر بار کہا تھا کہ آپ اگر میرے ساتھ اچھا بر تاؤ کریں گے تو میں اس کی تقدیر نہیں کروں گا۔ چنانچہ یہی ہوا۔ آپ نے اسے بخوبی اعزاز و اکرام کے ساتھ آزاد فرمادیا۔ وہ فوراً ہی ایک کنویں پر گیا اور عسل کر کے آیا اور دائرة اسلام میں داخل ہو گیا۔ پس ترجمہ الباب ثابت ہوا کہ بعض حالات میں کسی انسان کا کچھ وقت کے لئے مقید کرنا ضروری ہو جاتا ہے اور ایسی حالات میں یہ گناہ نہیں ہے بلکہ نتیجہ کے مظاہر سے مفید ثابت ہوتا ہے۔

عبد نبوی انسانی تہمن کا ابتدائی دور تھا۔ کوئی بیل خانہ الگ نہ تھا۔ لذا مسجد ہی سے یہ کام بھی لیا گیا۔ اور اس لئے بھی کہ ثماںہ کو مسلمانوں کے دیکھنے کا بہت ہی قریب سے موقع دیا جائے اور وہ اسلام کی خوبیوں اور مسلمانوں کے اوصاف جسہ کا بغور معائنہ کر سکے۔

خصوصاً اخلاقِ محمدی نے اسے بہت سی زیادہ متأثر کیا۔ جس ہے۔

آنچہ خوبی ہے دارند تو تھا داری۔

ترجمہ الباب الفاظ فربطوہ بسارية من سوری المسجد سے نکلا ہے۔ شرعاً قاضی جب کسی پر کچھ حکم کرتے اور اس کے بھاؤ جانے کا ذرہ ہوتا تو مسجد میں اس کو حرast میں رکھنے کا حکم دیتے۔ جب مجلس برخاست کرتے، اگر وہ اپنے ذمے کا حق ادا کر دیتا تو اس کو چھوڑ دیتے ورنہ قید خالے میں بھجوادیتے۔

دوسری روایت میں یوں ہے آپ ہر صبح کو ثماں کے پاس تشریف لے جاتے اور اس کا مزاج اور حالات دریافت فرماتے۔ وہ کتنا کہ اگر آپ مجھ کو قتل کر دیں گے تو میرا بدله لینے والے لوگ بہت ہیں۔ اور اگر آپ مجھ کو چھوڑ دیں گے تو میں آپ کا بہت بہت احسان مند رہوں گا۔ اور اگر آپ میری آزادی کے عوض روپیہ چاہتے ہیں تو جس قدر آپ فرمائیں گے آپ کو روپیہ دوں گا۔ کتنی روز تک معاملہ ایسے ہی چلتا رہا۔ آخر ایک روز رحمت للعالیین ﷺ نے ثماں کو بلا شرط آزاد کر دیا۔ جب وہ چلنے لگا تو صحابہ کو خیال ہوا کہ شاید یہ فرار اختیار کر رہا ہے۔ مگر ثماں ایک درخت کے نیچے گیا جمل پانی موجود تھا۔ وہاں اس نے غسل کیا۔ اور پاک صاف ہو کر دربار رسالت میں حاضر ہوا۔ اور کماکہ حضور اب میں اسلام قبول کرتا ہوں۔ فوراً ہی اس نے کلمہ شادوت اشہد ان لا اله الا الله و اشہد ان محمد رسول الله پر حا اور صدق دل سے مسلمان ہو گیا۔ رضی اللہ عنہ و ارضہ۔

### باب حرم میں کسی کو باندھنا اور قید کرنا

اور نافع بن عبد الحارث نے مکہ میں صفوان بن امیہ سے ایک مکان جیل خانہ بنانے کے لیے اس شرط پر خریدا کہ اگر عمر ﷺ اس خریداری کو منظور کریں گے تو بیج پوری ہو گی۔ ورنہ صفوان کو جواب اٹھنے تک چار سو دینار تک کرایہ دیا جائے گا۔ ابن زیبر ﷺ نے مکہ میں لوگوں کو قید کیا۔

مکہ المکرہ سارا ہی حرم میں داخل ہے۔ المذا حرم میں جیل خانہ بنانا اور مجرموں کا قید کرنا ثابت ہوا۔ ابن زیبر ﷺ کے اثر کو ابن سعد وغیرہ نے نکلا ہے کہ ابن زیبر نے حسن بن محمد بن حنفیہ کو دارالندہ میں بھجن عارم میں قید کیا۔ وہ وہاں سے نکل کر بھاؤ گئے۔ ۲۴۲۳ - حدثنا عبد الله بن يوسف قال: حدثنا الليث قال: حدثني سعيد بن أبي سعيد سمع أبا هريرة رضي الله عنه قال: ((بعث النبي ﷺ خيلًا قبل نجد، فجاءت برجلٍ من بني حنفة يقال له ثمامه بن أثال، فربطوه بسارية من سورى المسجدو)). [راجع: ۴۶۲]

مذہبی بھی حرم ہے تو حرم میں قید کرنے کا جواز ثابت ہوا۔ یہ باب لا کرام بخاری نے رد کیا جو ابن ابی شیبہ نے طاؤس سے روایت کیا کہ وہ مکہ میں کسی کو قید کرنا بر اجائنتے تھے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
باب قرض دار کے ساتھ رہنے کا بیان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
٩- بَابُ الْمُلَازِمَةِ

اس طرح کے قریب خواہ ارادہ کرے کہ جب تک مقروض میرا روپیہ ادا نہ کرے میں اس کے ساتھ چٹانی رہوں گا اور اس کا پیچھا بھی نہ چھوڑوں گا۔

(۲۲۴۳) ہم سے مجھی بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے لیٹھ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا اور مجھی بن بکیر کے علاوہ نے بیان کیا کہ مجھ سے لیٹھ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن ہرمز نے، ان سے عبداللہ بن کعب بن مالک الفصاری نے، اور ان سے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ عبداللہ بن ابی حدرداء سلمی رضی اللہ عنہ پر ان کا قرض تھا، ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ان کا پیچھا کیا۔ پھر دونوں کی گفتگو تیز ہونے لگی اور آواز بلند ہو گئی۔ اتنے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھر سے گزر ہوا، اور آپ نے فرمایا، اے کعب! اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے گویا یہ فرمایا کہ آدمیے قرض کی کمی کر دے۔ چنانچہ انہوں نے آدھا لے لیا اور آدھا قرض معاف کر دیا۔

٤٤٤ - حَنَّا يَحْقِي بْنُ كَبِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَئْتُ قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفُرُ بْنُ رَبِيعَةَ وَقَالَ غَيْرَهُ: حَدَّثَنِي الْأَئْتُ قَالَ: حَدَّثَنِي جَعْفُرُ بْنُ رَبِيعَةَ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ: ((عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حَنْدَرَ الْأَسْلَمِيِّ دِينٌ، فَلَقِيَهُ فَلَزِمَهُ، فَتَكَلَّمَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا، فَمَرَّ بِهِمَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا كَعْبُ)) - وَأَشَارَ بِيَدِهِ كَانَهُ يَقُولُ: النَّصْفَ - فَأَخَذَ نِصْفَهُ مَا عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا.

[٤٥٧: راجع]

لقط حدیث فلزمہ سے ترجمہ باب لکلاک حضرت کعب بن شوہر اپنے قرض وصول کرنے کے لئے عبداللہ بن شوہر کے پیچھے چلتے اور کام کر جب تک میرا قرض ادا نہ کر دے گا میں تیرا پیچھا نہ چھوڑوں گا، اور جب آخر حضرت مسیح مسیح نے ان کو دیکھا اور اس طرح چمٹنے سے منع نہیں فرمیا تو اس سے چمٹنے کا جواہر لکلاک۔ آخر حضرت مسیح مسیح نے آدھا قرض معاف کرنے کی سفارش فرمائی، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مقرضون اگر نکل دست سے تو قرض خواہ کو چاہیے کہ کچھ معاف کر دے، نیک کام کے لئے سفارش کرنا بھی ثابت ہوا۔

باب تقاضا کرنے کا بیان

١٠ - بَابُ التَّقَاضِي

(۲۳۲۵) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے وہ بہ بن جریر بن حازم نے بیان کیا، انہیں شعبہ نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابو الفضل نے، انہیں مسروق نے، اور ان سے خباب بن شٹو نے بیان کیا کہ میں جاہلیت کے زمانہ میں لو ہے کا کام کرتا تھا۔ اور عاص بن واکل (کافر) پر میرے کچھ روپے قرض تھے۔ میں اس کے پاس

٤٢٥ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا  
وَهُبْ بْنُ جَرِيرٍ بْنُ حَازِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا  
شَعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الصُّحَى عَنْ  
مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَابٍ قَالَ ((كُنْتُ قَيْنَا فِي  
الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلِ

قاضا کرنے گیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ جب تک تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار نہیں کرے گا میں تیرا قرض ادا نہیں کروں گا۔ میں نے کہا، ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار کبھی نہیں کر سکتا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں مارے اور پھر تم کو اٹھائے۔ وہ کہنے لگا کہ پھر مجھ سے بھی تقاضا نہ کر میں جب مر کے دوبارہ زندہ ہوں گا اور مجھے (دوسری زندگی میں) مال اور اولاد دی جائے گی تو تمہارا قرض بھی ادا کر دوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آئتوں کا انکار کیا اور کہا کہ مجھے مال اور اولاد ضرور دی جائے گی۔“ آخر آیت تک۔

درَاهِمُ، فَأَتَيْتُهُ أَنْقَاصَهُ فَقَالَ: لَا أَفْضِلُكَ حَتَّى تَكُفُّرَ بِمُحَمَّدٍ. فَقَلَّتْ: لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ هُنَّا حَتَّى يُبَيِّنَكَ اللَّهُ ثُمَّ يَعْلَمُكَ. قَالَ: فَدَغْنِي حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ أُبَعِثُ فَأُوْتَى مَالًا وَوَلَدًا ثُمَّ أَفْضِلُكَ. فَنَزَّلَتْ: هُنَّا فَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ: لَا وَتَيْنَ مَالًا وَوَلَدًا هُنَّا الْآيَةُ). [راجح: ۲۰۹۱]

**لشیخ** حضرت خباب بن ثابت<sup>رض</sup> عاص بن واکل غیر مسلم کے ہاں اپنی مزدوری وصول کرنے کا تقاضا کرنے گئے۔ اسی سے مقصد باب ثابت ہوا۔ عاص نے جو بواب دیا وہ انتہائی نامعقول بواب تھا۔ جس پر قرآن مجید میں نوش لیا گیا۔ اس حدیث سے مجتبی مطلق امام بخاری رضی اللہ عنہ نے کہی ایک سماں کا استنباط فرمایا ہے۔ اس لئے متعدد مقالات پر یہ حدیث نقل کی گئی ہے جو حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کے تقدیر و قوت اجتہاد کی بین دلیل ہے۔ ہزار افسوس ان اہل جبہ و دستار پر جو حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ میں نظریہ امت کی شان میں تنقیص کرتے اور آپ کی فہم و درایت سے مکر ہو کر خود اپنی نافی کا ثبوت دیتے ہیں۔

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ ان ابواب کے خاتمہ پر فرماتے ہیں۔ اشتتمل کتاب الاستفراض و مامعه من الحجر والتفلیس و ما اتصل به من الانشخاص والملازمة على خمسين حديثاً المعلق منها ستة المكرر منها فيه وفيما مضى ثمانية و ثلاثون حديثاً والبقية خالصة والفقہ مسلم على جميعها سوی حديث ابی هریرۃ (من اخذ اموال الناس بزید اتللافها) و حديث (اما احبا ان لي احدا ذهبا) و حديث (لي الواجد) و حديث ابن مسعود في القراءة و فيه من الآثار عن الصحابة و من بعدهم اثنا عشر اثرا والله اعلم (فتح الباري) یعنی یہ کتاب الاستفراض و الملازمة پچاس احادیث پر مشتمل ہے جن میں احادیث معلقة صرف چھ ہیں۔ کمر احادیث اڑتیں ہیں۔ اور باقی غالباً ہیں۔ امام مسلم نے بچھنڈ احادیث کے جو یہاں مذکور ہیں سب میں حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ سے موافق تھیں۔ اور ان ابواب میں صحابہ و تابعین کے پارہ آثار مذکور ہوئے ہیں۔

سند میں مذکورہ بزرگ حضرت مسروق ابن الجدع ہیں۔ جو ہدایت اور کوفی ہیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی وفات سے قبل مشرف بہ اسلام ہوئے۔ صحابہ کے صدر اول جیسے ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضوان اللہ علیہم السلام اعمیں کاظمہ پیلان۔ سرکردہ علماء اور فقہاء میں سے تھے۔ مروہ بن شرجیل نے فرمایا کہ کسی ہدایتی عورت نے مسروق جیسا نیک سپوت نہیں جتا۔

شجی نے فرمایا، اگر کسی گرانے کے لوگ جنت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں تو وہ یہ ہیں اسود علقہ اور مسروق۔

محمد بن منذر نے فرمایا کہ خالد بن عبد اللہ بصرہ کے عالی (گورنر) تھے۔ انہوں نے بطور ہدیہ تین ہزار روپوں کی رقم حضرت مسروق کی خدمت میں پیش کی۔ یہ ان کے فقر کا زمانہ تھا۔ پھر بھی انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ بچپن میں ان کو چالا یا گیا تھا۔ پھر مل گئے تو ان کا نام مسروق ہو گیا۔ ان سے بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے۔

۲۲ ھ میں مقام کوفہ وفات پائی۔ رحمہ اللہ رحمة واسعة۔

شرکوفہ کی بنیاد حضرت سعد بن ابی و قاص نبیخ نے رکھی تھی۔ اس وقت آپ نے وہاں فرمایا تھا۔ تکوفوں فی هذا الموضوع یہاں پر جمع ہو جاؤ۔ اسی روز اس شرکا نام کو فرم پڑ گیا۔ بعض نے اس کا پرانا نام کوفان بتایا ہے۔ یہ شرعاً میں واقع ہے۔ عرصہ تک علوم و فنون کا مرکز رہا ہے۔

## ۳۵۔ کتاب اللہ طلۃ

# کتاب لقطہ یعنی گری پڑی ہوئی چیزوں کے بارے میں احکام

لِیَهُ الْكِتَابُ الْمُبِينُ

۱۔ بَابُ إِذَا أَخْبَرَ أَخْبَرَهُ رَبُّ  
اللُّقْطَةِ بِالْعَلَمَةِ دَفَعَ إِلَيْهِ  
باب اور جب لقطہ کا مالک اس کی صحیح نشانی بتاوے تو اسے  
اس کے حوالہ کروے۔

**لِشَیْخِ** لقطہ کا مصدر لقطہ ہے جس کے معنی جن لینا، زین پر سے اٹھانی، سینا، روکنا، انتخاب کرنا، چونچ سے اٹھانا ہے۔ اسی سے لقطہ ملاقطہ اور التقااط ہیں۔ جن کے معانی برابر ہوتا ہیں۔ اور تلقظ اور التقااط کے معنے ادھراً ہر سے جمع کرنا ہوتا ہیں۔ آیات قرآنی اور احادیث نبوی میں یہ لقطہ کئی جگہ استعمال ہوا ہے۔ جن کی تشریحات اپنے اپنے مقامات پر ہوں گی۔

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں۔ (فی اللقطة) بضم اللام وفتح القاف ويجوز اسكنها والمشهور عند المحدثين فتحها قال الازهرى وهو الذى سمع من العرب واجمع عليه اهل اللغة والحديث ويقال لقطة بضم اللام و لقط بفتحها بلا هاء و هي في اللغة الشنى الملعقوط و شرعاً ما وجد من حق ضائع محترم غير محزز ولا ممتنع بقوته ولا يعرف الواجد مستحقه وفي الالتقااط معنى الامانة والولاية من حيث ان الملقط امين فيما القطة والشرع ولا حفظه كالولى في مال الطفل وفيه معنى الاكتساب من حيث ان له التملك بعد التعريف (قطسطلاني) مختصر یہ کہ لقط لقط لام کے ضمه اور قاف کے فتحہ کے ساتھ ہے اور اس کو ساکن پڑھنا بھی جائز ہے مگر محمد شیخ اور لفظ والوں کے ہاں فتحہ کے ساتھ ہجھ مشهور ہے عرب کی زبانوں سے ایسا ہی نام گیا ہے۔ لفظ کسی گری پڑی چیز کو کہتے ہیں۔ اور شریعت میں ایسی چیز جو پڑی ہوئی پائی جائے اور وہ کسی آدمی کے حق شائع سے متعلق ہو اور پانے والا اس کے مالک کو نہ پائے۔ اور لقط التقااط میں نامت اور ولایت کے معانی بھی مشتمل ہیں۔ اس لئے کہ ملنقط امین ہے جو اس نے پیا ہے اور شرعاً وہ اس مال کی حفاظت کا ذمہ دار ہے جیسے بچے کے مال کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اور اس میں اکتساب کے معانی بھی ہیں کہ پسخوانے کے بعد اگر اس کا مالک نہ ملے تو اس چیز میں اس کو حق ملکیت ٹھابت ہو جاتا ہے۔

۲۴۶۔ حدثنا آدم قال حدثنا شعبة، (۲۲۲۹) ہم سے آدم نے بیان کیا، کما کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا،

(دوسری سند) اور مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، ان سے غدر نے، ان سے شعبہ نے، ان سے سلمہ نے کہ میں نے سوید بن غفلہ سے سن، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ابی بن کعب بن حوش سے ملاقات کی تو انہوں نے آنکہ میں نے سودی نار کی ایک تھیلی (کہیں راستے میں پڑی ہوئی) پائی۔ میں اسے رسول اللہ مسیح موعید کی خدمت میں لایا تو آپ نے فرمایا کہ ایک سال تک اس کا اعلان کرتا رہ۔ میں نے ایک سال تک اس کا اعلان میا۔ لیکن مجھے کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو اسے پہچان سکتا۔ اس لیے میں پھر آخر پرست مسیح موعید کی خدمت میں آیا۔ آپ نے پھر فرمایا کہ ایک سال تک اس کا اعلان کرتا رہ۔ میں نے پھر (سال بھر) اعلان کیا۔ لیکن ان کا مالک مجھے نہیں ملا۔ تیسرا مرتبہ حاضر ہوا تو آخر پرست مسیح موعید نے فرمایا کہ اس تھیلی کی بناؤت، دینار کی تعداد اور تھیلی کے بندھن کو ذہن میں محفوظ رکھ۔ اگر اس کا مالک آجائے تو علامت پوچھنے کے اسے واپس کرو دیا، ورنہ اپنے خرچ میں اسے استعمال کر لے چنانچہ میں اسے اپنے اخراجات میں لایا۔ (شعبہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے سلمہ سے اس کے بعد کہ میں ملاقات کی تو انہوں نے کہا کہ مجھے یاد نہیں رسول کشم مسیح موعید نے (حدیث میں) تین سال تک اعلان کرنے کے لئے فرمایا تھا) یا صرف ایک سال کے لئے۔

حَوْدَثَيْنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَثَنَا  
عُنْدَرٌ قَالَ حَدَثَنَا شَبَّابٌ عَنْ سَلَمَةَ سَمِعَتْ  
سُوِيدَ بْنَ غَفْلَةَ قَالَ لَقِيتُ أَنَّى بْنَ كَعْبِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ : ((أَخَذْتُ صَرْةً فِيهَا  
مِائَةً دِينَارٍ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ :  
((عَرَفْتُهَا حَوْلًا)), فَعَرَفْتُهَا حَوْلًا فَلَمْ أَجِدْ  
مَنْ يَعْرِفُهَا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ : ((عَرَفْتُهَا  
حَوْلًا)), فَعَرَفْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ ثَلَاثَةً  
فَقَالَ : ((احْفَظْ وَعَاءَهَا وَعَدَدَهَا  
وَوَكَاءَهَا، فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَالْأُفَاسِدُ  
بِهَا)), فَأَسْتَمْنَغْتُ. فَلَقِيَتْهُ بَعْدَ بَيْكَةَ  
فَقَالَ : لَا أَذْرِي ثَلَاثَةَ أَخْوَالٍ أَوْ حَوْلًا  
وَاجِدًا)). [طرفة في : ۲۴۳۷].

**تَشْبِيهٌ** روایت کے آخری الفاظ تین سال یا ایک سال کے متعلق حضرت علامہ قسطلانی فرماتے ہیں ولیم یقل احمد بان اللقطہ تعریف ثلاثة احوال والشک بوجب سقوط المشکوك فيه وهو الثالثة فوجب العمل بالجزم وهو رواية العام الواحد الخ (قسطلانی) یعنی کسی نے نہیں کہا کہ لفظ کو تین سال تک پسچوایا جائے اور شک سے مشکوك فيه خود ہی ساقط ہو جاتا ہے جو یہاں تین سال ہے۔ پس پختہ چیز پر عمل واجب ہوا اور وہ ایک ہی سال کے لئے ہے۔ بعض اور روایتوں میں بھی تین سال کا ذکر آیا ہے مگر وہ مزید احتیاط اور تورع پر منی ہے۔

اگر پانے والا غریب اور محتاج ہے تو مقررہ مدت تک اعلان کے بعد مالک کونہ پانے کی صورت میں اسے وہ اپنی ضروریات پر خرچ کر سکتا ہے اور اگر کسی محتاج کو بطور صدقہ دے تو اور بھی بہتر ہو گا۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جب مالک مل جائے تو بہر صورت اسے وہ چیز واپس لوٹانی پڑے گی، خواہ ایک مدت تک اعلان کرتے رہنے کے بعد اسے اپنی ضروریات میں خرچ ہی کیوں نہ کر چکا ہو۔ امانت و دوامت سے متعلق اسلام کی یہ وہ پاک ہدایات ہیں، جن پر بجا طور پر فخر کیا جا سکتا ہے۔ آج بھی ارض حرم میں ایسی مثالیں دیکھی جا سکتی ہیں کہ ایک چیز لفظ ہے مگر دیکھنے والے ہاتھ تک نہیں لگاتے بلکہ وہ چیز اپنی جگہ پڑی رہتی ہے۔ خود ۱۳۸۹ھ کے عین میں نے اپنی آنکھوں سے ایسے واقعات دیکھے۔ کیونکہ اٹھانے والا سوچ رہا تھا کہ کہاں پسچوایا پھرے گا۔ بہتر ہے کہ اس کو ہاتھ ہی نہ

لگائے۔ اللہ پاک آج کے نوجوانوں کو توفیق دے کہ وہ حقائقِ اسلام کو سمجھ کر اسلام جیسی نعمت سے بہرہ ور ہونے کی کوشش کریں اور بنی نویں انسان کی فلاح و بہبود کے راستے کو اپنائیں۔

حضرت ابی بن کعب بن میثاں النصاری خزری ہیں۔ یہ کاتب و محدث تھے۔ اور ان پر خوش نصیب اصحاب میں سے ہیں جنہوں نے عمد رسالت ہی میں پورا قرآن شریف حفظ کر لیا تھا، اور ان فقہاءِ اسلام میں سے ہیں جو آپ کے عمد مبارک میں فتویٰ دینے کے مجاز تھے۔ صحابہ میں قرآن شریف کے اچھے قاری مشہور تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو سید الانصار کا خطاب بخشنا۔ اور حضرت عمر بن میثاں نے سید المسلمين کے خطاب سے نوازا تھا۔ آپ کی وفات مدینہ طیبہ ہی میں واقع ہوئی۔ آپ سے کثیر خالقون نے روایات نقل کی ہیں۔

### باب بھولے بھٹکلے اونٹ کا بیان

(۲۴۲۷) ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالرحمن بن مددی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، ان سے ربیعہ نے، ان سے متبوعت کے غلام یزید نے، اور ان سے زید بن خالد جہنی میثاں نے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک دیساں تھا جاہر ہوا۔ اور راستے میں پڑی ہوئی کسی چیز کے اٹھانے کے بارے میں آپ سے سوال کیا۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ ایک سال تک اس کا اعلان کرتا رہ۔ پھر اس کے برتن کی بناوت اور اس کے بندھن کو ذہن میں رکھ۔ اگر کوئی ایسا شخص آئے جو اس کی ثانیاں ٹھیک ٹھیک بتادے تو اسے اس کمال والپس کر دے) ورنہ اپنی ضروریات میں خرچ کر۔ صحابی نے پوچھا، یا رسول اللہ! ایسی بکری کا کیا کیا جائے جس کے مالک کا پتہ نہ ہو؟ آپ نے فرمایا کہ وہ یا تو تمہاری ہو گی یا تمہارے بھائی (مالک) کو مل جائے گی یا پھر بھیڑیے کا لقہ بنے گی۔ صحابی نے پھر پوچھا اور اس اونٹ کا کیا کیا جائے جو راستہ بھول گیا ہو؟ اس پر رسول کریم ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدلتا گیا۔ آپ نے فرمایا، تمہیں اس سے کیا مطلب؟ اسکے ساتھ خود اس کے کھریں۔ (جن سے وہ چلتے گا) اس کا مشکلہ ہے، پانی پر وہ خود پہنچ جائے گا اور درخت کے پتے وہ خود کھا لے گا۔

**تشریح** عرب میں اونٹوں کو روگستان کا جہاز کہا جاتا تھا۔ راستوں کے جانے میں وہ خوب بہت ماہر ہوا کرتے تھے گم ہونے کی صورت میں عام طور پر کسی نہ کسی دن خود گھر پہنچ جاتے۔ اس نے آنحضرت ﷺ نے ایسا فرمایا۔ یعنی اونٹ کو پکڑنے کی حاجت نہیں۔ اس کو بھیڑیے وغیرہ کا ذر نہیں، نہ چارے پانی کے لئے اس کو چڑواہے کی ضرورت ہے۔ وہ آپ پانی پر جا کر پانی پی لیتا ہے۔ بلکہ آنھے آنھے روز کا پانی اپنے پیٹ میں بیک وقت جمع کر لیتا ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ حکم جنگل کے لئے ہے۔ اگر بستی میں اونٹ ملے تو

۲۴۲۷ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُهَمَّادٌ عَنْ رَبِيعَةَ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ مَوْلَى الْمُتَبَعِّثِ عَنْ رَبِيدٍ بْنِ خَالِدٍ الْجَهْمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((جَاءَ أَغْرَابَيُ الْسَّيِّدِ ﷺ، فَسَأَلَهُ عَمًا يَلْقَطُهُ فَقَالَ: ((عَرَفَهَا سَنَةً، ثُمَّ احْفَظَ عِفَاصَهَا وَوَكَاهَهَا، فَإِنْ جَاءَ أَحَدٌ يُخْبِرُكَ بِهَا وَإِلَّا فَاسْتَتْفِهَا)), قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ فَضَالَةُ الْغَنِيمِ؟ قَالَ: ((لَكَ أُو لَأَخِينُ أُو لِلَّذِنْبِ)). قَالَ: صَالَةُ الْإِبْلِ؟ فَمَعْرَوْ وَجْهُ الْسَّيِّدِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا لَكَ وَلَهَا؟ مَعَهَا حِذَاوَهَا وَسِقَاوَهَا، تَرْدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ)). [راجح: ۹۱]

اسے پکڑ لینا چاہیے تاکہ مسلمان کامل صالح نہ ہو۔ ایسا نہ ہو وہ کسی چور ڈاکو کے ہاتھ لگ جائے۔ اونٹ کے حکم میں وہ جانور بھی ہیں جو اپنی حفاظت آپ کر سکتے ہیں۔ جیسے گھوڑا بیل وغیرہ۔

ترجم کرتا ہے کہ آج کے حالات میں جنگل اور بستی کہیں بھی امن نہیں ہے۔ ہر جگہ چور ڈاکوؤں کا خطہ ہے، لہذا جہاں بھی کسی بھائی کا گم شدہ اونٹ، گھوڑا نظر آئے بہتر ہے کہ حفاظت کے خیال سے اسے پکڑ لیا جائے اور جب اس کا مالک آئے تو اس کے حوالہ کیا جائے۔ آج عرب اور عجم ہر جگہ چوروں، ڈاکوؤں، لیڑوں کی کثرت ہے۔ ایک اونٹ ان کے لئے بڑی قیمت رکھتا ہے۔ جب کہ معنوی اونٹ کی قیمت آج چار پانچ سو سے کم نہیں ہے۔

عد رسالت میں عرب کا ماحول جو تھا وہ اور تھا۔ اس ماحول کے پیش نظر آپ نے یہ حکم صادر فرمایا۔ آج کا ماحول دوسرا ہے۔ پس بہتر ہے کہ کسی گم شدہ اونٹ، گھوڑے وغیرہ کو بھی پکڑ کر بحفاظت رکھا جائے یہاں تک کہ اس کا مالک آئے اور اسے لے جائے۔

الحمد للہ ۱۴۹۰ھ کو کعبہ شریف میں اس پارے کا متن بعد نجیریاں تک لفظ بہ لفظ غور و تبر کے ساتھ ان دعاویں سے پڑھا گیا کہ اللہ پاک اس اہم ذخیرہ حدیث نبوی کو سمجھنے کیلئے توفیق بخشنے۔ اور ہر مشکل مقام کے حل کیلئے اپنی رحمت سے رہنمائی فرمائے۔ اور اس خدمت کو قبول فرمائے اور سارے قدر دان حضرات کو شفاعت رسول پاک ﷺ سے بہرہ و فرمائے۔ آمین۔

### باب گشیدہ بکری کے بارے میں

### ۳- بَابُ ضَالَّةِ الْفَنَمِ

(۲۲۲۸) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سلیمان تھی نے بیان کیا، ان سے سعید بن سعید انصاری نے، ان سے منبعث کے غلام یزید نے، انہوں نے زید بن خالد سے سن، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سے لقطہ کے متعلق پوچھا گیا۔ وہ یقین رکھتے تھے کہ آپ نے فرمایا، اس کے برتن کی بناوٹ اور اس کے بندھن کو ذہن میں رکھ، پھر ایک سال تک اس کا اعلان کرتا رہ، یزید بیان کرتے تھے کہ اگر اسے پہچانے والا (اس عرصہ میں) نہ ملے تو پانے والے کو اپنی ضروریات میں خرچ کر لینا چاہیے۔ اور یہ اس کے پاس امانت کے طور پر ہو گا۔ اس آخری نکلوے (کہ اس کے پاس امانت کے طور پر ہو گا) کے متعلق مجھے معلوم نہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے یا خود انہوں نے اپنی طرف سے یہ بات کی ہے۔ پھر پوچھا، راستہ بھولی ہوئی بکری کے متعلق آپ کا لیا ارشاد ہے آپ ﷺ نے پوچھا کہ اسے پکڑ لو، وہ یا تمہاری ہو گی (جب کہ اصل مالک نہ ملے) یا تمہارے بھائی (مالک) کے پاس پہنچ جائے گی، یا پھر اسے بھیڑا اٹھا لے جائے گا۔ یزید نے بیان کیا کہ اس کا بھی اعلان کیا جائے گا، پھر صحابی نے پوچھا، راستہ بھولے ہوئے اونٹ کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ آپ نے

٢٤٢٨ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبِعِثِ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ : ((سَلِيلُ النَّبِيِّ عَنِ الْلُّقْطَةِ فَرَعَمَ أَنَّهُ قَالَ : اغْرِفْ عِفَاصَاهَا وَوَكَاءَهَا ثُمَّ عَرَفَهَا سَنَةً يَقُولُ يَزِيدُ : إِنَّمَا تُعْرَفُ اسْتَفْقَدَ بِهَا صَاحِبَهَا، وَكَانَ وَدِينَعَةً عِنْدَهُ . قَالَ يَحْيَى : فَهَذَا الَّذِي لَا أَذْرِي أَفِي حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ هُوَ أَمْ شَيْءًا مِنْ عِنْدِهِ . ثُمَّ قَالَ : كَيْفَ تَرَى فِي ضَالَّةِ الْفَنَمِ ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((خَذْهَا، فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَزْلَاجِنِكَ أُولَلَذِّتَبِ)) قَالَ يَزِيدُ : وَهِيَ تُعْرَفُ أَيْضًا . ثُمَّ قَالَ : كَيْفَ تَرَى فِي ضَالَّةِ الْإِبْلِ ؟ فَقَالَ : ((دَعْهَا، فَإِنَّمَا هِيَ حِذَاءَهَا وَسِقَاءَهَا، تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَجْدَهَا رُبُّهَا)). [راجح: ۹۱]

فرمایا کہ اسے آزاد رہنے دو، اسکے ساتھ اسکے کھربھی ہیں اور اس کا مشکلزہ بھی۔ خود پانی پر پہنچ جائے گا اور خود ہی درخت کے پتے کھالے گا۔ اور اس طرح وہ اپنے مالک تک پہنچ جائے گا۔

بھی کی دوسری روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ فقرہ کہ اس کے پاس امانت مکے طور پر گا۔ حدیث میں داخل ہے۔ اس کو امام مسلم اور اسماعیل نے نکالا۔ امانت سے مطلب یہ ہے کہ جب اس کا مالک آجائے گا تو پانے والے کو یہ مال ادا کرنا لازم ہو گا۔ بکری اگر مل جائے تو اس کے بارے میں بھی اس کے مالک کا ملاش کرنا ضروری ہے۔ جب تک مالک نہ ملے پانے والا اپنے پاس رکھے۔ اور اس کا دو دھن پتے کیونکہ اس پر وہ کھلانے پر خرچ بھی کرے گا۔

#### ۴- بَابُ إِذَا لَمْ يُوجَدْ صَاحِبُ الْقُطْطَةِ بَعْدَ سَنَةٍ فِيهِ لَمَنْ وَجَدَهَا

**لشیخ** جمور علماء یہ کہتے ہیں کہ مالک ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کو تصرف کرنا جائز ہو گا، لیکن جب مالک آجائے تو وہ چیزیاں اس کا بدل دینا لازم ہو گا۔ خفیہ کہتے ہیں اگر پانے والا محتاج ہے، تو اس میں تصرف کر سکتا ہے۔ اگر مالدار ہے تو اس کو خیرات کر دے۔ پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو اختیار ہے کہ خواہ اس خیرات کو جائز رکھے خواہ اس سے تاوان لے۔

جان تک غور و فکر کا تعلق ہے اسلام نے گرے پڑے اموال کی بڑی حفاظت کی ہے اور ان کے اخنانے والوں کو اسی حالت میں اخنانے کی اجازت دی ہے کہ وہ خود خصم کر جانے کی نیت سے ہرگز ہرگز ان کو نہ اخنان۔ بلکہ ان کے اصل مالکوں تک پہنچانے کی نیت سے ان کو اخنا سکتے ہیں۔ اگر مالک فوری طور پر نہ مل سکے تو موقع یہ موقع سال بھر اس مال کا اعلان کرتے رہیں۔ آج کل اعلان کے ذریعہ بت وسیع ہو چکے ہیں، اخبارات اور ریڈیو کے ذریعہ سے اعلانات ہر کس و ناکس تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس طرح متواتر اعلانات پر سال گزر جائے اور کوئی اس کا مالک نہ مل سکے تو پانے والا اپنے مصرف میں اسے لے سکتا ہے۔ مگر یہ شرعاً بھی ضروری ہے کہ اگر کسی دن بھی اس کا اصل مالک آگیا تو وہ مال اسے مدد تاوان ادا کرنا ہو گا۔ اگر اصل مال وہ خصم کر چکا ہے تو اس کی جس بالش ادا کرنی ہو گی۔ یا پھر جو بھی بازاری قیمت ہو ادا کرنی ضروری ہو گی۔ ان تفصیلات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ لقطہ کے متعلق اسلام کا قانونی نظریہ کس قدر ٹھوس اور کتنا فتح بخش ہے۔ کاش اسلام کے معاذین ان قوانین اسلامی کا بخور مطالعہ کریں اور اپنے والوں کو عناد سے پاک کر کے قلب سلیم کے ساتھ صداقت کو تسلیم کر سکیں۔

(۲۴۲۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ربیعہ بن ابی عبدالرحمن نے، انہیں منبعث کے غلام زید بن نے اور ان سے نید بن خالد بن عثیم نے کہ ایک شخص نبی کرم شیخیت کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے لقطہ کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے برتن کی بناوٹ اور اس کے بندھن کو ذہن میں یاد رکھ کر ایک سال تک اس کا اعلان کرتا رہ۔ اگر مالک مل جائے (تو اسے دے دے) ورنہ اپنی ضرورت میں خرچ کر۔ انہوں نے

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَجُلٍ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ الْقُطْطَةِ فَقَالَ: ((إِنَّمَا عُرِفَتْ هَذِهِ سَنَةً، فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا

پوچھا اور اگر راستہ بھولی ہوئی بکری ملے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ تمہاری ہوشائیت بھائی (بھائی)۔ قال: ((فَضَّالَةُ الْغَمِّ؟))  
ہوگی یا تمہارے بھائی کی ہوگی، ورنہ پھر بھیڑیا اسے اٹھا لے جائے گا۔  
قال: ((هَيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيهِ أَوْ لِلنَّبِ)).  
صالبی نے پوچھا، اور اونٹ جو راستہ بھول جائے؟ آپ نے فرمایا کہ  
تمہیں اس سے کیا مطلب؟ اسکے ساتھ خود اس کا مشکلہ ہے، اسکے  
کھر ہیں۔ پانی پر وہ خود ہی پہنچ جائے گا اور خود ہی درخت کے پتے کھا  
کر ہیں۔ [راجح: ۹۱]  
لے گا۔ اور اس طرح کسی نہ کسی دن اس کامالک اسے خود پانے گا۔

**لئے گا** فان جاء صاحبها يعني اگر اس کامالک آجائے تو اس کے حوالے کر دے۔ جیسے امام احمد اور ترمذی اور نسائی کی ایک روایت  
میں ہس کی صراحت ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص آئے جو اس کی گنتی اور تھیلی اور سربندھن کو ٹھیک ٹھیک بتلا دے تو اس کو  
دے دے۔ معلوم ہوا کہ صحیح طور پر اسے پہچان لینے والے کو وہ مال دے دینا چاہیے۔ گواہ شاہید کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے اس  
روایت میں دو سال تک بتلانے کا ذکر ہے اور آگے والی احادیث میں صرف ایک سال تک کا بیان ہوا ہے۔ اور تمام علماء نے اب اسی کو  
اختیار کیا ہے اور دو سال والی روایت کے حکم کو درع اور احتیاط پر محول کیا۔ یوں محتاط حضرات اگر ساری عمر بھی اسے اپنے استعمال  
میں نہ لائیں اور آخر میں چل کر بطور صدقہ خیرات دے کر اسے ختم کر دیں تو اسے نور علی نور ہی کہنا مناسب ہو گا۔

## ۵- بَابُ إِذَا وَجَدَ حَشَبَةً فِي الْبَحْرِ اوَ سَوْطًا اوَ نَخْوَةً پائے تو کیا حکم ہے؟

(۲۳۳۰) اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے جعفر بن ربعہ نے  
بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن ہرمز نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ  
عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک مرد کا ذکر کیا۔ پھر  
پوری حدیث بیان کی (جو اس سے پہلے گذر پہنچی ہے) کہ (قرض دینے  
والا) باہر ہی ویکھنے کے لئے نکلا کر ممکن ہے کوئی جماز اس کا روپیہ لے  
کر آیا ہو۔ (دریا کے کنارے جب وہ پہنچ) تو اسے ایک لکڑی ملی ہے  
اس نے اپنے گھر کے ایندھن کے لئے اٹھا لیا۔ لیکن جب اسے چیڑا تو  
اس میں روپیہ اور خط پیلا۔ [راجح: ۱۴۹۸]

**لئے گا** ثابت ہوا کہ دریا میں سے ایسی چیزوں کو اٹھایا جا سکتا ہے۔ بعد میں جو کیفیت سامنے آئے اس کے مطابق عمل کیا جائے۔  
اسرائیلی مرد کی حسن نیت کا شرو تھا کہ پانی ہوئی لکڑی کو چرا تو اسے اس کے اندر اپنی امانت کی رقم مل گئی۔ اسے ہر دو نیک  
دل اسرائیلیوں کی کرامت ہی کہنا چاہیے، ورنہ عام حالات میں یہ معاملہ بے حد نازک ہے۔ یہ سمجھ بندگان خدا ادائی  
امانت اور عمد کی پاسداری کا کس حد تک خیال رکھتے ہیں۔ اور یہ بہت ہی کم ہیں۔

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں۔ و موضع الترجمة قوله فاخذ ها و هو مبني على ان شرع من قبلنا شرع لنا مالم بات في هر عننا ما يحالله  
لا سيما اذا ورد بصوره الشاء على فاعله يعني يمال مقام ترجمة الباب راوي کے یہ الفاظ ہیں۔ فاخذها يعني اس کو اس لے لے لیا۔ اسی

سے مقصود باب ثابت ہوا۔ کیونکہ ہمارے پسلے والوں کی شریعت بھی ہمارے لئے شریعت ہے۔ جب تک وہ ہماری شریعت کے خلاف نہ ہو۔ خاص طور پر جب کہ اس کے فاعل پر ہماری شریعت میں تعریف کی گئی ہو۔ آخرین سنت میں نے ان ہر دو اسرائیلیوں کی تعریف فرمائی۔ ان کا عمل اس وجہ سے ہمارے لئے قابل اقتداء بن گیا۔

### باب کوئی شخص راستے پر کھجور پائے؟

(۲۳۳۱) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے طلحہ نے اور ان سے انس بن شعبہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی راستے میں ایک کھجور پر نظر پڑی۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر اس کا ذرہ نہ ہوتا کہ یہ صدقہ کی ہے تو میں خود اسے کھایتا۔

### ۶۔ بَابُ إِذَا وَجَدَ تَمْرَةً فِي الطَّرِيقِ

۲۴۳۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ طَلْحَةِ عَنْ أَنْسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِتَمْرَةٍ فِي الطَّرِيقِ قَالَ: ((لَوْلَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَا كَلَّهَا)).

[راجع: ۲۰۵۵]

(۲۳۳۲) اور مجیب بن سعید قطان نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا مجھ سے منصور نے بیان کیا، اور زائدہ بن قدامہ نے بھی منصور سے بیان کیا، اور ان سے طلحہ نے کہا کہ ہم سے انس بن شعبہ نے حدیث بیان کی (دوسری سند) اور ہم سے محمد بن مقائل نے بیان کیا، انہیں عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں ہمام بن منبه نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں اپنے گھر جاتا ہوں، وہاں مجھے میرے بستر پر کھجور پڑی ہوئی ملتی ہے۔ میں اسے کھانے کے لئے اٹھا لیتا ہوں۔ لیکن پھر یہ ڈر ہوتا ہے کہ کہیں یہ صدقہ کی کھجور نہ ہو۔ تو میں اسے پھینک دیتا ہوں۔

۲۴۳۲ - وَقَالَ يَحْتَى: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ. وَقَالَ زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ طَلْحَةِ حَدَّثَنَا أَنْسٌ. حَوْدَدَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مَنْبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنِّي لَا نَقْلِبُ إِلَى أَهْلِي، فَأَجَدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلَى فَرَاشِي فَأَرْغَفَهَا لَا كَلَّهَا، ثُمَّ أَخْشَى أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً فَأَنْقِنَهَا)).

آپ کو شاید یہ خیال آتا ہو گا کہ شاید صدقہ کی کھجور جس کو آپ تقسیم کیا کرتے تھے، باہر سے کپڑے میں لگ کر چلی آئی ہو گی۔ ان حدیثوں سے یہ لکلا کہ کھلنے پینے کی کم قیمت چیز اگر راستے میں یا گھر میں ملے تو اس کا کھالینا درست ہے۔ اور آپ نے جو اس سے پرہیز کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ صدقہ آپ پر اور سب نبی ہاشم پر حرام تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسی حقیر چھوٹی چیزوں کے لئے مالک کا ذہونیہ ہنا اور اس کا اعلان کرنا ضروری نہیں ہے۔

### باب اہل مکہ کے لقطے کا کیا

حکم ہے؟

### ۷۔ بَابُ كَيْفَ تُعَرَّفُ لَقْطَةُ أَهْلٍ

مَكَّةَ؟

مکہ کے لقطے میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے کما مکہ کا لقطہ ہی اٹھانا منع ہے۔ بعض نے کما اٹھانا تو جائز ہے لیکن ایک سال کے بعد بھی پانے والے کی ملک نہیں بنتا، اور جسمور مالکیہ اور بعض شافعیہ کا قول یہ ہے کہ کما کا لقطہ بھی اور ملکوں کے لقطے کی طرح ہے۔ حافظ

نے کہا، شاید امام بخاری مولیٰ کا مقصد یہ ہے کہ کہ کا لقطہ بھی امانتا جائز ہے اور یہ باب لا کر انہوں نے اس روایت کے ضعف کی طرف اشارہ کیا جس میں یہ ہے کہ حاجیوں کی پڑی ہوئی چیزوں امانتا منع ہے۔ (وحیدی)

اور طاؤس نے کہا، ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تھے نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مکہ کے لقطہ کو صرف وہی شخص اٹھائے جو اعلان کر لے، اور خالد حذاء نے بیان کیا، ان سے عکرمه نے، اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ تھے نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مکہ کے لقطہ کو اٹھانا صرف اسی کے لئے درست ہے جو اس کا اعلان بھی کرے۔

(۲۳۳۳) اور احمد بن سعد نے کہا، ان سے روح نے بیان کیا، ان سے زکریا نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے عکرمه نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ تھے نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مکہ کے درخت نہ کائے جائیں، وہاں کے شکار نہ چھیڑے جائیں، اور وہاں کے لقطہ کو صرف وہی اٹھائے جو اعلان کرے، اور اس کی گھاس نہ کالی جائے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے نے کہا کہ یا رسول اللہ ! اذخر کی اجازت دے و تجھے چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اذخر کی اجازت دے دی۔

وَقَالَ طَاؤسٌ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: (لَا يَنْلِيقُطُ لَقْطَهَا إِلَّا مَنْ عَرَفَهَا). وَقَالَ خَالِدٌ عَنْ عَكْرَمَةَ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: (لَا تَلْقِطُهَا إِلَّا مُعْرِفٌ).

۲۴۳۳ - وَقَالَ أَخْمَدُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاً قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَكْرَمَةَ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: (لَا يُعْضَدُ عِصَمَاهُ، وَلَا يُنْفَرُ صَدِيدُهَا، وَلَا تَجْلِي لَقْطَهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ، وَلَا يُخْتَلِي خَلَاهَا). فَقَالَ عَبَّاسٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا الْإِذْخُرُ. فَقَالَ: إِلَّا الْإِذْخُرُ).

[راجع: ۱۳۴۹]

- مقصود باب یہ ہے کہ لقطہ کے متعلق مکہ شریف اور دوسرے مقامات میں کوئی فرق نہیں ہے۔  
(۲۲۳۲) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، ان سے امام اوزاعیٰ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو ہریرہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو مکہ فتح کر دیا، تو آپؐ لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہاتھیوں کے لشکر کو مکہ سے روک دیا تھا، لیکن اپنے رسول اور مسلمانوں کو اسے فتح کر دیا۔ دیکھو! یہ مکہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا تھا (یعنی وہاں لڑنا) اور میرے لیے صرف دن کے تھوڑے سے حصے میں درست ہوا۔ اب میرے بعد کسی کے لئے درست نہیں ہو گا۔ پس

۲۴۳۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: (لَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مَكَّةَ، قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمَدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: (إِنَّ اللَّهَ حَسِّنَ عَنْ مَكَّةَ الْفَنَلِ وَسَلَطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ، فَلِنَهَا لَا تَجْلِي لَا خَلِي كَانَ قَبْلِي، وَإِنَّهَا أَحْلَتَ لِي

اس کے شکار نہ چھپئے جائیں اور نہ اس کے کانٹے کاٹے جائیں۔ یہاں کی گری ہوئی چیز صرف اسی کے لئے حلال ہو گی جو اس کا اعلان کرے۔ جس کا کوئی آدمی قتل کیا گیا ہو اسے دو باتوں کا اختیار ہے۔ یا (قاتل سے) فدیہ (مال) لے لے، یا جان کے بدے جان لے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، یا رسول اللہ! اذ خر کانٹے کی اجازت ہو۔ کیونکہ ہم اسے اپنی قبروں اور گھروں میں استعمال کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اچھا اذخر کانٹے کی اجازت ہے۔ پھر ابو شاہ بن کے ایک صحابی نے کھڑے ہو کر کہا، یا رسول اللہ! میرے لیے یہ خطبہ لکھواد بجھئے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو حکم فرمایا کہ ابو شاہ کے لئے یہ خطبہ لکھ دو۔ میں نے امام اوزاعی سے پوچھا کہ اس سے کیا مراد ہے کہ ”میرے لئے اسے لکھواد بجھئے“ تو انہوں نے کہا کہ وہی خطبہ مراد ہے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے (کہ میں) ساختا۔

[راجع: ۱۱۲]

روایت میں ہاتھی والوں سے مراد ابرہہ ہے جو خانہ کعبہ کو ڈھانے کیلئے ہاتھیوں کا لشکر لے آیا تھا۔ جس کا سورہ الہ ترکیف الخ میں ذکر ہے۔ اس حدیث سے عمد نبوی میں کتابت حدیث کا بھی ثبوت ملا جو منکرین حدیث کی بخوات بالظیر کی تردید کے لئے کافی وافی ہے۔

۸ - بَابُ لَا تُحْتَلِبُ مَاشِيَةً أَحَدٍ

### دوہا جائے

(۲۳۳۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو امام مالک نے خبر دی نافع سے اور انہیں عبد اللہ بن عمرؓ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، کوئی شخص کسی دوسرے کے دودھ کے جانور کو مالک کی اجازت کے بغیر نہ دو۔ کیا کوئی شخص یہ پسند کرے گا کہ ایک غیر شخص اس کے گودام میں پہنچ کر اس کا ذخیرہ کھولے اور وہاں سے اس کا غلہ چرا لائے؟ لوگوں کے مویشی کے تھن بھی ان کے لیے کھانا یعنی (دودھ کے) گودام ہیں۔ اس لئے انہیں بھی مالک کی اجازت کے بغیر نہ دوہا جائے۔

اضطراری حالت میں اگر جگل میں کوئی رویڑ مل جائے اور مضطرب اپنی جان سے پریشان ہو اور بھوک اور پیاس سے قریب المرگ ہو تو وہ اس حالت میں مالک کی اجازت بغیر بھی اس رویڑ میں سے کی جانور کا دودھ نکال کر اپنی جان پیچا سکتا ہے۔ یہ مضبوط دوسری جگہ

ساعۃ من نہار، وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ  
بغدی، فَلَا يُنْفَرُ صَيْدُهَا، وَلَا يُخْتَلِي  
شَوْكُهَا، وَلَا تَحِلُّ سَاقِطُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ.  
وَمَنْ قُبِّلَ لَهُ قُبْلَهُ فَهُوَ بِخَيْرِ النُّظَرَيْنِ : إِمَّا  
أَنْ يُنْدَى، وَإِمَّا أَنْ يُقْنَدَ). فَقَالَ الْعَبَّاسُ :  
إِلَّا الإِذْخَرُ، فَلَمَّا نَجَعَلَهُ لِقُبُورَنَا وَلَبَوْتَنَا.  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((إِلَّا الإِذْخَرُ)).  
فَقَامَ أَبُو شَاهٍ - رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ -  
فَقَالَ: اكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((اکْتُبُوا لِأَبْنِي شَاهٍ)).  
فَلَقُتْ لِلأَوْزَاعِيُّ : مَا قَوْلُهُ اكْتُبُوا لِي يَا  
رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: هَذِهِ الْخُطْبَةُ الْيَتَمِّيَّةُ  
سَمِعَهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .

### بغیر اذن

۲۴۳۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ  
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
قَالَ: ((لَا يَخْلُبُنَّ أَحَدًا مَاشِيَةً بِغِيرِ  
إِذْنِهِ، أَيْحِبُّ أَحَدَكُمْ أَنْ تُؤْتِنِي مَسْرُبَتَهُ  
فُكَسَّرَ حِزَانَتُهُ فَيُتَقْلَ طَعَامَهُ؟ فَإِنَّمَا تَخْرُنُ  
لَهُمْ ضُرُوعٌ مَوَاطِنِيهِمْ أَطْعَمَاتِهِمْ، فَلَا  
يَخْلُبُنَّ أَحَدًا مَاشِيَةً أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ)).

بیان ہوا ہے۔

باب پڑی ہوئی چیز کا مالک اگر ایک سال بعد آئے تو اسے  
اس کا مال و اپس کر دے کیونکہ پانے والے کے پاس وہ  
امانت ہے

(۲۳۳۶) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اساعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے ربیعہ بن عبد الرحمن نے، ان سے منبعث کے غلام یزید نے اور ان سے زید بن خالد جنہی مہتوں نے کہ ایک شخص نے رسول کرم ﷺ سے لقطہ کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک سال تک اس کا اعلان کرتا رہ۔ پھر اس کے بندھن اور برتن کی بناوٹ کو ذہن میں یاد رکھ۔ اور اسے اپنی ضروریات میں خرچ کر۔ اس کا مالک اگر اس کے بعد آئے تو اسے وابس کر دے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھایا رسول اللہ! راستہ بھولی ہوئی بکری کا کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ اسے کپڑا لو، کیونکہ وہ یا تمہاری ہو گی یا تمہارے بھائی کی ہو گی یا پھر بھیڑیے کی ہو گی۔ صحابہ نے پوچھا، یا رسول اللہ! راستہ بھولے ہوئے اونٹ کا کیا کیا جائے؟ آپ اس پر غصہ ہو گئے اور چہرہ مبارک سرخ ہو گیا (یا راوی نے وجنتاہ کے بجائے) احمر و جھہ کہا۔ پھر آپ نے فرمایا، تمہیں اس سے کیا مطلب؟ اس کے ساتھ خود اس کے کھرا اور اس کا مشکنیزہ ہے۔ اسی طرح اس کا اصل مالک مل جائے گا۔

باب پڑی ہوئی چیز کا اٹھالینا بہتر ہے  
ایسا نہ ہو وہ خراب ہو جائے یا کوئی غیر مستحق  
اس کو لے بھاگے۔

مال کی حفاظت کے پیش نظر ایسا کرنا ضروری ہے ورنہ کوئی نا اہل اٹھا لے جائے گا، اور وہ اسے ہضم کر بیٹھے گا۔ مضمون حدیث سے باب کا مطلب ظاہر ہے کہ قبیل کے اٹھالینے والے شخص پر آخرست ﷺ نے اظمار نہیں تھیں میں فرمایا بلکہ یہ بدایت ہوئی کہ اس کا سال پھر اعلان کرتے رہو۔ اگر وہ چیز کوئی زیادہ قیمتی نہیں ہے تو اس کے متعلق احمد و ابو داؤد میں حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے۔ قال رخص لے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی العصاء والسوط والجبل و اتشاہد بیلتقطہ المرجل یتنفع بہ رواد احمد و ابو داؤد یعنی آخرست ﷺ

۹۔ بَابُ إِذَا جَاءَ صَاحِبُ الْلُّقْطَةِ  
بَعْدَ سَنَةٍ رَدَهَا عَلَيْهِ، لِأَنَّهَا وَدِعَةٌ  
عِنْدَهُ

۲۴۳۶ - حَدَّثَنَا فَضِيلَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُبْنِعِ  
عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجَهْنَيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:  
(أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ  
الْلُّقْطَةِ قَالَ: ((عَرَفْتَهَا سَنَةً ثُمَّ أَغْرِفَ  
وَكَاءَهَا وَعَفَاصَهَا، ثُمَّ اسْتَفْقَدَهَا، فَإِنَّ  
جَاءَ رُبُّهَا فَأَدَهَا إِلَيْهِ)). فَقَالُوا: يَا رَسُولَ  
اللَّهِ فَضَالَةُ الْفَمِ؟ قَالَ: ((خُذْهَا، فَإِنَّهَا  
هِيَ لَكَ أَوْ لَأَخْيَكَ أَوْ لِلذِّنْبِ)). قَالَ: يَا  
رَسُولَ اللَّهِ فَضَالَةُ الْإِبْلِ؟ قَالَ: فَعَصِبَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، حَتَّى احْمَرَتْ وَجْنَتَاهُ -  
أَوْ احْمَرَ وَجْهَهُ - ثُمَّ قَالَ: ((مَا لَكَ  
وَلَهَا؟ مَعَهَا حِدَأُهَا وَسِقَاؤُهَا حَتَّى يَلْقَاهَا  
رُبُّهَا)). [راجح: ۹۱]

۱۰۔ بَابُ هُلْ يَأْخُذُ الْلُّقْطَةَ وَلَا  
يَدْعُهَا تَضِيُّعَ حَتَّى لَا يَأْخُذُهَا مَنْ لَا  
يَسْتَحِقُ؟

نے ہم کو لکھی ڈھٹے اور رسی اور اس قسم کی معمولی چیزوں کے بارے میں رخصت عطا فرمائی جن کو انسان پڑا ہوا پائے۔ ان سے نفع اٹھائے۔ اس پر امام شوکانی رحلیۃ فرماتے ہیں فيه دلیل علی جواز الاستفاصع بما يوجد فی الطرقات من المحرفات ولا يحتاج الى التعريف و قیل انه يجب التعريف بها ثلاثة ایام لاما اخرجه احمد و الطبراني والبیهقی والجوزجانی (بیل الاوطان) یعنی اس میں دلیل ہے کہ حقیر چیزیں جو راستے میں پڑی ہوئی ملیں ان سے نفع اٹھاتا جائز ہے۔ ان کے لئے اعلان کی ضرورت نہیں، اور یہ بھی کہا گیا کہ تین دن تک اعلان کرنا واجب ہے۔ احمد اور طبرانی اور بیهقی اور جوزجانی میں ایسا مقول ہے۔

(۷) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلمہ بن کہیل نے بیان کیا کہ میں نے سوید بن غفلہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان کے ساتھ ایک جہاد میں شریک تھا۔ میں نے ایک کوڑا پالیا (اور اس کو اخھالیا) دونوں میں سے ایک نے مجھ سے کہا کہ اسے پھینک دے۔ میں نے کہا کہ ممکن ہے مجھے اس کامالک مل جائے (تو اس کو دے دوں گا) اور نہ خود اس سے نفع اٹھاؤں گا۔ جہاد سے واپس ہونے کے بعد ہم نے حج کیا۔ جب میں مدینے گیا تو میں نے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اس کے بارے میں پوچھا، انہوں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مجھ کو ایک تھیلی مل گئی تھی، جس میں سود بیارتھی تھے۔ میں اسے لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گیا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک سال تک اس کا اعلان کرتا رہ، میں نے ایک سال تک اس کا اعلان کیا، اور پھر حاضر ہوا۔ (کہ ماں اک ابھی تک نہیں ملا) آپ نے فرمایا کہ ایک سال تک اور اعلان کر، میں نے ایک سال تک اس کا پھر اعلان کیا، اور حاضر خدمت ہوا۔ اس مرتبہ بھی آپ نے فرمایا کہ ایک سال تک اس کا پھر اعلان کر، میں نے پھر ایک سال تک اعلان کیا اور جب چوتھی مرتبہ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ رقم کے عد، تھیلی کا بندھن، اور اس کی ساخت کو خیال میں رکھ، اگر اس کامالک مل جائے تو اسے دے دے ورنہ اسے اپنی ضروریات میں خرچ کر۔ ہم سے عبداللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے میرے باپ نے خبر دی شعبہ سے اور انہیں سلمہ نے یہی حدیث، شعبہ نے بیان کیا کہ پھر اس کے بعد میں مکہ میں سلمہ سے ملا، تو انہوں نے کہا کہ مجھے خیال نہیں (اس حدیث

۲۴۳۷ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرَبَ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَعْبِنَ قَالَ : سَمِعْتُ سُوِيدَ بْنَ غَفْلَةَ قَالَ : ((كَتَتْ مَعَ سَلَمَانَ بْنَ رَبِيعَةَ وَزَيْدَ بْنَ صُوحَانَ فِي غَرَّاءِ، فَوَجَدْنَتْ سَوْطًا، فَقَالَ لَيْ : أَقِيهِ، قُلْتَ : لَا، وَلَكِنْ إِنْ وَجَدْنَتْ صَاحِبَةَ إِلَّا أَسْتَمْتَعْتُ بِهِ). فَلَمَّا رَجَعْنَا حَجَّجَنَا، فَمَرَأْتُ بِالْمَدِينَةِ، فَسَأَلْتُ أَبِي بْنَ كَعْبِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : وَجَدْنَتْ صَرَّةً عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِيهَا مَائَةُ دِينَارٍ، فَأَتَيْتُ بِهَا النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : ((عَرَفْتُهَا حَوْلَةً)، فَعَرَفْتُهَا حَوْلَةً ثُمَّ أَتَيْتُ فَقَالَ : «عَرَفْتُهَا حَوْلَةً»، فَعَرَفْتُهَا حَوْلَةً ثُمَّ أَتَيْتُ فَقَالَ : ((عَرَفْتُهَا حَوْلَةً)) فَعَرَفْتُهَا حَوْلَةً ثُمَّ أَتَيْتُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ : ((أَغْرِفْ عِدَّهَا وَوِكَاءَهَا وَوِعَاءَهَا، فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا، إِلَّا أَسْتَمْنِعُ بِهَا)). حَدَّثَنَا عَبْدُ الدَّاَنِ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شَعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ بِهَذَا، قَالَ : ((فَلَقِيْتُهُ بَعْدَ بِمَكَّةَ فَقَالَ : لَا أَذْرِي أَنَّ اللَّهَ أَخْوَالٌ أَوْ حَوَالٌ وَاحِدًا)).

[راجح: ۲۴۲۶]

میں سویدنے) تین سال تک بتلانے کا ذکر کیا تھا، یا ایک سال کا۔

علوم ہوا کہ نیک نیت کے ساتھ کسی پڑی ہوئی چیز کو اٹھایا ہی ضروری ہے تاکہ وہ کسی غلط آدمی کے حوالہ نہ پڑ جائے۔ اٹھاینے کے بعد حدیث مذکورہ کی روشنی میں عمل درآمد ضروری ہے۔

## باب لقطہ کو بتانا لیکن حاکم کے سپردہ کرنا

### ۱۱- بَابُ مَنْ عَرَفَ الْلُّقْطَةَ وَلَمْ يَدْفَعْهَا إِلَى السُّلْطَانِ

اس باب سے امام اوزاعی کے قول کا رد منظور ہے۔ انہوں نے کہا اگر لقطہ بیش قیمت ہو تو بیت المال میں داخل کر دے۔

۲۴۳۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ (۲۴۳۸) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا ربیعہ سے، ان سے منبعث کے غلام زیند نے، اور ان سے زید بن خالد بن عثیر نے کہا کہ ایک رہنمائی نے رسول اللہ ﷺ سے لقطہ کے متعلق پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ ایک سال تک اس کا اعلان کرتا رہ، اگر کوئی ایسا شخص آجائے جو اس کی بناوٹ اور بندھن کے بارے میں صحیح صحیح بتائے (تو اسے دے دے) ورنہ اپنی ضروریات میں اسے خرج کر۔ انہوں نے جب ایسے اونٹ کے متعلق بھی پوچھا، جو راستہ بھول گیا ہو۔ تو آپ کے چہرہ مبارک کارنگ بدلتا گیا۔ اور آپ نے فرمایا کہ تمہیں اس سے کیا مطلب؟ اس کے ساتھ اس کا مشکیزہ اور اس کے کھر موجود ہیں۔ وہ خود پانی تک پہنچ سکتا ہے اور درخت کے پتے کھا سکتا ہے اور اس طرح وہ اپنے مالک تک پہنچ سکتا ہے۔ انہوں نے راستہ بھولی ہوئی بکری کے بارے میں بھی پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ یادہ تمہاری ہو گی یا تمہارے بھائی (اصل مالک) کو مل جائے گی، ورنہ اسے بھیڑا اٹھا لے جائے گا۔

## باب

### ۱۲- بَابٌ

**لَشَبِيجَ** اس باب میں کوئی ترجیح مذکور نہیں ہے۔ گویا پسلے باب ہی سے متعلق ہے، اس حدیث کی مناسبت باب لقطہ سے یہ ہے کہ جنگل میں اس دودھ کا پینے والا کوئی نہ تھا، تو وہ بھی ہوئی چیز کے مثل ہوا۔ اور چوہا کو موجود تھا، مگر یہ دودھ اس کی ضرورت سے زائد تھا۔

بعض نے کہا مناسبت یہ ہے کہ اگر لقطہ میں کوئی کم قیمت کھانے پینے کی چیز طے تو اس کا کھاپی لینا درست ہے جیسے اپر کھجور کی حدیث گذری، اور یہ دودھ بھی۔ جب اس کا مالک وہاں موجود نہ تھا لیکن حضرت ابو بکر صدیق بن عثیر نے اس کو لیا اور استعمال کیا۔ اسے کھجور پر قیاس کیا گیا ہے۔ گوچ وہاں موجود تھا۔ مگر وہ دودھ کا مالک نہ تھا اس وجہ سے گویا اس کا وجود اور عدم برابر ہوا۔ اور وہ دودھ مثل

لقط کے نھرا، واللہ اعلم۔ (وجیدی)

اہن ماجہ میں صحیح سند کے ساتھ ابو سعید سے مرفوعاً مروی ہے۔ اذا اتیت علی راع فنا ده ثلاٹ مرات فان اجباک والا فاشرب من غیر ان تفسد و اذا اتیت علی حانط بستان فنا ده ثلاٹ مرات فان اجباک والا فکل من غیر ان تفسد یعنی جب تم کسی رویڑ پر آؤ تو اس کے چڑا ہے کو تین دفعہ پکارو، وہ کچھ بھی جواب نہ دے تو اس کا دودھ پی سکتے ہو۔ مگر نصان پنچانے کا خیال نہ ہو۔ اسی طرح باغ کا حکم ہے۔ طحاوی نے کہا کہ ان احادیث کا تعلق اس عمد سے ہے جب کہ مسافروں کی نیافت کا حکم بطور وجوب تھا۔ جب وجوب منسوخ ہوا تو ان احادیث کے احکام بھی منسوخ ہو گئے۔

(۲۳۳۹) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو نظر نے خبر دی، کہا کہ ہم کو اسرائیل نے خبر دی ابو اسحاق سے کہ مجھے براء بن عازب بن شٹر نے ابو بکر بن شٹر سے خبر دی (دوسری سند) ہم سے عبد اللہ بن رجاء نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اسرائیل نے بیان کیا ابو اسحاق سے اور انسوں نے ابو بکر بن شٹر سے کہ (ہجرت کر کے مہینہ جاتے وقت) میں نے تلاش کیا تو مجھے ایک چڑا ملا جو اپنی بکریاں چڑا رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم کس کے چڑا ہے؟ اس نے کہا کہ قریش کے ایک شخص کا۔ اس نے قریش کا نام بھی بتایا، جسے میں جانتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تمارے رویڑ کی بکریوں میں کچھ دودھ بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں! میں نے اس سے کہا، کیا تم میرے لیے دودھ دوے لو گے؟ اس نے کہا، ہاں ضرور! چنانچہ میں نے اس سے دوہنے کے لیے کہا۔ وہ اپنے رویڑ سے ایک بکری پکڑ لایا۔ پھر میں نے اس سے بکری کا تھن گرد و غبار سے صاف کرنے کے لیے کہا۔ پھر میں نے اس سے اپنا ہاتھ صاف کرنے کے لیے کہا۔ اس نے ویسا ہی کیا۔ ایک ہاتھ کو دوسرا پر مار کر صاف کر لیا۔ اور ایک پیالہ دودھ دوہا۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے میں نے ایک برتن ساتھ لیا تھا۔ جس کے منہ پر کپڑا بندھا ہوا تھا۔ میں نے پانی دودھ پر بھالیا۔ جس سے اس کا نچلا حصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر دودھ لے کر جی کرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ دودھ حاضر ہے، یا رسول اللہ! پی جائے۔ آپ نے اسے پیا، یہاں تک کہ میں خوش ہو گیا۔

٤٣٩ - حدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقِ قَالَ أَخْبَرَنِي الْبَرَاءُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ح. حدَّثَنَا عَنْدَ اللَّهِ بْنِ رَجَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقِ عَنْ الْبَرَاءِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ((أَنْظَلْتَ فَإِذَا أَنَا بِرَاعِي غَنَمٍ يَسْوَقُ غَنَمَهُ فَقُلْتُ : لِمَنْ أَنْتَ؟ قَالَ : لِرَجُلٍ مِنْ قُرْيَشٍ - فَسَمَاهُ فَعَرَفْتُهُ - فَقُلْتُ : هَلْ فِي غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ؟ قَالَ : نَعَمْ، فَقُلْتُ هَلْ أَنْتَ حَالِبٌ لِي؟ قَالَ نَعَمْ، فَأَمْرَتُهُ فَاغْتَلَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ، ثُمَّ أَمْرَتُهُ أَنْ يَنْفَضِ ضَرَعَهَا. مِنَ الْفَبَارِ، ثُمَّ أَمْرَتُهُ أَنْ يَنْفَضِ كَفِيهِ فَقَالَ هَكَذَا - ضَرَبَ إِخْدَى كَفَيهِ بِالْأُخْرَى - فَحَلَبَ كُبْيَةً مِنْ لَبَنِ، وَقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِدَاوَةً، عَلَى فِيهَا خِرْفَةً، فَصَبَّتُ عَلَى الَّذِينَ حَتَّى بَرَادَ أَسْفَلَهُ، فَأَتَهُنَّتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَشَرَبَ حَتَّى رَضِيَتْ).

[اطرافہ فی: ۳۶۱۵، ۳۶۰۲، ۳۹۰۸]

**لشیخ** اس باب کے لانے سے غرض یہ ہے کہ اس مسئلہ میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ بعض نے یہ کہا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی باغ پر سے گزرے یا جانوروں کے گلے پر سے تو باغ کا پھل یا جانور کا دودھ کھاپی سکتا ہے گو ماں سے اجازت نہ لے، مگر جسور علماء اس کے خلاف ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ بے ضرورت ایسا کرنا جائز نہیں۔ اور ضرورت کے وقت اگر کر گزرے تو ماں کو توان دے۔ امام احمد نے کہا اگر باغ پر حصار نہ ہو تو تمہو کھا سکتا ہے گو ضرورت نہ ہو۔ ایک روایت یہ ہے جب اس کی ضرورت اور احتیاج ہو۔ لیکن دونوں حالتوں میں اس پر توان نہ ہو گا۔ اور دلیل ان کی امام یہی کی حدیث ہے ابن عمر رض سے مرفوعاً جب تم میں سے کوئی کسی باغ پر سے گزرے تو کھالے۔ لیکن جمع کر کے نہ لے جائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آج کل کے حالات میں بغیر اجازت کی بھی باغ کا پھل کھانا خواہ حاجت ہو یا نہ ہو مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح کسی جانور کا دودھ نکال کر از خود پی لینا اور ماں سے اجازت نہ لینا، یہ بھی اس دور میں ممکن نہیں ہے۔ کسی شخص کی اضطراری حالت ہو، وہ پیاس اور بھوک سے قریب المرگ ہو اور اس حالت میں وہ کسی باغ پر سے گزرے یا کسی روٹ پر سے، تو اس کے لئے اسی مجبوری میں اجازت دی گئی ہے۔ یہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ بعد میں ماں اگر توان طلب کرے تو اسے دینا چاہے۔

## ۳۶۔ کتاب المظالم والغصب

### کتاب لوگوں پر ظلم کرنے اور مال غصب کرنے کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

**لشیخ** لفظ مظالم ظلم کی جمع ہے جس کے معنی ہیں لوگوں پر ناقص نیادی کرنا، اور یہ بھی کہ ناقص کسی کامال مار لینا اور غصب کے معنی کسی کامال ناقص طور پر ہضم کر جانے کے ہیں۔

حضرت مجید مطلق امام بخاری رض نے اپنی اسلوب کے مطابق مظالم اور غصب کی برائی میں آیات قرآنی کو نقل فرمایا، جن کا مضمون ظاہر ہے کہ ظالموں کا انعام دنیا اور آخرت میں بہت برا ہونے والا ہے۔ آیت شریفہ کا حصہ ﴿ وَ ان کان مکرہم لنزول منه الجبال ﴾ (اور اللہ کے پاس ان ظالماً کافروں کا مکر لکھا ہوا ہے، اس کے سامنے کچھ نہیں چلے گی) گو ان کے مکر سے دنیا میں پہاڑ سرک جائیں۔ بعض نے اس کا ترجیح یوں کیا ہے۔ ”مکر سے کہیں پہاڑ بھی سرک سکتے ہیں۔“ یعنی اللہ کی شریعت پہاڑ کی طرح جمی ہوئی اور

مضبوط ہے۔ ان کے مکر و فریب سے وہ اکٹھنیں سکتی۔ اس آیت کو لاکر حضرت امام مخاری جو شیخ نے یہ ثابت فرمایا کہ پر ایامال جمیں یتنا اور ڈکار جانا ظلم اور غصب ہے جو عند اللہ بہت بڑا گناہ ہے کیونکہ اس کا تعلق حقوق العباد کے ساتھ ہے۔

### باب وَقُولُ اللَّهِ تَعَالَى :

**هُوَلَا تَحْسِينُ اللَّهِ غَافِلًا عَنَّا يَعْمَلُ  
الظَّالِمُونَ، إِنَّمَا يُؤْخِذُهُمْ يَوْمٌ تَشَخَّصُ  
فِيهِ الْأَبْصَارُ، مُهْطِعِينَ مُقْبَعِينَ رُؤُوسِهِمْ هُوَ  
الْمَقْبَعُ وَالْمَقْمَعُ وَاحِدَةٌ.** [سورہ ابراہیم : ۱۴ ، ۴۲ ، ۴۳]

**وَقَالَ مُجَاهِدٌ: (مُهْطِعِينَ) مُبَيِّنِي التَّنْظُرِ.  
وَقَالَ غَيْرَهُ: مُسْرِعِينَ لَا يَرْنَدُ إِلَيْهِمْ  
طَرْفُهُمْ. (هُوَ أَفْنَدُهُمْ هَوَاءٌ) : یعنی جُوفًا:  
لَا عُقُولَ لَهُمْ.**

**هُوَ أَنْدِلُرُ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ  
الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخْرَنَا إِلَى أَجْلٍ قَرِيبٍ  
نُجْبَ ذَغْوَتَكَ وَتَشَعَّبَ الرُّسْلُ أَوْلَمْ تَكُونُوا  
أَفْسَمُثُمْ مِنْ قَبْلٍ مَا لَكُمْ مِنْ زَوَالٍ.  
وَسَكَتُمْ فِي مَسَاكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوا  
أَنفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلَنَا بِهِمْ  
وَضَرَبَنَا لَكُمُ الْأَمْثَالَ، وَقَدْ مَكَرُوا  
مَكْرُهُمْ، وَعِنْدَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ، وَإِنْ كَانَ  
مَكْرُهُمْ لَتَرْوَلَ مِنْهُ الْجَبَانَ، فَلَا تَحْسِنْ  
اللَّهُ مُخْلِفٌ وَعَدِيهِ رَسُلُهُ، إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ  
ذُو انتِقامَةٍ.** [ابراهیم : ۴۶]

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ ابراہیم میں فرمایا ”اور ظالموں کے کاموں سے اللہ تعالیٰ کو غافل نہ سمجھنا۔ اور اللہ تعالیٰ تو ائمیں صرف ایک ایسے دن کے لئے مملت دے رہا ہے جس میں آنکھیں پچھا جائیں گی۔ اور وہ سراپا کو اٹھائے بھاگے جا رہے ہوں گے۔ مقنع اور مقصود دنوں کے سنتے ایک ہی ہیں۔ مجہد نے فرمایا کہ مہطعین کے سنتے برابر نظر ڈالنے والے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مہطعین کے سنتی جلدی بھاگنے والے، ان کی نگاہ ان کے خود کی طرف نہ لوٹے گی۔ اور دلوں کے چکے چھوٹ جائیں گے کہ عقل بالکل نہیں رہے گی اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں کو اس دن نے ڈراو جس دن ان پر عذاب آتا رہے گا جو لوگ ظلم کر چکے ہیں وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! (عذاب کو) کچھ دنوں کے لیے ہم سے اور موخر کر دے، تو اب کی بار ہم تیرا حکم سن لیں گے اور تم تیرے انجیاء کی تابعداری کریں گے۔ جواب ملے گا کیا تم نے پہلے یہ قسم نہیں کھائی تھی کہ تم پر کبھی ادب نہیں آئے گا؟ اور تم ان قوموں کی بستیوں میں رہ چکے ہو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا۔ اور تم پر یہ بھی ظاہر ہو چکا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ ہم نے تمہارے لیے مثالیں بھی بیان کر دی ہیں۔ انسوں نے برے مکرا ختیار کیے اور اللہ کے یہاں ان کے یہ بدترین مکر لکھ لئے گئے۔ اگرچہ ان کے مکرا یہی تھے کہ ان سے پہاڑ بھی ہل جاتے (مگر وہ سب بیکار ثابت ہوئے) پس اللہ کے متعلق ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ وہ اپنے انبیاء سے کئے ہوئے وعدوں کے خلاف کرے گا۔ بلاشبہ اللہ غالب اور بدلہ لینے والا ہے۔“

**ظالموں کے بارے میں ان آیات میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ محتاج وضاحت نہیں ہے۔ انسانی تاریخ میں کتنے ہی ظالم بادشاہوں، امیروں، حاکموں کے نام آتے ہیں جنہوں نے اپنے اپنے وتوں میں خلق خدا پر مظالم کے پہاڑ توڑے۔ اپنی خواہشات کے لئے انسوں نے زیر دستیوں کو بری طرح ستایا۔ آخر میں اللہ نے ان کو ایسا کپڑا کر دہ میں اپنے جاہ و حشم کے دنیا سے حرف غلط کی طرح**

مٹ گئے اور ان کی کمیاں بلن رہ گئیں۔ دنیا میں اللہ سے بخواست کرنے کے بعد سب سے بڑا گناہ ظلم کرنا ہے یہ وہ گناہ ہے۔ جس کے لیے خدا کے یہاں کبھی بھی معاف نہیں، جب تک خود مظلوم ہی نہ معاف کر دے۔

مظلوم کی چھلی آج بھی برابر چل رہی ہے۔ آج مظالم ڈھانے والے اکثریت کے گھنٹیوں میں اقلیتوں پر ظلم ڈھار ہے ہیں۔ نسل غور، نہ ہی تصب، جغرا فیائی نفرت، ان بیماریوں نے آج کے کتنے ہی فراعنہ اور نماروہ کو ظلم پر کربستہ کر رکھا ہے۔ الٰی قانون ان کو بھی پکار کر کہہ رہا ہے کہ ظالمو! وقت آرہا ہے کہ تم سے ظالموں کا بدلہ لایا جائے گا، تم دنیا سے حرف غلط کی طرح متادیے جاؤ گے، آئنے والی شیلیں تھمارے ظلم کی تفصیلات سن سن کر تھمارے ناموں پر تھو تھو کر کے تھمارے اپر لعنت سمجھیں گی۔ آئیت شریفہ (فَلَا تَحْسِنُ  
اللَّهُ مُحْكِفٌ وَعِدْهُ زَلْمَةٌ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو الْإِنْقَاصِ) (ابراهیم: ۲۷) کا یہی مطلب ہے۔

### باب ظالموں کا بدلہ کس طور لیا جائے گا

اس طرح کہ مظلوم کو ظالم کی نیکیاں مل جائیں گی، اگر ظالم کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کی برا بیاں اس پر ڈالی جائیں گی یا مظلوم کو حکم دیا جائے گا کہ ظالم کو اتنی ہی سزا دے لے جو اس نے مظلوم کو دنیا میں دی تھی۔ اور جس بندے کو اللہ پھلانا چاہے گا اس کے مظلوم کو اس سے راضی کر دے گا۔

۲۴۴۰ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ  
أَخْبَرَنَا مَعَاذُ بْنُ هِشَامَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ  
فَتَّادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِي  
سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ  
اللهِ قَالَ : ((إِذَا حَلَّصَ الْمُؤْمِنُونَ مِنْ  
النَّارِ حَسِّسُوا بِقُنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ،  
فَيَقَاصُونَ مَظَالِمَ كَانَتْ بِنَهْمَ فِي الدُّنْيَا،  
حَتَّى إِذَا نَفُوا وَهَذَبُوا أَذْنَ لَهُمْ بِدَحْوَلِ  
الْجَنَّةِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ يَنْهَا،  
لَا حَدُّهُمْ بِمَسْكِيَّهُ فِي الْجَنَّةِ أَدْلُ بِمَنْزِلَهِ  
كَانَ فِي الدُّنْيَا)). وَقَالَ يُوسُفُ بْنُ مُحَمَّدٍ:  
حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ فَتَّادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو  
الْمُتَوَكِّلِ۔ [طرفة في : ۶۵۳۵]۔

اس سند کے بیان کرنے سے حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کی غرض یہ ہے کہ قلادہ کا سامع ابوالموکل سے معلوم ہو جائے۔ (یا اللہ! اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ان پاکیزہ ارشادات کی قدر کرنے والوں کو فردوس میں حطا فرمائو۔ آمين۔

۲- بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: هَلَا لَغْةً  
بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَاسِرَةُ هُودِيْمَنْ يَهُ فَرَنَاكَهُ "سُنْ لُو! ظَالِمُوْنَ يَهُ

اللَّهُ عَلَى الظَّالِمِيْنَ)

اللَّهُ عَلَى الظَّالِمِيْنَ)

(۲۳۳۱) ہم سے موکی بن اسماعیل نے بیان کیا، کما کہ ہم سے ہام نے بیان کیا، کما کہ مجھے قادہ نے خبر دی، ان سے صفوان بن محزمانی نے بیان کیا کہ میں عبد اللہ بن عمر بن حفیظ کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے جا رہا تھا کہ ایک شخص سامنے آیا اور پوچھا رسول کرم ﷺ سے آپ نے (قیامت میں اللہ اور بندے کے درمیان ہونے والی) سرگوشی کے بارے میں کیا سنا ہے؟ عبد اللہ بن عمر بن حفیظ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مومن کو اپنے نزدیک بلائے گا اور اس پر اپنا پردہ ڈال دے گا اور اسے چھپا لے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا تمھ کو فلاں گناہ یاد ہے؟ کیا فلاں گناہ تمھ کو یاد ہے؟ وہ مومن کے گاہ، اے میرے پروردگار۔ آخر جب وہ اپنے گناہوں کا اقرار کر لے گا اور اسے یقین آجائے گا کہ اب وہ بلاک ہوا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالا۔ اور آج بھی میں تیرے مغفرت کرتا ہوں۔ چنانچہ اسے اس کی نکیوں کی کتاب دے دی جائے گی۔ لیکن کافروں اور منافق کے متعلق ان پر گواہ (ملائیکہ، انبیاء اور تمام جن و انس سب) کہیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا تھا۔ خبردار ہو جاؤ! ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہو گی۔

اس حدیث کو کتاب الغصیب میں امام بخاری و حیثی اس لئے لائے کہ آیت میں جو یہ وارد ہے کہ ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہے تو ظالموں سے کافر مراد ہیں۔ اور مسلمان اگر ظلم کرے تو وہ اس آیت میں داخل نہیں ہے۔ اس سے ظلم کا بدله گو ضرور لیا جائے گا، پر وہ ملعون نہیں ہو سکتا۔

### باب کوئی مسلمان کسی مسلمان پر ظلم نہ کرے اور نہ کسی ظالم کو اس پر ظلم کرنے دے

(۲۳۳۲) ہم سے سید بن بکیر نے بیان کیا، کما کہ ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاب نے، انہیں سالم نے خبر دی اور انہیں عبد اللہ بن عمر بن حفیظ نے فرمایا، کہ رسول کرم ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، پس اس پر ظلم نہ کرے اور نہ ظلم ہونے دے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری

۲۴۴۱ - حدثنا موسى بن إسماعيل قال حدثنا همام قال : أخبرني قنادة عن صفوان بن محرز المازاني قال: ((يَسِّمَا آنَا أَمْشِي مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْذَ بِيَدِهِ إِذْ عَرَضَ رَجُلًا فَقَالَ : كَيْفَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي النَّجْوَى؟ فَقَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ((إِنَّ اللَّهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ فَيَضْطَعُ عَلَيْهِ كَفَةً وَيُسْتَرِّهُ فَيَقُولُ : أَتَعْرِفُ ذَنْبَكَ نَدَأْ، أَتَعْرِفُ ذَنْبَكَ نَدَأْ؟ فَيَقُولُ : نَعَمْ أَيْ رَبْ، حَتَّى إِذَا فَرَرَهُ بِذُنُوبِهِ وَرَأَيَ فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ هَلْكَ قَالَ : سَرَّتْهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ، فَيَغْطِي كِتَابَ حَسَنَاتِهِ، وَأَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُونَ فَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هُوَلَاءُ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ، أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ)).

اطرافہ فی: ۴۶۸۵، ۶۰۷۰، ۷۵۱۴۔

### ۳- بَابُ لَا يَظْلِمُ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ وَلَا يُسْلِمُهُ

۲۴۴۲ - حدثنا يحيى بن بکير قال حدثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب د سالم أخبرنا أن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ((المسلم أخوه المسلم لا

کرے، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کی ایک مصیبت کو دور کرے، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک بڑی مصیبت کو دور فرمائے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب چھپائے گا۔

يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةٍ  
أَخْيَهُ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَةٍ، وَمَنْ فَرَجَ عَنْ  
مُسْلِمٍ كُرْتَهُ فَرَجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْتَهُ مِنْ  
كُرْبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَرَّ مُسْلِمًا  
سَرَّهُ اللَّهُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

[طرفہ فی: ۶۹۵۱]

## باب ہر حال میں مسلمان بھائی کی مدد کرنا وہ ظالم ہو یا مظلوم

اس کی تغیر خود آگے کی حدیث میں آتی ہے۔ اگر مسلمان بھائی کسی پر ظلم کر رہا ہو تو اس کی مدد یوں کرے، کہ اس کو سمجھا کر باز رکھے کیونکہ ظلم کا انجام برآ ہے ایسا ہو وہ مسلمان ظلم کی وجہ سے کسی بڑی آفت میں پڑ جائے۔ (۲۳۳۳) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ہشیم نے بیان کیا، انہیں عبد اللہ بن ابی بکر بن انس اور حمید طولی نے بردی، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے بھائی کی مدد کرو وہ ظالم ہو یا مظلوم۔

[طرفہ فی: ۲۴۴۴، ۶۹۵۲] .

(۲۳۳۳) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے معتبر نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم شیبہ نے فرمایا، اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ؟ ہم مظلوم کی تو مدد کر سکتے ہیں، لیکن ظالم کی مدد کس طرح کریں؟ آپ نے فرمایا، کہ ظلم سے اس کا باہتھ پکڑلو۔ (یہی اس کی مدد ہے)

## باب مظلوم کی مدد کرنا اجب ہے

### ۴- بَابُ أَعْنَ الْأَحَادِ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا

حدیث کی تغیر خود آگے کی حدیث میں آتی ہے۔ حدیث نعمان بن ابی شیبہ قال: ۴۴۳ - حَدَّثَنَا عُثْمَانَ بْنَ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَنَسٍ وَحَمِيدَ الطُّوِيلِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اَنْصُرُ اَحَادِ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا)).

۴۴۴ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْجِزَرُ  
عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((اَنْصُرُ اَحَادِ ظَالِمًا  
أَوْ مَظْلُومًا، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا  
نَصْرَةُ مَظْلُومًا، فَكَيْفَ نَصْرَةُ ظَالِمًا؟  
قَالَ: تَأْخُذُ فَوْقَ يَدِيهِ)). [راجع: ۲۴۴۳]

### ۵- بَابُ نَصْرِ الْمَظْلُومِ

گوہ کافر ذی ہو۔ ایک حدیث میں ہے جس کو طحاوی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود بن خوش سے کہا ہے کہ اللہ نے ایک بندے کے لیے حکم دیا، اس کو قبر میں سو کوڑے لگائے جائیں۔ وہ دعا اور عازیزی کرنے لگا، آخر ایک کوڑا رہ گیا، لیکن ایک ہی کوڑے سے اس کی ساری قبر آگ سے بھر پور ہو گئی۔ جب وہ حالت جاتی رہی تو اس نے پوچھا، مجھ کو یہ سزا کیوں ملی؟ فرشتوں نے کہا تو اسے ایک نماز بے طمارت پڑھ لی تھی اور ایک مظلوم کو، لکھ کر اس کی مدد نہیں کی تھی۔ (وحیدی)

علوم ہوا کہ مظلوم کی ہر ممکن امداد کرنا ہر بھائی کا ایک اہم انسانی فرض ہے۔ جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے عن سهل بن حنفی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اذل عنده مومن فلم ینصره و هو یقدر علی ان ینصره اذله اللہ عزوجل علی دنوس الخلاقیں یوم القيمه رواہ احمد یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے سامنے کسی مومن کو ذیل کیا جا رہا ہو اور وہ باوجود قدرت کے اس کی مدد نہ کرے تو قیامت کے دن اللہ پاک اسے ساری مخلوق کے سامنے ذیل کرے گا۔

امام شوکانی فرماتے ہیں وذهب جمہور الصحابة والتابعین الى وجوب نصر الحق وقتل الباغین (نبی) یعنی صحابہ و تابعین اور عام علماء اسلام کا یہی فتویٰ ہے کہ حق کی مدد کے لئے کھڑا ہونا اور باغیوں سے لڑنا واجب ہے۔

**۲۴۴۵ - حدثنا سعيد بن الربيع قال**  
**حدثنا شعبة عن الأشعث بن سليم قال:**  
**سمعت معاوية بن سعيد قال: سمعت**  
**البراء بن عازب رضي الله عنهما قال:**  
**((أمرنا النبي ﷺ بستيع، ونهانا عن سبي.**  
**فذكر عيادة المريض، وأتباع الجنائز،**  
**وتشميت العاطس، وردة السلام، ونصر**  
**المظلوم، وإجابة الداعي، وإنزال**  
**المقصوم)).** [راجح: ۱۲۳۹]

سات مذکورہ کاموں کی اہمیت پر روشنی ڈالتا سورج کو چراغ دکھلانا ہے۔ اس میں مظلوم کی مدد کرنے کا بھی ذکر ہے۔ اسی مناسبت سے اس حدیث کو یہاں درج کیا گیا۔

**(۲۴۴۶ - حدثنا محمد بن العلاء حدثنا**  
**أبوأسامة عن بريد عن أبي بزدة عن أبي**  
**موسى رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال:**  
**((المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه**  
**بعضًا)). وشبّك بين أصحابيه.**

[راجح: ۴۸۱]

کاش! ہر مسلمان اس حدیث تجوی کو یاد رکھتا اور ہر مومن بھائی کے ساتھ بھائیوں جیسی محبت رکھتا تو مسلمانوں کو یہ دن نہ دیکھنے ہوتے جو آج کل دیکھ رہے ہیں۔ اللہ اب بھی اہل اسلام کو سمجھ دے کہ وہ اپنے پیارے رسول ﷺ کی ہدایت پر عمل کر کے اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کریں۔

باب ظالم سے بدله لینا  
کیونکہ اللہ تعالیٰ کافرمان ہے کہ

۶- بَابُ الْإِنْصَارِ مِنَ الظَّالِمِ،  
لِقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ :

”اللَّهُ تَعَالَى بِرِّي بَاتَ كَمَا اعْلَانَ كَوْسِنَدَ نَمِيزَ كَرَتَ. سَوَاسَ كَمَا جَسَ پَرْ  
ظَلَمَ كَيَاً كَيَاً هُوَ، اور اللَّهُ تَعَالَى سَنَنَ وَالا اور جَانَنَ وَالا هُبَّهُ.“ (اور اللَّهُ  
تَعَالَى كَافِرَانَ كَرَ) ”او رُوَّهُ لَوْگَ كَمَّ جَبَ انَّ پَرْ ظَلَمَ هُوتَهُ تَبَهُّهُ اسَ کَا  
بَدَلَهُ لَيَتَهُ ہیں۔“ ابِرَاهِیْمَ نَسَ کَما کَسَفَ ذَلِیْلَ ہُونَا پِسَنَدَ نَمِيزَ  
کَرَتَ تَھَّ۔ لَیْکَنْ جَبَ انسِنَ (ظَلَمَ پَرْ) قَابُو حَاصِلَ ہُو جَاتَوَاسَ  
مَعَافَ كَرَدِیَا کَرَتَ تَھَّ۔

یعنی ظَلَمَ کَمَا مُقَابِلَ پَرْ بِرِّیوں کَیِ طَرَحَ عَاجِزَ ذَلِیْلَ نَمِيزَ ہُونَا ہو جَاتَے بَلَکَ اَنَّا عِنَادِ الصَّافَ سَبَدَ لَيَتَهُ ہیں جَتَانَ پَرْ ظَلَمَ ہُو۔ وَرَنَّ خَودَ  
ظَلَمَ بَنَ جَائِسَ گَے۔ اسَ آیَتَ سَمَّا بَتَتَ ہُوا کَہَ ظَلَمَ سَبَدَ لَيَتَادَرَسَتَ ہے۔ لَیْکَنْ مَعَافَ كَرَدِیَا اَفْضَلَ ہے جِیسا کَہ  
سَفَ کَاطُورَ طَرِيقَةَ مَذَكُورَ ہُوا ہے اور آگَے حَدِیْثَ مِنَ آتا ہے۔

### باب ظَلَمَ کَوْ مَعَافَ كَرَدِیَا

اور اللَّهُ تَعَالَى نَسَ فَرِیْلَا کَہ ”اگر تمَّ كَلَمَ كَلَامَ كَلَامَ طَورَ پَرْ کَوْئَیْ نِیکَلَ كَروِیَا پُوشِیدَه  
طَورَ پَرِیَا کَسِیَ کَہ بَرَے مَعَالَمَهُ پَرْ مَعَالَمَهُ سَکَامَ لَوَ، تو خَادُونَدَ تَعَالَى بَتَتَ  
زِيَادَهُ مَعَافَ كَرَنَهُ وَالا اور بَتَتَ بِرِّیَ قَدْرَتَ وَالا هُبَّهُ۔ (سُورَةَ شُورَى  
مِنْ فَرِیْلَا) اور بِرَائِیَ کَابَدَلَهُ اسِیَ جِیْسِیَ بِرَائِیَ سَبَھِیَ ہُو سَکَلتَ ہے۔ لَیْکَنْ جَوَ  
مَعَافَ كَرَدَے اور دَرِشَگَیِ مَعَالَمَهُ کَوَابِقَ رَکَھَهُ تو اسَ کَا جَرَ اللَّهُ تَعَالَى عَنِ  
پَرَ ہے۔ بَلَکَ اللَّهُ تَعَالَى ظَلَمَ كَرَنَهُ وَالوَلَوْنَ کَوْسِنَدَ نَمِيزَ كَرَتَ۔ اور  
جَسَ نَسَ اپَنَے پَرْ ظَلَمَ کَتَهُ جَانَنَ کَے بَعْدَ اسَ کَا (جاَزَ) بَدَلَهُ لَیَا توَانَ پَرْ  
کَوْئَیْ گَناَهَ نَمِيزَ ہے۔ گَناَهَ توَانَ پَرَ ہے جَوَ لَوْگُوںَ پَرْ ظَلَمَ كَرَتَهُ ہیں اور  
زَمِنَ پَرِ تَاحِنَ فَسَادَ كَرَتَهُ ہیں، بَلَکَ یَہِ ہیں وَهُوَ لَوْگَ جَنَ کَوَ درِنَاكَ عَذَابَ  
ہُو گَا۔ لَیْکَنْ جَسَ مُخْصَسَ نَسَ (ظَلَمَ پَرْ) صَبَرَ کِيَا اور (ظَلَمَ کَوْ) مَعَافَ کِيَا توَيَهُ  
نَمَایَتَهُ بِهَادِرِیَ کَا کَامَ ہے۔ اور اَنَّا شَفَقَبِرَ! تو ظَالَمُوْنَ کَوَ دِیْکَھَے گَاجَبَ  
وَهُ عَذَابَ دِیْکَھَ لَیِسَ گَے تو کَمِیَنَ گَے ابَ کَوْئَیْ دِنِیَا مِیں پَھَرَ جَانَے کَیِ بَھِی  
صَورَتَ ہے؟

### باب ظَلَمَ، قِيَامَتَ کَے دَنَ اندِھِیرَے ہوں گَے

یعنی ظَلَمَ کَوْ قِيَامَتَ کَے دَنَ نَورَتَهُ طَلَے گَا۔ اندِھِیرَے پَرْ اندِھِیرَ، اَنَّ اندِھِیرَوْنَ مِنَ وَهُ دَھَکَهُ کَهَماَ مَصِيبَتَ اَخْهَاتَ پَھَرَے گَا۔  
(۷) ۲۳۳ هَمَ سَعَدَ بَنَ يُونُسَ نَسَ بَیَانَ کَیَا، کَما کَہَ هَمَ سَعَدَ العَزِيزَ  
مَاجِشُونَ نَسَ بَیَادَ، کَیَا، اَنَسِنَ عبدَ اللَّهِ بَنَ دِنَارَنَ بَیَنَ خَرْدَیَ، اور اَنَسِنَ

» لَا يَحْبُّ اللَّهُ الْجَهَنَّمُ بِالسُّوءِ مِنَ  
الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ، وَكَانَ اللَّهُ سَمِينًا  
عَلَيْنَا، وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمْ الْفَنَّى هُمْ  
يَتَصَرَّفُونَ هُنَّهُ، قَالَ إِبْرَاهِيمُ: كَانُوا يَكْرَهُونَ  
أَنْ يَسْتَدِلُّوا، فَلِذَا قَدَرُوا عَفْوًا.

### ۷- بَابُ عَفْوِ الْمَظْلُومِ، لِقَوْلِهِ تَعَالَى

» إِنْ تَبْدُوا خَيْرًا أَوْ تُخْفُوهُ أَوْ تَعْفُوا عَنْ  
سُوءٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُواً قَدِيرِينَ [النَّسَاء: ۱۴۹]  
» وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا، فَمَنْ  
عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا يَحْبُّ  
الظَّالِمِينَ، وَلَمَنْ اتَّصَرَ بَعْدَ ظَلَمِهِ فَأَوْلَيَكَ  
مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَيِّئَلَ، إِنَّمَا السَّيِّئَلُ عَلَى  
الَّذِينَ يَظْلَمُونَ النَّاسَ وَيَنْغُونَ فِي الْأَرْضِ  
بِغَيْرِ الْحَقِّ، أَوْلَيَكَ لَهُمْ عَذَابَ أَلِيمٍ.  
وَلَمَنْ صَرَرَ وَغَفَرَ إِنْ ذَلِكَ لَمَنْ عَزِيزٌ  
الْأَمْرُ، وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوُا  
الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَى مَرَدٍّ مِنْ سَيِّئِلِهِ.  
[الشُّورَى : ۴۰-۴۴].

### ۸- بَابُ الظُّلُمُ ظُلُمَاتُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

یعنی ظَلَمَ کَوْ قِيَامَتَ کَے دَنَ نَورَتَهُ طَلَے گَا۔ اندِھِیرَے پَرْ اندِھِیرَ، اَنَّ اندِھِیرَوْنَ مِنَ وَهُ دَھَکَهُ کَهَماَ مَصِيبَتَ اَخْهَاتَ پَھَرَے گَا۔  
(۷) ۲۴۴ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا  
عَبْدُ الْعَزِيزَ الْمَاجِشُونَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ

عبداللہ بن عمرؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ظلم قیامت کے دن اندر ہوں گے۔

## باب مظلوم کی بدعا سے بچنا اور ڈرتے رہنا

(۲۳۳۸) ہم سے بھی بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے کچھ نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا بن اسحاق کی نے بیان کیا، ان سے بھی بن عبد اللہ صیفی نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام ابو معبد نے، اور ان سے ابن عباس نے کہ نبی کریم ﷺ نے معاذ بن جہش کو جب (عامل بنا کر) میں بھیجا، تو آپ نے انہیں ہدایت فرمائی کہ مظلوم کی بدعا سے ڈرتے رہنا کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پر وہ نہیں ہوتا۔

بن دینار عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما عن النبي ﷺ قال: ((الظلم طلمات يوم القيمة)).

## ۹- باب الاتقاء والحدّر من دعوة المظلوم

۲۴۴۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا وَكَيْنَعْ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمَكْيَيْنِ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيِّ عَنْ أَبِيهِ مَعْبُدِ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ أَبِيهِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مَعَادًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: ((اتقِ دعوة المظلوم، فإنها ليس بيتها وبين الله حجاب)).

[راجع: ۱۳۹۵]

**تشریح** یعنی وہ فوراً پرورد گار تک پہنچ جاتی ہے اور ظالم کی خرابی ہوتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ظالم کو اسی وقت سزا ہوتی ہے بلکہ اللہ پاک جس طرح چاہتا ہے ویسے حکم دیتا ہے۔ کبھی فوراً سزا دیتا ہے کبھی ایک میعاد کے بعد تاکہ ظالم اور ظلم کرے اور خوب پھول جائے اس وقت دفعتا وہ کپڑا لیا جاتا ہے۔ حضرت موسیٰ ﷺ نے جو فرعون کے ظلم سے نجک آکر بددعا کی، چالیس برس کے بعد اس کا اثر ظاہر ہوا۔ بہر حال ظالم کو یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ ہم نے ظلم کیا اور کچھ سزا نہیں، خدا کے ہاں انصاف کے لئے دیر تو ممکن ہے مگر اندر ہر نہیں ہے۔

## باب اگر کسی شخص نے دوسرے پر کوئی ظلم کیا، ہو اور اس سے معاف کرائے تو کیا اس ظلم کو بھی بیان کرنا ضروری ہے

(۲۳۳۹) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی ذسب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید مقبری نے بیان کیا، اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر کسی شخص کا ظلم کسی دوسرے کی عزت پر ہو یا کسی طریقہ سے ظلم کیا ہو تو اسے آج ہی، اس دن کے

۱۰- باب من كانت له مظلة عند الرجل فحللها له هل يبيّن مظلة؟

کہ میں نے فلاں قصور کیا تھا۔ بعض نے کہا کہ قصور کا بیان کرنا ضروری ہے اور بعض نے کہ ضروری نہیں جملًا اس سے معاف کرالیں کافی ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ حدیث مطلق ہے۔

۲۴۴۹ - حَدَّثَنَا آدُمُ بْنُ أَبِي إِيَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمُقْبَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((من كانت له مظلة لأخيه من عرضيه أو شيء))

آنے سے پہلے معاف کرائے جس دن نہ دینار ہوں گے نہ درہم، بلکہ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہو گا تو اس کے ظلم کے بدلے میں وہی لے لیا جائے گا۔ اور اگر کوئی نیک عمل اس کے پاس نہیں ہو گا تو اس کے ساتھی (مظلوم) کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔ ابو عبد اللہ (حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ) نے کما کہ اسماعیل بن ابی اویس نے کما سعید مقبری کا نام مقبری اس لیے ہوا کہ قبرستان کے قریب انسوں نے قیام کیا تھا۔ ابو عبد اللہ (امام بخاری رضی اللہ عنہ) نے کما کہ سعید مقبری ہی بنی لیث کے غلام ہیں۔ پورا نام سعید بن ابی سعید ہے۔ اور (ان کے والد) ابو سعید کا نام کیا ہے۔

فَإِنْتَ حَلَّلَهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ  
وَلَا دِرْهَمٌ، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أَخْذَ  
مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَةِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ  
حَسَنَاتٌ أَخْذَ مِنْ سَيِّنَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ  
عَلَيْهِ). قال أبو عبد الله قال إسماعيل بن  
بن أبي أوس : إنما سمي المقبري لأنَّه  
كان نزل ناحية المقابر. قال أبو عبد  
الله: وسعيدة المقبري هو مولىبني  
ليث، وهو سعيد بن أبي سعيد، وأسلم  
أبي سعيد كيسان. [طرفة في : ٦٥٣٤].

مظلہ ہر اس ظلم کو کہتے ہیں جسے مظلوم از راه صبر برداشت کر لے۔ کوئی شخص کسی سے اس کامل زبردستی چھین لے تو یہ بھی ایک مظلہ ہے۔ رسول کریم ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ خالموں کو اپنے مظالم کا فکر دنیا ہی میں کر لینا چاہیے کہ وہ مظلوم سے معاف کر لیں، ان کا حق ادا کر دیں ورنہ موت کے بعد ان سے پورا پورا بدله دلایا جائے گا۔

## ۱۱- بَابُ إِذَا حَلَّلَهُ مِنْ ظُلْمِهِ فَلَا

### رُحْمَوْعَ فِيهِ

٢٤٥٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ  
اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَزْرَةَ عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: (وَإِنْ امْرَأَةً  
خَافَتْ مِنْ بَغْلِهَا نُشُورًا أَوْ إِغْرِاصًا)  
قَالَتْ: الرَّجُلُ تَكُونُ عِنْدَهُ الْمَرْأَةُ لَيْسَ  
بِمُسْتَكْثِرٍ مِنْهَا يُؤْنِدُ أَنْ يُفَارِقُهَا، فَتَقُولُ:  
أَجْعَلْكَ مِنْ شَانِي فِي حِلٍّ، فَنَزَّلَتْ هَذِهِ  
الْآيَةُ فِي ذَلِكَ)).

[اطرافہ في : ۲۶۹۴ ، ۴۶۰۱ ، ۵۲۰۶].

یعنی اگر شوہر میرے پاس نہیں آتا تو نہ آ، لیکن مجھ کو طلاق نہ دے، اپنی زوجیت میں رہنے دے تو یہ درست ہے۔ خلوند پرست اس کی محبت کے حقوق ساقط ہو جاتے ہیں۔ حضرت علی رضا نے کہا ہے آیت اس باب میں ہے کہ عورت اپنے مرد سے جدا ہونا ہے اسکے بعد۔ اور خلوند یہوی دونوں یہ نہ کر سکتے۔ تیرست یا جنہے دن مرا اپنی عورت کے پاس آیا کرے تو یہ درست ہے۔ حضرت سیدنا جعفر

لے بھی اپنی پاری آنحضرت ﷺ کو معاف کر دی تھی، آپ ان کی باری میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس رہا کرتے تھے۔ (حیدری)  
**۱۲ - بَابُ إِذَا أَذِنَ لَهُ أَوْ أَخْلَهُ وَلَمْ بَابُ أَكْرَكَوْيَ شَخْصَ دُوْسَرَهُ كَوْاجَازَتْ دَوْيَهُ يَا اسَهُ كَوْمَعَافَ كَرْدَوَهُ مَگْرِيَهُ بِيَانَهُ كَرْهَهُ كَهْ كَتْنَهُ كَيْجَازَتْ اوْرَمَعَانِيَهُ بَيْسِنْ كَمْ هُوَ**

دی ہے۔

(۲۳۵۱) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابو حازم بن دینار نے اور انہیں سل بن سعد ساعدیؓ نے کہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں دودھ یا پانی پینے کو پیش کیا گیا۔ آپؐ نے اسے پیا۔ آپؐ کے دامن طرف ایک لڑکا تھا اور بامیں طرف بڑی عمر والے تھے۔ لڑکے سے آپؐ نے فرمایا، کیا تم مجھے اس کی اجازت دو گے کہ ان لوگوں کو یہ (پیالہ) دے دوں؟ لڑکے نے کہا، نہیں اللہ کی قسم! یا رسول اللہ، آپؐ کی طرف سے ملنے والے حصے کا ایشور میں کسی پر نہیں کر سکتا۔ راوی نے بیان کیا کہ آخر رسول کریم ﷺ نے وہ پیالہ اسی لڑکے کو دے دیا۔

**۲۴۵۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِيهِ حَازِمٍ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى بِشَرَابٍ فَشَرَبَ مِنْهُ - وَعَنْ يَمِينِهِ غَلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْتَيْخُ - فَقَالَ لِلْغَلَامِ: ((أَتَأَذَنُ لِي أَنْ أَعْطِيَهُ هُوَلَاءِ؟)) فَقَالَ الْغَلَامُ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَا أُوْتُرُ بِنَصْبِيِّ مِنْكَ أَحَدًا.**  
**قَالَ: فَتَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي يَدِهِ)).**

[راجح: ۲۳۵۱]

کیونکہ اس کا حق مقدم تھا وہ اپنی طرف بیٹھا تھا۔ اس حدیث کی باب سے مناسبت کے لیے بعض نے کہا کہ حضرت امام بخاری ﷺ نے باب کا مطلب یوں کہا کہ آنحضرت ﷺ نے پہلے وہ پیالہ بوڑھے لوگوں کو دینے کی این عبارت میخترا سے اجازت مانگی، اگر وہ اجازت دے دیتے تو یہ اجازت ایسی ہوتی جس کی مقدار بیان نہیں ہوئی۔ یعنی یہ بیان نہیں کیا گیا کہ کتنے دودھ کی اجازت ہے۔ پس باب کا مطلب کل آیا۔ (حیدری)

### باب اس شخص کا گناہ جس نے کسی کی زمین ظلم سے چھین لی

(۲۳۵۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہم سے زہری نے بیان کیا، ان سے طلحہ بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہیں عبد الرحمن بن عمرو بن سل نے خبر دی، اور ان سے سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ، آپؐ نے فرمایا جس نے کسی کی زمین ظلم سے لے لی، اسے قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق

**۱۳ - بَابُ إِثْمٍ مَنْ ظَلَمَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ**

**۲۴۵۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ : حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عُمَرَ وَبْنَ سَهْلِ أَخْبَرَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ ظَلَمَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا طُوفَةً**

من سبیع ارضین). [طرفہ فی : ۳۱۹۸]. پہنچا جائے گا۔

**لشیخ** زمین کے سات طبقے ہیں۔ جس نے باشت بھر زمین بھی چھپنی تو ساتوں طبقوں تک گویا اس کو چھپنا۔ اس لیے قیامت کے دن ان سب کا طوق اس کے گلے میں ہو گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ سب مٹی اٹھا کر لانے کا اس کو حکم دیا جائے گا۔ بعض نے کہا، طوق پہنانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ساتوں طبقے تک اس میں دھنار دیا جائے گا۔ حدیث سے بعض نے یہ بھی نکلا کہ زمینیں سات ہیں جیسے آسمان سات ہیں۔ (وحیدی)

(۲۲۵۳) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم ہے عبد الوارث نے بیان کیا، ان سے حسین نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے کہ مجھ سے محمد بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا کہ ان کے اور بعض دوسرے لوگوں کے درمیان (زمین کا) جھگڑا تھا۔ اس کا ذکر انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا، تو انہوں نے بتالیا، ابو سلمہ! زمین سے پرہیز کر کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر کسی شخص نے ایک باشت بھر زمین بھی کسی دوسرے کی ظلم سے لے لی تو سات زمینوں کا طوق (قیامت کے دن) اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔

۲۴۵۳ - حَدَّثَنَا أَبُو مَغْمِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ اللَّهُ كَانَ يَبْيَنُ وَبَيْنَ أَنَّاسٍ خُصُومَةً، فَذَكَرَ لِعِبَادَتِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: يَا أَبَا سَلَمَةَ اجْتَبِي الْأَرْضَ، فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ: ((مَنْ ظَلَمَ قَيْدَ شَيْرَ مِنَ الْأَرْضِ طُوقَةٌ مِنْ سَبِيعِ أَرْضِينَ)). [طرفہ فی : ۳۱۹۵].

چونکہ زمینوں کے سات طبقے ہیں۔ اس لیے وہ ظلم سے حاصل کی ہوئی زمین سات طبقوں تک طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالی جائے گی۔ زمین کے سات طبق کتاب و سنت سے ثابت ہیں۔ ان کا انکار کرنے والا قرآن و حدیث کا مکر ہے۔ تفصیلات کا علم اللہ کو ہے۔ (وَمَا يَعْلَمُ خَلْقُكُمْ إِلَّا أَنَّهُو) (المدثر: ۳۱) امام شوکانی فرماتے ہیں۔ وہی ان الارضین السبع اطباقي كالسموات و هو ظاهر قوله تعالیٰ و من الأرض مثلهن خلافاً لمن قال إن المراد بقوله سبع ارضين سبعة اقاليم (ليل) لئن اس سے ثابت ہوا کہ آسمانوں کی طرح زمینوں کے بھی سات طبقے ہیں جیسا کہ آیت قرآنی و من الأرض مثلهن میں مذکور ہے یعنی زمینیں بھی ان آسمانوں ہی کے مانند ہیں۔ اس میں ان کی بھی تردید ہے جو سات زمینوں سے بہت اقلیم مراد لیتے ہیں جو صحیح نہیں ہے۔

(۲۲۵۳) ہم سے سلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن مبارک نے بیان کیا، کہا ہم سے موی بن عقبہ نے بیان کیا سالم سے اور ان سے ان کے والد (عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے ناحق کی زمین کا تھوڑا سا حصہ بھی لے لیا، تو قیامت کے دن اسے سات زمینوں تک دھنیا جائے گا۔ ابو عبد اللہ (حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا کہ یہ حدیث عبد اللہ بن مبارک کی اس کتاب میں نہیں ہے جو خراسان میں تھی۔ بلکہ اس میں تھی جسے انہوں نے بصہ میں اپنے

۲۴۵۴ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ النَّبِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ أَخْذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى سَبِيعِ أَرْضِينَ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: هَذَا الْحَدِيثُ لَنَا بِخُرَاسَانَ فِي كِتَابِ أَبْنِ النَّبِيِّ، أَمْلَأَهُ عَلَيْهِمْ

شاغر دوں کو الملا کرایا تھا۔  
باب جب کوئی شخص کسی دوسرے کو کسی چیز کی اجازت  
وے دے تو وہ اسے استعمال کر سکتا ہے۔

(۲۳۵۵) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے جلد نے بیان کیا کہ ہم بعض اہل عراق کے ساتھ مدینہ میں مقیم تھے۔ وہاں ہمیں قحط میں بیٹلا ہوتا پڑا۔ عبد اللہ بن زیبرؓ تھا کھانے کے لیے ہمارے پاس کھجور بھجوایا کرتے تھے اور عبد اللہ بن عمرؓ تھا جب ہماری طرف سے گزرتے تو فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے (دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر کھاتے وقت) دو کھجوروں کو ایک ساتھ ملا کر کھانے سے منع فرمایا ہے۔ مگر یہ کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے دوسرے بھائی سے اجازت لے لے۔

**لشیخ** ظاہر یہ کے نزدیک یہ نہی تحری کے ہے۔ دوسرے علماء کے نزدیک تزیی ہے۔ دوسرے علماء کے نزدیک تزیی ہے۔ اور وہ مخالفت کی ظاہر ہے کہ دوسرے کا حق تلف کرنا ہے اور اس سے حرص اور طمع معلوم ہوتی ہے۔ نووی نے کہا اگر کھجور مشترک ہو تو دوسرے شریکوں کی بن اجازت ایسا کرنا حرام ہے ورنہ مکروہ ہے۔ حافظ نے کہا اس حدیث سے اس شخص کا نہ ہب قوی ہوتا ہے جس نے مجبول کا یہہ جائز رکھا ہے۔

(۲۳۵۶) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے امش نے، ان سے ابو والی نے اور ان سے ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ النصار میں ایک صحابی جنہیں ابو شعیب رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا، کا ایک قصائی غلام تھا۔ ابو شعیب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ میرے لیے پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کر دے۔ کیونکہ میں نبی کرم ﷺ کو چار دیگر اصحاب کے ساتھ دعوت دوں گا۔ انہوں نے آپ کے چرہ مبارک پر بھوک کے آثار دیکھے تھے۔ چنانچہ آپ کو انہوں نے بلایا۔ ایک اور شخص آپ کے ساتھ بن بلائے چلا گیا۔ نبی کرم ﷺ نے اس کے صاحب خانہ سے فرمایا یہ آدمی بھی ہمارے ساتھ آگیا ہے۔ کیا اس کے لیے تمہاری اجازت ہے؟ انہوں کہا، جی ہاں اجازت ہے۔

یہ حدیث اور گزرد چکی ہے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس باب کا مطلب بھی اس حدیث سے ثابت کیا ہے کہ بن بلائے دعوت میں جانا اور کھانا کھانا درست نہیں۔ مگر جب صاحب خانہ اجازت دے تو درست ہو گیا۔ اس حدیث سے حضور نبی کرم ﷺ کی رأفت اور

بالبصرة۔ [طرفہ فی : ۳۱۹۶].

٤ - بَابُ إِذَا أَذْنَ إِنْسَانٌ لِآخَرَ

شَيْئًا جَازَ

٤٥٥ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ : كَتَبَ بِالْمَدِينَةِ فِي بَعْضِ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَصَابَنَا سَنَةً، فَكَانَ الرَّبِيعُ يَرْبُزُ قَنَا التَّمْرَ، فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَمْرُ بِنَا فَيَقُولُ : ((إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْإِفْرَانِ، إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ أَخَاهُ)).

[اطرافہ فی : ۲۴۸۹، ۲۴۹۰، ۵۴۴۶].

٤٥٦ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ : ((أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يَقَالُ لَهُ أَبُو شَعِيبٍ كَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَامٌ، فَقَالَ لَهُ أَبُو شَعِيبٍ: اصْنَعْ لِي طَعَامًا خَمْسَةَ لَعْلَى أَذْغُو النَّبِيَّ ﷺ خَامِسًا خَمْسَةَ - وَأَبْصَرَ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ الْجَمْعَ - فَدَعَاهُ، فَبَعْهُمْ رَجَلٌ لَمْ يَذْعَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِنَّ هَذَا قَدِ اتَّبَعَنَا أَتَأْذَنُ لَهُ؟)) قَالَ : نَعَمْ). [راجع: ۲۰۸۱]

رحمت پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ آپ کو کسی کا بھوکارہنا گوارا نہ تھا۔ ایک باغدا بزرگ انسان کی بھی شان ہونی چاہیے۔ ملکیت۔  
**باب اللہ تعالیٰ کا سورہ بقرہ میں یہ فرمانا ”اور وہ بڑا خست جھگڑا لو ہے۔“**

(۷) ۲۳۵۷) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے ابن جرج نے اسے این جرج نے، اس سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ ناپسند وہ آدمی ہے جو سخت جھگڑا لو ہے۔

**﴿وَهُوَ أَلَّا الْخَصِيم﴾ [البقرة: ۲۰۴]**

۲۴۵۷ - حدثنا أبو عاصم عن ابن جربع عن ابن أبي ملیکة عن عائشة رضي الله عنها عن النبي ﷺ قال: ((إنَّ أَعْضَنَ الرِّجَالِ إِلَى اللَّهِ الْأَلَّهُ الْخَصِيمُ)).

[طرفہ فی: ۴۵۲۳، ۷۱۸۸]

بعض بدجھتوں کی فطرت ہوتی ہے کہ وہ ذرا ذرا سی باتوں میں آپس میں جھگڑا فساد کرتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ عند اللہ بہت ہی برسے ہیں۔ پوری آیت کا ترجیح یوں ہے، لوگوں میں کوئی ایسا ہے جس کی بات دنیا کی زندگی میں تجھ کو بھلی لگتی ہے اور اپنے دل کی حالت پر اللہ کو گواہ کرتا ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑا لو ہے۔ کتنے ہیں یہ آیت اخسن بن شریق کے حق میں اتری۔ وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور اسلام کا دعویٰ کر کے میٹھی میٹھی باتیں کرنے لگا۔ جبکہ دل میں نفاق رکھتا تھا (وحیدی)

**باب اس شخص کا گناہ، جو جان بوجھ کر جھوٹ کے لیے جھگڑا کرے۔**

**۱۶ - باب إِنِّي مَنْ خَاصِمَ فِي بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ**

(۷) ۲۳۵۸) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے اور ان سے ابن شاہ نے کہ مجھے عروہ بن زیر ﷺ نے خردی، ائمہ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خردی اور ائمہ زینب نبی کرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مجرے کے دروازے کے سامنے جھگڑے کی آواز سنی اور جھگڑا کرنے والوں کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ میں بھی ایک انسان ہوں۔ اس لیے جب میرے یہاں کوئی جھگڑا لے کر آتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ (فریقین میں سے) ایک فریق کی بحث دوسرے فریق سے عمدہ ہو، میں سمجھتا ہوں کہ وہ سچا ہے۔ اور اس طرح میں اس کے حق میں فیصلہ کرو دیتا ہوں۔ لیکن اگر میں اس کو (اس کے ظاہری بیان پر بھروسہ کر کے) کسی مسلمان کا حق دلا دوں تو دوزخ کا ایک لکڑا اس کو دلا رہا ہوں، وہ لے لے یا چھوڑ دے۔

۲۴۵۸ - حدثنا عبد العزير بن عبد الله قال: حدثني إبراهيم بن مسعد عن صالح عن ابن شهاب قال: أخبرني عروة بن الزبير أن زينب بنت أم سلمة أخبرته أن أمها أم سلمة رضي الله عنها رفقة النبي ﷺ أخبرتها عن رسول الله ﷺ: أنه سمع خصومة بباب حجرته، فخرج إلىهم فقال: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّمَا يَأْتِيَنِي الْخَصِيمُ، فَلَعْلَّ بِغَصَبِكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغُ مِنْ بَعْضِهِ، فَأَخَسِبُ أَنَّهُ صَدَقَ فَأَفْصِبُ لَهُ بِذَلِكَ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ، فَلَيَأْخُذْهَا أَوْ فَأَلْيَرْسَهَا)).

[أطرافہ فی : ۲۶۸۰، ۶۹۶۷، ۷۱۶۹]

[۷۱۸۱]

**لَئِنْ يَعْلَمْ** یعنی جب تک خدا کی طرف سے محمد پر وحی نہ آئے میں بھی تمہاری طرح غیب کی باتوں سے نادا قوت رہتا ہوں۔ کیونکہ میں بھی آدی ہوں اور آدمیت کے لوازم سے پاک نہیں ہوں۔ اس حدیث سے ان بے وقوفون کا رد ہوا جو آخر خضرت ﷺ کے علم غیب ثابت کرتے ہیں یا آخر خضرت ﷺ کو بھر نہیں سمجھتے بلکہ الوہیت کی صفات سے متصف جانتے ہیں۔ قاتلهم اللہ انی یوفکون (وہیدی)

حدیث کا آخری گلوٹ تهدید کے لیے ہے۔ اس حدیث سے صاف یہ نکلتا ہے کہ قاضی کے فیصلے سے وہ چیز حلال نہیں ہوتی اور قاضی کا فیصلہ ظاہراً ناذن ہے نہ بالآخر۔ یعنی اگر مدعاً ناقن پر ہوا اور عدالت اس کو کچھ دلا دے تو اللہ اور اس کے درمیان اس کے لئے حلال نہیں ہو گا۔ جسمور علماء اور اہل حدیث کا یہ قول ہے۔ لیکن حضرت امام ابو حیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کا خلاف کیا ہے۔

لفظ غیب کے لغوی معانی کا تقاضا ہے کہ وہ بغیر کسی کے تخلیے از خود معلوم ہو جانے کا نام ہے اور یہ صرف اللہ پاک عی کی ایک صفت خاصہ ہے کہ وہ ماضی و حال و مستقبل کی جملہ غیری خبریں از خود جانتا ہے۔ اس کے سوا مخلوق میں سے کسی بھی انسان یا فرشتے کے لیے ایسا عقیدہ رکھنا سرا سر نادانی ہے خاص طور پر نبیوں رسولوں کی شان عام انسانوں سے بہت بلند و بالا ہوتی ہے۔ وہ پرہا راست اللہ پاک سے شرف خطاب حاصل کرتے ہیں، وہی اور الامام کے ذریعہ سے بہت ہی اگلی مچھلی باشی ان پر واضح ہو جاتی ہیں مگر ان کو غیب سے تعبیر کرنا ان لوگوں کا کام ہے جن کو عقل و فرم کا کوئی ذرہ بھی نصیب نہیں ہوا ہے۔ اور جو محض انہی عقیدت کے پرستار بن کر اسلام فتحی سے قطعاً کورے ہو چکے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کی زندگی میں ہر دو پہلو روز روشن کی طرح نمایاں نظر آتے ہیں۔ لکھتی ہی دفعہ ایسا ہوا کہ ضرورت کے تحت ایک پوشیدہ امر وحی الہی سے آپ پر روشن ہو گیا اور کتنی ہی دفعہ یہ بھی ہوا کہ ضرورت تھی بلکہ بخت ضرورت تھی مگر وحی الہی اور الامام نہ آئے کے باعث آپ ان کے متعلق کچھ نہ جان سکے اور بہت سے نقصانات سے آپ کو دوچار ہوتا ہے۔ اسلئے قرآن مجید میں آپکی زبان مبارک سے اور صاف اعلان کرایا گیا۔ لو۔ کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخبر و ما مسني السوء اگر میں غیب جانتا تو بہت سی خیر ہی خیر جمع کر لیتا اور مجھ کو کبھی بھی کوئی برائی نہ چھو سکتی۔“ اگر آپکو جنگ احمد کا یہ انجام بد معلوم ہوتا تو کبھی بھی اس گھلائی پر ایسے لوگوں کو مقرر نہ کرتے جن کے وہاں سے ہٹ جانے کی وجہ سے کافروں کو پلٹ کردار کرنے کا موقع ملا۔

خاصص یہ کہ علم غیب خاصہ باری تعالیٰ ہے۔ جو مولوی عالم اس بارے میں مسلمانوں کو لذاتے اور سرچھوٹ کرتے رہتے ہیں وہ یقیناً امت کے غدار ہیں۔ اسلام کے نادان دوست ہیں۔ خود رسول اللہ ﷺ کے تحت تین گستاخ ہیں۔ عندالله وہ مغضوب اور ضالین ہیں۔ بلکہ یہود و نصاری سے بھی بدتر۔ اللہ ان کے شر سے امت کے سادہ لوح مسلمانوں کو جلد از جلد نجات بخشدے اور معاملہ فتحی کی سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باب اس شخص کا بیان کہ جب اس نے جھگڑا کیا تو بد زبانی پر  
اتر آیا

## ۱۷- بَابُ إِذَا خَاصَّمَ فَهَجَرَ

(۲۳۵۹) ہم سے بشربن خالد نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد نے خبر دی شعبہ سے، انہیں سلیمان نے، انہیں عبد اللہ بن مرہ نے، انہیں مسروق نے اور انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و

۲۴۵۹ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شَعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُؤْمَةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ

سلم نے فرمایا، چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں بھی وہ ہوں گی، وہ منافق ہو گا۔ یا ان چار میں سے اگر کوئی ایک خصلت بھی اس میں ہے تو اس میں شاق کی ایک خصلت ہے۔ یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ جب بولے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے، جب معلہہ کرے تو بے وفائی کرے، اور جب جھگڑے تو بد زبانی پر اتر آئے۔

اللَّهُ بْنُ عَمْرُو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((أَرَبِيعُ مَنْ كُنْ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا، أَوْ كَانَتْ فِيهِ خَصْنَةٌ مِنْ أَرَبِيعٍ كَانَتْ فِيهِ خَصْنَةٌ مِنَ النَّفَاقِ حَتَّى يَدْعَهَا: إِذَا حَدَّثَنَا كَذَبٌ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَّمَ لَجَرَ)).

[راجع: ۳۴]

جھگڑا بازی کرنے والی برا ہے۔ پھر اس میں کالی گلوچ کا استعمال اتنا برا ہے کہ اسے نفاق (بے ایمان) کی ایک علامت بتایا گیا ہے۔ کسی اچھے مسلمان کا کام نہیں کہ وہ جھگڑے کے وقت بے لگام بن جائے اور جو بھی منہ پر آئے کہنے سے ذرا نہ شرمنے۔

**باب مظلوم کو اگر ظالم کمال مل جائے تو وہ اپنے مال کے موافق اس میں سے لے سکتا ہے**

اور محمد بن سیرن رضی اللہ عنہ نے کہا اپنا حق برابر لے سکتا ہے۔ پھر انہوں نے (سورہ نحل کی) یہ آیت پڑھی ”اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی جتنا تمہیں ستیا گیا ہو۔“

(۲۳۶۰) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا تم کو شعیب نے خبر دی انسیں زہری نے، ان سے عروہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی ہند رضی اللہ عنہا حاضر خدمت ہوئیں اور عرض کیا، یا رسول اللہ! ابوسفیان بن عثیمین (جو ان کے شوہر ہیں وہ) بخیل ہیں۔ تو کیا اس میں کوئی حرج ہے اگر میں ان کے مال میں سے لے کر اپنے بال بچوں کو کھلایا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ تم دستور کے مطابق ان کے مال سے لے کر کھلاؤ تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اسی حدیث پر فتویٰ دیا ہے کہ قائم کا جو مال بھی مل جائے مظلوم اپنے مال کی مقدار میں اسے لے سکتا ہے، متاخرین احلاف کا بھی فتویٰ یہی ہے۔ (تفسیر البخاری، پ: ۹/ ص: ۲۲۱)

(۲۳۶۱) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا تم سے لیٹ نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے یزید نے بیان کیا، ان سے ابوالثیر نے اور ان سے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ ہم نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا،

وَقَالَ أَبْنُ سَبِيلِنَ: يَقَاسِمُهُ، وَقَرَأَ: (وَإِنْ عَاقَبْتُمْ لِفَاعِلِبِوا بِعِنْدِكُمْ مَا غَرَقْتُمْ بِهِ) [الحل: ۱۲۶]

وَقَالَ أَبْنُ سَبِيلِنَ: يَقَاسِمُهُ، وَقَرَأَ: (وَإِنْ شَغَبَتْ عَنِ الرُّهْفِيَّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَزْرَوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((جَاءَتْ هَنْدُ بْنُتُ عَقْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَبْهَأُ سَفِيَّاً رَجُلَ مُسِيكَ، فَهَلْ عَلَيْيَ حَرَجٌ أَنْ أَطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ عِيَالًا؟)) فَقَالَ: ((لَا حَرَجَ عَلَيْكِ إِنْ تُطْعِمِنِيمِ بِالْمَعْرُوفِ)). [راجع: ۲۲۱]

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اسی حدیث پر فتویٰ دیا ہے اسی حدیث پر فتویٰ دیا ہے، متاخرین احلاف کا بھی فتویٰ یہی ہے۔ (تفسیر البخاری، پ: ۹/ ص: ۲۴۶۱)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَفْعَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: ((فَلَمَّا

آپ ہمیں مختلف ملک والوں کے پاس بھیجتے ہیں اور (بعض دفعہ) ہمیں ایسے لوگوں میں اترنا پڑتا ہے کہ وہ ہماری ضیافت تک نہیں کرتے، آپ کی ایسے موقع پر کیا ہدایت ہے؟ آپ نے ہم سے فرمایا، اگر تم سارا قیام کسی قبیلے میں ہو اور تم سے ایسا برداشت کیا جائے جو کسی مہمان کے لیے مناسب ہے، تو تم اسے قول کرو، لیکن اگر وہ نہ کریں تو تم خود مہمانی کا حق ان سے وصول کرلو۔

للشیٰ ﷺ: إِنَّكُمْ تَبَغْتُمُ فَتَسْأَلُونِي بِقَوْمٍ لَا يَقْرُونَنَا؛ فَمَا تَرَى فِيهِ؟ فَقَالَ لَنَا: ((إِنَّ رَزْلَمَ بِقَوْمٍ فَأَمِرْرَ لَكُمْ بِمَا يَنْهَا لِلصِّفَافِ فَأَقْبَلُوا، فَإِنَّ لَمْ يَفْعَلُوا فَخَذُلُوا مِنْهُمْ حَقَّ الصِّفَافِ)). [طرفة فی : ۶۱۳۷].

مسلمان کا حق میرہان کی مرضی کے خلاف وصول کرنے کے لیے جو اس حدیث میں ہدایت ہے اس کے متعلق محدثین نے مختلف توجیہات بیان کی ہیں۔ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ یہ حکم مخصوص کی حالت کا ہے۔ بادیہ اور گاؤں کے دور دراز علاقوں میں اگر کوئی مسافر خصوصاً عرب کے ماحول میں پہنچتا تو اس کے لیے کھانے پینے کا ذریعہ اہل بادیہ کی میرہانی کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ تو مطلب یہ ہوا کہ اگر ایسا موقع ہو اور قبیلہ والے نیافت سے انکار کر دیں، ادھر جاہل مسافروں کے پاس کوئی سامان نہ ہو تو وہ اپنی جان پچانے کے لئے ان سے اپنا کھانا چینا ان کی مرضی کے خلاف بھی وصول کر سکتے ہیں۔ اس طرح کی رخصیں اسلام میں مخصوص کے اوقات میں ہیں۔ دوسری توجیہ یہ کی گئی ہے کہ ضیافت اہل عرب میں ایک عام عرف و عادت کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس لیے اس عرف کی روشنی میں مجاہدین کو آپ نے ہدایت دی تھی۔ ایک توجیہ یہ بھی کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عرب کے بہت سے قبائل سے معاهده کیا تھا کہ اگر مسلمانوں کا لٹکران کے قبیلے سے گزرے اور ایک دو دن کے لئے ان کے بیان قیام کرے تو وہ لٹکر کی ضیافت کریں۔ یہ مجاہدہ حضور اکرم ﷺ کے ان مکاتیب میں موجود ہے جو آپ نے قبل عرب کے سرداروں کے نام بھیجے تھے اور جن کی تخریج زملیٰ نے بھی کی ہے۔ بہر حال مختلف توجیہات اس کی کی گئی ہیں۔

حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے عرف و عادت والے جواب کو پسند کیا ہے۔ یعنی عرب کے یہاں خود یہ بات جانی پچانی تھی کہ گزرنے والے مسافروں کی ضیافت اہل قبیلہ کو ضرور کرنی چاہیے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو عرب کے چھیل اور بے آب و گیاہ میدانوں میں سفر عرب بھی غریب قوم کے لئے تقریباً ناممکن ہو جاتا اور اسی کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی حکم تھا۔ گویا یہ ایک انتظامی ضرورت بھی تھی۔ اور جب دو ایک مسافروں اس کے بغیر دور راز کے سفر نہیں کر سکتے تھے تو فوجی دستے کے طرح اس کے بغیر سفر کر سکتے۔ (تفہیم البخاری)

حدیث باب سے لکھا ہے کہ مسلمان کرنا واجب ہے۔ اگر کچھ لوگ مسلمان نہ کریں تو ان سے جبراً مسلمان کا خرچ وصول کیا جائے۔ امام یث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کا یہی نہ ہب ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ہے کہ یہ وہوب دیبات والوں پر ہے نہ بحقی والوں پر اور امام ابو حیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جمورو علاء کا یہ قول ہے کہ مسلمان کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ اور باب کی حدیث ان لوگوں پر محول ہے جو مفتر ہوں۔ جن کے پاس راہ خرچ بالکل نہ ہو، ایسے لوگوں کی ضیافت واجب ہے۔

بعض نے کہا یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا جب لوگ محتاج تھے اور مسافروں کی خاطر داری واجب تھی، بعد اس کے منسون ہو گیا۔ کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ جائزہ ضیافت کا ایک دن رات ہے، اور جائزہ تفضل کے طور پر ہوتا ہے نہ وہوب کے طور پر۔ بعض نے کہا یہ حکم خاص ہے ان لوگوں کے واسطے جن کو حاکم اسلام بھیجے۔ ایسے لوگوں کا کھانا اور مٹھکانا ان لوگوں پر واجب ہے جن کی طرف وہ بھیجے ہیں۔ اور ہمارے زمانے میں نبھی اس کا قادر ہے حاکم کی طرف سے جو چیز اسی بھیجے جاتے ہیں ان کی دستک (بیگار) گاؤں والوں کو دینی پڑتی ہے۔ (وجیری)

**باب چوپالوں کے بارے میں**  
اور نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ بوسا عدہ کی چوپال میں بیٹھے تھے۔

(۲۳۶۲) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا (دوسری سند) اور مجھ کو یونس نے خبر دی کہ ابن شاہب نے کہا، مجھ کو خبر دی عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے، ائمہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، جب اپنے بھی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے وفات دے دی تو انصار بوسا عدہ کے سقیفہ (چوپال) میں جمع ہوئے۔ میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ہمیں بھی وہیں لے چلے۔ چنانچہ ہم انصار کے یہاں سقیفہ بوسا عدہ میں پہنچے۔

**۱۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّقَائِفِ**  
**وَجَلْسَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابَهُ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ**

۲۴۶۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ عَطْبَةَ أَنَّ أَبْنَ عَبَّاسَ أَخْبَرَهُ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ حِينَ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيُّهُ ﷺ: ((إِنَّ الْأَنْصَارَ اجْتَمَعُوا فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ، فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ: انْطَلِقْ بِنَا، فَجِئْنَاهُمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ)).

[اطرافہ فی : ۳۴۴۵، ۳۹۲۸، ۴۰۲۱]

. ۶۸۳۰، ۶۸۳۳، ۷۳۲۳.]

**شیخ** حضرت امام مغاری رضی اللہ عنہ کا مقصد باب یہ ہے کہ بستیوں میں عوام و خواص کی بیٹھک کے لیے چوپال کا عام روانہ ہے۔ چنانچہ مدینۃ المنورہ میں بھی قبیلہ بوسا عدہ میں امور انجام دیتے جاتے تھے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امارت و خلافت کی بیعت کا مسئلہ بھی اسی جگہ حل ہوا۔ سقیفہ کا ترجمہ مولانا وحید الزماں نے منڈوا سے کیا ہے۔ جو شادی وغیرہ تقریبات میں عارضی طور پر سایہ کے لیے کپڑوں یا پھونس کے چھپروں سے بنایا جاتا ہے۔ مناسب ترجمہ چوپال ہے جو مستقل عوای آرام گاہ ہوتی ہے۔

آخر انصار کی وفات پر امت کے سامنے سب سے اہم ترین مسئلہ آپ کی جائشی کا تھا، انصار اور مهاجرین ہر دو خلافت کے امیدوار تھے۔ آخر انصار نے کہا کہ ایک امیر انصار میں سے ہو ایک مهاجرین میں سے۔ وہ اسی خیال کے تحت سقیفہ بوسا عدہ میں پہنچا کر رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حالات کو بھاپ لایا اور اس بنیادی افتراق کو ختم کرنے کے لئے آپ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر وہاں پہنچ گئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حدیث بنوی الانمۃ من قربش پیش کی جس پر انصار نے سرتلیم ختم کر دیا۔ فوراً حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان کر دیا، اور بلا اختلاف جملہ انصار و مهاجرین نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر لی۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کر لی اور امت کا شیرازہ منتشر ہونے سے پہنچ گیا۔ یہ سارا واقعہ سقیفہ بوسا عدہ میں ہوا تھا۔

**باب کوئی شخص اپنے پڑو سی کو اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے نہ روکے**

**۲۰- بَابُ لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَةً أَنْ يَغْرِيَ خَسِبَةَ فِي جَدَارِهِ**

٤٦٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنِ الْأَغْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((لَا يَمْنَعُ جَازٌ جَازَهُ أَنْ يَغْرِزَ حَشْبَهُ لِي جِدَارًا)). ثُمَّ يَقُولُ أَبُوهُرَيْرَةَ: مَا لِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُغْرِضِينَ؟ وَاللَّهُ أَلَّا مِنْ بَهَا بَيْنَ أَكْنَافِكُمْ.

[طرفہ فی: ۵۶۲۸، ۵۶۲۷].

**لَئِنْ بَرَحْتَ** حکم اتحبایہ ورنہ کسی کو یہ حق نہیں پہنچا کہ ہمسایہ کی دیوار پر اس کی اجازت کے بغیر کڑیاں رکے۔ مالکیہ اور حنفیہ کا بھی یہی قول ہے۔ امام احمد اور احراق اور اہل حدیث کے نزدیک یہ حکم دو جو بھاہے اگر ہمسایہ اس کی دیوار پر کڑیاں لگاتا چاہے تو دیوار کے مالک کو اس کا روکنا جائز نہیں۔ اس لیے کہ اس میں کوئی لقصان نہیں اور دیوار مضبوط ہوتی ہے۔ گو دیوار میں سوراخ کرنا پڑے۔ امام ہنفی نے کہا، شافعی و مالکیہ کا قول قدیم یہی ہے اور حدیث کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکتا اور یہ حدیث صحیح ہے۔ (دیدر)

آخر حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ایک غنچی آمیز قول متعلق ہے جس کا لفظی ترجیح یوں ہے کہ قدم اللہ کی میں اس حدیث کو تمہارے موئیزوں کے درمیان پھینکوں گا۔ یعنی زور سے تم کو سناؤں گا۔ اور خوب تم کو شرمندہ کروں گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول سے معلوم ہوا کہ جو لوگ حدیث کے خلاف کسی بیرونیا امام یا مجتہد کے قول پر جئے ہوئے ہوں ان کو چھیننا اور حدیث نبوی علانیہ ان کو بار بار سنانا درست ہے، شاید اللہ ان کو ہدایت دے۔

## ٢١- بَابُ صَبْ النَّخْمِ فِي الطَّرِيقِ

### باب راستے میں شراب کا بہادریا

درست ہے

(٤٦٣) ہم سے ابو الحسن محمد بن عبد الرحیم نے بیان کیا، کہا ہم کو عفان بن مسلم نے خبر دی، کہا ہم سے حاد بن زید نے بیان کیا، کہا ہم سے ثابت نے بیان کیا اور ان سے انس بن شٹو نے کہ میں ابو طلحہ بن شٹو کے مکان میں لوگوں کو شراب پلا رہا تھا۔ ان دونوں کھجوری کی شراب پیا کرتے تھے (پھر جو نبی شراب کی حرمت پر آیت قرآنی اتری) تو رسول کرم شیخ نے ایک منادی سے ندا کرائی کہ شراب حرام ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا (یہ سنتے ہی) ابو طلحہ بن شٹو نے کہا کہ باہر لے جا کر اس شراب کو بہادی۔ چنانچہ میں نے باہر نکل کر ساری شراب بہادی۔

٤٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَنْدَ الرَّجِيمِ أَبُو يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَفَانٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادَ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابَتٌ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((كَنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ، وَكَانَ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيْخَ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، مَنَادِيًّا يَنَادِي: ((أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ)). لَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ: اخْرُجْ فَأَهْرِفْهَا،

شراب مدینہ کی گلیوں میں بننے گئی، تو بعض لوگوں نے کہا، یوں معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ اس حالت میں قتل کر دیے گئے ہیں کہ شراب ان کے پیٹ میں موجود تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے، ان پر ان چیزوں کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ جو پسلے کھاچکے ہیں۔ (آخر آیت تک)

فَخَرَجَتُ لَهُرْقَتْهَا، فَجَرَتْ فِي سِكَلِ  
الْمَدِينَةِ. فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ : قَدْ قُتِلَ قَوْمٌ  
وَهِيَ فِي بُطُونِهِمْ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَلَّبَسَ عَلَى  
الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَاحَ  
فِيمَا طَعَمُواهُ الْآيَةِ).

[اطرافہ فی : ۴۶۱۷ ، ۴۶۲۰ ، ۵۵۸۰ ،  
۵۵۸۳ ، ۵۵۸۴ ، ۵۶۰۰ ، ۷۲۵۳ ، ۵۶۲۲]

ہاں کا مطلب حدیث کے لفظ فجرت فی سکن المدینہ سے کل رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ راستے کی زمین سب لوگوں میں مشترک ہے مگر وہاں شراب وغیرہ بماریا درست ہے بشرطیکہ چلنے والوں کو اس سے تکلیف نہ ہو۔ علماء نے کہا ہے کہ راستے میں اتنا بہت پانی بنانا کہ چلنے والوں کو تکلیف ہو منع ہے تو نجاست وغیرہ ذاتا بطریق اولی منع ہو گا۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے شراب کو راستے میں باریئے کا حکم اس لئے دیا ہوا گا کہ عام لوگوں کو شراب کی حرمت معلوم ہو جائے۔ (وحیدی)

## باب گھروں کے صحن کا بیان اور ان میں بیٹھنا

### ۲۲- بَابُ أَفْيَةِ الدُّورِ وَالْجَلُوسِ

فِيهَا، وَالْجَلُوسُ عَلَى الصَّعْدَاتِ  
وَقَالَتْ عَائِشَةُ : فَلَمَّا أَتَيْتَنِي أَبُوبَكْرُ مَسْجِدًا  
بِفِنَاءِ دَارِهِ يُصْلِي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ  
فَيَنْقَصُّ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ وَأَنْبَأْتُهُمْ  
يَعْجِبُونَ مِنْهُ، وَالنَّبِيُّ ﷺ يَوْمَئِلُ بِمَكَّةَ.

۲۴۶۵ - حَدَّثَنَا مَعَاذُ بْنُ فَضَّالَةَ قَالَ  
حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ  
بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي  
سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ  
ﷺ قَالَ : ((إِيَّاكُمْ وَالْجَلُوسُ عَلَى  
الْطُّرُقَاتِ)). فَقَالُوا : مَا لَنَا بُدْءَةً، إِنَّمَا هِيَ  
مَجَالِسُنَا تَحْدُثُ فِيهَا. قَالَ : ((إِنَّمَا أَنْتُمْ  
إِلَى السَّمْجَالِسِ فَاغْطُوا الطَّرِيقَ حَقْهَا)).  
قَالُوا : وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ؟ قَالَ : ((غَضْنُ

اور راستوں میں بیٹھنا  
اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہی نے کہا کہ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنائی، جس میں وہ نماز پڑھتے اور قرآن کی حلاوت کیا کرتے تھے۔ مشرکوں کی عورتوں اور بچوں کی وہاں بھیڑ لگ جاتی اور سب بہت متعجب ہوتے۔ ان دونوں نبی کریم ﷺ کا قیام مکہ میں تھا۔ (۲۳۶۵) ہم سے معاز بن فضالہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو عمر حفص بن میسرہ نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، راستوں پر بیٹھنے سے بچوں، صحابہ نے عرض کیا کہ ہم تو وہاں بیٹھنے پر مجبور ہیں۔ وہی ہمارے بیٹھنے کی جگہ ہوتی ہے کہ جمال ہم باشیں کرتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر وہاں بیٹھنے کی مجبوری ہی ہے تو راستے کا حق بھی ادا کرو۔ صحابہ نے پوچھا اور راستے کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، ”لَهُ مَنْ يُنْجِي رَكْنًا“ کسی کو ایذا دینے سے بچنا، سلام کا جواب دیتا،

اچھی باتوں کے لیے لوگوں کو حکم کرنا، اور بری باتوں سے روکنا۔

الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَأَمْرُ  
بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)).

[طرفة فی : ٦٢٢٩]

حافظ ابن حجر الطیبی نے بحر طویل میں آداب الطريق کو یوں نظم فرمایا ہے۔

جمعت آداب من دام الجلوس على الطريق من قول خير الخلق انسانا

الش السلام و احسن في الكلام و شمت عاطسا وسلاما رد احسانا

في العمل عاون و مظلوم اعن و اغث لهفان و اهلا سبلا و اهد حيرانا

بالعرف مر و انه من انکرو كف اذا و غض طرا و اكثر ذكر مولا

یعنی احادیث نبوی سے میں نے اس شخص کے لیے آداب الطريق جمع کیا ہے جو راستوں میں بیٹھنے کا قصد کرے۔ سلام کا تواوب دو، اچھا کلام کرو، چھینکنے والے کو اس کے الحمد للہ کرنے پر یہ حکم اللہ سے دعا دو۔ احسان کا بدله احسان سے ادا کرو، بوجہ والوں کو بوجہ اٹھانے میں مدد کرو، مظلوم کی اعانت کرو، پریشان حال کی فریاد سنو، مسلمانوں بھولے بھکلے لوگوں کی رہ نمائی کرو، نیک کاموں کا حکم کرو، بری باتوں سے روکو اور کسی کو ایذا دینے سے رک جاؤ، اور آنکھیں پنجی کئے رہو اور ہمارے رب تبارک و تعالیٰ کی بکثرت یاد کرتے رہا کرو جو ان حقوق کو ادا کرے اس کے لئے راستوں پر بیٹھنا جائز ہے۔

### باب راستوں میں کنوں بنانا جب کہ ان سے کسی کو تکلیف نہ ہے

(۲۳۶۶) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے ابو بکر کے غلام سی نے، ان سے ابو صالح سمان نے اور ان سے ابو ہریرہ بن عوشہ نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا، ایک شخص راستے میں سفر کر رہا تھا کہ اسے پیاس لگی۔ پھر اسے راستے میں ایک کنوں لٹا اور وہ اس کے اندر اتر گیا اور پانی پیا۔ جب باہر آیا تو اس کی نظر ایک کتے پر پڑی جو ہانپ رہا تھا اور پیاس کی سختی سے کچھ چاٹ رہا تھا۔ اس شخص نے سوچا کہ اس وقت یہ کتنا بھی پیاس کی اتنی سختی شدت میں بیٹلا ہے جس میں میں تھا۔ چنانچہ وہ بھر کنیں میں اترا اور اپنے جوتے میں پانی بھر کر اس نے کتے کو پلایا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا یہ عمل مقبول ہوا اور اس کی مغفرت کر دی گئی۔ صحابہ نے پوچھا، یا رسول اللہ کیا جانوروں کے سلسلے میں بھی ہمیں اجر ملتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، ہر جاندار مخلوق کے سلسلے میں اجر ملتا ہے۔

٢٤٦٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيْ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَضَعِيفُ اللَّهِ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَبْنَا رَجُلٌ بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطْشُ، فَوَجَدَ بَنْزَارًا فَنَزَّلَ فِيهَا فَشَرَبَ، ثُمَّ خَرَجَ، فَإِذَا كَلَّبَ يَلْهَثُ يَا كَلْلُ الْفَرَّى مِنَ الْعَطْشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلَّبُ مِنَ الْعَطْشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَ مِنِّي، فَنَزَّلَ الْبَرْ قَمِلًا حَفَّةً مَاءَ فَسَقَى الْكَلَّبَ، فَشَكَرَ اللَّهُ أَلَّهُ فَفَفَرَّ). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَإِنَّ لَنَا فِي الْهَمَمِ لِأَجْرٍ؟ فَقَالَ: ((لَمْ يَكُنْ ذَاتٌ كَبِدَ رَطْبَةً أَجْرٌ)). [راجح: ۱۷۳]

**لئنہجہ** مجتهد مطلق حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ اس حدیث سے یہ مسئلہ نکالا کہ راستے میں کتوں کھو سکتے ہیں تاکہ آنے جانے والے اس میں سے پانی پیش اور آرام اخائیں بشرطیکہ ضرر کا خوف نہ ہو، ورنہ کھونے والا ضامن ہو گا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ ہر جاندار کو خواہ وہ انسان ہو یا حیوان، کافر ہو یا مسلمان سب کو پانی پلانا بہت بڑا کار ثواب ہے۔ حتیٰ کہ کتابی حق رکھتا ہے کہ وہ پیاسا ہو تو اسے بھی پانی پلایا جائے۔

### باب راستے میں سے تکلیف دینے والی چیز کو ہٹا دینا

اور ہمام نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کرم مسیح ﷺ کے حوالہ سے بیان کیا کہ راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا بھی صدقہ صدقۃ)۔

عام گزر گاہوں کی حفاظت اور ان کی تعمیر و صفائی اس قدر ضروری ہے کہ وہاں سے ایک تنکے کو دور کر دینا بھی ایک بڑا کار ثواب قرار دیا گیا اور کسی پھر کائنے کوڑے کو دور کر دینا ایمان کی علامت بتلایا گیا۔ انسانی مفاد عامہ کے لیے ایسا ہونا بے حد ضروری تھا۔ یہ اسلام کی اہم خوبی ہے کہ اس نے ہر مناسب جگہ پر خدمت غلق کو مد نظر رکھا ہے۔

### باب اوپر اپنے اور پست بالاخانوں میں چھٹت وغیرہ پر

رہنا جائز ہے نیز جھرو کے اور

روشنداں بنانا

### ۴ - بَابُ إِمَاطَةِ الْأَذَى

وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ: ((يُمْبَطِطُ الْأَذَى عَنِ الْطَّرِيقِ صَدَقَةً)).

عام گزر گاہوں کی حفاظت اور ان کی تعمیر و صفائی اس قدر ضروری ہے کہ وہاں سے ایک تنکے کو دور کر دینا بھی ایک بڑا کار ثواب قرار دیا گیا اور کسی پھر کائنے کوڑے کو دور کر دینا ایمان کی علامت بتلایا گیا۔ انسانی مفاد عامہ کے لیے ایسا ہونا بے حد ضروری تھا۔ یہ اسلام کی اہم خوبی ہے کہ اس نے ہر مناسب جگہ پر خدمت غلق کو مد نظر رکھا ہے۔

### ۵ - بَابُ الْفُرْقَةِ وَالْعَلَيَّةِ الْمَسْتَرْفَةِ

وَغَيْرِ الْمَسْتَرْفَةِ فِي السُّطُوعِ

وَغَيْرِهَا

۲۴۶۷ - حَدَّثَنَا عَنْدُ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ عَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أَطْمَامِ الْمَدِينَةِ ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى؟ إِنِّي أَرَى؟ مَوَاقِعَ الْفَقَنِ خِلَالَ يَوْتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ)). [راجع: ۱۸۷۸]

(۲۳۶۷) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے زہری نے بیان کیا، ان سے عروہ نے بیان کیا، ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک بلند مکان پر چڑھے ہیں۔ پھر فرمایا کیا تم لوگ بھی دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں کہ (عنقریب) تمہارے گھروں میں فتنے اس طرح برس رہے ہوں گے جیسے ہارش برستی ہے۔

**لئنہجہ** نبی کرم مسیح ﷺ مدینہ کے ایک بلند مکان پر چڑھے اسی سے ترجیح باب نکلا بشرطیکہ محلے والوں کی بے پر دگی نہ ہو، اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ مدینہ میں بڑے بڑے فنادیت ہونے والے ہیں۔ جو بعد کے آنے والے زیانوں میں خصوصاً عدید زید میں رونما ہوئے کہ مدینہ خراب اور برباد ہوا۔ مدینہ کے بہت لوگ مارے گئے۔ کئی دونوں تک حرم نبوی میں نماز بذریعی، پھر اللہ کا فضل ہوا کہ وہ دور ختم ہوا۔ خاص طور پر آج کل عدید سعودی میں مدینہ منورہ امن و امان کا گوارہ ہا ہوا ہے۔ ہر ختم کی سوتیس میسر ہیں۔ مدینہ تجارت اور روزگاروں کی منڈی بتا جا رہا ہے۔ اللہ پاک اس حکومت کو قائم دامن رکھے۔ آئین۔ اور مدینہ منورہ کو مزید در مزید ترقی اور رونق عطا کرے۔ راقم الحروف نے اپنی عمر میز کے آخری حصہ عموم ۳۹۰ھ میں مدینہ شریف کو جس ترقی اور رونق پر پایا ہے وہ بیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ اللہ پاک اپنے حبیب ﷺ کا یہ شرایک و فض اور دکلاعے آئین۔

(۲۳۷۸) ہم سے بھی بن کبیر نے بیان کیا، کام اہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے عقیل نے اور ان سے این شاپ نے کہ مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن ابی ثور نے خردی اور ان سے عبد اللہ بن عباس (ع) نے بیان کیا کہ میں بیشہ اس بات کا آرزو مند رہتا تھا کہ حضرت عمر بن عثمان سے آنحضرت ﷺ کی ان دو یویوں کے نام پوچھوں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے (سورہ تحریم میں) فرمایا ہے ”اگر تم دونوں اللہ کے سامنے توبہ کرو تو بتھے کہ تم سارے دل بگڑ گئے ہیں۔“ پھر میں ان کے ساتھ حج کو گیا۔ عمر بن عثمان راستے سے قضاۓ حاجت کے لیے ہے تو میں بھی ان کے ساتھ (پانی کا ایک) چھاگل لے کر گیا پھر وہ قضاۓ حاجت کے لیے چلے گئے۔ اور جب واپس آئے تو میں نے ان کے دونوں ہاتھوں پر چھاگل سے پانی ڈالا۔ اور انہوں نے وضو کیا، پھر میں نے پوچھا، یا امیر المؤمنین! نبی کریم ﷺ کی یویوں میں وہ دو خواتین کون سی ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ”تم دونوں اللہ کے سامنے توبہ کرو۔“ انہوں نے فرمایا، این عباس! تم پر حیرت ہے۔ وہ قعاشر اور حصہ (عیناً) ہیں۔ پھر عمر بن عثمان میری طرف متوجہ ہو کر پورا واقعہ بیان کرنے لگے۔ آپ نے بتایا کہ بنو ایمہ بن زید کے قبلے میں جو مدینہ سے ملا ہوا تھا، میں اپنے ایک انصاری پر وسی کے ساتھ رہتا تھا۔ ہم دونوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری کی پاری مقرر کر رکھی تھی۔ ایک دن وہ حاضر ہوتے اور ایک دن میں۔ جب میں حاضری دیتا تو اس دن کی تمام خبریں وغیرہ لاتا (اور ان کو سناتا) اور جب وہ حاضر ہوتے تو وہ بھی اسی طرح کرتے۔ ہم قریش کے لوگ (کہ میں) اپنی عورتوں پر غالب رہا کرتے تھے۔ لیکن جب ہم (بجرت کر کے) انصار کے یہاں آئے تو انہیں دیکھا کہ ان کی عورتیں خود ان پر غالب تھیں۔ ہماری عورتوں نے بھی ان کا طریقہ اختیار کرنا شروع کر دیا۔ میں نے ایک دن اپنی بیوی کو ڈالنا، تو انہوں نے بھی اس کا جواب دیا۔ ان کا یہ جواب مجھے ناگوار معلوم ہوا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ میں اگر جواب دیتی ہوں تو تمہیں ناگواری کیوں ہوتی ہے۔ قسم

۴۶۸- حدثنا يحيى بن نمير قال: حدثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب قال: أخبرني عبيدة الله بن عبد الله بن أبي ثور عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما قال: ((لَمْ أَرْزُنْ حَرِيصًا عَلَى أَنْ أَسْأَلْ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتِيْنِ قَالَ اللَّهُ لَهُمَا: إِنْ تَوْبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَفَّ لَلَّوْبَكُمَا، فَخَجَّبَتْ مَعَةً، فَقَدَّلَ وَعَذَّلَتْ مَعَةً بِالإِذَاوَةِ، فَتَبَرَّزَ، حَتَّى جَاءَ فَسَكَّنَتْ عَلَى يَدِيهِ مِنَ الْإِذَاوَةِ فَتَوَضَّأَ). فَقَلَّتْ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، مِنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَانِ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَ لَهُمَا: إِنْ تَوْبَا إِلَى اللَّهِ فَقَالَ: وَأَغْجَبَ لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، عَالِيَّةً وَحَفْصَةً. ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عَمَرَ الْحَدِيثَ بِسُوْفَةَ فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ وَجَازَ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ فِي بَنِي أَمِيرَةَ بْنِ زَيْدٍ - وَهِيَ مِنْ عَوَالَيِ الْمَدِينَةِ - وَكُنَّا نَسَّاَوْتُ النَّزُولَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَنَزَّلَهُ مَوْرِيْمَا وَأَنْزَلَ يَوْمَا، فَإِذَا نَزَّلَتْ جَنَّةً مِنْ خَيْرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْأَمْرِ وَغَيْرِهِ، وَإِذَا نَزَّلَ فَعَلَ مِظْلَةً. وَكُنَّا مُفْشِرَ قُرْبَسِنِ نَغْلِبُ النِّسَاءَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْأَنْصَارِ فَلَأَذْ هُنْ قَوْمٌ نَغْلِبُهُمْ بِسَأَوْهُمْ، فَطَفِيقَ بِسَأَوْهَا يَأْخُذُنَ مِنْ أَذْبَنَسَاءَ الْأَنْصَارِ، فَصَحَّتْ عَلَى أَمْرِنِي، فَرَاجَعْنِي، فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي. فَقَالَتْ:

اللہ کی نبی کریم ﷺ کی ازواج تک آپ کو جواب دے دیتی ہیں اور بعض بیویاں تو آپ سے پورے دن اور پوری رات خفارتی ہیں۔ اس بات سے میں بہت گھبرا یا اور میں نے کہا کہ ان میں سے جس نے بھی ایسا کیا ہوا تو بڑے نقصان اور خسارے میں ہے۔ اس کے بعد میں نے کپڑے پہنے اور حصہ بھی بیٹھا (حضرت عمر بن الخطاب کی صافزادی اور ام المؤمنین) کے پاس پہنچا اور کہا، اے حصہ! کیا تم میں سے کوئی نبی کریم ﷺ سے پورے دن رات تک غصہ رہتی ہیں۔ انسوں نے کہا کہ ہاں! میں بول اٹھا کر پھر تو وہ بتاہی اور نقصان میں رہیں۔ کیا تمہیں اس سے امن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی خلائق کی وجہ سے (تم پر) غصہ ہو جائے اور تم ہلاک ہو جاؤ۔ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ چیزوں کا مطالہ ہرگز نہ کیا کرو، نہ کسی معاملہ میں آپ کی کسی بات کا جواب دو اور نہ آپ پر خلائق کا اظہار ہونے دو، البتہ جس چیز کی تمہیں ضرورت ہو، وہ مجھ سے مانگ لیا کرو، کسی خود فرمی میں جتنا رہتا، تمہاری یہ پڑوسن تم سے زیادہ جیل اور نظیف ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو زیادہ پیاری بھی ہیں۔ آپ کی مراد عائشہ بیٹھا سے تھی۔ حضرت عمر بن الخطاب نے کہا، ان دونوں یہ چرچا ہو رہا تھا کہ غسان کے فوئی ہم سے لڑنے کے لیے گھوڑوں کے نعل باندھ رہے ہیں۔ میرے پڑوی ایک دن اپنی باری پر مدینہ گئے ہوئے تھے۔ پھر عشاء کے وقت واپس لوئے۔ آکر میرا دروازہ انہوں نے بڑی زور سے کھکھلایا اور کہا، کیا آپ سو گئے ہیں؟ میں بہت گھبرا یا ہوا باہر آیا، انسوں نے کہا ایک بہت بڑا حادثہ پیش آگیا ہے۔ میں نے پوچھا کیا ہوا؟ کیا غسان کا لشکر آگیا؟ انہوں نے کہا بلکہ اس سے بھی بڑا اور سخیں حادثہ، وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی۔ یہ سن کر عمر بن الخطاب نے فرمایا، حصہ تو تباہ و بریاد ہو گئی۔ مجھے تو پسلے ہی کہنا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو جائے (عمر بن الخطاب نے کہا) پھر میں نے کپڑے پہنے۔ صحیح کی نماز رسول کریم ﷺ کے ساتھ پڑی (نماز پڑھتے ہی) آنحضرت ﷺ اپنے ہلا غانہ میں تشریف لے گئے اور وہیں تمامی اختیار کرلی۔ میں حصہ کے

وَلَمْ تَكُنْ أَنْ أَرْجِعَكُمْ؟ فَوَاللَّهِ إِنَّ أَزْواجَ النَّبِيِّ لَمْ يَرْجِعُنَّ، وَإِنْ إِخْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلَ. فَأَفْرَغَنِي. فَقَلَّتْ: خَابَتْ مَنْ فَعَلَ مِنْهُنَّ بِعَظِيمٍ. ثُمَّ جَمَعَتْ عَلَيْنِي ثَيَابِي فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقَلَّتْ أَيْ حَفْصَةُ: أَتَفَاضِبُ إِخْدَاكُنْ رَسُولَ اللَّهِ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلَ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ. فَقَلَّتْ: خَابَتْ وَخَسِيرَتْ: أَطَامِنْ أَنْ يَفْضِبَ اللَّهُ لِعَضِيبِ رَسُولِهِ قَهْلِكُنْ؟ لَا تَسْتَكْبِرِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ، وَلَا تُرَاجِعِينِي لِي شَيْءٍ، وَلَا تَهْجُرِينِي، وَاسْأَلْنِي مَا بَدَّلَكَ لَا يَغُرِّنِكَ أَنْ كَانَتْ جَارِكُهُ هِيَ أَوْضَأُ مِنْكَ وَأَحَبُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ (بِرَيْدَةً عَائِشَةً). وَكُنَّا تَحْدَثُنَا أَنَّ عَسَانَ تَعْلَمُ الْبَغَالَ لِغَزْوَنَا، فَنَزَّلَ صَاحِبِي يَوْمَ نَوْبَيْهِ، فَرَجَعَ عِشَاءَ فَضَرَبَ بِأَيْمَانِهِ شَدِيدَهَا وَقَالَ: أَنَّا لَمْ هُوَ؟ فَغَرَّغَرَتْ فَغَرَّجَتْ إِلَيْهِ، وَقَالَ: حَدَثَ أَمْرٌ عَظِيمٌ، قَلَّتْ: مَا هُوَ، أَجَاءَتْ عَسَانَ؟ قَالَ: لَا، بَلْ أَخْظُمُ هِنْهُ وَأَطْوَلُ، طَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ نَوْسَاءَهُ، قَالَ: قَدْ خَابَتْ حَفْصَةَ وَخَسِيرَتْ. كَتَّ أَظْنَنْ أَنَّهَا يُوشِّكُ أَنْ يَكُونَ فَجَمَعَتْ عَلَيْنِي ثَيَابِي، فَصَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ لَهُ فَدَخَلَ مَشْرِبَهُ لَهُ فَاغْتَرَلَ فِيهَا، فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ، فَلَذَ هِيَ نَبَكِي، قَلَّتْ مَا يَتَكَبَّكِ، أَوْلَمْ أَكُنْ حَلَرِنِكَ؟ أَطْلَقَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ؟ قَالَتْ: لَا أَذْرِي

پہلے ہی میں نے تمیس نہیں کہہ دیا تھا؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے تم سب کو طلاق دے دی ہے؟ انہوں نے کماکہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ آپ بالآخر نہیں باہر نکلا اور منبر کے پاس آیا۔ وہاں کچھ لوگ موجود تھے اور بعض رو بھی رہے تھے۔ تھوڑی دیر تو میں ان کے ساتھ بیٹھا رہا۔ لیکن مجھ پر رنج کا غالبہ ہوا، اور میں بالآخر نے کے پاس پہنچا، جس میں آپ تشریف رکھتے تھے۔ میں نے آپ کے ایک سیاہ غلام سے کہا، (کہ حضرت ﷺ سے کو) کہ عمر اجازت چاہتا ہے۔ وہ غلام اندر گیا اور آپ سے گفتگو کر کے واپس آیا اور کہا کہ میں نے آپ کی بات پہنچا دی تھی، لیکن آخر حضرت ﷺ خاموش ہو گئے۔ چنانچہ میں واپس آکر انہیں لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا جو منبر کے پاس موجود تھے۔ پھر مجھ پر رنج غالب آیا اور میں دوبارہ آیا۔ لیکن اس دفعہ بھی وہی ہوا۔ پھر آکر انہیں لوگوں میں بیٹھ گیا جو منبر کے پاس تھے۔ لیکن اس مرتبہ پھر مجھ سے نہیں رہا گیا۔ اور میں نے غلام سے آکر کہا، کہ عمر کے لئے اجازت چاہو۔ لیکن بات جوں کی توں رہی۔ جب میں واپس ہو رہا تھا کہ غلام نے مجھ کو پکارا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اجازت دے دی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کھجور کی چٹائی پر لیٹئے ہوئے تھے؛ جس پر کوئی بستہ بھی نہیں تھا۔ اس لیے چٹائی کے ابھرے ہوئے حصوں کا شان آپ کے پہلو میں پڑ گیا تھا۔ آپ اس وقت ایک ایسے تکمیل پر نیک لگائے ہوئے تھے جس کے اندر کھجور کی چھال بھری گئی تھی۔ میں نے آپ کو سلام کیا اور کھڑے ہی کھڑے عرض کی، کہ کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے نگاہ میری طرف کر کے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے آپ کے غم کو بلکا کرنے کی کوشش کی اور کہنے لگا۔۔۔۔۔ اب بھی میں کہڑا ہی تھا۔۔۔۔۔ یا رسول اللہ! آپ جانتے ہی ہیں کہ ہم قریش کے لوگ اپنی بیویوں پر غالب رہتے تھے۔ لیکن جب ہم ایک ایسی قوم میں آگئے جن کی سورتیں ان پر غالب تھیں۔ پھر حضرت عمر بن الخطونے

هُوَ ذَا فِي الْمَشْرِبَةِ. فَعَرَجْتُ فَجَنَّتُ  
الْمَبْرَرَ، فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ يَنْكِي بِعَصْبَهُمْ،  
فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيلًا. ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ  
لَعْنَتُ الْمَشْرِبَةِ الَّتِي هُوَ فِيهَا، فَقُلْتُ  
لِغَلَامٍ لَهُ أَسْوَدَ: اسْتَأْذِنْ لِعُمْرٍ. فَدَخَلَ  
فَكَلَمَ النَّبِيَّ ﷺ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: ذَكَرْتُكَ  
لَهُ فَصَمَّتْ. فَانْصَرَفْتُ حَتَّى جَلَسْتُ مَعَ  
الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمَبْرَرِ. ثُمَّ غَلَبَنِي مَا  
أَجِدُ فَجَنَّتُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ - فَجَلَسْتُ مَعَ  
الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمَبْرَرِ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا  
أَجِدُ فَجَنَّتُ الْفَلَامَ فَقُلْتُ: اسْتَأْذِنْ لِعُمْرَ  
- فَذَكَرَ مِثْلَهُ - فَلَمَّا وَلَيْتُ مُنْصَرًا فَإِذَا  
الْفَلَامُ يَذْعُونِي قَالَ: أَذِنْ لَكَ رَسُولُ اللهِ  
ﷺ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ مُضطَجِعٌ  
عَلَى رِمَالٍ حَصِيرٍ، لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فَرَاشٌ،  
فَذَأْتُ الرِّمَالَ بِحَجْبِيِّ، مَعْكِيَّةً عَلَى  
وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمَ حَشُورًا لَيْفَ.  
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ قُلْتُ وَآتَا قَائِمًا: طَلَقْتَ هَسَاءَكَ؟  
فَرَفَعَ بَصَرَهُ إِلَيَّ فَقَالَ: ((لَا)). ثُمَّ قُلْتُ  
وَآتَا قَائِمًا أَسْتَأْنِسُ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَوْ  
رَأَيْتَنِي وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرْبَيِشِ نَغْلِبُ النِّسَاءَ،  
فَلَمَّا قَرِبْنَا عَلَى قَوْمٍ تَغْلِبُهُمْ نَسَاؤُهُمْ ..  
لَذَكْرَهُ. فَقَبَسَمَ النَّبِيَّ ﷺ. ثُمَّ قُلْتُ: لَوْ  
رَأَيْتَنِي وَذَهَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ قَلَتْ لَا  
يَغْرِئُكَ أَنْ كَانَتْ جَارِكَ هِيَ أَوْضَأُ مِنْكِ  
وَأَحَبُّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، يُرِيدُ عَائِشَةَ فَقَبَسَمَ  
أُخْرَى فَجَلَسْتُ حِينَ رَأَيْتَهُ تَبَسَّمَ ثُمَّ

تفصیل ذکر کی۔ اس بات پر رسول کشم شیعیم مکارا دیئے۔ پھر میں نے کہا میں حصہ کے یہاں بھی گیا تھا اور اس سے کہ آیا تھا کہ کہیں کسی خود فربی میں نہ بتلا رہنا۔ یہ تماری پڑوں تم سے زیادہ خوبصورت اور پاک ہیں اور رسول اللہ شیعیم کو زیادہ محظوظ بھی ہیں۔ آپ عائشہ بیٹی کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ اس بات پر آپ دوبارہ مکرا دیئے۔ جب میں نے آپ کو مکراتے دیکھا تو (آپ کے پاس) بیٹھ گیا اور آپ کے گھر میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔ بخدا! سوا میں کھالوں کے اور کوئی چیز وہاں نظر نہ آئی۔ میں نے کہا، یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ وہ آپ کی امت کو کشاورگی عطا کر دے۔ فارس اور روم کے لوگ تو پوری فرانشی کے ساتھ رہتے ہیں، دنیا انہیں خوب ملی ہوئی ہے۔ حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی نہیں کرتے۔ آخر ہدایت شیعیم نیک لگائے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا، اے خطاب کے بیٹے! کیا تمہیں ابھی کچھ شہر ہے؟ (تو دنیا کی دولت کو اچھی سمجھتا ہے) یہ تو ایسے لوگ ہیں کہ ان کے اچھے اعمال (جو وہ معاملات کی حد تک کرتے ہیں ان کی حزا) اسی دنیا میں ان کو دے دی گئی ہے۔ (یہ سن کر میں بول اخیا ریا رسول اللہ! میرے لیے اللہ سے مغفرت کی دعا کیجئے۔ تو نی کریم شیعیم نے (پنی ازواج سے) اس بات پر علیحدگی اختیار کر لی تھی کہ عائشہ بیٹی کے حصہ بیٹی کے پوشیدہ بات کہ دی تھی۔ حضور اکرم شیعیم نے اس انتہائی خفیٰ کی وجہ سے جو آپ کو ہوئی تھی، فرمایا تھا کہ میں اب ان کے پاس ایک مینے تک نہیں جاؤں گا اور یہی موقع ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو متینہ کیا تھا۔ پھر جب انہیں دن گذر گئے تو آپ عائشہ بیٹی کے گھر تشریف لے گئے اور انہیں کے یہاں سے آپ نے ابتداء کی۔ عائشہ بیٹی نے کہا کہ آپ نے تو عمد کیا تھا کہ ہمارے یہاں ایک مینے تک نہیں تشریف لا سکیں گے۔ اور آج ابھی انسیوں کی صبح ہے۔ میں تو دن گن رہی تھی۔ نبی کشم شیعیم نے فرمایا، یہ مہینہ انہیں دن کا ہے اور وہ مہینہ انہیں ہی دن کا تھا۔ عائشہ بیٹی نے یہاں کیا کہ پھر وہ آیت نازل ہوئی جس میں (ازواج

رفقت بضری فی بَيْتِهِ فَوَاللَّهِ مَا رأيْتُ فِيهِ  
شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهْبَةَ ثَلَاثَةَ، فَقَلَّتْ:  
إذْعَ اللَّهُ فَلَيُوسْعَ عَلَى أَمْكَنَ، فَإِنَّ فَارسَ  
وَالرُّومَ وُسْعَ عَلَيْهِمْ وَأَغْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ  
لَا يَعْدُونَ اللَّهَ، وَكَانَ مُكْنَى فَقَالَ:  
(أَوْفَى شَكْ أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَابِ؟  
أَوْلَيْكَ قَوْمٌ عَجَلْتَ لَهُمْ طَيَّا لَهُمْ فِي  
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا). فَقَلَّتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ  
اسْغَافْرِنِي، فَاغْتَرَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ أَجْلِ  
ذَلِكَ الْحَدِيثِ حِينَ أَفْسَنَهُ حَفْصَةُ إِلَى  
عَائِشَةَ، وَكَانَ قَدْ قَالَ: مَا أَنَا بِدِاخِلِ  
عَلَيْهِنَّ شَهْرًا، مِنْ شَيْءٍ مَوْجَدَتِهِ عَلَيْهِنَّ  
حِينَ عَابَةُ اللَّهِ، فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعَةَ  
وَعَشْرُونَ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ قَبْدًا بِهَا،  
فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةَ: إِنِّي أَفْسَنَتْ أَنْ لَا  
تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا، وَإِنِّي أَصْبَحْنَا لِي سَعْيٌ  
وَعَشْرِينَ لَيْلَةً أَعْدُهَا عَدَدًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:  
(الشَّهْرُ تِسْعَةَ وَعَشْرُونَ)، وَكَانَ ذَلِكَ  
الشَّهْرُ تِسْعًا وَعَشْرُونَ، فَقَالَتْ عَائِشَةَ:  
فَأَنْزَلْتَ آيَةَ التَّخْيِيرِ، قَبْدًا بِي أَوْلَ اغْرِيَةَ  
فَقَالَ: ((إِنِّي ذَاكِرُ لَكِ أَمْرًا، وَلَا عَلَيْكَ أَنْ  
لَا تَغْجُلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبُوئِكَ)).  
قَالَتْ: قَدْ غَلَمْ أَنْ أَبُوئِي لَمْ يَكُنَا يَأْمُرُنِي  
بِفِرَاقِهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَالَ: هُنَّا أَيْهَا  
النَّبِيُّ قُلْ لَا زَوْاجَكَ - إِلَى قَوْنِي -  
عَظِيمَاهُ فَلَّتْ: أَلِي هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبُوئِي،  
فَإِنِّي أَرِيدُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ، ثُمَّ

اللَّبِيْنَ كُو اخْتِيَار دِيَأْكِيَا تَحْتَا. اس کی بھی ابتداء آپ نے مجھے ہی سے کی اور فرمایا کہ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں، اور یہ ضروری نہیں کہ جواب فوراً دو، بلکہ اپنے والدین سے بھی مشورہ کرو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آپ کو یہ معلوم تھا کہ میرے مال باپ بھی آپ سے جدا نہیں دے سکتے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ”اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو۔“ اللہ تعالیٰ کے قول عظیماً تک۔ میں نے عرض کیا، کیا اب اس معاٹے میں بھی میں اپنے والدین سے مشورہ کرنے جاؤں گی؟ اس میں تو کسی شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو پسند کرتی ہوں۔ اس کے بعد آپ نے اپنی دوسری بیویوں کو بھی اختیار دیا اور انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا۔

**تشریح** معلوم ہوا اللہ کے رسول ﷺ کو غصہ دلانا اور ناراض کرنا اللہ کو غصب دلانا اور ناراض کرنا ہے۔ آنحضرت ﷺ جب زینا میں تشریف رکھتے تھے تو ایک بار حضرت عمر بن الخطبؓ تورات شریف پڑھنے اور سنانے لگے، آپؓ کامبارک چڑھنے سے سرخ ہو گیا۔ دوسرے صحابہ نے حضرت عمر بن الخطبؓ کو ملامت کی کہ تم آنحضرت ﷺ کا چہرہ نہیں دیکھتے۔ اس وقت انہوں نے تورات پڑھنا موقوف کیا اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر موکی ملائیتم زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری تابعداری کرنی ہوتی۔ اس حدیث سے ان لوگوں کو صیحت لئی چاہیے جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور اس پر حدیث شریف سن کر دوسرے مولوی یا امام یا درویش کی بات پر عمل کرتے ہیں اور حدیث شریف پر عمل نہیں کرتے۔ خیال کرنا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ کی روح مبارک کو ایسی باقتوں سے کتنا صدمہ ہوتا ہو گا اور جب آنحضرت ﷺ بھی ناراض ہوئے تو کمال نمکانا رہا۔ اللہ جل جلالہ بھی ناراض ہوا۔ ایسی حالت میں نہ کوئی مولوی کام آئے گا نہ چیرنے درویش نہ امام۔

اللہ! تو اس بات کا گواہ ہے کہ ہم کو اپنے پیغمبر سے الی محبت ہے کہ باپ دادا، پیر مرشد، بزرگ امام مجتهد ساری دنیا کا قول اور فعل حدیث کے خلاف ہم لغو سمجھتے ہیں اور تیری اور تیرے پیغمبر ﷺ کی رضا مندی ہم کو کافی وافی ہے۔ اگر یہ سب تیری اور تیرے پیغمبر ﷺ کی تابعداری میں بالفرض ہم سے ناراض ہو جائیں تو ہم کو ان کی ناراضی کی ذرا بھی پروا نہیں ہے۔ یا اللہ! ہماری جان بدن سے نکلتے ہی ہم کو ہمارے پیغمبر کے پاس پہنچا دے۔ ہم عالم برزخ میں آپ ہی کی کفشن برداری کرتے رہیں اور آپ ہی کی حدیث سننے رہیں۔ (وجیدی)

حضرت مولانا وحید الزمل مرحوم کی ایمان افروز تقریر ان محترم حضرات کو بغور مطالعہ کرنی چاہیے جو آیات قرآنی و احادیث میں کے ساتھ اپنے اماموں، مرشدوں کے اقوال کو ترجیح دیتے ہیں بلکہ بت سے تو صاف لفظوں میں کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم کو آیات و احادیث سے غرض نہیں۔ ہمارے لیے ہمارے امام کا فتویٰ کافی وافی ہے۔

ایسے نادان مقلدین نے حضرات ائمہ کرام و مجتهدین عظام رحمۃ اللہ علیہم امتعین کی ارواح طیبہ کو سخت ایذا پہنچائی ہے۔ ان بزرگوں کی ہرگز یہ ہدایت نہ تھی کہ ان کو مقام رسالت کا مد مقابل بنادیا جائے۔ وہ بزرگان مخصوص نہ تھے۔ امام تھے، مجتهد تھے، قتل صد

خیر نساء۔ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ۔

[راجح: ۸۹]

احترام تھے مگر وہ رسول نہ تھے نہ نبی تھے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے مقتول نہ تھے۔ غالی مقلدین نے ان کے ساتھ جو برداشت کیا ہے قیامت کے دن یقیناً ان کو اس کی جواب دی کرنی ہوگی۔ یہی وہ حرکت ہے جسے شرک فی الرسالت ہی کا نام دیا جانا چاہیے۔ یہی وہ مرض ہے جو یہود و نصاریٰ کی جانبی کا موجب بنا اور قرآن مجید کو ان کے لیے صاف کرتا ہے۔ ﴿إِنَّهُمْ أَنْجَزُوا مُهْمَّةً وَرُفِعَتْ هُنَّمٌ أَرْتَابًا فَنَّ ذُونَ اللَّهِ﴾ (التوبہ: ۳۱) یہود و نصاریٰ نے اپنے علماء و مشائخ کو اللہ کے سوارب قرار دے لیا تھا۔ ان کے اوامر و نواعی کو وہ وحی آسمانی کا درج دے چکے تھے۔ اسی لئے وہ عند اللہ مغضوب اور ضالین قرار پائے۔

صد افسوس! کہ امت مسلمہ ان سے بھی دو قدم آگے ہے اور علماء و مشائخ کو یقیناً ایسے لوگوں نے اللہ اور رسول کا درجہ دے رکھا ہے۔ کتنے بیرون مشائخ ہیں جو قبروں کی مجاہدی کرتے کرتے خدا بنے بیٹھے ہیں۔ ان کے معتقدین ان کے قدموں میں سر رکھتے ہیں۔ ان کی خدمت و اطاعت کو اپنے لیے دونوں جہاں میں کافی وافی جانتے ہیں۔ ان کی شان میں ایک بھی تقدیمی لفظ گوارا نہیں کر سکتے، یقیناً ایسے غالی مسلمان آیت بالا کے مصدق ہیں۔ حالی مرحوم نے ایسے ہی لوگوں کے حق میں یہ ربائی کی ہے۔

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں اماموں کا رتبہ نبی سے بدھائیں  
مزاروں پر دن رات نذریں چڑھائیں شہیدوں سے جاجا کے مانگیں دعائیں  
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے نہ ایمان گزرے نہ اسلام جائے

روایت میں جو واقعہ مذکور ہے منظر لفظوں میں اس کی تفصیل یہ ہے۔

تمام ازواج کی باری مقرر تھی اور اسی کے مطابق آنحضرت ﷺ نے ان کے یہاں جایا کرتے تھے۔ ایک دن عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری تھی اور انہیں کے گھر آپ کا اس دن قیام بھی تھا۔ لیکن اتفاق سے کسی وجہ سے آپ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے۔ حفصة رضی اللہ عنہا نے آپ کو وہاں دیکھ لیا اور آکر عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہہ دیا کہ باری تمہاری ہے اور آنحضرت ﷺ ماریہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گئے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس پر بڑا غصہ آیا۔ اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے عمد کر لیا تھا کہ ایک ممینہ تک ازواج مطررات سے علیحدہ رہیں گے اور اس عرصے میں ان کے پاس نہیں جائیں گے۔ اس پر صحابہ میں بہت تشویش پھیلی اور ازواج مطررات اور ان کے عزیز و اقارب تک ہی بات نہیں رہی بلکہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اس فعلی پر بہت پریشان ہو گئے۔ حضور اکرم ﷺ کے اس عمد کی تغیراً احادیث میں "ایماء" کے لفظ سے آتی ہے اور یہ بہت مشور واقعہ ہے۔ اس سے پہلے بھی بخاری میں اس کا ذکر آچکا ہے۔

ایماء کے اسباب احادیث میں مختلف آئے ہیں۔ ایک تو وہی جو اس حدیث میں ذکر ہے، بعض روایتوں میں اس کا اسباب ازواج مطررات کا وہ مطلبہ بیان ہوا ہے کہ اخراجات انہیں ضرورت سے کم ملتے تھے، تھی رہتی تھی۔ اس لیے تمام ازواج مطررات نے حضور اکرم ﷺ سے کہا تھا کہ انہیں اخراجات زیادہ ملنے چاہیں۔ بعض روایتوں میں شد کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اصل میں یہ تمام و افعال پے در پے پیش آئے اور ان سب سے متاثر ہو کر آنحضرت ﷺ نے ایماء کیا تھا، تاکہ ازواج کو تنبیہ ہو جائے۔ ازواج مطررات سب کچھ ہونے کے باوجود پھر بھی انسان تھیں۔ اس لیے کبھی سوکن کی رقبات میں، کبھی کسی دوسرے انسانی جذبہ سے متاثر ہو کر اس طرح کے اندامات کر جایا کرتی تھیں۔ جن سے آنحضرت ﷺ کو تکلیف ہوتی تھی۔ اس باب میں اس حدیث کو اس لیے ذکر کیا کہ اس میں بالا گانے کا ذکر ہے جس میں آپ نے تعلیٰ اختیار کی تھی۔

۲۴۶۹ - حَدَّثَنَا أَبْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا (۲۳۶۹) ہم سے محمد بن سلام بیکنڈی نے بیان کیا، کہا ہم سے مروان بن معاوية فزاری نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے اور ان سے الفزاری عن حمید الطویل عن انس بن معاویہ فزاری نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے اور ان سے رضی اللہ عنہ فیصل نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کے پاس

ایک صینہ تک نہ جانے کی قسم کھالی تھی اور (ایلاء کے واقعہ سے پہلے ۵۵ میں) آپ کے قدم مبارک میں موچ آگئی تھی۔ اور آپ اپنے بالا خانہ میں قیام پذیر ہوئے تھے۔ (ایلاء کے موقع پر) حضرت عمر بن عثیر آئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ البتہ ایک صینہ کے لیے ان کے پاس نہ جانے کی قسم کھالی ہے۔ چنانچہ آپ انتیں دن تک بیویوں کے پاس نہیں گئے (اور انتیں تاریخ کو ہی چاند ہو گیا تھا) اس لیے آپ بالا خانے سے اترے اور بیویوں کے پاس گئے۔

**باب مسجد کے دروازے پر جو پھر بچھے ہوتے ہیں وہاں یا**

**دروازے پر اونٹ باندھ دینا**

(۲۳۷) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عقیل نے بیان کیا، ان سے ابوالموکل ثانی نے بیان کیا کہ میں جابر بن عبد اللہ بن عثیر کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ میں تشریف رکھتے تھے۔ اس لیے میں بھی مسجد کے اندر چلا گیا۔ البتہ اونٹ بلاط کے ایک کنارے باندھ دیا۔ آپ سے میں نے عرض کیا کہ حضور! آپ کا اونٹ حاضر ہے۔ آپ باہر تشریف لائے اور اونٹ کے چاروں طرف ٹھلنے لگے۔ پھر فرمایا کہ قیمت بھی لے اور اونٹ بھی لے جا۔

مسجد نبوی سے بازار تک پھروں کافرش تھا۔ اسی کو بلاط کرتے تھے۔ اسی جگہ اونٹ باندھنا کو رہے اور دروازے کو اسی پر قیاس کیا گیا ہے۔ حافظ نے کہا اس حدیث کے دوسرے طریق میں مسجد کے دروازے کا بھی ذکر ہے۔ امام بخاری نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

**باب کسی قوم کی کوڑی کے پاس ٹھرنا**

**اور وہاں پیشاب کرنا**

(۲۳۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے منصور نے، ان سے ابوواللہ نے اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، یا یہ کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک قوم کی کوڑی پر تشریف لائے، اور آپ نے وہاں کھڑے ہو

فِي مِنْ سَائِيَهِ شَهْرًا، وَكَانَتِ الْفَجْكُتْ قَدْمَهُ، فَجَلَسَ فِي غَيْثَةِ لَهُ، فَجَاءَ عَمَرُ فَقَالَ: أَطَلَّفْتَ سَيِّدَكَ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنِي أَئَيْتُ مِنْهُنْ شَهْرًا. فَمَكَثَ تِسْعَةَ وَعَشْرِينَ، ثُمَّ نَزَّلَ فَدَخَلَ عَلَى سَيِّدِهِ). [راجح: ۳۷۸]

## ۲۶- بَابُ مَنْ عَقَلَ بِعِزْمَةِ عَلَى الْبَلَاطِ، أَوْ بَابُ الْمَسْجِدِ

(۲۴۷) - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ الْأَجْمَعِيُّ قَالَ: أَتَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْتُ إِلَيْهِ وَعَقَلْتُ الْجَمَلَ فِي نَاحِيَةِ الْبَلَاطِ فَقُلْتُ: هَذَا جَمَلُكَ: فَخَرَجَ فَجَعَلَ يُطِيفُ بِالْجَمَلِ قَالَ: ((الثَّمَنُ وَالْجَمَلُ لَكَ)). [راجح: ۴۴۳]

## ۲۷- بَابُ الْوُقُوفِ وَالْبُولِ عِنْدَ سُبَاطَةِ قَوْمٍ

(۲۴۷۱) - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ شَعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِيهِ وَإِلِيلٍ عَنْ حَدِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((لَقَدْ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: أَوْ قَالَ: لَقَدْ أَتَى النَّبِيُّ

کر پیش کیا۔

بَلَّهُ سَبَاطَةُ قَوْمٍ فَيَا لَقَائِنَمَا).

[راجع: ۲۲۴]

مقصد یہ ہے کہ کوڑی جمل کوڑا کر کٹ ڈالا جاتا ہے ایک عادی جگہ ہے جمال پیشتاب و غیرہ کیا جاسکتا ہے۔ ایسی چیزوں پر جھگڑا بازی درست نہیں بشرطیکہ وہ عادی ہوں، کھڑے ہو کر پیشتاب کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ چینٹوں سے کال طور پر بچا جاسکے۔ اگر ایسا خطرہ ہو تو کھڑے ہو کر پیشتاب کرنا جائز نہیں۔ جیسا کہ آج کل پتوں باز لوگ کرتے رہتے ہیں۔

### باب اس کا ثواب جس نے شاخ یا کوئی اور تکلیف دینے والی چیز راستے سے ہٹائی۔

(۲۳۷۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خردی، انہیں سی نے، انہیں ابو صالح نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، ایک شخص راستے پر چل رہا تھا کہ اس نے وہاں کاٹنے دار ڈالی دیکھی۔ اس نے اسے اخھالیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل قبول کیا اور اس کی مغفرت کر دی۔

کیونکہ اس نے خلق خدا کی تکلیف گوارانہ کی اور ان کے آرام و راحت کے لیے اس ڈالی کو اخھا کر پہنچ دیا، ایسا نہ ہو کسی کے پاؤں میں چھپ جائے۔ اسلامی ہمدردی اسی کامن ہے جو اسلام کی جملہ تعلیمات کا غاصہ ہے۔

### باب اگر عام راستے میں اختلاف ہو

اور وہاں رہنے والے کچھ عمارت بنانا چاہیں  
تو سات ہاتھ زمین راستے کے لیے  
چھوڑ دیں۔

(۲۳۷۳) ہم سے موکی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے زیر بن خریت نے اور ان سے عکرمہ نے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا تھا جب کہ راستے (کی زمین) کے بارے میں جھگڑا ہو تو سات ہاتھ راستے چھوڑ دینا چاہیے۔

**تشیخ** ایک متدين ملک کے شری قوانین میں ہر قسم کے انتقالات کا لحاظ بے حد ضروری ہے۔ شارع عام کے لیے جگہ مقرر کرنا بھی اسی قبیل سے ہے۔ طریق ہجاء جس کا ذکر باب میں ہے اس کا معنی چوڑایا عام راستہ۔ بعض نے کہا ہجاء سے یہ مراد ہے کہ نا آباد زمین اگر آباد ہو اور وہاں راستہ قائم کرنے کی ضرورت پڑے اور رہنے والے لوگ وہاں جھگڑا کریں تو کم سے کم سات ہاتھ

۲۸ - بَابُ مَنْ أَخَذَ الْغُصْنَ وَمَا يُؤْذِي النَّاسَ فِي الطَّرِيقِ فَرَمَى بِهِ

۲۴۷۲ - حَدَّثَنَا عَنْدُهُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُسْمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((يَبْيَنُمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ وَجَدَ غُصْنًا شُوكٌ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخْدَهُ، فَشَكَرَ اللَّهَ لَهُ فَفَرَّ لَهُ)). [راجع: ۶۵۲]

۲۹ - بَابُ إِذَا اخْتَلَفُوا فِي الطَّرِيقِ الْمِيَتَاءِ،

وَهِيَ الرُّجْبَةُ تَكُونُ بَيْنَ الطَّرِيقِ، ثُمَّ يُرِيدُ أَهْلَهَا النَّبْيَانَ، فَتُرَكَ مِنْهَا لِلطَّرُقِ سَبْعَ أَذْرُعَ

۲۴۷۳ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِينُو بْنُ حَازِمٍ عَنْ الزُّبَيرِ بْنِ خَرِبَتٍ عَنْ عِكْرَمَةَ سَمِعَتْ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((فَضَى السَّيِّدُ إِذَا تَشَاجَرُوا فِي الطَّرِيقِ بِسَبْعَةِ أَذْرُعٍ)).

زمین راستے کے لیے چھوڑ دی جائے جو آدمیوں اور سواریوں کے نکلنے کے لیے کافی ہے۔ قطلانی نے کہا، جو دکاندار راستے پر بیٹھا کرتے ہیں، ان کے لیے ضروری ہے کہ اگر راستے سات ہاتھ سے زیادہ ہو تو وہ فالتو حصہ میں بیٹھ کتے ہیں ورنہ سات ہاتھ کے اندر اندر ان کو بیٹھنے سے منع کیا جائے تاکہ چلے والوں کو تکلیف نہ ہو۔

یہ وہ انتظامی قانون ہے جو آج سے چودہ سو برس قبل اسلام نے وضع فرمایا۔ جو بعد میں پیشہ ملکوں کا شری شابطہ قرار پایا۔ یہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ خداوند فہم تھا جو اللہ نے آپ کو عطا فرمایا تھا۔ آپ کے عمد مبارک میں گاؤں، موڑوں، چھڑوں، بگیوں کا رواج نہ تھا۔ اونٹ اور آدمیوں کے آئے جانے کے لیے تمن ہاتھ راستے بھی کافیت کرتا ہے۔ مگر عام ضروریات اور مستقبل کی تمدنی شری ترقیوں کے پیش نظر ضروری تھا کہ کم از کم سات ہاتھ زمین گزار گاہ عام کے لیے چھوڑی جائے۔ کیونکہ بھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جانے اور آئے والی سواریوں کی مدد بھیڑ ہو جاتی ہے۔ تو دونوں کے برابر برائے نکل جانے کے لیے کم از کم سات ہاتھ زمین راستے کے لیے مقبرہ ہونی ضروری ہے۔ کیونکہ اتنے راستے میں ہر دو طرف کی سواریاں با انسانی نکل سکتی ہیں۔

**۳۰۔ بَابُ النَّهْيِ بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهِ وَقَالَ عِبَادَةُ بَايِعَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنَّ لَا تَتَهَبَ.**

اور عبادہ بیٹھنے کما، کہ ہم نے نبی کریم ﷺ سے اس بات کی بیعت کی تھی کہ لوٹ مار نہیں کیا کریں گے۔

(۲۷۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عدی بن ثابت نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبد اللہ بن یزید الانصاری رضی اللہ عنہ سے سنا، جو عدی بن ثابت کے ننان تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹ مار کرنے اور مسئلہ کرنے سے منع فرمایا تھا۔

۲۴۷۴ - حَدَّثَنَا آدُمُ بْنُ أَبِي إِيَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَدَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّ - وَهُوَ جَدُّهُ أَبُو أُمَّةٍ قَالَ: ((نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ النَّهْيِ وَالْمُثْلَهِ)). [راجح: ۵۵۱۶]

[طرفة فی : ۵۵۱۶]

**لَشَّيْخ** لوٹ مار کرنا، ذاکر ذالنا، چوری کرنا اسلام میں سختی کے ساتھ ان کی مذمت کی گئی ہے اور اس کے لیے سخت ترین سزا تجویز کی گئی کہ چوری کرنے والے کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے جائیں، ذاکر ذال، رہزوں کو اور بھی سکھیں سزا میں تجویز کی گئی ہیں۔ تاکہ نوع انسانی امن و امان کی زندگی برقرار کے۔ اتنی قوانین کی برکت ہے کہ آج بھی حکومت سعودیہ عربیہ کا امن ساری دنیا کی حکومت کے لیے ایک مثالی حیثیت رکھتا ہے جب کہ جملہ مذب لوگوں میں ذاکر زندگی مختلف صورتوں میں دن بدن ترقی پذیر ہے۔ چوری کرنا بطور ایک پیشہ کے رائج ہو رہا ہے۔ عوام کی زندگی حد درجہ خوفناکی میں گزر رہی ہے۔ فوج پولیس سب ایسے مجرموں کے آگے لاچاہر ہیں۔ اس لیے کہ ان کے ہاں قانونی پکچ حد درجہ ان کی بہت افزائی کرتی ہے۔

مثل جگہ میں مقتول کے ہاتھ پیر، کان کاٹ کر الگ الگ کروانا۔ اسلام نے اس حرکت سے سختی کے ساتھ روکا ہے۔

۲۴۷۵ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرَ قَالَ قَالَ حَدَّثَنِي قَالَ الْيَتُّ حَدَّثَنَا غَفِيلُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ

ہوئے زنا نہیں کر سکتا۔ شراب خوار مومن رہتے ہوئے شراب نہیں پی سکتا۔ چور مومن رہتے ہوئے چوری نہیں کر سکتا۔ اور کوئی شخص مومن رہتے ہوئے لوٹ اور غارت گری نہیں کر سکتا کہ لوگوں کی نظریں اس کی طرف انھی ہوئی ہوں اور وہ لوٹ رہا ہو، سعید اور ابو سلمہ کی بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بحوالہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح روایت ہے۔ البتہ ان کی روایت میں لوٹ کا تذکرہ نہیں ہے۔

[اطرافہ فی : ۵۵۷۸، ۶۷۷۲، ۶۸۱۰۔]

رسول اللہ ﷺ: ((لَا يَزِنُنِي الْمُؤْمِنُ حِينَ يَزِنُنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَتَهَبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارُهُمْ حِينَ يَتَهَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ)).

وَعَنْ سَعِيدِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . مِثْلُهِ، إِلَّا النُّهْبَةُ.

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غارت گری کرنے والا چوری کرنے والا اگر یہ مدعاں اسلام میں تو سرا سرا پہنچ دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔ ایسے افعال کا برکتیک ایمان کے دعویٰ میں جھوٹا ہے، یعنی حال زنا کاری، شراب خوری کا ہے۔ ایسے لوگ دعویٰ اسلام و ایمان میں جھوٹے مکار فربھی ہیں۔ مسلمان صاحب ایمان سے اگر کبھی کوئی غلط کام ہو بھی جائے تو حد درجہ پیشان ہو کر پھر یہیش کے لیے تائب ہو جاتا ہے اور اپنے گناہ کے لیے استغفار میں منہک رہتا ہے۔

### ۳۹۔ بَابُ كَسْرِ الصَّلَبِ وَقَتْلِ الْخَنْزِيرِ كَاتُرُثُنَا وَرَبِّ خَزْرِيْرِ كَامَرَا

خلافت اسلامی سے جب غیر قومیں برپیکار ہوں اور اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے کوشش ہوں اور اللہ پاک مسلمانوں کو غلبہ نصیب کرے تو جعلی قوموں کے ساتھ ایسے برتاب جائز ہیں۔ اگر وہ عیسائی ہیں تو ان کے ساتھ یہ معاملہ کیا جائے گا۔ امن پسند غیر مسلموں اور ذمیوں کی جان مال اور ان کے مذہب کو اسلام نے پوری پوری آزادی عطا فرمائی ہے۔

(۲۶) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول کرم ﷺ نے فرمایا، قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک ابن مریم کا نزول ایک عادل حکمران کی حیثیت سے تم میں نہ ہو لے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے، سوروں کو قتل کر دیں گے اور جزپہ قبول نہیں کریں گے (اس دور میں) مال و دولت کی اتنی کثرت ہو جائے گی کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔

(۲۴۷۶) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ثَوْبَانٌ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزَلَ فِيْكُمْ ابْنُ مَرِيمٍ حَكَمًا مُفْسِطًا، فَيَنْسِرُ الصَّلَبَ، وَيَقْتَلُ الْخَنْزِيرَ، وَيَضْعِفُ الْجِزِيَّةَ، وَيَفْضِلُ الْمَالَ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ)). [راجح: ۲۲۲۲]

یہ نہایت صحیح اور مغلن حدیث ہے اور اس کے راوی سب ثقہ اور امام ہیں۔ اس میں صاف لفظوں میں یہ مذکور ہے کہ

قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ ﷺ دنیا میں نازل ہوں گے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور حق تعالیٰ نے ان کو زندہ آسمان کی طرف اٹھالیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

صلیب اور تثیث نصرانیوں کی مذہبی علامت ہے۔ حضرت عیسیٰ ﷺ آخر زمان میں آسمان سے دنیا میں آکر دینِ محمدی پر عمل کریں گے اور غیر اسلامی نشانات کو ختم کر دیں گے۔ اس باب کو منعقد کرنے اور اس حدیث کے یہاں لانے سے حضرت امام بخاری رض کی غرض یہ ہے کہ اگر کوئی صلیب کو توڑا لے یا سور کو مارا لے تو اس پر حمل نہ ہو گا۔ قسطلانی نے کہا کہ یہ جب ہے کہ وہ حربیوں کا مال ہو، اگر ذمی کامال ہو جس نے اپنی شرط سے اخراج نہ کیا ہو اور عذر پر قائم ہو تو ایسا کرنا درست نہیں ہے کیونکہ ذمیوں کے مذہبی حقوق اسلام نے قائم رکھے ہیں اور ان کی مال و جان اور مذہب کی حفاظت کے لیے پوری گارنی وی ہے۔

**۳۲- بَابُ هَلْ تُكْسِرُ الدَّنَانَ الَّتِي فِيهَا الْخَمْرُ، أَوْ تُخْرَقُ الرِّفَاقُ؟**

اگر کسی شخص نے بت، صلیب یا ستار یا کوئی بھی اس طرح کی چیز جس کی لکڑی سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہو توڑ دی؟ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت میں ایک ستار کا مقدمہ لایا گیا، جسے توڑ دیا تھا تو انسوں نے اس کا بدله نہیں دلوایا۔

(۷۷) ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع رض نے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ خیبر کے موقع پر دیکھا کہ آگ جلائی جا رہی ہے، آپ نے پوچھا یہ آگ کس لیے جلائی جا رہی ہے؟ صحابہ رض نے عرض کیا کہ گدھے (کا گوشت پکانے) کے لیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ برتن (جس میں گدھے کا گوشت ہو) توڑا اور گوشت پھینک دو۔ اس پر صحابہ بولے ایسا کیوں نہ کر لیں کہ گوشت تو پھینک دیں اور برتن دھولیں۔ آپ نے فرمایا کہ برتن دھولو۔

فَإِن كَسَرَ صَنَمًا أَوْ صَلَبًا أَوْ طَبُورًا أَوْ مَا لَا يَنْتَهُ بِخَشِبَةٍ وَأَتَى شَرِيفَةً فِي طَبُورِ كُسِيرٍ لَّمْ يَقْضِ فِيهِ بِشَنِيءٍ.

۲۴۷۷ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمِ الصَّحَافِ بْنُ مَخْلُدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنَ أَبِي عَيْنَةِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رَأَى يَزِيدَنَا تُوقَدُ يَوْمَ خَيْرٍ قَالَ: ((عَلَامُ تُوقَدَ هَذِهِ النَّيْرَانُ؟)) قَالُوا عَلَى الْخَمْرِ الْإِنْسَيَةِ. قَالَ: ((اَكْسِرُوهَا وَأَفْرِنُقُوهَا)). قَالُوا: أَلَا نُهْرِيقُهَا وَنَفْسِلُهَا؟ قَالَ: ((اغْسِلُوا)).

[اطرافہ فی : ۴۱۹۶، ۵۴۹۷، ۶۱۴۸، ۶۲۳۱، ۶۸۹۱]

**لَذْنَبِيَّ** پلے آپ نے سختی کے لیے ہانڈیوں کے توڑا لئے کا حکم دیا۔ پھر شاید آپ پر وہی آئی اور آپ نے ان کا دھوڑا نا بھی کافی سمجھا۔ اس حدیث سے امام بخاری رض نے یہ نکلا کہ حرام چیزوں کے ظروف کو توڑا نا درست ہے مگر وہ ظروف اگر ذمی غیر مسلموں کے ہیں تو یہ ان کے لیے نہیں ہے۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فان کان الا وعية بحیث یراق ما فیها فاذ اغسلت طہرت و انتفع بہا لم یجز اخلافها والا جاز (نیل)، یعنی اگر وہ برتن ایسا ہے کہ اس میں سے شراب گرا کر اسے دھویا جا سکتا ہے اور اس کا پاک ہوتا ممکن ہے تو اسے پاک کر کے اس سے فتح اٹھایا جا سکتا ہے اور اگر ایسا نہیں تو جائز نہیں پھر اسے تلف ہی کرنا ہو گا۔

(۲۳۷۸) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن الیخج نے بیان کیا، ان سے مجاہد نے بیان کیا، ان سے ابو معمر نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (فتح کمک کے دن جب) کمک میں داخل ہوئے تو خانہ کعبہ کے چاروں طرف تین سو سالہ بنت تھے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس سے آپ ان بتوں پر مارنے لگے اور فرمائے گئے کہ ”حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔“

٤٧٨ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي نُجَيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَغْفِرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلَاثَةَ وَسِتَّونَ نُصْبًا، فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بَعْدَ فِي يَدِهِ وَجَعَلَ يَقُولُ: ((هُجَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ)) الآية.

[طرفاہ فی: ۴۲۸۷، ۴۲۷۰].

**لشیخ** یہ بت کفار قریش نے مختلف نبیوں اور نیک لوگوں کی طرف منسوب کر کے بنائے تھے، حتیٰ کہ کچھ بت حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل طیہما الاسلام کی طرف بھی منسوب تھے۔ فتح کمک کے دن اللہ کے رسول ﷺ نے کعبہ شریف کو ان سے پاک کیا اور آج کے دن سے کعبہ شریف یہیش کے لئے بتوں سے پاک ہو گیا۔ الحمد للہ آج چودھویں صدی ختم ہو رہی ہے، اسلام بنت سے شیب و فراز سے گزارا ہے مگر، غفلہ تعالیٰ تطہیر کعبہ اپنی جگہ پر قائم دامم ہے۔

(۲۳۷۹) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ عمری نے، ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد قاسم نے اور ان سے عائشہ بنت خدا نے کہ انہوں نے اپنے مجرے کے سائبان پر ایک پردہ لٹکا دیا تھا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے (جب دیکھا تو) اسے اتار کر پھاڑا۔ (عائشہ بنت خدا نے بیان کیا کہ) پھر میں نے اس پر دے سے دو گدے بناؤا۔ وہ دونوں گدے گھر میں رہتے تھے اور نبی کریم ﷺ ان پر بیٹھا کرتے تھے۔

٤٧٩ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عَيَّاضٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ((أَنَّهَا كَانَتْ اتَّخَذَتْ عَلَى سَهْوَةِ لَهَا سِرَاً فِيهِ تَمَاثِيلَ، فَهَكَّةَ النَّبِيُّ ﷺ، فَاتَّخَذَتْ مِنْهُ نُمْرُقَيْنِ، فَكَانَتِ فِي الْبَيْتِ يَجْلِسُ عَلَيْهِمَا)).

[اطراfe فی: ۵۹۰۴، ۵۹۰۵، ۶۱۰۹].

مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنے گھروں میں جاندار تصاویر کے ایسے پر دے غلاف وغیرہ نہ رکھیں بلکہ ان کو ختم کر ڈالیں۔ یہ شرعاً و قانوناً بالکل ناجائز ہیں۔

### باب جو شخص اپنامال بچانے کے لیے لڑے

(۲۳۸۰) ہم سے عبد اللہ بن یزید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید بن ابی ایوب نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے ابوالاسود نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما

٣٣ - بَابُ مَنْ قَاتَلَ ذُونَ مَالِهِ

٤٨٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ - هُوَ أَبْنُ أَبِي أَيُوبَ - قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَبْدِ

نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا گیا، وہ شہید ہے۔

کیونکہ وہ مظلوم ہے، نسائی کی روایت میں یوں ہے اس کے لئے جنت ہے۔ اور تندی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور جو اپنی جان بچانے میں مارا جائے اور جو اپنے گھر والوں کو بچانے میں مارا جائے یہ سب شہید ہیں۔ آج کل اطراف عالم میں جو صدماں مسلمان تاحد قتل کیے جا رہے ہیں۔ وہ سب اس حدیث کی رو سے شہیدوں میں داخل ہیں۔ کیونکہ وہ محض مسلمان ہونے کے جرم میں قتل کیے جا رہے ہیں انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

### باب جس کسی شخص نے کسی دوسرے کا پیالہ یا کوئی اور چیز توڑ دی ہو تو کیا حکم ہے؟

(۲۳۸۱) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے مجی بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے انس بن شہنشاہ نے کہ نبی کریم ﷺ ازواج مطہرات میں سے کسی ایک کے پیالہ تشریف رکھتے تھے۔ امہات مومنین میں سے ایک نے وہیں آپ کے لئے خادم کے ہاتھ ایک پیالے میں کچھ کھانے کی چیز بھجوائی۔ انہوں نے ایک ہاتھ اس پیالے پر مارا، اور پیالہ (گر کر) نٹ گیا۔ آپ نے پیالے کو جوڑا اور جو کھانے کی چیز تھی اسے اس میں دوبارہ رکھ کر صحابہ سے فرمایا کہ کھاؤ۔ آپ ﷺ نے پیالہ لانے والے (خادم) کو روک لیا اور پیالہ بھی نہیں بھیجا۔ بلکہ جب (کھانے سے) سب فارغ ہو گئے تو دوسرا اچھا پیالہ بھجوایا اور جو نٹ گیا تھا اسے نہیں بھجوایا۔ ابن الی مریم نے بیان کیا کہ ہمیں مجی بن ایوب نے خبر دی، ان سے حمید نے بیان کیا، ان سے انس بن شہنشاہ نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ نے۔

ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے۔ اور دارقطنی اور ابن ماجہ کی روایت میں خصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے اور طبرانی کی روایت میں امام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اور ابن حزم کی روایت میں زینب رضی اللہ عنہا کا احتمال ہے کہ یہ واقعہ کئی بار ہوا ہو۔ حافظ نے کہا کہ مجھ کو اس لوئڈی کا نام معلوم نہیں ہوا۔ حدیث اور باب کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کا کوئی پیالہ کوئی توڑ دے تو اس کو اس کی جگہ دوسرا صحیح پیالہ واپس کرنا چاہیے۔

### باب اگر کسی نے کسی کی دیوار گردی تو اسے وہ وسی ہی بنوانی ہوگی

اللَّهُ بْنُ عَمْرُو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ)).

### ٣٤- بَابُ إِذَا كَسَرَ قَصْنَةً أَوْ شَيْئًا لِغَيْرِهِ

٢٤٨١ - حَدَّثَنَا مُسَدِّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْتَى بْنُ مَعْنَى بْنُ حَمِيمٍ عَنْ أَنَّسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ، فَلَازَلَتْ إِذْنَى أَمْهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ مَعَ خَادِمٍ بِقَصْنَةٍ فِيهَا طَعَامٌ، فَضَرَبَتْ بِيَدِهَا فَكَسَرَتِ الْقَصْنَةَ، فَبَقِيمَهَا وَجَعَلَ فِيهَا الطَّعَامَ وَقَالَ: ((كُلُوا)). وَحَبَسَ الرَّسُولُ وَالْقَصْنَةَ حَتَّى فَرَغُوا، فَدَفَعَ الْقَصْنَةَ الصَّحِيقَةَ وَحَبَسَ الْمَنْكُسُورَةَ)). وَقَالَ أَبْنُ أَبِي مَرِيمٍ: أَخْبَرَنَا يَحْتَى بْنُ أَبْيَوبَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمِيمٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَّسَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [طرفة في: ٥٢٢٥].

### ٣٥- بَابُ إِذَا هَدَمَ حَائِطًا فَلَيْسَ مِثْلَهِ

اس مسئلہ میں مالکیہ کا اختلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ دیوار کی قیمت دینی چاہیے۔ مگر امام بخاریؓ نے جس روایت سے دلیل لی وہ اس پر منی ہے کہ اگلی شریعتیں ہمارے لیے جوت ہیں جب ہماری شریعت میں ان کے خلاف کوئی حکم نہ ہو اور اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔

۲۴۸۲ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ

حازم نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے

نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں اسرائیل میں ایک صاحب تھے جن

کام جرتی تھا۔ وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کی والدہ آئیں اور انہیں

پکارا۔ انہوں نے جواب نہیں دیا۔ سوچتے رہے کہ جواب دوں یا نماز

پڑھوں۔ پھر وہ دوبارہ آئیں اور (غصے میں) بد دعا کر گئیں، اے اللہ!

اسے موت نہ آئے جب تک کسی بد کار عورت کا منہ نہ دیکھے۔

جرتیج اپنے عبادت خانے میں رہتے تھے۔ ایک عورت نے (جو جرتیج

کے عبادت خانے کے پاس اپنے مویشی چ رکھتی تھی اور فاٹھے تھی)

کہا کہ جرتیج کو فتنہ میں ڈالے بغیر نہ رہوں گی۔ چنانچہ وہ ان کے

سامنے آئی اور گفتگو کرنی چاہی۔ لیکن انہوں نے منہ پھیر لیا۔ پھر وہ

ایک چروائی کے پاس گئی اور اپنے جسم کو اس کے قابو میں دے دیا۔

آخر لڑکا پیدا ہوا، اور اس عورت نے الزام لگایا کہ یہ جرتیج کا لڑکا

ہے۔ قوم کے لوگ جرتیج کے یہاں آئے اور ان کا عبادت خانہ توڑ

دیا۔ انہیں باہر نکلا اور کالیاں دیں۔ لیکن جرتیج نے وضو کیا اور نماز

پڑھ کر اس لڑکے کے پاس آئے۔ انہوں نے اس سے پوچھا بچے!

تم سارا باپ کون ہے؟ پچھے (خدا کے حکم سے) بول پڑا کہ چروایا! (قوم

خوش ہو گئی اور) کہا کہ ہم آپ کے لئے سونے کا عبادت خانہ بنوا

دیں۔ جرتیج نے کہا کہ میرا گھر تو مٹی ہی سے بنے گا۔

**لشیخ** حدیث جرتیج حضرت امام بخاریؓ کی جگہ لائے ہیں اور اس سے عقلف مسائل کا استنباط فرمایا ہے۔ یہاں آپ یہ ثابت فرمائے کے لیے یہ حدیث لائے کہ جب کوئی شخص یا اشخاص کسی کی دیوار تاخن گرا دیں تو ان کو وہ دیوار پہلی ہی دیوار کے مثل بنا لی لازم ہوگی۔

جرتیج کا واقعہ مشور ہے۔ ان کے دین میں مال کی بات کا جواب دینا بحالت نماز بھی ضروری تھا، مگر حضرت جرتیج نماز میں مشغول رہے، تھی کہ ان کی والدہ نے تھا ہو کر ان کے حق میں بد دعا کر دی، آخر ان کی پاک دامنی ثابت کرنے کے لئے اللہ پاک نے اسی ولد لڑکا بچے کو گویا کی دی۔ حالانکہ اس کے بولنے کی عمر نہ تھی۔ مگر اللہ نے حضرت جرتیج کی دعا قبول کی اور اس بچے کو بولنے کی طاقت بخشی۔ قسطلانی نے کہا کہ اللہ نے چہ بچوں کو کم سنی میں بولنے کی قوت عطا فرمائی۔ ان میں حضرت یوسف ﷺ کی گواہی دینے

والا پچھہ اور فرعون کی بیٹی کی مخلانی کا لڑکا اور حضرت عیسیٰ ﷺ اور صاحب جرجع اور صاحب اندود اور بنی اسرائیل کی ایک عورت کا بینا جس کو وہ دودھ پلا رہی تھی۔ اچانک ایک شخص جاہ و حشم کے ساتھ گزرا اور عورت نے پیچے کے لئے دعا کی کہ اللہ میرے پیچے کو بھی ایسی ہی قسم والا بنائیو۔ اس شیر خوار پیچے نے فوراً کما، الی! مجھے ایسا نہ بناو۔ کہتے ہیں کہ حضرت بیٹی ﷺ نے بھی کم سنی میں باشیں کی ہیں۔ تو کل سات پیچے ہوں گے۔

ترجیح باب اس سے لکھا ہے کہ حضرت جرجع نے اپنا گھر میں ہی کی پہلی حالت کے لائق بوانے کا حکم دیا۔ حدیث سے یہ بھی لکھا کہ ماں کی دعا اپنی اولاد کے لیے ضرور قبول ہوتی ہے۔ ماں کا حق باپ سے تین حصے زیادہ ہے۔ جو بُوکے لڑکی ماں کو راضی رکھتے ہیں وہ دنیا میں بھی خوب بھللتے چھولتے ہیں اور آخرت میں بھی نجات پاتے ہیں اور ماں کو ناراض کرنے والے ہمیشہ دکھ اٹھاتے ہیں۔ تجھے اور مشاہدہ سے اس کا بات کچھ ثبوت موجود ہے۔ جس میں تک و شہر کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

ماں کے بعد باپ کا درجہ بھی کچھ کم نہیں ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں عبادت اللہ کے لئے حکم صادر فرمائے کے بعد (وَإِلَوَالَّذِينَ إِخْسَانًا) (البقرة: ۸۳) کے لفظ استعمال کیے گئے ہیں۔ کہ اللہ کی عبادت کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ یہاں تک کہ (فَلَا تَقْلِيل لِهِمَا فَوْلَا كَلِيل لِهِمَا فَوْلَا كَرِيمَا وَأَخْفَضْ لِهِمَا جَنَاحَ النَّذْلِ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبْ أَرْحَمَهُمَا كَمَا رَبَيَانِي صَغِيرَا) (بنی اسرائیل: ۲۲) یعنی ماں باپ زندہ موجود ہوں تو ان کے سامنے اف بھی نہ کرو اور نہ انسیں ڈانتو ڈپٹو بلکہ ان سے نرم نرم میٹھی میٹھی باشیں جو رحم و کرم سے بھر پور ہوں کیا کرو اور ان کے لیے رحم و کرم والے بانزو بچھا دیا کرو وہ بازو جوان کے احترام کے لیے عاجزی اکساری کے لیے ہوئے ہوں اور ان کے حق میں یوں دعائیں کیا کرو کہ پروردگار! ان پر اسی طرح رحم فرمائیو جیسا کہ بچپن میں انہوں نے مجھ کو اپنے رحم و کرم سے پرداں پڑھایا۔

ماں باپ کی خدمت 'اطاعت' فرمانبرداری کے بارے میں بہت سی احادیث مردی ہیں جن کا نقل کرنا طوالت ہے۔ خلاصہ یہی ہے کہ اولاد کا فرض ہے کہ والدین کی نیک دعائیں ہمیشہ حاصل کرے۔

حضرت جرجع کے واقعہ میں اور بھی بہت سی عبرتیں ہیں۔ سمجھنے کے لیے نور بیسیرت درکار ہے، اللہ والے دنیا کے جھمیلوں سے دور رہ کر شب و روز عبادت اللہ میں مشغول رہنے والے بھی ہوتے ہیں اور وہ دنیا کے جھمیلوں میں رہ کر بھی یاد خدا سے غافل نہیں ہوتے۔ نیز جب بھی کوئی حادثہ سامنے آئے صبر و استقلال کے ساتھ اسے برداشت کرتے اور اس کا نتیجہ اللہ کے حوالے کرتے ہیں۔ ہماری شریعت کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر کوئی شخص نفل نماز کی نیت پاندھے ہوئے ہو اور حضرت رسول کرم ﷺ اسے پکاریں تو وہ نماز توڑ کر خدمت میں حاضری دے۔ آج کل اولاد کے لیے یہی حکم ہے۔ نیزی یوں کے لیے بھی کہ وہ خاوند کی اطاعت کو نفل نمازوں پر مقدم جانے۔ وہاں اللائق۔

## ۲۷۔ کتاب الشرکۃ

# کتاب شرکت کے مسائل کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ

## باب کھانے اور سفر خرچ اور اسباب میں

شرکت کا بیان

اور جو چیزیں نالی یا اولی جاتی ہیں تجھیں سے باشنا یا مٹھی بھر ہر کر تقسیم کر لینا، کیونکہ مسلمانوں نے اس میں کوئی مضائقہ نہیں خیال کیا کہ مشترک زاد سفر (کی مختلف چیزوں میں سے) کوئی شریک ایک چیز کھانے اور دوسرا دوسرا چیز، اسی طرح سونے چاندی کے بدلت بن تو لے ڈھیر لگا کر بانٹنے میں، اسی طرح دودو کھجور اٹھا کر کھانے میں۔

(۲۳۸۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا تم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں وہب بن کیمان نے اور انہیں جابر بن عبد اللہ بن عیاش نے کہ رسول اللہ ﷺ نے (رجب ۷ھ میں) ساحل بحر کی طرف ایک لٹکر بھیجا، اور اس کا امیر ابو عبیدہ بن جراح بن شٹو کو بھیلا، فوجیوں کی تعداد تین سو تھی اور میں بھی ان میں شریک تھا، ہم نکلے اور ابھی راستے ہی میں تھے کہ تو شرختم ہو گیا، ابو عبیدہ بن شٹو نے حکم دیا کہ تمام فوجی اپنے تو شے (جو کچھ بھی باقی رہ گئے ہوں) ایک جگہ جمع کر دیں، سب کچھ جمع کرنے کے بعد کھجوروں کے کل دو تیلے ہو سکے اور روزانہ ہمیں اسی میں سے تھوڑی تھوڑی کھجور کھانے کے لئے ملنے لگی: جب اس کا بھی اکثر حصہ ختم ہو گیا تو ہمیں صرف ایک ایک کھجور ملتی رہی۔ میں (وہب بن کیمان) نے جابر بن شٹو سے کہا کہ بھلا ایک کھجور سے کیا ہوتا ہو گا؟ انہوں نے بتایا کہ اس کی قدر ہمیں اس

## ۱۔ بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الطَّعَامِ وَالنَّهِيِّ وَالْغُرُوضِ

وَكَيْفَ قِسْمَةً مَا يَكَانُ وَيَوْزُنُ؟ مَجَازَةً  
أَوْ قَبْضَةً قَبْضَةً، لِمَا لَمْ يَرَ الْمُسْلِمُونَ فِي  
النَّهِيِّ بَاسَأَ أَنْ يَأْكُلَ هَذَا بَعْضًا وَهَذَا  
بَعْضًا، وَكَذَلِكَ مَجَازَةً الدَّهَبَ وَالْفِضَّةَ،  
وَالْقُرْآنُ فِي التَّفْرِيْرِ.

۲۴۸۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ  
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ  
جَابِرٍ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ  
قَالَ: ((بَعْثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَعْثًا قَبْلَ  
السَّاحِلِ، فَأَمَرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عَيْنَةَ بْنَ  
الْجَرَّاجَ، وَهُمْ ثَلَاثَةٌ وَأَنَا فِيهِمْ  
لَهُرَاجًا، حَتَّى إِذَا كَتَبَ بَعْضُ الظَّرِيقِ فِي  
الْوَادِ، فَأَمَرَ أَبَا عَيْنَةَ بِأَزْوَادِ ذَلِكَ الْجِنِّيِّ  
لِجَمْعِ ذَلِكَ كُلُّهُ، فَكَانَ مِزْوَدِي تَغْرِي،  
فَكَانَ يَقْوُتُهَا كُلُّ يَوْمٍ قَلِيلًاً قَلِيلًاً، حَتَّى  
فَتَبَيَّنَ لِي أَنَّهُ يَصْبِيَنَا إِلَّا تَمَرَّةً تَمَرَّةً، -  
فَقُلْتُ: وَمَا تَفْنِي تَمَرَّةً؟ فَقَالَ: لَقَدْ وَجَدْنَا

وقت معلوم ہوئی جب وہ بھی ختم ہو گئی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ آخر ہم سمندر تک پہنچ گئے۔ اتفاق سے سمندر میں ہمیں ایک ایسی محفلی مل گئی جو (اپنے جسم میں) پیار کی طرح معلوم ہوتی تھی۔ سارا لشکر اس محفلی کو اخبارہ تک کھاتا رہا۔ پھر ابو عبیدہ بن شہر نے اس کی دونوں پیسوں کو کھڑا کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد اونٹوں کو ان کے تلے سے چلنے کا حکم دیا۔ اور وہ ان پیسوں کے نیچے سے ہو کر گزرے۔ لیکن اونٹ نے ان کو چھوڑا تک نہیں۔

فَقَدْهَا حِينَ فَيَتَ - قَالَ: ثُمَّ أَنْهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ، فَإِذَا حَوَتْ مِثْلُ الظُّرُبِ، فَأَكَلَهُنَّهُ ذَلِكَ الْجَيْشُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً. ثُمَّ أَمْرَ أَبُو عَبِيدَةَ بِضَلْعَيْنِ مِنْ أَصْلَاعِهِ فَنَصَبَهُ، ثُمَّ أَمْرَ بِرَاجِلَةَ فَوْجِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا، فَلَمْ تُصِبْهُمَا).

[اطرافہ فی : ۲۹۸۳، ۴۳۶۰، ۴۳۶۱، ۵۴۹۳، ۴۳۶۲]

ترجمہ باب اس سے تلاکہ حضرت ابو عبیدہ بن شہر نے ساری فوج کا تشریف ایک جگہ جمع کرالیا۔ پھر اندازے سے تھوڑا تھوڑا سب کو دیا جانے لگا۔ سفر خرج کی شرکت اور اندازے سے اس کی تقسیم ہوتی ہوئی۔

(۲۳۸۳) ہم سے بشر بن مرحوم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبیدہ نے اور ان سے سلمہ بن شہر نے بیان کیا کہ (غزوہ ہوازن میں) لوگوں کے تو شے ختم ہو گئے اور فقر و محتاجی آگئی، تو لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اپنے اونٹوں کو ذبح کرنے کی اجازت لینے (تاکہ انہیں کے گوشت سے پیٹ بھر سکیں) آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ راستے میں حضرت عمر بن شہر کی ملاقات ان سے ہو گئی تو انہیں بھی ان لوگوں نے اطلاع دی۔ عمر بن شہر نے کہا کہ اونٹوں کو کاش ڈالو گے تو پھر تم کیسے زندہ رہو گے۔ چنانچہ آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا، یا رسول اللہ! اگر انہوں نے اونٹ بھی ذبح کر لیے تو پھر یہ لوگ کیسے زندہ رہیں گے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اچھا، تمام لوگوں میں اعلان کر دو کہ ان کے پاس جو کچھ تو شے نج رہے ہیں وہ لے کر بیساں آجائیں۔ اس کے لئے ایک چڑے کا دستر خوان بچھارا گیا۔ اور لوگوں نے تو شے اسی دستر خوان پر لا کر رکھ دیئے۔ اس کے بعد رسول کریم ﷺ اٹھے اور اس میں برکت کی دعا فرمائی۔ اب آپ نے پھر سب لوگوں کو اپنے اپنے برتوں کے ساتھ بلایا۔ اور سب نے دونوں ہاتھوں سے تو شے اپنے برتوں میں بھر لیے۔ جب سب لوگ

٤٤٨٤ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَرْحُومٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدِ بْنِ أَبِي عَبِيدَةَ عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَفَّتْ أَرْوَادُ الْقَوْمَ وَأَمْلَقُوا، فَلَتَوَّ النَّبِيُّ ﷺ فِي نَحْرٍ إِلَيْهِمْ فَأَذَنَ لَهُمْ، فَلَقِيَهُمْ عَمَرٌ فَأَخْبَرَهُمْ فَقَالَ: مَا بَقَاؤُكُمْ بَعْدَ إِبْلِكُمْ؟ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا بَقَاؤُهُمْ بَعْدَ إِبْلِكُمْ؟ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَا نَادِيَ فِي النَّاسِ يَأْتُونَ بِفَضْلٍ أَرْوَادِهِمْ). قَبِيسَ لِذَلِكَ نِطْعَ وَجَعْلُوهُ عَلَى النِّطْعِ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَبَرَكَ عَلَيْهِ، ثُمَّ دَعَاهُمْ بِأَوْعِيَهُمْ فَاخْتَنَى النَّاسُ حَتَّى فَرَغُوا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ). [طرفة فی: ۲۹۸۲].

بھر چکے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں گوہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبد نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں۔"

**تشریح** اس حدیث میں ایک اہم ترین مجرمہ نبوی کا ذکر ہے کہ اللہ نے اپنی قدرت کی ایک عظیم نشانی اپنے پیغمبر ﷺ کے ہاتھ پر ظاہر کی۔ یا تو وہ تو شہ اتنا کم تھا کہ لوگ اپنی سواریاں کانٹے پر آمادہ ہو گئے۔ یا وہ اس قدر بڑھ گیا کہ فراغت سے ہر ایک نے اپنی خواہش کے موافق بھر لیا۔ اس قسم کے مجرمات آنحضرت ﷺ سے کئی بار صادر ہوئے ہیں۔ ترجمہ باب اس سے لکھتا ہے کہ آپ نے سب کے تو شے اکٹھا کرنے کا حکم فرمایا۔ پھر ہر ایک نے یوں ہی اندازے سے لے لیا، آپ نے قول ماپ کر اس کو تقسیم نہیں کیا۔ حدیث اور باب کی مطابقت کے سلسلہ میں شارحین بخاری لکھتے ہیں۔ و مطابقہ للترجمہ تو خذ من قوله فیاتون بفضل ازوادهم ومن قوله فدعا و برک عليه فان فيه جمع ازوادهم وهو في معنى الهدى و دعاء النبي صلى الله عليه وسلم فيها بالبركة (عینی) یعنی حدیث اور باب میں مطابقت لفظ فیاتون الخ سے ہے کہ ایسے موقع پر ان سب نے اپنے قاتلو تو شے لا کر جمع کر دیئے اور اس قول سے کہ آنحضرت ﷺ نے اس میں برکت کی دعا فرمائی۔ یہاں ان کے تو شے جمع کرنا مذکور ہے اور وہ نہد کے سنتے میں ہے یعنی اپنے اپنے حصے برابر بر لارا کر جمع کر دیتا۔ اور اس میں آنحضرت ﷺ کا برکت کے لیے دعا فرمانا۔ لفظ نہد یا نہد آگے بڑھنا "نمودار ہوتا" مقابل ہوتا، ظاہر ہوتا، بڑا کرنا کے معنی میں ہے۔ اسی سے لفظ تناہد ہے۔ جس کے معنی سفر کے سب رفیقوں کا ایک معین روپیہ یا راشن تو شے جمع کرنا کہ اس سے سفر کی خوردنی ضروریات کو مساوی طور پر پورا کیا جائے یہاں ایسا ہی واقعہ مذکور ہے۔

۲۴۸۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ (۲۳۸۵) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان، انہوں نے کہا ہم سے او زاعی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابوالنجاشی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ کر اونٹ ذبح کرتے، انسیں دس حصوں میں تقسیم کرتے اور پھر سورج غروب ہونے سے پہلے ہی ہم اس کا پکا ہوا گوشت بھی کھایتے۔

**تشریح** حَدَّثَنَا الأوزاعيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّجَاشِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((كَمَا نَصَّلَيْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعَصْرَ فَتَسْخِرْ جَزْرُوا فَتَقْسِمُ عَشْرَ قَسْمًا، فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيجًا قَبْلَ أَنْ تَغْرِبَ الشَّمْسُ)).

**تشریح** اس حدیث سے لکھتا ہے کہ آپ ﷺ عصر کی نماز ایک مش پر پڑھا کرتے تھے ورنہ دو مشل سایہ پر جو کوئی عصر کی نماز پڑھے گا تو اتنے وقت میں اس کے لیے یہ کام پورا کرنا مشکل ہے۔ اس حدیث سے باب کامطلب یوں لکھتا ہے کہ اونٹ کا گوشت یوں اندازے سے تقسیم کیا جاتا تھا۔ (وحیدی)

۲۴۸۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادٌ بْنُ أَسَمَّةَ عَنْ بُرَيْدَةِ عَنْ أَبِي بُرَيْدَةِ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الْأَشْعَرِيَّنِ إِذَا أَرْمَلُوا فِي الْفَزْوِ أَزْ قَلْ طَعَامٌ عَيَالَهُمْ بِالْمَدِينَةِ جَمَعُوا مَا كَانُ عِنْدَهُمْ فِي ثَوْبٍ وَأَجْدَبٍ، ثُمَّ افْتَسَمُوا

بِيَنَهُمْ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسُّوَيْةِ، فَهُمْ مِنِي  
برتن سے برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ پس وہ میرے ہیں اور میں ان کا  
وَأَنَا مِنْهُمْ)).

یعنی وہ خاص میرے طریق اور میری سنت پر ہیں۔ اور میں ان کے طریق پر ہوں۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ سفر یا حضرت میں تو شوں  
کا مال لیتا اور برابر برابر بانت لیتا مستحب ہے۔ باب کی حدیث سے مطابقت ظاہر ہے۔ و مطابقه للترجمہ توحذ من قوله جمعوا ما كان  
عندهم في ثوب واحد ثم اقسموه بينهم (عدمه القاری)

### باب جمال دو سماجیوں کے ساتھے کا ہو وہ زکوٰۃ میں ایک دوسرے سے برابر برابر مجرما کر لیں

(۲۳۸۷) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن شنی نے بیان کیا، انسوں نے کہا  
کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ مجھ سے ثماد  
بن عبد اللہ بن انس نے بیان کیا، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان  
کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے فرض زکوٰۃ کا بیان تحریر کیا  
تحاگر رسول اللہ ﷺ نے مقرر کی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ جب کسی  
مال میں دو آدمی سماجی ہوں تو وہ زکوٰۃ میں ایک دوسرے سے برابر  
برابر مجرما کر لیں۔

### ۲- بَابُ مَا كَانَ مِنْ خَلِيلِنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعانِ بَيْنَهُمَا بِالسُّوَيْةِ فِي الصَّدَقَةِ

۲۴۸۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
الْمُتَشَّنِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي  
ثَمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسِ أَنَّ أَنَسًا  
حَدَّثَهُ: ((أَنَّ أَبَابِكْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ  
لَهُ فَرِيقَةً الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ قَالَ: وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيلِنِ فَإِنَّهُمَا  
يَتَرَاجَعانِ بَيْنَهُمَا بِالسُّوَيْةِ)).

[راجع: ۱۴۴۸]

جب زکوٰۃ کیا مال دو یا تین سماجیوں میں مشترک ہو۔ یعنی سب کا سماجھا ہو اور زکوٰۃ کا تحصیلدار ایک سماجھی سے کل زکوٰۃ وصول کر  
لے تو وہ دوسرے سماجیوں کے حصے کے موافق ان سے مجرما لے اور زکوٰۃ کے اوپر دوسرے خرچوں کا بھی قیاس ہو سکے گا۔ پس اس  
طرح سے اس حدیث کو شرکت سے تعلق ہوا۔

### باب بکریوں کا بانٹنا

(۲۳۸۸) ہم سے علی بن حکم انصاری نے بیان کیا، کہا ہم سے  
ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسروق نے، ان سے عبایہ بن  
رفاعہ بن رافع بن خدیج بن خثیر نے اور ان سے ان کے وادا (رافع بن  
خدیج بن خثیر) نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام  
ذوالحیفہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ لوگوں کو بھوک لگی۔ ادھر (غیمت  
میں) اونٹ اور بکریاں ملی تھیں۔ انسوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ  
لٹکر کے پیچھے کے لوگوں میں تھے۔ لوگوں نے جلدی کی اور (تقسیم سے  
پہلے ہی) اذخ کر کے ہاتھیاں چڑھا دیں۔ لیکن بعد میں نبی کریم ﷺ نے

### ۳- بَابُ قِسْمَةِ الْغَنِيمَةِ

۲۴۸۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ  
الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سَعِيدِ  
بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ  
بْنِ خَدِيفَجَ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: ((كُنَا مَعَ النَّبِيِّ  
ﷺ بِدِي الْحَنِيفَةِ، فَأَصَابَ النَّاسَ جُونَغٌ،  
فَأَصَابُوا إِيلَاءً وَغَنِيمَةً قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ  
ﷺ فِي أَخْرَيَاتِ الْقَوْمِ، فَعَجَلُوا وَذَبَحُوا  
وَنَصَبُوا الْقَدُورَ، فَأَقْمَرَ النَّبِيُّ  
ﷺ بِالْقَدُورِ))

فَأَكْفَنَتْ، ثُمَّ قَسَمَ، فَعَدَلَ عَشْرَةً مِنَ الْفَتَنِ  
بِعَيْرٍ، فَدَدَ مِنْهَا بَعْيَرٍ، فَطَلَبُوهُ فَأَعْيَاهُمْ،  
وَكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيرَةٌ، فَأَهْوَى  
رَجُلٌ مِنْهُمْ بِسَهْمٍ فَحَجَسَهُ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ:  
إِنَّ لِهَذِهِ النَّهَائِمِ أَوَابِدٌ كَوَابِدُ الْوَخْشِ،  
فَمَا غَلَبْكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا، فَقَالَ  
جَدِّي: إِنَا نَرْجُوا - أَوْ نَخَافُ - الْعَدُوَّ  
غَدَاء، وَلَيْسَتْ مُدَى، أَفَنَذَبْ بِالْفَصَبْ؟  
قَالَ: مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ  
فَكُلُّهُ، لَيْسَ السُّنْنَ وَالظُّفُرُ، وَسَاحِدُكُمْ  
عَنْ ذَلِكَ: أَمَّا السُّنْنُ فَفَطِمْ، وَأَمَّا الظُّفُرُ  
فَمُدَى الْحَبَشَةِ).

[اطرافہ فی: ۲۵۰۷، ۳۰۷۵، ۵۴۹۸،  
۵۰۰۳، ۵۰۰۶، ۵۰۰۹، ۵۵۴۳]  
[۵۵۴۴]

**لَئِنْ شَرِحْ** وہ ناخن ہی سے جانور کا نتھیے ہیں تو ایسا کرنے میں ان کی مشاہدت ہے۔ امام نووی رضی اللہ عنہ نے کماک ناخن خواہ بدن میں لگا ہوا  
ہوا ہو یا جدا کیا ہوا ہو، پاک ہو یا بخس کی حالت میں اس سے ذبح کا نتھیے نہیں۔ ترجیح باب کی مطالیقت ظاہر ہے کہ آخرت  
نتھیے میں دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر کیا۔ ہاتھیوں کو اس لیے اونڈھا کر دیا گیا کہ ان میں جو گوشت پکایا جا رہا تھا وہ ناجائز تھا۔ نے  
کھانا مسلمانوں کے لیے حلال نہ تھا۔ لہذا آپ ﷺ نے ان کا گوشت ضائع کر دیا۔ دیوبندی حنفی ترجیح بخاری میں یہاں کھا گیا ہے کہ  
”ہاتھیوں کے لاث دینے کا مطلب یہ کہ (یعنی تقسیم کرنے کیلئے ان سے گوشت نکال لیا گیا)۔ (دیکھو تفصیل البخاری دیوبندی ص ۱۳۲ پ ۹)

یہ مفہوم کتنا غلط ہے۔ اس کا اندازہ حاشیہ صحیح بخاری شریف مطبوعہ کراچی جلد اول ص ۳۳۸ کی عبارت ذیل سے لگایا جاسکتا  
ہے۔ **عَنْ صَاحِبِ جَوْعَلِيِّ حَنْفِيِّ هِيَ هُنَّ فَرَمَّاَتِ هِيَ**۔ فاکفت ای القلب و رمت واریق مافیها و هو من الاکفاء قيل العاامر بالاکفاء لانهم  
ذبحوا الغنم قبل ان یقسم فلم یطبع له بذلك لیعنی ان ہاتھیوں کو اٹا کر دیا گیا، کر دیا گیا اور جوان میں تھادہ سب بلود دیا گیا۔ حدیث کا  
لفظ اکفت مصدر اکفاء سے ہے۔ کما گیا ہے کہ آپ نے ان کے گرانے کا حکم اس لیے صادر فرمایا کہ انہوں نے بکریوں کو مل نہیت  
کے تقسیم ہونے سے پلے ہی ذبح کر ڈال تھا۔ آپ ﷺ کو ان کا یہ فعل پسند نہیں آیا۔ اس تحریک سے صاف ظاہر ہے کہ دیوبندی حنفی  
ذکورہ مفہوم بالکل غلط ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب دودو سمجھو ریں ملا کر کھانا کسی شریک کو جائز نہیں جب

۴ - بَابُ الْقُرْآنِ فِي التَّفْرِيْقِ

### تک دوسرے ساتھ والوں سے اجازت نہ لے

(۲۳۸۹) ہم سے خلاد بن یحیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم سے جبلہ بن حیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ نبی کرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا تھا کہ کوئی شخص اپنے ساتھیوں کو اجازت کے بغیر (دسترخان پر) دو دو کھجور ایک ساتھ ملا کر کھائے۔

(۲۳۹۰) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے جبلہ نے بیان کیا کہ ہمارا قیام مدینۃ میں تھا اور ہم پر قحط کا دور دورہ ہوا۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما میں کھجور کھانے کے لیے دیتے تھے اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے گزرتے ہوئے یہ کہ جیسا کرتے تھے کہ دو دو کھجور ایک ساتھ ملا کرنہ کھانا کیونکہ نبی کرم نے اپنے دوسرے ساتھی کی اجازت کے بغیر ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

### الشُّرْكَاءِ حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُ أَصْحَابَهُ

۲۴۸۹ - حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَىٰ قَالَ حَدَّثَنَا سُفيَّانُ ثُورَىٰ قَالَ حَدَّثَنَا جَبَّلُهُ بْنُ سُعْدِيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: ((نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَقْرَءَ الرَّجُلُ بَنَنَ التَّمْرَيْنِ جَمِيقًا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَهُ)). [راجح: ۲۴۵۵]

۲۴۹۰ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَّةُ عَنْ جَبَّلَةَ قَالَ: ((كَتَبَ بِالْمَدِينَةِ فَاصَّابَتْهَا سَنَةٌ، فَكَانَ ابْنُ الرَّمِيزِ يَرْزُقُهَا التَّمْرَ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَمْرُّ بِنَاهِيَةِ قَيْقَوْنَىٰ تَقْرَئُوا، فَلَمَّا نَهَى النَّبِيُّ ﷺ نَهَى عَنِ الْإِقْرَانِ، إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ أَحَادِهِ)).

[راجح: ۲۴۵۵]

الحمد للہ نوال پارہ ختم ہوا۔